سسپنس ڈائجسٹ کی کہانی
دیوتا
بائیسواں حصہ

اس کی اتنی جرأت نہیں تھی کہ یہ معلوم کرنے سونیا کے دماغ میں جاتا۔ وہ بڑی پُراسرار اور مکار سمجھی جاتی تھی۔ غیر معمولی صلاحیتیں رکھنے والے دشمن بھی اس سے کترانے میں اپنی سلامتی سمجھتے تھے۔ یہ بات عام ہو چکی تھی کہ پارس آج کل بہت پینے لگا ہے۔ شام کے بعد اکثر مدہوش رہتا ہے۔ اس کے دماغ میں آسانی سے جگہ مل سکتی تھی۔ جب ماریہ کو جھیل والے اڈے میں پہنچا دیا گیا تو وہ معلومات حاصل کرنے کے لیے پارس کے پاس آگیا۔

اس نے سب سے پہلے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ پارس اس کی موجودگی کو سمجھ رہا ہے یا نہیں؟ انسان خواہ کتنی ہی چوری سے سوچے، خیال خوانی کرنے والے اُس سوچ کو پڑھ لیتے ہیں۔ لیکن جناب شیخ الفارس نے اُس پر عمل کیا تھا۔ اپنی روحانی قوتوں کے ذریعے اس کے دماغ کو بھول بھلیاں بنا دیا تھا۔ کوئی بھی خیال خوانی کرنے والا اُس کے دماغ میں پہنچتے ہی یہ معلوم کرتا کہ پارس کو شراب نے دماغی طور پر کمزور بنا دیا ہے۔ وہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ باپ کی موت، ثنینی کی خودکشی اور رجوجو کے اغوا نے اُسے توڑ دیا ہے۔ اب وہ منفی انداز میں سوچنے لگا ہے۔

پارس کے دماغ میں پہنچنے کے بعد ان باتوں کی تصدیق ہو گئی، وہ جیب سے بوتل نکال کر پی رہا تھا اور سونیا کی نصیحتوں سے بیزاری ظاہر کر رہا تھا۔ دونوں ماں بیٹے کے درمیان جو باتیں ہوئیں، وہ بہت رازدارانہ تھیں، کسی کی موجودگی میں کہی نہیں جا سکتی تھیں۔ سونیا کی آخری بات نے چونکا دیا تھا کہ ماریہ کی انگلی میں انڈیکیٹر والی انگوٹھی ہے جس کی راہنمائی میں وہ جھیل والے اڈے تک پہنچ جائے گی۔

اس آخری بات سے پاسکل نوبا کو یقین ہو گیا کہ پارس کو اس کی موجودگی کا احساس نہیں۔ اگر وہ ماں بیٹا کوئی ڈراما پلے کرتے تو اتنی اہم راز کی بات نہ اگلتے۔ اُس نے فوراً باس کے ماتحت کے پاس پہنچ کر کہا: "تم لوگ دھوکا کھا رہے ہو۔ ماریہ کی انگلی سے انگوٹھی نکال کر پھینکو، وہ انڈیکیٹر ہے۔ سونیا یہاں پہنچ جائے گی۔ ماریہ کو دوسری جگہ منتقل کرو۔"

وہ ماریہ کو اس اڈے سے ہٹانے تک ماتحت کے دماغ میں رہا۔ ماتحت نے اس کے حکم کے مطابق اپنے ایک آلۂ کار کو وہاں چھوڑا پھر ماریہ کو دوسری جگہ لے گیا۔ پاسکل نے اُس آلۂ کار کے ذریعے دیکھا، سونیا وہاں آئی تھی۔ اس نے آلۂ کار سے پوچھا: "ماریہ کہاں ہے؟"

وہ بولا: "میں کسی ماریہ کو نہیں جانتا۔ میں تو یہاں کا چوکیدار ہوں۔ کچھ لوگ ایک لڑکی کو زبردستی لانے تھے۔ میں

سنے صاف کہہ دیا کہ اغوا کی ہوئی لڑکی کو یہاں چھپانے نہیں دوں گا۔ میں مالک کی اجازت کے بغیر کوئی کام نہیں کرتا۔"

پاسکل اُس آلۂ کار کے ذریعے بول رہا تھا۔ اس کا خیال تھا، وہ سونیا جیسی چالاک عورت کو چکر دے رہا ہے۔ سونیا نے اُسے چکر دینے کے لیے پوچھا: "کیا اُس لڑکی کی انگلی میں کوئی انگوٹھی تھی؟"

وہ بولا: "میں نے توجہ نہیں دی۔ البتہ یہ انگوٹھی اُدھر فرش پر پڑی ہوئی تھی۔"

اس نے جیب سے انگوٹھی نکال کر دکھائی۔ سونیا نے اُس انڈیکیٹر کو دیکھ کر مایوسی کا اظہار کیا۔ پھر شکست خوردہ انداز میں اُس اڈے سے نکل کر باہر آئی۔ اپنی کار میں بیٹھ کر اُسے اسٹارٹ کیا۔ پاسکل اُس کی تنہائی میں آکر دیکھ نہیں سکتا تھا کہ وہ کیا کرتی پھر رہی ہے۔ وہ مطمئن تھا کہ انڈیکیٹر کے بغیر وہ ماریہ تک نہیں پہنچ سکے گی۔

اس نے کار آگے بڑھا کر ڈیش بورڈ کے بٹن کو دبایا۔ ننھا سا اسکرین روشن ہوتے ہی ایک چھوٹا سا بلب جلنے بجھنے لگا اور بتانے لگا کہ وہ ماریہ کو کہاں لے جا رہے ہیں۔ سونیا نے کورڈلیس ریسیور آپریٹ کرنے کے بعد ایک فرانسیسی جاسوس سے کہا: "تمھارا شکریہ، مجھے راہنمائی حاصل ہو رہی ہے۔ دشمنوں کو شبہ تو نہیں ہوگا؟"

"ہرگز نہیں مادام! میں نے انڈیکیٹر کو نمبر پلیٹ کے پیچھے چھپایا ہے۔"

"پھر ایک بار شکریہ۔" اُس نے رابطہ ختم کر دیا۔ اطمینان سے کار ڈرائیو کرتی ہوئی سوچنے لگی۔ کچھ دیر موجودہ حالات پر غور کرنے کے بعد اس نے جاسوس سے دوبارہ رابطہ قائم کرتے ہوئے کہا: "یہ لوگ ماریہ کو ہائی وے پر لے جا رہے ہیں۔ شاید شہر سے باہر جائیں گے۔ ہائی وے کی چوکی سے رابطہ قائم کرو۔ اپنے کسی ذہین ساتھی سے کہو، ان کی گاڑی روک کر چیکنگ کی جائے۔ ماریہ کو چیک کرنے کے دوران اس کے سینڈل کی ہیل سے یا ہیئر کلپ سے انڈیکیٹر منسلک کر دے۔ کار کا کوئی بھروسا نہیں ہے، وہ اُسے کہیں بھی چھوڑ سکتے ہیں۔"

"مادام! چیک پوسٹ پر یہ ظاہر ہو سکتا ہے کہ ماریہ اغوا کی جا رہی ہے۔ ایسے وقت ان لوگوں کو حراست میں لینا ہوگا۔"

"ماریہ دیوانی ہے۔ پارس کی دُھن میں ان کے ساتھ جا رہی ہے لہٰذا اغوا کیے جانے کا شبہ نہیں ہوگا۔ میں نہیں چاہتی کہ وہ پکڑے جائیں۔ انھیں فرار ہونے کی چھوٹ ملتی رہنی چاہیے۔ شکریہ۔"

اس نے رابطہ ختم کر دیا۔

پاسکل معلوم کرنا چاہتا تھا، ماریہ کو تلاش کرنے کے سلسلے میں کیا کیا جا رہا ہے؟ یہ معلوم تھا کہ فرانس کی پولیس اور انٹیلی جنس والے ماریہ تک پہنچنے کی کوشش کر رہے ہوں گے لیکن وہ سونیا اور پارس کی جدوجہد کے متعلق معلوم کرنا چاہتا تھا۔ لہٰذا وہ پارس کے پاس آگیا۔

وہ سونیا سے رخصت ہو کر سڑک کے کنارے چل رہا تھا۔ اس کے قریب سے کتنی ہی گاڑیاں گزر رہی تھیں۔ وہ کسی سے لفٹ نہیں مانگ رہا تھا۔ اسے گھر پہنچنے کی جلدی نہیں تھی، نہ ہی ماریہ کی فکر تھی۔ اس کی حفاظت کے لیے سونیا کافی تھی۔ وہ دشمنوں پر ظاہر کر رہا تھا کہ اُسے ماریہ سے کوئی خاص دلچسپی نہیں ہے۔

تھوڑی دُور جانے کے بعد اُس نے اپنے دماغ میں پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا۔ کوئی اس کی اپنی ہی سوچ میں کہہ رہا تھا: "میں پیدل کیوں جا رہا ہوں؟ ایک گاڑی تو بہت ہی معمولی سی بات ہے۔ میں ایک فون کر کے یہاں کے اعلیٰ حکام اور اعلیٰ افسران کو سڑک کے کنارے بلا سکتا ہوں۔ پھر پیدل چلنے کی حماقت کیوں کر رہا ہوں؟"

اُس نے جواباً سوچا: "یہاں تنہائی ہے۔ کوئی مخاطب کرنے والا نہیں ہے۔ میں ٹہلنے کے انداز میں چل رہا ہوں، اور اپنے حالات پر غور کر رہا ہوں۔ پاپا کی وفات کے بعد جب بھی میں مستقبل کے متعلق سوچتا ہوں تو۔ ۔ ۔"

اس نے بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے بات ادھوری چھوڑ دی۔ پاسکل بے چین ہو گیا۔ اس نے اس کی سوچ میں کہا: "مجھے مستقبل کے متعلق الجھن میں نہیں پڑنا چاہیے۔ اپنے آپ کو بتانا چاہیے کہ میں کیا سوچتا ہوں۔"

پارس نے جواباً سوچا: "میں جتنی بار سوچتا ہوں اتنی بار ایک ہی عقل کی بات سمجھ میں آتی ہے کہ دو سپر طاقتوں میں سے مجھے کسی ایک کا وفادار بن جانا چاہیے۔ ابھی سپر ماسٹر اور ماسک مین دونوں ہمیں نقصان پہنچا رہے ہیں۔ اگر سپر ماسٹر کا تابعدار بن جاؤں تو پھر ایک ہی ماسک مین دشمن رہ جائے گا۔ میں ایک دشمن سے نمٹنے کی صلاحیتیں رکھتا ہوں۔"

پاسکل نے اس کی سوچ میں کہا: "میں الٹی بات سوچ رہا ہوں۔ جوجو تو ماسک مین کی قید میں ہے۔ مجھے ماسک مین کا تابعدار بننا چاہیے۔"

"پہلے ماں پھر محبوبہ۔ ماں کو رہائی دلانے کے لیے میں سپر ماسٹر کے ہر حکم کی تعمیل کروں گا۔"

"لیکن سپر ماسٹر کبھی میری وفاداری کا یقین نہیں کرے گا۔"

"ویسے تو ماسک مین بھی یقین نہیں کرے گا۔ مگر ان کے خیال خوانی کرنے والے میرے ڈھکے چھپے خیالات کو پڑھ کر اپنے آقاؤں کو یقین دلا سکتے ہیں۔"

پاسکل بوریا خاموش رہ کر اس کے چور خیالات پڑھنے لگا۔ دماغ کی تہ میں اُترنے کے بعد یہی معلوم ہوا کہ پارس کسی ایک سپر طاقت کا وفادار بن کر رہنے کے معاملے میں نہایت سنجیدہ ہے۔ وہ سوچ رہا تھا: "اگر پاپا حکمتِ عملی سے کسی ایک سپر طاقت کو اپنی دوستی اور وفاداری کا یقین دلاتے تو کسی دشمن کی گولی سے مارے نہ جاتے۔ فرزانہ اور نینسی بھری جوانی میں خودکشی نہ کرتیں۔ کوئی جوجو اور ماما کو اغوا کرنے کی جرأت نہ کرتا۔ بڑے بڑے ملک کسی ایک طاقت کی سرپرستی حاصل کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ میں بھی سپر ماسٹر یا ماسک مین کے سائے میں تحفظ حاصل کر سکتا ہوں۔"

پاسکل نے پیرس کے باس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: "پارس ایفل ٹاور کے قریب ایک سڑک کے کنارے پیدل چل رہا ہے۔ تم اپنی کار میں جاؤ، میں تمھیں گائیڈ کروں گا۔ اسے دوست بنانے کی کوشش کرو۔ اس سے کہو اگر وہ ہمارا وفادار رہے گا تو جوجو واپس کر دی جائے گی۔ ہم اُن دشمنوں کا بھی سراغ لگائیں گے جنھوں نے ماریہ کو اغوا کیا ہے۔ اس کی ماما رسونتی کو بھی سپر ماسٹر کے چنگل سے نکال لانے کی کوشش کریں گے۔"

باس نے فوراً اس کی ہدایات پر عمل کیا۔ اُسی وقت اپنی گاڑی میں چل پڑا۔ پاسکل نے پارس تک اس کی راہنمائی کی پھر ان لوگوں کے پاس آیا جو ماریہ کو لے گئے تھے۔ وہ شہر سے باہر ایک چھوٹے سے بنگلے میں تھی اور پارس سے ملنے کی ضد کر رہی تھی۔ وہ لوگ اسے محبت سے سمجھا رہے تھے۔ انھیں بتایا گیا تھا کہ لڑکی زہریلی ہے، اُسے غصہ آئے گا تو کسی کو زندہ نہیں چھوڑے گی۔ باس کے خاص ماتحت نے اس کی تسلی کے لیے اُس کے سامنے ریسیور اُٹھا کر یوں ہی نمبر ڈائل کیے پھر کہا: "مسٹر پارس جہاں بھی ہیں، اُن سے کہو فوراً یہاں آ جائیں اور آنے سے پہلے فون پر ماریہ سے بات کریں۔"

ماریہ خوش ہو گئی۔ پاسکل نے خاص ماتحت سے کہا: "اس لڑکی کو یہاں رکھنا مناسب نہیں ہے۔ پولیس اور انٹیلی جنس والے پہنچ سکتے ہیں۔"

"جناب! راستے میں بھی چیکنگ ہوئی تھی۔ وہ تو خیریت ہوئی کہ ماریہ نے ہمارے خلاف شور نہیں مچایا۔ یہ پارس سے ملنے کی دُھن میں تھی۔ جب تک پارس یہاں نہیں آئے گا اسے ہم کہیں لے جا نہیں سکیں گے۔"

"اچھی بات ہے، اسے بہلا کر رکھو۔ اگر یہ یہاں سے جانے پر راضی نہیں ہوگی تو بے ہوش کر کے لے جانا ہوگا۔ میں ابھی آتا ہوں۔"

اُس نے ماسک مین سے رابطہ قائم کیا۔ ماریہ کے متعلق بتایا کہ وہ فی الحال قابو میں ہے۔ پارس کو اپنا وفادار بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے اور سونیا، ماریہ کی تلاش میں بھٹک رہی ہے۔ ماسک مین نے تمام باتیں سننے کے بعد کہا۔ "پہلے ماریہ ضروری ہے۔ اس لڑکی سے صرف پارس نہیں، سونیا بھی جذباتی طور پر وابستہ ہے۔ پھر ایسی زہریلی لڑکی کو ہم ٹریننگ دے کر اپنی ایک زبردست آلۂ کار بنا سکتے ہیں۔ اسے برلن پہنچاؤ۔ وہاں سے پھر اسے ماسکو پہنچا دیا جائے گا۔"

"وہ پارس کے بغیر کہیں نہیں جائے گی۔"

"ہوں۔" ماسک مین سوچ میں پڑ گیا۔ پاسکل نے پوچھا: "کیا آپ ڈمی پارس کے متعلق سوچ رہے ہیں؟"

"ہاں، مگر بات نہیں بنے گی۔ ہماری طرف سے کوئی پارس بن کر جائے گا تو وہ اُسے ضرور پیار کرے گی اور پیار کا انجام ہوگا ڈمی کی موت۔ اسی لیے پارس اس سے کتراتا ہے۔ پہلے وہ زہریلا تھا، اس کے پیار کو برداشت کر لیتا تھا۔ بہرحال تم ہمارے آدمیوں سے کہو ابھی فون پر ماریہ کی ڈمی پارس سے گفتگو کرائی جائے اور وعدہ کیا جائے کہ دوسرے ملک میں پارس سے ملاقات ہوگی۔ یہ کام کر کے آؤ پھر آگے بات ہوگی۔"

پاسکل نے خاص ماتحت سے کہا: "اپنے کسی نقال سے کہو کہ وہ پارس کی آواز میں فون پر ماریہ سے گفتگو کرے۔"

"جناب! وہ فون پر کیا کہے گا؟"

"جو کہنا ہے، اُس کے ذریعے میں کہوں گا۔ میں ابھی آتا ہوں۔"

وہ پھر ماسک مین کے پاس آیا۔ اس نے کہا: "وہ زہریلی لڑکی سونیا کے قابو میں رہتی ہے۔ اگر ہم کسی تیز طرار عورت کو سونیا کے میک اپ میں اس کے پاس رکھیں تو وہ عورت اُسے بہلا پھسلا کر یہاں لے آئے گی۔"

"یہی مناسب ہے۔ میں ابھی پیرس کے باس سے بات

کرتا ہوں۔"

اس نے باس کو مخاطب کیا۔ وہ پارس کو لفٹ دے کر اپنی رہائش گاہ میں لے آیا تھا۔ پاسکل نے کہا "تم اس سے اپنے مطلب کی بات کرواور مجھے یہ بتاؤ ایسی کوئی تیز و طرار عورت ہے جو سونیا کا رول ادا کر سکے؟"

وہ فخر سے بولا "میرے پاس ہر طرح کی عورتوں کی کمی نہیں ہے۔ نادیہ نام کی ایک زبردست فائٹر ہے۔ حاضر دماغ اور چالاک ہے، میرے تعاون سے وہ ایک کیسینو کی مالک بن گئی ہے۔ میری احسان مند رہتی ہے۔ اگر اس کے لیے لندن میں ایک کیسینو قائم کرنے کا لالچ دیا جائے گا تو وہ ہمارے اشاروں پر کام کرے گی۔"

"اسے یقین دلاؤ کہ اس کا ہر مطالبہ پورا کیا جائے گا۔ وہ دو گھنٹے کے اندر سونیا بن کر ماریہ کے پاس پہنچ جائے۔ تمھارا کوئی آدمی ماریہ کے متعلق اسے سب کچھ سمجھا کر وہاں لے جائے گا۔"

وہ خاص ماتحت کے پاس آیا۔ اس کے ذریعے اس شخص تک پہنچا جو پارس کی آواز اور لہجے کی نقل کرنے والا تھا۔ اس نے کہا "ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرو اور ماریہ کی باتیں سنو۔ میں تمھیں گائیڈ کرتا رہوں گا۔"

اس نے مطلوبہ نمبر ڈائل کیے۔ رابطہ قائم ہونے پر ماریہ کی آواز سنائی دی۔ اس نے کہا "ماریہ! میں پارس بول رہا ہوں۔ مجھے ابھی معلوم ہوا کہ تم اس بنگلے میں میرا انتظار کر رہی ہو۔"

ماریہ نے کہا "تم کہاں ہو؟ فوراً یہاں آؤ، یا مجھے اپنے پاس بلاؤ۔"

"میں دوسرے ملک میں ہوں۔ تمھیں ہوائی جہاز میں آنا پڑے گا۔"

"میں اکیلی کیسے آؤں گی؟"

"سونیا ممّا تمھارے پاس آ رہی ہیں۔ ان کے ساتھ چلی آؤ۔"

"وہ تو ہماری ملاقات پر اعتراض کرتی ہیں۔ جادو سے تمھارا دل پھیر دیتی ہیں۔"

پاسکل یہ بات سن کر ذرا چکرایا پھر سنبھل کر بولا "وہ ہماری دشمن نہیں ہیں، صرف یہ چاہتی ہیں کہ تم تنہائی میں مجھے پیار نہ کرو۔ میرے اندر سے زہر نکال دیا گیا ہے، تم پیار کرو گی تو میں مر جاؤں گا۔"

"میں وعدہ کرتی ہوں، ممّا کی ہدایت کے مطابق تم سے ایک بالشت دور رہا کروں گی۔ تم سے محبت کرتی رہوں گی، لیکن پیار نہیں کروں گی۔"

"میں نے یہی بات ممّا کو سمجھائی ہے کہ تم بہت سمجھدار لڑکی ہو۔ مجھ سے دور ہی دور سے محبت کرتی رہو گی۔ اچھا میں بات ختم کرتا ہوں۔ ممّا دو گھنٹے تک پہنچ جائیں گی۔ کل ان کے ساتھ تم ہوائی جہاز میں آؤ گی۔ میں بے چینی سے تمھارا... انتظار کر رہا ہوں۔ خدا حافظ!"

رابطہ ختم ہو گیا۔ پاسکل نے ماریہ کے پاس آ کر دیکھا وہ ریسیور رکھ کر مسکرا رہی تھی۔ کام بن گیا تھا۔ اب اطمینان تھا کہ وہ زہریلی لڑکی کسی کو نقصان نہیں پہنچائے گی۔ اور کوئی اعتراض کیے بغیر نادیہ کو سونیا سمجھ کر ماسکو تک پہنچا دی جائے گی۔

سونیا اس بنگلے کے قریب پہنچی ہوئی تھی۔ وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ ماریہ کو آخر کار کہاں پہنچایا جائے گا۔ اگر وہ خیال خوانی کرنے والا پیرس میں یا فرانس کے کسی شہر میں ہو گا تو وہ لوگ ماریہ کو ضرور وہاں لے جائیں گے۔ اس طرح ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا اس سے بچ کر نہیں جا سکے گا۔ اگر وہ ماریہ کو کسی دوسرے ملک پہنچانا چاہیں گے تو وہ راستے کی دیوار بن جائے گی۔ ماریہ کو اُن سے واپس لے آئے گی۔

وہ اپنی کار میں بیٹھی اُن کے اگلے اقدامات کا انتظار کر رہی تھی۔ کورڈلیس فون کے بزر نے اُسے مخاطب کیا۔ اُس نے ریسیور اُٹھا کر ہیلو کہا۔ دوسری طرف سے پولیس کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا "مادام! آپ سے نادیہ ضروری باتیں کرنا چاہتی ہے۔ آپ اس سے رابطہ قائم کریں۔"

اس نے نادیہ کے نمبر ڈائل کیے۔ رابطہ قائم ہونے پر نادیہ نے ہنستے ہوئے کہا "سونیا! مزے کی بات سنو۔ اس وقت میں تمھارا میک اپ کر رہی ہوں اور تمھارا رول ادا کرنے ماریہ کے پاس پہنچائی جانے والی ہوں۔"

"کچھ باتیں سمجھ گئی ہوں۔ کچھ سمجھنا چاہتی ہوں۔"

"وقت ضائع نہ کرو۔ باس کے آدمی ایک گھنٹے بعد مجھے لینے آئیں گے۔ تم جہاں بھی ہو چل پڑو، راستے میں کورڈلیس سے باتیں ہو جائیں گی۔"

"میں اپنی کار میں ہوں اور کورڈلیس سے باتیں کر رہی ہوں، ذرا ایک منٹ، میں گاڑی آگے بڑھا لوں پھر باتیں کرتی ہوں۔"

اس نے کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھائی۔ اب سے کچھ عرصہ پہلے سپر ماسٹر کے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کریمنل نے پیرس کے قمار خانے میں بڑی دھوم مچائی تھی۔ ایک رات اس نے نوے لاکھ ڈالر جیت لیے تھے، دوسری رات نادیہ کے کیسینو میں کھیلنے والا تھا۔ سونیا نے نادیہ کا میک اپ کر کے کرنسی میں کو کروڑوں کا نقصان پہنچایا تھا اور نادیہ کو ایک ہی رات میں اتنا منافع پہنچایا تھا جس کی وہ توقع نہیں کر سکتی تھی۔ وہ سونیا کو دل و جان سے چاہتی تھی۔ اس نے کہا "وہ مجھے بہت بڑا لالچ دے رہے ہیں، اگر میں ماریہ کو ماسکو پہنچا دوں اور کچھ عرصے تک اس کے ساتھ وہاں رہوں تو وہ میرے لیے لندن میں ایک بہت بڑا کیسینو قائم کر دیں گے۔"

"چلو بیٹھے بٹھائے لندن سے بھی لاکھوں ڈالر ملا کریں گے۔ میں ماریہ کے ساتھ جاؤں گی تو تمھارے لیے چھپ کر رہنا ایک مسئلہ ہو گا۔"

"تم اپنے ذرائع استعمال کر کے مجھے راتوں رات ملک سے باہر بھیج دو۔ میں فار الیسٹ جانا چاہتی ہوں۔ وہاں مختلف ممالک کی سیر کرتی رہوں گی۔ یہاں کے سرکاری افسران جب بلائیں گے تو سمجھ لوں گی تمھارا کام ہو گیا ہے۔ میں یہاں چلی آؤں گی۔"

وہ ایک پلاسٹک سرجری کے ماہر کو لے کر آئی۔ نادیہ سے کہا "یہ ڈاکٹر ہمارے راز دار ہیں۔ ماسک مین کا باس یہاں آئے گا تو میرے چہرے پر سرجری ہوتی رہے گی۔ ڈاکٹر اسے دوسرے کمرے میں بیٹھنے کے لیے کہے گا۔ یوں اُسے یقین ہو جائے گا کہ تمھیں پلاسٹک سرجری کے ذریعے سونیا بنایا گیا ہے۔"

اس نے فون کے ذریعے ایک اعلیٰ افسر سے کہا "میرے ایک اہم معاملے میں نادیہ کو کچھ عرصے تک روپوش رہنا پڑے گا۔ اپنے ہپناٹائز کرنے والے سے کہو، نادیہ کے دماغ سے اس کی اپنی آواز اور لب و لہجہ مٹا دے، اس طرح کوئی خیال خوانی کرنے والا اس کے دماغ میں نہیں پہنچے گا، وہ بھٹکتا ہوا میرے دماغ میں آئے گا۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "ایک بند گاڑی نادیہ کے بنگلے کے پیچھے آئے گی اور اُسے دوسرے بنگلے میں لے جائے گی۔ وہیں اس پر تنویمی عمل ہو گا۔ کل تک وہ جہاں جانا چاہے گی ہم اُسے بھیج دیں گے۔"

"ٹھیک ہے۔ تنویمی عمل فوراً ہونا چاہیے۔"

اس نے فون رکھ دیا۔ نادیہ نے اسے اپنی الماری اور سیف کی چابیاں دیں پھر کہا "میرے پاس دوسری چابیاں ہیں، یہ تم رکھ لو۔ ہو سکتا ہے تمھیں باس کے سامنے سیف اور الماری کو کھولنے کی ضرورت پیش آئے۔"

پندرہ منٹ کے اندر ایک بند گاڑی آئی، نادیہ اُس میں چلی گئی۔ آدھے گھنٹے بعد ملازم نے باس کے آنے کی اطلاع دی۔ سونیا نے کہا "اسے ڈرائنگ روم میں بٹھاؤ اور کہو میرے چہرے پر پلاسٹک سرجری ہو رہی ہے۔ وہ مجھے دیکھنا چاہے تو اس کمرے میں لے آنا۔"

ڈاکٹر نے سونیا کے چہرے پر جا بجا چھوٹی چھوٹی پٹیاں چپکا دی تھیں۔ باقی چہرے کو سفید کریم سے چھپا دیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد باس کمرے میں آیا۔ اس نے کہا "میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تم سرجری کے ذریعے پکا کام کرو گی۔ مجھ سے دو باتیں کرو، ہمارا آدمی تمھاری آواز سن کر تم سے دماغی رابطہ قائم کرنا چاہتا ہے۔"

ڈاکٹر نے کہا "سوری مسٹر! ابھی یہ ہونٹ نہیں ہلا سکیں گی۔ آپ ایک گھنٹے بعد گفتگو کر سکتے ہیں۔ کیا آپ ڈرائنگ روم میں انتظار کرنا پسند کریں گے؟"

وہ بولا "میں ایک ضروری کام سے جا رہا ہوں۔ ایک گھنٹے بعد آؤں گا۔"

وہ چلا گیا۔ ڈاکٹر نے دروازے کو اندر سے بند کر دیا۔ سونیا نے ڈاکٹر سے پوچھا "کیا آپ پرائی سوچ کی لہریں محسوس کر رہے ہیں؟"

"نہیں مادام! اگر محسوس کروں گا تو آپ کی ہدایت کے مطابق ڈراما شروع کر دوں گا۔"

ڈراما یہ تھا کہ کسی کے دماغ میں آتے ہی وہ اٹک اٹک کر سانس لیتا اور پاگلوں کی طرح اپنے بالوں کو نوچ کر سوچتا کہ وہ پانچ برس تک دماغی مریض رہ چکا ہے، ایک برس پہلے پاگل خانے سے آیا ہے۔ اب بھی دماغ میں کوئی غیر معمولی سی بات ہوتی ہے یا نامعلوم سا بوجھ ہوتا ہے تو پاگلوں جیسی حرکتیں کرنے لگتا ہے اور سانس آپ ہی آپ رُکنے لگتی ہے۔ چوں کہ وہ سانس روک روک کر سوچتا، اس لیے خیال خوانی کرنے والے کو اس کے چور خیالات پڑھنے کا موقع نہ ملتا۔

لیکن پاسکل بوبا اُس کے دماغ میں نہیں آیا۔ جب یہ معلوم ہوا کہ نادیہ سرجری کے باعث ابھی نہیں بولے گی تو وہ فوراً پارس کے دماغ میں چلا گیا۔ پارس اس ڈاکٹر سے زیادہ اہم تھا۔ باس اسے اپنی رہائش گاہ میں شراب اور شباب کے ساتھ چھوڑ کر آیا تھا، ایسے وقت وہ پھر پارس کے چور خیالات پڑھنے آ گیا۔ اس نے پہلی بار مخاطب کرتے ہوئے کہا "ہیلو پارس! میں تمھارا ایک دوست اور ہمدرد ہوں۔"

اس نے چونک کر دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام لیا پھر کہا "اوہ گاڈ! شراب نوشی کا یہی ایک نقصان ہے، میں پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرنے کے قابل نہیں رہا۔ اب تو کوئی بھی دشمن دوست بن کر آ سکتا ہے۔"

"میں دشمن نہیں ہوں۔ ماسک مین کا دستِ راست ہوں۔ ابھی جا رہا ہوں۔ کسی وقت اچانک آکر تمھارے چور خیالات پڑھوں گا۔ جب یقین ہوگا کہ تم ماسک مین کے وفادار رہ سکتے ہو تو پھر ہمارے درمیان چند اہم معاملات طے ہوں گے۔"

"اچھا تو باس نے تمھیں بتایا ہے کہ میں کسی ایک سُپر طاقت کی جھولی میں جانا چاہتا ہوں۔"

وہ قہقہہ لگا کر بولا "میں کسی باس کا محتاج نہیں رہتا۔ میں نے چپکے سے تمھارے خیالات پڑھ لیے تھے۔"

"کسی کے گھر میں یا دماغ میں بغیر اجازت آنے والا چور بدمعاش ہوتا ہے۔ تم نہ تو اچھے انسان ہو سکتے ہو نہ اچھے دوست۔ چلے جاؤ یہاں سے۔"

وہ پھر ہنستے ہوئے بولا "میں اپنی مرضی سے آتا ہوں اور اپنی مرضی سے جاتا ہوں۔ یاد رکھو، تمھاری جیسی صلاحیتوں والے بہت مل جاتے ہیں۔ ہمیں تمھاری ضرورت نہیں ہے، تمھیں ہماری ضرورت ہے۔ اگر ہمارے سائے میں پناہ نہیں لو گے تو سپر ماسٹر تم سب کو پیس کر رکھ دے گا۔ میں چاہوں تو تمھیں اپنے گھر کا کتا بنا کر وفاداری سے دُم ہلانے پر مجبور کر دوں۔"

پارس ایک دم سے اُٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ پھر شراب کی بوتل اُٹھا کر بولا "آج تمھاری باتوں نے مجھے جھنجوڑ دیا ہے، میری سمجھ میں آگیا ہے کہ شراب آدمی کو کتا بنا دیتی ہے۔ اگر میں اسے نہ پیتا تو تمھارا باپ بھی میرے دماغ میں نہیں آسکتا تھا۔ میں پھر اپنی دماغی توانائی واپس لاؤں گا۔ آج سے شراب پر ہزار لعنت۔"

اس نے بوتل کو فرش پر دے مارا۔ پھر چند سیکنڈ کے لیے سانس روک کر پھر سانس لینے لگا۔ وہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ نشے کے باعث زیادہ دیر ایسا نہیں کر سکے گا۔ پاسکل اس کے دماغ سے باہر نکلا پھر واپس آکر بولا "میں جانتا تھا کہ تم چند سیکنڈ سے زیادہ سانس نہیں روک سکو گے۔ تمھارے اندر اتنی توانائی نہیں ہے کہ مجھے زیادہ دیر کے لیے باہر نکال سکو۔"

پارس نے ٹیلیفون کے پاس آکر ریسیور اٹھایا پھر نمبر ڈائل کرنے لگا۔ پاسکل نے پوچھا "کیا آرمی کی ٹیلی پیتھی کا سہارا لینا چاہتے ہو؟"

"ہم دونوں بھائی کبھی ٹیلی پیتھی کا سہارا نہیں لیتے۔"

رابطہ قائم ہوگیا۔ دوسری طرف سے ایک پولیس افسر کی آواز آئی۔ پارس نے کہا "انکل! میں پارس بول رہا ہوں۔ ابھی ریڈ پاور کے باس کی رہائش گاہ میں ہوں۔ مجھے فوراً یہاں سے آکر لے جائیں۔"

پاسکل نے زوردار قہقہہ لگاتے ہوئے کہا "الکوحل نے تو تمھارے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت چھین لی ہے۔ تم گدھے ہو۔ کیا قانون کی پناہ میں جاکر ٹیلی پیتھی کے عذاب سے بچ سکتے ہو؟"

"کیا تم میرے دماغ میں زلزلے پیدا کرو گے؟"

"تمھیں سبق سکھانے اور مٹی کے کیڑے کی طرح رینگ رینگ کر اپنے پاس آنے کے لیے تمھیں دماغی جھٹکے ضرور پہنچاؤں گا۔ ذرا اور سوچ لو، کس طرح بچ سکتے ہو؟"

"میں نے بہت پہلے ہی خود کو بچا لیا ہے، یہ دیکھو۔"

اس نے اپنی انگوٹھی کے ایک نگینے سے بٹن کو دبایا اس میں سے ایک سوئی نکلی پھر اس سے پہلے کہ پاسکل کچھ سمجھ پاتا، اس نے فرش پر لیٹ کر وہ سوئی اپنے بازو میں چبھو لی۔ دوسرے ہی لمحے وہ پارس کے دماغ سے نکل آیا۔ دماغی جھٹکے پہنچانے کی حسرت ہی رہ گئی۔ وہ بے ہوش ہو گیا تھا اور اس اطمینان سے بے ہوش ہوا تھا کہ پولیس افسر اسے وہاں سے اُٹھا کر لے جائے گا۔

پاسکل دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو کر جھنجلا رہا تھا۔ اُسے پورا یقین تھا کہ پارس کسی طرح بھی ٹیلی پیتھی کے عذاب سے نہیں بچ سکے گا لیکن اس نے بڑی توہین آمیز شکست دی تھی۔ ایسا کام کر گیا تھا جس کے متعلق پاسکل خواب میں بھی نہیں سوچ سکتا تھا۔ سونیا اور پارس سے ٹکرا کر پتا چل رہا تھا کہ ذہانت اور حاضر دماغی کیا ہوتی ہے اور ابھی تو سونیا کی چال سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ جب سمجھنے کی گھڑی آئے گی تو وہ سر پکڑ کر بیٹھ جائے گا۔

یوں دیکھا جائے تو پارس کی مکاری بھی سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ حقیقتاً وہ کسی قدر زہریلا تھا۔ جب زہر اثر نہیں کرتا تھا تو انگوٹھی کی سوئی کیا اثر کرتی۔ اس سوئی میں کوئی دوا تھی ہی نہیں۔ ایسا صرف پاسکل کو سمجھانے کے لیے کیا گیا تھا۔ اصل میں اس نے سوئی چبھوتے ہی آہستہ آہستہ یوں سانس روکی تھی جیسے دھیرے دھیرے ذہن ڈوب رہا ہو۔ اس طرح پاسکل اس کے دماغ سے نکل گیا تھا۔ اس کی حرکتوں سے یہی سمجھ رہا تھا کہ یہ سب کچھ سوئی انجیکٹ کرنے کے باعث ہوا ہے۔

وہ تھوڑی دیر تک جھنجلاتا رہا پھر ماسک مین سے دماغی رابطہ قائم کر کے بولا "میں پارس کو بہت ہی عبرتناک سزا دوں گا۔ اسے اپنے قدموں میں لوٹنے پر مجبور کر دوں گا۔"

"بات کیا ہے؟ پہلے تم نے آکر کہا تھا کہ اسے اپنا تابعدار بنایا جا سکتا ہے۔"

"وہ خطرناک حد تک چالاک ہے۔ ہم اس پر بھروسا کریں گے تو وہ ہمیں کسی دن لے ڈوبے گا۔"

"مجھے بتاؤ آخر ہوا کیا ہے؟"

اس نے پارس کے متعلق تفصیل بتائی۔ ماسک مین نے کہا "تم اس کے پاس جاکر بھول گئے تھے کہ اس کی پرورش سونیا نے کی ہے۔ بے شک وہ خطرناک ہے۔ کیا شیر خطرناک نہیں ہوتا؟ وہ آدمی کو چیر پھاڑ کر کھا جاتا ہے۔ اس کے باوجود آدمی اسے پنجرے میں بند کر لیتا ہے۔ سرکس کا رنگ ماسٹر اُسے اپنے اشاروں پر تماشا بنا دیتا ہے۔ پارس چالاک اور خطرناک ہے۔ اسی لیے میں اسے اپنا تابعدار بنانے پر راضی ہو گیا تھا۔ مگر تم نے کھیل بگاڑ دیا ہے۔"

"میں نے کیا بگاڑا ہے؟"

"اس کا شراب میں ڈوبے رہنا ایسا ہی تھا جیسے شیر پنجرے میں رہنے لگا ہو۔ تم جب چاہتے اس کے چور خیالات پڑھ لیتے لیکن اُسے طیش دلا کر تم نے اس کی شراب چھڑا دی۔ کل سے تم اس کے دماغ میں نہیں جا سکو گے۔ ذرا سوچو ہمارا کتنا بڑا نقصان ہو رہا ہے؟"

"اوہ گاڈ! میں نے غصے اور غرور میں اس پہلو کو نظر انداز کر دیا تھا۔ اب کیا ہوگا؟"

"وہ ہم سے بدک گیا ہے۔ اگر اسے روکا نہ گیا تو وہ سپر ماسٹر کی جھولی میں چلا جائے گا۔"

"میں اسے جانے نہیں دوں گا۔ جیسے ہی وہ ہوش میں آئے گا، میں اس کے دماغ پر چھا جاؤں گا۔"

"یعنی پھر اُس پر جبر کرنا چاہتے ہو اور وہ پھر کسی چالاکی سے تمھاری ٹیلی پیتھی کو شکست دے گا۔"

"اس نے ایک بار دھوکا دیا ہے، دوسری بار نہیں دے سکے گا۔ اب وہ مجھ سے زندگی کی بھیک مانگے گا۔"

"ایسی ہی خوش فہمیوں کے باعث تم جیسوں کی موت ہوتی ہے یا پھر ایسا ہی نقصان اٹھاتے ہو جیسے پارس کے سلسلے میں اٹھا رہے ہو۔ وہ ہماری طرف مائل ہو سکتا تھا مگر تم اسے بدترین دشمن بنا رہے ہو۔ شطرنج کی بساط پر کام آنے والے مہروں کی تعداد دیکھی جاتی ہے۔ میری بساط پر تم اور میڈونا ٹیلی پیتھی جانتے ہو۔ سپر ماسٹر کے پاس بھی رسونتی اور ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا ہے، جو کسی شمار میں نہیں ہے۔ پتا نہیں برین واشنگ کے بعد وہ ہمارے کام آسکے گی یا نہیں۔ علی تیمور بہترین صلاحیتوں کا مالک ہے۔ وہ اپنی ماں کی خاطر سپر ماسٹر کی طرف جھکے گا۔ اگر ہم پارس کو محبت سے دوست بنائیں گے اور ہماری دوستی ثابت ہوتی رہے گی تو سونیا بھی پارس کی خاطر ہمارے کام آتی رہا کرے گی۔"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ دونوں پارس اور سونیا کو زندہ رکھنے کی کیا ضرورت ہے؟"

"انھیں ہلاک کرنا ہمارے اختیار سے باہر ہے۔ فرہاد اور سونیا کو ہلاک کرنے کی کوشش کرتے ہوئے ایک مدت گزر گئی۔ ان کے بچے پیدا ہوئے اور جوان ہو گئے۔ آج بھی سُپر طاقتوں پر ان کی دہشت طاری ہے۔ تقریباً پچیس برس کے عرصے میں ایک فرہاد مارا گیا ہے۔ اس کی جگہ دو فرہاد پیدا ہو گئے ہیں۔ سونیا روزِ اوّل کی طرح ناقابلِ گرفت ہے۔ ہوا کی طرح کبھی مٹھی میں نہیں آتی۔ میری حکمتِ عملی کو سمجھو۔ انھیں بہترین دوست بناؤ۔ جب وہ ہم پر اندھا اعتماد کرنے لگیں تو دانیال کی طرح پٹری بدل کر ایسا کامیاب حملہ کرو کہ وہ فرہاد کی طرح بچ نہ سکیں۔ سیدھے موت کے منہ میں چلے جائیں۔"

"واقعی ہم اسی طرح انھیں ختم کر سکتے ہیں۔ میں مصلحتاً اپنی شکست کو بھول کر پارس سے دوستی کروں گا۔ مگر اس کے دماغ میں آزادی سے نہیں پہنچ سکوں گا۔ اُس کے چور خیالات نہیں پڑھ سکوں گا۔"

"تم بہت جلدی مایوس ہو جاتے ہو۔ پہلے دوستی کرو، پھر اُسے شراب نوشی پر مائل کیا جا سکتا ہے۔ کسی کے بھی دماغ کو کمزور بنانے کے اور بھی کئی ہتھکنڈے ہیں۔"

پاسکل نے چونک کر کہا "اوہ! میں تو نادیہ کو بھول ہی گیا۔ ابھی اُس کے چور خیالات پڑھنا ضروری ہیں۔ وہ سونیا کا اہم رول ادا کرنے والی ہے۔"

وہ خیال خوانی کی پرواز کرتا ہوا باس کے پاس آیا۔ باس ایک گھنٹے بعد نادیہ کے کمرے میں آگیا تھا اور سونیا کو دیکھ کر حیرت سے کہہ رہا تھا "پلاسٹک سرجری کے ماہر نے کمال کر دیا ہے۔ تم ہر زاویے سے مکمل سونیا بن گئی ہو۔ وہ ڈاکٹر کہاں ہے؟"

"اس کا کام ختم ہو گیا۔ وہ چلا گیا ہے۔"

پاسکل بڑی خاموشی سے باس کے دماغ میں تھا۔ وہاں سے اس نے نادیہ کی آواز اور لہجہ سُنا۔ پھر اُس کے

دماغ میں پہنچنے کے لیے پرواز کی، یہ پرواز ذرا بھٹک گئی۔ کیوں کہ نادیہ پر تنویمی عمل ہو چکا تھا۔ اب سونیا اس آواز اور لہجے کو اپنا رہی تھی۔ وہ بھٹکتا ہوا اس کے دماغ میں آ گیا۔ وہ نیا خیال خوانی کرنے والا تھا، اس لمحاتی رکاوٹ کو سمجھ نہ پایا۔ سونیا کے خیالات پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ وہ سوچ رہی تھی۔ "میں آئینے میں مکمل سونیا نظر آ رہی ہوں۔ اب اس کی گفتار اور رفتار کی بھی کامیاب نقل کروں گی تو ماریہ اور پارس وغیرہ کبھی مجھ پر شبہ نہیں کریں گے۔"

پاسکل نے اس کی سوچ میں کہا "میں ایک خطرناک کام کرنے جا رہی ہوں۔ سونیا کو پتا چلے گا تو وہ مجھے زندہ نہیں چھوڑے گی۔"

سونیا نے سوچ کے ذریعے کہا "ریڈ پاور کا باس سونیا سے کم نہیں ہے پھر اس کی پشت پر ماسک مین ہے، سب میری حفاظت کریں گے۔ سونیا میرے پیچھے ماسکو نہیں آ سکے گی۔ اسے یہ کبھی معلوم نہیں ہو گا کہ نادیہ نے اس کا رول ادا کیا تھا۔ ہائے جب میں واپس آؤں گی تو لندن میں ایک کیسینو کی مالک بن جاؤں گی! اتنا بڑا منافع حاصل کرنے کے لیے خطرات سے کھیلنا ہی پڑتا ہے۔ اونہہ سونیا کی ایسی کی تیسی!"

پاسکل یہ خیالات پڑھ کر مطمئن ہو گیا۔ اس نے باس سے کہا "تمہارے بیان کے مطابق نادیہ بہترین نقال ہے اسے سونیا کی آواز سناؤ۔ اور اس کے متعلق مزید معلومات فراہم کرو۔"

باس نے کہا "میں تمام انتظامات کے ساتھ آیا ہوں میرے پاس سونیا کے ویڈیو اور آڈیو کیسٹس ہیں۔"

اگلے ایک گھنٹے تک سونیا اپنی ہی آواز کی کیسٹ سنتی رہی اور ٹی وی اسکرین پر اپنی متحرک فلم دیکھتی رہی۔ باس کے سامنے اپنی رفتار اور گفتار کی نقل کرتے وقت کبھی غلطی کرتی تھی تو باس اسے ٹوکتا تھا پھر وہ غلطی درست کر لیتی تھی۔ پاسکل نے باس سے کہا "نادیہ بہت ذہین ہے۔ ایک آدھ گھنٹے کی مشق کے بعد سونیا کی ہر بات اور ہر ادا کی نقالی کامیابی سے کرے گی۔ میں ان کی روانگی کا انتظام کرنے جا رہا ہوں۔"

وہ چلا گیا۔ رات کے دو بجے باس نے کہا "تم بڑی کامیابی سے نقل کر رہی ہو۔ کسی پہلو سے نادیہ نظر نہیں آ رہی ہو۔ چلو مختصر سا سامان پیک کرو اور یہاں سے چل پڑو۔"

وہ باس کو ڈرائنگ روم میں چھوڑ کر نادیہ کے بیڈ روم میں آئی۔ ٹرانسمیٹر نکال کر ایک اعلیٰ افسر سے کہا "کچھ لوگ مجھے اور ماریہ کو جعلی پاسپورٹ کے ذریعے برلن لے جائیں گے۔ متعلقہ افسران کو تاکید کریں کہ سختی سے چیکنگ نہ کی جائے۔ ہمیں جانے کی اجازت دے دی جائے۔ پارس کو بتا دیں کہ میں برلن کے بعد ماسکو میں رہوں گی۔"

اس نے رابطہ ختم کیا۔ ایک اٹیچی میں ضروری سامان رکھا۔ پھر ایک نئے سفر اور نئے ہنگاموں کے لیے روانہ ہو گئی۔ فرہاد علی تیمور کی فیملی میں وہ پہلی عورت تھی جو روس کی زمین پر قدم رکھنے والی تھی۔

رسونتی بستر پر پڑی ہوئی سوچ رہی تھی: "میں کہاں ہوں اور کن لوگوں میں ہوں؟ میں یہاں کیسے پہنچ گئی؟"

وہ کمزوری محسوس کر رہی تھی۔ دماغ بھی قدرے کمزور ہو چکا تھا۔ ابتدا میں وہ کچھ سمجھ نہیں پائی۔ ہاتھ پاؤں ہلائے بغیر چپ چاپ پڑی رہی۔ پھر رفتہ رفتہ یاد آنے لگا۔ بابا صاحب کے ادارے کا ماحول ماتمی تھا۔ فرہاد کی موت پر سب ہی سوگوار تھے۔ وہ اپنے کوارٹر میں پریشانی سے ٹہل رہی تھی۔ اپنے بیٹے علی تیمور کی ولدیت کا مسئلہ تھا۔ فرہاد کی زندگی میں فیصلہ نہیں ہو پایا تھا کہ بیٹا پارس ہے یا علی تیمور؟ پھر پارس نے نشے کی حالت میں ایک نیا انکشاف کیا تھا کہ سونیا نے اسے جنم دیا ہے۔ اگرچہ ایسا اس نے نشے میں کہا تھا مگر ایسا ممکن تھا۔ سونیا اور فرہاد کی ملی بھگت ہو سکتی تھی۔ پارس کو سونیا نے پیدا کیا اور ماں کا رشتہ رسونتی سے جوڑتی رہی۔ وہ ایسے ہی خیالات میں الجھی ہوئی تھی کہ ایسے میں اچانک فرہاد نے مخاطب کیا۔ وہ اپنے دماغ میں اس کی آواز اور لہجہ سن کر حیران رہ گئی۔ اس کی میت بابا صاحب کے ادارے میں رکھی ہوئی تھی اور وہ دماغ میں بول رہا تھا "میں زندہ ہوں اور ایک جگہ روپوش ہوں۔ یہ راز صرف تمہیں بتا رہا ہوں، تم میری شریکِ حیات ہو۔ ایسے وقت مجھے تمہاری سخت ضرورت ہے۔ بابا صاحب کے ادارے سے نکلو، تمہیں اپنے پاس لانے کے لیے میں گائیڈ کروں گا۔"

رسونتی نے یہ نہیں سوچا کہ دشمن خیال خوانی کرنے والے فراڈ کر سکتے ہیں۔ ایک تو دماغ میں بولنے والے نے فرہاد کے کوڈ ورڈز ادا کیے تھے۔ دوسرے اس بات کی خوشی ہو رہی تھی کہ فرہاد زندہ ہے۔ اب سے پہلے بھی وہ کئی بار اپنی موت کا ڈراما پلے کر چکا تھا۔ اس لیے اس کی موت کا یقین

نہیں ہوتا تھا۔ ادارے میں کسی ڈمی فرہاد کی میت ہو سکتی تھی۔ رسونتی کو اس بات کی بھی خوشی تھی کہ فرہاد اسے راز دار بنا رہا ہے اور سونیا کو اہمیت نہیں دے رہا ہے۔ یہی سب کچھ سوچ کر وہ ادارے سے باہر آ گئی تھی اور کار ڈرائیو کرتی جا رہی تھی۔

ایسے وقت ایک خیال خوانی کرنے والے نے اسے فریب سے آگاہ کیا لیکن وہ یقین کرنے کو تیار نہیں تھی۔ فرہاد نے اس کے لیے ہیلی کاپٹر بھیجا تھا۔ جب وہ اس میں سوار ہوئی تو فریب کھانے کا یقین ہوا۔ ہیلی کاپٹر کی پچھلی سیٹ پر بیٹھنے والوں میں سے ایک نے اسے دبوچ لیا تھا۔ دوسرے نے اسے انجکشن لگایا۔ اس کے بعد اسے ہوش نہیں رہا۔ ہوش آیا تو اس نے خود کو ایک بستر پر پایا۔ رفتہ رفتہ سوچنے سے یاد آ گیا کہ وہ کس طرح دھوکا کھا کر دشمنوں کی قید میں پہنچ گئی ہے۔

تھوڑی دیر بعد کسی نے خیال خوانی کے ذریعے مخاطب کیا "ہیلو رسونتی! ہوش میں آ گئی ہو؟"

وہ بولی "ہاں، میں ایسے ہی وقت ہوش میں آتی ہوں جب پانی سر سے گزر جاتا ہے۔ تم کون ہو؟"

"ایک دوست ہوں۔"

"مجھے جبراً یہاں لا کر دوستی کا دعویٰ کر رہے ہو۔"

"میں یہاں نہ لاتا تو سونیا تمہیں جلد ہی ذلیل کرتی۔ اس نے فرہاد کے ساتھ باقاعدہ نکاح پڑھوایا تھا۔ پارس ان کا جائز بیٹا ہے۔ تمہارا بیٹا علی تیمور پیدا ہونے کے بعد کئی بار دشمنوں کے ہاتھ لگ چکا ہے۔ سونیا دعوے سے کہنا چاہتی ہے کہ تمہارا بیٹا بدل گیا ہے، یا دشمنوں نے اصل بیٹے کو مار ڈالا ہے۔"

"ایسی منحوس باتیں نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ میرے علی تیمور کو لمبی عمر دے گا۔ یہی میرا اپنا بیٹا ہے۔"

"بے شک تمہارا اپنا ہے، مگر سونیا گھپلا کرے گی۔ وہ کیسی مکارانہ چالیں چلتی ہے، یہ تم اچھی طرح جانتی ہو۔ تم اس سے دور رہ کر ہی اسے منہ توڑ جواب دے سکتی ہو۔ علی تیمور کی حفاظت کر سکتی ہو اور اپنے بیٹے کے حقوق منوا سکتی ہو۔ میں تمہیں یہاں لا کر دوستی کا ثبوت دے رہا ہوں۔"

وہ سوچ میں پڑ گئی۔ پھر بولی "مجھے بے ہوش کر کے لانے کی کیا ضرورت تھی؟"

"ایک دشمن خیال خوانی کرنے والا تمہارے دماغ میں آ کر تمہیں ہمارے خلاف بھڑکا رہا تھا۔ اگر تمہیں بے ہوش نہ کرتے تو وہ دشمن تمہارے دماغ میں رہ کر یہاں تک چلا آتا۔"

"ہاں، یہ بات تو معقول ہے۔ مگر تم کون ہو؟ میں کہاں ہوں؟"

"میں تم سے درخواست کرتا ہوں، ایسے سوالات نہ کرو۔ دشمن کسی وقت بھی تمہارے دماغ میں آ کر معلوم کر لے گا کہ تم کہاں ہو اور کس کی پناہ میں ہو۔"

"یہ اندیشہ ہمیشہ رہے گا۔ کیا میں کبھی تمہارے بارے میں معلوم نہیں کر سکوں گی۔ میں بہت الجھن میں ہوں۔"

"تمہاری الجھن جلد ہی دور ہو جائے گی۔ میں تنویمی عمل کے ذریعے تمہارے دماغ کو حساس بنا دوں گا پھر کوئی تمہاری اجازت کے بغیر تمہارے اندر نہیں آ سکے گا۔"

"ہاں میں دماغی کمزوری محسوس کر رہی ہوں۔ مجھ میں پہلے جیسی توانائی پیدا کرو۔ میں جلد از جلد خیال خوانی کے ذریعے اپنے بیٹے کی خیریت معلوم کرنا چاہتی ہوں۔"

"وہ بالکل خیریت سے ہے۔ میں تمہاری تسلی کے لیے پھر اس کے پاس جا رہا ہوں۔ میرے واپس آنے تک تم تنویمی عمل کے لیے خود کو آمادہ کرتی رہو۔ میں دس منٹ میں آ جاؤں گا۔"

وہ چلا گیا لیکن اس کے دماغ میں پاسکل بوبا بڑی دیر سے تھا اور ان کی باتیں سن رہا تھا۔ اس سے پہلے اسی نے اسے فریب سے آگاہ کیا تھا، اسے سمجھایا تھا کہ فرہاد کے لہجے میں دشمن بول رہا ہے، اسے ہیلی کاپٹر میں سوار نہیں ہونا چاہیے لیکن رسونتی نے اس کی بات نہیں مانی تھی۔ اب بھی وہ بے وقوف بن رہی تھی۔ پاسکل نے سوچا اسے نصیحت کرنے سے بات نہیں بنے گی۔ وہ دشمن خیال خوانی کرنے والے کو بتا دے گی کہ کوئی اس کے دماغ میں آ کر بہکا رہا ہے۔ اس نے خاموشی سے تماشا دیکھنے کا فیصلہ کر لیا۔

تھوڑی دیر بعد ڈیگر اینڈ ڈیگر اس کے دماغ میں آئے۔ ایسے وقت ایک ڈیگر خاموش رہتا تھا، دوسرے نے کہا "رسونتی! تمہارا بیٹا خیریت سے ہے۔ اس کا اندازہ ہے کہ تمہیں سپر ماسٹر کے خیال خوانی کرنے والے نے اغوا کیا ہے۔ وہ نیویارک آنے کی تیاری کر رہا تھا۔ میں نے کہا۔ چند گھنٹے صبر کر لو، تمہاری ماما کی دماغی توانائی بحال ہوتے ہی وہ خیال خوانی کے ذریعے تم سے رابطہ قائم کریں گی۔"

رسونتی نے کہا "مجھ پر فوراً عمل کرو۔ میں اپنے بیٹے سے باتیں کرنے کے لیے توانائی حاصل کرنا چاہتی ہوں۔"

یہ کوئی نہیں جانتا تھا کہ سپر ماسٹر کے پاس دو خیال خوانی کرنے والے ہیں اور وہ ڈیگر اینڈ ڈیگر کہلاتے ہیں۔ ایک ڈیگر نے دوسرے ڈیگر سے کہا "میں بڑی دیر سے رسونتی کے دماغ

میں خاموشی سے چھپا ہوا ہوں۔ وہ دشمن خیال خوانی کرنے والا موجود نہیں ہے۔ حتیٰ کہ آرمر بھی نہیں آیا ہے۔ یہ اچھا موقع ہے۔ اس پر ابھی تنویمی عمل کر سکتے ہو۔ میں جا رہا ہوں۔"

وہ جوجو کے پاس جا کر معلوم کرتا رہتا تھا کہ کس طرح ملک کے تجربے کار ڈاکٹر اس کا معائنہ کر رہے ہیں۔ اس کا خیال تھا کہ جس طرح وہ رسونتی پر تنویمی عمل کر رہے ہیں، اسی طرح دشمن خیال خوانی کرنے والا جوجو پر عمل کرے گا۔ ایسے وقت وہاں کے تنویمی عمل کو ناکام بنا دے گا۔

اُن کا دشمن یہی کام رسونتی کے دماغ میں آکر کر رہا تھا۔ ایک ڈیگر جا چکا تھا۔ دوسرا ڈیگر اپنے عمل کے ذریعے رسونتی کو ٹرانس میں لا رہا تھا۔ اُدھر پاسکل نے اس کے کمزور دماغ کو یہ باور کرایا کہ وہ ٹرانس میں آ رہی ہے اور اس کی معمولہ بن رہی ہے۔

دونوں طرف سے توڑ جوڑ جاری تھا۔ رسونتی بیچ میں پھنسی ہوئی تھی۔ عامل کے جواب میں پاسکل نے رسونتی کی زبان سے یقین دلایا کہ وہ مکمل طور پر معمولہ بن چکی ہے۔ اور اس کے تمام احکامات کی تعمیل کرے گی۔ عامل ڈیگر نے کہا "تمہارا نام رسونتی نہیں ہے۔"

وہ بولی "میرا نام رسونتی نہیں ہے۔"

"تمہارا نام پامیلا جونز ہے۔"

"میرا نام پامیلا جونز ہے۔"

ڈیگر نے پوچھا "تمہاری عمر کتنی ہے؟"

"میں شاید چالیس برس کی ہونے والی ہوں۔"

"تم پچیس برس کی جوان دوشیزہ ہو۔"

"میں پچیس برس کی جوان دوشیزہ ہوں۔"

"ابھی تمہاری شادی نہیں ہوئی ہے۔ تم کسی بچے کی ماں نہیں ہو۔"

رسونتی ایسا کہتے وقت ہچکچانے والی تھی۔ پاسکل بوریا نے اُسے سنبھال لیا۔ وہ ڈیگر کی باتیں دُہرانے لگی۔ پھر ڈیگر نے کہا "جب تم تنویمی نیند سے بیدار ہو گی تو اپنا ماضی بالکل بھول جاؤ گی۔"

"میں اپنا ماضی بھول جاؤں گی۔"

"تم فرہاد کو دشمن سمجھ کر یاد رکھو گی۔ پارس اور علی تیمور کو سونیا کی اولاد سمجھ کر اُن سے نفرت کرو گی۔"

وہ سونیا اور پارس کے متعلق ایسا کہہ سکتی تھی لیکن علی تیمور سے نفرت اور دشمنی کرنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا تھا۔ ایسا کرنے سے پہلے اس کی جان نکل جاتی۔ علی تیمور اس کی جان تھا،

وہ اسی کے لیے زندگی کی سانس لے رہی تھی یعنی اسی کو دیکھ دیکھ کر جی رہی تھی۔ ادھر تنویمی عمل کرنے والا اُسے اپنی معمولہ بنا کر بیٹے کے خلاف لڑنے کے لیے تیار کر رہا تھا۔

وہ ایک دم سے پھٹ پڑی۔ آنکھیں کھول کر چیختے ہوئے بولی "سُور کے بچے! ذلیل! کمینے! تو ماں کو بیٹے کا دشمن بنا رہا ہے اور شیطان کی طرح دوستی کا دعویٰ بھی کرتا ہے۔ میں دنیا چھوڑ سکتی ہوں مگر بیٹے کو نہیں چھوڑ سکتی۔ اور بیٹے کو چھیڑنے والے کی زندگی حرام کر سکتی ہوں۔ اگر ہمت ہے تو سامنے آ۔ دماغ میں چھپ کر کیوں آتا ہے۔ میری دماغی توانائی بحال ہونے دے، پھر تجھ سے نمٹ لوں گی۔"

ڈیگر نے کہا "اچھا تو وہ دشمن خیال خوانی کرنے والا اپنی چال چل چکا ہے۔ کوئی بات نہیں، میں آئندہ محتاط رہوں گا اور رسونتی تم یہ خوش فہمی دل سے نکال دو کہ میں تمہاری دماغی توانائی بحال ہونے دوں گا۔ تم ایسی ہی کمزور رہو گی۔ میں تمہارا برین واش کروں گا۔"

یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گیا۔ وہ دشمن خیال خوانی کرنے والے کا جواب سُننا چاہتا تھا۔ رسونتی نے کہا "میں بے بس ہوں۔ خدا سے دعا کرتی ہوں کہ کسی طرح خیال خوانی کے قابل ہو جاؤں۔ تم کہتے ہو کوئی دوسرا ٹیلی پیتھی جاننے والا میرے دماغ میں ہے۔ میں بھی یہی سمجھتی ہوں۔ اس کے تعاون سے میں تمہارے فریب میں نہ آسکی۔ میں اُس مہربان سے وعدہ کرتی ہوں، اگر وہ تمہارے ہتھکنڈوں سے مجھے بچا کر یہاں سے لے جانے لگا تو میں ہمیشہ اُس کے کام آتی رہوں گی۔"

ڈیگر نے ہنستے ہوئے کہا "بے وقوف عورت! ذرا سوچ سمجھ کر وعدہ کر۔ تیرے دماغ میں جو چھپا ہوا ہے اُسی نے فرزانہ اور نینسی کو خودکشی پر مجبور کیا تھا۔ وہی جوجو کو اغوا کر کے لے گیا ہے۔"

"مجھے اس کے خلاف بھڑکانے کی فضول سی کوشش کر رہے ہو۔ وہ جتنا بھی بُرا ہو گا تم سے بہتر ہو گا۔ وہ ماں کو بیٹے کا دشمن نہیں بنائے گا۔"

"ایک دشمن دوسرے سے بہتر نہیں ہوتا۔ ہمیشہ بدتر ہوتا ہے۔ تم اس کا سہارا لے کر پچھتاؤ گی۔ ویسے میں کسی کا سہارا لینے کا موقع ہی کب دوں گا۔"

پاسکل بوبا نے کہا "رسونتی! میں بہتر ہوں یا بدتر، یہ آنے والا وقت ہی بتائے گا۔ تم اطمینان رکھو، یہ شیطان آئندہ تم پر تنویمی عمل نہیں کر سکے گا۔"

ڈیگر نے کہا "میں اتنی دیر سے تمہاری باتیں سننے کے لیے ہی باتیں بنا رہا تھا۔ میں ایک شخص کو رسونتی کے سامنے بھیج رہا ہوں، تم اس کی آواز سُن کر اُس کے دماغ میں آؤ۔ میں کچھ اہم باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"

رسونتی نے جلدی سے کہا "نہیں میرے مہربان تم نہ جانا۔ یہ تم سے سودے بازی کرے گا۔ تمہیں میرا دشمن بنانے کی کوشش کرے گا۔"

پاسکل نے کہا "تم اطمینان رکھو۔ میں کوئی نادان بچہ نہیں ہوں۔ بزرگوں کا کہنا ہے کہ دشمنوں کی بھی باتیں سُن لیا کرو۔ میں سُن کر جلد ہی واپس آؤں گا۔"

"تمہارے جاتے ہی یہ دماغی جھٹکے پہنچائے گا۔"

"تم سیاست کو نہیں سمجھتی ہو۔ یہ تمہیں اذیتیں پہنچائے گا تو تم ایک عرصے تک کمزوری کے باعث خیال خوانی نہیں کر سکو گی۔ اور خیال خوانی کے بغیر تمہاری کوئی اہمیت نہیں ہے۔ یہ اور اس کا سپر ماسٹر ایک عام سی عورت کو قیدی بنا کر کیا حاصل کریں گے؟ کچھ نہیں۔"

رسونتی نے پوچھا "کیا میں سپر ماسٹر کی قید میں ہوں؟"

ڈیگر نے کہا "ہاں، اب چھپانا فضول ہے۔ میں سپر ماسٹر کے لیے اور یہ تمہارا نامہربان ماسک مین کے لیے کام کر رہا ہے۔ اور یہ درست کہہ رہا ہے، میں ٹیلی پیتھی کے جھٹکے پہنچا کر تمہارے دماغ کا کچرا نہیں کرنا چاہتا۔ آرام سے پڑی رہو۔"

ایک شخص نے رسونتی کے پاس آکر کہا "مسٹر اجنبی خیال خوانی کرنے والے! میں اپنی آواز سُنا کر جا رہا ہوں۔ یقیناً تم سُن رہے ہو۔ میرے دماغ میں چلے آؤ۔ میں یہاں سے جا رہا ہوں۔"

وہ رسونتی کے کمرے سے باہر آ گیا۔ پاسکل نے کہا "میں موجود ہوں۔ بولو کیا کہنا چاہتے ہو؟"

ڈیگر نے کہا "شکریہ، تم نے میری بات مان لی۔ میں تم سے دوستی کے لیے نہیں کہوں گا۔ کیوں کہ سپر ماسٹر اور ماسک مین آگ اور پانی ہیں۔ ہمارے درمیان دوستی جب بھی ہو گی، دشمنی کے پردے میں ہو گی۔"

"تم تمہید باندھ رہے ہو۔ کام کی بات کرو۔"

"کام کی بات یہ کہ میں بھی جوجو کے معاملے میں رکاوٹ بن سکتا ہوں۔"

"کیا پوچھ کر رکاوٹ بننا چاہتے ہو؟"

"طنز نہ کرو۔ ایک دوسرے کے لیے رکاوٹ بننے کے نتائج پر غور کرو۔ یوں ہم ایک دوسرے کو نقصان پہنچائیں گے اور ہماری لڑائی سے فرہاد کی فیملی کو فائدہ پہنچے گا۔"

"اس بات کو اس وقت سوچنا تھا جب میں رسونتی کو بابا صاحب کے ادارے سے نکال کر لے جانا چاہتا تھا مگر تم نے فرہاد بن کر مجھ سے بڑا ڈراما پلے کیا۔ اور میرے شکار کو چھین کر لے گئے۔ تم مجھ سے دشمنی کی پہل کرنے کے بعد سمجھوتے کی توقع کر رہے ہو۔"

"بدترین حالات میں بھی سمجھوتا ہو جاتا ہے۔"

"بے شک ہو جاتا ہے۔ میرا شکار مجھے واپس کر دو۔"

"تم احمقانہ مطالبہ کر رہے ہو۔ جنگل میں کتنی ہی پارٹیاں شکار کھیلنے جاتی ہیں۔ جو کامیاب ہوتا ہے، شکار اُسے مل جاتا ہے۔ سو ہمیں مل گیا۔"

"ابھی نہیں ملا۔ شکاریوں کا کھیل ابھی جاری ہے اور اس کھیل سے بوکھلا کر ہی تم نے مجھے یہاں بلایا ہے۔"

"کیا تم سمجھتے ہو، رسونتی کو مجھ سے چھین کر لے جاؤ گے؟"

"سمجھتا ہوں، اسی لیے تمہارے سامنے دیوار بن گیا ہوں۔ اگر تمہارے خیال کے مطابق ناکام ہوا تو رسونتی کو تمہارے کام کے قابل نہیں چھوڑوں گا، اسے ذہنی مریضہ بنا دوں گا۔"

"میں اس کے جواب میں جوجو کو قتل کر دوں گا۔"

"ٹھیک ہے، اس طرح بھی ہمارا مقصد پورا ہو جائے گا۔ اُس دوزخی فرہاد کی فیملی میں کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا نہیں رہے گا۔ ایک آرمر ہے، وہ کسی کام کا آدمی نہیں ہے اور بہت ممکن ہے، جوجو کے بعد وہ بھی زندہ نہ رہے، خود اپنی ہی جان سے کھیل جائے۔"

"اس کا مطلب ہے، سمجھوتے کی کوئی صورت نہیں رہ گئی؟"

"تم ذرا کم سمجھتے ہو۔ میں نے تو کہہ دیا ہے، سمجھوتا ہو گا، رسونتی کو میرے حوالے کر دو۔"

"لعنت ہے تم پر۔ جاؤ جو کر سکتے ہو کرو۔ ہم تم سے کم نہیں ہیں۔"

"بڑے بھائی! ناراض کیوں ہوتے ہو۔ ایک اور صورت بھی ہے۔"

"کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"رسونتی نہ ہمارے پاس ہو نہ تمہارے پاس۔ اُسے کسی تیسری جگہ رکھا جائے۔ اُس تیسری جگہ کا علم صرف ہم دونوں کو ہو گا اور وہ ہماری قید میں رہ کر ہم دونوں کے کام آتی رہے گی۔"

وہ تھوڑی دیر سوچنے کے بعد بولا "یہ مشورہ احمقانہ

بھی ہے، عجیب بھی ہے مگر دل کو بھی لگتا ہے، میں سپر ماسٹر سے مشورہ کروں گا۔ اگر وہ راضی ہو جائے تو جوجو کو بھی اُس تیسری جگہ پہنچانا ہوگا۔"

"اس کے لیے میں بھی ماسک مین سے مشورہ کروں گا۔"

"اچھی بات ہے، ہم آدھے گھنٹے بعد پھر اس شخص کے دماغ میں ملیں گے۔"

وہ دونوں اپنے اپنے حاکم کے پاس آئے، سپر ماسٹر نے تمام باتیں سُننے کے بعد کہا۔"جب تک رسونتی کا دماغ کمزور رہے گا، وہ دشمن خیال خوانی کرنے والا ہمیں پریشان کرتا رہے گا، تیسری جگہ والی بات ان حالات میں معقول ہے۔ جب رسونتی ہمارے ہاتھ سے نکلنے لگے یا دشمن اسے دماغی مریضہ بنا دے لیکن میں ایسے حالات پیدا نہیں ہونے دوں گا۔"

"آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟"

"جن ڈاکٹروں نے رسونتی کا معائنہ کیا تھا، اُن کی رپورٹ آگئی ہے، وہ کہتے ہیں، آپریشن کے ذریعے اس کی زبان میں ایسی تبدیلی لائی جائے گی کہ اس کی آواز اور لہجہ بدل جائے گا۔ اگر ہم اس کا چہرہ بھی تبدیل کر دیں تو کوئی اسے پہچان نہیں سکے گا اور اجنبی لہجے کے باعث اس کے دماغ میں نہیں آسکے گا۔"

ڈیگر نے کہا۔"ایسا فوراً ہونا چاہیے۔ لیکن رسونتی کا دماغ جب تک اپنی نئی آواز اور لہجے کا عادی نہیں ہوگا اور پرانی آواز اور لہجے کو نہیں بھولے گا تب تک وہ دشمن دماغ میں آتا رہے گا۔ اس کا راستہ روکنے کے لیے تنویمی عمل بہت ضروری ہے۔ کچھ عرصے کے لیے اس کے دماغ کو حسّاس بنانا ہوگا۔"

"تم دیکھ چکے ہو، وہ تنویمی عمل کے دوران رکاوٹ بن جاتا ہے۔"

اسی وقت دوسرے ڈیگر نے آ کر کہا۔"وہ لوگ جوجو کو آپریشن تھیٹر لے جا رہے تھے۔ اس پرائیویٹ اسپتال میں ڈاکٹر، نرس، وارڈ بوائے سے لے کر ایک معمولی سپاہی تک یوگا کے ماہر ہیں۔ جب میں نے دیکھا کہ جوجو کو بے ہوش کر دینے کے بعد مجھے پھر کسی کے دماغ میں جگہ نہیں ملے گی تو میں نے وہاں اپنے سفیر کے ذریعے ایئر فورس کے ایک افسر اور پائلٹ تک رسائی حاصل کی۔ پائلٹ نے میری مرضی کے مطابق ایک طیارہ اُڑایا اور اس اسپتال پر بمباری کر دی۔"

سپر ماسٹر نے پوچھا۔"یہ تم نے کیا کیا؟ جوجو بمباری میں مر گئی ہوگی؟"

ڈیگر نمبر دو نے کہا۔"اُس آپریشن کو روکنے کا اور کوئی راستہ نہ تھا۔ آپریشن کے بعد جوجو کا ذہن تبدیل ہو جاتا۔ آواز اور لہجہ بدل جاتا پھر ہم اُسے کبھی پا نہ سکتے۔ ماسک مین اس کی ٹیلی پیتھی سے فائدہ اُٹھاتا رہتا۔ وہ ہمارے لیے مرچکی ہوتی لہٰذا اگر بمباری کے نتیجے میں مرتی ہے تو کیا فرق پڑتا ہے۔ بہرحال وہ زندہ ہے، میں اس کے دماغ سے ہو کر آ رہا ہوں۔ آپریشن کا معاملہ ذرا کھٹائی میں پڑ گیا ہے۔"

"شاباش! تم نے زبردست کام کیا ہے۔"

"سر! ہماری کامیابی تو یہ ہے کہ دو نہایت تجربے کار اور سرجری کے ماہر ڈاکٹر جو دماغ کا آپریشن کرنے والے تھے، وہ بمباری سے ہلاک ہو گئے ہیں۔"

سپر ماسٹر نے خوش ہو کر پوچھا۔"کیا تم ڈاکٹروں کے دماغوں میں گئے تھے؟"

"نہیں، وہ گونگے بنے رہتے تھے۔ میں کبھی اُن کی آواز نہ سُن سکا۔ جوجو کے دماغ میں رہ کر ایک فوجی افسر کی رپورٹ سُنی ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق دونوں ڈاکٹر مر چکے ہیں۔"

"اس کا مطلب ہے آپریشن کے لیے از سر نو انتظامات میں کافی وقت لگے گا۔ جاؤ کسی طرح جوجو کو وہاں سے نکالنے کی کوشش کرو۔ ناکامی کی صورت میں اس لڑکی کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دینا۔"

ڈیگر نمبر دو چلا گیا تو نمبر ایک نے پوچھا۔"ہم رسونتی کو کس طرح دشمن سے چھپا کر رکھ سکتے ہیں؟"

"ایک ہی راستہ ہے۔ تمھیں مسلسل رسونتی کے دماغ میں خاموش رہنا ہوگا۔ جب یقین ہو جائے کہ دشمن نہیں ہے تو اس عورت کو فوراً ٹرانس میں لا کر حکم دو کہ تمھارے سوا کوئی بھی سوچ کی لہر آئے تو اس کا دماغ محسوس کر لے اور وہ فوراً سانس روک لے۔ تم اتنا کر لو، باقی کام آپریشن سے ہو جائے گا۔"

ڈیگر نمبر ایک بڑی خاموشی سے رسونتی کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اُدھر پاسکل، جوجو کے معاملے میں مصروف ہو گیا تھا۔ ایئر فورس کے پائلٹ کا بیان تھا کہ اس کے دماغ پر کسی نے قبضہ جمایا ہوا تھا۔ اس کے بیان کے مطابق یہی سمجھ میں آتا تھا کہ سپر ماسٹر کے ٹیلی پیتھی جاننے والے نے اسپتال کو تباہ کر دیا ہے۔ پاسکل نے ماسک مین سے پوچھا۔"بمباری کس وقت ہوئی تھی؟"

ماسک مین نے کہا۔"ٹھیک دس بج کر دس منٹ پر۔"

پاسکل نے کہا۔"میں دس بجے سے ساڑھے دس بجے تک ایک شخص کے دماغ میں رہ کر سپر ماسٹر کے خیال خوانی کرنے والے سے گفتگو کر رہا تھا پھر وہ کیسے اسپتال پر بمباری کرا سکتا ہے؟"

"کیا تمھاری گھڑی ٹھیک روسی وقت کے مطابق ہے؟"

"جی ہاں۔ میں وقت کا حساب کر کے یقین سے کہتا ہوں کہ یہ کسی دوسرے خیال خوانی کرنے والے کی بدمعاشی ہے۔"

"کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ سپر ماسٹر کے پاس کوئی دوسرا بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہے؟"

"ہو سکتا ہے دوسرا بھی ہو۔ لیکن میں نے ٹرانسفارمر مشین سے گزرتے وقت ایک ہی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو دیکھا تھا۔ بہرحال آرمر بھی اپنی بہن جوجو کو آپریشن سے بچانے کے لیے ایسا کر سکتا ہے۔"

"بے شک آرمر ایسا کر سکتا ہے۔"

پاسکل نے آرمر کے پاس آ کر کہا۔"ہم سمجھتے تھے، تم انسان کے روپ میں فرشتہ ہو۔ دشمنوں کو بھی جانی نقصان نہیں پہنچاتے مگر تم نے اسپتال پر بمباری کرا کے کتنے ہی بے گناہ انسانوں کو موت کی نیند سلا دیا ہے۔"

وہ حیرانی سے بولا۔"یہ تم کیا کہہ رہے ہو! میں اپنے کوارٹر میں بیٹھا دُعائیں مانگ رہا ہوں۔ اپنی معصوم جوجو کی سلامتی کے لیے ابنِ مریم سے التجائیں کر رہا ہوں۔ دیکھو، میں صلیب کے سائے میں ہوں، میرا ایمان ہے، میں نے اور میری بہن نے کسی کو نقصان نہیں پہنچایا۔ خداوند یسوع، جوجو کو بھی نقصان نہیں پہنچنے دے گا۔"

دوست ہوں یا دشمن سبھی جانتے تھے کہ آرمر کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ پاسکل فطرتاً شیطان تھا۔ لیکن وہ بھی مانتا تھا کہ آرمر صلیب کے سائے میں کبھی جھوٹ نہیں بولے گا۔ اُس نے پوچھا۔"آرمر! پھر وہ اسپتال میں تباہی مچانے والا کون ہو سکتا ہے؟ وہ سپر ماسٹر کا ٹیلی پیتھی جاننے والا نہیں ہے، وہ بمباری کے وقت مجھ سے گفتگو کر رہا تھا۔"

آرمر نے کہا۔"تم میڈونا کو بھول رہے ہو۔"

"میڈونا کو میں دانیال سے چھین کر لایا تھا۔ وہ میری فرماں بردار ہے میرے خلاف ایسا نہیں کرے گی۔"

"تم اُس پر اندھا اعتماد کر رہے ہو۔ ذرا اُسے ٹٹول کر دیکھو۔"

یہ سُنتے ہی پاسکل نے وہاں سے خیال خوانی کی پرواز کی پھر میڈونا کے دماغ میں پہنچا لیکن اس نے سانس... روک لی۔ دوسری بار اُس نے دماغ میں پہنچتے ہی مخصوص کوڈ ورڈز ادا کیے۔ وہ ناگواری سے بولی۔"یو نان سنس! تم کون ہو؟ اور یہ کیسے الفاظ ادا کر رہے ہو، کیا یہ کوڈ ورڈز ہیں؟ اگر ہیں تو ان سے میرا کیا تعلق ہے؟"

"اچھا تو تم کوڈ ورڈز بھول گئی ہو اور میری آواز نہیں پہچانتی ہو۔ کیا دانیال کو بھول گئی ہو جس نے علی تیمور کے حکم پر تمھیں قتل نہیں کیا تھا۔ تم پر تنویمی عمل کر کے تمھیں اپنی کنیز بنا لیا تھا۔"

وہ دو انگلیوں سے اپنی پیشانی کو سہلاتے ہوئے بولی۔"ٹھہرو، مجھے سمجھنے دو کہ میں کن حالات سے گزرتی رہی ہوں۔ ابھی جاؤ۔"

اس نے سانس روکی۔ پاسکل بوباد دماغی طور پر اپنی جگہ آگیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ دانیال نے میڈونا پر جو تنویمی عمل کیا تھا، اس کا اثر ختم ہو چکا ہے۔ وہ نہیں جانتا تھا۔ دانیال نے کتنے عرصے کے لیے اسے اپنی معمولہ بنایا ہے۔ اس نے ایک ہفتے بعد چُپ چاپ میڈونا کے ذہن کو ٹٹول کر دیکھا تھا۔ وہ بدستور تنویمی عمل کے اثر میں تھی۔ اپنے عامل دانیال کو پوجتی تھی اور پاسکل اس کے عامل دانیال کے لب و لہجے میں اُسے کنٹرول کرتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ تنویمی عمل کا اثر جس دن بھی ذرا کمزور پڑے گا اُسی دن وہ میڈونا کو اپنے عمل کے اثر میں لے آئے گا۔

وہ پچھلے چوبیس گھنٹوں سے ماریہ کو اغوا کرنے، سونیا اور پارس سے نمٹنے اور رسونتی کو حاصل کرنے کی جدوجہد میں اس قدر مصروف رہا کہ میڈونا کے دماغ میں پہنچنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ چوبیس گھنٹے میں میڈونا تنویمی عمل کے اثر سے نکل کر آزاد ہو جائے گی چوں کہ وہ دانیال کے لہجے میں بولتا تھا، اس لیے وہ پاسکل کی حیثیت سے اسے نہیں پہچانتی تھی۔ اور اب آزاد ہونے کے بعد دانیال کو بھی قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہو رہی تھی۔

ادھر میڈونا کو ایک ایک بات یاد آگئی تھی دانیال نے اُسے رسونتی اور علی تیمور سے بچایا تھا۔ اس کے لیے اُس کا نام اور اصلی شخصیت کو تنویمی عمل کے ذریعے گم کر دیا تھا۔ وہ بھی راضی خوشی اس کے زیرِ اثر آگئی تھی کیوں کہ جان بچانے کا ذہی ایک راستہ تھا۔

اب وہ حپناطیم کے سحر سے نکل کر سوچ رہی تھی، کیا مجھے پھر دانیال کے زیرِ اثر رہنا چاہیے؟ اور اس کی برتری کو قبول کرنا چاہیے؟ ہرگز نہیں۔ میں ٹیلی پیتھی جانتی ہوں۔ میں اپنی الگ حیثیت منواتی رہوں گی۔

وہ دانیال کی موت سے بے خبر تھی۔ پاسکل نے دستور کے مطابق ابھی اُسے دانیال بن کر مخاطب کیا تھا، اس لیے وہ اُسے زندہ سمجھ رہی تھی۔ اُس نے سوچتے رہنے کے دوران ایک عمدہ سالباس پہنا۔ آئینے میں خود کو دیکھا، چہرے پر ہلکا سا میک اپ کیا۔ یہ میک اپ نہ ہوتا تب بھی وہ بلا کی حسین تھی۔ اس نے پرس میں اچھی خاصی کرنسی رکھی پھر اس رہائش گاہ سے باہر آگئی۔ اس کی دانست میں دانیال موجودہ رہائش گاہ کو جانتا تھا۔ خود وہاں آکر یا اپنے آلۂ کاروں کے ذریعے اسے قیدی بنا کر اس کے دماغ کو کمزور کرکے پھر تنویمی عمل کر سکتا تھا۔ اس طرح وہ کبھی اس کے اثر سے نکل نہ پاتی۔ اس کی تابعدار بن کر زندگی گزارتی رہتی۔

ابھی یہ سوچنے سمجھنے کا وقت نہیں تھا کہ تنہا کہاں جائے گی اور کس طرح دشمنوں سے چھپتی رہے گی۔ اس کے خیال میں ایک طرف فرہاد کی فیملی اس کی جان لینا چاہتی تھی کیوں کہ اسی نے اپنے آلۂ کار کے ذریعے فرہاد پر گولی چلائی تھی۔ پھر ماسک مین کا خیال خوانی کرنے والا ابھی اس کا مخالف تھا۔ دوسری طرف سپر ماسٹر اس کی طویل غیر حاضری سے دشمن بن گیا ہوگیا۔ لیکن ابھی وہ دانیال کے خطرے سے دُور جا رہی تھی۔

اس نے کار ڈرائیو کرتے ہوئے سوچا، اگر میں میک اپ کے ذریعے چہرے میں تبدیلی کر لوں تو دانیال مجھے پہچان نہیں سکے گا۔

وہ فرانس کے ایک چھوٹے سے شہر لامینز میں موجود تھی، وہاں بڑے شہر کی طرح خاطر خواہ میک اپ کا سامان نہیں مل سکتا تھا۔ تلاش کرنے پر اسٹیج ڈراموں کے میک اپ کی چیزیں اور کئی طرح کی وِگیں نظر آئیں۔ اس نے اپنی پسند کی چند چیزیں خریدیں۔ پھر تھیٹر کے ایک میک اپ مین کا پتا معلوم کرکے اس کے گھر پہنچ گئی، وہ ایک بوڑھا آدمی تھا اور تنہا رہتا تھا۔ وہ اسے پانچ سو ڈالر دیتے ہوئے بولی "میرے چہرے پر کچھ ایسی تبدیلی لے آؤ کہ پہچانی نہ جاسکوں۔"

وہ مسکراتے ہوئے بولا "زیادہ رقم دے کر چہرہ چھپانے والے مرد کبھی کبھی آتے ہیں۔ مگر ایک لڑکی پہلی بار آئی ہے۔ قانون سے چھپ رہی ہو یا مجرموں سے؟"

"تم اپنے کام سے مطلب رکھو۔ کوئی سوال نہ کرو۔"

"تمھیں غلطیوں سے بچانے کے لیے سوالات کر رہا ہوں۔ تم جواب دے کر میری نیک نیتی کو سمجھ لوگی۔"

اس نے جواب دیا "میں قانون کے محافظوں اور اپنے دشمنوں، دونوں سے چھپنا چاہتی ہوں۔"

"کیا تم نے چھپنے کے لیے پچھلی تمام نشانیاں مٹادی ہیں، صرف یہ چہرہ رہ گیا ہے؟"

"ہاں۔ میں نے پچھلی رہائش گاہ اور اپنے استعمال کی تمام چیزیں چھوڑ دی ہیں۔"

"اور یہ کار جو باہر کھڑی ہے؟"

وہ چونک کر بولی "اوہ گاڈ! میں تو بھول گئی تھی۔ وہ اس گاڑی کے ذریعے یہاں پہنچ سکتا ہے۔"

"سوچتی کیا ہو۔ فوراً جاؤ اور اسے کہیں پھینک کر آؤ۔ تم مالدار لگتی ہو۔ ایک گاڑی کا نقصان برداشت کر سکتی ہو۔"

وہ تیزی سے چلتی ہوئی گاڑی میں آکر بیٹھ گئی، اُسے ڈرائیو کرتی ہوئی شہر کے ایک مصروف علاقے میں آئی۔ وہاں گاڑی کو چھوڑا پھر ایک گھوڑے والی بگھی میں بیٹھ کر بوڑھے میک اپ مین کے پاس آگئی۔ اس دوران وہ بوڑھے کے خیالات پڑھتی رہی۔ پتا چلا اس نے اب تک کتنے ہی مجرموں کو... میک اپ کے ذریعے چھپایا تھا اور ان کے خلاف پولیس میں مخبری نہیں کی تھی۔ وہ عام انسانوں کی طرح تھوڑا بے ایمان اور تھوڑا ایماندار تھا۔ جس کا کام کرتا تھا، اُس سے کبھی بھی بے ایمانی نہیں کرتا تھا۔ اس کا نام اور لانوساچا تھا۔ اس نے ایک جوان لڑکی کی تصویر میڈونا کو دکھاتے ہوئے پوچھا۔

"کیا یہ صورت بنا دوں؟"

اس نے تعریف کرتے ہوئے کہا "بہت خوب صورت ہے۔ کون ہے یہ؟"

"میری بیٹی تھی۔ اب اس دنیا میں نہیں ہے۔"

"مجھے یہ سن کر افسوس ہوا۔ آؤ اور میرے وجود میں اپنی بیٹی کو پھر سے زندہ کر دو۔"

وہ اپنا کام شروع کرتے ہوئے اپنی بیٹی باربرا کے متعلق تفصیل سے بتانے لگا۔ ایک بدمعاش نے باربرا کے چہرے پر تیزاب پھینک دیا تھا۔ اس کا چہرہ بُری طرح جھلس گیا تھا۔ پھر وہ مر گئی۔

اور لانوساچا اپنی بیٹی کی دُکھ بھری داستان سُنانے کے ساتھ ساتھ پوری توجہ اور مہارت سے اپنا کام بھی کرتا جا رہا تھا۔ میڈونا وہاں کرینا کیمرون کے روپ میں آئی تھی۔ بوڑھے اور تجربہ کار ساچا کے مشاق ہاتھ اسے رفتہ رفتہ باربرا بنا رہے تھے۔ وہ بولی "اب تم پھر اپنی باربرا کو زندہ کر رہے ہو۔ لوگوں سے کیا کہو گے؟"

"لوگ تمھیں نہ دیکھیں تو بہتر ہوگا۔ شام ہو چکی ہے۔ تمھارا میک اپ مکمل ہونے تک رات ہو جائے گی۔ تم اندھیرے میں چھپ کر جا سکو گی۔"

رات کے آٹھ بجے میک اپ مکمل ہوگیا۔ آئینہ کہہ رہا تھا، وہ چہرے کے ایک ایک نقش کے اعتبار سے باربرا بن گئی ہے۔ ساچا گم صم کھڑا اپنی بیٹی کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی بوڑھی آنکھیں آنسوؤں سے بھیگ رہی تھیں۔ میڈونا نے کہا "میں تمھارے جذبات کو سمجھ رہی ہوں۔ آؤ مجھے گلے لگا کر پیار کرو۔ میں تمھاری بیٹی ہوں۔"

وہ اُٹھ کر کھڑی ہوگئی۔ آئینے کے پاس سے گھوم کر ساچا کے سامنے آئی۔ اُس نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگایا۔ تھوڑی دیر تک روتا رہا پھر اس کی پیشانی کو بوسہ دے کر الگ ہوگیا۔ جیب سے پانچ سو ڈالر نکال کر واپس کرتے ہوئے بولا "میں نے باپ بن کر پیار کیا ہے۔ بیٹی سے رقم نہیں لوں گا۔"

وہ مسکرا کر بولی "رقم واپس لوں گی تو رشتہ پکا ہو جائے گا۔ میں تمھیں یہاں تنہا نہیں رہنے دوں گی۔"

"یہ میری خوش نصیبی ہے کہ تم میرے ساتھ رہو گی۔"

وہ رقم لے کر پرس میں رکھتے ہوئے بولی "تمھاری بیٹی بہت دولت مند ہے۔ آج سے تم کام نہیں آرام کرو گے۔ میں جہاں جاؤں گی، میرے سرپرست بن کر ساتھ رہو گے۔"

"بیٹی! تم کون ہو؟ کہاں سے آئی ہو؟ کیا کرتی ہو؟ مجھے معلوم ہونا چاہیے۔"

اس نے اپنی زندگی کے حالات مختصر طور پر بیان کیے۔ ساچا نے حیرانی سے پوچھا "تم ٹیلی پیتھی جانتی ہو؟"

وہ ہنستے ہوئے اس کے دماغ میں پہنچ گئی پھر اُس کی ایک ایک سوچ کو بیان کرنے لگی۔ بوڑھے ساچا نے قائل ہو کر کہا "میں نے ٹیلی پیتھی کے متعلق بہت کچھ سنا تھا۔ آج اپنے دماغ کے اندر اس کا عمل دیکھ رہا ہوں۔ بیٹی مجھے بتاؤ، تم فی الحال کس دشمن سے چھپ رہی ہو؟"

"یوں تو دانیال سے چھپنے یہاں آئی ہوں۔ وہ تنویمی عمل کے ذریعے میرے دماغ پر حاوی تھا اور میری رہائش گاہ سے واقف تھا۔ اس کے عمل سے آزاد ہوتے ہی میں نے وہ رہائش گاہ، چھوڑ دی ہے۔"

"کیا وہ تمھارے دماغ میں نہیں آسکتا؟"

"وہ آتا ہے میں سانس روک لیتی ہوں۔ اس کی سوچ کی لہریں دماغ سے باہر چلی جاتی ہیں۔ وہ معلوم نہیں کر سکے گا کہ میں تمھارے پاس اس مکان میں ہوں۔"

"ٹیلی پیتھی جاننے والے اور کتنے دشمن ہیں؟"

"سب سے خطرناک فرہاد علی تیمور ہے۔ میں نے ایک آلۂ کار کے ذریعے اُسے گولی مار دی تھی۔ پتا نہیں، وہ زندہ ہے یا مر گیا؟"

"وہ مر چکا ہے۔ ملک کے تمام اخبارات نے اس کی موت پر سپلیمنٹ کاپیاں شائع کی تھیں۔ ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعے اس کی موت کی خبر نشر کی گئی تھی۔"

میڈونا کا سر جھک گیا۔ وہ آہستگی سے بولی "میں نے اچھا نہیں کیا۔ سپر ماسٹر کے حکم پر میں نے خود ہی فرہاد کو دشمن بنا لیا تھا۔ آج میں سپر ماسٹر کے پاس نہیں جا سکتی۔ میری اتنی طویل غیر حاضری سے اسے یقین ہوگیا ہوگا کہ میں اس کے دشمنوں کے لیے کام کر رہی ہوں۔ وہ بہ ظاہر مجھے معاف کردے گا، مگر درپردہ قتل کرا دے گا۔ میں گھر کی رہی نہ گھاٹ کی۔"

"بیٹی! سوچ سمجھ کر قدم اٹھایا کرو۔ عقل کی بات یہ ہے کہ دوست بناؤ، دشمن نہ بناؤ۔ کسی سے دوستی نہ کرنا چاہو تو کوئی بات نہیں مگر کسی حال میں دشمنی نہ کرو۔ دشمنی سکون چھین لیتی ہے۔"

"میں اس نصیحت پر عمل کروں گی۔"

"خود کو مصروف رکھنے کے لیے لوگوں کے دماغوں کو چُپ چاپ پڑھتی رہو اور خود کو ظاہر کیے بغیر اُن کے کام آتی رہو، پھر دیکھو، تمھیں کس قدر روحانی سکون ملے گا۔"

"پاپا! میں نے فرہاد کا ریکارڈ پڑھا تھا۔ وہ ایک اچھا انسان تھا۔ جس کا دوست بن جاتا تھا، اُس کے لیے جان کی بازی لگا دیتا تھا۔ اس کی موت نے مجھے اندر سے جھنجوڑ دیا ہے، میں اس کی موت کی ذمے دار ہوں۔"

"اپنے دل کا بوجھ نہ بڑھاؤ۔ ہر انسان سے غلطی ہوتی ہے، تم خود کو اس طرح سمجھاؤ کہ جب بھی موقع ملے گا، اس غلطی کی تلافی کرو گی اور فرہاد کے بیوی بچوں کے بُرے وقت میں آئندہ کام آتی رہو گی۔"

"ہاں اسی طرح میرے دل کا بوجھ ہلکا ہو سکتا ہے۔"

"اور بتاؤ کتنے دشمن ہیں؟"

"فرہاد کی بیوی رسونتی ٹیلی پیتھی جانتی ہے، وہ میری تاک میں ہوگی۔ اس نے میری آواز سُنی ہے، ایک بار مجھے دماغی جھٹکے پہنچا چکی ہے۔ میں حیران ہوں کہ وہ شوہر کی موت کا بدلہ لینے میرے پاس کیوں نہیں آرہی ہے؟ اُس نے ایک بار بھی خیال خوانی کے ذریعے مجھے پریشان نہیں کیا۔"

"غیر معمولی صلاحیت رکھنے والی عورت اپنے شوہر کا خون

معاف نہیں کرے گی۔ میرا خیال ہے، ابھی وہ کسی مصیبت یا الجھن میں ہے اس لیے تمہیں نظر انداز کر رہی ہے۔ جب وہ آئے تو سانس روک لیا کرنا۔ جب تک میں نہ کہوں اس سے بات نہ کرنا۔ سیدھی سی بات ہے، ایسی عورت سے براہِ راست ہونے والی گفت گو ناکام رہتی ہے۔ ہم اس کے بچوں کے ذریعے اسے موم کرنے کی کوشش کریں گے۔"

"پاپا! تم بڑے تجربے کی باتیں سمجھا رہے ہو۔"

"آگے بولو اور کتنے دشمن ہیں؟"

"شیر ماسٹر کے پاس ایک خیال خوانی کرنے والا ہے، اور دوسرا خیال خوانی کرنے والا شاید ماسک مین کے لیے کام کر رہا ہے۔ میرا دل کہتا ہے، اگر کسی طرح سونیا مجھے معاف کر دے تو رسونتی بھی معاف کر دے گی۔ فرہاد کی فیملی میں سونیا سب سے سمجھ دار عورت ہے۔ میں اس کی پناہ میں پہنچ جاؤں تو دشمن آسانی سے مجھ پر حملہ نہیں کر سکیں گے۔ وہ فولاد ہے فولاد جس کے سر پر محبت سے ہاتھ رکھتی ہے اسے بھی فولاد بنا کر چھوڑتی ہے۔"

"ایسی بات ہے تو ہم سونیا تک پہنچنے کی کوشش کریں گے۔ وہ کہاں مل سکتی ہے؟"

"وہ پیرس میں ہوگی۔"

"ہم کل صبح یہاں سے روانہ ہوں گے۔"

"پاپا! میں یہاں مطمئن نہیں ہوں۔ دانیال کے آدمی یہاں آسکتے ہیں۔ وہ مجھے نہیں پہچانیں گے مگر دانیال ان کے ذریعے تمہارے دماغ میں پہنچ کر سب کچھ معلوم کر لے گا۔"

"اس کا مطلب ہے، میں تمہارے لیے خطرہ ہوں۔"

"ایسی بات نہیں ہے۔ تم اپنا دل اور دماغ راضی خوشی میری طرف مائل کرو تو میں تم پر تنویمی عمل کروں گی۔ اور تمہارے دماغ میں یہ بات نقش کر دوں گی کہ میں تمہاری بیٹی ہوں۔ امریکا سے آئی ہوں اور کچھ عرصے تک تمہارے ساتھ رہوں گی۔ اس طرح یہ بات تمہارے دماغ سے نکل جائے گی کہ تم نے کسی لڑکی کو اپنی باربرا کا روپ دیا ہے۔"

اُسے بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا، وہ تنویمی عمل کے لیے راضی ہو گیا۔

پاسکل بوبا پریشان تھا۔ یہ اندیشہ سر اُٹھا رہا تھا کہ میڈونا شیر ماسٹر کے پاس چلی جائے گی تو اُدھر ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔ اس کے آدمی لامینز شہر میں اُسے ڈھونڈتے پھر رہے تھے۔ وہ ایک چھوٹا سا شہر تھا۔ وہاں کسی بھی خطرناک تنظیم کا کوئی ایجنٹ یا آلۂ کار نہیں تھا۔ پاسکل اپنے آلۂ کاروں کو ہیلی کاپٹر کے ذریعے وہاں پہنچا سکتا تھا۔ مگر یہ بات فرانس کی حکومت کے علم میں آجاتی کہ ریڈ یاور کے باس نے لامینز شہر میں اپنے آدمی بھیجے ہیں اور وہ میڈونا کو گرفتار کرنے سے پہلے یہ بات کسی کے علم میں لانا نہیں چاہتا تھا۔

مختصر یہ کہ پاسکل کے بیس آدمی کاروں کے ذریعے رات کے نو بجے اُس شہر میں پہنچے۔ اس دوران پاسکل نے لامینز کے ایک پولیس افسر کو فون کیا تھا اور کہا تھا "کرینا کیمرون نامی ایک لڑکی نے اپنے آشنا کو قتل کر کے اس کی لاش کہیں چھپا دی ہے۔ وہ فلاں بنگلے میں رہتی ہے، اُسے فوراً گرفتار کریں، میں قتل کے ثبوت کے ساتھ شام تک وہاں پہنچ جاؤں گا۔"

پولیس افسر نے پوچھا "تم کون ہو؟"

اس نے اپنا فرضی نام اور پتا بتا کر اس کے دماغ پر قبضہ جما لیا پھر اس افسر کے اندر رہ کر میڈونا کے بنگلے میں گیا۔ وہ مقفل تھا۔ افسر دروازے کا لاک توڑ کر اندر گیا۔ وہاں سے کچھ حاصل نہیں ہوا۔ کرینا کیمرون کی تصویر بھی نہیں ملی۔ ایک پڑوسی نے اس کا مبہم سا حلیہ بتایا۔ پاسکل، افسر کو پورے شہر میں دوڑاتا رہا۔ شہر سے باہر جانے والے راستوں کی پولیس چوکیوں میں جا کر اس حلیے کی لڑکی کے بارے میں پوچھا گیا۔ جواب میں مایوسی ہوئی۔

پاسکل کے ساتھ ماسک مین بھی پریشان تھا۔ وہ کسی بھی قیمت پر ٹیلی پیتھی جاننے والی میڈونا کو اپنے قبضے میں رکھنا چاہتا تھا۔ اس نے کہا "باس کے آدمی اس شہر میں پہنچ کر اسے تلاش کرتے رہیں گے۔ تم باس سے کہو، اپنے آدمیوں کو فرانس کے مختلف شہروں میں پہنچا دیں۔ میں یقین سے کہتا ہوں، وہ لڑکی میک اپ میں چھپی ہوئی ہے۔ کسی چھوٹے شہر میں جا کر پناہ لے گی۔ فرہاد کی فیملی کے خوف سے پیرس کا رُخ نہیں کرے گی۔"

پاسکل نے ماسک مین کا حکم ریڈ یاور کے باس کو سنا دیا۔ باس نے کہا "میرے آدمی اس ملک کے ہر چھوٹے بڑے شہر میں جا کر اسے تلاش کرتے رہیں گے۔"

میڈونا کے چکر میں پاسکل کئی گھنٹے تک رسونتی کے پاس نہ جا سکا۔ جب وہ گیا تو مایوسی ہوئی۔ رسونتی نے سانس روک لی تھی، اس کا مطلب یہی تھا کہ ڈیٹر تنویمی عمل کے ذریعے رسونتی کے دماغ کو حساس بنانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اب وہاں پاسکل کی دال نہیں گل سکتی تھی۔

مایوسی صرف پاسکل کے نصیب میں نہیں تھی، صرف

مانسک میں بازی نہیں ہار رہا تھا۔ سپر ماسٹر کو بھی مات ہو رہی تھی۔ ڈیجر نمبر دو نے آکر کہا۔ "سر! ہم دھوکا کھا گئے۔ مانسک میں نے یہ جھوٹی خبر پھیلائی تھی کہ دونوں تجربے کار ڈاکٹر مارے گئے ہیں، اب جوجو کے آپریشن میں تاخیر ہوگی۔ جب کہ دونوں ڈاکٹر زندہ ہیں۔ انھوں نے آپریشن سے پہلے جوجو کو بے ہوش کر دیا ہے۔ اب میں اس کے دماغ میں جا کر یہ معلوم نہیں کر سکوں گا کہ کس اسپتال میں آپریشن ہو رہا ہے۔ مجھے افسوس ہے، جوجو کو ہلاک کرنے کا بھی کوئی ذریعہ ہمارے پاس نہیں ہے۔"

سپر ماسٹر نے کہا۔ "کوئی بات نہیں۔ ہم نے رسونتی کو دشمن خیال خوانی کرنے والے سے بچا لیا ہے۔ معلوم کرو، دشمن جوجو کے سلسلے میں کیا کر رہے ہیں؟"

اب جوجو تک پہنچنا دشوار تھا۔ کسی کو اس کے دماغ میں جگہ مل نہیں سکتی تھی اور مانسک میں اسپتال میں بمباری کے بعد بہت زیادہ محتاط ہو گیا تھا۔ اسی طرح سپر ماسٹر، رسونتی تک پہنچنے کے تمام راستے بند کر چکا تھا۔ دونوں کے خیال خوانی کرنے والے فی الحال بے بس تھے۔ پاسکل بوبا کی تمام توجہ اب میڈونا تک پہنچنے کے لیے تھی۔ وہ اپنی دانست میں سونیا اور پارس کی کمزوریوں سے کھیلنے کے لیے ماریہ کو اغوا کر چکا تھا۔

سپر ماسٹر اور ڈبل ڈیجر اب تک میڈونا سے بے خبر تھے۔ انھیں بہت پہلے اطلاع مل چکی تھی کہ وہ مر چکی ہے۔ پاسکل بوبا اُن کی لاعلمی سے جلد از جلد فائدہ اٹھا لینا چاہتا تھا۔ اس کے آدمی لامینز شہر میں اسے تلاش کر رہے تھے۔ اُن میں سے دو شخص آدھی رات کے بعد اور لانو ساچا کے مکان پر پہنچے۔ انھوں نے اندازہ لگایا تھا کہ میڈونا چھپنے کے لیے بوڑھے میک اپ مین کا سہارا لے سکتی ہے۔ میڈونا نے دروازے پر دستک سن کر پوچھا۔ "کون ہے؟"

باہر سے آواز آئی۔ "پولیس۔ دروازہ کھولو۔"

اس نے بولنے والے کے دماغ میں چھلانگ لگائی۔ تیزی سے اُس کے خیالات پڑھے۔ یہ معلوم ہو گیا کہ وہ ریڈ پاور کے آدمی ہیں اور تعداد میں دو ہیں۔ اُس نے دروازہ کھول کر پوچھا۔ "آدھی رات کو معزز شہریوں کی نیندیں خراب کرنا کہاں کا قانون ہے؟"

ایک نے کہا۔ "زیادہ قانون کی بات نہ کرو۔ تم کون ہو اور وہ بوڑھا میک اپ مین کہاں ہے؟"

"وہ میرے پاپا ہیں۔ اس وقت سو رہے ہیں۔ آخر تم لوگ چاہتے کیا ہو؟"

"شام کو ایک لڑکی یہاں آئی تھی۔ تمھارے باپ نے میک اپ کے ذریعے اس کا چہرہ بدل دیا۔ کیا یہ درست ہے؟"

"غلط ہے۔ یہاں کوئی لڑکی نہیں آئی تھی۔"

"تم کہاں سے آئی ہو؟ پڑوسیوں نے بتایا ہے کہ بوڑھے کی بیٹی شادی کے بعد امریکا میں رہتی ہے۔"

"میں امریکا سے آئی ہوں۔ اگر تم پولیس کا شناختی کارڈ دکھاؤ گے تو میں اپنا پاسپورٹ وغیرہ دکھاؤں گی۔"

دونوں نے ایک دوسرے کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ پھر ایک نے کہا۔ "اچھی بات ہے۔ ہم اپنے افسر کو بُلا کر لاتے ہیں، وہ اپنا شناختی کارڈ دکھائے گا۔"

وہ باہر چلے گئے۔ میڈونا دروازہ بند کر کے اُن میں سے ایک کے دماغ میں آگئی۔ وہ کسی ٹیلیفون بوتھ میں جا کر ریڈ پاور کے باس سے یا پاسکل بوبا سے رابطہ قائم کرنا چاہتے تھے اور کہنا چاہتے تھے کہ بوڑھے میک اپ مین کی بیٹی مشکوک ہے، اُس کے دماغ میں پہنچ کر حقیقت معلوم کی جائے۔

پبلک کال بوتھ وہاں سے کافی دُور تھا۔ چلتے چلتے اُن میں سے ایک نے ریوالور نکال کر کہا۔ "ہمارا شبہ درست ہے، وہی لڑکی کرینا کیمرون ہے۔ اب وہ ہمیں زندہ نہیں چھوڑے گی۔ فوراً اپنا ریوالور نکالو۔"

"تم ریوالور نکالنے کا مشورہ کیوں دے رہے ہو؟"

"میں نہتے پر گولی چلانا مردانگی نہیں سمجھتا۔"

وہ حیرانی سے بولا۔ "کیا وہ لڑکی تمھارے دماغ میں ہے؟"

"تم وقت ضائع کر رہے ہو۔ میں تین تک گنتے ہی گولی چلا دوں گا۔"

دوسرے نے گنتی شروع ہونے سے پہلے ہی ریوالور نکال کر کہا۔ "ہمیں بچاؤ کی تدبیر کرنی چاہیے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہم دونوں ریوالور واپس رکھ دیں۔ پھر اسے ہاتھ نہ لگائیں۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی پہلے نے گولی چلا دی۔ وہ لڑکھڑاتا ہوا، تکلیف سے کراہتا ہوا پیچھے گیا۔ پھر اس نے گولی چلانے والے کو نشانہ بنایا۔ وہ بھی گولی کھا کر اُچھلا۔ پھر زمین پر گر پڑا۔ اس کے بعد دونوں نے ایک ساتھ دوسری بار فائرنگ کی۔ آس پاس کے مکانوں کی کھڑکیاں کھلنے لگیں۔ کھڑکیوں سے جھانکنے والے بیچ راستے پر دو خون آلود لاشوں کو دیکھ رہے تھے۔

میڈونا نے دس بجے تنویمی عمل ختم کر کے اور لانو ساچا کو سلا دیا تھا۔ دو گھنٹوں میں تنویمی نیند پوری ہو چکی تھی۔ اس نے ساچا کو جگاتے ہوئے کہا۔ "فوراً یہاں سے نکل چلو۔ دشمن یہاں تک پہنچ سکتا ہے۔"

وہ بستر سے اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے چھوٹی سی اٹیچی میں اپنے اور میڈونا کے لیے ایک ایک جوڑا رکھا۔ کچھ ضروری کاغذات بھی رکھے۔ وہ بولی۔ "ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ ضرورت کے وقت ہر چیز حاصل کر لوں گی۔ دروازے کو لاک کر کے چلو۔"

وہ باہر آئے۔ دروازے کو مقفل کیا۔ پھر ایک طرف چل پڑے، جدھر فائرنگ ہوئی تھی اور دو لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ وہاں لوگوں کی آوازیں سُنائی دے رہی تھیں۔ شہر کے دوسرے حصوں میں سناٹا چھایا ہوا تھا۔ وہ ویران راستوں کے فٹ پاتھ سے گزرنے لگے۔ چھوٹے سے شہر میں رات کے وقت شاذ و نادر ہی ٹیکسیاں نظر آتی ہیں۔ وہ کسی طرح اس شہر سے دُور نکل جانا چاہتے تھے لیکن ایسا کوئی ذریعہ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

ایک راستے کے موڑ پر کسی نے آواز دی۔ "رُک جاؤ۔"

وہ رُک گئے۔ حکم دیا گیا۔ "ادھر آؤ۔"

انھوں نے اُدھر دیکھا۔ دو سپاہی کھڑے ہوئے تھے۔ وہ اُن کے قریب گئے۔ ایک سپاہی نے کہا۔ "ارے مسٹر ساچا! اتنی رات کو کہاں جا رہے ہو؟"

ساچا نے کہا۔ "یہ میری بیٹی ہے۔ دو بجے والی ٹرین سے مارسیلز جا رہی ہے۔ اسے اسٹیشن تک پہنچانے جا رہا ہوں۔"

سپاہیوں نے جانے کی اجازت دے دی۔ ساچا نے کچھ دُور جا کر کہا۔ "بیٹی! ہمیں ٹرین سے ہی جانا ہوگا۔"

وہ بولی۔ "دشمن مختلف ذرائع سے تیز رفتار ٹرین میں پہنچ جائیں گے۔ شاید ریلوے اسٹیشن کے پاس ہمیں ٹیکسی مل جائے گی۔"

دُور سے ایک کار آتی ہوئی دکھائی دی۔ ہیڈ لائٹس کی روشنی میں کار والے نے ایک حسینہ کو بوڑھے کے ساتھ دیکھ لیا تھا۔ اس نے رفتار سُست کر دی۔ قریب آکر گاڑی روک دی۔ پھر پوچھا۔ "کیا میں کوئی مدد کر سکتا ہوں؟"

ساچا اس سے باتیں کرنے لگا۔ میڈونا نے اس کی سوچ پڑھ کر سمجھ لیا۔ کم بخت عیاش ہے۔ میرے اشاروں پر چلے گا!

وہ مسکراتے ہوئے قریب آئی پھر بولی۔ "ہم بہت دُور جانا چاہتے ہیں۔"

وہ جواباً مسکرا کر بولا۔ "تالی دونوں ہاتھوں سے بجے گی تو بہت دُور تک پہنچا دوں گا۔"

"تالی دونوں ہاتھوں سے بجے گی۔"

ساچا پیچھے ہٹ گیا تھا۔ اجنبی نے پوچھا۔ "یہ کا نٹا کون ہے؟"

"کوئی بھی ہے۔ مگر چبھنے والا نہیں ہے۔"

"تو پھر ویلکم کہتا ہوں، آجاؤ۔"

وہ اس کے برابر والی سیٹ پر آگئی۔ ساچا پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا، کار آگے بڑھ گئی۔ اجنبی نے سوچا۔ ہاتھ بڑھا کر حسینہ کے بدن کو چھونا چاہیے۔ لیکن وہ کوشش کے باوجود اسٹیئرنگ پر سے ہاتھ نہ ہٹا سکا۔ پھر اس نے پریشان ہو کر سوچا۔ چلو، باتوں سے ہی چھیڑ چھاڑ شروع کرنا چاہیے۔

اس نے کچھ کہنے کے لیے مُنہ کھولا۔ وہ مُنہ آپ ہی آپ بند ہو گیا۔ اس نے دوسری بار مُنہ کھولا تو کراہنے کی آواز نکلنے لگی۔ میڈونا نے پوچھا۔ "تم کسی تکلیف میں مبتلا ہو؟"

وہ جواب دینا چاہتا تھا مگر مُنہ سے دردناک آوازیں نکلنے لگیں۔ وہ بولی۔ "کوئی بات نہیں۔ مُنہ اور زبان کو زحمت نہ دو، خاموش رہو۔"

ایک پولیس چوکی پر انھیں روکا گیا۔ ایک افسر نے پوچھا۔ "تم لوگ کون ہو اور کہاں جا رہے ہو؟"

کار والے کو پہلی بار خیال آیا کہ وہ شہر سے باہر آگیا ہے لیکن وہ اپنی حیرانی اور پریشانی کو ظاہر نہ کر سکا۔ میڈونا کی مرضی کے مطابق بولا۔ "میں راجر اسمتھ ہوں۔ یہ میری وائف ہے اور پیچھے میرے فادر ہیں۔"

اُس نے ڈیش بورڈ کھول کر کاغذات نکالے۔ افسر نے کہا۔ "ٹھیک ہے۔ کاغذات رہنے دیں۔ آپ جا سکتے ہیں۔"

اُس نے گاڑی آگے بڑھا دی۔ سوچنے لگا۔ میں شہر سے باہر کیسے چلا آیا؟ اب بھی بے اختیار اس راستے پر ڈرائیو کر رہا ہوں۔

اچانک وہ قہقہہ لگاتے ہوئے بولا۔ "یہ کار آگے جا کر رُکے گی، ضرور رُکے گی۔ اسے کوئی شیطانی قوت زبردستی نہیں چلا سکے گی۔ کیوں کہ پٹرول ختم ہو رہا ہے۔"

میڈونا اور ساچا نے دیکھا، ایندھن کی نشان دہی کرنے والی سوئی صفر کی طرف آ رہی تھی۔ راجر خوش ہو رہا تھا۔ اُس نے بلند آواز میں کہا۔ "بہتر ہے کہ میں گاڑی واپس موڑ لوں۔ اب کوئی نادیدہ قوت مجھے روک نہیں سکے گی۔"

اس نے گاڑی کو یو ٹرن دینے کے لیے رفتار سُست کرنی چاہی مگر کار اور تیزی سے چلنے لگی۔ وہ غصے سے بولا۔ "میں دیکھتا ہوں، یہ ایندھن کے بغیر کیسے چلے گی۔ دو چار میل کے بعد اسے رُکنا ہوگا۔"

وہ خاموش ہوگیا۔ آگے کچھ فاصلے پر آبادی کے آثار نظر آرہے تھے۔ میڈونا نے اس کے دماغ پر پوری طرح قبضہ جما لیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بستی کے اندر سے گزر رہے تھے۔ راجر نے ایک پٹرول پمپ کے سامنے کار روکی، ٹنکی فل کرائی۔ رقم ادا کی پھر گاڑی آگے بڑھا دی۔ بستی سے بہت دُور نکل جانے کے بعد میڈونا نے دماغ کو ذرا سی ڈھیل دی۔ اس نے سوچا "مجھے کیا ہو جاتا ہے، کیا میں رہ رہ کر سو جاتا ہوں؟ پتا ہی نہیں چلتا کہ کہاں گم ہو جاتا ہوں۔"

وہ سوچتے سوچتے ایندھن کی نشان دہی کرنے والی سوئی کو دیکھ کر چیخ پڑا۔ سوئی بتا رہی تھی کہ ٹنکی فل ہے۔ اب وہ گاڑی پیرس پہنچنے تک نہیں رُکے گی۔ وہ اچانک ہی دھاڑیں مار مار کر رونے لگا "اوہ گاڈ! گاڑی میں چلا رہا ہوں۔ میں نے کہیں اسے روکا نہیں، راستے میں کوئی پٹرول پمپ نہیں آیا۔ پھر ٹنکی کیسے فل ہوگئی۔ میں پاگل ہو جاؤں گا۔ ہا ہا ہا ہا میں پاگل ہوگیا ہوں۔"

اس نے خود کو پاگل بنانے کی کوشش کی تاکہ اس طرح گاڑی رُک جائے مگر وہ تیز رفتاری سے بھاگی جا رہی تھی۔ اس نے میڈونا اور ساچا کو باری باری مخاطب کیا، مگر دونوں آنکھیں بند کیے سو رہے تھے۔ ساچا سچ مچ سو گیا تھا لیکن میڈونا راجر کو کنٹرول کر رہی تھی۔

وہ صبح چھ بجے پیرس پہنچ گئے۔ شہر کے قلب میں پہنچ کر گاڑی رُک گئی۔ وہ اسٹیئرنگ کو گھونسا مارتے ہوئے بولا "کیوں رُک گئی؟ مجھے جہنم میں پہنچا کر رُکنا چاہیے تھا۔ مگر میں خوب سمجھتا ہوں۔ یہاں سے نکل کر باہر جانا چاہوں گا تو تو پھر چل پڑے گی۔ نہیں، میں کہیں نہیں جاؤں گا، یہیں بیٹھا رہوں گا۔"

میڈونا نے ساچا کو جگایا۔ اس کے ساتھ کار سے باہر آئی۔ پھر کھڑکی پر جھک کر بولی "مسٹر راجر! تمہارا بہت بہت شکریہ۔ قسمت کو منظور ہوا تو پھر کبھی ملیں گے۔"

وہ جھنجلا کر بولا "لعنت ہے تم پر۔ ایک بار بھی تمہیں چھو نہ سکا۔ آئندہ میں کسی لڑکی کو لفٹ نہیں دوں گا بلکہ کار ہی نہیں چلاؤں گا۔"

یہ کہتے ہی اس نے بے اختیار کار اسٹارٹ کی پھر اسے ڈرائیو کرتا ہوا چلا گیا۔ میڈونا وہیں فٹ پاتھ پر کھڑی آدھے گھنٹے تک اس کے دماغ میں رہی۔ پھر ساچا سے بولی "میں نے اس کے دماغ کو ڈھیل دی تھی، اب وہ اپنی مرضی سے ڈرائیو کرتا ہوا لامینز کی طرف واپس جا رہا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ میرے دشمنوں کے ہتھے نہیں چڑھے گا۔ میں تھوڑی دیر بعد پھر اس کے دماغ میں جھانک کر دیکھوں گی۔"

ساچا نے کہا "یہاں ہم کسی ہوٹل میں یا کسی مکان میں پینگ گیسٹ کی حیثیت سے رہیں گے تو دشمن آسانی سے ہم تک پہنچ جائیں گے۔ ہمیں کسی پرائیویٹ مکان میں رہنا ہوگا۔"

وہ فٹ پاتھ پر چلتے ہوئے بولی "ہم رہائشی علاقے میں ہیں۔ تم ایک آدھ گزرنے والے کو مخاطب کرتے رہو۔ شاید کسی سے کوئی بات بن جائے۔"

"بیٹی! ہر پہلو پر غور کیا کرو۔ ہم جس علاقے میں مکان کرائے پر لے کر رہیں گے، وہاں کے لوگ ہمارے متعلق پوچھ گچھ کریں گے۔ دشمن تلاش کرنے آئیں گے تو انھیں معلوم ہو جائے گا کہ فلاں علاقے کے فلاں مکان میں ایک لڑکی بوڑھے باپ کے ساتھ آئی ہے اور اس صبح آئی ہے، جس رات تم لامینز سے فرار ہوئی تھیں۔"

"پاپا! تم ہر پہلو پر دور تک سوچتے سمجھتے ہو۔ پلیز! کوئی تدبیر سوچو۔ ہمیں محفوظ پناہ گاہ کہاں مل سکتی ہے؟"

"کیا تم اس بات پر دھیان دے رہی ہو کہ کبھی کبھی کسی گاڑی کی رفتار سُست ہو جاتی ہے۔ ڈرائیو کرنے والے تمھیں دیکھتے ہوئے گزرتے ہیں۔"

"یہ تم کون سی بات لے بیٹھے ہو؟"

"یہی ضروری بات ہے۔ کوئی ایسا عیاش دولت مند جو تنہا رہتا ہو، اس کے ہاں تم محفوظ رہو گی۔ بڑے بڑے لوگ ایک دوسرے کے بنگلوں میں جھانکنے نہیں آتے۔ کسی کو پتا نہیں چلتا کہ کس کے ہاں کون آرہا ہے اور کون جا رہا ہے۔"

وہ باتیں کرتے ہوئے دُور تک اور دیر تک چلتے رہے۔ اچانک ایک بہت ہی قیمتی گاڑی میڈونا کے پاس آکر رُک گئی۔ شاید پھر کسی کی شامت آگئی تھی۔

سونیا اپنی اٹیچی میں پلاسٹک سرجری کا سامان چھپا کے لائی تھی، اس کے لیے یہ سامان بہت اہم تھا۔ اُسے یقین تھا کہ روس کی سرحد میں داخل ہوتے وقت سختی سے سامان کی چیکنگ نہیں ہوگی کیوں کہ وہ اور ماریہ ماسک مین کی خاص مہمان بن کر جا رہی تھیں۔ پھر پاسکل بوبا کو یہ خوش فہمی تھی کہ وہ نادیہ (سونیا) کے دماغ کو پوری طرح پڑھ رہا ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ وہ دونوں اپنے ساتھ کیا سامان لے

جا رہی ہیں۔ چور خیالات پڑھنے کے بعد سامان کی چیکنگ کی ضرورت نہیں رہ جاتی تھی۔

ماریہ کی دماغی حالت پہلے جیسی تھی۔ یعنی اس کا زہریلا دماغ کسی بھی غیر معمولی بات کو محسوس کر لیتا تھا۔ وہ پرائی سوچ کی لہروں کو برداشت نہیں کرتی تھی۔ جب بھی پاسکل اس کے خیالات پڑھنے آتا تھا، وہ بوجھ محسوس کرتی تھی اور چیخنے لگتی تھی "جاؤ، میرے دماغ سے چلے جاؤ، نہیں تو میں کسی کو زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

سونیا نے اسے سانس روکنے کی تربیت دی تھی۔ لیکن ابھی ابتدا تھی۔ وہ زیادہ دیر سانس نہیں روک سکتی تھی۔ دوسری یا تیسری بار سانس لینے کے بعد بھی پاسکل دماغ میں آنا چاہتا تو وہ غصّے میں ناگن بن جاتی تھی۔ جو لوگ اُسے بہلا پھسلا کر سرحد پار پہنچانا چاہتے تھے اُن میں سے ایک شخص کو اُس نے ایسے ہی غصّے کی حالت میں ڈس لیا تھا۔ سونیا نے پاسکل کو مخاطب کر کے کہا تھا "تم جس کے بھی دماغ میں ہو، یہ سن لو کہ اس زہریلی ناگن کے دماغ میں کوئی چور خیال نہیں ہے۔ یہ نہ مکاری جانتی ہے، نہ اسے سیاسی چالیں معلوم ہیں۔ اس کے دل، دماغ اور روح کی گہرائیوں میں صرف پارس ہے۔ اس کے دماغ میں آکر خواہ مخواہ اسے غصّہ نہ دلاؤ۔ ورنہ میں اسے اپنے قابو میں نہیں رکھ سکوں گی۔"

پاسکل بوبا نے اس کے بعد ماریہ کے دماغ کو نہیں چھیڑا۔ یہ بات موٹی سی عقل میں بھی آجاتی تھی کہ جو لڑکی جوانی کی دہلیز پر قدم رکھنے تک وحشیوں کے درمیان زندگی گزارتی رہی، وہ مہذب دنیا کے جھوٹ اور فریب کو نہیں سمجھتی ہوگی۔ اس دنیا میں آکر اُس نے سب سے پہلے پارس کو دیکھا تھا۔ اس کے بعد نہ کسی کو دیکھنا گوارا کرتی تھی اور نہ ہی اس کے علاوہ کچھ سوچنا چاہتی تھی۔

انھوں نے باقاعدہ پاسپورٹ کے ذریعے فرانس سے ایک طیارے میں پرواز کی۔ ان کے ساتھ ماسک مین کے دو آدمی تھے۔ وہ فرینک فرٹ پہنچے، وہاں سے کار کے ذریعے برلن شہر آئے۔ یہاں سے مشرقی جرمنی کی سرحد قریب تھی، وہ آدھی رات کو سرحدی نہر کے قریب پہنچے، پاسکل اُن کے ذریعے بارڈر فورس کے سینئر افسر تک پہنچا۔ پھر اُس کے دماغ پر قبضہ جما کر انھیں سرحد پار لے آیا۔ وہاں ان کے لیے پہلے سے ایک دوسری کار موجود تھی جس میں سفر کرتے ہوئے وہ برلن تک پہنچ گئے۔

آرمر ہر دو گھنٹے بعد سونیا، پارس اور علی تیمور کی خیریت معلوم کیا کرتا تھا۔ اس نے سونیا کے دماغ میں کوڈ ورڈز ادا کیے۔ وہ بولی "ہم ابھی طیارے میں ہیں، ماسکو جا رہے ہیں۔ ہمارے ساتھ چار روسی عورتوں کا اضافہ ہوگیا ہے۔ وہ دیکھو! ایک عورت اپنی جگہ سے اُٹھ رہی ہے۔ وہ میرے قریب سے گزرے گی تو میں اُسے مخاطب کروں گی۔ تم اس کے دماغ میں جاؤ گے۔"

وہ ٹائلٹ کی طرف جانے کے لیے قریب سے گزر رہی تھی۔ سونیا سر جھکائے ایک میگزین کا مطالعہ کر رہی تھی۔ وہ اس طرح سر جھکائے اُٹھ کر کھڑی ہوئی جیسے مطالعہ کرتے ہوئے ٹائلٹ کی طرف جانا چاہتی ہو۔ ایسے میں آنے والی عورت اس سے ٹکرا گئی۔ سونیا نے نادم ہو کر کہا "اوہ سوری، یہ فیچر اتنا دلچسپ ہے کہ مجھ سے ایسی حماقت ہوگئی۔"

اس عورت نے کہا "کوئی بات نہیں، ایسا ہو جاتا ہے۔"

وہ آگے بڑھ گئی۔ آرمر نے کہا "مادام! اگر وہ اپنے دماغ میں پرائی سوچ کی لہر محسوس کر لے تو؟"

"تو تم سپر ماسٹر کے خیال خوانی کرنے والے بن سکتے ہو۔"

وہ اُس عورت کے دماغ میں آیا۔ وہاں خیریت تھی۔ وہ اُسے محسوس نہیں کر رہی تھی۔ آرمر خاموشی سے اُس کے متعلق معلومات حاصل کرنے لگا۔ اس کا نام مریم سلگا نگلے ووونا تھا۔ پاسکل نے ماسک مین کو بتایا تھا کہ نادیہ (سونیا) کو روسی زبان نہیں آتی، اس لیے مریم سلگا نگلے ووونا کو اس کے اور ماریہ کے ساتھ مترجم اور راہنما خاتون کی حیثیت سے رکھا گیا تھا۔ یہ ماسکو میں اُن کے ساتھ مستقل رہنے والی تھی۔ تین برس پہلے بیوہ ہوگئی تھی۔ اس کے دو بچے سرکاری ہوسٹل میں رہتے تھے۔ اور تعلیم حاصل کر رہے تھے۔

آرمر نے باقی تین عورتوں کے متعلق معلوم کرنا چاہا۔ پتا چلا، وہ تینوں مختلف شعبوں سے تعلق رکھتی ہیں اور ایک دوسرے کے متعلق کچھ نہیں جانتی تھیں۔ آرمر نے آکر کہا "مادام! چاروں عورتیں سرکاری احکامات کی پابند ہیں۔ وہ ایک دوسرے سے گفتگو نہیں کریں گی۔ میں مریم کے ذریعے ان عورتوں تک نہیں پہنچ سکوں گا۔ آپ کوئی تدبیر کریں۔"

"میرے پاس رہو، میں کچھ کرتی ہوں۔"

سونیا نے ماریہ کو دیکھا۔ وہ سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی۔ اس نے عورتوں کو دیکھا جو الگ الگ سیٹ پر ایک دوسرے سے بے نیاز بیٹھی ہوئی تھیں۔ مریم کے چہرے پر ذرا نرمی تھی، باقی تینوں عورتیں اپنے چہروں اور آنکھوں سے بے رحم مگر فرض شناس دکھائی دیتی تھیں۔ ان کی خاموشی اور پُر وقار

انداز بتا رہا تھا کہ وہ ضرورت کے بغیر کسی سے بات کرنا گوارا نہیں کرتیں۔

سونیا نے پوچھا "ماریہ! کیا سوچ رہی ہو؟"

وہ چونک گئی۔ خیالات کی دنیا سے نکل کر بولی "ماسکو کے ایئرپورٹ پر پارس مجھے لینے آئے گا نا؟"

"اُسے ضرور آنا چاہیے۔ میرا خیال ہے تم اُس عورت سے جاکر پوچھو جو دائیں جانب کھڑکی کے پاس بیٹھی ہوئی ہے۔"

"کیا وہ پارس کو جانتی ہے؟"

"شاید جانتی ہوگی۔ پارس ان کے ملک میں رہتا ہے، یہ عورتیں ہی اس کے بارے میں کچھ بتا سکیں گی۔"

ماریہ اپنی سیٹ پر سے اُٹھ کر اُس عورت کے پاس پہنچ گئی۔ وہ ایک چھوٹا سا کمپیوٹر سامنے رکھے اُس میں اپنی کچھ یادداشت محفوظ کر رہی تھی۔ ماریہ نے پوچھا "کیا میں یہاں بیٹھ سکتی ہوں؟"

اس عورت نے پیشانی پر بل ڈال کر اُسے دیکھا پھر پوچھا "کیا تمھیں اپنی سیٹ پر تکلیف ہو رہی ہے؟"

ماریہ نے کہا "ہاں میں اپنی تکلیف دور کرنے آئی ہوں، مجھے بتاؤ ایئرپورٹ پر پارس مجھے لینے آئے گا یا نہیں؟"

"تم کس پارس کے متعلق پوچھ رہی ہو؟"

"ارے واہ! کیا میرے چاہنے والے دس پارس ہیں؟ ایک ہی تو ہے۔ پوری دنیا میں ایک ہی پارس ہے۔ وہ تمھارے ملک میں ہے کیا تم نہیں جانتی ہو؟"

"مجھے افسوس ہے، میں نہیں جانتی۔ اب اپنی سیٹ پر جاؤ۔"

"میں نہیں جاؤں گی۔ پہلے بتاؤ، کیا وہ دوسری عورتیں پارس کو جانتی ہیں؟"

"اُن سے ہی پوچھ لو۔"

ماریہ ذرا فاصلے پر بیٹھی ہوئی دوسری عورت کے پاس آئی۔ اس سے بھی وہی سوال کیا۔ اسے بھی پارس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں تھا۔ وہ غصے سے بولی "لعنت ہے تم پر۔ جب پارس کو نہیں جانتی ہو تو ہمارے جہاز میں مرنے کیوں آئی ہو؟"

اس عورت نے برہم ہو کر کہا "تم بہت بدمزاج ہو۔ میں تمھاری جیسی عورتوں کو چٹکی بجا کر درست کر دیتی ہوں۔ یہ نہ سمجھنا، اپنے زہر سے مجھے نقصان پہنچا سکو گی، میں بچاؤ کی تدبیر جانتی ہوں۔"

سونیا تک اُن کی آواز نہیں پہنچ رہی تھی۔ لیکن وہ اُن کے بگڑے ہوئے تیور دیکھتے ہی اُٹھ گئی۔ تیزی سے ماریہ کی طرف بڑھتی ہوئی بولی "کیا بات ہے؟ تم پھر غصے میں نظر آ رہی ہو۔ میں نے کتنی بار سمجھایا ہے، غصہ تمھیں نقصان پہنچائے گا۔"

اس عورت نے کہا "ہاں اسے اور اچھی طرح سمجھا دو، یہ میرے ہاتھوں زبردست نقصان اٹھائے گی۔"

سونیا نے کہا "تم ایک نادان لڑکی کو اور زیادہ غصہ دلانے والی بات کر رہی ہو۔"

وہ بولی "میں بہتر سمجھتی ہوں کس سے کس قسم کی گفتگو کرنی چاہیے۔"

سونیا، ماریہ کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتی ہوئی اپنی سیٹ پر لے آئی۔ اُسے سمجھاتی رہی کہ وہ اجنبی دیس میں ہیں۔ اُسے بات بات پر غصہ نہیں کرنا چاہیے۔ پارس اگر ماسکو میں ہوگا تو ضرور انھیں ایئرپورٹ لینے آئے گا۔

تھوڑی دیر بعد آرمر نے آکر کوڈ ورڈز ادا کیے پھر کہا۔ "جو عورت کھڑکی کے پاس بیٹھی کمپیوٹر کو میموری فیڈ کر رہی ہے، وہ روسی فوج کے ایک اہم شعبے سے تعلق رکھتی ہے۔ فوجی ضرورت کے مطابق برلن گئی تھی۔ وہاں سے اسی طیارے میں ہیڈکوارٹر واپس جا رہی ہے، آپ لوگوں کے معاملات سے اُس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔"

سونیا نے کہا "اس کی آواز اور لہجے کو یاد رکھو، یہ کبھی کام آسکتی ہے۔ وہ جو ماریہ کو چیلنج کر رہی تھی، اس کے متعلق بتاؤ۔"

"اس کا نام تاتیانہ ہے۔ وہ ملٹری انٹیلی جنس کی ایک نہایت ہی خطرناک جاسوسہ ہے۔ اس نے فرہاد، سونیا اور تمھارے متعلق بہت اسٹڈی کی ہے۔ ویڈیو فلموں میں تمھیں دیکھا ہے۔ اس قدر ذہین ہے کہ ابھی تک تمھاری حرکات و سکنات سے تم پر سونیا ہونے کا شبہ کر رہی ہے۔ وہ گرم مزاج نہیں ہے، محض تمھارا ردِعمل دیکھنے کے لیے ماریہ کو چیلنج کر رہی تھی۔"

"پھر تو واقعی یہ عورت ذہین ہے اور قابلِ تعریف ہے۔ آگے بولو۔"

"یہ آگ ہے، پتا نہیں کتنوں کو پھونک چکی ہے۔ آندھی ہے، دشمنوں کو تنکے کی طرح اُڑا دیتی ہے۔ چوں کہ ذہین اور بے حد دلیر ہے، اس لیے تمھاری قدر کرتی ہے۔ لیکن محبِ وطن ہے۔ اپنے ملک کی خاطر اپنی محبتوں اور رشتوں کو بھی قربان کرنے کا عزم رکھتی ہے۔"

"اس کی آواز اور لہجے کو یاد رکھو۔ میرا خیال ہے، یہ ہماری نگرانی کے لیے ہمارے ساتھ رہے گی۔"

"جی ہاں۔ اگر یہ نظروں کے سامنے نہ رہی تب بھی چھپ کر نگرانی کرتی رہے گی۔"

"آرمر! وہ دیکھو، تاتیانہ اُس چوتھی عورت سے باتیں کر رہی ہے۔ جاؤ اُس آخری عورت تک پہنچو۔"

آرمر چلا گیا۔ ماریہ غصے سے کہہ رہی تھی "اگر پارس نہیں آئے گا تو میں اسی طیارے سے واپس چلی جاؤں گی۔"

سونیا مجبور تھی۔ اسے یہ نہیں بتا سکتی تھی کہ وہ یہاں ایک قیدی ہے اور پارس ہزاروں میل دُور پیرس میں رہ گیا ہے۔ اگر وہ حقیقت بتا دیتی تو وہ غصے میں یہ باتیں دشمنوں کے سامنے اُگل دیتی۔ اس نے سمجھاتے ہوئے کہا "ماریہ! تم نے وعدہ کیا تھا، اپنی مما کی ہر بات پر عمل کرو گی۔ پھر غصہ کیوں برداشت نہیں کرتی ہو؟"

"میں بڑے سے بڑا ظلم برداشت کر سکتی ہوں مگر پارس کی جُدائی برداشت نہیں ہوتی۔"

"تم نے یہ بھی وعدہ کیا تھا کہ جب تک تمھاری تربیت مکمل نہیں ہوگی تم پارس سے نہیں ملو گی۔"

"بے شک میں نے وعدہ کیا تھا۔ لیکن وہ یہاں ملنے والا ہے تو کیوں نہ ملوں؟"

"وعدوں اور قسموں کی اہمیت ہوتی ہے۔ وہ ملنے آئے تو اس سے کہہ دینا چاہیے کہ تم تربیت حاصل کر کے اس کے شایانِ شان بن کر ملو گی۔"

"نہیں مما! وہ آنکھوں کے سامنے ہوگا اور میں ملنے سے انکار کروں گی تو میرا کلیجا پھٹ جائے گا۔"

"اگر وہ ماسکو ایئرپورٹ پر نہ آئے تو تمھیں صبر کرنا چاہیے۔"

"وہ کیوں نہیں آئے گا؟"

"وہ یہاں ایک سرکاری کام میں مصروف ہے۔ نہ آنے کی کوئی بھی وجہ ہو سکتی ہے۔ تمھیں اپنی محبت پر یقین رکھنا چاہیے۔ وہ بعد میں کہیں مل سکتا ہے۔"

"مثلاً کہاں مل سکتا ہے؟"

"جہاں ہمارا قیام ہوگا، وہاں آسکتا ہے مگر کام سے فرصت پانے کے بعد۔"

وہ مایوس ہو کر سوچنے لگی۔ آرمر نے آکر کہا "مادام! ایک بہت ہی چونکا دینے والی اطلاع ہے۔ وہ چوتھی عورت سانس روک لیتی ہے لیکن میں ایسے وقت پہنچا جب اس کے دماغ میں دوسرا بول رہا تھا۔ اس لیے وہ میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہ کر سکی۔"

"وہ دوسرا کون تھا؟"

"یہی چونکا دینے والی بات ہے۔ وہ سپر ماسٹر کا ایک خیال خوانی کرنے والا ہے۔ اس عورت کا لومینا توف نام ہے۔ اس کی ماں روسی اور باپ امریکی تھا۔ وہ ایک سیاسی سازش میں مارا گیا۔ لومینا کی پرورش سرکاری تربیت گاہ میں ہوئی لیکن وہ ہمیشہ باپ سے متاثر رہی۔ یہاں ایک امریکی سیکرٹ ایجنٹ سے اس کا رابطہ رہا۔ وہ ایجنٹ بڑی رازداری سے اس پر تنویمی عمل کراتا رہا تاکہ پاسکل یوبا اس کی اصلیت معلوم نہ کر سکے۔"

"اب ان کی پلاننگ کیا ہے؟"

"لومینا، سپر ماسٹر کے ٹیلی پیتھی جاننے والے کو جوجو تک پہنچانا چاہتی ہے۔ اس کی سوچ کے مطابق جوجو کا آپریشن ہو چکا ہے اور اسے کریملن کے علاقے میں ایک جگہ سخت پہرے میں رکھا گیا ہے۔"

"اُس جگہ کی تفصیلات معلوم کرو۔"

"لومینا صرف اتنا جانتی ہے کہ کسی سرکاری عمارت کے تہ خانے میں جوجو کو رکھا گیا ہے۔"

"لومینا ہمارے متعلق کیا جانتی ہے؟"

"وہ ماسکو پہنچ کر اپنی ڈیوٹی پر چلی جائے گی۔ اس لیے اُسے ماریہ کے متعلق نہیں بتایا گیا ہے۔ یہ بات اسے ابھی معلوم ہوئی ہے۔ جب ماریہ نے تاتیانہ سے پارس کے متعلق دریافت کیا تھا۔ وہ ابھی سپر ماسٹر کے خیال خوانی کرنے والے کو بتا رہی تھی کہ ماریہ اور نادیہ کا تعلق پارس سے ہے۔"

"تم لومینا کے پاس رہو۔ اور بہت کچھ معلوم ہو سکتا ہے۔"

"اگر وہ خیال خوانی کرنے والا جا چکا ہوگا تو وہ مجھے محسوس کر لے گی۔"

"پہلے تم تاتیانہ کے پاس جاؤ۔ اُس کے ذریعے لومینا کو دیکھو۔ اگر وہ سوچ میں گم ہوگی تو اس کے چہرے کے تاثرات سے معلوم ہو جائے گا۔"

وہ تاتیانہ کے دماغ میں گیا۔ لومینا ایک رسالہ کھولے مطالعے میں غرق تھی۔ آرمر نے اُس کے چہرے کے تاثرات بدلتے دیکھے تو یقین ہو گیا کہ وہ سوچ کے ذریعے گفتگو کر رہی ہے۔ وہ چپکے سے اس کے دماغ میں پہنچا۔ واقعی سپر ماسٹر کا خیال خوانی کرنے والا بول رہا تھا "میں جا رہا ہوں۔ ابھی آپریشن شروع ہوگا۔ تم ہمیشہ کی طرح غیر جانب دار رہو گی۔ گڈ لک اینڈ گڈ بائی۔"

وہ لومینا کے دماغ سے رخصت ہو رہا تھا اس لیے آرمر بھی وہاں سے نکل گیا۔ اُس نے سونیا کے پاس آکر کہا "وہ لومینا کے دماغ سے ابھی گیا ہے۔ کہہ رہا تھا، ابھی کوئی آپریشن شروع ہونے والا ہے۔"

"یعنی کچھ گڑبڑ ہونے والی ہے۔ اگر ابھی ہونے والی ہے تو زیادہ سے زیادہ اس طیارے کو اغوا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔"

"ایسے وقت آپ کیا کریں گی؟"

"اغوا کی کوشش ناکام بنانے کے لیے سوچ رہی ہوں۔ مَیں یہاں سے فوراً واپس جانے کے لیے نہیں، جو جو کو ساتھ لے جانے آئی ہوں۔ تم پائلٹ تک پہنچنے کی کوشش کرو۔"

اس نے اپنا پرس کھول کر ایک لپ اسٹک نکالی۔ اُس اسٹک سے سرخی والا حصّہ نکال کر پرس میں رکھ لیا۔ پھر لائٹر نکال کر اسٹک کی خالی جگہ تھوڑا سا پٹرول ڈال کر اس لپ اسٹک کو بند کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی ایک شخص ریوالور لے کر پائلٹ کیبن سے باہر آیا۔ وہ جہاز کا اسٹیورڈ تھا۔ اس نے آتے ہی اُس عورت کو مخاطب کیا جو کھڑکی کے پاس بیٹھی کمپیوٹر کو آپریٹ کر رہی تھی۔ اس نے کہا "لیڈی روزا! اس طیارے میں تمہاری ضرورت نہیں ہے۔"

یہ کہتے ہی اُس نے اُسے گولی مار دی۔ دوسری گولی اس کے پیچھے بیٹھے ہوئے شخص کو لگی۔ تاتیانہ نے حیرانی سے پوچھا "تم ہمارے آدمی ہو کر ہم سے غداری کر رہے ہو؟ کس کے لیے ایسا کر رہے ہو؟ تمہارا مقصد کیا ہے؟"

اس نے کہا "تاتیانہ! ابھی مجھے پتا چلا ہے کہ تم بہت خطرناک عورت ہو۔ ایک لمحہ ضائع کیے بغیر تمہیں قتل کر دینا چاہیے۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی سونیا نے لپ اسٹک کے نچلے حصے کو ہٹا کر مُنہ سے لگایا اگلے حصے کی طرف لائٹر کو روشن کیا پھر زور کی پھونک ماری۔ اسٹک کے اندر کا پٹرول، لائٹر کی آگ سے گزرا تو شعلہ دُور تک لہراتا ہوا گیا اور ٹھیک ریوالور والے کے مُنہ پر پڑا۔ اُس شعلے سے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا تھا لیکن یہ نفسیاتی حملہ تھا۔ وہ بدحواس ہو کر ڈگمگایا۔ تاتیانہ کے لیے اتنی مہلت کافی تھی۔ اس نے سیٹ پر سے اُٹھتے ہی ایک لک جمائی۔ ریوالور ہاتھ سے نکل کر دُور گیا۔ پھر تاتیانہ نے فائٹر ہونے کا ثبوت پیش کیا دو چار ہاتھ ایسے جمائے کہ وہ پیروں پر کھڑا نہ رہ سکا۔ فرش پر چاروں شانے چت ہو گیا

وہ اس کی گردن کو دونوں پاؤں میں پھنسا کر بولی "یہ میرا شیطانی … ہے۔ ایک جھٹکے میں گردن ٹوٹ جائے گی۔ جلدی بولو تم … کتنے ساتھی ہیں اور پائلٹ روم میں کیا کر رہے ہیں؟"

وہ ہانپتے ہوئے بولا "صرف ایک ساتھی ہے اُس … پائلٹ کو گن پوائنٹ پر رکھا ہے۔"

سونیا خاموش تماشائی کی طرح بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ … کے فائٹنگ کے انداز کو اُس کی ذہانت کو دیکھنا چاہتی تھی۔ تا… نے ریوالور اٹھا کر خالی کیا۔ پھر وہ ریوالور اسٹیورڈ کو دیتے ہ… بولی "چلو اٹھو دیر نہ کرو۔ مجھے ریوالور کی زد پر رکھ کر پائلٹ … میں لے جاؤ۔ اپنے ساتھی کو یقین دلاؤ کہ طیارہ پوری طر… تم لوگوں کے کنٹرول میں ہے اور سب لوگ نہتے ہو چکے…"

وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ بولی "اپنا حلیہ درست کر…"

اس نے جیب سے رومال نکال کر چہرے کو ا… طرح صاف کیا۔ اپنی انگلیوں سے بالوں میں کنگھی کی… لباس کو اِدھر اُدھر سے کھینچ کر درست کیا۔ پھر ریوالو… سیدھا کیا۔ تاتیانہ اُس ریوالور کے سامنے گھوم کر دونوں… اُٹھائے پائلٹ کیبن کے دروازے پر آئی۔ پھر آہس… سے بولی "دروازہ کھلتے ہی تم مجھے اندر کی طرف زور… دھکا دو گے۔"

اُس نے دروازے پر دستک دی۔ اندر سے پو… گیا "یور آئی ڈینٹیٹی؟"

اسٹیورڈ نے کوڈ ورڈز ادا کیے۔ وہ سمجھ گیا … حکم کی تعمیل نہ کرنے پر بے موت مارا جائے گا اور … بے دردی سے مارا جائے گا۔ کوڈ ورڈز سنتے ہی دروا… دیا گیا۔ تاتیانہ دھکا کھا کر اندر گئی۔ وہاں دوسرے ریوا… والے نے ایک طرف ہٹ کر صورتِ حال کو سمجھنا چا… تاتیانہ نے اچھی طرح سمجھا دیا۔ ریوالور پر ایک ہاتھ ا… مُنہ پر دوسرا ہاتھ مارا۔ مُنہ تو رہ گیا، ریوالور اپنی جگہ نہ ر… ہاتھ سے نکل کر اُچھلتا ہوا پائلٹ کی گود میں چلا گیا۔ پا… نے فوراً اُسے اٹھا کر سر گھماتے ہوئے دیکھا۔ وہ دشم… ہینڈز اپ کہنا چاہتا تھا لیکن وہ ریوالور کے سامنے دو… ہاتھ اٹھانے کے قابل نہیں رہا تھا۔ شیطانی داؤ استعمال… والی نے ایک ہی داؤ میں اُسے فرش پر لٹا دیا تھا۔

اُن کے ساتھ سفر کرنے والے ایک شخص نے … کے ہاتھ پاؤں باندھ دیے۔ پھر تاتیانہ سے کہا "مادام! … نے کمال دکھایا ہے۔ ایک لائٹر سے اتنی دُور تک شعلہ… کر یہ اسٹیورڈ گھبرا گیا۔"

تاتیانہ نے سونیا کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا "یہ حاضر دماغی کا بہترین مظاہرہ تھا۔ تمھارا شکریہ، تم نے مجھے ایکشن کا موقع دیا۔"

سونیا جواباً مسکرا کر رہ گئی۔ تاتیانہ نے اسٹیورڈ سے پوچھا "کس کے لیے کام کر رہے ہو؟"

وہ بولنا چاہتا تھا مگر اس کی سانس رُکنے لگی۔ اس نے اٹک اٹک کر کہا "آر... آر... مر۔"

وہ آگے کچھ نہ کہہ سکا۔ سانس لینے کے لیے تڑپنے لگا۔ تاتیانہ نے فوراً ہی دوسرے دشمن کی گردن دبوچ کر کہا "تم فوراً بتاؤ، سچ بولو گے تو میں تمھیں بچا لوں گی۔"

اس نے کہا "سپر... " اس سے آگے کچھ نہ کہہ سکا۔ اس کی سانس رُکنے لگی۔ وہاں ایک ہی ڈیگر تھا۔ دوسرا ڈیگر کہیں مصروف ہوگا۔ اگر دونوں ساتھ ہوتے تو طیارہ اغوا کرنے والے دونوں آلہ کاروں کو بیک وقت ختم کر دیتے۔ ایک ڈیگر دوسرے کی سانس روکنے گیا تو اسٹیورڈ نے چیخ کر کہا "یہ کیا ذلالت ہے۔ ہم جان پر کھیل کر، اپنے ملک سے غداری کر کے تمھارے لیے جہاز کو اغوا کر رہے تھے اور تم ہمیں مار ڈالنا چاہتے ہو۔ تم سپر ماسٹر کے خیال خوانی کرنے والے شیطان ہو۔"

راز فاش ہو چکا تھا، اس کے باوجود ڈیگر نے دونوں کو یکے بعد دیگرے مار ڈالا۔ وہ چاہتا تھا کہ لومینا پر کسی طرح آنچ نہ آئے۔ تاتیانہ اُس عورت کی لاش کے پاس آئی جو کھڑکی کے پاس تھی۔ اُس کے سامنے چھوٹا سا کمپیوٹر رکھا ہوا تھا۔ اس کمپیوٹر کے اوپر اس کا ایک بے جان ہاتھ تھا۔ اُس ہاتھ کی مٹھی میں ایک کاغذ دبا ہوا تھا۔ تاتیانہ نے اُس کاغذ کو مٹھی سے نکال کر دیکھا۔ اُس پر لکھا ہوا تھا "لومینا غدار ہے۔ وہ ایک عرصے سے سپر ماسٹر کے لیے کام کر رہی ہے، اس کا محاسبہ کرو۔"

تاتیانہ سوچ میں پڑ گئی کہ مرنے والی کو لومینا کے متعلق بہت کچھ معلوم تھا پھر اس نے اپنی زندگی میں سرکاری طور پر اطلاع کیوں نہیں دی۔ اس نے ابھی یہ پرچی کیسے لکھی؟ کیا اُسے معلوم تھا کہ اچانک ایک شخص پائلٹ روم سے باہر آتے ہی اُسے گولی مار دے گا؟ کیا اس نے پہلے سے یہ پرچی لکھ کر اپنی مٹھی میں دبا لی تھی، اور گولی کھا کر مر گئی تھی؟ یہ سب احمقانہ اندازے تھے۔ مرنے والی کو کچھ نہیں معلوم تھا جیسے معلوم تھا، وہ اس طیارے میں ابھی زندہ تھی یا تھا۔ وہ خود کو ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی یا چاہتا تھا۔

تاتیانہ نے چور نظروں سے سونیا کو دیکھا پھر وہ کاغذ لے کر لومینا کے پاس آئی۔ اس تحریر کو دکھا کر پوچھا "تم اپنی صفائی میں کیا کہو گی؟"

لومینا نے اُس کاغذ کو جھپٹ لیا۔ پھر لائٹر جلا کر کاغذ کو جلانے لگی۔ تاتیانہ نے ناگواری سے کہا "اگر یہ کوئی ٹھوس ثبوت ہوتا تو میں اسے جلانے کا موقع نہ دیتی، اسے جلا کر تم نے غدار ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ اب بچ کر کہاں جاؤ گی۔ کیا سپر ماسٹر تمھیں بچا لے گا؟"

اچانک ہی تاتیانہ لڑکھڑا گئی۔ اس کے حلق سے ... نکلی تھی۔ وہ دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام کر کراہتے ہوئے بول رہی تھی "بزدل کمینے! میں طویل بیماری کے بعد ڈیوٹی پر آئی ہوں۔ اگر پوری طرح صحت مند ہوتی تو تجھے میرے دماغ میں کبھی جگہ نہ ملتی۔"

وہ شاید کچھ اور کہنا چاہتی تھی مگر اس کی سانس رُکنے لگی۔ سونیا اُچھل کر کھڑی ہو گئی۔ ڈیگر اتنی ذہین اور دلیر ... کو اپنے آلہ کاروں کی طرح آسانی سے مار ڈالنا چاہتا تھا۔ ... لمبی لمبی سانس لے کر زندگی کی طرف آنے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی، مگر دماغ دشمن کے قبضے میں تھا۔ وہ اپنی ... اور حاضر دماغی کو کام میں نہیں لا سکتی تھی۔

اچانک سونیا نے قریب آ کر تاتیانہ کے سر کو دونوں ہاتھوں میں جکڑ لیا۔ پھر ایک جھٹکا دے کر بولی "دیکھو! میری آنکھوں میں دیکھو۔ میں حکم دیتی ہوں میری آنکھوں میں دیکھو..."

تاتیانہ نے دیکھا تو دیکھتی ہی رہ گئی۔ سونیا کی ... آنکھوں سے نظریں نہ ہٹا سکی۔ ان لمحات میں سونیا ... آنکھیں ہپناٹائز کرنے والوں کی طرح بے رحم نہیں تھیں۔ تاتیانہ محسوس کر رہی تھی کہ اس کی نظریں شیطانی گرفت نہیں ہیں، سامنے جو عورت ہے اس کی آنکھوں سے نور پھوٹ رہا ہے۔ وہ نور جسم کے ایک ایک حصے میں، دماغ کے ایک ایک گوشے میں پھیل رہا ہے۔ اب آسانی سے سانس لے رہی تھی۔ اس کے دماغ پر قبضہ کرنے والے کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی تھی۔ وہ بول رہا تھا "بولو! یہ عورت کون ہے، یہ اپنی آنکھوں سے کیسا جادو جگا رہی ہے۔ میری خیال خوانی کمزور پڑ گئی ہے۔"

اُسے جواب نہیں مل رہا تھا۔ اس نے حکم دیا "اس عورت کو مخاطب کرو اور مجھے اس کی آواز سُناؤ ورنہ میں سمجھ رہا ہوں میں سانس روکوں گا۔"

تاتیانہ نے سوچ کے ذریعے کہا "شیطان کے بچے! اس عورت کی آنکھوں کا نور کہہ رہا ہے کہ زندگی اور موت پر صرف خدا کو قدرت حاصل ہے۔ تیرا باپ بھی مجھے نہیں مار سکے گا۔"

ڈیگر نے پھر اس کی سانس روکنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔ اس نے فوراً ہی دوسرے ڈیگر کو مخاطب کیا۔ پھر اسے موجودہ صورتِ حال سے آگاہ کرنے کے بعد کہا "میں نے پہلی بار ایسی آنکھیں دیکھی ہیں جو دماغ کو تنویمی عمل کے بغیر متاثر کرتی ہیں اور ٹیلی پیتھی کا راستہ روکتی ہیں۔"

دوسرے ڈیگر نے پوچھا "کیا اغوا کی کوشش ناکام ہو گئی ہے؟"

"ہاں، تاتیانہ بہت زبردست عورت ہے۔ اُس نے ہمارے دونوں آلہ کاروں کو ختم کر دیا۔ میرا خیال ہے، وہی نورانی آنکھوں والی اس کی مدد کر رہی ہے۔"

"اس مدد کرنے والی کا کوئی نام تو ہوگا۔"

"میں اب تک اس کی آواز نہ سُن سکا تو نام کیسے معلوم کرتا؟ دوسروں کے ذریعے معلوم ہو سکتا تھا مگر حالات اتنی تیزی سے بدل گئے کہ میں لومینا کو بچانے اور تاتیانہ کو مار ڈالنے کی کوششوں میں مصروف رہا۔"

"آؤ اب ہم معلوم کریں گے۔ طیارے کو پھر اغوا کیا جا سکتا ہے۔ مجھے پائلٹ کے دماغ میں پہنچاؤ۔"

ایک ڈیگر نے دوسرے ڈیگر کو پائلٹ کے دماغ میں پہنچایا۔ اس نے پائلٹ سے کہا "اب دو خیال خوانی کرنے والے آ گئے ہیں۔ ایک تمھارے دماغ پر قبضہ جما کر طیارے کو اپنی منزلِ مقصود کی طرف لے جائے گا۔ دوسرا تاتیانہ کو مار ڈالے گا۔ وہ نورانی آنکھوں والی تنہا کیسے بچائے گی؟"

پائلٹ نے پوچھا "تم کس کی بات کر رہے ہو؟"

"وہی جسے ماریہ کے ساتھ لائے ہو۔"

پائلٹ نے مسکرا کر کہا "اس کا نام سُن لینا تم لوگوں کے لیے کافی ہوگا، وہ سونیا ہے۔"

دونوں دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گئے۔ ایک نے کہا "سونیا؟"

دوسرے نے کہا "یقین نہیں آتا، وہ اتنی آسانی سے ماسک مین کی قیدی بن کر جا رہی ہے اور اُن کی مدد کر رہی ہے۔ ہوں کہ مدد کر رہی ہے، اس لیے یقین کرنا پڑے گا۔"

"مگر ہم اپنا مشن چھوڑ کر دماغی طور پر حاضر کیوں ہوئے ہیں؟"

"احتیاطی تدابیر کے لیے۔ ہمیں شروع سے بار بار تاکید کی گئی ہے کہ جہاں سونیا ہو، وہاں سے نہ گزرو۔"

"لیکن کامیابی نظر آ رہی ہو تو پائلٹ کے دماغ سے ضرور گزریں گے۔"

انھوں نے پھر خیال خوانی کی پرواز کی۔ پائلٹ کے دماغ میں آئے۔ اس پر قبضہ جما کر طیارے کو اغوا کرنا چاہا۔ پتا چلا، کوئی پہلے سے قبضہ جمائے بیٹھا ہے اور اس کے ذریعے طیارے کو ماسکو لے جا رہا ہے۔ وہ سمجھ گئے ماسک مین کا خیال خوانی کرنے والا وہاں پہنچ گیا ہے اور یہ درست تھا پاسکل بوبا تھوڑی دیر پہلے آیا تھا۔ صورتِ حال کی نزاکت سمجھتے ہی پائلٹ کو اپنے مکمل کنٹرول میں لے کر طیارے کو اپنی منزل تک لے جا رہا تھا۔

ڈبل ڈیگر سپر ماسٹر کے پاس آئے۔ اُسے ناکامی کی پوری رُوداد سُنائی۔ اس نے سُن کر کہا "انھوں نے پہلے جوجو کو اغوا کیا، پھر ماریہ کو لے جا رہے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے وہ پارس کو اہمیت دے رہے ہیں۔ اس کی کمزوریوں سے کھیلنا چاہتے ہیں۔ سونیا کی وجہ سے بھی پارس، ماسک مین کی جھولی میں جائے گا۔"

ایک ڈیگر نے کہا "لیکن یہ سونیا سمجھ میں نہیں آ رہی ہے۔"

سپر ماسٹر نے کہا "میں بھی اُلجھ گیا ہوں۔ وہ مکار عورت کوئی زبردست ڈراما پلے کر رہی ہے، ماسک مین کی قیدی بھی ہے اور اس کے ماتحتوں کی مدد بھی کر رہی ہے۔ کیا ماسک مین اُس کی مکارانہ چالوں کو نہیں سمجھ رہا ہے؟ کیا اُس پر اندھا اعتماد کر رہا ہے؟"

اس نے اپنے نائب سے کہا "ہاٹ لائن پر ماسک مین سے بات کراؤ۔"

پانچ منٹ کے اندر رابطہ قائم ہو گیا۔ سپر ماسٹر نے کہا۔ "میں تمھیں ماریہ کو حاصل کرنے کی مبارک باد دیتا ہوں۔"

ماسک مین نے کہا "اور میں تمھاری ناکامی پر افسوس کرتا ہوں، تمھارے آدمی طیارہ اغوا نہ کر سکے۔"

"گرتے ہیں شہسوار ہی میدانِ جنگ میں، بائی دی وے یہ سونیا کس طرح کا رول ادا کر رہی ہے؟"

"اس کا جواب سونیا ہی دے سکتی ہے۔"

"کیا تمھیں اندیشہ نہیں ہے کہ اس نے جوجو تک پہنچنے کے لیے طیارے کے اغوا کو نا کام بنایا وہ ہر حال میں ماسکو پہنچنا چاہتی ہے اور تم اُسے قیدی بنا کر بہت بڑا نقصان اٹھانے والے ہو۔"

"تمھارا شکریہ، مجھے پیش آنے والے نقصان سے آگاہ کر رہے ہو۔ یہ تم میرے ہمدرد کب سے بن گئے ہو؟"

"مَیں سمجھ گیا۔ وہ قیدی بن کر نہیں دوست بن کر تمھارے ملک میں جا رہی ہے۔ اسی لیے تمھارے آدمیوں کی مدد کر رہی تھی۔ تم جوجو کو اس کے حوالے کرنے والے ہو۔ سونیا کو ہمیشہ دوست بنائے رکھنے کا یہی ایک راستہ رہ گیا ہے۔"

"خوب سمجھے برادر، کیا اسی لیے رابطہ قائم کیا ہے؟"

"مَیں تمھیں سمجھانا چاہتا ہوں۔ ہماری آپس کی دشمنی سے فرہاد کی فیملی کو فائدہ نہیں پہنچنا چاہیے۔ ایک طویل عرصے کی جدوجہد کے بعد ہم نے فرہاد کو اس کی ٹیلی پیتھی کے ساتھ فنا کیا ہے۔ رسونتی کو مَیں نے اور جوجو کو تم نے قابو میں کیا ہے۔ اب ان کے پاس ٹیلی پیتھی کی کوئی بڑی طاقت نہیں ہے اور نہ ہونے کے برابر ہے۔ تمھارے ہاں جوجو کا دماغی آپریشن ہو رہا ہے۔ اس میں کامیابی ہوگی۔ اس کا بچگانہ ذہن ختم ہوگا اور وہ اپنی عمر کے مطابق ذہانت کا مظاہرہ کرے گی تو ٹیلی پیتھی بھی اُس ذہانت سے استعمال کرے گی۔ لٰہذا جوجو کو سونیا کے حوالے نہ کرو۔ اگر تم سمجھتے ہو کہ وہ لڑکی تمھارے کام کی نہیں ہے تو مجھ سے سودا کرو۔ ہم دونوں سپر طاقت کہلاتے ہیں، کسی اور کو یہ طاقت حاصل نہ کرنے دو۔ فرہاد کی فیملی ذلت اور ناکامیوں کی پستی میں جا رہی ہے، اسے جانے دو۔"

"تم نے بہت ہی مدلّل تقریر کی ہے اور ہمارے باہمی فائدے کی باتیں سمجھائی ہیں۔ مجھے سمجھ لینا چاہیے۔ لیکن بزرگوں نے کہا ہے کہ دشمن کی عمدہ نصیحتوں اور معقول مشوروں کے پیچھے بھی دھوکا چھپا ہوتا ہے۔ اگر دشمن ایسی ہی نیک نیتی سے سیدھی راہ دکھائے تو پھر دشمن کیوں کہلائے؟ معاف کرنا بھائی! کوئی اور بات کرو۔"

ماسک مین رابطہ ختم کرکے مسکرانے لگا۔ وہ اس بات پر مسکرا رہا تھا کہ سپر ماسٹر نادیدہ کو سونیا سمجھ رہا ہے۔ یقیناً تقدیر ماسک مین کی خوش فہمی پر مسکرا رہی ہوگی۔

دوسری طرف سپر ماسٹر نے ڈیگر اینڈ ڈیگر سے کہا۔۔۔ "ماسک مین کی گفتگو سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جوجو کا دماغی آپریشن سونیا کی مرضی سے ہو رہا ہے اور اب وہ مکار عورت جوجو اور پارس سمیت ماسک مین کے لیے کام کرے گی۔"

ایک ڈیگر نے کہا۔ "سر! ایک سونیا کی وجہ سے ماسک مین بہت مضبوط ہو جائے گا۔ پھر پارس بھی کچھ کم خطرناک نہیں ہے۔"

سپر ماسٹر نے کہا۔ "مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ میری یہ بات نوٹ کر لو کہ ماسک مین، سونیا کے ہاتھوں زبردست نقصان اُٹھائے گا۔ اس کے پاس ایک ہی خیال خوانی کرنے والا وفادار رہے۔ جوجو کا پتا نہیں کیا بنے گا۔ میرے پاس تم دونوں وفادار ہو۔ دو چار روز میں رسونتی بھی میری وفادار بن جائے گی۔ ماں کی وجہ سے علی تیمور ہماری طرف جھکنے پر مجبور ہوتا رہے گا۔ ہمارے پاس ٹیلی پیتھی کی قوت زیادہ ہے۔"

دوسرے ڈیگر نے کہا۔ "آج میڈونا ہوتی تو ہم اور زیادہ طاقت ور ہوتے۔ وہ ایسی لاپتا ہوئی ہے کہ آج تک اس کا سراغ نہ مل سکا۔ میرا دل نہیں مانتا کہ وہ مر چکی ہے"

سپر ماسٹر نے کہا۔ "ایسی لڑکی کو مرنا بھی نہیں چاہیے۔ اس نے فرہاد علی تیمور کو ہلاک کرا کے ایک ناقابل فراموش کارنامہ انجام دیا تھا۔ آخری بار وہ ٹرین میں سفر کر رہی تھی۔ اس کے بعد ہی لاپتا ہو گئی۔"

سپر ماسٹر خاموش ہو کر میڈونا کو تصور میں دیکھنے لگا۔ اُس کی دُعا تھی کہ وہ لڑکی زندہ رہے اور دلی تمنا تھی کہ کہیں سے اس کا سراغ مل جائے۔

وہ کار بہت قیمتی تھی۔ اس کار کو دیکھ کر اس کے مالک کی رئیسانہ شان و شوکت کا پتا چلتا تھا۔ وہ اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھا کھڑکی کے باہر میڈونا کے حُسن و شباب کو سر سے پاؤں تک دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے مسکرا کر کہا۔ "پاؤں میں چھالے پڑ گئے ہوں اور منزل دور ہو تو میری کار راستہ قریب لے آتی ہے۔"

اور لالو ساجا نے پوچھا۔ "بیٹی! کیا خیال ہے، میں اسے باتوں میں لگاؤں؟"

"جی ہاں۔" وہ مختصر سا جواب دے کر کار والے کے دماغ میں پہنچ گئی۔

اُدھر ساجا کہہ رہا تھا۔ "موسیو! ہم بے گھر ہو گئے ہیں۔ میری جوان بیوی نے مجھے اور میری بیٹی کو گھر سے نکال دیا ہے۔"

"کیوں نکال دیا ہے؟"

"وہ کم بخت کہتی ہے، میری بیٹی بہت حسین ہے۔ کسی دولت مند کی داشتہ بن کر ہمیں دولت مند بنا سکتی ہے۔"

"کیا تم دولت مند نہیں بننا چاہتے؟"

"دولت کون نہیں چاہتا مگر میں عزت چاہتا ہوں۔"

"اگر عزت بھی ملے اور دولت بھی تو؟"

ساچا کچھ کہنا چاہتا تھا۔ میڈونا نے اس کے دماغ میں آ کر کہا "اسے ٹرخا دو۔ یہ آدمی ہمارے لیے خطرناک ہے۔"

ساچا نے کار والے سے کہا "معاف کرو موسیو! تم میری جوان بیٹی کے لیے یہ آفر دے رہے ہو، میں بے غیرت نہیں ہوں۔"

وہ پلٹ کر میڈونا کے پاس آیا۔ اس کے ساتھ فٹ پاتھ پر چلنے لگا۔ وہ کار اسٹارٹ کر کے ان کے برابر چلتا ہوا بولا "یو اولڈ مین! ہم اطمینان سے کار میں بیٹھ کر باتیں کر سکتے ہیں۔"

ساچا نے کہا "مجھے افسوس ہے، میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔ پلیز ہمارا پیچھا چھوڑ دو۔"

وہ کار کی رفتار بڑھا کر آگے چلا گیا۔ میڈونا نے کہا۔ "یہ ریڈ پاور کا باس ہے۔ ہر ملک کے ہر بڑے شہر میں ریڈ پاور تنظیم کے باس ہوتے ہیں۔ ان سب کا آقا ماسک مین کہلاتا ہے۔ ماسک مین کے پاس بھی ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا ہے، ابھی میرا پیچھا دانیال سے نہیں چھوٹا ہے، میں ایک اور... خیال خوانی کرنے والے کو اپنے پیچھے لگانا نہیں چاہتی۔"

"شکر کرو، تمھارے پاس یہ علم ہے۔ تم برا وقت آنے سے پہلے دشمنوں کو پہچان لیتی ہو۔ ذرا دیکھو، وہ باس تمھارے لیے کیا سوچ رہا ہے؟"

وہ چلتے چلتے باس کے پاس پہنچ گئی۔ اس کی تمنا کرنے والا زیادہ دور نہیں گیا تھا۔ اس نے پارکنگ ایریا میں گاڑی روک دی تھی۔ کھڑکی سے جھانک کر دور سے آتی ہوئی میڈونا کو دیکھ رہا تھا۔ پھر کار کے کلرڈ شیشے چڑھا کر ٹرانسمٹر کے ذریعے اپنے ماتحت سے کہہ رہا تھا "ہنیچ بیک اسنیک کے پاس آؤ۔ ایک لڑکی کو اغوا کرنا ہے، وہ میری نظروں میں ہے، اپنے باپ کے ساتھ فٹ پاتھ پر جا رہی ہے۔ اگر راستہ بدلے گی تو میں پھر ٹرانسمٹر کے ذریعے گائیڈ کروں گا۔"

اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ اب اسے اپنے ماتحت کا انتظار تھا۔ اس نے انتظار کرنے کے لیے وہسکی کی بوتل نکالی۔ اسے کھول کر منہ سے لگایا۔ وہ تھوڑی سی پینا چاہتا تھا۔ صبح کے وقت پینے کی خواہش نہیں ہوتی تھی۔ مگر غضب کا حسن و شباب دیکھ کر موڈ میں آگیا تھا۔ میڈونا نے اس کے دماغ میں بیٹھ کر کئی گھونٹ پلا دیے۔

اس نے کلرڈ شیشے کے پیچھے دیکھا۔ میڈونا قدرتی فٹ پاتھ پر اپنے باپ کے ساتھ آ رہی تھی۔ اس نے سوچا۔ "اور نہیں پینا چاہیے۔"

لیکن اور پی گیا پھر بوتل کو بند کرنا چاہا۔ وہ اپنے اختیار میں نہیں تھا، میڈونا کی جوانی اس کے اندر انگڑائیاں لے رہی تھی۔ اس نے آدھی بوتل ختم کر دی۔ کار کو اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دیا۔ میڈونا نے سوچا "اس کم بخت کو ٹیلی پیتھی جاننے والے اور نہ جاننے والے تمام دشمنوں کا علم ہوگا۔ اس سے معلومات حاصل کرنی چاہیے۔"

وہ ساچا کے ساتھ فٹ پاتھ چھوڑ کر دوسرے راستے پر آ گئی۔ پھر باس کے دماغ میں آئی۔ وہ پریشان ہو کر گاڑی روکنے کے بعد سوچ رہا تھا "یہ میں کہاں آ گیا ہوں؟ وہ لڑکی کہاں ہے؟ میں نے زیادہ پی کر غلطی کی ہے۔"

وہ کار سے نکل کر دیکھنے لگا۔ اس کی مطلوبہ حسینہ یہاں نظر نہیں آ رہی تھی۔ مطلوبہ حسینہ نے اسے پھر کار میں بٹھا دیا۔ اس کے منہ سے بوتل لگا کر اس کی سوچ میں بولی "ہمارا ٹیلی پیتھی جاننے والا ابھی کہاں ہوگا؟ کیا بھلا سا نام ہے اس کا؟"

باس نے بے اختیار سوچ کے ذریعے کہا "پاسکل بوبا۔ ارے پاسکل کہیں تم میری کھوپڑی تو نہیں گھما رہے ہو؟"

وہ اس کی سوچ میں بولی "میں غلط سوچ رہا ہوں، پاسکل تو اپنا آدمی ہے، وہ دشمن دانیال ہوگا۔"

وہ منہ پھاڑ کر ہنسنے لگا۔ پھر بولا "واقعی شراب مجھے چکرا رہی ہے، میں کیسی بے تکی بات سوچ رہا ہوں۔ دانیال کو تو پاسکل بوبا نے سونیا کی قید میں مار ڈالا تھا۔"

میڈونا نے اس کی سوچ میں پوچھا "فرہاد کی موت کے بعد رسونتی، میڈونا کے پیچھے پڑ گئی ہوگی۔"

وہ ناگواری سے منہ بنا کر بولا "وہ کمینی میڈونا کل رات سے میرے آدمیوں کو پریشان کر رہی ہے، پاسکل بھی خیال خوانی کے ذریعے اس حرافہ تک نہیں پہنچ سکا۔"

میڈونا اس کی سوچ میں بات کرنے کے بجائے دماغ کے تہہ خانے میں پہنچ کر معلومات حاصل کرنے لگی۔ پتا چلا، رسونتی کو سپر ماسٹر نے، جوجو اور ماریہ کو ماسک مین نے اغوا کیا ہے۔ سونیا، پارس اور علی تیمور پیرس میں ہیں۔ پاسکل نے فرزانہ اور نینسی کو خودکشی پر مجبور کر دیا تھا۔

اس کی سوچ بتا رہی تھی کہ فرہاد کی فیملی پر بہت برا وقت آیا ہے اور ایسا صرف میڈونا کے گولی چلانے سے ہوا ہے۔ وہ ندامت سے ساچا کو دیکھ کر بولی "پاپا! تم نے کہا تھا میں پچھلی غلطیوں کی تلافی کر سکتی ہوں۔ رسونتی، جوجو اور ماریہ مصیبت میں ہیں۔ سونیا ان حالات میں کبھی خاموش نہیں بیٹھتی۔ مگر معلوم ہوتا ہے، اسے رسونتی وغیرہ تک پہنچنے کا راستہ نہیں مل رہا ہے۔ پارس اور علی تیمور بھی بے بس ہو گئے ہوں گے۔ میں جلد سے جلد ان کے لیے کچھ کرنا چاہتی ہوں۔"

"یہ جلد سے جلد کچھ کرنے کا خیال دماغ سے نکال دو۔ انسان عجلت میں ہر پہلو پر نظر نہیں رکھ سکتا۔ اس سے لازماً غلطیاں سرزد ہوتی ہیں۔ پہلے یہ بتاؤ اس ریڈ پاور کے باس کا کیا بنا؟"

"اوہ! میں تو اسے بھول گئی تھی۔"

"دیکھا تم نے؟ دوسرے مسئلے کی طرف جاتے ہوئے تم پہلے مسئلے کو پوری طرح حل کرنا بھول گئی تھیں۔ تم نے باس کو اتنی دیر سے دماغی چکر دیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تمھیں خیال خوانی کرنے والی سمجھ لے۔ پہلے اس سے نمٹ کر آؤ۔"

وہ باس کے پاس پہنچ گئی۔ پتا چلا، ابھی دو منٹ پہلے اس نے ٹرانسمٹر کے ذریعے اپنے ماتحت کو اس جگہ بلایا ہے جہاں میڈونا نے اسے پہنچا دیا تھا۔ اس کے خیالات کہہ رہے تھے کہ اسے کسی کی خیال خوانی کا شبہ نہیں ہے۔ وہ سمجھ رہا تھا، زیادہ پی لینے کے باعث وہ بہک کر ادھر چلا آیا ہے۔ اب پیرس کے تمام ماتحتوں کو اس حسینہ کی تلاش میں دوڑائے گا۔ اسے میڈونا کو حاصل کرنے کی ضد ہو گئی تھی۔

میڈونا نے ساچا کو یہ باتیں بتائیں۔ وہ بولا "فی الحال اسے اس کے حال پر چھوڑ دو، وہ آئندہ کسی کام آئے گا۔ یہاں سے کسی ٹیکسی میں بیٹھ کر دور نکل جانا چاہیے، باس کے کتے ہماری تلاش میں آنے والے ہیں۔"

اس نے ایک گزرنے والی ٹیکسی کو اشارہ کیا۔ وہ پاس آ کر رک گئی۔ دونوں پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئے۔ ساچا نے ڈرائیور سے پوچھا "تم کتنی دیر ہمیں ٹیکسی میں گھما سکتے ہو؟"

"میں رات ایک بجے سے صبح نو بجے تک گاڑی چلاتا ہوں پھر اسے مالک کے حوالے کر دیتا ہوں۔ ابھی سات بج کر پچاس منٹ ہوئے ہیں۔ میں ایک گھنٹے اور گاڑی چلاؤں گا۔"

"چلو ایک گھنٹا ہی سہی۔ ہمیں اس شہر کے اہم مقامات دکھاؤ۔"

ٹیکسی چل پڑی۔ ڈرائیور سے باتیں کرنے کا مقصد اس کی آواز سننا تھا۔ وہ اس کے خیالات پڑھنے لگی۔ وہ ایک عام سا آدمی تھا۔ ایک فلیٹ میں تنہا رہتا تھا۔ کبھی شادی کر کے فلیٹ آباد نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اسے عورت سے نہیں صرف تاش کے پتوں سے عشق تھا۔ جو کماتا تھا جوئے میں ہار جاتا تھا اور کبھی کبھی جیت کر خوش ہو جایا کرتا تھا۔

ساچا نے میڈونا سے معلومات حاصل کرنے کے بعد ڈرائیور سے کہا "ہم اس شہر میں اجنبی ہیں۔ تم ہماری رہائش کے لیے کوئی مناسب جگہ بتا سکتے ہو؟"

وہ بولا "اخبارات سے بہت سی معلومات حاصل ہو جاتی ہیں۔ ان میں کرائے پر دیے جانے والے فلیٹوں اور مکانوں کی تفصیلات اور پتے ہوتے ہیں۔"

ساچا نے کہا "میں اخبار سے زیادہ انسان کو معتبر سمجھتا ہوں۔ اگر تم کچھ جانتے ہو تو بتاؤ۔"

"ایک نیا پلازا تعمیر ہوا ہے۔ وہاں فلیٹس قیمتاً بھی ملتے ہیں اور کرائے پر بھی۔ کیا وہاں چلنا پسند کرو گے؟"

انھوں نے رضامندی ظاہر کی تو ڈرائیور نے بیس منٹ میں وہاں پہنچا دیا۔ چوں کہ اس پلازا میں نئے لوگ آباد ہونے آ رہے تھے اس لیے سب ایک دوسرے کے لیے اجنبی تھے۔ ساچا نے کرایہ ادا کر کے ڈرائیور کو رخصت کر دیا۔ پھر دفتر میں جا کر ایک فلیٹ خریدنے کی بات کی۔ پوری قیمت ادا کرنے پر وہ فلیٹ چوبیس گھنٹے کے اندر ان کے حوالے کیا جا سکتا تھا۔ ان کے پاس پوری رقم نہیں تھی۔ میڈونا نے کچھ پیشگی ادا کر کے کہا "اور لانو ساچا کے نام پر کاغذات تیار کرو۔ ہم ایک گھنٹے میں آ کر باقی تمام رقم ادا کر دیں گے۔"

وہ دفتر سے باہر آئے۔ ساچا نے کہا "باس اپنے آدمیوں کو ہمارا لباس اور حلیہ بتا چکا ہوگا۔ ہمیں کم از کم لباس تبدیل کر لینا چاہیے۔"

دور سے ایک ڈیپارٹمنٹل اسٹور نظر آ رہا تھا۔ میڈونا نے کہا "ہمارا ساتھ گھومنا مناسب نہیں ہے۔ وہ لوگ ایک بوڑھے اور جوان لڑکی کی تلاش میں ہوں گے۔ لباس بدلنے کے بعد ہم فلیٹ کی رقم ادا کریں گے پھر ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں گے۔ ہمارے درمیان ٹیلی پیتھی کے ذریعے رابطہ رہے گا۔"

انھوں نے ڈیپارٹمنٹل اسٹور میں اپنے اپنے لیے لباس پسند کیا۔ ڈریسنگ روم میں جا کر اسے پہنا۔ اس کا بل ادا کیا پھر میڈونا نے کہا "پاپا! تم پلازا کے دفتر میں انتظار کرو، میں رقم لے کر آؤں گی۔"

وہ ساچا سے الگ ہو کر ایک ریستوران میں آئی۔ وہاں

ایک پُرسکون گوشے میں میز کے پاس آکر بیٹھ گئی۔ ناشتے اور چائے کا آرڈر دیا، پھر باس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ وہ اپنی رہائش گاہ میں پہنچ گیا تھا، زیادہ نشہ ہونے کے باعث شاور کے نیچے بیٹھا ٹھنڈے پانی سے کھوپڑی درست کر رہا تھا۔ اس کی بیوی لائم جوس پیش کرتے ہوئے کہہ رہی تھی "صبح سویرے اتنی پینے کی ضرورت کیا تھی، کچھ اپنے بڑھاپے کا تو خیال کرو، اسے ایک سانس میں پی لو۔ نشہ کم ہو جائے گا۔"

وہ لائم جوس دے کر بڑبڑاتی ہوئی بیڈروم میں آئی، وہاں سے کوریڈور میں پہنچی۔ ایک نوجوان نے پوچھا "ممی! نشہ کم ہوا؟"

"ہو جائے گا۔ نہیں ہوگا تو ڈاکٹر کو بلایا جائے گا۔"

میڈونا اس نوجوان کے دماغ میں پہنچی۔ وہ باس کا منجھلا بیٹا تھا۔ اُس کی ماں بڑبڑاتی ہوئی کچن کی طرف گئی۔ وہ باپ کے بیڈروم میں آیا، تکیے کے پاس سے چابیاں اٹھائیں، ایک طرف رکھے ہوئے سیف کو کھولا، اس میں سے دو لاکھ ڈالر نکالے۔ بڑے بڑے نوٹوں کی دو گڈیاں لیڈیز پرس میں آسکتی تھیں، اس نے نوٹوں کو قمیص کے اندر ڈالا، اس کے بٹن لگائے۔ سیف کو بند کر کے چابیوں کو تکیے کے پاس رکھا۔ پھر باہر آکر ایک کار میں بیٹھ گیا۔

میڈونا خاموش بیٹھی آہستہ آہستہ ناشتا کر رہی تھی۔ جب اُس نے چائے کا آخری گھونٹ پی کر پیالی رکھی تو وہ آکر اس کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اِدھر اُدھر دیکھ کر قمیص کے اندر سے گڈیاں نکالیں، میز کے نیچے میڈونا نے پرس کھول رکھا تھا۔ وہ گڈیاں اس کے اندر پہنچ گئیں۔ نوجوان وہاں سے اُٹھ کر چلا گیا۔ میڈونا اُسے گھر پہنچانے تک چائے کی دوسری پیالی سے شغل کرتی رہی، پھر ویٹر کو بل اور ٹپ دے کر ریستوران سے باہر آگئی۔

باس کے بیٹے نے شدید حیرانی سے خود کو کار کی اسٹیرنگ سیٹ پر دیکھا۔ کار اس کے شاندار بنگلے کے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔ اس نے سوچا "میں ابھی کوریڈور میں ممی سے باتیں کر رہا تھا، پھر یہاں کار میں کیسے پہنچ گیا؟"

میڈونا کی مرضی کے مطابق اس نے رسٹ واچ دیکھی، پھر پریشان ہو کر بڑبڑایا "میں سوا نو بجے کوریڈور میں ممی سے ڈیڈی کی خیریت پوچھ رہا تھا۔ میں نے سوچا تھا، ڈیڈی نارمل ہو جائیں گے تو اُن سے دس ہزار مانگوں گا۔ لیکن اب میری گھڑی دس بجا رہی ہے۔ میں نے اتنا وقت کہاں گزارا؟ کیا وہ ڈیڈی کا... ٹیلی پیتھی جاننے والا میرے دماغ سے کھیل رہا تھا؟ مجھے ابھی جا کر ڈیڈی کو سب کچھ بتانا چاہیے۔"

میڈونا نے بھاری بھر کم لہجے میں کہا "آرام سے بیٹھے رہو۔ بے شک میں خیال خوانی کے ذریعے تمہارے دماغ سے کھیل چکا ہوں، لیکن میں تمہارے ڈیڈی کا ٹیلی پیتھی جاننے والا دوست نہیں ہوں۔ بلکہ سپر ماسٹر کا خاص آدمی ہوں۔"

وہ سہم کر بولا "تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟"

"جو چاہتا تھا، وہ ہو چکا۔ میں اپنے ایک مقصد کے لیے تمہیں اس کار میں بٹھا کر ایک جگہ لے گیا تھا۔ میرا احسان مانو کہ تم خیریت سے واپس آگئے ہو۔ میں چاہتا تو تمہیں کہیں بھی کار ایکسیڈنٹ میں مار ڈالتا۔ کیا میں ایسا نہیں کر سکتا تھا؟"

وہ ہاں ہاں کے انداز میں سر ہلانے لگا۔ میڈونا نے کہا۔ "جو کچھ تمہارے ساتھ ہو چکا ہے، اُسے پیٹ میں رکھو۔ باہر نکالو گے تو میں کسی وقت بھی تمہیں ٹیلی پیتھی کی چٹکی میں مسل ڈالوں گا۔"

وہ نہیں نہیں کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے بولا "میں خاموش رہوں گا۔ کسی سے کچھ نہیں بولوں گا۔"

"اُلو کے پٹھے! تم خاموش رہو گے۔ کسی سے کچھ نہیں بولو گے تو سب کو تمہارے گونگے پن پر تشویش ہوگی۔"

"مم میرا مطلب ہے، میں تمہارے بارے میں کسی سے کچھ نہیں کہوں گا۔"

"شاباش، اب گھر جاؤ۔ میں پھر کبھی آؤں گا۔ گڈ بائی۔"

وہ اپنی جگہ حاضر ہو گئی۔ پلازا کے دفتر میں پہنچ کر اُس نے باقی تمام رقم ادا کی، پھر باہر آکر ساجا کو پچاس ہزار ڈالر دیے۔ وہ بولا "میں اتنی رقم کیا کروں گا؟"

"رکھ لو، خوب خرچ کرو، کم پڑیں گے تو اور آجائیں گے، فلیٹ کا قبضہ ملے گا تو ہم یہاں ساتھ رہیں گے۔ یہاں سے باہر نکل کر پھر الگ ہو جایا کریں گے۔"

"بیٹی! تم پچھلی رات سے جاگ رہی ہو، نیند کہاں پوری کرو گی؟"

"اس کے لیے کچھ سوچوں گی۔"

"جب بھی پریشانی ہو، مجھے مخاطب کر لینا۔"

"پاپا! میں سونیا، پارس اور علی تیمور کے کام آنا چاہتی ہوں۔ رسونتی، جوجو اور ماریہ کو اُن کے پاس پہنچانا چاہتی ہوں۔"

"تم مجھ سے رابطہ رکھتی رہو، میں کوئی تدبیر سوچتا ہوں، مگر یاد رکھو، اُن کے کام آنے کی لگن میں اُن کے سامنے نہ چلی جانا۔ وہ تم سے ناراض ہوں گے۔ پہلے چھپ کر گمنام رہ کر اُن کے لیے کچھ کارنامے انجام دو، پھر وہ ضرور تمہاری ایک بڑی غلطی کو معاف کر دیں گے۔"

وہ ایک دوسرے سے بچھڑ گئے۔ میڈونا ایک طرف چل پڑی۔ ناشتا کرنے کے بعد آرام سے سونے کی خواہش ہو رہی تھی۔ سوال پیدا ہوتا تھا، وہ کہاں نیند پوری کرے؟ پچھلی رات سے تعاقب کرنے والے کتے کچھ کم نہیں تھے، اب باس کے آدمی بھی اسے ہوٹلوں اور پیئنگ گیسٹ والے مکانوں میں ڈھونڈتے پھریں گے۔ باس کو معلوم ہو گیا تھا کہ باپ بیٹی بے گھر ہو گئے ہیں، وہ ایسی ہی کسی جگہ پناہ لیں گے۔ لٰہذا وہ نیند پوری کرنے کسی ہوٹل میں نہیں جا سکتی تھی۔ کسی مالک مکان کو چوبیس گھنٹے کے لیے پیئنگ گیسٹ رکھنے کے لیے نہیں کہہ سکتی تھی۔

بڑی مشکل ہے، ایک حسین اور جوان عورت دنیا کے کسی حصے میں تنہا محفوظ نہیں رہ سکتی۔ مرد کہیں بھی دریا کے کنارے درخت کے سائے میں یا فٹ پاتھ پر کھلے عام نیند پوری کر سکتا ہے، ایک حسین عورت ایسا کرنا چاہے تو غریب اپنے جھونپڑے اور امیر اپنے محل چھوڑ کر فٹ پاتھ پر اس کے پاس سونے کے لیے قطار میں کھڑے ہو جائیں گے۔

وہ چلتے چلتے جھیل کے کنارے آگئی۔ دن کے بارہ بج رہے تھے، اس نے خیال خوانی کے ذریعے ساجا کو اپنی پریشانی بتائی۔ وہ بولا "جھیل کنارے امیر کبیر لوگوں کے بنگلے ہوتے ہیں، اگر وہاں بھی ہیں تو باری باری ہر بنگلے کے مالک یا نوکر کے دماغ تک پہنچو، کوئی نہ کوئی بنگلا ضرور خالی ملے گا۔ وہاں کے چوکیدار کو ٹریپ کر کے تم اندر جا سکتی ہو اور نیند پوری کر کے واپس آسکتی ہو۔"

وہ ساجا کی ہدایت پر عمل کرنے لگی۔ جھیل کے کنارے دُور دُور تک خوبصورت کاٹیج بنے ہوئے تھے، وہ ایک فرضی نام اور پتا پوچھتے ہوئے ایک ایک کاٹیج کے سامنے سے گزرتی گئی۔ اُسے نفی میں جواب دینے والوں کا دماغ معلومات کا ذریعہ بنتا گیا۔ وہاں ہر بنگلے کا مالک اپنے بیوی بچوں کے ساتھ موجود تھا یا کہیں شاپنگ یا کاروباری مقصد کے لیے گیا ہوا تھا۔ کوئی نوکر اپنے مالک کی واپسی کے متعلق نہیں جانتا تھا۔ میڈونا کو یقین ہوتا کہ کوئی چار یا چھ گھنٹے بعد آنے والا ہے تو وہ اس کے کاٹیج میں جا کر کم از کم دو گھنٹے تک سو سکتی تھی۔ وہ مایوس ہونے لگی۔

تب ایک کاٹیج نظر آیا۔ اُس کا مین گیٹ کھلا ہوا تھا۔ وہ احاطے میں آئی۔ کوئی چوکیدار یا دوسرا ملازم نظر نہیں آرہا تھا۔ اُس نے برآمدے میں پہنچ کر آواز دی "کوئی ہے؟ کیا یہاں مسٹر جوزف رہتے ہیں؟"

اُسے جواب نہیں ملا۔ وہ کاٹیج کے دائیں جانب سے پیچھے گئی۔ بائیں جانب سے واپس برآمدے میں آئی۔ وہاں رکھوالی کے لیے آدمی تو آدمی ایک کتا بھی نہیں تھا۔ بڑے تعجب کی بات تھی۔ اُس نے دروازے پر دستک دی۔ جواب کا انتظار کیا، مگر خاموشی رہی۔ پھر اُس نے دروازہ پیٹنے کے لیے ہاتھ مارا تو وہ ذرا سا کھل کر بند ہو گیا۔ اس نے حیرانی سے سوچا 'یہاں کوئی نہیں ہے اور دروازہ کھلا ہوا ہے۔ کیا یہ کاٹیج ویران ہے؟'

وہ محتاط انداز میں دروازہ کھولتی ہوئی اندر آئی۔ ایک ڈرائنگ روم خوب صورتی سے سجا ہوا نظر آیا۔ اس نے آواز دی۔ "مسٹر جوزف! کیا تم موجود ہو؟"

بدستور خاموشی رہی۔ اس نے دبے قدموں چلتے ہوئے پورے کاٹیج کو اندر سے دیکھ لیا۔ ایسا لگتا تھا کوئی اُس کے ہر کمرے کو ضرورت کے تمام سامان سے سجا کر چلا گیا ہے اور جانے والا اتنا احمق یا بے پروا ہے کہ کسی دروازے کو لاک نہیں کیا۔ میڈونا سوچتے سوچتے اونگھنے لگی۔ اُسے پوری رات جاگنے کی عادت نہیں تھی۔ اگر کبھی دیر تک جاگتی تو دن چڑھے تک سوتی رہتی تھی۔ اُس نے ایک ایک کھڑکی سے جھانک کر باہر دور تک نظریں دوڑائیں، کوئی اس کاٹیج کی نگرانی کرتا ہوا دکھائی نہیں دیا۔ اس نے نیند سے پریشان ہو کر سوچا 'جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ اگر یہاں آنے والا دشمن ہو گا تو اس کی شامت آجائے گی۔'

اس نے تمام دروازوں کو اندر سے بند کر دیا۔ ایک خواب گاہ میں آکر لباس اُتارا، ایک پتلی سی چادر لپیٹ لی، کیوں کہ ایک ہی لباس تھا، پہن کر سونے سے شکنیں پڑ جاتیں۔ بہرحال وہ بستر پر آرام سے لیٹ گئی۔ آنکھیں بند کرنے کے بعد اپنے دماغ کو ہدایت دی کہ وہ چار گھنٹے تک گہری نیند سوتی رہے گی۔ اگر کوئی کاٹیج کی چار دیواری میں قدم...

وہ ہدایت پوری نہ کر سکی۔ نیند ایسی غالب آئی کہ وہ غفلت کے اندھیرے میں ڈوب کر رہ گئی۔ زندگی کے عملی میدان میں حوصلے اور برداشت کی قوت لازمی ہوتی ہے، وہ ایسی کچی تھی کہ نیند کا غلبہ برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ اُسے اور بھی کئی طرح کے تجربات سے ابھی گزرنا تھا۔ اگر ساجا اُس کے ساتھ نہ ہوتا تو وہ پچھلی رات ہی پاسکل بوبا کے ہتھے چڑھ جاتی۔ بہرحال وہ ہمارے کے مطابق گھوڑے بیچ کر سو گئی۔

ٹھیک اُس کے سامنے والے کاٹیج میں ایک شخص کھڑکی کے پردے کے پیچھے کھڑا تھا۔ وہ تیزی سے چلتا ہوا ٹیلیفون

کے پاس آیا۔ ریسیور اُٹھا کر نمبر ڈائل کیے۔ رابطہ قائم ہوتے ہی اس نے کوڈ ورڈز ادا کیے۔ جواباً دوسری طرف سے بھی کوڈز کے جواب دیے گئے پھر اس شخص نے کہا "جناب! ایک نوجوان لڑکی آپ کے کاٹیج میں داخل ہوئی ہے۔ میں آدھے گھنٹے سے انتظار کر رہا ہوں، وہ ابھی تک باہر نہیں آئی ہے۔"

دوسری طرف سے جواب ملا "وہ باہر آئے تو اُسے جانے نہ دینا۔ جب تک اندر رہے، اُسے مخاطب نہ کیا جائے۔ میں جلدی آنے کی کوشش کروں گا۔"

رابطہ ختم ہوگیا۔

ریڈ پاور کا باس نارمل حالت میں تھا۔ اُسے اطلاع ملتی جا رہی تھی کہ ابھی تک اس حسینہ اور اس کے باپ کا سُراغ نہیں ملا ہے۔ اُن کی تلاش جاری ہے۔ دن کے ایک بجے تک ایسی چھ لڑکیوں کی تصویریں اس کے پاس پہنچ گئی تھیں جو اپنے بوڑھے باپ کے ساتھ دیکھی گئی تھیں وہ جھنجلا کر بولا۔ "ان میں سے کوئی نہیں ہے، وہ لڑکی اسٹیج کی فرانسیسی رقاصاؤں جیسا لباس پہنے ہوئے ہے۔"

ایک ماتحت نے کہا "باس! اتنی دیر میں اُس نے لباس بدل لیا ہوگا۔"

دوسرے ماتحت نے کہا "وہ بوڑھا اپنی بیٹی کے ساتھ نہیں ہوگا۔ ہوسکتا ہے بیٹی کو کسی شناسا کے ہاں چھوڑ کر کہیں بھٹک رہا ہو۔ ہم بیٹی کے بغیر اس بوڑھے کو نہیں پہچان سکیں گے۔"

باس سوچ میں پڑ گیا۔ ایسے ہی وقت پاسکل بوبلانے اُسے مخاطب کیا "ہیلو باس! کس فکر میں ہو؟"

اس نے جواب دیا "ایک حسینہ میرے لیے چیلنج بن گئی ہے، میں اُسے ہر قیمت پر حاصل کرنا چاہتا ہوں۔"

"میں بہت دیر سے تمھارے دماغ میں ہوں، تمھاری ضد اور ہوس کو سمجھ رہا ہوں۔ تم اتنے ہوس پرست ہو کہ اپنے فرض سے غافل ہوگئے ہو۔"

"مجھے کس غفلت پر الزام دے رہے ہو جب کہ میں بخوبی اپنے فرائض ادا کرتا آرہا ہوں۔"

"میں پچھلی رات سے تمھارے آدمیوں کے ساتھ لامینر شہر میں اُسے ڈھونڈ رہا ہوں۔ بیک وقت کئی جگہ مصروفیات کے باعث صرف میڈونا پر توجہ نہ دے سکا۔ مجھے یقین تھا، تم پوری توجہ دے رہے ہوگے۔ مگر تم کسی اور لڑکی کے چکر میں پڑ گئے ہو۔ اُسے حاصل کرنے کی دُھن میں صبح سویرے سے ضرورت سے زیادہ پی لی۔ اُس لڑکی کو نظر میں رکھنا تھا اگر تم ڈرائیو کرتے ہوئے کہیں سے کہیں پہنچ گئے۔ کیا یہ حماقت نہیں ہے؟"

وہ پریشان ہوکر بولا "میری سمجھ میں نہیں آتا، میں زیادہ کیسے پی گیا، پھر نشے میں گاڑی کیسے ڈرائیو کی۔ یہ کیسا نشہ تھا کہ میں نے مدہوشی کے باوجود اپنے ماتحت سے ٹرانسمیٹر پر بات کی اور اُسے اپنے پاس بلایا۔"

پاسکل نے چونک کر کہا "یہ متضاد باتیں قابلِ غور ہیں۔ ذرا اچھی طرح سوچو کیا تمھیں ایسا لگ رہا تھا کہ تمھارا دماغ تمھارے اپنے قابو میں نہیں ہے؟"

"میں یقین سے نہیں کہہ سکتا مگر زندگی میں پہلی بار صبح کے وقت میں نے بے اختیار پی ہے۔ مجھے یاد آرہا ہے، ایک بار میں نے بوتل کو بند کرنا چاہا۔ اس کے باوجود پیتا گیا۔"

"باس! مجھے شبہ ہے کوئی تمھارے دماغ سے کھیل رہا تھا۔"

وہ پریشان ہوکر بولا "وہ کون ہوسکتا ہے؟"

"سپر ماسٹر کا آدمی ہوسکتا ہے۔ میڈونا بھی ہوسکتی ہے۔"

"کیا اُس بوڑھے کے ساتھ میڈونا تھی؟"

وہ دونوں سوچ میں پڑ گئے۔ پھر پاسکل نے کہا "یہ ممکن ہے۔ اس نے لامینر شہر چھوڑ دیا ہے۔ پچھلی رات وہاں سے فرار ہوکر صبح پیرس آئی ہے، یہ بڑی حد تک ممکن ہے۔ ہمیں اس پہلو کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے کہ وہ میڈونا ہو سکتی ہے۔"

فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ باس نے ریسیور اُٹھا کر کہا "ہیلو۔"

دوسری طرف سے ایک ماتحت نے کہا "ایک لڑکی اپنے بوڑھے باپ کے ساتھ نظر آئی ہے، وہ ایک اسٹور سے کچھ خرید رہی ہے۔"

باس نے پاسکل سے پوچھا "کیا تم میرے ماتحت کی بات سُن رہے ہو؟"

"ہاں ریسیور رکھ دو۔ میں ابھی لڑکی کی اصلیت معلوم کرتا ہوں۔"

وہ ماتحت کے دماغ میں آیا۔ اُسے اسٹور کے اندر لڑکی کے قریب لے گیا۔ اس کے ذریعے لڑکی کی آواز سننا چاہتا تھا۔ بوڑھے باپ کی آواز سنائی دی۔ یہی کافی تھا۔ اس کی سوچ پڑھ کر معلوم ہوا اُس کے ساتھ میڈونا نہیں ہے۔ لیکن وہ مطمئن نہیں ہوا۔ اُس نے باپ کے ذریعے بیٹی سے گفتگو کی، اس کے دماغ کو ٹٹولا پھر باس کے پاس آکر کہا "وہ میڈونا نہیں ہے۔"

وہ جھنجلا کر بولا "وہ حرافہ کہاں غائب ہوگئی ہے؟ اُس کی روپوشی بتا رہی ہے کہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے اُسے چھپنے میں آسانی ہو رہی ہے۔ اور ہم ناکام ہوتے جا رہے ہیں۔"

"جھنجلاتے کیوں ہو؟ دراصل تمھارے آدمی ناکارہ ہیں۔ دو چار بے حد چالاک اور عیار قسم کے آدمیوں کی خدمات حاصل کرو، میڈونا ضرور ہمارے ہاتھ آئے گی۔"

باس نے چٹکی بجا کر پوچھا "پارس کے متعلق کیا خیال ہے۔ وہ قبر میں بھی ہوگی تو وہ اُسے ڈھونڈ نکالے گا۔"

پاسکل نے کہا "ہاں! اس نے ماسک مین کا وفادار رہنے کا وعدہ کیا ہے۔ اسے آزمانا چاہیے۔ وہ کتنی وفاداری اور کتنی دیانتداری سے ایک خیال خوانی کرنے والی کو ہمارے قدموں میں لائے گا۔"

"بے شک اُسے آزمانا چاہیے۔ تم اس سے رابطہ قائم کرو۔"

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ پارس اپنی کار ڈرائیو کر رہا تھا اور اپنے دماغ میں کسی کو محسوس کر رہا تھا۔ اس کے یہ چور احساسات پاسکل کی سمجھ میں نہیں آسکتے تھے۔ صرف وہی نہیں، کوئی بھی خیال خوانی کرنے والا اس خوش فہمی میں رہتا تھا کہ وہ پارس کے دماغ میں چھپ کر اس کے خیالات پڑھ رہا ہے۔

تقریباً ایک منٹ کے بعد پاسکل نے ہنستے ہوئے کہا "تم نے دعویٰ کیا تھا، اب شراب نہیں پیو گے، تمھارا دماغ حساس ہو جائے گا۔ پھر تم سانس روک کر ہمیں بھگا دیا کرو گے۔"

پارس نے کہا "نشہ چھوڑتے ہی دماغ حساس نہیں ہو جاتا۔ اب میں صبح اُٹھ کر دوڑ لگاتا ہوں۔ ورزش کرتا ہوں۔ انشاء اللہ جلد ہی تم جیسوں کو دماغ سے بھگا دیا کروں گا۔"

"تمھاری ناراضگی بجا ہے۔ پچھلی بار میں نے تم سے توہین آمیز گفتگو کی تھی۔ مجھے اس کا افسوس ہے۔ تم نے وعدہ کیا تھا کہ ماسک مین سے وفاداری کرو گے۔ میں یقین دلاتا ہوں..."

"تم یقین دلانے کی زحمت نہ کرو۔ میرے پاپا نے کبھی کسی کی غلامی نہیں کی۔ تم لوگ وفاداری کے نام پر مجھے غلام بنانا چاہتے ہو۔ تمھاری اطلاع کے لیے عرض ہے، میں نشے میں نہیں ہوں اور جو ہوش و حواس میں ہوتے ہیں، وہ کسی کے غلام نہیں بنتے اور نہ کسی کے دباؤ میں آتے ہیں۔ کیا تم میرے دماغ سے جانا پسند کرو گے؟"

"میں تمھارے دماغ میں زلزلہ پیدا کر نا پسند کروں گا۔"

"تمھارے دل میں حسرت نہ رہے۔ کوشش کرو۔"

یہ کہتے ہی اس نے سانس روک لی۔ پاسکل کو یوں لگا جیسے لات مار کر باہر نکال دیا گیا ہو۔ وہ اس بار غصے سے آیا۔ ارادہ تھا جیسے ہی چند سیکنڈ کے لیے جگہ ملے گی وہ دماغی اذیتیں پہنچانے کی انتہا کر دے گا۔ لیکن جگہ نہیں ملی۔ دماغ کے دروازے بند تھے۔ اُس نے کئی بار کوشش کی۔ مگر ناکام رہا۔ اُسے حیرانی تھی کہ وہ کتنی دیر سے سانس روکے ہوئے ہے۔ ایک بار پتا چلا، وہ سانس لے رہا ہے لیکن اس کے پہنچتے ہی اس نے پھر دم سادھ لیا۔ پاسکل نے باہر آکر حیرانی سے سوچا "اسے کیسے معلوم ہوا کہ میں آیا ہوں؟ کیا یہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتا ہے اور مجھے اُتو بنا رہا ہے؟"

اس نے باس کے پاس آکر کہا "وہ سونیا کی طرح مکار ہے۔ ہمیں اُتو بنا رہا تھا۔ وہ مجھے دماغ میں محسوس کر لیتا ہے۔"

"تم میڈونا کے سلسلے میں گئے تھے۔"

"جب وہ ہم سے مخلص نہیں ہے تو میں یہ راز اُسے کیوں بتاتا کہ میڈونا ہاتھ سے نکل گئی ہے اور ہم اُسے ڈھونڈتے پھر رہے ہیں۔"

"ہاں، وہ سونے کی چڑیا ہے۔ پارس کو اُس کی ہوا بھی نہیں لگنی چاہیے۔"

پاسکل تھوڑی دیر تک سوچتا رہا۔ ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کرنے کے بعد اس نے بڑی بڑی کامیابیاں حاصل کی تھیں۔ صرف رسونتی کے معاملے میں مات کھا گیا تھا۔ کیوں کہ مقابلے میں دوسرا خیال خوانی کرنے والا تھا لیکن پارس خیال خوانی نہیں جانتا تھا۔ اس سے مات کھا کر وہ تلملا رہا تھا۔ اسے کسی طرح ایک بار دماغی جھٹکے پہنچا کر اپنی برتری قائم رکھنا چاہتا تھا۔ اس نے پھر خیال خوانی کی پرواز کی۔ پارس کے دماغ تک پہنچا لیکن حملہ کرنے سے پہلے ہی باہر نکل آیا۔ پارس نے سانس روک لی تھی۔

پارس اطمینان سے کار ڈرائیو کرتا ہوا اپنے کاٹیج کے قریب آیا۔ کارڈلیس ریسیور اٹھا کر رابطہ قائم کیا۔ اپنے کوڈ ورڈز ادا کیے۔ دوسری طرف سے کہا گیا "جناب! وہ ابھی تک کاٹیج کے اندر ہے باہر نہیں آئی ہے۔ کیا آپ کسی کو اندر بھیجنا چاہیں گے؟"

"نہیں، میں خود جا رہا ہوں۔"

اس نے کار کاٹیج کے سامنے روک دی۔ مین گیٹ کھول کر احاطے کے اندر آیا۔ برآمدے میں پہنچ کر دبے قدموں چلتا ہوا دروازوں اور کھڑکیوں کو دیکھتا گیا۔ پورا کاٹیج اندر سے بند تھا۔ وہ کاٹیج کے چاروں طرف چکر لگانے

کے بعد چھت پر چڑھ گیا۔ ایک رسّے کو آتشدان کی چمنی سے باندھ کر اس کے اندر سے لٹکتا ہوا اپنی خواب گاہ کے آتش دان میں پہنچ گیا۔ وہاں سے سر اُٹھا کر دیکھا۔ ایک کافر حسینہ اس کے بستر پر حسن و شباب کا خزانہ لیے پڑی تھی۔ اس کی آنکھیں اس پر نہ ٹھہر سکیں۔ جو چادر وہ لپیٹے پڑی تھی، وہ نیند میں اِدھر سے اُدھر ہو گئی تھی۔ دل دھڑک دھڑک کر کہہ رہا تھا، یہ دیکھنے کی چیز، اسے بار بار دیکھ، اور شرافت کہتی تھی، کسی کی غفلت کو تماشا نہیں بنانا چاہیے۔

وہ آتش دان سے رینگتا ہوا کمرے کے قالین پر آیا۔ پھر اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ سامنے آدم قد آئینے میں وہ بھوت لگ رہا تھا۔ چمنی کی کالک اس کے چہرے اور لباس تک لگی ہوئی تھی۔ وہ خود کو پہچان نہیں سکتا تھا۔ اس نے دبے قدموں آگے بڑھ کر چادر اُٹھائی اور اُس پر ڈال دی۔ اُسی وقت اس کی آنکھ کھل گئی۔

وہ شاید ڈراؤنا خواب دیکھ رہی تھی۔ سامنے بھوت کو دیکھتے ہی چیخ پڑی۔ پارس نے فوراً ہی ایک ہاتھ اُس کے منہ پر رکھا۔ دوسرے ہاتھ کی اُنگلی سے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ وہ سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی۔ پارس نے اشاروں کی زبان میں سمجھایا کہ وہ چوری کرنے آیا ہے۔ لہٰذا وہ شور نہ مچائے، سیف کی چابی اس کے حوالے کر دے۔

وہ اُٹھ کر بیٹھ گئی۔ پھر ناگواری سے بولی: "اچھا تو تم چوری کے ارادے سے آئے ہو مگر تمھیں مایوسی ہوگی۔ یہ میرا گھر نہیں ہے اور نہ ہی میرے پاس چابیاں ہیں۔ اگر ہوتیں تب بھی میں نہ دیتی۔ میرا فرض ہے کہ میں اس گھر کو نقصان نہ پہنچنے دوں۔"

وہ پلنگ کے پاس سے چلتا ہوا الماری کے پاس آیا پھر جیب سے چابیاں نکال کر الماری کھولنے لگا۔ میڈونا نے للکار کر کہا۔ "خبردار! میں تمھیں نقلی چابیوں سے الماری نہیں کھولنے دوں گی۔ پیچھے ہٹ جاؤ۔"

وہ اپنے پرس سے ریوالور نکال کر اُسے نشانے پر رکھے ہوئے تھی۔ پارس نے کہا: "سچ مچ گولی نہ چلانا۔ میں اس گھر کا مالک ہوں۔"

میڈونا نے اُسے سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھا۔ اسی لمحے پارس نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا۔ اُس نے سوچا، پاسکل یوبا پھر آیا ہے۔ وہ سانس روک کر مسکرانے لگا۔ میڈونا نے سمجھا، شاید وہ سامنے والا اس کی خیال خوانی کو سمجھ کر مسکرا رہا ہے۔ وہ سخت لہجے میں بولی: "کیوں مسکرا رہے ہو؟"

پارس نے پوچھا: "کیا تمھیں زندہ دلی پسند نہیں ہے؟"

"بکواس مت کرو۔ پہلے تم چوروں کی طرح مجھ سے چابیاں مانگ رہے تھے۔ پھر مالک مکان بن بیٹھے۔ کیا مالک مکان مُنہ پر کالک لگا کر آتے ہیں؟"

"تمھاری مہربانی سے یہ حلیہ بن گیا ہے۔ تم نے تمام دروازوں اور کھڑکیوں کو اندر سے بند کر لیا تھا۔ مجھے چمنی کے راستے آتش دان میں ٹپکنا پڑا۔ پھر میں نے چور بن کر آزمایا کہ چوری سے یہاں آنے والے چور کا ساتھ دیتی ہو یا نہیں؟ مگر تم اچھی لڑکی ہو۔"

"اگر تم مالک ہو تو ایک ہی چابی سے الماری کھول سکو گے۔ چور کی طرح کئی چابیوں کو نہیں آزماؤ گے۔"

اس نے ایک ہی چابی سے الماری کے دونوں پٹ کھول دیے، وہ اُلجھ گئی۔ اس کے مالک مکان ہونے کا کسی حد تک ثبوت مل گیا تھا لیکن وہ سانس روک کر کیوں مسکرایا تھا؟ کیا اپنے سامنے والی کی خیال خوانی کو سمجھ گیا تھا؟ آخر یہ ہے کون؟ یہ جو کوئی بھی ہے، ٹیلی پیتھی سے بچاؤ کے طریقے جانتا ہے۔ یعنی یہ خیال خوانی کرنے والوں سے ٹکراتا رہا ہے۔

اس نے آزمائش کے طور پر پھر اس کے دماغ میں ایک چھلانگ لگائی۔ پارس نے اس بار ناگواری سے کہا: "اُلّو کے پٹھے! کیوں پیچھے پڑ گیا ہے، تو ہمیشہ ناکام رہے گا۔"

میڈونا نے انجان بن کر حیرانی سے پوچھا: "یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟"

وہ الماری سے اپنا لباس نکالتے ہوئے بولا: "تم نہیں سمجھو گی۔ یہ ایک ٹیلی پیتھی کا چکر ہے۔"

"میں نے ٹیلی پیتھی کے متعلق پڑھا ہے اور اس کے بارے میں بہت کچھ سنتی رہی ہوں۔ کیا ابھی کوئی تمھارے دماغ میں آیا تھا؟"

"ہاں! ایک دشمن ہے۔ مگر تم کون ہو؟ میرے کاٹیج میں آکر یوں گہری نیند سو رہی تھیں جیسے اپنے گھر میں ہو۔ کیا کسی کی آلۂ کار ہو؟"

"کچھ ایسی ہی باتیں تمھارے بارے میں سوچ رہی ہوں۔ کیا تم ان دشمنوں کے لیے کام کر رہے ہو جن سے چھپنے کے لیے میں نے یہاں پناہ لی ہے؟"

"میں کسی کے لیے کام نہیں کرتا ہوں۔"

"پھر کیا کرتے ہو؟"

"کچھ نہیں کرتا۔ کچھ نہ کرنا ہماری خاندانی روایت ہے۔

میرے باپ نے اپنی زندگی میں کبھی کوئی کام نہیں کیا۔ نہ ملازمت کی، نہ کاروبار کیا۔ ساری عمر دشمنوں سے لڑتے لڑتے گزار دی۔ میں بھی یہی کر رہا ہوں۔ نہ کرنا چاہوں، تب بھی یہی کرنا پڑتا ہے۔ دشمن خود بخود آتے ہیں۔ ابھی ایک دماغ میں آیا تھا۔ دوسری طرف تم ریوالور تانے چادر میں لپٹی ہوئی ہو۔ اب چادر گرے گی تو نہیں اٹھاؤں گا۔"

"بکواس مت کرو۔ اپنا نام بتاؤ۔"

"مجھے پارس کہتے ہیں۔"

وہ ایک دم سے چونک کر اُسے غور سے دیکھنے لگی۔ دل دھڑک رہا تھا اور ریوالور والا ہاتھ کانپ رہا تھا۔ وہ بولا: "تم یوں دیکھ رہی ہو جیسے مجھے پہچانتی ہو۔ یا میرا نام جانتی ہو۔"

"میں کیسے یقین کروں کہ تم پارس ہو؟"

"کیا میرے دشمنوں نے سمجھایا ہے کہ یقین ہوتے ہی مجھے گولی مار دو؟"

"فار گاڈ سیک! مجھے یقین دلاؤ ورنہ گولی چل جائے گی۔"

اس نے الماری کے اندر ایک ہاتھ ڈالا۔ وہ للکار کر بولی: "کوئی چالاکی نہ دکھانا۔ بڑی آہستگی سے ہاتھ نکالو۔"

اس نے حکم کی تعمیل کی۔ الماری کے اندر سے دھیرے دھیرے ہاتھ باہر آیا۔ اس نے ایک بڑی سی تصویر پکڑ رکھی تھی۔ وہ باپ بیٹے کی تصویر تھی۔ میڈونا فرہاد کی تصویر دیکھتے ہی سکتے کے عالم میں رہ گئی۔ پارس نے تصویر اس کے سامنے اُچھال دی، وہ بستر پر آکر گری۔ اس نے کہا: "یہ میں اور میرے پاپا فرہاد علی تیمور ہیں۔ فی الحال میرے پاس یہی ثبوت ہے۔ میں غسل کر کے لباس بدل کر آتا ہوں۔"

وہ چلا گیا۔ باتھ روم کے شاور سے پانی گرنے کی آواز آنے لگی۔ وہ وہاں سے پوچھ رہا تھا: "کیا میرے پارس ہونے کا یقین ہو گیا؟"

اس نے تھوڑی دیر انتظار کیا۔ پھر پوچھا: "تم خاموش کیوں ہو؟ کیا مجھے گولی مارے بغیر چلی گئی ہو؟"

اُسے جواب نہیں مل رہا تھا۔ اس نے غسل کرنے کے بعد تولیے سے بدن کو خشک کیا۔ دوسرا لباس پہنا پھر باتھ روم سے نکلتے ہوئے بولا: "کمال ہے! اپنا تعارف کرائے بغیر چلی گئیں...۔"

وہ کمرے میں آتے ہی ٹھٹک گیا۔ وہ چادر میں لپٹی اسی طرح گم صم بیٹھی ہوئی تھی۔ ہاتھ میں ریوالور بھی تھا۔ پارس پھر نشانے پر کھڑا تھا۔ مگر ریوالور سے گولی نہیں، اس کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے۔ پارس نے تعجب سے پوچھا: "تم رو رہی ہو؟"

اُس کا ضمیر رُلا رہا تھا۔ وہ تصور میں دیکھ رہی تھی کہ اپنے ایک آلۂ کار کے ذریعے اس نے فرہاد علی تیمور پر گولی چلائی ہے۔ وہ پہاڑ جسے کوئی زلزلہ نہ گرا سکا، اس کی گولی نے اُسے ہمیشہ کے لیے گرا کر نابود کر دیا تھا۔

وقت وقت کی بات ہے۔ آج فرہاد کا بیٹا اُس کے نشانے پر تھا۔ وہ پلک جھپکتے ہی اُسے بھی نابود کر سکتی تھی مگر اندر پچھتاوے کی آندھی چل رہی تھی۔ آنسوؤں کا سیلاب ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ اچانک ریوالور گر پڑا۔ وہ بیٹھے بیٹھے سجدے میں گر پڑی، پھر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

وہ فوراً ایک طرف ہٹ گیا۔ سجدہ شکر کا ہو یا پچھتاوے کا، وہ صرف معبود کے لیے ہوتا ہے۔ معاف بندہ نہیں کرتا، خدا کرتا ہے۔

سونیا

سونیا نے کھڑکی سے دیکھا طیارہ رن وے پر دوڑنے کے بعد اب رُک رہا تھا۔ وہ ائر فورس کا کوئی اڈا تھا۔ کچھ جنگی طیارے اور فوجی وردی میں ملبوس سپاہی آتے جاتے یا کام کرتے دکھائی دے رہے تھے۔ ایک چھوٹی سی عمارت نظر آرہی تھی جہاں غالباً فوجی دفاتر تھے۔ طیارے کے رُکنے کے بعد تین گاڑیاں قریب آکر رُک گئی تھیں۔ وہ حفاظتی بند کھول کر ماریہ کے ساتھ اُٹھ گئی۔ تاتیانہ اس سے پہلے ہی اُٹھ کر دروازے کے پاس چلی گئی تھی۔ اس نے پلٹ کر سونیا کو دیکھنا تک گوارا نہیں کیا تھا۔

تاتیانہ کی جگہ کوئی اور ہوتی تو سونیا کے قدموں میں گر جاتی۔ میں نے اسے خیال خوانی کرنے والے دشمن سے بچایا تھا۔ اس سے پہلے ڈیگرا اپنے دوسرے دشمنوں کی سانسیں روک روک کر انھیں مار چکا تھا۔ ایسے وقت شاید کوئی دوسرا ایشلی بیتھی جاننے والا ہی مرنے والے کو بچا سکتا تھا۔ جب کہ سونیا یہ علم نہیں جانتی تھی۔ تاتیانہ کی سانسیں جواب دے رہی تھیں۔ وہ مرنے ہی والی تھی۔ ایسے میں سونیا نہ ہوتی تو طیارے سے لے جائی جانے والی لاشوں کے ساتھ تاتیانہ کی بھی لاش جاتی۔

تاتیانہ نے جیسے پھر سے جنم لیا تھا۔ اس نے نئی زندگی کی سانسیں لیتے ہوئے ایک لمحے کے لیے سونیا کو احسان مندی سے دیکھا تھا۔ رسمی طور پر شکریہ ادا کیا تھا پھر اپنی جگہ بیٹھ کر گہری ٹٹولتی ہوئی نظروں سے سونیا کو دیکھنے لگی تھی۔ اس کا دماغ چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا "یہ نادیہ نہیں ہو سکتی۔ ہمارے اعلیٰ حکام نادیہ کو سونیا کے روپ میں یہاں لا کر بہت بڑی غلطی کر رہے ہیں۔ سونیا سے کچھ بعید نہیں ہے۔ اس نے نادیہ کو سونیا کا روپ اختیار کرنے سے پہلے ہی ختم کر دیا ہو گا اور اس کی جگہ خود آگئی ہو گی۔ ماسک مین کے ساتھ خیال خوانی کرنے والا پاسکل ہو گا بھی دھوکا کھا رہا ہے۔ وہ اسے سونیا کے میک اپ میں نادیہ سمجھ رہے ہیں۔"

تاتیانہ کے دماغ میں سوال پیدا ہوا "کیا خیال خوانی کرنے والا کسی کے چور خیالات پڑھ کر بھی دھوکا کھا سکتا ہے؟"

تاتیانہ نے سوچا "یہ ممکن ہے جو عورت مجھ سے آنکھیں ملا کر میرے دماغ پر قبضہ جمانے والے دشمن کو بھگا سکتی ہے، وہ اپنے اندر آنے والے دشمن کو بھی بھٹکا سکتی ہے۔ یہ سونیا ہے۔ اگر نہیں ہے تو نادیہ بھی نہیں ہے۔ کوئی بہت ہی خطرناک عورت ہے اور چالباز بھی ہے۔ اس نے دوبار میری جان بچائی ہے۔ میرا دل جیت رہی ہے۔ لیکن میں اپنی سلامتی سے خوش ہو کر ایک دشمن عورت کو اپنے ملک میں من مانی نہیں کرنے دوں گی۔ ہمارے ماسک مین کو دھوکا دینے والی ہماری دوست نہیں ہو سکتی۔ میں اسے جلد ہی بے نقاب کر دوں گی۔"

وہ سب طیارے سے باہر آئے۔ سونیا کا خیال تھا، کار اس کے اور ماریہ کے لیے آئی ہے۔ لیکن تاتیانہ اس میں بیٹھ کر چلی گئی۔ ایک فوجی افسر نے لومینا کو ہتھکڑی پہنا کر ایک بند گاڑی میں بٹھا دیا۔ چند سپاہی اسے لے گئے۔ سونیا اور ماریہ تیسری گاڑی میں بیٹھ گئیں۔ ان کے ساتھ مریم تھی جو ان کے لیے مترجم کے فرائض انجام دے رہی تھی۔ اس کے علاوہ چند مسلح سپاہی تھے جو ان کی نگرانی کے لیے متعین کیے گئے تھے۔

ماریہ دُور دُور تک دیکھ رہی تھی۔ جب گاڑی چل پڑی تو مایوس ہو کر بولی "پارس نہیں آیا۔ میں اس سے بات نہیں کروں گی۔"

"میں نے تمھیں سمجھایا ہے، ذرا صبر کرو۔ وہ کہیں مصروف ہو گا۔ فرصت ملتے ہی تمھارے پاس آجائے گا۔"

ان کی گاڑی ماسکو کے مختلف علاقوں سے گزر رہی تھی۔ مریم انھیں علاقوں، سڑکوں اور عمارتوں کے نام بتا رہی تھی۔ کریملن کی ایک کشادہ سڑک سے گزرتے ہوئے سونیا دور تک دیکھتے ہوئے سوچنے لگی "اسی علاقے کی کسی عمارت کے تہ خانے میں جوجو کو چھپا کر رکھا گیا ہو گا۔ جلد سے جلد اس عمارت کا سراغ لگانے کا کوئی راستہ ڈھونڈنا ضروری ہے۔"

اس نے مریم سے پوچھا "کیا لنچ کے بعد شہر کی سیر کراؤ گی؟"

مریم نے کہا "میں اعلیٰ افسران سے درخواست کروں گی، درخواست منظور ہو گی تو ضرور سیر کراؤں گی۔"

"کیا یہاں شاپنگ کرنے یا تفریح کے لیے بھی اجازت لینی پڑتی ہے؟"

"جی ہاں۔ یہاں کے شہری اپنے ساتھ شناختی کاغذات رکھتے ہیں جن پر شبہ ہوتا ہے، اس کے کاغذات چیک کیے جاتے ہیں۔ باہر سے آنے والوں کے لیے قدم قدم پر پابندیاں عائد کی جاتی ہیں۔ جس مسافر کے لیے جو ہوٹل مقرر کر دیا جاتا ہے اس کے علاوہ وہ کسی ہوٹل میں اپنی مرضی سے قدم نہیں رکھ سکتا۔ اپنے ہوٹل سے نکلتے وقت محاسبے کے رجسٹر پر اسے لکھنا پڑتا ہے کہ وہ کس وقت ہوٹل سے جا رہا ہے؟ کہاں جا رہا ہے اور کب تک واپس آئے گا؟ اگر وہ وقت مقررہ پر واپس نہ آئے تو پولیس والے اُسے پکڑ کر لے آتے ہیں۔ اُسے ملک سے باہر نکل جانے کا حکم دیتے ہیں پھر ہر حال میں حکم کی تعمیل کرنی پڑتی ہے۔"

سونیا سوچنے لگی، یہاں آسانی سے دال نہیں گلے گی۔ یہ جنوبی ایشیا یورپ یا امریکا نہیں ہے کہ جس کی جہاں مرضی ہوتی ہے، دن رات کے کسی حصے میں بھی تفریح کرتا پھرتا ہے۔ روس کے ہر شہر، ہر قصبے میں سونے جاگنے، کام کرنے اور تفریح کرنے کا وقت مقرر ہوتا ہے۔ جو لوگ رات کو چیک کیے جاتے ہیں انھیں ثابت کرنا پڑتا ہے کہ وہ نائٹ ڈیوٹی سے یا کسی تقریب یا تھیٹر سے آرہے ہیں۔ ایسی صورت میں وہ نگرانی کرنے والوں کو دھوکا دے کر جوجو کی تلاش میں نہیں جا سکتی تھی۔ وہ جہاں جاتی، جس راستے یا گلی سے گزرتی، وہاں پولیس والے اس کا محاسبہ کرنے کے لیے موجود ہوتے۔ یہی کیا کم تھا کہ تاتیانہ اس پر شبہ کر رہی تھی۔ ایسے میں اپنی رہائش گاہ سے چھپ کر نکلنا تقریباً ناممکن تھا۔

انھیں ایسے علاقے کے ایک بنگلے میں پہنچایا گیا جہاں نہ بس آتی تھی نہ کوئی ٹیکسی وغیرہ۔ بنگلے کے احاطے میں صرف ایک سرکاری گاڑی تھی جس کے ذریعے شہر تک جا کر واپس آیا جا سکتا تھا۔ یعنی سرکاری اجازت کے بغیر آمد و رفت کا بھی کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ سونیا نے بنگلے کے اندر ہر حصے میں جا کر دیکھا، برآمدے، کوریڈور، ڈرائنگ روم اور دوسرے کمروں میں طاقتور مائیک لگے ہوئے تھے، جن کے ذریعے اس کی اور ماریہ کی باتیں کہیں دوسری طرف سُنی جا سکتی تھیں۔

سونیا ایک ایزی چیئر پر بیٹھ گئی۔ ماریہ نے کہا "آپ صبر کرنے کو کہتی ہیں۔ میں پوچھتی ہوں آخر صبر کی انتہا کیا ہے؟"

سونیا نے مریم سے کہا "پلیز، فون کے ذریعے معلوم کرو، اس کا پارس کہاں ہے؟"

مریم ٹیلی فون کی طرف جا رہی تھی۔ اسی وقت گھنٹی بجنے لگی۔ اس نے ریسیور اُٹھا کر کہا "ہیلو" پھر دوسری طرف کی بات سُن کر بولی "مس ماریہ! تمھارا فون ہے۔"

وہ غصے سے بولی "میں کسی سے بات نہیں کروں گی۔"

"تو میں پارس سے کہہ دوں، تم بات کرنا نہیں چاہتیں؟"

وہ ایک دم سے اچھل پڑی۔ دوڑتی ہوئی آئی۔ اس سے ریسیور چھین کر بولی "اے تم کہاں ہو؟ میں تمھیں سوتے جاگتے، کھاتے پیتے یاد کرتی ہوں، تمھارے لیے میں نے لندن چھوڑا، تمھیں تلاش کرتے ہوئے تل ابیب گئی، وہاں سے پیرس آئی اور اب ماسکو پہنچی ہوں۔ مجھے کتنا دوڑا رہے ہو۔ تمھیں شرم نہیں آتی۔ مجھے لینے ائرپورٹ بھی نہیں آئے۔ کیا مجھ سے زیادہ تمھارا کام ضروری ہے۔ کیا تمھیں مجھ سے نہیں کام سے محبت ہے۔ یہ بھی کوئی شرافت ہے۔ ایک طویل عرصے کے بعد ملے ہو تو گونگے بن گئے ہو، اتنی دیر سے میں بولتی جا رہی ہوں۔ کیا تم مجھ سے بولنا بھی پسند نہیں کرتے ہو۔ ارے کچھ بولو نا۔۔!"

دوسری طرف سے آواز آئی "خدا کے لیے خاموش ہو جاؤ۔ میں پارس نہیں ہوں۔ کیا تم دوسروں کو بولنے کا موقع نہیں دیتی ہو؟ پلیز اب کچھ نہ بولنا! میں پارس سے رابطہ کرا رہا ہوں۔ ہولڈ آن پلیز۔"

وہ جھنجلا کر بولی "تم پارس نہیں ہو تو پہلے کیوں نہیں بتایا؟ تمھیں شرم نہیں آتی، پہلے خوب میری باتیں سُن لیں۔ اب پارس سے بات کرانے کی بات کرتے ہو۔ یہ سب کچھ پہلے نہیں کہہ سکتے تھے؟"

سونیا نے کہا "ماریہ! خدا کے لیے چُپ ہو جاؤ۔ غلطی تمھاری ہے۔ ریسیور ہاتھ میں لیتے ہی تم نے بولنا شروع کر دیا۔ رُکنے کا نام نہیں لے رہی تھیں۔ وہ بے چارہ تمھیں کیسے بتاتا کہ سلسلہ کیا ہے۔ اب پارس سے سلسلہ ملے گا، خاموش رہو۔"

دوسری طرف سے پارس کی آواز سنائی دی۔ وہ یقیناً ڈمی پارس تھا۔ ماریہ کو وہاں خوش رکھنے کے لیے ایک ڈمی پیش کی جا رہی تھی۔ وہ کہہ رہا تھا "ماریہ! مجھے افسوس ہے، میں کام کی زیادتی کے باعث ائرپورٹ نہ آسکا۔ تم خیریت سے ہو نا؟"

وہ بہت خوش تھی۔ خوشی میں نہ جانے کیا کیا بولے جا رہی تھی "پارس! میں خیریت سے ہوں۔ تمھارے پیچھے نہ جانے کہاں کہاں کی ٹھوکریں کھا رہی ہوں۔ میں تنہائی میں بھی تمھیں یاد کر کے روتی ہوں۔ اب بھی تم میرے پاس نہیں آؤ گے تو میں رونا شروع کر دوں گی۔ میں اچھی طرح جانتی ہوں، جب محبت کرنے والی روتی ہے تو محبت کرنے والا موم کی طرح پگھلنے لگتا ہے۔ میں نے ایک کتاب میں پڑھا تھا کہ محبت آنسوؤں سے شروع ہوتی ہے اور آنسوؤں میں ختم ہو جاتی ہے۔"

سونیا دونوں کانوں میں انگلیاں ٹھونس کر دوسرے کمرے میں آئی، وہاں ایک صوفے پر آرام سے بیٹھ گئی۔ اسی وقت آرمر نے آکر گوڈ ورڈ زادا کیے پھر کہا "تاتیانہ آپ لوگوں سے الگ ہو کر ملٹری انٹیلی جنس کے دفتر گئی تھی۔ وہاں اس نے ایک لمبی رپورٹ ٹائپ کی۔ طیارے کو اغوا کرنے کے سلسلے میں جو واقعات پیش آئے تھے، انھیں تفصیل سے بیان کیا۔ ماسک مین کا خیال خوانی کرنے والا لومینا کے دماغ میں جا کر اُسے مجبور کر رہا ہے کہ وہ دشمنوں کے تنویمی عمل کے اثر میں رہ کر کوئی بات نہ چھپائے ورنہ اسے اعصابی کمزوری کا۔۔۔ انجکشن دیا جائے گا۔ پھر اس کے کمزور دماغ سے سب کچھ معلوم کر لیا جائے گا۔ لومینا ملک سے غداری کا اعتراف کر رہی ہے۔"

سونیا نے پوچھا "کیا تاتیانہ نے میرے متعلق کوئی رپورٹ لکھی ہے؟"

"جی ہاں۔ اُسے شبہ ہے کہ آپ سونیا ہیں یا پھر کوئی خطرناک عورت۔ وہ آپ کو بے نقاب کرنے کے لیے اعلیٰ افسران سے اجازت طلب کر رہی ہے۔"

"کیا اُس نے مجھے بے نقاب کرنے کا کوئی منصوبہ بنایا ہے؟"

"نہیں، اجازت ملنے پر کوئی تدبیر سوچے گی پھر اس پر عمل کرے گی۔"

"کیا تم اس کے ذریعے ملٹری انٹیلی جنس کے چھوٹے بڑے افسران اور سراغ رسانوں تک پہنچ رہے ہو؟"

"کوشش کر رہا ہوں۔ اب تک چار اعلیٰ افسران اور دو نامور سراغ رسانوں تک پہنچ چکا ہوں۔ ان کی آوازوں اور لہجوں کی نقل ٹیپ میں ریکارڈ کر چکا ہوں۔ کوئی کام ہو تو بتائیں۔ میں مزید افراد کے دماغوں میں جگہ بنانے جا رہا ہوں۔"

"مجھے تاتیانہ کی گھریلو اور سماجی زندگی کے متعلق بتاؤ۔"

"میں تھوڑی دیر بعد آؤں گا۔"

وہ تاتیانہ کے پاس آیا۔ وہ ابھی تک دفتر میں تھی، ایک کوریڈور سے گزرتی ہوئی ہیڈ آف دی ڈپارٹمنٹ کے سامنے حاضر ہونے جا رہی تھی اور سوچ رہی تھی۔ "حالیہ بیماری نے میرے حساس دماغ کو ذرا کمزور کر دیا ہے۔ ورنہ میں پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیتی ہوں۔ کیا پتا اب بھی کوئی میرے دماغ میں ہو اور میں محسوس نہ کر پا رہی ہوں۔"

کسی نے سوچ کے ذریعے کہا۔ "یہی بات ہے، تم مجھے محسوس نہیں کر رہی ہو۔"

وہ چلتے چلتے رُک گئی۔ پھر بولی۔ "کون، پاسکل بوبا ہمگر تم ہو تو فوراً کوڈ ورڈز ادا کرو۔"

اس نے کوڈ ورڈز سنائے۔ وہ مطمئن ہو گئی۔ سامنے آفس کا دروازہ کھول کر بولی۔ "کیا میں اندر آسکتی ہوں؟"

اُسے آنے کے لیے کہا گیا۔ ایک بڑی سی میز کے پیچھے ہیڈ آف دی ڈپارٹمنٹ بیٹھا ہوا تھا۔ میز کے اطراف دوسری کرسیوں پر دوسرے سینئر افسر بیٹھے ہوئے تھے۔ ہیڈ نے کہا۔ "مس تاتیانہ! ہمارے ڈپارٹمنٹ کو اور ہماری حکومت کو تم پر ناز ہے۔ تم نے بیماری سے اُٹھ کر ڈیوٹی پر آتے ہی سُپر ماسٹر کو مُنہ توڑ جواب دیا ہے۔ ہمارے طیارے کو اغوا کرنے کا منصوبہ ناکام بنا دیا ہے۔"

وہ بولی۔ "شکریہ جناب! میں آخری سانس تک اپنے ملک کے لیے جان کی بازی لگاتی رہوں گی۔"

"تمھاری رپورٹ نادیہ کے متعلق بڑی جارحانہ ہے، وہ یہاں سونیا کے روپ میں آئی ہے۔ ماریہ کو قابو میں رکھنے کے لیے یہ ضروری تھا۔ تم اسے اصل سونیا سمجھ رہی ہو۔ آخر کس بنا پر؟"

"اس نے دوبار میری جان بچائی ہے۔ پہلی بار اغوا کرنے والا مجھے راستے کا کانٹا سمجھ کر فوراً گولی مارنا چاہتا تھا۔ ایسے وقت نادیہ نے حیرت انگیز طور پر حاضر دماغی کا ثبوت دیا۔ دشمن پر نفسیاتی حملہ کیا۔ کسی ہتھیار کے بغیر اُسے بدحواسی میں مبتلا کر دیا۔"

اس نے ایک ذرا توقف سے کہا۔ "دوسری بار دشمن خیال خوانی کرنے والا میری سانس روک رہا تھا۔ مجھے ٹیلی پیتھی سے بچانے والا پاسکل بوبا موجود نہیں تھا۔ ایسے میں میری موت یقینی تھی لیکن نادیہ نے مجھے اپنی آنکھوں کے سحر میں جکڑ لیا۔ یہ پتا ہی نہ چلا کہ میں کس طرح دوبارہ زندگی کی سانسیں لینے لگی اور وہ دشمن خیال خوانی کرنے والا کب اور کہاں بھاگ گیا۔"

ہیڈ نے کہا۔ "نادیہ نے تمھاری جان بچائی ہے، مگر اس واقعے کے بعد مشکوک ہو گئی ہے۔ ایک قمار خانے کی مالکہ اپنی آنکھوں میں ایسی مقناطیسی کشش رکھتی ہے کہ تمھیں زندگی کی طرف لے آتی ہے اور دشمن کو بھاگنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ پیرس کے باس سے ہم معلوم کر چکے ہیں۔ وہ بھی نادیہ کی اس پُراسرار صلاحیت کے متعلق کچھ نہیں جانتا اور ہم دشمن بن کر نادیہ پر شبہ نہیں کر سکتے۔ کیوں کہ وہ ہمارے کام آرہی ہے۔ کوئی ضروری نہیں کہ پیرس کا باس اس کی زندگی کا ہر راز جانتا ہو۔ اکثر لوگ ایسی پُراسرار صلاحیتوں کو چھپا کر رکھتے ہیں۔ نادیہ بھی یہی کر رہی ہے اور ایسا کرنا قانون کے خلاف نہیں ہے۔ وہ ایسا کرنے کا حق رکھتی ہے۔"

دوسرے سینئر افسر نے کہا۔ "مس تاتیانہ! تم نادیہ کے خلاف خود نہیں سوچ رہی ہو، بلکہ تمھیں سوچنے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔"

وہ چونک کر بولی۔ "کیا آپ کہنا چاہتے ہیں کہ دشمن خیال خوانی کرنے والا مجھے نادیہ کے خلاف بھڑکا رہا ہے؟"

"بے شک! تمھارا ذہن ابھی پرائی سوچ کی لہروں کو لاعلمی میں قبول کر رہا ہے۔ وہ دشمن چاہتا ہے، جس نادیہ کے باعث طیارے کے اغوا کا منصوبہ ناکام ہو گیا اُسے تمھارے ہی ہاتھوں ختم کرائے۔ ناکامی کے بعد سُپر ماسٹر نے ماسک مین سے رابطہ قائم کیا تھا۔ وہ بھی نادیہ کو سونیا سمجھ کر ماسک مین سے کہہ رہا تھا کہ ہم سونیا کو ماسکو بلا کر اپنے پیروں پر کلہاڑی مار رہے ہیں۔

اس کم بخت کو پتا نہیں ہے کہ جسے وہ سونیا کہہ رہا ہے۔ وہ دراصل نادیہ ہے۔ اس کا خیال خوانی کرنے والا بھی یہی سمجھ کر تمھارے دماغ میں چپکے سے آتا ہے اور تمھاری ہی سوچ میں نادیہ کے خلاف تمھیں بھڑکاتا ہے۔"

وہ سوچ میں پڑ گئی۔ پاسکل بوبا نے کہا۔ "میں تمھارے دماغ میں ہوں اور تمھاری دماغی حالت کو خوب سمجھتا ہوں۔ تم ایک پہلو کو نظر انداز کر رہی ہو۔ اگر وہ سونیا ہوتی تو آرسر تمھارے دماغ میں آکر سونیا کی حمایت میں تمھیں قائل کرتا کہ اس نے دوبار تمھاری جان بچائی اور یہ بہت بڑی بات ہے۔ آرسر اس حوالے سے تمھارے اندر دوستی کا جذبہ پیدا کر سکتا تھا۔ تمھیں سونیا کا گرویدہ بنا سکتا تھا۔"

تاتیانہ قائل ہو کر بولی۔ "ہاں یہ درست ہے۔ میں مانتی ہوں میری دماغی کمزوری نے مجھے دشمن کے ہاتھوں میں کھلونا بنا دیا ہے۔"

پھر وہ ہیڈ آف دی ڈپارٹمنٹ سے بولی۔ "میں دماغی توانائی حاصل کرنے تک چھٹی کرنا چاہتی ہوں۔ کوئی ضروری کام ہوا تو حاضر ہو جاؤں گی ورنہ آرام کروں گی۔"

"ہم بھی یہی چاہتے ہیں۔ وہ دشمن خیال خوانی کرنے والا تمھارے ذریعے ہمارے منصوبوں کو ناکام نہیں بنا سکے گا۔"

وہ بولی۔ "معاف کیجیے گا سر! وہ دشمن آپ لوگوں کے دماغوں میں بھی پہنچتا ہو گا۔"

"بے شک وہ ہمارے اندر آتا ہو گا۔ لیکن اُسے کوئی خاص کامیابی نہیں ہو گی۔ چند اہم منصوبوں کا علم ہمیں بھی نہیں ہے۔ اور جب ہے، وہاں تک وہ دشمن نہیں پہنچ سکے گا۔ پھر یہ کہ وہ ایک بار تمھاری جان لینے کی کوشش کر چکا ہے۔ دوسری بار بھی ایسا کر سکتا ہے۔ تم ہمارے ملک کا قیمتی سرمایہ ہو۔ ہم چاہتے ہیں تم... جلد سے جلد دماغی توانائی حاصل کرو اور جب تک یہ حاصل نہ ہو، تم نادیہ کے قریب رہو۔ وہ دشمن اچانک حملہ کرے گا تو نادیہ ہی تمھیں بچا سکے گی۔ پاسکل بوبا چوبیس گھنٹے تمھاری نگرانی نہیں کر سکے گا۔"

"میں سمجھ رہی ہوں۔ میرے ساتھ ٹیلی پیتھی کا چکر چل گیا ہے۔ میں جس نادیہ کو دشمن سمجھ رہی ہوں، اُسی کے پاس میری سلامتی ہے۔ وہ عورت خواہ کتنی ہی پُراسرار ہو، میری دشمن نہیں ہے۔ کیا میں ابھی فون پر اس سے بات کر سکتی ہوں؟"

"ضرور بات کرو۔"

تاتیانہ نے آگے بڑھ کر ریسیور اٹھایا۔ نمبر ڈائل کیے۔ پھر رابطہ قائم ہونے کے بعد کہا۔ "مریم! نادیہ سے بات کراؤ۔"

چند سیکنڈ کے بعد سونیا کی آواز آئی۔ "ہیلو! کیا تم تاتیانہ بول رہی ہو؟"

"ہاں، میں ایک بات پوچھنا چاہتی ہوں۔"

"پوچھنے سے پہلے وہ بات تمھارے دماغ میں ہو گی۔ دشمن اس بات کو سمجھ گیا ہو گا۔ اس اہم نکتے کو ہمیشہ یاد رکھو اور اب پوچھو۔"

"نادیہ! واقعی تم ذہین ہو۔"

"پلیز! مجھے سونیا کہو۔"

وہ چونک کر بولی۔ "کیا تم واقعی سونیا ہو؟"

وہ ہنستے ہوئے بولی۔ "جب تک یہاں ماریہ کے ساتھ ہوں، میرا یہی نام ہے۔ ابھی مریم نے بھی مجھے نادیہ کہہ کر مخاطب کیا تھا۔ ماریہ سُن لے گی تو گڑبڑ ہو جائے گی۔"

"تم ٹھیک کہتی ہو۔ آئندہ ہم محتاط رہیں گے۔ میں پوچھنا چاہتی ہوں، جس طرح تم نے دشمن خیال خوانی کرنے والے کو میرے دماغ سے بھگایا تھا، کیا اسی طرح ہمیشہ اس کم بخت کو مجھ سے دُور رکھ سکتی ہو؟"

"میں ایسا کر سکتی ہوں۔ مگر کیسے کر سکتی ہوں، یہ نہیں بتاؤں گی۔ وہ دشمن یہی سمجھے گا کہ میں تنویمی عمل سے تمھارے دماغ کو لاک کروں گی۔ وہ اس سے زیادہ نہیں سمجھ سکے گا۔ میں اسی فریب میں اُسے مبتلا کر کے اچانک تمھیں اُس کی ٹیلی پیتھی سے دُور لے جاؤں گی۔"

"اوہ نادیہ! تم نے میرا دل جیت لیا ہے۔"

"تم پھر مجھے نادیہ کہہ رہی ہو۔"

"سو سوری، آئندہ غلطی نہیں ہو گی۔ میں شام تک تمھارے پاس آؤں گی۔"

"میں بے چینی سے تمھارا انتظار کروں گی۔"

تاتیانہ نے ریسیور رکھ کر کہا۔ "سر! وہ بہت ذہین ہے۔ دُور تک سوچتی ہے۔ اُسے بھی یقین ہے کہ دشمن میرے دماغ میں رہتا ہے۔ وہ دشمن کو خوش فہمی میں مبتلا کر کے اچانک میرے دماغ کو لاک کر دے گی۔"

ہیڈ نے کہا۔ "یہ ہمارے لیے بڑی خوشی کی بات ہے۔ اعلیٰ حکام تمھاری سلامتی چاہتے ہیں۔ نادیہ ہمارے لیے بڑی اہمیت اختیار کر گئی ہے۔ وہ لندن میں ایک کیسینو تعمیر کرانے کے لالچ میں یہاں آئی ہے۔ وہ دولت کی خاطر ہمارے لیے اور بڑے بڑے کام کر سکتی ہے۔"

ایک سینئر افسر نے کہا۔ "ہمارے دشمن اسے ہم سے زیادہ لالچ دے کر خرید سکتے ہیں۔"

"ہاں! لالچی عورت کہیں بھی بک جاتی ہے۔"

تاتیانہ نے کہا "آپ نادیہ کو مجھ پر چھوڑ دیں۔ میں اپنی حکمتِ عملی سے یوں اُسے مٹھی میں لوں گی کہ وہ مجھے کبھی چھوڑ کر نہیں جانا چاہے گی۔"

ہیڈ نے کہا "ہمیں تم سے یہی امید ہے۔"

پاسکل بوربا نے کہا "اگر وہ تمہارے دماغ کو لاک کرے گی تو میں تم سے دماغی رابطہ کیسے قائم کروں گا؟"

تاتیانہ نے کہا "سب سے پہلے میں اپنی سلامتی چاہتی ہوں۔ میرے دماغ میں تمہارا آنا زیادہ ضروری نہیں ہے۔ ضروری ہوگا تو دیکھا جائے گا۔"

"تو پھر میں چلا جاؤں؟"

"کیا تم دشمن کو اپنی رخصتی کی اطلاع دے رہے ہو تاکہ وہ مجھے مار ڈالے۔ پہلے مجھے سونیا کے پاس پہنچنے دو، پھر چلے جانا۔"

وہ چپ چاپ اس کے دماغ سے نکل گیا تاکہ دشمن کو خبر نہ ہو۔ پھر سونیا کے پاس آکر بولا "ہیلو نادیہ! میں کچھ پوچھنے آیا ہوں۔"

"تم کون ہو؟"

"میں دوست خیال خوانی کرنے والا ہوں۔ مجھے بتاؤ تم تاتیانہ کا دماغ کیسے لاک کرو گی؟ کیا اس کے بعد میں اُس کے دماغ میں جا سکوں گا؟"

سونیا نے کہا "کیا تم مجھے نادان سمجھتے ہو۔ ایسی راز کی باتیں پوچھنے والا دوست نہیں ہو سکتا۔ جاؤ یہاں سے۔"

اس نے سانس روک لی۔ پاسکل کو غصہ آیا، مگر پھر خیال آیا "نادیہ درست سوچ رہی ہے۔ دشمن دوست بن کر آسکتا ہے اور میں نے اب تک نادیہ کے پاس آنے کے لیے خاص کوڈ ورڈز مقرر نہیں کیے ہیں۔ غلطی میری ہے۔"

وہ پھر تاتیانہ کے پاس آگیا۔ وہ دفتر کے باہر آگئی تھی۔ اپنی کار اسٹارٹ کرتے ہوئے رہائش گاہ کی طرف جا رہی تھی۔ وہ اس کے اندر آکر پہلے اس کے دل کا حال معلوم کیا کرتا تھا۔ اُس کا خیال تھا، وہ اس کی غیر معمولی صلاحیت سے متاثر ہو کر اس کے بازوؤں میں آجائے گی لیکن وہ فولادی دماغ اور فولادی ارادے رکھتی تھی۔ کسی مرد سے متاثر نہیں ہوتی تھی۔ جب اس نے دیکھا کہ وہ خود اس کی طرف نہیں آرہی ہے تو وہ چپ چاپ دماغ میں رہ کر اس کی سوچ بدلنے کی کوشش کرنے لگا۔ اس نے پہلی بار اُس کی سوچ میں کہا۔ "یہ پاسکل بوربا میرے اندر بولتا ہے تو میرا دل دھڑکنے لگتا ہے۔"

تاتیانہ نے حیرانی سے سوچا "میرا دل کیوں دھڑکے گا۔ کیا پاسکل بوربا کوئی بھوت شیطان ہے یا میں ڈرپوک بچی ہوں؟"

اس نے اس کی سوچ میں کہا "میرا دل ڈر سے نہیں، محبت سے دھڑکتا ہے۔ پاسکل بوربا کی محبت سے۔"

"میرا دل صرف وطن کی محبت سے دھڑکتا ہے۔ پھر میں نے آج تک پاسکل کو نہیں دیکھا اور دیکھ کر کروں گی بھی کیا؟ بے شک وہ ٹیلی پیتھی جانتا ہے لیکن وہ اس دنیا کا فرہاد علی تیمور نہیں بن سکتا۔"

"میں بن سکتا ہوں۔ فرہاد کی طرح ساری دنیا پر دہشت بن کر ٹیلی پیتھی کا شہنشاہ کہلا سکتا ہوں۔"

تاتیانہ نے ناگواری سے کہا "اچھا تو اتنی دیر سے تم میرے ہی لہجے میں بول رہے تھے۔ تمہیں شرم آنی چاہیے۔ ہمارا رشتہ صرف وطن سے ہے۔ میں اسی رشتے سے تمہیں دماغ میں آنے دیتی ہوں۔ آئندہ ایسی حرکت کرو گے تو سانس روک لیا کروں گی۔ اب تم جا سکتے ہو۔"

اس نے سانس روک کر اُسے دماغ سے باہر کر دیا تھا۔ اس روز سے پاسکل بوربا تلملا رہا تھا۔ اُسے ضد ہو گئی تھی۔ ایک بار اُس نے ماسک مین سے کہا "میں تمہارے لیے بڑے بڑے کارنامے انجام دیتا ہوں۔ اس کے بدلے ایک انعام چاہتا ہوں۔"

ماسک مین نے ہنستے ہوئے کہا "تم زمین کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک جو چاہو ٹیلی پیتھی کے ذریعے حاصل کر سکتے ہو۔ تمہیں کسی چیز کی کمی نہیں ہے پھر بھی انعام چاہتے ہو۔ بولو میں کیا دے سکتا ہوں؟"

"میں تاتیانہ کو اپنے بیڈ روم میں چاہتا ہوں۔"

ماسک مین نے حیرانی اور پریشانی سے پوچھا "کیا تم ہوش میں رہ کر ایسی بات کر رہے ہو؟ وہ سوویت روس کی عزت، وقار، رعب اور دبدبہ ہے۔ بیرونی ممالک سے آنے والے سیکرٹ ایجنٹ ہزار چالاکیوں کے باوجود اس سے بچ کر نہیں جاتے۔ وہ واحد جاسوسہ ہے جو کسی اپائنٹمنٹ کے بغیر صرف اپنا شناختی کارڈ دکھا کر تمام اعلیٰ حکام سے آدھی رات کو بھی مل سکتی ہے۔"

"میں اُس کے بارے میں اس سے بھی زیادہ جانتا ہوں۔ یہ میری ضد ہے، میں اُسے ہر حال میں حاصل کرنا چاہتا ہوں۔"

"ضد کرو گے تو بات بگڑ جائے گی۔ ہم تاتیانہ کے ذاتی معاملات میں مداخلت نہیں کر سکتے اور نہ ہی سرکاری طور پر جبر کر سکتے ہیں کہ وہ تمہیں پسند کرنے لگے۔"

"میں ٹیلی پیتھی کے ذریعے اُسے مجبور کر سکتا ہوں۔"

"تم کب تک اُسے ٹیلی پیتھی کے شکنجے میں رکھو گے؟ جب بھی وہ آزاد ہوگی، ہم سے تمہارا مطالبہ کرے گی۔ قانوناً تمہیں گرفتار کرنے کی ضد کرے گی۔ تم دونوں ہمارے ملک کے اہم ستون ہو، ہم کسی ایک کو نقصان پہنچتے نہیں دیکھ سکتے۔"

"میں مانتا ہوں، ہم دونوں اس ملک کے لیے بے حد اہم ہیں۔ ہمیں آپس میں ٹکرانا نہیں چاہیے۔ کوئی بات نہیں، میں ایسا طریقہ اختیار کروں گا کہ وہ مجھے پہچان نہیں سکے گی اور میری مراد بھی پوری ہو جائے گی۔"

"دیکھو پاسکل! وہ شیرنی ہے۔ اگر کسی طرح اُسے تمہاری چال بازی کا علم ہو جائے گا تو وہ تمہاری موت بن جائے گی اور ہم سے بھی بدظن ہو جائے گی۔"

"آپ اطمینان رکھیں، آپ پر کوئی الزام نہیں آئے گا۔"

"میں تمہارے اعمال کا ذمے دار نہیں ہوں، لیکن پہلے تمہیں اہم معاملات کو نمٹانا ہوگا۔ تاتیانہ ابھی بیمار ہے۔ تم اُدھر نہیں جاؤ گے۔"

"یہی تو بہترین موقع ہے۔ بیماری کی وجہ سے اس کا کمزور دماغ میری مٹھی میں ہوگا۔ میں جہاں چاہوں گا اُسے بلا لوں گا۔"

"تم جذبات میں اندھے ہو رہے ہو۔ وہ کوئی معمولی ہستی نہیں ہے۔ ملٹری اسپتال میں زیرِ علاج ہے۔ وہ مسلح فوجیوں کی حفاظت میں رہتی ہے۔ تم رسونتی کو حاصل کرنے میں ناکام رہے۔ میڈونا تمہارے ہاتھ سے نکل گئی ہے۔ اگر تم اسی طرح جذبات میں اندھے ہوتے رہے تو ہر مرحلے میں ناکام رہو گے۔ میرے مشورے پر عمل کرو۔ پہلے ماریہ کو ماسکو پہنچنے دو، پھر تمہاری مرضی، جو چاہو کرتے رہو، مگر پچھتانے کے لیے میرے پاس نہ آنا۔"

ماسک مین نے ملٹری انٹیلی جنس کے اعلیٰ افسران کو بھی رازداری سے یہ بتا دیا کہ پاسکل بوربا ہوس میں مبتلا ہو کر تاتیانہ کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ لہٰذا بڑی رازداری سے پاسکل کی نگرانی کی جائے۔ اُدھر پاسکل سوچ رہا تھا، ماریہ ماسکو پہنچ گئی ہے، میڈونا کی تلاش جاری ہے۔ جلد ہی اس کا سراغ مل جائے گا۔ اب تاتیانہ کو حاصل کرنے میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔ اگر وہ دماغی توانائی حاصل کر لے گی تو پھر اُسے قابو میں کرنا مشکل ہوگا۔

تاتیانہ کار ڈرائیو کرتی ہوئی اپنی رہائش گاہ تک آئی۔ پاسکل اُس کے دماغ میں بھی تھا اور اپنی کار میں اس کا تعاقب بھی کر رہا تھا۔ وہ اپنے بیڈ روم میں جا کر لباس اتارنے کے بعد باتھ روم میں آئی اور غسل کرنے لگی۔ پاسکل کو اطمینان ہو گیا، وہ غسل سے فارغ ہو کر ہی باہر آسکتی تھی۔ اس نے دبے پاؤں اس کی رہائش گاہ میں آکر بیڈ روم کی جانب دیکھا پھر کچن میں آیا۔ جیب سے ایک ڈبیا نکال کر اس کے سفوف کو ملک پاؤڈر میں ملا دیا۔ وہ غسل کے بعد چائے یا کافی پینے کے لیے ملک پاؤڈر استعمال کرنے والی تھی۔ اُس کے استعمال کے بعد وہ اعصابی کمزوری میں مبتلا ہو جاتی۔ پھر اس کی جسمانی اور دماغی تمام صلاحیتیں کسی کام کی نہ رہتیں۔ وہ اپنی آنکھوں سے اپنے لٹنے کا تماشا دیکھتی اور ہزار کوششوں کے باوجود اپنا بچاؤ نہ کر پاتی۔

وہ کچن سے اپنا کام کر کے باہر آگیا۔ وہاں سے کچھ دُور اپنی کار میں آکر بیٹھنے کے بعد تاتیانہ کے دماغ میں پہنچ گیا۔ آرمر بھی تاتیانہ کے دماغ میں تھا۔ جب وہ غسل کے ارادے سے لباس اتارنے لگی تو وہ سونیا کے پاس آگیا اور اس کے متعلق رپورٹ دینے لگا۔ اُسے معلوم نہیں تھا کہ پاسکل کس شیطانی منصوبے پر عمل کر رہا ہے۔ وہ تاتیانہ کے دماغ سے صرف اتنا معلوم کر سکا تھا کہ ایک بار پاسکل نے اُسے پھانسنے کی ناکام کوشش کی تھی۔ اس سے زیادہ وہ کچھ نہیں جانتا تھا۔

سونیا نے تمام باتیں سننے کے بعد کہا "پاسکل کسی وجہ سے غیر حاضر ہوگا تو وہ دشمن تاتیانہ کو نقصان پہنچائے گا۔ تمہیں وہاں رہنا چاہیے۔"

"میں کیسے جا سکتا ہوں۔ وہ غسل کر رہی ہے۔"

"وہ عملی میدان میں ایک سپاہی کی طرح زندگی گزارتی ہے۔ نہانے اور میک اپ کرنے میں زیادہ وقت ضائع نہیں کرے گی۔ تم جاؤ۔"

اس نے آکر دیکھا۔ وہ غسل کے بعد دوسرا لباس پہن چکی تھی اور اب کچن کی طرف جا رہی تھی۔ اگر خود نہ جاتی تو پاسکل اس کے اندر چائے پینے کی خواہش پیدا کرتا۔ لیکن قدرتی طور پر ایسی خواہش ہوتی ہے۔ سردیوں میں اکثر لوگ غسل کرنے کے بعد چائے یا کافی پیتے ہیں۔ اس نے چائے تیار کی، پیالی میں چینی اور ملک پاؤڈر ڈالا۔ پھر چائے ڈال کر چمچ ہلاتی ہوئی بیڈ روم میں آکر بیٹھ گئی۔

چائے پینے کے بعد سونیا کے پاس جانے کا ارادہ تھا۔ چند گھونٹ پینے کے بعد اُسے چائے کا ذائقہ عجیب سا لگا۔ وہ پیالی میز پر واپس رکھنا چاہتی تھی لیکن پاسکل نے اس کے دماغ پر قبضہ جما لیا۔ آرمر کو تب پتا چلا کہ کوئی تاتیانہ کے دماغ پر چھایا ہوا ہے اور وہ بے اختیار ناپسندیدہ چائے کو حلق سے اُتار رہی ہے۔

اُس نے سونیا کے پاس آکر یہ بات بتائی پھر پوچھا "کیا

مجھے اس کے کام آنے کے لیے خود کو ظاہر کرنا چاہیے؟"
"خود کو ہرگز ظاہر نہ کرنا۔ دشمن خیال خوانی کرنے والا اسے تنہا رہائش گاہ میں ٹریپ کرنا چاہتا ہے۔ تم اُسے وہاں سے بھگاؤ اور میرے پاس پہنچا دو۔"

آرمر نے واپس آ کر دیکھا۔ وہ چائے پینے کے بعد کمزوری محسوس کر رہی تھی اور سمجھ رہی تھی کہ ٹریپ کی جا رہی ہے۔ آرمر کے کچھ کرنے سے پہلے ہی وہ اُٹھ گئی، تیزی سے چلتی ہوئی بیڈروم میں آئی۔ کار کی چابی لی، پھر لڑکھڑاتی ہوئی باہر اپنی کار میں پہنچ گئی۔ ایسے وقت وہ اچھی طرح سمجھ رہی تھی کہ دشمنوں سے صرف سونیا نجات دلا سکتی ہے۔

پاسکل تھوڑی دیر کے لیے دماغی طور پر حاضر ہو گیا کیوں کہ وہ ایک لمبی ڈرائیونگ کے بعد رہائش گاہ کے پیچھے آ کر اپنے چہرے پر ماسک چڑھا کر تاتیانہ کی خواب گاہ میں جانا چاہتا تھا تاکہ وہ اپنے لوٹنے والے کو پہچان نہ سکے۔ اسے یقین تھا، وہ کمزوری کے باعث رہائش گاہ سے باہر نہیں نکل سکے گی لیکن تھوڑی دیر بعد وہ حیران رہ گیا۔ تاتیانہ کمزوری کے باوجود کار ڈرائیو کرتی ہوئی جا رہی تھی۔ اُس نے دماغ پر قبضہ جمانا چاہا مگر ناکام رہا۔ یہ ناکامی بتا رہی تھی کہ کسی اور نے قبضہ جما رکھا ہے یا وہ غیر معمولی قوتِ ارادی سے ڈرائیو کرتی جا رہی ہے۔

آرمر خیال خوانی کے ذریعے اس میں دماغی توانائی پیدا کر رہا تھا۔ پاسکل اس کی موجودگی کو سمجھ نہیں سکتا تھا۔ لیکن تاتیانہ کا یہ خیال پڑھ چکا تھا کہ وہ پناہ کے لیے سونیا کے پاس جا رہی ہے۔ کیوں کہ وہ دشمن خیال خوانی کرنے والے پر شبہ کر رہی ہے۔ سونیا نے دو بار اُسے بچایا تھا لہٰذا تیسری بار بھی اُس کے پاس ہی جا رہی تھی۔

پاسکل خیال خوانی کی پرواز کرتا ہوا مریم کے پاس پہنچا۔ اس نے مریم کے دماغ پر قبضہ جمایا، وہ اس کی مرضی کے مطابق ماریہ کے کمرے میں گئی۔ پھر ایک گلدان اٹھا کر پیچھے سے اس کے سر پر ضرب لگائی۔ وہ چکرا کر گر پڑی۔ اُس نے مریم کے ذریعے ٹٹول کر اُسے دیکھا، پتا چلا وہ بے ہوش ہو گئی ہے۔

پھر اس نے مریم کو بیڈ پر لا کر سُلا دیا۔ صرف دو منٹ کی کوشش کے بعد وہ گہری نیند سو گئی۔ پھر وہ نادیہ (سونیا) کے پاس آیا۔ وہ جانتا تھا، اس پر بڑی مشکل سے قابو پاسکے گا مگر ضرور قابو پالے گا۔ وہ سو رہی تھی، پاسکل خوش ہو گیا۔ اس نے اُس کے خوابیدہ دماغ کو اپنے قبضے میں کر کے اور گہری نیند سلا دیا۔ اب میدان صاف ہو چکا تھا۔

تاتیانہ بڑی مشکلوں سے ایک طویل فاصلہ طے کرتی ہوئی سونیا کی رہائش گاہ تک آئی۔ کار سے اُتر کر ڈگمگاتی ہوئی برآمدے میں پہنچی۔ کمزوری کے باعث کھڑے ہونے کی بھی سکت نہیں تھی۔ آرمر کسی طرح اُسے سنبھال رہا تھا۔ اس نے کال بیل کا بٹن دبایا۔ دیوار کا سہارا لیتی ہوئی دروازے تک پہنچی۔ دروازے کا سہارا لینا چاہا تو وہ کھلتا چلا گیا۔ آرمر کو تعجب ہوا کہ کال بیل کی آواز سُن کر کوئی دروازے تک کیوں نہیں آیا۔ اس نے سونیا کو مخاطب کیا تو مزید حیران ہوا، وہ گہری نیند میں تھی۔ اس نے آواز دی۔ لیکن وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔ اس نے ماریہ کی خبر لی، پتا چلا، وہ بے ہوش ہے۔ مریم کے پاس پہنچا تو وہ بھی گہری نیند میں تھی۔

بات صاف تھی، دشمن نے سب کو غفلت کی نیند سُلا دیا تھا۔ آرمر یہ ماننے کو تیار نہیں تھا کہ سونیا پر کوئی عمل کر سکتا ہے۔ وہ تاتیانہ کے پاس آیا۔ پتا چلا کوئی شخص چہرے پر ماسک پہنے ہوئے ہے۔ اس نے تاتیانہ کو بازوؤں میں اٹھا لیا ہے اور ایک خواب گاہ کی طرف جا رہا ہے۔ وہ بے بسی سے کراہ رہی ہے۔ موت سے پنجہ لڑانے والی بڑی نقاہت سے دشمن کو مار رہی ہے مگر دشمن پر کوئی اثر نہیں ہو رہا ہے۔ آرمر پھر سونیا کے پاس آیا اور بولا "مادام! اٹھیے دشمن اس چار دیواری کے اندر ہے۔ تاتیانہ کو اُٹھا کر ایک بیڈروم میں لے گیا ہے۔"

وہ اُٹھ کر بیٹھتے ہوئے بولی "میں یہی جاننا چاہتی تھی کہ دشمن اسے ٹریپ کرنے کے بعد کیا سلوک کرنا چاہتا ہے۔"

وہ تیزی سے اُٹھ کر چلتی ہوئی دوسری خواب گاہ میں پہنچی۔ پاسکل نے تاتیانہ کو بستر پر پھینک دیا تھا۔ وہ نقاہت سے بول رہی تھی "تم کیسے مرد ہو۔ ایک عورت سے مقابلہ کرتے ہوئے ڈرتے تھے۔ اس لیے میری چائے میں کوئی دوا ملا دی۔"

وہ بھرّائی ہوئی آواز میں بولا "تم بہت مغرور اور خودسر ہو۔ کسی مرد سے قریب ہونا نہیں چاہتی تھیں۔ آج میں تمھاری ہی نظروں میں تمھیں گرا دوں گا۔"

یہ کہتے ہی اس نے تاتیانہ کے گریبان پر ہاتھ ڈالا۔ پھر لباس کے اس حصے کو ایک جھٹکے سے پھاڑ ڈالا۔ اس کے بعد پوچھا "کہاں گئی تمھاری وہ طاقت اور ذہانت جس کے بل پر تم ناقابلِ شکست کہلاتی تھیں۔ آج نہ تم خود کو بچا سکتی ہو۔ نہ کوئی تمھیں بچانے یہاں آ سکتا ہے۔"

اس نے پھر لباس پھاڑنے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ اسی وقت ایک ہاتھ اُس کے مُنہ پر پڑا۔ وہ مار کھا کر پیچھے گیا پھر سونیا کو دیکھ کر بوکھلا گیا "تت... تم نادیہ! تم بیدار ہو؟"

تاتیانہ اُسے دیکھ کر خوش ہو گئی تھی۔ سونیا نے کہا۔ "ایک تو تم نے اس بے چاری کو بے دست و پا کر دیا۔ دوسرے نقاب پہن کر آئے ہو۔ کون ہو تم؟ ذرا اپنا اصلی چہرہ تو دکھاؤ۔"

پاسکل نے اچانک حملہ کیا۔ مگر وہ سونیا تھی۔ اچانک حملہ اسے کہتے ہیں جو مدِمقابل کی بے خبری میں ہو اور سونیا کبھی بے خبر یا غافل رہنے کی حماقت نہیں کرتی تھی۔ پاسکل اچھا فائٹر تھا۔ ناکامی کے بعد اس نے دوسرا حملہ کیا، پھر مان گیا کہ نادیہ کچھ کم نہیں ہے۔ وہ دو لاتیں کھا کر دیوار سے جا کر ٹکرا گیا تھا۔ اس نے سوچا "اب ایک زبردست حملہ کروں گا پھر بھاگ نکلوں گا، ورنہ لڑائی کے دوران نقاب چہرے سے ہٹ سکتا ہے۔ میری اصلیت کا پتا نہیں چلنا چاہیے۔"

وہ پینترے بدلتا ہوا مقابلے پر آیا۔ سونیا نے ایک ہاتھ بڑھا کر کہا "کیوں وقت ضائع کرتے ہو۔ ایک بار پنجہ لڑاؤ۔ جیت جاؤ تو چلے جانا۔ میں تمھارا راستہ نہیں روکوں گی۔"

عورت سے پنجہ لڑانا شرم کی بات ہے۔ لیکن وہاں سے فرار ہونے کے لیے یہ لازمی تھا۔ بھلا عورت کا ہاتھ موڑنا کون سی بڑی بات تھی۔ اس نے سونیا کی انگلیوں میں انگلیاں پھنسائیں پہلی ہی گرفت میں یوں لگا جیسے آہنی سلاخوں میں انگلیاں پھنسا بیٹھا ہو۔ اس نے ہاتھ چھڑانے کی کوشش کی تو حلق سے چیخ نکل گئی۔ انگلیوں کی ہڈیاں کڑکڑانے لگی تھیں۔

اس نے دوسرے ہاتھ سے حملہ کیا۔ سونیا نے اس ہاتھ کی انگلیوں کو بھی گرفت میں لے لیا۔ اُس کے دونوں ہاتھ بندھ گئے تھے۔ وہ اچھی طرح سمجھ گیا تھا کہ خود کو چھڑا نہیں سکے گا۔ بڑی تکلیف سے کراہتے ہوئے بولا "تم کیا بلا ہو۔ چھوڑ دو مجھے۔ مجھ سے دوستی کر لو۔ میں ٹیلی پیتھی جانتا ہوں، تمھاری ہر خواہش پوری کروں گا۔ اوہ مائی گاڈ! میری انگلیاں ٹوٹ جائیں گی۔"

سونیا نے کہا "تاتیانہ! یہ تکلیف کی شدت سے اصل آواز اور لہجے میں بول رہا ہے۔ تم نے اسے یقیناً پہچان لیا ہوگا۔"

"ہاں، یہ پاسکل ہے۔ مجھے یہ کہتے ہوئے شرم آ رہی ہے کہ یہ ہمارے ملک کا وفادار ہے۔ یہ شیطان کا بچہ میری عزت کی دھجیاں اُڑانے آیا تھا۔ میں نارمل ہو کر اسے کتے کی موت مار سکتی ہوں۔ لیکن میں اس کیس کو ملٹری کورٹ تک پہنچاؤں گی۔ اسے جانے نہ دو۔ صرف زخمی کر کے یہاں پھینک دو۔ میں نمبر بتاتی ہوں۔ میرے ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ کو صورتِ حال سمجھا دو۔"

سونیا نے بڑی سفاکی سے مسکرا کر پاسکل بوبا کو دیکھا پھر دونوں ہاتھوں کو زور کا جھٹکا دیا۔ اس کے حلق سے چیخیں نکلنے لگیں۔ دس انگلیوں میں سے نہ جانے کتنی انگلیوں کی ہڈیاں کڑکڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ٹوٹ گئی تھیں۔

وہ بہ دستور سجدے کی حالت میں جھکی ہوئی تھی اور پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔ اس کے قریب ہی بستر پر بھرا ہوا ریوالور پڑا ہوا تھا۔ پارس حیرانی سے اور ٹٹولتی ہوئی نظروں سے اُسے دیکھ رہا تھا۔ اُس کا خیال تھا، وہ جلد ہی سجدے سے اُٹھ کر بیٹھ جائے گی اور یوں رونے کی وجہ بیان کرے گی لیکن اس کے آنسو نہیں تھم رہے تھے۔

آخر وہ قریب آ کر بیٹھ گیا پھر بولا "آخر تم کون ہو؟ اور اس طرح کیوں رو رہی ہو؟"

وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ آنسو اب تک بہہ رہے تھے۔ آنکھوں کو بھگو رہے تھے۔ گلابی رخساروں کی چکناہٹ پر پھسل رہے تھے۔ اس نے پرس سے ٹشو پیپر نکال کر آنسوؤں کو خشک کیا پھر ریوالور اُٹھا کر اُسے دیتے ہوئے کہا "اسے لو اور مجھے گولی مار دو۔"

پارس نے ریوالور لیتے ہوئے کہا "اتنی سی بات کے لیے رونے کی کیا ضرورت تھی۔ پہلے ہی گولی مارنے کو کہہ دیتیں۔ اب تو یہ آنکھیں آنسوؤں سے دُھل کر کنول ہو گئی ہیں۔ چہرہ تر بتر ہو کر تازہ گلاب کی طرح کھل گیا ہے۔ تم دیکھتی ہو تو نیت ڈگمگانے لگتی ہے۔ ایسے میں ہاتھ کانپ جائے گا۔ نشانہ چُوک جائے گا۔ مجھے افسوس ہے، میں تمھیں گولی نہیں مار سکوں گا۔"

"تم میری بات کو مذاق میں اُڑا رہے ہو۔ میں تم لوگوں کی دشمن تھی۔ میں نے ہی تمھارے پاپا کو گولی ماری تھی۔"

وہ ایک جھٹکے سے اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ پھر اس سے ذرا دُور ہو کر بولا "میں کیسے یقین کروں؟"

"میرا ایک آلۂ کار رمانٹی پاشا کی کوٹھی میں گیا تھا۔ میں اُس کے دماغ میں تھی۔ جیسے ہی تمھارے پاپا نے دروازہ کھولا، میں نے آلۂ کار سے گولی چلوا دی۔"

پارس نے اُسے ٹٹولتی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "تم ٹیلی پیتھی جانتی ہو؟"

"ہاں، تھوڑی دیر پہلے میں ہی تمھارے دماغ میں دو بار آئی تھی۔ تم سمجھ رہے تھے، تمھارا کوئی دشمن پریشان کر رہا ہے۔"

"یعنی تم میڈونا ہو؟"

"ہاں، میں پچھتاوے کی آگ میں جل رہی ہوں۔ میرے

ایک بزرگ نے سمجھایا کہ میں چھپ کر رہوں اور فرہاد کی فیملی کے کام آتی رہوں۔ جب میں اُن کے بُرے وقتوں میں کام آتی رہوں گی تو میرے ضمیر کا بوجھ ہلکا ہوتا رہے گا۔ لیکن اچانک تمھارے سامنے آ کر میں اندر سے ٹوٹ رہی ہوں۔ میرا دل، میرا دماغ کہتا ہے، میں ساری عمر تم لوگوں کی خدمت کرتی رہوں گی تب بھی تمھارے پاپا کو واپس نہیں لا سکوں گی۔ مجھے مر جانا چاہیے۔ مجھے مار دو، مجھے گولی مار دو۔"

پارس نے ریوالور سیدھا کیا۔ اُسے نشانے پر رکھا پھر نفرت سے پوچھا "کیا تمھیں گولی مارنے سے پاپا واپس آ جائیں گے؟"

"میں کیا جواب دوں میری سمجھ میں نہیں آتا۔ بس اتنا ہی سمجھ میں آتا ہے کہ قاتلوں کو سزائے موت دی جاتی ہے۔ مجھے بھی یہی سزا دو۔"

وہ آہستہ آہستہ اُس کی طرف بڑھتے ہوئے بولا "سزا تو تمھیں ملے گی مگر یہ جھوٹ ہے کہ تم پچھتاوے کی آگ میں جل رہی ہو۔ اگر پچھتاوا ہوتا تو تم گلے میں پھندا ڈال کر دریا میں کود کر یا کسی گاڑی کے نیچے آ کر مر جاتیں۔ یوں میرے پاس نہ آتیں۔"

"میں تم میں سے کسی کے سامنے اقبالِ جرم کے بعد جان دینا چاہتی تھی۔"

"اگر یہ بات ہے تو لو، یہ ریوالور اپنی کنپٹی سے لگاؤ اور گولی چلا دو۔"

پارس نے ریوالور کو اس کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔ پھر اس سے دُور جا کر اسے دیکھا۔ وہ ریوالور کو اپنی کنپٹی سے لگا چکی تھی اور اسے بھیگی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔ وہ بولا "مجھ سے رحم دلی کی توقع نہ کرو۔ اور نہ کچھ سوچو، کیوں کہ مرنے والے سوچتے نہیں ہیں۔"

"میں نہ ڈرتی ہوں نہ رحم دلی کی توقع رکھتی ہوں مگر چاہتی ہوں کہ مرنے سے پہلے تم میری ایک خواہش پوری کر دو۔"

"خواہش معقول ہوئی تو ضرور پوری کروں گا۔"

"یہ موت میرے لیے کوئی سزا نہیں ہے۔ یونہی مر جاؤں گی تو میری روح بے چین رہے گی۔ میرے پاس آؤ اور ایک بار میرے منہ پر تھوک دو۔ میں فوراً مر جاؤں گی۔"

"بعض نفرت انگیز افراد پر تھوکا جاتا ہے مگر تم ایسی گئی گزری ہو کہ تم پر اپنا تھوک ضائع کرنے کو بھی جی نہیں چاہتا۔ مرنا چاہتی ہو تو مرو۔ ورنہ یہاں سے چلی جاؤ۔"

میڈونا نے ایک سرد آہ بھری۔ ریوالور کو دوبارہ کنپٹی سے لگایا پھر آنکھیں بند کرتے ہوئے ٹریگر کو دبا دیا۔ کھٹ کی آواز کے ساتھ خاموشی چھا گئی۔ اس نے چند لمحوں تک انتظار کیا، جیسے یقین نہ ہو رہا ہو کہ ابھی وہ زندہ ہے۔ اس نے دوسری بار ٹریگر دبایا۔ پھر آنکھیں کھول کر پارس کو دیکھا، اس کے بعد ریوالور کو دیکھا۔ اس کا چیمبر خالی تھا۔ وہ حیرانی سے بولی "یہ بھرا ہوا تھا۔ میں نے اسے لوڈ کیا تھا!"

"میں نے اسے خالی کر دیا۔"

"کیوں؟"

"اس لیے کہ تم نے جو گولی چلائی تھی، وہ آپریشن کے ذریعے نکال لی گئی تھی۔ پاپا بچ گئے تھے۔ ان کی موت دشمن خیال خوانی کرنے والوں کی وجہ سے ہوئی تھی۔ اگر ان کی طرف سے اندیشہ نہ ہوتا تو انھیں کوما میں نہ رکھا جاتا۔ کوما کی طوالت ان کی موت کا سبب ہے۔ کیا اُن دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی طرح تم بھی میرے پاپا کی تاک میں تھیں؟"

"نہیں، بالکل نہیں۔ مجھے دانیال نے تنویمی عمل کے ذریعے سحر زدہ کر رکھا تھا۔ میں خود کو بھول گئی تھی۔ اب سے چالیس گھنٹے پہلے تنویمی عمل کا سحر ختم ہوا، تب پتا چلا، میں کیسی ٹھوکر کھا رہی ہوں۔ ماسک مین کا خیال خوانی کرنے والا میرے پیچھے پڑ گیا ہے۔ وہ مجھے ماسک مین کا وفادار بنانا چاہتا ہے۔ میں کسی کی تابع دار بن کر نہیں رہنا چاہتی۔ میرے ایک بزرگ ہیں۔ میں انھیں پاپا کہتی ہوں۔ ابھی ان کی بیٹی کے روپ میں ہوں۔ ان کا نام اورلانو ساچا ہے۔ انھوں نے نصیحت کی ہے کہ میں اپنی زندگی فرہاد کی فیملی کے لیے وقف کر دوں۔"

"اچھا تو تم اپنی زندگی وقف کرنے یہاں آئی ہو؟"

"میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ یہ تمھارا کاٹیج ہو سکتا ہے اور تم سے اچانک ملاقات ہو سکتی ہے۔"

وہ ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ سوچنے لگا، اگر یہ چاہتی تو مجھے ریوالور کا نشانہ بنا سکتی تھی۔ اسے معلوم نہیں تھا کہ چیمبر خالی ہے۔ اس کے آنسو مگرمچھ کے نہیں تھے۔ اسے شدید پچھتاوا رُلا رہا تھا اور اس نے میرے فیصلے کے مطابق خود کو گولی مارنے سے دریغ نہیں کیا تھا۔ ایسی عورتیں جب پچھتاتی ہیں اور توبہ کرتی ہیں تو پھر زندگی کی ہر آزمائش میں سچی اور وفادار رہتی ہیں۔ اسے آئندہ آزماتے رہنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

وہ بستر سے اُتر کر آہستہ آہستہ چلتی ہوئی آئی پھر فرش پر اُس کے قدموں کے پاس بیٹھ گئی۔ اس کے گھٹنے پر ہاتھ رکھ کر بولی "میں سمجھ گئی ہوں، تم مجھے مارنا نہیں چاہتے اور شاید معاف کرنا بھی نہیں چاہتے۔ میری ایک بات ماننا

چاہو تو مجھے آزمائش کے طور پر کچھ عرصے کے لیے اپنے قدموں میں رہنے دو۔ دشمنوں نے تمھاری ماما اور جوجو کو اغوا کیا ہے۔ میں اپنی ٹیلی پیتھی اور تمھاری ذہانت کے ذریعے انھیں دشمنوں کی قید سے نکال لاؤں گی۔ مجھ پر ایک بار بھروسا کر کے دیکھو۔"

وہ بول رہی تھی، پارس اُسے سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے پوچھا "یہ تمھارے چہرے پر عارضی میک اَپ ہے؟"

"ہاں، میرے پاس مستقل میک اَپ کا وقت نہیں تھا۔ فی الحال اس چہرے کے پیچھے خود کو چھپا رکھا ہے۔"

میڈونا نے اُس کاٹیج میں آتے ہی دروازے بند کرنے کے بعد اپنا لباس اُتار دیا تھا کیوں کہ ایک ہی لباس تھا، اسے پہن کر سونے سے شکنیں پڑ جاتیں، وہ چادر لپیٹ کر سو گئی تھی۔ اس وقت بھی چادر لپیٹے پارس کے قدموں میں بیٹھی ہوئی تھی۔ پارس نے کہا "اپنا لباس اُٹھاؤ۔ باتھ روم میں جاؤ اور میک اَپ اُتار کر آؤ۔"

وہ فوراً حکم کی تعمیل کے لیے لباس اُٹھا کر چلی گئی۔ وہ سوچنے لگا۔ ممّا روس چلی گئی ہیں۔ جوجو اور ماریہ اسی ملک میں ہیں۔ ماما امریکا میں قید ہیں۔ میں اتنے دنوں سے کوششیں کر رہا ہوں کہ دشمنوں سے ٹکرانے کا کوئی بہانہ ملے اور میں ماسک مین یا سُپر ماسٹر تک پہنچ جاؤں۔ اس کے لیے شرابی بننے کی ایکٹنگ کی تاکہ دشمن مجھے ٹریپ کریں۔ ماریہ کو دشمنوں کے ساتھ جانے دیا۔ لیکن میری جگہ ممّا ماریہ کے ساتھ چلی گئیں۔ مقدر سے اس وقت ممّا کا ہی داؤ چل رہا تھا مگر اب میڈونا کے روپ میں ایک آندھی میرے پاس آ گئی ہے۔ میں تمام طوفانوں کو اپنی طرف بلاؤں گا اور یہ طوفان مجھے تنکا سمجھ کر اڑائیں گے اور میری محبت تک مجھے پہنچائیں گے۔"

اس نے ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کیے۔ وہ جانتا تھا، علی تیمور خاموش نہیں ہو گا۔ کچھ کر گزرنے کے لیے پَر تول رہا ہو گا۔ دوسری طرف فون کی گھنٹی بجتی رہی۔ علی تیمور ریسیور اٹھا نہیں رہا تھا۔ پارس نے ایک اعلیٰ افسر سے رابطہ قائم کر کے پوچھا "علی تیمور کہاں ہے؟"

اعلیٰ افسر نے جواب دیا "مسٹر علی تیمور نے آپ سے تقریباً تیس گھنٹے پہلے یہ ملک چھوڑ دیا تھا۔ ہمیں علم نہیں ہے کہ وہ کہاں ہوں گے۔"

پارس نے ریسیور رکھ کر دیکھا۔ میڈونا باتھ روم سے اپنے اصلی روپ میں واپس آئی تو پہلے سے زیادہ حسین اور جاذبِ نظر لگ رہی تھی۔ جی بھر کے دیکھنے کو جی چاہتا تھا۔ وہ اسے سر سے پاؤں تک دیکھتے ہوئے بولا "تم اپنے اصل روپ میں قیامت ہو۔ لہٰذا تمھیں اسی روپ میں رہنا چاہیے۔"

وہ خوش ہو کر بولی "تم میرے حُسن کی تعریف کر رہے ہو، میرے لیے اس سے بڑی بات کوئی نہیں ہو سکتی۔ میں ساری عمر اپنے اصلی روپ میں رہوں گی، لیکن دشمن پیچھے پڑ جائیں گے۔"

"کیا تم ڈرتی ہو؟"

"تم مجھے سہارا دو گے تو ٹھوکروں میں دشمنوں کو اُڑا دوں گی میں۔"

"تمھارے پاس ٹیلی پیتھی جیسا غیر معمولی علم ہے۔ میرے سہارے کی کیا ضرورت ہے؟"

"میرے پاس ذہانت نہیں ہے، تم منصوبے بنایا کرو اور مجھے حکم دیا کرو، میں تعمیل کرتی رہوں گی۔"

"میرا پہلا حکم ہے کہ اپنی باقی نیند پوری کرو، میں دوسرے کمرے میں جا رہا ہوں۔"

"میرے پاس ایک ہی لباس ہے، اس میں شکنیں پڑ جائیں گی۔"

پارس نے ریسیور اُٹھا کر نمبر ڈائل کیے پھر کہا "اپنا ناپ تو بتاؤ۔"

وہ بتانے لگی۔ اس نے فون پر کہا "یہ ناپ نوٹ کرو۔ اور مختلف ڈیزائن کے زنانہ ملبوسات، سینڈل اور چپلیں وغیرہ شام تک یہاں پہنچا دو۔"

وہ ریسیور رکھ کر اُٹھ گیا۔ کمرے سے جاتے ہوئے بولا۔ "دروازہ اندر سے بند کر لو۔ تم آج کی رات اپنے اصلی روپ میں رہو گی اور میرے ساتھ کلبوں اور قمار خانوں میں وقت گزارو گی۔"

وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ وہ کھلے ہوئے دروازے کو دیکھ رہی تھی اور خوش ہو رہی تھی، سوچ رہی تھی "میں نے پہلے کبھی نادانستگی میں ضرور کسی کے ساتھ نیکی کی ہو گی جس کا اتنا بڑا صلہ مل رہا ہے۔"

اُس نے اورلانو ساچا سے رابطہ قائم کیا اور اُسے اپنی اور پارس کی ملاقات کے بارے میں تفصیل سے ہر بات بتائی۔ وہ بولا "بیٹی! خدا تم سے خوش ہے، اسی لیے تم صحیح جگہ پہنچ گئی ہو۔ میری نصیحتیں یاد رکھو۔ غرور اور خوش فہمی سے بچا کرو۔ خود کو خاک بنا لو اور پارس کے ہر حکم کی تعمیل کرتی رہو۔ تم رفتہ رفتہ محسوس کرو گی کہ تمھارے ضمیر پر سے بوجھ اُتر گیا ہے اور تمھیں ہر طرح کا تحفظ حاصل ہو گیا ہے۔"

"پاپا! میں آپ کی نصیحتوں پر عمل کروں گی۔"

"اب مجھے اجازت دو۔ میں اپنے شہر واپس جاؤں گا۔"

"نہیں پاپا! اُس شہر میں اب آپ کا کوئی نہیں ہے، آپ یہاں رہیں گے۔ میں آپ کا خیال رکھوں گی۔ آپ کل بینک جائیں اور اپنے نام سے اکاؤنٹ کھولیں۔ اُس اکاؤنٹ میں رقم جمع ہوتی رہے گی اور آپ دل کھول کر خرچ کرتے رہیں گے۔ ویل پاپا! پھر آؤں گی خدا حافظ۔"

اُس نے رابطہ ختم کر دیا۔ دروازہ بند کرنے کے لیے وہ آگے بڑھی تو پارس آگیا۔ اس کی آمد سے دل دھڑکنے لگا۔ لیکن اس نے کمرے میں قدم نہیں رکھا۔ باہر سے پوچھا۔ "کیا تم میرے دماغ میں ابھی آنا چاہتی تھیں؟"

"نہیں تو۔ میں ابھی پاپا سے باتیں کر رہی تھی۔"

"اس کا مطلب ہے وہی دشمن تھا۔ بہتر ہے تم مخصوص کوڈ ورڈز یاد رکھو تا کہ میں تمھیں اپنے دماغ میں پہچان سکوں۔"

"وہ کوڈ ورڈز کیا ہیں؟"

"تم میرے دماغ میں آیا کرو گی۔ تم ہی بتاؤ۔"

وہ ذرا دیر سوچ کر بولی۔ "میں جب بھی آؤں گی تو کہوں گی میڈونا از مائنٹی بکاز آف یو۔ (میڈونا تمھاری وجہ سے شسندرہے)"

"میں یہ کوڈ ورڈز یاد رکھوں گا۔"

پارس چلا گیا۔ وہ دروازہ بند کرنے کے بعد اپنے بستر پر چاروں شانے چت ہو گئی۔ نیند اُس سے کوسوں دُور تھی۔ وہ دماغ کو ہدایات دے کر گہری نیند سو سکتی تھی۔ مگر ابھی کھلی آنکھوں کے سپنے میں مزہ آ رہا تھا۔

رسونتی نے آنکھیں کھول کر دیکھا، ایک اجنبی کمرا تھا، اُس نے دماغ پر زور ڈال کر سوچا، اسے یاد نہیں آ رہا تھا کہ وہ اس کمرے میں پہلے کبھی آئی تھی۔ وہ بیڈروم بڑی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ کسی ملک کی ملکۂ عالیہ کی خواب گاہ ہی اتنی دلکش اور خوبصورت ہو سکتی تھی۔ اُس پلنگ کا گدا اتنا ملائم اور آرام دہ تھا جیسے وہ ماں کی گود میں لیٹی ہوئی ہو۔ وہ پلنگ ایک دائرہ نما پلیٹ فارم پر تھا دائیں طرف سرہانے ایک ریشمی پھندنا لٹک رہا تھا۔ اُس پھندنے سے ایک کارڈ منسلک تھا جس پر لکھا تھا۔ "میں گول گھوم سکتا ہوں۔ ہنڈولے کی طرح جھلا سکتا ہوں اور خواب آور موسیقی سنا سکتا ہوں۔"

اس نے ریشمی پھندنے کو پکڑ کر ذرا کھینچا۔ چند سیکنڈ بعد ہی محسوس ہوا، وہ پورا پلنگ دائرہ نما پلیٹ فارم کے ساتھ بہت آہستہ آہستہ گھوم رہا تھا۔ ہلکی ہلکی موسیقی بہت بھلی لگ رہی تھی۔ وہ پلنگ بہت دھیرے دھیرے دائیں بائیں یوں ہلنے لگا تھا جیسے بڑی محبت سے بچے کو پالنے میں جھلایا جا رہا ہو۔

جب دائرے کا ایک چکر مکمل ہوا تو رسونتی نے ریشمی پھندنے کو پھر پکڑ کر کھینچا، اس کی گردش تھم گئی۔ موسیقی بند ہو گئی۔ خواب گاہ میں پہلے جیسا سناٹا چھا گیا۔ بائیں جانب سرہانے جو ریشمی پھندنا تھا، اس کے کارڈ پر لکھا تھا۔ "کال می۔"

رسونتی نے اُس پھندنے کو پکڑ کر کھینچا۔ بہت دُور تک جیسے چاندی کی گھنٹیاں بجنے لگیں۔ خواب گاہ کا دروازہ آہستہ آہستہ کھل گیا۔ کتنی ہی جوان لڑکیاں ساڑی اور بلاؤز میں نظر آئیں۔ ان سب کے پیروں میں چاندی کی پائلیں تھیں۔ وہ چھم چھم کی آواز کے ساتھ چلتی ہوئی پلنگ کے قریب آئیں۔ پھر سروں کو جھکا کر ہاتھوں کو نمستے کے انداز میں جوڑ کر کھڑی ہو گئیں۔ ان سب نے لانبے بالوں کی چوٹیاں گوندھی ہوئی تھیں اور چوٹیوں میں سفید بیلے اور موتیے کے پھول مہک رہے تھے۔ رسونتی اُٹھ کر بیٹھ گئی، انھیں حیرانی سے دیکھ کر بولی۔ "تم کون ہو؟"

سب نے ایک آواز میں کہا۔ "ہم آپ کی داسیاں ہیں۔"

اس نے پوچھا۔ "میں کون ہوں؟"

"آپ ہماری مالکن ہیں۔"

"مجھے یاد کیوں نہیں آتا کہ میں تمھاری مالکن ہوں؟ میرا نام کیا ہے؟"

"آپ شریمتی رسونتی دیوی ہیں۔ دشمنوں نے آپ پر حملہ کیا تھا۔ آپ کے سر پر زبردست چوٹ آئی تھی تب سے آپ پچھلی زندگی بھول گئی ہیں۔"

"یہاں میرا کوئی اپنا ہو گا۔ کوئی رشتے دار ہو گا؟"

"آپ کے پتی ٹھاکر رگھو ویر سنگھ سورگ باش ہو گئے۔ آپ بیوہ ہیں۔ آپ کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ آپ کے صرف ایک بھائی کنور رنجیت سنگھ اور آپ کی بھاوج کماری لاج ونتی ہیں۔"

اُسی وقت ایک عورت ساڑی میں ملبوس خواب گاہ میں آئی پھر رسونتی کے سامنے ہاتھ جوڑ کر بولی۔ "دیدی... بھگوان کی کرپا سے تم تندرست ہو گئی ہو۔ تمھارے اشنان کے لیے پانی گرم ہے۔ جلدی سے نہا لو۔ پوجا کا وقت ہو چکا ہے۔"

وہ تعجب سے بولی۔ "یہ پوجا کیا ہوتی ہے؟"

"اوہ دیدی! تم سب کچھ بھول گئی ہو۔ تم ایک ہندو ناری ہو۔ ہندو عورتیں صبح اشنان کرنے کے بعد پہلے بھگوان کے سامنے پوجا کے لیے ہاتھ جوڑ کر بیٹھتی ہیں۔ اس کے بعد گھر گرہستی اور دنیاداری کے تمام کام کرتی ہیں۔"

"کیا تم کماری لاج ونتی ہو؟"

"جی ہاں، بھگوان کا شکر ہے، تم نے مجھے پہچان لیا ہے۔"

"میں تمھیں خاک نہیں پہچان رہی ہوں۔ سمجھ میں نہیں آتا مجھے کیا ہو گیا ہے۔ مجھے پہلے کی کوئی بات یاد نہیں آ رہی ہے۔"

"ڈاکٹروں نے بہت علاج کیا ہے۔ وہ مایوس ہو گئے ہیں، کہتے ہیں شاید کبھی حادثاتی طور پر تمھاری یادداشت واپس آ جائے ورنہ علاج کے ذریعے تم کبھی خود کو پہچان نہیں سکو گی۔"

"اوہ گاڈ! یہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ کیا میرے بھائی کا نام رنجیت سنگھ ہے؟"

"جی ہاں، تمھارے بھائی میرے پتی ہیں۔ اُن سے ناشتے کی میز پر ملاقات ہو گی۔ اب چلو دیر ہو رہی ہے۔"

ایک داسی نے رسونتی کی چپلیں لا کر رکھیں۔ وہ اُٹھ کر کھڑی ہوئی تو دوسری داسی نے اس کے بدن سے نائٹی اتاری، تیسری نے ریشمی گاؤن پہنایا۔ پھر تمام داسیاں اس کے اطراف چلتی ہوئی کماری لاج ونتی کی راہنمائی میں ایک دروازے پر آئیں۔ وہ دروازہ کھلنے لگا۔ دوسری طرف نہانے کے لیے صاف و شفاف نیم گرم پانی سے بھرا ہوا حوض تھا۔ پانی کی حرارت کو اس کی پسند کے مطابق رکھا گیا۔ وہ بڑے شاہانہ انداز میں غسل کرنے کے دوران اپنے بارے میں بار بار سوچ رہی تھی مگر اُسے کچھ یاد نہیں آ رہا تھا۔

اُس کی رہائش کے لیے ایک محل نما کوٹھی تھی۔ اس کوٹھی کے ہر حصے میں خفیہ کیمرے نصب کیے گئے تھے۔ وہاں سے دُور ایک عمارت میں نائب سپر ماسٹر اُسے ٹی وی اسکرین پر دیکھ رہا تھا۔ غسل کے بعد لاج ونتی اُسے ایک کمرے میں لے گئی۔ اس کمرے کو پوجا گھر بنایا گیا تھا وہاں شری کرشن بھگوان کی بڑی سی مورتی رکھی گئی تھی۔ ایک پجاری نے کہا۔ "آؤ بیٹی! بھگوان کے چرنوں میں بیٹھو اور پرارتھنا کرو کہ وہ تمھیں من کی شانتی اور دھرم کا پالن کرنے کی شکتی دے۔ تم اوّل ہندو ہو، آخر ہندو ہو۔ تم نے ایک ہندو گھرانے میں جنم لیا تھا۔ ایک مندر میں تمھاری پرورش ہوئی۔ تم اس مندر میں جوان ہوئیں۔ وہیں تم نے یوگا اور ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کیا۔ ایک مسلمان فرہاد علی تیمور نے تمھارے ساتھ چھل کپٹ کیا۔ تمھیں ہندو سے مسلمان بنا دیا۔ بھگوان کی لیلا نیاری ہے، وہ دودھ کو دودھ اور پانی کو پانی ہی رہنے دیتا ہے، تم پھر اپنے دھرم کی طرف واپس آ گئی ہو اور وہ فرہاد علی تیمور کُتے کی موت مارا گیا ہے۔"

رسونتی نے پوچھا۔ "پجاری جی! یہ فرہاد کون تھا؟"

"وہ ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا شیطان تھا۔ تم سے شادی کرنا چاہتا تھا لیکن ٹھاکر رگھو ویر سنگھ جی نے اُسے مقابلے میں شکست دی۔ تمھیں اس سے چھین کر لے آئے۔ انھوں نے تم سے شادی کی مگر افسوس چند برسوں کے بعد فرہاد سے پھر مقابلہ ہوا۔ اُس شیطان نے تمھارے پتی کو مار ڈالا۔ تمھارا سہاگ چھین لیا مگر خود تمھارے وفادار بھائی رنجیت سنگھ کے ہاتھوں مارا گیا۔ تمھیں رفتہ رفتہ اپنی پچھلی زندگی کے بارے میں سب کچھ معلوم ہوتا رہے گا۔"

پجاری اتنا کہہ کر پوجا کرانے لگا۔ ایک ڈیگر نے نائب سپر ماسٹر کے پاس آ کر کہا۔ "میں رسونتی کے دماغ سے آ رہا ہوں۔ ابھی وہ اُلجھی ہوئی ہے۔ اس کے باوجود اپنے شوہر رگھو ویر سنگھ کے قاتل فرہاد سے نفرت کر رہی ہے۔ پوجا کرتے ہوئے دل کی گہرائیوں سے کہہ رہی ہے کہ میرا سہاگ چھیننے والا فرہاد مر چکا ہے لیکن میں اس کے خاندان والوں کو زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ اسے یقین نہیں ہے کہ وہ ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔ پوجا کے بعد اپنی اس صلاحیت کو آزمانا چاہتی ہے۔ دوسرا ڈیگر اس کے دماغ میں موجود ہے۔ وہ بدستور خاموش رہ کر اسے خیال خوانی کی پرواز کا طریقہ بتائے گا۔"

پوجا کے بعد یہی ہوا۔ رسونتی نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر آسانی سے پجاری کے دماغ میں پہنچ گئی۔ اُس پجاری کی سوچ نے کہا۔ "وہ ذاتی طور پر رسونتی کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ جو اُسے بتایا گیا تھا، وہی رسونتی کے سامنے بیان کر رہا تھا۔"

اس نے پوچھا۔ "میرے بارے میں کون جانتا ہے؟"

اس کے دماغ نے جواب دیا۔ "کنور رنجیت سنگھ اور کماری لاج ونتی جانتی ہیں۔"

وہ لاج ونتی کے دماغ میں پہنچ گئی۔ لاج ونتی اور رنجیت سنگھ کے دماغوں کو تنویمی عمل کے ذریعے محدود کیا گیا تھا۔ رسونتی اُن کے چور خیالات نہیں پڑھ سکتی تھی۔ لاج ونتی کی سوچ نے بتایا۔ "پہلے ہم ہندوستان میں رہا کرتے تھے۔ فرہاد نے بڑی چالاکی سے دیدی رسونتی کو ٹریپ کیا۔ اُسے ہندوستان سے فرانس لے آیا۔ اُسے داشتہ بنا کر اُس کی عزت سے کھیلتا رہا۔ دیدی ہاتھ جوڑ کر پاؤں پکڑ کر گڑگڑاتی رہی کہ اُسے داشتہ نہ بناؤ۔ اس سے شادی کر لو لیکن سونیا فرہاد کی پہلی بیوی تھی۔ اُس نے شادی نہیں ہونے دی۔ اُس نے فرہاد کے لیے دو بیٹے

پیدا ہیے ایک کا نام پارس اور دوسرے کا نام علی تیمور ہے۔ وہ دونوں بیٹے بھی رسونتی سے نفرت کرتے تھے اور اپنی ماں سونیا کی حمایت میں رسونتی پر ظلم کیا کرتے تھے۔

وہ لاج ونتی کے خیالات پڑھ رہی تھی اور غصے سے تلملا رہی تھی۔ ڈیگر اس کے دماغ میں رہ کر بھڑکا رہا تھا۔ "اس مسلمان کے خاندان نے مجھ ہندو عورت کو برباد کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے، میں بھی ایک ایک کو چن کر صفحۂ ہستی سے مٹا دوں گی۔"

اس نے پوجا کے کمرے سے نکلتے ہوئے پوچھا "لاج ونتی! کیا تم سونیا اور اس کے دونوں بیٹوں کی تصویریں دکھا سکتی ہو؟"

"ہمارے پاس ان کی تصویریں، ویڈیو فلمیں اور ان کی پوری ہسٹری موجود ہے۔ پہلے تم ناشتا کر لو۔"

"نہیں، پہلے میں ان کی تصویریں دیکھوں گی، ان کی... آوازیں سنوں گی۔ پھر ان کے دماغ میں پہنچ کر انھیں انگلی کا ناچ نچاؤں گی۔ انھیں تڑپا تڑپا کر ماروں گی۔"

"دیدی! یہ اتنا ہی آسان ہوتا تو سپر ماسٹر کے خیال خوانی کرنے والے انھیں بہت پہلے فنا کر چکے ہوتے، وہ لوگ یوگا کے ماہر ہیں، سانس روک کر تمھیں دماغ سے باہر نکال دیں گے۔"

"یہ سپر ماسٹر کون ہے؟"

"وہ تمھارا اور ہمارا محسن ہے۔ تمھارے پتی کی موت کے بعد اسی نے تمھیں اپنے ملک میں پناہ دی ہے، یہ محل اسی کا ہے، وہی تمھارے شاہانہ اخراجات برداشت کرتا ہے۔"

"وہ میرے لیے یہ سب کچھ کیوں کر رہا ہے؟"

"اس لیے کہ وہ مجبوروں کا ہمدرد اور مددگار ہے جب اس نے دیکھا کہ فرہاد تمھارے پتی کے بعد تمھیں بھی مار ڈالے گا یا پہلے کی طرح اپنی داشتہ بنا لے گا تو وہ تمھیں اپنے ملک میں لے آیا۔ اس کے خیال خوانی کرنے والے نے فرہاد کو مار ڈالا۔ تمھاری سلامتی اور عزت اسی میں ہے کہ تم سپر ماسٹر کی وفادار بن کر رہو اور اس کی مدد سے سونیا اور اس کے بیٹوں کو ٹھکانے لگانے کی کوشش کرتی رہو۔"

"میں سپر ماسٹر سے ملوں گی اور اس کا شکریہ ادا کروں گی۔"

وہ ڈائننگ روم میں آئی۔ وہاں ایک بڑی مونچھوں والے جوان نے سر جھکا کر دونوں ہاتھ جوڑ کر پرنام کیا پھر پوچھا۔ "کیا دیدی اپنے پیارے بھائی رنجیت سنگھ کو پہچان رہی ہیں؟"

رسونتی نے کہا "میں نے تمھارا ذکر سنا ہے، میری یادداشت اس قابل نہیں ہے کہ میں تم سے مل کر بہت زیادہ خوشی کا اظہار کروں۔ ویسے یہ میرے لیے اطمینان کی بات ہے کہ میں اپنوں میں ہوں۔"

وہ ایک میز کے اطراف بیٹھ کر ناشتا کرنے لگے۔ اس دوران رنجیت سنگھ سپر ماسٹر کے گن گاتا رہا اور رسونتی کو اس سے وفاداری پر مائل کرتا رہا۔ ڈیگر یہی کام اس کے دماغ میں رہ کر انجام دے رہا تھا۔ وہ کافی پینے کے بعد ایک کمرے میں آئے۔ وہاں رسونتی کو سونیا، پارس، علی تیمور، لومی، دالسٹور کی اور آرمر کی تصویریں دکھائی گئیں۔ بڑے سے اسکرین پر ان کی ویڈیو فلمیں بھی دکھائی گئیں۔ اس نے سب سے پہلے سونیا کے دماغ میں پہنچنا چاہا مگر ناکامی ہوئی۔ اس نے کوڈ ورڈز پوچھے، رسونتی نہ بتا سکی۔ سونیا نے سانس روک لی۔ وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر بولی "رنجیت! وہ سونیا مجھ سے کوڈ ورڈز پوچھ رہی تھی۔ کیا ہمارے درمیان کوڈ ورڈز کا تبادلہ ہوتا تھا؟"

رنجیت نے کہا "جب تک تم ان کی وفادار تھیں تب تک خیال خوانی کے ذریعے ان کے لیے بڑے بڑے کام کرتی تھیں۔ ان کے دماغ میں آنے کے لیے کوڈ ورڈز مقرر تھے اور وہ الفاظ یہ تھے 'رسونتی ٹوکس یور مائنڈ'۔ تم یہ الفاظ سونیا اور اس کے بیٹوں کے دماغ میں ادا کرو۔ ہو سکتا ہے، وہ تم سے باتیں کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔"

لاج ونتی نے پوچھا "مگر دیدی! تم ان سے کیا بات کرو گی؟"

رسونتی نے جواب نہیں دیا۔ فوراً خیال خوانی کی پرواز کی، پھر سونیا کے دماغ میں پہنچتے ہی بولی "رسونتی ٹوکس یور مائنڈ۔"

سونیا نے کہا "یہ بہت پرانے کوڈ ورڈز ہیں، سپر ماسٹر کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو تمھارے دماغ سے یہی کچھ معلوم ہو سکا ہے۔ بہرحال تم بہت انتظار کر لینے کے بعد آئی ہو۔ بولو کس حال میں ہو اور کہاں ہو؟"

"یہ نہ پوچھو میں کہاں ہوں کیوں کہ موت کہیں بھی ہو، مرنے والے سے زیادہ دور نہیں ہوتی۔ میں تمھیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

"مجھے اندازہ تھا، دشمن تمھیں یہی کمینگی سکھائیں گے اور تم ان کے اشاروں پر ناچنا شروع کر دو گی۔"

"جب تک میں مجبور تھی، تم نے اور فرہاد نے مجھے اپنے اشاروں پر نچایا۔ وہ مجھے اپنی داشتہ بنا کر میری عزت سے کھیلتا رہا اور تم خوش ہوتی رہیں۔ تمھارے دونوں بیٹے مجھ سے نفرت کرتے رہے۔ یاد رکھو ابھی میں تمھیں زندہ رکھوں گی اور تمھاری

آنکھوں کے سامنے تمھارے بیٹوں کو کتے کی موت ماروں گی۔"

"خدا تم پر رحم کرے۔ سپر ماسٹر نے تمھیں بہت زہریلا بنا دیا ہے۔ فی الحال میری کوئی نصیحت تم پر اثر نہیں کرے گی۔ تمھیں ہم پر نہ سہی خدا پر تو بھروسا ہے۔ اس معبود کے آگے ہاتھ پھیلا کر دعا مانگو کہ وہ تمھیں سچ اور جھوٹ کو..."

وہ بات کاٹ کر بولی "یو شٹ اپ۔ خدا ہو گا تمھارا۔ میں جنم جنم سے ایک ہندو عورت ہوں۔ تم نے اور فرہاد نے مجھے تباہ کرنے کی ناکام کوششیں کیں لیکن میں ناکام نہیں رہوں گی۔ جاؤ اور اپنے بیٹوں کو بچا سکتی ہو تو بچا لو۔"

وہ دماغی طور پر حاضر ہوئی۔ کنور رنجیت سنگھ نے کہا۔ "دیدی! تم بہت غصے میں نظر آ رہی ہو۔"

وہ ڈانٹ کر بولی "خاموش رہو۔ میں غصے میں بھول گئی کہ سونیا کے دماغ میں زلزلے پیدا کر سکتی ہوں، ٹھہرو میں ابھی آتی ہوں۔"

وہ پھر سونیا کے پاس پہنچی پھر ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر اس کے دماغ کو زور کا جھٹکا پہنچایا مگر کچھ نہ ہوا۔ سونیا نے پوچھا "رسونتی! کیا یہ حماقت تم کر رہی ہو؟"

وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر حیرانی سے بولی "میری... ٹیلی پیتھی کا ہتھیار اس پر اثر کیوں نہیں کرتا ہے؟"

اس کا سبب ڈیگر کی سمجھ میں بھی نہیں آیا۔ وہ سونیا سے گفتگو کے دوران رسونتی کے دماغ میں تھا، پھر سونیا کے دماغ میں پہنچ کر یہ معلوم کرنے کی کوشش کرتا رہا کہ وہ پیرس میں ہے یا ماسکو میں؟ لیکن اس کی سوچ سے کوئی جواب نہیں ملا۔ اس کا دماغ بتا رہا تھا کہ وہ دھواں دھواں سے ماحول میں ہے اور کس جگہ ہے، یہ دھوئیں کے باعث سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔

جب رسونتی اسے دماغی جھٹکا پہنچانے میں ناکام رہی تو ڈیگر نے خود یہی کوشش کی۔ اسے دماغی اذیتوں میں مبتلا کرنے کی ہر ممکن تدبیر کرتا رہا۔ آخر سونیا نے ناگواری سے 'اونہہ' کہہ کر سانس روک لی تھی۔

یہ بات اس نے دوسرے ڈیگر اور سپر ماسٹر کو بتائی۔ سپر ماسٹر نے کہا "وہ عورت ناقابل فہم ہے، اسی لیے میں تم دونوں کو ابتدا سے سمجھاتا آ رہا ہوں، کبھی اس سے ٹکرانے کی حماقت نہ کرو، اگر تقدیر کبھی اسے سامنے لے آئے تو اس سے کترا کر نکل جاؤ۔ تم دونوں میرے پاس ٹیلی پیتھی کے آخری ہتھیار ہو، میں تم میں سے کسی کو اس کے ہاتھوں مرتے نہیں دیکھنا چاہتا۔"

ادھر رسونتی اپنی خواب گاہ میں آئی پھر ایک شاہانہ طرز کی آرام دہ کرسی پر بیٹھ کر بولی "میں تنہائی چاہتی ہوں، یہاں سے جاؤ۔"

لاج ونتی اور رنجیت سنگھ وہاں سے چلے گئے، ایک ڈیگر پھر اس کے دماغ میں آ گیا۔ اس پر تنویمی عمل کے دوران اس کے دماغ کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ دونوں ڈیگر کو اپنے اندر کبھی محسوس نہیں کرے گی، ان کے علاوہ کوئی بھی سوچ کی لہر آئے گی تو وہ بے اختیار سانس روک لیا کرے گی۔ اس وقت اس نے آنکھیں بند کیں، پارس کو تصور میں دیکھا، اس کی آواز اور لہجے کو گرفت میں لیا۔ پھر دماغ میں پہنچتے ہی بولی "رسونتی ٹوکس یور مائنڈ۔"

پارس نے خوش ہو کر کہا "اوہ ماما! خدا کا شکر ہے، میں آپ کی آواز سن رہا ہوں۔ آپ کہاں ہیں؟"

وہ بولی "مجھے ماما نہیں، اپنی موت کہو۔"

"پلیز، آپ چند سیکنڈ کے بعد تشریف لائیں۔"

اس نے سانس روک لی، رسونتی کو دماغ سے باہر کیا۔ پھر میڈونا سے کہا "ابھی ماما میرے دماغ میں بول رہی تھیں۔ ان کے تیور دشمنوں جیسے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ سپر ماسٹر نے ان کی برین واشنگ کی ہے، تم میرے اندر آؤ اور میرے دماغ پر قبضہ جمائے رکھو تا کہ وہ دماغی جھٹکے پہنچانے میں ناکام رہیں۔"

میڈونا نے اس کی ہدایت پر عمل کیا، جیسے ہی اس نے قبضہ جمایا، رسونتی دوبارہ وہاں آ گئی، نفرت سے بولی "تمھاری ماں فی الحال مجھ سے بچ گئی، تم نہیں بچ سکو گے۔"

یہ کہتے ہی اس نے دماغ میں زلزلہ پہنچانے کی تکنیک استعمال کی۔ ڈیگر نے بھی یہی کیا۔ پھر پارس نے سانس روک لی۔ رسونتی کی سمجھ میں نہیں آیا لیکن ڈیگر نے سمجھ لیا کہ کوئی خیال خوانی کے ذریعے پارس کی حفاظت کر رہا تھا اور اس کے خیال کے مطابق وہ آرمر ہی ہو سکتا تھا۔

وہ آرمر کے دماغ میں آیا۔ آرمر نے پوچھا "تم کون ہو؟"

وہ بولا "میں کوئی بھی ہوں، یہ پوچھنے آیا ہوں کب تک پارس کی حفاظت کر سکتے ہو؟"

"میں کچھ سمجھا نہیں!"

"کیا تم ابھی پارس کے دماغ میں رہ کر اس کی حفاظت نہیں کر رہے تھے؟"

"یہ دنیا جانتی ہے کہ میں کبھی جھوٹ نہیں بولتا اور سچ یہ ہے کہ میں نے پچھلے کئی گھنٹوں سے خیال خوانی نہیں کی ہے۔"

"پھر وہ پارس کے دماغ میں کون تھا؟"

"خدا گواہ ہے، میں نہیں جانتا۔"

"کیا وہ جوجو ہو گی؟"

"اگر وہ پارس کے پاس آئے گی تو میرے پاس بھی

آسئے گی۔ مَیں صرف اس کا بھائی نہیں، باپ بھی ہوں۔ لیکن وہ خیال خوانی نہیں کر رہی ہے۔ مَیں اس کے دماغ میں جانا چاہتا ہوں، وہ سانس روک لیتی ہے۔"

"ہوسکتا ہے، وہ تم سے نہیں صرف پارس سے رابطہ رکھنا چاہتی ہو۔"

"پارس جوجو کے لیے میری محبت کو سمجھتا ہے۔ اگر وہ اس سے رابطہ رکھتی تو پارس مجھ سے یہ بات کبھی نہ چھپاتا، پہلی فرصت میں مجھے اس کی خیریت سے آگاہ کرتا۔"

ڈیگرا اس کے دماغ سے آگیا۔ دوسرے ڈیگر نے آکر کہا "مَیں بھی آرمر کے دماغ میں پہنچ گیا تھا اور اس کے چور خیالات پڑھ رہا تھا۔ وہ سچ کہہ رہا ہے۔ تھوڑی دیر پہلے وہ پارس کے پاس نہیں تھا۔ جوجو بھی نہیں ہوسکتی۔ مائیک نین کا خیال خوانی کرنے والا جوجو کی سختی سے نگرانی کر رہا ہوگا۔"

"ہمیں یہ اسرار معلوم کرنا چاہیے کہ ابھی پارس کے دماغ میں کون تھا؟"

"فی الحال رسونتی کے پاس چلو، اب وہ علی تیمور سے باتیں کر رہی ہوگی۔"

وہ دونوں رسونتی کے دماغ میں آئے۔ وہ غصے سے علی تیمور کو گالیاں دے رہی تھی۔ پتا چلا، وہ بار بار اس کے دماغ میں جاتی رہی اور وہ سانس روک کر اُسے بھگاتا رہا۔ اس نے کوڈورڈز ادا کیے اس کے باوجود اس نے دماغ میں اسے ٹھہرنے نہیں دیا۔ ہر بار سانس روکتا رہا۔

ڈیگرا اینڈ ڈیگرا اچھی طرح جانتے تھے کہ علی تیمور اپنی ماں کو بہت چاہتا ہے۔ بے انتہا چاہت کے باوجود وہ ماں کو دماغ میں جگہ نہیں دے رہا تھا۔ اس نے خیریت کا ایک لفظ بھی ادا کرنے کی زحمت نہیں کی تھی۔ ماں دشمن کی قید میں تھی، اس کی بھی پروا نہیں تھی۔ بس وہ یوں سانس روکتا رہا تھا جیسے اسے تمام سازش کا علم ہوچکا ہو۔

ایسی بات نہیں تھی۔ وہ اس بات سے بے خبر تھا کہ اسے دل و جان سے چاہنے والی ماں جان کی دشمن بن گئی ہے۔ دراصل اُس نے طے کرلیا تھا کہ ماں کو بھی دماغ میں اس لیے نہیں آنے دے گا کہ اس کے پیچھے دشمن بھی آئیں گے اور یہ چُپ چاپ معلوم کرلیں گے کہ وہ پیرس سے فرینکفرٹ پہنچ گیا ہے اور اب عارضی میک اَپ کے ذریعے حُلیہ بدل کر نیویارک جانے والا ہے۔

وہ اپنی ماں کو بچپن سے دیکھتا اور سمجھتا آیا تھا۔ وہ جلد ہی دوسروں کی باتوں میں آجایا کرتی تھی۔ اکثر غلط فیصلے کرتی تھی، وہ یہ بھی نہیں سوچے گی کہ دشمن خیال خوانی کرنے والے ماں کا سہارا لے کر بیٹے کو نقصان پہنچا سکتے ہیں، اُس نے سوچا تھا "مَیں نیویارک جارہا ہوں۔ ماما کو نیویارک یا واشنگٹن کی کسی عمارت میں چھپا کر رکھا گیا ہوگا۔ مَیں کسی نہ کسی طرح ماما تک پہنچ جاؤں گا۔ پہلے خود کو ان سے چھپاؤں گا اور انھیں دشمنوں کے آشرم سے نکالوں گا ورنہ وہ ان کی باتوں میں آکر مجھے بھی اُن کا قیدی بنا دیں گی۔ دانشمندی یہی ہے کہ کامیابی حاصل ہونے تک ماما سے بھی کوئی رابطہ نہ رکھا جائے۔"

وہ ایک نئے نام اور نئے چہرے کے ساتھ ایک نیا پاسپورٹ حاصل کرچکا تھا، شام کی فلائٹ سے روانہ ہونے والا تھا۔ وہ پیرس سے بھی نیویارک کے لیے پرواز کرسکتا تھا لیکن یہ خوب جانتا تھا کہ دشمن اُس پر نظر رکھتے ہیں۔ وہ جہاں بھی جائے گا، وہ سائے کی طرح ساتھ لگے رہیں گے۔ انھوں نے فرینکفرٹ تک بھی پیچھا کیا ہوگا جس ہوٹل میں اس کا قیام تھا، وہاں بھی اُن کی نظر ہوگی اور یہ بھی ممکن تھا کہ وہ اسے میک اَپ میں پہچان رہے ہوں۔ اس نے جان بوجھ کر اناڑیوں جیسا... میک اَپ کیا تھا۔ پیرس سے انھیں سمجھاتا آرہا تھا کہ علی تیمور خوش فہمی میں مبتلا ہے اور اپنی دانست میں دشمنوں کو دھوکا دے کر نیویارک جارہا ہے۔ یہ آنے والا وقت ہی بتاسکتا تھا کہ کون کس سے دھوکا کھا رہا ہے۔

جان بوجھ کر فریب کھانے کا یہ فائدہ تھا کہ دشمن اُسے دُور ہی دُور سے فریب کرتے ہوئے ضرور ماں تک پہنچائیں گے اور ماں کو اس کے سامنے مجبور اور بے بس بنا کر بیٹے کو بھی گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کریں گے۔ اس نے آرمر کو بہت پہلے سمجھا دیا تھا کہ دو دن بعد پیرس کے وقت کے مطابق دوپہر دو بجے اس سے دماغی رابطہ قائم کرے۔ اس کے لیے کوڈورڈز مقرر ہوگئے تھے۔ اس نے کہہ دیا تھا، مقررہ وقت سے پہلے وہ آرمر کو بھی دماغ میں نہیں آنے دے گا۔

وہ دن کے گیارہ بجے ایک بہت بڑے ڈیپارٹمنٹل اسٹور میں آیا۔ سفر کے لیے چند جوڑے کپڑے اور کچھ ضروری سامان خریدنا چاہتا تھا۔ اس کے علاوہ نگرانی کرنے والے دشمنوں کو بھی پہچاننا چاہتا تھا۔ وہ بڑے اطمینان سے خریداری کر رہا تھا۔ اپنے آس پاس محتاط نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ کبھی کبھی دُور تک نظریں دوڑاتا تھا۔ ایک بار اسٹور کے داخلی دروازے پر نظر گئی تو وہ چونک گیا۔ چند لمحوں کے لیے اُسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا۔ اس نے دوسری بار دیکھا۔ فرزانہ دکھائی دے رہی تھی۔ وہ فرزانہ جو اس کے سامنے آگ میں جل گئی تھی، جس نے اُس کی آغوش میں دَم توڑا تھا۔ وہ پھر زندہ ہوکر نگاہوں

کے سامنے آگئی تھی۔ اس کے بالکل قریب سے گزرتے ہوئے زنانہ ملبوسات کے شوروم کی طرف جارہی تھی۔ اس کے ساتھ ایک بوڑھی عورت اور ایک جوان لڑکا تھا۔ وہ اسٹور کے دوسرے حصے میں جاکر نظروں سے اوجھل ہوگئی تھی لیکن علی تیمور اُس جگہ کو دیکھتا ہوا سوچ میں گم ہوگیا تھا، جہاں وہ نظروں سے اوجھل ہوگئی تھی۔

اس نے سوچا، زنانہ ملبوسات کے شوروم میں جانا چاہیے! مگر دماغ نے سمجھایا، یہ دشمنوں کی چال ہوسکتی ہے۔ وہ تصدیق کرنا چاہتے ہیں کہ میک اَپ کے پیچھے علی تیمور ہے اور اگر ہے تو فرزانہ کی ہم شکل کے پیچھے بے اختیار جائے گا۔ لہٰذا وہ بے اختیار ملبوسات کے شوروم میں چلا آیا۔ بیچارے دشمنوں کو مایوس نہیں کرنا چاہتا تھا۔

وہ اپنے لیے لباس کا انتخاب کر رہی تھی۔ اُس کے ساتھ آنے والا نوجوان کہہ رہا تھا "ایمی! یہ لباس تم پر خوب جچے گا!"

وہ بولی "جی نہیں، مجھے گہرا سُرخ رنگ پسند نہیں ہے۔"

بوڑھی عورت نے کہا "بیٹی! کبھی اپنے بھائی کی پسند کو بھی مان لیا کرو۔ آخر یہ مرد ہے، سمجھتا ہے کہ عورت کو کیسا پہننا چاہیے۔"

ایمی نے کہا "بے شک راجر مرد ہے، لیکن بھائی ہے۔ ایک بھائی اور کسی آئیڈیل کی پسند میں بڑا فرق ہوتا ہے۔"

راجر نے کہا "تمھارا آئیڈیل تو اس دنیا میں نہیں ہے۔ پتا نہیں تمھارے دماغ میں کیا ہے، جو بھی تم میں دلچسپی لیتا ہے، تم اسے اونہہ کہہ کر مسترد کردیتی ہو۔"

وہ ناگواری سے بولی "پلیز راجر! ہم یہاں شاپنگ کے لیے آئے ہیں۔ اس ڈیپارٹمنٹل اسٹور میں کوئی آئیڈیل نہیں ملتا جو کچھ ملتا ہے اسے خرید کر چلو۔"

علی تیمور قریب ہی کھڑا لباس پسند کرنے کے بہانے ایمی کو دیکھ رہا تھا اور اُس کی باتیں سُن رہا تھا۔ اس کا نام اور لب و لہجہ فرزانہ سے مختلف تھا۔ اس کے باوجود وہ سر سے پاؤں تک فرزانہ دکھائی دے رہی تھی۔

کوئی ضروری نہیں تھا کہ یہ دشمنوں کی چال ہو۔ قدرت کے کارخانے سے کتنے ہی ہم شکل اس دنیا میں آتے ہیں۔ زمین کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک کوئی نہ کوئی کسی نہ کسی کا ہم شکل نظر آ ہی جاتا ہے۔ ایمی، اس کی بوڑھی ماں اور راجر کی باتوں میں تصنع کی جھلک نہیں تھی اور نہ ہی کسی طرح کی ایکٹنگ کا شبہ ہورہا تھا۔

وہ لباس کے بعد میک اَپ کا سامان خرید رہی تھی۔ جب تک وہ شوق کی چیزیں پسند کرتی رہی، وہ اسے اِدھر اُدھر جاکر دیکھتا رہا۔ یہ جانتا تھا، مرنے والے کبھی واپس نہیں آسکتے، مگر اُسے لگ رہا تھا کہ وہ واپس آگئی ہے۔ وہ دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا، دل تو بہکنے، بھٹکنے اور پیار میں دھڑکنے کے لیے ہوتا ہے۔ اسے اس کے حال پر چھوڑ دینا چاہیے۔ مجھے ہمیشہ بیدار ذہن رہنا سکھایا گیا ہے۔ مَیں دماغی طور پر محتاط رہوں گا اور دل کے اعتبار سے غافل رہوں گا۔ دل شرارت میں رہے گا اور دماغ حرارت میں رہے گا۔

لیکن پھر اچانک اس کے دیکھتے دیکھتے اور سوچتے سوچتے وہ جانے لگی۔ علی تیمور نے اپنے سامان کا بل ادا کیا پھر اس کے پیچھے تھوڑا فاصلہ رکھ کر جانے لگا۔ وہ جو کسی کے حسن و شباب میں دلچسپی نہیں لیتا تھا، سحر زدہ ہوکر پیچھے پیچھے جارہا تھا۔

ڈیپارٹمنٹل اسٹور کے باہر فٹ پاتھ پر مردوں، عورتوں اور بچوں کی اچھی خاصی آمد و رفت تھی۔ ایمی نے اپنی کار شاید کہیں دُور پارک کی تھی، اسی لیے وہ ماں اور بھائی کے ساتھ پیدل جارہی تھی۔ اچانک ایک جوان علی تیمور کو دھکا دے کر دوڑتا ہوا ایمی کے پاس پہنچا۔ اُس کی ماں کو بھی ایک طرف گرا کر اس نے ایمی کا پرس چھینا، پھر بھاگنے لگا۔ اس واردات سے لوگ پریشان ہوکر ایک طرف ہوگئے تھے، پرس چھیننے والے کو بھاگنے کا صاف راستہ مل گیا تھا لیکن ایمی نے یکبارگی چھلانگ لگائی۔ فضا میں قلابازی کھائی، پھر اس کے سر پر سے گزرتی ہوئی سامنے آکر دیوار بن گئی۔

پرس چھیننے والے کو سوچنے کا موقع نہیں ملا۔ اس کے مُنہ پر ایک کِک لگی۔ وہ بڑی تیز اور پھرتیلی تھی۔ اس نے گھوم کر دوسری کِک ماری۔ پرس اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ وہ قریبی عمارت کی دیوار سے جاکر ٹکرایا، پھر فٹ پاتھ پر گر پڑا۔ ایمی نے اپنا پرس اٹھایا پھر اس کی جانب دیکھے بغیر اس طرح اطمینان سے جانے لگی جیسے یقین ہو کہ ایک بدمعاش کے لیے اتنی ہی خوراک کافی ہے۔

فٹ پاتھ پر اچھی خاصی بھیڑ لگ گئی تھی۔ پولیس والے اس چور کو زمین پر سے اٹھا رہے تھے۔ علی تیمور بھیڑ کو چیرتا ہوا آگے بڑھا۔ وہ اپنی کار میں بیٹھ گئی تھی اور وہ کار ایک یوٹرن لے رہی تھی۔ علی تیمور کی کار بہت پیچھے فٹ پاتھ کے کنارے تھی۔ وہاں تک جاکر ایمی کا تعاقب نہیں کیا جاسکتا تھا۔ اتنی دیر میں وہ جانے کہاں چلی جاتی۔ اس نے آس پاس نظر دوڑائی، کوئی ٹیکسی بھی دکھائی نہیں دی۔ ایمی کی کار دُور جاکر ٹریفک کے ہجوم میں گم ہوگئی تھی۔ اس نے بڑی حسرت سے کہا "آدمی کو اتنا ہی ملتا

ہے جتنا تقدیر دیتی ہے اور اگر یہ دشمنوں کی مہربانی ہے تو یہ مہربانی پھر ہوگی۔"

وہ اپنی کار میں آکر بیٹھ گیا۔ اطمینان سے ڈرائیو کرتا ہوا ہوٹل پہنچا۔ وہاں اس نے ہوٹل کی کار واپس کی، بل ادا کیا پھر اٹیچی لے کر نکل پڑا۔ ابھی روانگی میں پورے پانچ گھنٹے باقی تھے۔ وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھ گیا پھر ڈرائیور سے بولا۔ "اپنے شہر کی سیر کراؤ۔ ایک گھنٹے بعد ائرپورٹ پہنچا دینا۔"

ٹیکسی چل پڑی۔ وہ کھڑکی سے باہر گزرتے ہوئے لوگوں کو دیکھنے لگا۔ دل کہتا تھا کہیں امی نظر آجائے گی۔ وہ ایک چہرہ دیکھنے کے لیے سیکڑوں ہزاروں چہرے دیکھتا چلا گیا اور مایوسی کہتی گئی ہے، تھی جس کی جستجو وہ مسیحا نہیں ملا۔

ایک گھنٹے بعد وہ ائرپورٹ پہنچ گیا۔ وہاں بھی اس کی نظریں بھٹکتی رہیں۔ وہ وزیٹرز لابی کا ایک چکر لگا کر کاؤنٹر پر آیا۔ بورڈنگ کارڈ لے کر ویٹنگ روم میں پہنچا۔ وہاں بھی وہ نہیں تھی۔ اس نے ایک کولڈ ڈرنک لیا پھر پیتے ہوئے دل ہی دل میں کہا: "اس ڈرامے میں چونکا دینے والا موڑ آئے گا، اب وہ طیارے میں ضرور ملے گی۔"

جب وہ طیارے میں پہنچا تو اندازہ درست نکلا۔ وہ کھڑکی کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی اور اس کے برابر والی سیٹ علی تیمور کی تھی۔ بہت ہی گھسا پٹا ڈراما تھا۔ جس شدت سے امی کی تلاش تھی، اُسے پاکر اتنی خوشی نہیں ہوئی۔ وہ آرام سے سیٹ پر بیٹھ کر بولا۔ "ہیلو امی!"

اس نے چونک کر اُسے دیکھا، پھر پوچھا۔ "تم کون ہو؟ مجھے کیسے جانتے ہو؟"

"مس! پتا نہیں تم مسز ہو یا مس لیکن میں تمھیں مس نہیں کرنا چاہتا تھا۔ آج ڈیپارٹمنٹل اسٹور میں تمھیں دیکھا تو دل ہار گیا۔ میں تمھارے پیچھے گھر تک جانا چاہتا تھا مگر دماغ نے سمجھایا، اس کی ضرورت نہیں ہے، یہ آج نیویارک تک میرے ساتھ سفر کرے گی۔"

"مجھے اُلجھی ہوئی باتیں پسند نہیں ہیں۔ سیدھا سا جواب دو، تم مجھے کیسے جانتے ہو؟"

"میرے دماغ میں کوئی آکر بولتا ہے جس کے متعلق جاننا چاہتا ہوں، وہ اس کے بارے میں پوری معلومات فراہم کر دیتا ہے۔"

"کون ہے وہ؟"

"میں نے تو نہیں پوچھا کہ ابھی تمھارے دماغ میں کون بول رہا تھا۔"

وہ ذرا چونکی۔ پھر سنبھل کر بولی۔ "تم بکواس کر رہے ہو۔ معلوم ہوتا ہے، ٹیلی پیتھی کی کتابیں پڑھتے ہو یا فرہاد علی تیمور کی طرح تم بھی خیال خوانی کے خواب دیکھتے ہو۔"

"اچھا تو تم فرہاد علی تیمور کو جانتی ہو؟"

"آں۔ ہاں۔ جانتی ہوں مگر آنکھوں سے کبھی اُسے نہیں دیکھا اور جب تک آنکھوں سے نہ دیکھ لوں، یہ کبھی یقین نہیں کروں گی کہ دوسرا کوئی ہمارے دماغ میں آکر بول سکتا ہے۔"

"لیکن میرے اندر کوئی۔۔۔"

وہ کہتے کہتے رُک گیا پھر امی سے بولا۔ "ذرا ایک منٹ کے لیے خاموش ہو رہا ہوں۔ وہ سوچ کے ذریعے مجھ سے کوئی خاص بات کہہ رہا ہے۔"

اتنا کہہ کر وہ خاموش ہوگیا۔ طیارے کے اندر ایک طرف یوں تکنے لگا جیسے دماغ کے اندر کسی کی خاص بات سُن رہا ہو۔ اسی وقت اس نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا پھر کہا۔ "میں سمجھ رہا تھا امی کے دماغ سے نکل کر میرے دماغ میں اس لیے آؤ گے کہ کوئی مجھ سے پرائیویٹ باتیں کر رہا ہے۔ ایسے میں میں دوسری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کروں گا۔ تمھاری احمقانہ آمد کا شکریہ، اب جاؤ۔"

اس نے سانس روک لی۔ ڈیگر باہر نکل گیا پھر امی کے دماغ میں آکر دوسرے ڈیگر سے بولا۔ "یہ شیطان کے بچے ہیں، اپنے باپ سے بھی زیادہ چالاک ہیں۔ اس کے دماغ میں کوئی نہیں تھا۔ اس نے امی کی اصلیت معلوم کرنے کے لیے باتیں بنائی تھیں اور تم نے اس کی باتوں میں آکر مجھے اس کے دماغ میں جانے کے لیے کہہ دیا۔"

"کیا واقعی اس کے اندر کوئی نہیں تھا؟"

"جب وہ اپنی ماں کو آنے نہیں دیتا تو بھلا کسی دوسرے کو کیسے آنے دے گا۔ میرے پہنچتے ہی اس نے ہم پر طنز کیا اور سانس روک لی۔"

امی نے علی تیمور کی چالاکی پر اُسے کن انکھیوں سے دیکھا اور سوچا: مائی گاڈ! مجھے پارس اور علی تیمور کے متعلق بہت کچھ بتایا گیا ہے مگر اس کے شاطرانہ طریقۂ کار کو دیکھ کر پتا چلتا ہے، ابھی ان کے متعلق بہت کچھ معلوم کرنے کو رہ گیا ہے۔ کاش میں اس کی اصلی صورت دیکھ سکتی!

ڈیگر اینڈ ڈیگر نے پوچھا۔ "کیا تم اس سے متاثر ہو رہی ہو؟"

وہ ناگواری سے بولی۔ "بکواس مت کرو، ٹیلی پیتھی سیکھ لینے سے عقل نہیں آجاتی۔ تم نے اس کے دماغ میں جانے کی غلطی کر کے کھیل بگاڑ دیا۔ میں اس بگڑی کو بنانے کی کوشش کروں گی ورنہ یہ نیویارک پہنچنے سے پہلے ہی ہاتھوں سے نکل جائے گا۔"

"ہمیں بتاؤ، تم کیا کرنا چاہتی ہو؟"

"میں تمھاری پابند نہیں ہوں، جاؤ، سپر ماسٹر سے کچھ عقل پِک کر لاؤ۔"

"تم ہماری توہین کر رہی ہو، غلطی ہر ایک سے ہوتی ہے، آئندہ ہم محتاط رہیں گے، ہمیں بتاؤ تم اب کیا کرو گی؟"

"تم دونوں پھر غلطی کر رہے ہو۔ کیا سوچنے کے لیے اتنی عقل بھی نہیں ہے کہ علی تیمور مجھے ڈیپارٹمنٹل اسٹور سے تاڑتا آرہا ہے، وہیں آرمر نے میری آواز سُنی ہوگی اور اسے بتایا ہوگا کہ میرا نام امی ہے اور میں اس کے ساتھ سفر کرنے والی ہوں۔"

"مگر تم سانس روک لیتی ہو۔ آرمر تمھارے دماغ میں کیسے آئے گا؟"

"میں ایسے وقت اُسے محسوس کر سکتی ہوں جب میرے دماغ میں کوئی نہ ہو مگر تم دونوں میں سے کوئی نہ کوئی آتا جاتا رہتا ہے۔ اس وقت بھی وہ سُن رہا ہوگا کہ میرا اگلا طریقۂ کار کیا ہوگا۔ کیا میں بتا دوں؟"

"نہیں، ہم پوچھ کر دوسری بار غلطی کر رہے ہیں۔ ہم تھوڑی دیر کے لیے جا رہے ہیں۔ تم اپنے طور پر کام کرو۔"

وہ دونوں چلے گئے۔ سوچ کے ذریعے باتیں کرتے وقت امی کی آنکھیں بند تھیں۔ اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا پھر چونک گئی۔ علی تیمور اپنی سیٹ پر نہیں تھا۔ کیا وہ سفر کا ارادہ ملتوی کر کے طیارے سے اُتر گیا ہے؟

اس نے سر گھما کر دیکھا، وہ دروازے کے پاس کھڑا ہوا ایک اسٹیورڈ سے باتیں کر رہا تھا۔ وہ جلدی سے اُٹھ کر تیزی سے چلتی ہوئی اس کے قریب آئی پھر بولی۔ "تم سیٹ چھوڑ کر کیوں آگئے؟"

اسٹیورڈ نے بتایا۔ "یہ اپنی سیٹ بدلنا چاہتے ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں، جہاز کو پرواز کرنے دیں۔ کوئی سیٹ خالی رہی یا کوئی سیٹ تبدیل کرنے پر راضی ہوا تو یہ جگہ بدل سکیں گے۔"

امی نے علی تیمور کے ہاتھ سے بورڈنگ کارڈ جھپٹ لیا پھر بولی۔ "سیٹ تبدیل نہیں ہوگی میری جان! محبت میں تکرار ہوتی ہی رہتی ہے۔ اس کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ تم مجھ سے دُور ہو کر میری انسلٹ کرو۔"

اس نے علی تیمور کے بازو کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔ اسٹیورڈ نے کہا۔ "یہ آپ لوگوں کا ذاتی معاملہ ہے بلکہ محبت کا معاملہ ہے، پہلے آپس میں فیصلہ کر لیں۔ میں ہر طرح خدمت کے لیے حاضر ہوں۔"

وہ امی کے ساتھ آکر اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ "اب کوئی نیا ڈراما شروع کر رہی ہو؟"

"بالکل نہیں۔ میں نے سانس روک کر انھیں بھگا دیا ہے۔"

"انھیں کا مطلب یہ ہوا کہ تمھارے پاس ایک سے زیادہ خیال خوانی کرنے والے ہیں۔"

"کیا تم نہیں جانتے کہ وہ دو ہیں؟"

"یہ مجھے تم بتا رہی ہو۔"

"تمھارا آرمر میرے دماغ میں آکر بہت کچھ پڑھ سکتا ہے۔ میں اسے کھلی چھٹی دوں گی۔ وہ میرے چور خیالات پڑھ کر تمھیں یقین دلائے گا کہ اب میں تمھارے لیے مخلص اور سنجیدہ ہوں، صرف اس وقت فراڈ کروں گی جب وہ دونوں میرے دماغ میں آئیں گے۔"

"وہ کون ہیں؟"

"سُپر ماسٹر انھیں ڈیگر اینڈ ڈیگر کہتا ہے۔ ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے ایک دوسرے کی تمام صلاحیتوں کو ان میں منتقل کیا گیا ہے۔ وہ عادتوں اور صلاحیتوں کے اعتبار سے جڑواں بھائی لگتے ہیں۔ اس لیے ڈیگر اینڈ ڈیگر کہلاتے ہیں۔ میری دانست میں وہ ناقابلِ شکست فائٹر ہیں، ذہین اور حاضر دماغ ہیں لیکن آج تمھارے جیسے پہاڑ کے سامنے وہ اونٹ لگ رہے تھے۔"

"تم اپنے لوگوں کے خلاف بول رہی ہو۔"

"میں انتظار کر رہی ہوں کہ میرے دماغ میں آرمر آئے اور تمھیں صحیح بات بتائے۔ میں بتاؤں گی تو تم یقین نہیں کرو گے۔"

"میں یقین کرنے کی کوشش کروں گا۔"

"میں اچھی فائٹر ہوں۔ ڈیگر اینڈ ڈیگر کے مقابلے میں دیر تک میدان نہیں چھوڑتی۔ ذہانت میں ان دونوں کو چیلنج کر سکتی ہوں۔ سپر ماسٹر مجھے کسی قابل سمجھتا ہے اسی لیے فرزانہ کا رول ادا کرنے کی اجازت دی ہے۔ مختصر یہ کہ میرے پاس جتنی بھی صلاحیتیں ہیں ان سے میں فرہاد علی تیمور کی فیملی کو فائدہ پہنچانا چاہتی ہوں۔"

"اس لیے تم پٹری بدل رہی ہو۔"

"تمھارے لہجے میں طنز ہے۔ میں جانتی ہوں زبان سے اپنی سچائی کا یقین نہیں دلا سکوں گی۔"

"ہاں، یہ مجبوری ہے۔ میرے پاس کوئی خیال خوانی کرنے والا نہیں ہے، ورنہ وہ اصلیت معلوم کر لیتا۔"

"کیا تم آرمر سے فائدہ نہیں اٹھاتے؟"

"نہیں، میں نے عہد کیا ہے جب تک اپنی ماں کو واپس نہیں لاؤں گا کسی کو دماغ میں آنے نہیں دوں گا۔ آرمر سے کوئی کام لوں گا تو اسے دماغ میں آنے کی اجازت دینی ہوگی لہٰذا میں اُسے بھی آنے نہیں دیتا۔"

"یہ کوئی دانش مندی نہیں ہے۔ سپر ماسٹر اور مالک مین کے پاس ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا اضافہ ہو رہا ہے۔ تمھارے لیے خطرات بڑھتے جا رہے ہیں اور تم آرمر کی مدد لینے سے انکار کر رہے ہو، یہ سراسر نادانی ہے۔"

"میری نادانی کو چھوڑو، یہ بتاؤ تم نے میری ماما کو دیکھا ہے؟"

"ہاں دیکھا ہے۔"

"اگر تم ہماری فیملی کے لیے اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرنا چاہتی ہو تو مجھے میری ماما تک پہنچا دو۔"

"میں ضرور پہنچاؤں گی لیکن تمھیں مایوسی ہو گی۔"

"تم سمجھتی ہو، میں اپنی ماں کو واپس نہیں لا سکوں گا؟"

"یہ بات نہیں ہے۔ تم بہت کچھ کر سکتے ہو مگر رسونتی دیوی اب تمھاری ماں نہیں رہی۔"

"تم کہنا کیا چاہتی ہو؟ اور یہ تم میری ماں کو دیوی کیوں کہہ رہی ہو؟"

"اس لیے کہ وہ اپنے ہندو دھرم کی طرف لوٹ گئی ہیں۔"

"نہیں۔ ماما ایسا نہیں کریں گی۔"

"ایسا ہو چکا ہے، وہ اپنی پچھلی زندگی بھول گئی ہیں۔ انھیں سمجھایا گیا ہے کہ وہ لاولد ہیں۔ تم اور پارس ہسونیکے بیٹے ہو۔ تم سب نے مل کر انھیں تباہ و برباد کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، تمھارا باپ ان کے ایک ہندو شوہر کا قاتل تھا اس طرح وہ تم سب کے خون کی پیاسی بن گئی ہیں۔"

"اوہ خدایا! یہ میں کیا سُن رہا ہوں؟"

وہ اپنی ماں کے متعلق سوچ میں گم ہو گیا وہ سمجھ رہا تھا برین واشنگ کے بعد ماما سب کچھ بھول جائیں گی، صرف وہی یاد رکھیں گی جو دشمن چاہیں گے پھر بھی اس کا دل نہیں مانتا تھا کہ اسے دل و جان سے چاہنے والی صرف اس کے لیے جینے اور مرنے والی ماں اپنے بیٹے کے خون کی پیاسی ہو گی۔

ایسی ہی باتوں کے دوران دونوں ڈیگر موجود تھے، بعد میں ایک چلا گیا تھا۔ دوسرا کہہ رہا تھا "تمھاری دُہری چال خوب ہے۔ علی تیمور تم پر بھروسا کرنے لگے گا۔"

وہ کَن انکھیوں سے علی تیمور کو دیکھتے ہوئے بولی۔ "دیکھیں کیا ہوتا ہے۔ یہ ابھی کسی گہری سوچ میں گم ہے۔"

"تم نے اس کی ماں کے متعلق چونکا دینے والی باتیں کی ہیں، یہ اب دیر تک الجھتا اور پریشان ہوتا رہے گا۔ کیا تمھیں یقین ہے کہ آرمر اس کے یا تمھارے دماغ میں نہیں آتا؟"

"مجھے یقین ہے میری باتوں کے دوران تم دو بار میرے دماغ سے گئے، میں نے کسی سوچ کی لہر کو محسوس نہیں کیا، ورنہ تمھارے جاتے ہی چھپے ہوئے آرمر کو محسوس کر لیتی۔ یوں بھی علی تیمور سچ کہہ رہا ہے۔ ہم اچھی طرح جانتے ہیں، یہ اپنی ماں کو بھی دماغ میں نہیں آنے دیتا۔ کسی بھی خیال خوانی کرنے والے دشمن سے محفوظ رہنے کے لیے آرمر کو بھی دُور رکھتا ہے۔"

"یہ تم نے اچھا کیا جو سپر ماسٹر کے خلاف رسونتی کے متعلق اسے سب کچھ سچ بتا دیا۔"

"نیویارک میں ماں بیٹے کا سامنا ہونے والا ہے، اس وقت علی تیمور کو جتنی باتیں معلوم ہونے والی ہیں، اتنی ہی باتیں میں نے پہلے سے بتا کر اعتماد حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن یہ ابھی تک سوچ میں گم ہے۔ کاش! تم میں سے کوئی اس کے دماغ میں پہنچ سکتا۔ کم بخت کہیں میرے خلاف نہ سوچ رہا ہو۔"

دوسرے ڈیگر نے آ کر کہا "امی مبارک ہو۔ میں نے سپر ماسٹر کو تمھارے موجودہ طریقۂ کار کے متعلق بتایا ہے۔ وہ تم سے بہت خوش ہے، وہ تمھیں سونیا کی طرح مکار سمجھتا ہے اور یہ تمھارے لیے بہت بڑا اعزاز ہے۔"

وہ خوش ہو گئی تھی اور بے اختیار مسکرا رہی تھی۔ علی تیمور نے سوچنے کے دوران کَن انکھیوں سے اسے دیکھا پھر ٹھٹک گیا۔ اس کی غیر معمولی ذہانت نے سوال کیا "کیا یہ اپنی مکاری پر خوش ہو رہی ہے؟"

یہ انسانی کمزوری ہے۔ آدمی اپنے مخالف کو پریشانی سے سوچتے دیکھ کر اپنی کامیابی پر مسکراتا ہے اور سونیا کی طرح مکار کہلانے والی امی سے یہ غلطی ہو چکی تھی۔

***

پتا نہیں سونیا نے اس کے دونوں ہاتھوں کی کتنی انگلیوں کو توڑ ڈالا تھا۔ پاسکل بوبا کو یوں لگ رہا تھا جیسے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے ہیں۔ اگر کسی نے اسے نہ بچایا تو دونوں پاؤں بھی ٹوٹ جائیں گے اور اس طرح وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بے دست و پا کہلائے گا۔

سونیا نے اسے چھوڑ دیا۔ ایک طرف ہٹ کر بولی "تنومند شہ زور ہے۔ تم اسے قابو میں نہیں کر سکتے تھے اس لیے شیطانی چال چلی۔ اس کے اعصاب کمزور کر دیے۔ جب لڑکی کے قدموں کی چاپ سُن کر بڑے بڑے خطرناک مجرم چھپنے لگتے ہیں، وہ ابھی بے دست و پا ہو کر پڑی ہے۔ میں نے بھی تمھارے ساتھ یہ سلوک کیا ہے۔ جاؤ وہ حسین اور پُرشباب لڑکی بستر پر پڑی ہے۔ مرد ہو تو اپنی ہوس پوری کر لو۔"

وہ تکلیف سے کراہتے ہوئے بولا "نادیہ! یہ نہ بھولو تم ہمارے ملک میں ہو، میں تمھارا جینا محال کر دوں گا۔ تم اپنی بھلائی چاہتی ہو تو مجھے طبی امداد پہنچانے کے لیے فوراً ڈاکٹر اور ایمبولینس طلب کرو۔"

سونیا نے پوچھا "کیوں تاتیانہ! تمھارا کیا خیال ہے؟"

وہ بولی "یہ کمینہ ہے مگر ہمارے ملک کا سرمایہ ہے، اسے خیال خوانی کے لیے اور ملک کی خدمت کرنے کے لیے زندہ رہنا چاہیے۔ میں نمبر بتا رہی ہوں تم میرے ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ سے بات کرو۔"

اسی وقت کسی نے 'ہالٹ' کہا۔ سونیا نے دروازے کی طرف دیکھا، ایک فوجی جوان گن لیے کھڑا تھا۔ دوسرے کئی مسلح جوان اندر آ رہے تھے۔ تاتیانہ نے کہا "اس شخص کو حراست میں لے لو اور ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ کے پاس لے چلو، وہیں اس کے لیے طبی امداد فراہم کرو۔"

ایک فوجی افسر نے کہا "ہمیں بتایا گیا تھا کہ کوئی شخص آپ کو نقصان پہنچانے والا ہے۔ ہم آپ کی نگرانی کرتے رہتے تھے، آج یہ گرفتار ہو ہی گیا۔ ہم اس سے اصلیت اگلوا لیں گے۔"

"اسے کوئی نقصان نہ پہنچایا جائے اور نہ ہی اس کی گرفتاری کا ذکر کسی سے کیا جائے، اس کا فیصلہ ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ کے دفتر میں ہو گا۔"

ان مسلح فوجیوں سے پاسکل بوبا کی اصلیت چھپائی جا رہی تھی۔ وہ اسے پکڑ کر لے گئے۔ سونیا نے نمبر ملانے کے بعد ریسیور تاتیانہ کو دیا، وہ اسے کان سے لگا کر بولی "پاسکل بوبا میرے لیے آستین کا سانپ ثابت ہوا ہے، اُسے ایک مجرم کی طرح آپ کے سامنے لایا جا رہا ہے۔ اس کی کمینگی کے باعث میں کمزوری محسوس کر رہی ہوں۔ ابھی آپ کے سامنے حاضر نہیں ہو سکتی، اس لیے فون پر پوری تفصیل بیان کر رہی ہوں۔"

وہ شروع سے آخر تک بتانے لگی۔ ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ نے پوری رپورٹ سُننے کے بعد کہا "میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا، ہمارا پاسکل ایسی گری ہوئی حرکت کرے گا۔ وہ اس ملک کے لیے اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ ہماری زندگی کے لیے سانس ہوتی ہے۔ بہرحال تم یہاں آؤ گی تو ہم اس کے متعلق کسی نتیجے پر پہنچیں گے۔ تمھارے لیے ڈاکٹر آ رہا ہے۔"

"میں نادیہ کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتی ہوں۔"

"رکھ سکتی ہو۔ مادیہ کے پاس ڈمی پارس پہنچ رہا ہے۔ اس غیر معمولی لڑکی کو قابو میں رکھنے کے لیے اب نادیہ کو سونیا کا رول ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ویسے یہ نادیہ، سونیا سے کچھ کم نہیں ہے۔ اس نے دوبارہ تمھاری جان بچائی اور تمھاری عزت پر آنچ نہیں آنے دی۔ ہر بار اس نے حیرت انگیز صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا ہے۔ اپنی آنکھوں کی پُراسرار قوت سے دشمن خیال خوانی کرنے والے کو بھگا دیا تھا اور آج کسی نامعلوم داؤ پیچ کے ذریعے پاسکل کی انگلیاں توڑ دی ہیں۔ یہ عورت بہت خطرناک ہے، تمھیں ہوشیار رہنا چاہیے۔"

"میں نے اپنی زندگی میں کسی پر بھروسا نہیں کیا۔ نادیہ پر بھی نہیں کروں گی لیکن تمام عمر اس کی احسان مند رہوں گی اور اپنی جان کی طرح اسے عزیز رکھوں گی۔"

اس نے کچھ اور باتیں کرنے کے بعد ریسیور رکھ دیا پھر سونیا سے کہا "میں نے اپنے اعلیٰ افسر سے جو کچھ کہا ہے، وہ تم نے سُنا ہے۔ میں تم پر کبھی بھروسا نہیں کروں گی لیکن محبت اتنی کروں گی کہ تمھارے لیے وقت آنے پر جان کی بھی بازی لگا دوں گی۔"

"تم مجھے چاہتی ہو یہی کافی ہے۔ یہاں ڈمی پارس آ رہا ہے، میری ضرورت نہیں رہی ہے۔ مجھے واپس جانے دو۔"

"پیرس میں تمھارا کوئی گھر والا نہیں ہے۔ بچے نہیں ہیں۔ کیسینو کی آمدنی تمھارے بینک میں جمع ہوتی رہے گی یا تمھارے وفادار اسے کالا دھن بناتے رہیں گے، وہاں جا کر کیا کرو گی، میرے ساتھ رہو، مجھے تمھاری ضرورت ہے۔"

"جہاں میری ذات پر بھروسا نہ ہو، وہاں میں نہیں رہتی۔"

"نادیہ! مجھے سمجھنے کی کوشش کرو۔ ہمارے ملک میں ایسے جاسوس بھی آتے ہیں جو ہمارے اعلیٰ افسران کا بھرپور اعتماد حاصل کرتے ہیں، جب وہ یہاں سے کوئی اہم راز چُرا کر لے جاتے ہیں یا چُرا لے جانے سے پہلے مارے جاتے ہیں، تب عقل آتی ہے کہ ملکی معاملات میں کبھی کسی پر بھروسا نہیں کرنا چاہیے۔ میں تمھیں بھی یہی مشورہ دیتی ہوں کہ مجھ پر بھی زیادہ اعتماد نہ کرو، اگر میں نے کبھی اپنے ملک کے خلاف تمھیں کوئی قدم اٹھاتے دیکھ لیا تو تمھیں دوسری سانس لینے کی مہلت نہیں دوں گی۔"

"تم مجھے اپنے ساتھ کیوں رکھنا چاہتی ہو؟"

"تم ذہین ہو کر ایسا سوال کر رہی ہو۔ پہلے سپر ماسٹر کا خیال خوانی کرنے والا میرا دشمن تھا۔ اب یہ پاسکل بوبا بھی کھل کر دشمنی کر چکا ہے۔ میں جانتی ہوں، اسے سزا نہیں ہو گی۔ وارننگ دے کر چھوڑ دیا جائے گا۔ وہ مجھ سے آئندہ دشمنی نہ کرنے کا وعدہ کرے گا لیکن پھر کسی ہتھکنڈے سے نقصان پہنچائے گا۔ مجھے کمزور بنا کر دماغی جھٹکے پہنچائے گا اور الزام سپر ماسٹر کے خیال خوانی کرنے والے کو دے گا۔ صرف ایک تم ایسی ہو جو کسی کو بھی میرے دماغ سے بھگا سکتی ہو۔ جب تک دشمن

خیال خوانی کرنے والے فنا نہیں ہوں گے، میں تمھیں جانے نہیں دوں گی۔"

"یعنی تم مجھے جبراً روک سکتی ہو؟"

"ایسا وقت نہ آنے دو، تم سمجھ دار ہو۔"

"مجھ پر جبر کروگی اور مجھ سے توقع بھی کروگی کہ میں خیال خوانی کرنے والوں سے تمھیں بچا کر رکھوں گی؟ کیا یہ تمھاری دانائی ہے؟"

"جب تمھیں جبراً روکا جائے گا تب میں تم سے دوستی اور وفاداری کی توقع نہیں کروں گی۔ فی الحال تم دوست ہو، دوستانہ انداز میں فیصلہ کرو۔"

سونیا ایک طرف سے دوسری طرف جاتے ہوئے بولی۔ "میں تمھارے ملک میں آئی تو پاسکل بوبا کی موت آتے آتے رہ گئی۔ میں چاہتی تو وہ ابھی زندہ نہ رہتا۔ اگر تم اپنے ذرائع سے سپر ماسٹر تک پہنچا دو تو میں اس کے خیال خوانی کرنے والے کو ختم کر دوں گی۔ جب تمھارا دشمن نہیں ہوگا تو تمھیں میری ضرورت بھی نہیں رہے گی۔"

"تم میرے دل کی بات کہہ رہی ہو، میں خود امریکا جانا چاہتی ہوں۔ آج کل جوجو کو ایک تجربے سے گزارا جا رہا ہے۔ کل تک اس کا نتیجہ معلوم ہوگا۔ جب میرے اعلیٰ حکام کو یہ اطمینان ہو جائے گا کہ پاسکل کے علاوہ جوجو کی خیال خوانی بھی ہمارے کام آ رہی ہے تو مجھے یہاں سے جانے کی اجازت مل جائے گی، تم میرے ساتھ چلوگی۔"

سونیا نے کہا۔ "میں نے سنا ہے، جوجو کا ذہن بچگانہ ہے، وہ بھلا اس ملک کے لیے کیا کام کرے گی۔ جب کہ اس نے فرہاد کی زندگی میں کچھ نہیں کیا تھا۔"

وہ مسکراتے ہوئے بولی۔ "یہی تجربہ کیا جا رہا ہے، پہلے وہ عمر رسیدہ بچی تھی، اب اپنی عمر کے مطابق ذہانت سے بھرپور بنائی جا رہی ہے۔ اس کے دماغ کا آپریشن کیا گیا ہے۔ ڈاکٹروں کو یقین ہے کہ خاطر خواہ نتائج سامنے آئیں گے۔"

"یہ روسی ڈاکٹروں کا حیرت انگیز کارنامہ ہوگا۔ کیا میں جوجو کو دیکھ سکوں گی؟"

"سوری، اس کے پاس ماسک مین کے علاوہ دو ڈاکٹر اور دو نرسیں ہی جا سکتی ہیں۔ میں اپنے خصوصی اجازت نامے کے ذریعے جا سکتی ہوں۔ لیکن جانا ضروری نہیں سمجھتی۔"

"کیا یہ تجسس پیدا نہیں ہوتا کہ بچگانہ ذہن رکھنے والی اپنی عمر کے مطابق کیسے ذہین ہوگی اور اب وہ کیسی لگے گی؟"

"ہاں، اسے دیکھنے کو جی چاہتا ہے مگر جلدی کیا ہے۔ میں اہم ملکی معاملات کے دوران اس سے کہیں نہ کہیں ضرور مل لوں گی۔"

سونیا نے جوجو کے متعلق مزید گفتگو نہیں کی۔ تاتیانا بہت شکی مزاج تھی، وہ کبھی یہ نہ بتاتی کہ جوجو کو کہاں رکھا گیا ہے۔ وہاں تاتیانہ کے علاج کے لیے ڈاکٹر آ گئے تھے۔ ماریہ اور مریم گہری نیند سے بیدار ہو گئی تھیں۔ ڈمی پارس بھی پہنچ گیا تھا۔ ماریہ اس سے بہل رہی تھی۔

ڈاکٹر نے تاتیانہ کو دوائیں کھانے کے لیے دیں، ایک انجکشن بھی لگایا پھر کہا۔ "تشویش کی بات نہیں ہے۔ بس تاتیانہ ایک دو گھنٹے کے اندر نارمل ہو جائیں گی۔"

ڈمی پارس نے سونیا سے تنہائی میں ملاقات کی اور کہا۔ "مس نادیہ! آپ سے مل کر بہت خوشی ہو رہی ہے۔ میں نے سنا ہے آپ زبردست فائٹر ہیں اور کوئی پراسرار علم جانتی ہیں۔"

"تم کیا جانتے ہو، بتاؤ تاکہ میں بھی خوش ہو سکوں۔"

"میں فوجی تربیت حاصل کر رہا ہوں۔ بہترین لڑاکا سمجھا جاتا ہوں، اس لیے پارس کا رول ادا کر رہا ہوں۔"

"جب یہاں جوجو لائی گئی تھی، تب بھی تم پارس بنے ہوئے تھے؟"

"ہاں، وہ بہت معصوم لڑکی تھی۔"

"تھی کا مطلب کیا ہوا؟"

"یہی کہ اب معصوم بچی نہیں رہے گی۔ اپنی عمر کے مطابق چالاک تیز و طرار بنائی جا رہی ہے۔"

"سنا ہے اس کے دماغ کا آپریشن کیا گیا ہے۔"

"ہاں، ہمارے اعلیٰ افسران اور اعلیٰ حکام آپریشن کے نتائج کا بے چینی سے انتظار کر رہے ہیں۔"

"کیا اس کی صورت اور لب و لہجہ بھی بدل جائے گا؟"

"پتا نہیں، کیا کچھ تبدیلیاں آئیں گی۔ اسے بڑے ... میں رکھا گیا ہے۔"

اسی وقت آرمر نے دماغ میں آتے ہی کوڈ ورڈز ادا کیے۔ سونیا نے ڈمی سے کہا۔ "اچھا میں ذرا باتھ روم جا رہی ہوں۔"

اس نے ڈمی کو ٹال دیا، باتھ روم میں جا کر بولی۔ "کوئی خاص بات ہے؟"

"جی ہاں، جوجو ہوش میں آ گئی ہے چوں کہ ابھی کمزور ہے اس لیے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر رہی۔"

"آرمر! یہ بہترین موقع ہے، تم تنویمی عمل کے ذریعے اسے اپنی معمولہ بنا سکتے ہو۔"

"لیکن وہاں پاسکل موجود ہوگا۔"

"میں نے اس کی انگلیاں توڑ دی ہیں، ابھی وہ خیال خوانی کے قابل نہیں ہے۔"

"خدا ہم پر مہربان ہے، میں ابھی اپنا کام کرتا ہوں۔"

وہ چلا گیا۔ سونیا باتھ روم سے باہر آئی۔ ماریہ خوبصورت لباس پہنے ہوئے تھی، خوش ہو کر بولی۔ "ممّا! میں پارس کے ساتھ گھومنے جا رہی ہوں۔"

"جاؤ بیٹی! مگر میری نصیحت یاد رکھو۔ غصہ برداشت کرنے کی کوشش کرتی رہو۔"

وہ ہنس کر بولی۔ "اب مجھے غصہ نہیں آئے گا، میرا پارس میرے ساتھ ہے۔"

وہ اس کے بازو میں بازو ڈال کر چلنا چاہتی تھی، ڈمی گھبرا کر پیچھے ہٹ گیا پھر بولا۔ "تم نے وعدہ کیا ہے، ہم ایک دوسرے سے کم از کم ایک بالشت دور رہیں گے۔"

وہ سرد آہ بھر کر بولی۔ "پتا نہیں میرے اندر سے یہ زہر کبھی ختم ہوگا یا نہیں؟ آہ! محبت کرنے والا بھی مجھ سے خوف کھاتا ہے۔"

وہ اس سے فاصلہ رکھتی ہوئی باہر چلی گئی۔ تاتیانہ بستر سے اٹھ کر ٹہل رہی تھی اور کہہ رہی تھی۔ "میں اچھی خاصی توانائی محسوس کر رہی ہوں۔ مریم! مجھے دودھ اور وٹین پلاؤ۔"

مریم اس کے لیے گرم دودھ میں اوولٹین ملانے لگی۔ تاتیانہ نے سونیا کو دیکھ کر کہا۔ "ڈاکٹر کی دوا نے خوب اثر کیا ہے۔ میں توانائی محسوس کر رہی ہوں۔"

"پاسکل کی دوا بھی عارضی کمزوری کے لیے تھی۔ چلو اچھا ہوا تم نارمل ہو گئی ہو۔"

"میں ابھی باہر جاؤں گی۔ تم بھی تیار ہو جاؤ، اپنا سامان لے کر چلو۔ آج سے تم میرے ساتھ رہوگی۔"

وہ اپنے کمرے میں آ گئی۔ لباس تبدیل کرنے کے بعد تاتیانہ کا انتظار کرنے لگی۔ آرمر نے آ کر کہا۔ "کام ہو گیا۔ جوجو نے ہوش میں آ کر دوبارہ آنکھیں بند کر لیں۔ ڈاکٹروں نے سمجھا وہ کمزوری کے باعث سو رہی ہے۔ انھوں نے اسے آرام کرنے کے لیے چھوڑ دیا۔ میں نے اس پر تنویمی عمل کیا تو وہ بڑی آسانی سے معمولہ بن گئی۔ میں اس کے دماغ میں یہ باتیں نقش کر چکا ہوں کہ وہ... صحت مند ہونے کے بعد میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرے گی، اگر محسوس کرے تو انھیں نظر انداز کر دے گی۔ اب وہ تنویمی نیند پوری کر رہی ہے۔"

"شاباش! تم نے بہت بڑا کام کیا ہے۔ آئندہ بھی اس کے دماغ میں جا کر معلوم کرتے رہو کہ اسے کہاں رکھا گیا ہے اور اس کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے۔ ویسے اس کی ذہنی حالت کیسی ہے؟"

"افسوس، اب وہ پہلے والی جوجو نہیں رہی۔ وہ بچپن سے اب تک کے تمام رشتوں کو بھول چکی ہے۔ پتا نہیں تجربے کار ماہر ڈاکٹروں نے دماغ کے کس حصے کا آپریشن کیا اور کن حصوں کو چھوڑ دیا۔ جوجو کو وہ تمام علم و ہنر یاد ہیں جو وہ حاصل کر چکی ہے۔ اسے خیال خوانی کی تکنیک یاد ہے۔"

"ماسک مین کو صرف اس کی ٹیلی پیتھی سے دلچسپی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ آپریشن کے بعد بھی ٹیلی پیتھی کی صلاحیت باقی ہے ورنہ وہ لوگ جوجو کو ناکارہ سمجھ کر مار ڈالتے۔"

"مجھے ... ہے کہ میری جوجو ... کی طرح زندگی گزارے گی۔ ٹیلی پیتھی کا علم بھی برقرار رہے گا۔ اس طرح وہ زندگی کی تمام خوشیاں حاصل کرے گی۔"

"ہاں آرمر! یہ ہم سب کے لیے خوشی کی بات ہے۔ دشمنوں کی دشمنی سے جوجو کو بہت بڑا فائدہ پہنچ رہا ہے۔"

"دو گھنٹے بعد تنویمی نیند پوری ہو جائے گی۔ میں اس کے دماغ میں رہا کروں گا۔"

"ٹھیک ہے، اسے زیادہ سے زیادہ اٹینڈ کرو لیکن ہر آدھ گھنٹے بعد مجھ سے رابطہ قائم کرتے رہو۔ مجھے کسی وقت بھی تمھاری ضرورت پیش آ سکتی ہے۔"

وہ آرمر کے جانے کے بعد سوچنے لگی۔ "ایک بہت بڑا مرحلہ طے ہو گیا ہے۔ آرمر جب چاہے گا جوجو کے پاس پہنچ جائے گا اور مجھے بھی اس کے صحیح حالات معلوم ہوتے رہیں گے۔ اب دو بہت ہی مشکل مرحلے رہ گئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ جوجو کو کسی طرح خفیہ اڈے سے نکالنا، دوسرا یہ کہ اسے اس ملک کی سرحد سے باہر لے جانا۔ یہ تقریباً ناممکن ہے، یہاں قدم قدم پر پابندیاں ہیں۔ یہاں غیر ملکی طیارے یا ہیلی کاپٹر خفیہ پرواز نہیں کر سکتے اور اس ملک کے کسی طیارے کو اغوا کر کے لے جانا ممکن نہیں ہے۔ لیکن ناممکن کو کسی طرح ممکن بنانے کی کوشش کروں گی۔"

وہ خیالات سے چونک پڑی۔ تاتیانہ کمرے میں آ کر پوچھ رہی تھی۔ "کیا سوچ رہی ہو؟"

وہ ایک گہری سانس لے کر بولی۔ "تم مجھے اپنے ساتھ رکھنا چاہتی ہو۔ یہ میرے لیے بہت ہی خوشی کی بات ہے۔ لیکن میں محسوس کر رہی ہوں کہ میں ایک قیدی ہوں۔ اس ملک کی اور اس شہر کی جی بھر کے سیر نہیں کر سکوں گی۔"

تاتیانہ ہنستے ہوئے بولی۔ "یہ تمھارا خیال ہے۔ جہاں میں جاؤں گی، وہاں تم جاؤ گی۔ اس طرح تم صرف ماسکو شہر کو ہی نہیں

پورے سوویت روس کو دیکھ سکو گی، میں ابھی تمھیں شہر کی سیر کرادوں گی۔ تھوڑا پیدل بھی چلوں گی تاکہ توانائی اور تھکن کا اندازہ ہوسکے اور تمھاری بھی خواہش پوری ہوسکے۔"

سونیا اپنی اٹیچی اٹھا کر اس کے ساتھ باہر آئی۔ دو مسلح گارڈز وہاں موجود تھے۔ انھوں نے تاتیانہ کو سیلوٹ کیا۔ سونیا کی اٹیچی لے کر ڈگی میں رکھی۔ وہ دونوں فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئیں۔ تاتیانہ نے کارڈلیس ریسیور کے ذریعے انٹیلی جنس والوں کو بتایا کہ وہ نادیہ کے ساتھ شہر کے کون کون سے علاقوں اور بازاروں میں جائے گی اور کہاں گاڑی چھوڑ کر پیدل چلے گی۔ پھر واپس گاڑی میں آکر اپنی رہائش گاہ میں پہنچے گی۔ یہ اطلاع دینے کے بعد اس نے گاڑی اسٹارٹ کی پھر اسے آگے بڑھاتے ہوئے اطمینان سے ڈرائیو کرنے لگی۔

سونیا نے پوچھا "یہاں تمھاری حیثیت کسی اعلیٰ حاکم سے کم نہیں ہے پھر بھی تم روانگی سے قبل رپورٹ دیتی ہو۔ کیا یہ پابندی نہیں ہے؟"

"اعلیٰ حکام بھی پابند ہوتے ہیں اور میری طرح روانگی سے پہلے پورا پروگرام طے کر لیتے ہیں اور ایسا ہر ملک کے حکام کرتے ہیں۔ ایسی پابندیاں تحفظ فراہم کرتی ہیں۔"

وہ مختلف موضوعات پر باتیں کرتی ہوئی ہنستی بولتی ہوئی ایک بازار کے قریب پہنچ گئیں۔ پھر تاتیانہ ایک جگہ گاڑی پارک کر کے بولی "آؤ یہاں کے بازار کی سیر کرو اور جو چیز پسند آئے خرید لو۔"

"میرے پاس یہاں کی کرنسی نہیں ہے۔"

"میں یہاں کی چلتی پھرتی کرنسی ہوں۔ اکثر دکاندار مجھے جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے میرا خصوصی شناختی کارڈ دیکھ کر بل میرے دفتر میں بھیج دیتے ہیں۔"

سونیا نے اس کے ساتھ بازار کی سیر کی۔ اسے خریداری کا شوق نہیں تھا۔ تاتیانہ نے [illegible] پہلے حد اصرار پر اس نے ایک لباس خرید لیا۔ [illegible] میں آکر بیٹھ گئیں۔

سونیا نے پوچھا "کیا تم تھکن محسوس کر رہی ہو؟"

"بالکل نہیں، میں پہلے کی طرح نارمل ہوں، جسمانی تھکن نہیں ہے اگر وہ کم بخت پاسکل دھوکے سے دوا نہ کھلاتا تو میں اب تک دماغی توانائی بھی حاصل کر لیتی۔"

"فکر نہ کرو میں تمھارے ساتھ ہوں۔"

"بے شک، تمھاری موجودگی میں کوئی خیال خوانی کرنے والا مجھے نقصان نہیں پہنچائے گا لیکن وہ ابھی چپ ہوگا۔ یہ سوچ کر بے چینی سی ہوتی ہے، میں مجبور بن کر

نہیں رہنا چاہتی، جلد از جلد دماغی توانائی حاصل کر کے اپنے اندر چھپے ہوئے دشمنوں کو بھگانا چاہتی ہوں۔"

اس نے ایک بہت بڑے پارک کے سامنے گاڑی روک دی۔ وہ پارک بہت خوبصورت تھا۔ رنگ برنگے خوشنما پھول اپنی اپنی بہار دکھا رہے تھے۔ صحت مند عورتیں مرد بچے اور بوڑھے وہاں ٹہل رہے تھے یا دھوپ میں بیٹھے سردی اور سورج کی ہلکی دھوپ کا لطف اٹھا رہے تھے۔ تاتیانہ سبز ملائم گھاس پر چلتے ہوئے پنجوں کے بل اچھلنے لگی۔ وہ دوڑنے اچھلنے کودنے اور دشمنوں سے مقابلہ کرنے کے دوران تھکتی نہیں تھی۔ اس وقت آزمانا چاہتی تھی کہ بیماری اور اعصابی کمزوریوں سے گزرنے کے بعد اب کتنی دیر تک محنت کر سکتی ہے۔

ورزش کے دوران سونیا اُسے مسکرا کر دیکھ رہی تھی۔ آرمر حسب وعدہ آدھے گھنٹے بعد آیا تھا اس طرح وہ دو بار آچکا تھا۔ دوسری بار سونیا نے کہا تھا "ماریہ کی خیریت معلوم کرو۔ مریم کے ذریعے تم ماریہ اور ڈمی پارس کا حال معلوم کر سکتے ہو۔ بلکہ اس ڈمی کے دماغ میں جاؤ، ہو سکتا ہے معلومات میں مزید اضافہ ہو جائے۔"

آرمر تیسری بار اس وقت آیا جب تاتیانہ پارک میں اچھل کود رہی تھی۔ اس نے سونیا سے کہا "ماریہ تفریح کے بعد واپس آگئی ہے۔ وہ پارس کو پاکر بہت خوش ہے۔ میں ڈمی کے دماغ میں گیا تھا۔ اس نے مجھے محسوس نہیں کیا۔ معلوم ہوتا ہے وہ زیادہ دن زندہ نہیں رہے گا۔ ماریہ میں بے حد کشش محسوس کر رہا ہے۔ زہر کے خوف سے دور بھی رہتا ہے اور قریب بھی جانے کے لیے دل مچلتا ہے۔"

"ماریہ میں خطرناک حد تک زہریلی کشش ہے اور وہ بے حد حسین بھی ہے۔ مضبوط قوتِ ارادی رکھنے والے ہی خود کو اس کے قریب جانے سے بچا سکتے ہیں۔ ڈمی پاگل ہے۔ اس کے ارادے میں کمزوری پیدا ہوگی تو حرام موت مرے گا۔"

تاتیانہ پنجوں کے بل اچھلتی ہوئی آئی پھر ہانپتی ہوئی بولی "میں مزید ایک گھنٹے تک ہلکی پھلکی ورزش کر سکتی ہوں۔ مگر آج کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔ تمھارا کیا خیال ہے؟"

"ہاں خود کو زیادہ نہ تھکاؤ، تمھارا یہی حوصلہ رہا تو دو چار دن میں دماغی توانائی بحال ہو جائے گی۔"

وہ کار میں آکر بیٹھ گئیں۔ آرمر نے کہا "میں جا رہا ہوں"

وہ بولی "آرمر! ابھی اپنے دماغ سے بھی کچھ کرو۔ تم کتنی دیر سے تاتیانہ کے پاس نہیں گئے۔ اس کا دماغ پڑھتے ہوئے جاؤ۔"

وہ چلا گیا، شاید تاتیانہ کے دماغ سے کوئی خاص بات معلوم نہیں ہوئی تھی۔ اس لیے وہ واپس نہیں آیا۔ سونیا دیکھ رہی تھی، تاتیانہ نے انٹیلی جنس والوں کو اپنی تفریح کا جو پروگرام اور وقت بتایا تھا، اسی وقت کے مطابق وہ اپنی رہائش گاہ میں پہنچ گئی تھی۔ اس کا خوبصورت سا بنگلا چار کمروں پر مشتمل تھا۔ صرف ایک کمرا سونے اور آرام کرنے کے لیے تھا۔ باقی تین کمرے اس کی ضروریات کے سامان سے بھرے ہوئے تھے۔ ایک کمرے میں ہر طرح کے جدید ہتھیار، ویڈیو کیمرے، وی سی آر، ٹی وی اور ہزاروں ویڈیو کیسٹس تھے جن کے ذریعے دنیا بھر کی معلومات حاصل ہوتی تھیں۔

دوسرا کمرا ایک چھوٹی سی لیبارٹری بنا ہوا تھا۔ اس کا باپ ایک مشہور سائنسدان تھا۔ اس نے اپنے باپ سے بہت کچھ حاصل کیا تھا۔ فرصت کے وقت اس لیبارٹری میں کچھ نہ کچھ کرتی رہتی تھی۔ تیسرا کمرا ہوا دار تھا۔ وہاں ورزش کرنے اور جمناسٹک کی مشقیں کرنے کا تمام سامان موجود تھا۔ سونیا نے کہا "یہ کمرا میری ضرورت اور شوق کے مطابق ہے۔ کیا تمھیں سائنسی تجربات کا شوق ہے؟"

وہ اپنے شوق کے متعلق بتانے لگی۔ باتوں کے دوران آرمر نے آکر کہا "تمھیں خطرہ پیش آسکتا ہے۔ پیرس کے باس نے ماسک مین کو اطلاع دی ہے کہ اس نے پیرس میں نادیہ کو دیکھا ہے۔"

"اوہ گاڈ! یہ تو گڑبڑ ہو جائے گی۔ تمھیں یہ بات کیسے معلوم ہوئی؟"

"میں جوجو کے دماغ میں تھا۔ ماسک مین اُسے دیکھ رہا تھا وہ انٹیلی جنس کے ایک اعلیٰ افسر سے کہہ رہا تھا کہ پیرس کے باس کو تاکید کی گئی ہے وہ نادیہ کو دوبارہ تلاش کرے۔ نادیہ کے بنگلے اور کیسینو میں اس کے ماتحت نادیہ کے گھر ملازموں کو پکڑ کر لے جا رہے ہیں اور اس کے متعلق سوالات کر رہے ہیں۔ اگر پاسکل لوبا ذہنی نہ ہوتا تو وہ خیال خوانی کے ذریعے اسے ڈھونڈ نکالتا۔"

"آرمر! تم فوراً نادیہ کے پاس پہنچو اور اسے خطرے سے آگاہ کرو۔ تم نے ہی اس پر تنویمی عمل کیا تھا وہ تمھاری ہدایت پر عمل کرے گی۔ اس سے باتیں کر کے فوراً میرے پاس آؤ۔"

آرمر نے نادیہ کے پاس پہنچ کر پوچھا "کیا آج تم اپنے اصلی روپ میں باہر کہیں گئی تھیں؟"

"ہاں، سونیا نے مجھ پر عارضی میک اپ کیا تھا وہ آہستہ آہستہ بگڑ رہا تھا میں نے مجبوراً وہ میک اپ اتار دیا مگر میں ایسی کار میں گئی تھی جس کے شیشے کلرڈ ہیں، باہر سے کوئی اندر نہیں دیکھ سکتا۔"

"تم کار سے تھوڑی دیر کے لیے باہر نکلی ہوں گی یا کسی ضرورت سے شیشہ ہٹایا ہوگا۔ وہاں باس نے تمھیں دیکھ لیا ہے۔ اس کے تمام ماتحت تمھیں تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔"

"اوہ، یہ تو بہت برا ہوا۔ سونیا مجھ سے ناراض ہو جائے گی۔"

"ابھی کچھ بگڑا نہیں ہے، آئندہ محتاط رہو۔ اس سرکاری بنگلے کی کھڑکی سے بھی باہر نہ جھانکو، دشمن تمھیں تلاش نہیں کر سکیں گے۔ میں پھر آؤں گا۔"

آرمر نے سونیا کے پاس آکر رپورٹ دی، اسی وقت ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ تاتیانہ نے ریسیور اٹھا کر کہا "ہیلو، تاتیانہ دس اینڈ۔"

سونیا نے کہا "آرمر! تاتیانہ کے پاس جاؤ۔"

ادھر دوسری طرف سے انٹیلی جنس کا ایک اعلیٰ افسر کہہ رہا تھا "مس تاتیانہ! تمھیں ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ پیرس کے باس نے اپنے شہر میں نادیہ کو دیکھا ہے۔ اگر وہ نادیہ ہے تو تمھارے ساتھ کون ہے؟ اور تمھارے ساتھ نادیہ ہے تو وہ پیرس میں [illegible] نے والی کون ہے؟ اسے باس کے ماتحت تلاش کر رہے ہیں، جلد ہی حقیقت سامنے آجائے گی۔ میں نے تمھیں ہوشیار کرنے کے لیے یہ اطلاع دی ہے، میرے آئندہ فون کا انتظار کرو۔"

تاتیانہ نے ریسیور رکھ کر سونیا کو چبھتی ہوئی نظروں سے دیکھا۔ وہ انجان بنی آرام سے کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ آرمر اسے فون پر ہونے والی باتیں بتا رہا تھا۔ وہ بولی "تاتیانہ کے پاس رہو اور اس کے ارادوں سے مجھے باخبر کرتے رہو۔"

پھر اس نے تاتیانہ کو [illegible] اس کے بعد چونک کر بولی "کیا بات ہے؟ تم مجھے چبھتی [illegible] نظروں سے کیوں دیکھ رہی ہو؟"

"میں تمھیں دیکھ رہی ہوں اور سوچ رہی ہوں، میری چھٹی حس کبھی غلط نہیں ہوتی، لیکن میں نے تمھارے معاملے میں اپنی چھٹی حس کو بھی جھٹلا دیا تھا۔"

"تم پہیلی نہ بجھواؤ۔"

"تم نے طیارے میں جس حاضر دماغی سے لائٹر کے ذریعے شعلہ پھینکا تھا اور دشمن کو نفسیاتی حملے سے بدحواس کر دیا تھا اسی وقت میرے دماغ نے چیخ

کر کہا تھا تم سونیا ہو۔"

وہ سونیا کا ردِ عمل دیکھنے کے لیے ذرا چپ ہوئی پھر بولی۔

"لیکن میں نے اس یقین کو جھٹلا دیا کیونکہ پاسکل لوبا نے تمہارے دماغ کو پڑھ کر یقین سے کہا تھا، تم نادیہ ہو۔ یوں بھی میں نادیہ کی ہسٹری نہیں جانتی تھی اس لیے مان گئی کہ وہ عورت بھی سونیا کی طرح چالاک اور حاضر دماغ ہو سکتی ہے۔"

وہ پھر ذرا چپ ہوئی، اس کے بعد بولی "جب دشمن خیال خوانی کرنے والا مجھ پر ٹیلی پیتھی کا ہتھیار استعمال کر رہا تھا تو تم نے مجھے اپنی آنکھوں میں دیکھنے کے لیے کہا۔ میں نے دیکھا اور حیران رہ گئی، تمہاری آنکھوں میں کوئی شیطانی قوت نہیں تھی، نور ہی نور تھا۔ تم نے مجھ پر کوئی عمل نہیں کیا مگر میرا دماغ دشمن کی دی ہوئی اذیت کو بھول گیا حتیٰ کہ دشمن بھی دماغ سے چلا گیا۔ اس وقت بھی میرے دماغ نے چیخ کر کہا، تم سونیا ہو۔"

سونیا نے پوچھا "یہ تم نے کیسے سوچ لیا کہ سونیا کوئی پُراسرار علم جانتی ہے۔"

وہ بولی "اس وقت تمہاری مکاری میری سمجھ میں نہیں آئی تھی، اب سمجھ گئی ہوں طیارے میں سپر ماسٹر کا خیال خوانی کرنے والا دشمن میرے پاس نہیں آیا تھا۔ تم نے آمر کو میرے دماغ میں بھیجا تھا اور اسے سمجھا دیا تھا کہ جیسے ہی میں تمہاری آنکھوں میں دیکھنا شروع کروں وہ چلا جائے اور میں تمہاری احسان مند ہو جاؤں کہ تم نے ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمن سے مجھے بچایا ہے۔ تمہاری مکاری سمجھ میں نہیں آتی، جب سمجھ میں آتی ہے تو پانی سر سے گزر چکا ہوتا ہے۔"

وہ پھر چپ ہوئی، سونیا نے کہا "اور جب میں نے پاسکل کی انگلیاں توڑیں تو تمہارا رہا سہا شبہ بھی دور ہو گیا اور تم نے مجھے سر سے پیر تک سونیا سمجھ لیا اور سمجھ کر بھی مجھے اپنے ساتھ لے کر بازاروں میں گھومتی رہیں۔ پارک میں جمناسٹک کے کرتب دکھاتی رہیں اور مجھ پر بھروسا نہ کرتے ہوئے بھی بھروسا کرتی رہیں۔"

"یو شٹ اَپ، مجھے ابھی فون پر اطلاع ملی ہے کہ نادیہ پیرس میں ہے۔"

"اچھا تو یہ وجہ ہے تمہاری طوطا چشمی کی۔ وہاں چونکہ میری ہم شکل ہے، اس لیے میں نادیہ نہیں ہوں۔"

"وہ تمہاری ہم شکل نہیں بلکہ تم اس کی ہم شکل بن کر آئی ہو۔"

"کیا اس نادیہ کو اچھی طرح پرکھ لیا گیا ہے؟"

"نہیں مگر جلد ہی پرکھ لیا جائے گا۔ چند گھنٹوں میں اصلیت سامنے آجائے گی۔"

"تم نے چند گھنٹوں تک صبر نہیں کیا اور مجھ پر حملے کرنے بیٹھ گئی ہو۔ اس کی وجہ؟"

"اس کی وجہ میری چھٹی حس ہے یہ میری غیر معمولی حس ہے، اس کی بدولت میں نے بڑی بڑی کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ میں پورے یقین سے تمہیں سونیا کہتی ہوں۔"

سونیا نے مسکرا کر اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا "میں تمہارے یقین کو ٹھیس نہیں پہنچاؤں گی، بے شک میں سونیا ہوں، اب بتاؤ میرے ساتھ کیا سلوک کرو گی؟"

تاتیانہ بھی اٹھ کر اس کے سامنے تن گئی پھر بولی "وہی سلوک جو ایک محبِ وطن کو اپنے وطن کے دشمنوں سے کرنا چاہیے۔"

"تاتیانہ! تم اس بنگلے کی چار دیواری میں تنہا ہو، مانتی ہوں کہ بڑی شہ زور ہو۔ آج تک اپنے دشمنوں پر بھاری پڑتی رہی ہو، اگر آج بھاری نہ پڑ سکیں تو تمہیں کون بچانے آئے گا؟"

تاتیانہ نے ایک قہقہہ لگایا پھر کہا "میں نے پہلے بتا دیا تھا کہ کسی پر بھروسا نہیں کرتی۔ تم پر بھی نہیں کر رہی۔ تمہیں یہاں لانے کا مقصد یہ بھی تھا کہ ہماری تمہاری گفتگو ریکارڈ ہوتی رہے۔ جس طرح نادیہ کی رہائش گاہ کے ہر حصے میں مائیک لگے ہوئے ہیں اسی طرح یہاں بھی مائیک ہیں جو نظر نہیں آتے۔ ہماری گفتگو دوسری طرف سنی جا رہی ہے۔ اس سے پہلے کہ تم مجھ پر بھاری پڑو، یہاں مسلح سپاہی پہنچ جائیں گے، تمہاری مکاری آج ختم ہو چکی ہے۔ ہا ہا ہا ہا......"

وہ قہقہے لگا رہی تھی جس ملک میں قدم قدم پر پہرہ ہو وہاں کے ایک بنگلے سے سونیا کا بچ نکلنا بالکل ہی [illegible] تھا۔ تاتیانہ کے فاتحانہ قہقہے کمرے کی چار دیواری میں گونج رہے تھے۔

میڈونا تھوڑی دیر تک پارس کو دیکھتی رہی پھر بولی "کیا سوچ رہے ہو؟ تمہاری ماما اب دماغ میں نہیں آئیں گی۔"

وہ خیالات سے چونک کر بولا "ہاں شاید اب نہیں [illegible] میں حیران ہوں، وہ ماں ہو کر تمہیں دماغی جھٹکے [illegible] چاہتی تھیں۔"

وہ اداسی سے مسکراتے ہوئے بولا "وہ پہلے ہی مجھے بیٹا تسلیم نہیں کرتی تھیں۔ سپر ماسٹر نے انھیں میرے خلاف اور بھڑکا دیا ہوگا۔"

"جب وہ تمہیں نہیں صرف علی تیمور کو بیٹا سمجھتی ہیں تو تم بھی انھیں نظر انداز کر دو، ایک دن انھیں اپنی غلطی کا احساس ہو جائے گا۔"

"ماں نادان ہے، بیٹا تو نادان نہیں ہے، انھوں نے مجھے جنم دیا ہے اسی لیے میں قدرتی طور پر ان کے منفی رویے سے اداس ہو جاتا ہوں۔"

ویٹر میز پر کھانا لگا رہا تھا جب وہ چلا گیا تو پارس نے کہا "تم خاموشی سے کھانا کھاؤ اور ماما کے دماغ میں پہنچ کر ان کے موجودہ حالات کو سمجھو۔"

"کیا وہ مجھے دماغ میں آنے دیں گی؟"

"جا کر آزماؤ، جگہ نہ ملے تو لوٹ آنا کسی کو تم پر شبہ نہیں ہوگا۔"

پارس اُسے خیال خوانی میں لگا کر نہایت اطمینان سے اس کے حسن اور شباب کو دیکھ رہا تھا۔ بلکہ نگاہوں کی انگلیوں سے جی بھر کے ٹٹول رہا تھا۔ اس نے محسوس کیا، وہ برائے نام کھا رہی تھی، رہ رہ کر پہلو بدل رہی تھی اور آپ ہی آپ شرما رہی تھی۔ پارس نے پوچھا "تم خیال خوانی میں مصروف نہیں ہو؟"

وہ سر جھکائے کانٹے اور چمچ سے کھیلنے لگی۔ اس نے پوچھا "تم لڑکیاں یہ کیسے سمجھ لیتی ہو کہ تمہیں کوئی نظر بھر کے دیکھ رہا ہے؟"

وہ مسکرانے لگی پھر بولی "ہر عورت ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔ اپنے مرد کے مزاج کو خصوصاً اس کے رومانٹک موڈ کو خوب سمجھتی ہے اس لیے دیکھے بغیر، پوچھے بغیر سمجھ لیتی ہے کہ اس کا چاہنے والا کس وقت کیا چاہتا ہے۔"

"تم میری چاہت کا سراغ لگا رہی ہو۔ ماما کے پاس نہیں گئیں؟"

"میں پندرہ منٹ ان کے دماغ میں رہ کر آئی ہوں۔ تمہیں یہ سن کر دکھ ہوگا کہ ماما نے تمہارے مذہب کو چھوڑ دیا ہے۔ اپنا ہندو دھرم پھر اختیار کر لیا ہے۔ اس کا ایک بھائی کنور رنجیت سنگھ ہے اور ایک بھابی لاج ونتی ہے۔ سپر ماسٹر کی اسٹوری کے مطابق ماما کے شوہر ٹھاکر رگھو ویر سنگھ کو تمہارے پاپا نے قتل کیا تھا اور ماما کو داشتہ بنا کر رکھا تھا۔ وہ سونیا ممّا سے، علی تیمور سے اور تم سے اپنی ذلت اور بربادی کا انتقام لینا چاہتی ہیں۔"

سپر ماسٹر کے زیر سایہ رسونتی دیوی جو نیا ڈرامہ پلے کر رہی

تھی اس کے متعلق میڈونا بتاتی رہی۔ پارس نے کہا ”ماما تے اپنی زندگی میں کبھی اپنے دماغ سے کچھ سوچ کر کام نہیں کیا۔ ان کی اسی کمزوری سے سپر ماسٹر کھیل رہا ہے۔ تم علی تیمور کے پاس جاؤ اور اسے ماما کے متعلق تفصیل سے بتاؤ۔“

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر علی تیمور کے دماغ میں پہنچتے ہی واپس آگئی۔ اس نے دوبار ایسا کیا، ہر بار اس نے سانس روک لی میڈونا نے پارس سے کہا ”تمہارے بھائی سے بڑا ڈر لگتا ہے۔ اس نے مجھے موت کی سزا سنائی تھی۔ وہ بہت چالاک ہے۔ اس نے پتا نہیں کیسے مجھے دشمن خیال خوانی کرنے والی کی حیثیت سے پہچان لیا تھا۔“

”اب تو دشمن نہیں ہو۔ اس سے کہو مجھ سے فون پر رابطہ قائم کرے۔ میں تمہاری طرف سے صفائی پیش کروں گا۔“

”میں اس سے کیسے کہوں، وہ دماغ میں آنے ہی نہیں دیتا۔ میں تین بار کوشش کر چکی ہوں۔“

”ہوں، علی تیمور وہی کر رہا ہے جو میں کر رہا ہوں۔ دشمن ہمارے اندر آ کر کسی وقت بھی دماغی اذیت پہنچا سکتے ہیں۔ بہتری اسی میں ہے کہ دوستوں کو بھی دماغ میں نہ آنے دیا جائے۔“

”پھر مجھے کیوں آنے دیتے ہو؟“

”تم میرے سامنے رہتی ہو جب کسی اہم گفتگو کے لیے اشارہ کرتی ہو تو میں دماغ کے دروازے کھول دیتا ہوں۔ میری نظروں سے اوجھل ہو کر دماغ میں آنا چاہو گی تو پہلے خاص کوڈ ورڈز سنوں گا — اس کے بعد آنے دوں گا۔“

”یہاں کسی اعلیٰ افسر کے ذریعے علی تیمور سے رابطہ ہو سکتا ہے؟“

”نہیں، کوئی نہیں جانتا، وہ کہاں ہو گا۔“

ہوٹل کا منیجر اپنے ہاتھوں میں ایک پلے کارڈ اٹھائے ڈائننگ ہال کے مختلف حصوں سے گزر رہا تھا اس پلے کارڈ پر مس میڈونا لکھا ہوا تھا۔ میڈونا نے کہا ”پارس! وہ دیکھو پلے کارڈ پر میرا نام ہے۔ تمہارے منصوبے کے مطابق کسی نے مجھے پہچان لیا ہے۔“

پارس نے منیجر کو اشارے سے بلایا۔ پھر قریب آنے پر بولا ”کیا پیغام ہے؟“

اس نے کارڈلیس ریسیور بڑھا دیا۔ پارس نے وہ ریسیور میڈونا کو دیا۔ وہ اسے آپریٹ کرتے ہوئے کان سے لگا کر بولی ”ہیلو، مس میڈونا بول رہی ہوں۔“

دوسری طرف سے آواز آئی ”تم اصلی روپ میں ہو اور اپنے میڈونا ہونے کا اعتراف کر رہی ہو۔ میں اس جرأت پر بہت حیران ہوں۔“

وہ بولی ”حیران ہونے والے کا کوئی نام اور کام بھی ہو گا۔“

”تم نام پوچھنے کا تکلف کر رہی ہو۔ جبکہ میرے دماغ میں آ کر بہت کچھ معلوم کر سکتی ہو۔“

”میں اس وقت کھانے کی میز پر ہوں۔ تمہارا دماغ گرم ثابت ہوا تو ایک لقمہ بھی نہیں کھا سکوں گی۔“

یہ کہتے ہی اس نے پارس کو اشارہ کیا پھر دماغ میں پہنچ کر پوچھا ”کیا بات آگے بڑھاؤں؟“

پارس کے منع کرنے پر اس نے ریسیور کو آف کیا پھر اسے پانچ ڈالر کے ساتھ منیجر کے ہاتھ میں دے دیا۔ وہ شکریہ ادا کر کے چلا گیا۔ پارس نے کہا ”تم اطمینان سے کھانے کے بعد اس کے دماغ میں جاؤ گی، ویسے دشمنوں نے تمہاری نگرانی شروع کر دی ہو گی۔“

”میں کھا چکی ہوں۔“

”کیا دشمنوں کے خوف سے بھوک مر گئی؟“

وہ ہنستے ہوئے بولی ”جب سے تمہارا ساتھ نصیب ہوا ہے، میں خود کو دنیا کی سب سے شہ زور عورت سمجھ رہی ہوں۔ میں اس میز پر سے اٹھوں گی تو سینہ تان کر باہر جاؤں گی۔“

وہ رسٹ واچ کو دیکھ کر بولا ”نو بج کر پچیس منٹ ہوئے ہیں۔ ہم ساڑھے دس بجے تک نادیہ کے کیسینو جائیں گے وقت گزارنے کے لئے کافی پی جائے؟“

”اگر میں انکار کروں تو؟“

”میں انکار کی وجہ پوچھوں گا۔“

”میں کھلی فضا میں تمہارے ساتھ گھومنا چاہتی ہوں۔“ وہ بولا ”ہم ساتھ چلیں گے، دشمن جلیں گے۔ ہم کسی اسنیک بار میں رک کر کافی پی لیں گے۔“

وہ بل ادا کر کے اٹھ گئے۔ میڈونا نے پوچھا ”کیا مجھے اس شخص کے متعلق کچھ معلوم نہیں کرنا چاہیے؟“

پارس نے کہا ”یہ جانتے ہوئے بھی کہ تم میڈونا ہو، اس نے فون پر تم سے بات کی۔ دوسرے لفظوں میں اپنے دماغ کے اندر تمہیں آنے کی دعوت دی۔ اس جرأت کا مطلب ہے، وہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کر لیتا ہے اور سانس روک سکتا ہے تم اس کی توقع کے خلاف اسے نظر انداز کر رہی ہو... وہ بے چینی سے تمہارا انتظار کر رہا ہو گا۔ دشمن کو زیادہ اہمیت نہ دے کر اسے احساسِ کمتری میں مبتلا رکھنا چاہیے۔“

وہ ہوٹل سے باہر پارکنگ ایریا میں آئے۔ اپنی کار کی اگلی سیٹ پر بیٹھ گئے، میڈونا نے کہا ”میں پیدل چلنا چاہ رہی تھی۔“

”ہم تھوڑی دیر بعد پیدل چلیں گے۔ نگرانی کرنے والوں کو ذرا اپنے پیچھے دوڑنے دو، ان کے تعاقب سے پتا چلے گا، گاڑی ایک ہے یا ایک سے زیادہ۔“

اس نے کار اسٹارٹ کی پھر اسے پارکنگ ایریا سے نکالتے ہوئے بولا ”سردی کچھ زیادہ ہے، تمہارا کیا خیال ہے؟“

وہ مسکرا کر قریب آگئی، اس سے لگ کر بیٹھ گئی۔ پارس نے ایک ہاتھ سے اسٹیئرنگ کو سنبھالا پھر اسے دوسرے ہاتھ سے سمیٹ کر کہا ”اب تو سردی کے موسم کو بھی پسینہ آئے گا۔“

وہ ہنسنے لگی۔ کار یکساں رفتار سے دوڑ رہی تھی، ایک شاہراہ سے دوسری شاہراہ پر جا رہی تھی۔ اس نے کہا ”اب تک دو گاڑیاں نظر میں آئی ہیں ایک ہمارے سامنے جا رہی ہے، دوسری پیچھے آ رہی ہے۔“

”تم یقین سے کیسے کہہ سکتے ہو کہ یہ ہمارا تعاقب کرنے والوں کی گاڑیاں ہیں؟“

”ابھی آزما لو جب ہماری کار کسی گاڑی کے برابر چلتی رہے تو تم ڈرائیو کرنے والے کو مخاطب کرو گی۔“

وہ رفتار بڑھا کر اگلی کار کے برابر آگیا میڈونا نے کھڑکی سے جھانک کر اس گاڑی کے ڈرائیور کو مخاطب کیا۔ اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ رفتار بڑھا کر آگے نکل گیا۔ وہ بولی۔ ”واقعی یہ دشمن ہیں، انہیں سمجھایا گیا ہے کہ ہم سے گفتگو نہ کی جائے ورنہ کھوپڑی سلامت نہیں رہے گی۔“

”کیا پیچھے آنے والی گاڑی کے لوگوں کو بھی آزماؤ گی؟“

”میں انہیں سزا دینا چاہتی ہوں۔“

”سنبھل کر بیٹھو، ابھی سزا ملے گی۔“

اس نے اپنی کار کو ذرا سائیڈ پر کرتے ہوئے اچانک بریک لگائے۔ پیچھے آنے والی گاڑی کا تھوڑا سا اگلا حصہ رکنے والی گاڑی سے ٹکرایا جس کے نتیجے میں تیز رفتار گاڑی گھوم گئی۔ بریک کی چرچراہٹ دور تک سنائی دی۔ ایک گاڑی کے گھومنے سے پیچھے آنے والی تمام گاڑیاں ایک دوسرے سے ٹکرا ٹکرا کر رکنے لگیں۔ پارس نے اپنی گاڑی سے نکلتے ہوئے کہا ”یہیں بیٹھی رہو اور میرے دماغ میں آجاؤ۔“

وہ کار سے نکلتے ہی دوڑتا ہوا تعاقب کرنے والی گاڑی کے پاس آیا، دوسرے لوگ بھی آ رہے تھے۔ اس نے دروازہ ایک جھٹکے سے کھول کر ڈرائیو کرنے والے کا گریبان پکڑ لیا پھر کار سے باہر کھینچتے ہوئے بولا ”اندھے ہو کر اوور ٹیک کر رہے تھے۔ گاڑی چلانی آتی ہے یا نہیں؟“

وہ بے شمار گاڑیوں کو ٹکراتے دیکھ کر بوکھلا گیا تھا۔ ہکلاتے ہوئے بولا ”مم، میرا قصور نہیں ہے۔ تم نے اچانک بریک لگائے تھے۔“

پارس نے سوچ کے ذریعے پوچھا ”کیا تم نے اس کی آواز اور لہجے کو یاد کر لیا؟“

”ہاں، میں اس کے دماغ میں جا رہی ہوں۔“

پولیس والے آگئے تھے، پارس نے پولیس افسر کو اپنا شناختی کارڈ دکھایا۔ اس نے الرٹ ہو کر سیلیوٹ کیا۔ اس کے بعد کچھ کہنے سننے کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ اپنی کار میں آ کر بیٹھ گیا پھر اسے اسٹارٹ کر کے آگے بڑھانے لگا۔ میڈونا نے کہا ”یہ تعاقب کرنے والے کرائے کے آدمی ہیں، یہ نہیں جانتے کس نے کرائے پر انہیں حاصل کیا ہے۔ ایک ایجنٹ کے ذریعے سودا طے پایا ہے کہ اگر یہ ہمیں ٹریپ کر کے رومن کھنڈرات میں لے جائیں گے تو ان میں سے ہر شخص کو دس ہزار ڈالر دیے جائیں گے۔“

پارس نے گاڑی کو رومن کھنڈرات کی طرف موڑ دیا۔ میڈونا نے کہا ”ان کرائے کے آدمیوں کو سختی سے منع کیا گیا ہے کہ میرے سامنے زبان نہ کھولیں اور نہ ہی مجھ سے آنکھیں ملائیں۔“

”ہاں، وہ نہیں چاہتے تھے، ہمیں اس جگہ کا علم ہو جہاں وہ ہمیں لے جانا چاہتے ہیں — اگر دشمن خیال خوانی کرتا ہے تو اسے معلوم ہو چکا ہو گا کہ اس کے ایک آدمی نے ہمارے سامنے زبان کھول دی ہے۔“

”پھر تو وہ رومن کھنڈرات میں نہیں ہوں گے۔“

”چل کر دیکھ لینے میں کیا حرج ہے، ویسے اب اس دشمن کے دماغ میں پہنچنے کا وقت آگیا ہے جس نے تمہیں فون پر مخاطب کیا تھا۔“

”میں ابھی جاتی ہوں۔“

اس نے پرواز کی، اس کے دماغ میں پہنچی، وہ ہنسنے لگا۔ پارس کا اندازہ درست تھا، اس نے میڈونا کو محسوس کر لیا تھا۔ وہ ہنستے ہوئے بولا ”بڑا انتظار کرایا میری جان! کیا پارس سے چپکنے کے بعد اسے چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا؟“

وہ خاموش رہی۔ اس نے پوچھا ”کیا میری بات کا جواب نہیں دو گی؟“

اس نے جواب کا انتظار کیا پھر ہنستے ہوئے کہا ”اچھا سمجھ گیا، چپ چاپ میرے خیالات پڑھ رہی ہو۔ مجھے افسوس ہے،

میں تمہاری خاموشی برداشت نہیں کروں گا، آئندہ کچھ بولنا ہو تو آنا ورنہ خدا حافظ!"

اس نے سانس روک لی' میڈونا دماغی طور پر حاضر ہو کر بولی "یہ اس کا نام جمکاٹا ہے۔ سپر ماسٹر کا ایک خطرناک ایجنٹ ہے' اس نے مجھے تمہارے ساتھ ہوٹل میں داخل ہوتے دیکھا تھا۔ جب دانیال نے مجھ پر تنویمی عمل کیا تھا اور میں لاپتا ہو گئی تھی تو سپر ماسٹر نے میری تصویریں تمام ملکوں کے ایجنٹوں کے پاس بھیج دی تھیں۔ جمکاٹا کو یقین نہیں آیا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں' وہ بھی اسی ہوٹل میں تھا۔ اس نے فون کے ذریعے میرے میڈونا ہونے کی تصدیق کی۔ پھر اپنے کچھ آدمیوں کو ہماری نگرانی کے لئے مقرر کر کے حکم دیا کہ ہمیں رومن کھنڈرات میں گھیر کر لایا جائے۔"

"کیا سپر ماسٹر کا خیال خوانی کرنے والا اس کے ساتھ نہیں ہے؟"

"جمکاٹا نے ہاٹ لائن پر سپر ماسٹر کو اطلاع دی ہے کہ میں زندہ ہوں اور تمہارے ساتھ ہوں۔ خیال خوانی کرنے والے کو فوراً میرے دماغ میں بھیجا جائے۔ شاید وہ خیال خوانی کرنے والا کہیں مصروف ہے اسی لیے ابھی تک کوئی میرے دماغ میں نہیں آیا ہے۔"

"تم جمکاٹا کی ذاتی زندگی کے متعلق معلوم کرو۔ اس کا پتا ٹھکانا معلوم ہونا چاہیے۔"

وہ پھر جمکاٹا کے دماغ میں پہنچی وہ بولا "تم پھر خاموش رہنے کے لئے آئی ہو تو چلی جاؤ۔"

اس نے کہا "میں تمہارے چور خیالات پڑھ کر یقین کرنا چاہتی ہوں کہ تم واقعی سپر ماسٹر کے وفادار ہو یا نہیں۔"

"میری جان! تمہاری وفاداری کو کیا ہو گیا ہے۔ تم نے سپر ماسٹر سے رابطہ کیوں ختم کر دیا؟"

"یہ میں تمہیں نہیں بتا سکتی' سپر ماسٹر کا خیال خوانی کرنے والا میرے دماغ میں آئے گا تو اسے حقیقت معلوم ہو جائے گی۔ تم زیادہ نہ بولو' مجھے اپنے خیالات پڑھ کر یقین کرنے دو۔"

"سوری' میں تمہارے پاس اپنی کوئی کمزوری چھوڑنا نہیں چاہتا۔"

اس نے سانس روک لی۔ میڈونا نے پارس سے کہا۔ "جمکاٹا گیارہ رالبن اسٹریٹ میں رہتا ہے' اس کی بیوی مر چکی ہے' ایک دس سالہ بیٹا ہے جسے وہ جان سے زیادہ چاہتا ہے۔"

"کیا تم سپر ماسٹر کے خیال خوانی کرنے والے کے دماغ میں جا سکتی ہو؟"

"میں نے اس کی آواز کبھی نہیں سنی اور نہ ہی اسے دیکھا ہے۔"

پارس نے کارڈلیس فون کے ذریعے ایک اعلیٰ افسر سے رابطہ قائم کیا پھر کہا "جمکاٹا نامی ایک شخص گیارہ رالبن اسٹریٹ میں رہتا ہے۔ وہاں اس کا دس سالہ بیٹا ہو گا اسے اپنے دفتر میں لے آئیں۔ میں تھوڑی دیر کے لیے اسے یرغمال بنانا چاہتا ہوں' آپ فوراً یہ کام کریں، شکریہ۔"

اس نے دوسری طرف سے کچھ باتیں سنیں پھر ریسیور رکھ دیا۔ میڈونا نے پوچھا "کیا کرنا چاہتے ہو؟"

"میں جس افسر سے باتیں کر رہا تھا تم نے اس کی آواز سنی ہے؟"

"میں اس کے دماغ میں جا سکتی ہوں۔"

"جاؤ اور دیکھو' اس لڑکے کو جب اغوا کیا جائے تو مجھے بتا دینا۔"

وہ بیٹھے بیٹھے افسر کے پاس پہنچ گئی۔ پارس نے ایک جگہ سڑک کے کنارے گاڑی روک دی۔ آگے جانے والی گاڑی بھی کچھ دور جا کر رک گئی۔ کسی کا تعاقب کرنے والے پیچھے رہتے ہیں مگر وہ آگے آگے جا رہے تھے کیونکہ میڈونا کی کار خود ہی ان راستوں پر جا رہی تھی' جہاں سے گزر کر وہ رومن کھنڈرات تک پہنچنا چاہتے تھے' اس کے اچانک رکنے پر انھیں بھی رکنا پڑ گیا۔ ایک نے کہا "یہ کمبخت کیوں رک گئی ہے؟"

دوسرے نے کہا "یو شٹ اپ' ہمیں گونگا بن کر رہنے کی تاکید کی گئی ہے۔"

"ہمیں میڈونا کے سامنے زبان کھولنے سے منع کیا گیا ہے اور وہ ہم سے دور ہے۔"

"معلوم ہوتا ہے' انھیں اپنی منزل تک لے جانے کے لیے اب زبردستی کرنی ہو گی۔"

ان سب نے اپنے اپنے ریوالوروں کو چیک کیا' انھیں اپنی اپنی جیب میں رکھا پھر کار سے باہر آ گئے۔ پارس کی کار نیم تاریکی میں تھی۔ وہ سب اپنی جیبوں میں ہاتھ ڈال کر محتاط انداز میں آ رہے تھے پھر ایک نے کہا "ہم سب مسلح ہیں فائرنگ کی حماقت نہ کرنا۔ ورنہ گولیوں سے چھلنی کر دیے جاؤ گے۔"

وہ دھمکیاں دیتے ہوئے قریب آئے پھر چونک گئے۔ کار خالی تھی۔ میڈونا اور پارس نہیں تھے۔ ایک نے کہا "وہ فرار ہونا چاہتے ہیں مگر زیادہ دور نہیں گئے ہوں گے تم ادھر جاؤ، تم ادھر' میں سڑک کے کنارے دوڑتا ہوا جاؤں گا۔ شاید وہ کسی گاڑی والے سے لفٹ لے کر بھاگنا چاہتے ہوں۔"

وہ تینوں ان کی تلاش میں جانا چاہتے تھے پھر کار اسٹارٹ

ہونے کی آواز سن کر رک گئے۔ ان کی اپنی کار اسٹارٹ ہو کر آگے جا رہی تھی اور اس کی رفتار بڑھتی جا رہی تھی۔ وہ اپنی کار کے پیچھے دوڑے پھر رک گئے۔ پلٹ کر دوڑتے ہوئے پارس کی کار کے پاس آئے۔ اس کے دروازے کو کھول کر بیٹھ گئے لیکن چابی نہیں تھی۔ کار اسٹارٹ نہیں ہو سکتی تھی۔ وہ باہر نکل کر فضا میں گھونسے لہراتے ہوئے گالیاں دینے لگے۔

پارس عقب نما آئینے میں دیکھتا جا رہا تھا' میڈونا نے اس کی گردن میں بانہیں ڈال کر کہا "تم نے تو کمال کر دیا... دشمنوں کو پیدل کر دیا۔ میں تمہارے ساتھ ذہانت اور حاضر دماغی کی ایک نئی دنیا میں پہنچ گئی ہوں۔"

"کیا اس لڑکے کو اغوا کر لیا گیا ہے؟"

"میں ابھی معلوم کرتی ہوں۔"

وہ گئی پھر تھوڑی دیر میں آ کر بولی "وہ لڑکا آفیسر کے گھر پہنچ گیا ہے۔"

"اب جمکاٹا کے پاس جاؤ' اسے بیٹے کا حوالہ دے کر دماغ کا دروازہ کھلا رکھنے پر مجبور کرو، پھر معلوم کرو کہ سپر ماسٹر کا خیال خوانی کرنے والا تمہارے پاس کیوں نہیں آ رہا ہے۔ اگر آئے تو جمکاٹا اپنے دماغ میں تمہاری موجودگی کے متعلق اسے کچھ نہ بتائے۔ تم اس خیال خوانی کرنے والے کے لب و لہجے کو یاد رکھو گی۔"

اسی وقت میڈونا نے سانس روک لی پھر آہستہ آہستہ سانس لینے لگی چند سیکنڈ کے بعد پھر سوچ کی لہریں محسوس ہوئیں جمکاٹا نے کہا "سانس نہ روکنا میں سپر ماسٹر کا پیغام سناتا ہوں۔"

"وہ پیغام میں تمہارے دماغ میں آ کر سنوں گی۔"

اس نے سانس روک کر اسے بھگایا۔ پھر پارس سے کہا۔ "ابھی کوئی میرے دماغ میں آیا تھا' سپر ماسٹر کا پیغام سنانا چاہتا تھا۔ میں نے اس سے کہہ دیا' اس کے دماغ میں آ کر سنوں گی۔"

"شاباش! تم نے دانشمندی کا ثبوت دیا ہے۔"

وہ مسکرا کر بولی "یہ تمہاری ایک دن کی صحبت کا نتیجہ ہے۔ آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا؟"

"اچھا اب جاؤ اور سپر ماسٹر کی باتیں سن کر آؤ۔"

وہ ڈیگر کے دماغ میں پہنچ گئی۔ وہ ناگواری سے بولا۔ "تم بہت چالاک بننے کی کوشش کر رہی ہو۔ شاید تم نہیں جانتیں ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے میری ہی ٹیلی پیتھی کی صلاحیتیں تمہارے دماغ میں منتقل کی گئی ہیں۔ تمہیں میرا اور سپر ماسٹر کا احسان نہیں بھولنا چاہیے۔ ہمارے ماسٹر نے کہا ہے صبح کا بھولا شام کو گھر لوٹ آئے تو اسے بھولا نہیں کہتے۔ تم لوٹ آؤ۔ تمہیں پہلے سے زیادہ مان اور مرتبہ ملے گا۔"

"مجھے مان اور مرتبہ' دولت اور شہرت نہیں چاہیے، میرا دل' میری جان اور میری دنیا صرف پارس ہے۔"

"یہ تو بہت خوشی کی بات ہے ہمارا ماسٹر فرہاد کی موت کے بعد اس کی فیملی کے تمام افراد کو ہر طرح کا تحفظ فراہم کرنا چاہتا ہے تم تمام عمر پارس کے ساتھ رہو' ہم اسے دوست بنا کر رکھیں گے۔"

"اور ماں کو بیٹوں کا دشمن بناتے رہیں گے' کیا خوب دوستی ہے۔"

"طنز نہ کرو' اگر پارس اور علی تیمور صرف ہمارے بن کر رہیں گے تو ہم رسونتی کے دماغ سے نفرت اور دشمنی نکال دیں گے۔"

"جو لوگ اپنے دماغ سے دشمنی نہیں نکال سکتے وہ دوسروں کی بھلائی کیا کریں گے، سپر ماسٹر سے کہو' میں پارس کو اس کا دوست بناؤں گی، میں بھی اس کی وفادار رہوں گی' اس کے لیے صرف ایک شرط ہے' ماں کو بیٹوں کے پاس پہنچا دو۔"

"پہلی ملاقات میں معاملات طے نہیں ہو سکتے۔ میں سپر ماسٹر سے ان معاملات کا کوئی مناسب حل معلوم کر کے بتاؤں گا۔"

"میرے دماغ میں آنے کی کبھی زحمت نہ کرنا۔ فون کے ذریعے اطلاع دو گے تو میں تمہارے دماغ میں آ جاؤں گی۔"

وہ واپس آ کر پارس کو تمام باتیں بتانے لگی۔ وہ بولا "سپر ماسٹر ابھی تذبذب میں رہے گا۔ ماما اور تم ٹیلی پیتھی جانتی ہو۔ وہ کسی کو چھوڑنا نہیں چاہے گا۔ یہ اندیشہ رہے گا کہ تم اس کی وفادار نہ رہیں تو ماسک مین کسی طرح تمہیں اپنے بس میں کر لے گا اور اگر ماما اس کے فریب سے نکل آئیں گی تو ہماری پوری فیملی کبھی اس کے دباؤ میں نہیں رہے گی۔"

"میرا خیال ہے' وہ مجھے اغوا کرانے کی کوشش کرے گا۔"

"صحیح خیال ہے' ان حالات میں وہ یہی کرے گا۔ تم جمکاٹا کے پاس جاؤ اور وارننگ دو کہ اس کے کسی آدمی نے آئندہ ہمارا پیچھا کیا یا اس نے ہمارے خلاف کوئی قدم اٹھایا تو دوسری بار اس کا بیٹا اغوا ہونے کے بعد نہیں ملے گا۔"

وہ جمکاٹا کے پاس جا کر بولی "ہیلو! تمہارا ایک ڈیگر میرے پاس آیا تھا۔"

اس نے حیرانی سے پوچھا "کیا ڈیگر نے اپنا نام بتایا ہے؟"

"کیا تم نے اپنا نام بتایا تھا؟ دماغ میں ذرا سی دیر کے لیے جگہ مل جائے تو اندر کی بہت سی چھپی ہوئی باتیں معلوم ہو جاتی

ہیں۔ سپر ماسٹر کے پاس ایک نہیں، دو خیال خوانی کرنے والے ہیں اور وہ ڈیگر اینڈ ڈیگر کہلاتے ہیں۔"

"وہ نہیں تمیں کہو کیا تم ہمارے ماسٹر کی وفادار نہیں ہو گی؟"

"یہ میرا اور اس کا معاملہ ہے۔ تمھیں سمجھانے آئی ہوں کہ آئندہ تمھارا کوئی آدمی میرا تعاقب نہ کرے۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا "تم سمجھا رہی ہو یا وارننگ دے رہی ہو؟"

"ابھی تمھیں معلوم ہو جائے گا۔ ذرا فون پر اپنے بیٹے سے بات کرو۔"

وہ پریشان ہو کر بولا "تم کہنا کیا چاہتی ہو؟"

"کچھ نہ پوچھو، فون کرو۔"

اس نے فوراً ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کیے۔ دوسری طرف گھنٹی بجتی رہی۔ بیٹے نے فون نہیں اٹھایا۔ وہ غصے سے دہاڑتے ہوئے بولا "میڈونا! میرا بیٹا کہاں ہے؟ جلدی بتاؤ، ورنہ میں موت بن کر تمھیں فنا کر دوں گا۔"

"کیا میرے فنا ہونے سے بیٹا مل جائے گا؟"

اس نے تلملا کر پوچھا "تم کیا چاہتی ہو؟"

"تمھیں اپنے معاملے میں شریف آدمی دیکھنا چاہتی ہوں، تم سپر ماسٹر کے لیے میرے خلاف کوئی کام نہیں کرو گے۔"

"نہیں کروں گا، میرا بیٹا کہاں ہے؟"

"سپر ماسٹر تم سے مایوس ہو کر جسے ہمارے پیچھے لگائے گا تم اس کا نام اور پتا بتاؤ گے۔"

وہ دہاڑتے ہوئے بولا "بتاؤں گا، بتاؤں گا، میرا بیٹا کہاں ہے؟"

"ایک منٹ، ابھی بتاتی ہوں۔"

وہ پارس سے بولی "جمکا تا میری باتیں مان رہا ہے افسر سے کہہ دو اس کے بیٹے کو واپس کر دیا جائے۔"

پارس نے ایک ٹیلی فون بوتھ کے پاس گاڑی روکی کیونکہ دشمنوں کی کار میں کارڈلیس فون نہیں تھا۔ اس نے افسر سے بات کی، افسر نے کہا "ایک سپاہی ابھی لڑکے کو گھر پہنچانے جا رہا ہے۔"

وہ ریسیور رکھ کر بوتھ سے باہر آیا، کار میں بیٹھ کر اسے اسٹارٹ کرتے ہوئے بولا "افسر یا لڑکے کے دماغ میں جا کر دیکھو۔"

وہ لڑکے کے پاس آئی پھر اس کے باپ کے پاس پہنچ کر بولی "تمھارا بیٹا گھر پہنچ رہا ہے جا کر دیکھ لو۔"

وہ فوراً ہی اٹھ کر ہوٹل سے باہر آیا پھر اپنی کار میں بیٹھ کر گھر کی طرف جانے لگا جب لڑکا خیریت سے گھر پہنچ گیا تو دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ اطمینان کی سانس لیتے ہوئے "اب ہمارا کوئی تعاقب نہیں کرے گا۔"

"یہ تمھارا خیال ہے، دشمنوں کو ہم سے بے حد غرض ہے وہ پیچھا چھوڑنا نہیں چاہتے۔"

میڈونا نے گھوم کر پیچھے دیکھا کتنی ہی گاڑیاں آتی دکھائی دے رہی تھیں۔ پارس بولا "ایک بار دیکھنے سے کچھ نہیں آئے گا۔ بار بار سر گھماؤ گی تو گردن دکھنے لگے گی۔ آئینے میں دیکھو ہر گاڑی تھوڑی دیر میں ادھر ادھر چلی جاتی ہے، صرف ایک سفید کار ہمارے پیچھے رہ جاتی ہے۔"

"کیا ان کار والوں کو بھی چکر دو گے؟"

"نہیں، تم بار بار قریب آ کر موسم بدل رہی ہو، لہٰذا کاٹیج چل رہے ہیں۔"

وہ ذرا شرمائی، ذرا مسکرائی پھر بولی "اور یہ دشمن؟"

"ان کا انتظام ہو جائے گا۔"

"یہ جمکا تا باز نہیں آ رہا ہے۔"

"نہیں میڈونا! ابھی وہ بیٹے کو گلے لگا کر چوم رہا ہے۔ اب ہم سے دشمنی کی جرأت نہیں کرے گا۔ یہ کوئی اور ہیں۔"

"ماسک مین کے آدمی ہوں گے۔"

"یہودی تنظیم کے افراد بھی ہو سکتے ہیں۔"

اس نے کاٹیج کے سامنے گاڑی روک دی۔ پیچھے والی سفید گاڑی ان کے قریب سے گزر کر آگے چلی گئی اور جھیل سے دور جانے والی سڑک پر مڑ گئی۔ وہ میڈونا کے ساتھ کاٹیج میں آیا۔ دروازے کو اندر سے بند کیا، ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کیے، رابطہ قائم ہونے کے بعد بولا "میں پارس میں ہوں۔"

"میرا! میں نے ابھی آپ کو ایک لڑکی کے ساتھ دیکھا ہے۔"

"تم نے وہ سفید رنگ کی کار بھی دیکھی ہو گی؟"

"جی ہاں، ابھی آپ کی گاڑی کے قریب سے گزر گئی ہے۔"

"دو دشمن میری رہائش گاہ دیکھ کر گئے ہیں۔ کسی وقت بھی آ سکتے ہیں۔"

"آپ اطمینان سے سو جائیں، جو آئے گا اسے ہم دیکھ لیں گے۔"

"میں دشمنوں کی کار سے آیا ہوں، میری کار بلیو سڑک کے کنارے ہو گی۔"

"سمجھ گیا سر! پہلا ایک آدمی یہ کار وہاں چھوڑ کر آپ کی کار لے آئے گا۔"

"شکریہ، اب میں آرام کر رہا ہوں۔"

اس نے ریسیور رکھ دیا۔ میڈونا لباس تبدیل کرنے گئی تھی، وہ بھی لباس بدلنے لگا۔ پھر اس نے ہیٹر کو آن کیا، سردی شباب پر تھی۔ شباب کی حرارت کے باوجود کمرے کو گرم رکھنا ضروری تھا۔ اس نے ریکارڈر میں ایک کیسٹ لگا کر آن کیا۔ پھر کاٹیج کے مختلف حصوں میں جا کر تمام بتیاں بجھا دیں، اپنے کمرے میں ہلکی خواب آور روشنی رہنے دی۔ میڈونا باتھ روم سے باریک نائٹی پہن کر آئی۔ نائٹی کے پیچھے بدن کی گلابی رنگت آنکھ مچولی کھیل رہی تھی۔ صاف چھپتی بھی نہیں تھی، سلنے آتی بھی نہیں تھی۔

کچھ دیر رقص کرنے کے بعد پارس نے اسے دونوں بازوؤں میں اٹھا لیا۔ وہ منہ چھپانے لگی۔ یہ چھیڑنے لگا، وہ شرمانے لگی۔ پتا نہیں یہ چھیڑ چھاڑ کب تک جاری رہتی، اچانک فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ وہ میڈونا کو لیے ہوئے بستر پر گر پڑا پھر بولا "آہ! اسے دشمنی کہتے ہیں۔ سچ دشمنی کرنے والے ایسے ہی وقت آ دھمکتے ہیں۔"

وہ منہ چھپا کر ہنسنے لگی۔ اس نے کہا "میرے حال پر نہ ہنسو اور میرے دماغ میں آ کر دیکھو، فون کرنے والا کون ہے اور کیا چاہتا ہے۔"

وہ اس کے دماغ میں آ گئی۔ اس نے ایک کروٹ ہو کر سرہانے رکھے ہوئے فون کا ریسیور اٹھایا۔ پھر کراہتے ہوئے بولا "آہ! کون ہو بھائی؟"

دوسری طرف سے ریڈ پاور کے باس نے کہا "ہیلو پارس! میں بول رہا ہوں۔"

"صبح بولتے تو کیا بگڑ جاتا؟"

"کیا بات ہے؟ تمھاری آواز سے پتا چل رہا ہے، تم تکلیف میں ہو۔"

"بڑی تکلیف میں ہوں، مجھے میڈونا پریشر ہو گیا ہے۔"

"کیا ہو گیا ہے؟"

"میڈونا پریشر۔ یہ ایک نہایت ہی خوبصورت بیماری ہے۔ جب سے مجھے لگی ہے، ڈاکٹر سپر ماسٹر اور ڈاکٹر ماسک مین میرا علاج کرنے پر تل گئے ہیں۔ اس بیماری کو مجھ سے چھین کر اپنے اپنے ملک میں لے جانا چاہتے ہیں۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا "خوب مذاق کرتے ہو۔ بڑے ہی زندہ دل ہو۔ مجھے ابھی ابھی معلوم ہوا ہے کہ میڈونا تمھارے پاس ہے۔ قسم سے کہتا ہوں، مجھے بہت خوشی ہو رہی ہے، وہ تمھارے پاس ہی محفوظ رہ سکتی ہے۔ میرا خیال ہے وہ جاگ رہی ہو گی اور تمھارے ذریعے میری آواز سن رہی ہو گی۔ اگر وہ میرے دماغ میں آنے کی زحمت کرے تو یہ میری خوش نصیبی ہو گی۔"

"یہ خوش نصیبی کل صبح ملے تو کوئی حرج ہے؟"

"آں، کل صبح؟ ابھی رات کو نہیں؟ اچھا اچھا سمجھ گیا۔ کمال ہے! میں دیر سے کیوں سمجھا، جب کہ میں بھی جوان رہ چکا ہوں، بلکہ اب بھی جوان ہوں اسی لیے تو سمجھ گیا۔ ہا ہا ہا..."

پارس نے ریسیور رکھ دیا۔ میڈونا کے ساتھ خود کو کمبل میں چھپا لیا۔ میڈونا کا ایک ہاتھ آہستہ آہستہ رینگتا ہوا... ٹیلیفون تک گیا پھر اس نے ریسیور کو کریڈل سے ہٹا کر ایک طرف رکھ دیا۔

کمرے میں خاموشی تھی۔ کیسٹ ریکارڈر چپ ہو چکا تھا، صرف سانسیں تھیں جو کچھ کہہ رہی تھیں اور کچھ سن رہی تھیں۔ باہر ایک فائر کی آواز سنائی دی۔ پھر سناٹا چھا گیا۔ تھوڑے وقفے کے بعد لگاتار فائرنگ کی آواز گونجتی ہوئی آئی پھر خاموشی چھا گئی۔ یوں لگتا تھا، پیار کے دشمن ٹوٹ پڑنا چاہتے ہیں۔ پارس پیار کی منزلیں طے کرتا ہوا چاند پر آ گیا تھا۔ اسی لمحے ہلکا سا کھٹکا سنائی دیا۔ اس نے فوراً ہی ایک کروٹ بدلی، تکیے کے نیچے سے ریوالور نکالا اور روشن دان کی طرف ٹھائیں سے گولی چلا دی۔ فائر کی آواز کے ساتھ ہی کسی کی آخری چیخ سنائی دی، وہ پھر کروٹ بدل کر چاند پر پہنچ گیا۔

طیارہ دو گھنٹے تک لندن کے ائرپورٹ پر کھڑا رہا۔ کچھ مسافر اپنا مختصر سامان لے کر جا رہے تھے اور کچھ نیویارک تک سفر کرنے آ رہے تھے۔ الیمی نے علی تیمور کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا "میں بیٹھے بیٹھے بور ہو گئی ہوں۔ چلو ائرپورٹ کے ویٹنگ روم تک چلیں۔ ایک طرح کی آؤٹنگ ہو جائے گی۔"

علی تیمور ہاتھ چھڑا کر اٹھ گیا، اس کے ساتھ طیارے سے باہر آیا، وہ اس کے بازو میں اپنا بازو ڈال کر چلتے ہوئے بولی "ہاتھ کیوں چھڑاتے ہو؟"

"میں ہتھکڑی نہیں پہننا چاہتا۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی "ہتھکڑی فولاد کی ہوتی ہے اور میں پھول ہوں۔"

"مرد فولاد کو توڑ دیتے ہیں مگر پھول سے ٹوٹ

جاتے ہیں۔ میں ٹوٹنا نہیں چاہتا۔"
"تم کبھی مسکراتے نہیں ہو؟"
"معصوم بچّوں کو دیکھ کر مسکراتا ہوں۔"
وہ چلتے چلتے چہک کر بولی "مجھے بھی بچّی سمجھ کر مسکراؤ۔"
اس نے اپنے بازو سے ایمی کا بازو الگ کیا پھر ایک انگلی بڑھا کر بولا "اسے پکڑ لو۔ بچیاں انگلی پکڑ کر چلتی ہیں۔"
وہ ایک گہری سانس لے کر بولی "تم سے جتنا مشکل ہے، میں اپنے الفاظ واپس لیتی ہوں۔ اگر تم مجھے اپنے بازو سے لگا کر نہیں چلو گے تو لوگ کیا سوچیں گے... میں توہین محسوس کروں گی۔"
"ہم عاشق یا میاں بیوی نہیں ہیں۔ اگر اپنی انسلٹ سمجھتی ہو تو آگے پیچھے کتنے ہی مرد ہیں، کسی کے بازو سے لگ جاؤ۔"
"تم فلسفے کی طرح خشک، پتھر کی طرح سخت اور چٹان کی طرح اٹل ہو۔ شاید اسی لیے میں تمھیں چاہنے لگی ہوں۔ میں کسی اور سے فری ہو جاؤں گی، یہ خیال دل سے نکال دو۔ ایسی باتیں نہ کرو جو کسی بازاری عورت سے کہی جاتی ہیں۔"
"اور تم ایسی حرکتیں نہ کرو جو کسی عیّاش مرد سے کی جاتی ہیں۔ تم بازاری نہیں ہو، میں عیّاش نہیں ہوں۔ اس لیے ہم الگ الگ مہذب انسانوں کی طرح چل رہے ہیں۔ اور اتنے بھی الگ نہیں ہیں کہ ایک دوسرے کی انگلی نہ پکڑ سکیں۔"

وہ ویٹنگ روم کے ایک اسٹال پر آئے۔ ایمی نے ایک فیشن میگزین خریدا۔ پھر اُس سے پوچھا "کیا بھوک لگی؟"
"تم نے پرواز کے دوران دیکھا ہے، میں نے کچھ نہیں پیا۔ چائے بھی نہیں پی۔ صرف رات کا کھانا کھایا۔"
"تعجب ہے! تم چائے بھی نہیں پیتے۔"
"کبھی ضرورت محسوس کرتا ہوں تو پی لیتا ہوں۔ بائی دی وے تم مجھ میں اتنی دلچسپی کیوں لے رہی ہو؟"
"کیا تم ابھی تک مجھ پر شبہ کر رہے ہو؟"
"جب تم ماما سے ملا دو گی تو پھر کبھی شبہ نہیں کروں گا۔"
اس نے باتوں کے دوران ایک جانب دیکھا۔ ایک جوان عورت ساری پہنے ہوئے تھی۔ ماتھے پر بندیا چمک رہی تھی۔ یورپ میں ہندوستانی لباس بہت سی نگاہوں کا مرکز بن جاتا ہے۔ اس لیے علی تیمور کی نگاہ اس پر گئی تھی۔

اُس کے ساتھ ایک مرد بہترین سوٹ میں تھا۔ وہ ایک انگریز سے باتیں کر رہے تھے۔ ایمی نے بھی دیکھا۔ پھر چونک کر بولی "ارے یہ تو وہی ہیں۔"
علی نے پوچھا "کون ہیں یہ؟"
"کنور رنجیت سنگھ اور اس کی دھرم پتنی لاج۔ یہ تمھاری ماما کے بھائی اور بھاوج بنے ہوئے ہیں۔"
"چلو اچھا ہوا یہ یہیں مل گئے۔ انشاءاللہ صحیح ہو نیویارک نہیں پہنچیں گے۔"
وہ پریشان ہو کر بولی "تم کیا کرنا چاہتے ہو؟"
"یہ کچھ نہ کچھ ضرور کروں گا۔ تم نے کہا تھا کہ میرے ساتھ آؤ گی۔"
"ہاں مگر ابھی تمھاری حمایت میں کچھ کروں گی تو لوگ مجھے دشمن سمجھیں گے۔ پھر میں تمھیں ماما تک نہیں پہنچا سکوں گی۔"
"تم کھُل کر میری حمایت نہ کرو۔ جو کہوں اُس پر خاموشی سے عمل کرو۔"
اس نے جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی۔ اس میں سے دو گولیاں نکال کر اسے دیتے ہوئے کہا "ایک گولی پانی، چائے یا شراب میں ڈال دی جائے تو یہ فوراً ہی گھُل جاتی ہے۔ اُسے پینے والا نیم پاگل ہو جاتا ہے۔ رنجیت سنگھ اور لاج ونتی طیارے میں ضرور کچھ نہ کچھ پئیں گے۔ تم موقع پا کر یہ گولیاں ان کے مشروب میں ڈال دینا۔"
وہ ہچکچاتے ہوئے بولی "موقع کیسے ملے گا؟"
"تم نادان بچّی کی طرح سوال کر رہی ہو۔ کیا وقت سے پہلے کوئی کہہ سکتا ہے کہ موقع کب یا کیسے ملے گا؟ میں نے ڈیپارٹمینٹل اسٹور کے باہر تمھاری تیزی اور پھرتی دیکھی ہے۔ تمھاری جیسی تیز و طرار لڑکی موقع کا انتظار نہیں کرتی بلکہ خود موقع نکالتی ہے۔"
"اچھی بات ہے، پوری کوشش کروں گی۔"
"تم اتنی ہوشیار ہو کہ خیال خوانی کرنے والوں کو بھی چور خیالات پڑھنے نہیں دیتیں۔ مجھے اُمید ہے تم ان کا معاملہ ڈیگر اینڈ ڈیگہ تک پہنچنے نہیں دو گی۔"
"اگر یہ معاملہ اُن تک پہنچے گا تو انھیں یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ میں اُن کے خلاف تمھارا ساتھ دے رہی ہوں۔ تم اطمینان رکھو، انھیں خبر نہیں ہو گی۔"
اُس نے دونوں گولیاں پرس میں رکھ لیں۔ پھر وہ

ساتھ واپس جانا چاہتی تھی، اسی وقت لاج ونتی نے قریب آ کر مخاطب کیا "ہیلو ایمی! تم اور یہاں!"
ایمی نے مسکرا کر مصافحہ کرتے ہوئے کہا "میں نیویارک جا رہی ہوں اور تم؟"
"مجھے ہم سفر سمجھو۔ یہ میرے پتی کنور رنجیت سنگھ ہیں۔"
ایمی، رنجیت سنگھ سے مسکرا کر مصافحہ کرتی ہوئی رسمی جملے ادا کرنے لگی۔ علی تیمور للچائی ہوئی نظروں سے کنواری لاج ونتی کو تک رہا تھا اور اس کے چہرے پر خاطر خواہ ردِعمل دیکھ رہا تھا۔ ایمی نے کہا "یہ میرے بوائے فرینڈ مسٹر علی تیمور ہیں۔"
وہ دونوں چونک کر اُسے دیکھنے لگے۔ اُن کی ایکٹنگ صاف سمجھ میں آ رہی تھی۔ رنجیت سنگھ کے تیور اچانک بدل گئے۔ وہ نفرت سے بولا "اچھا تو تم اُس دشمن کے بیٹے ہو جس نے میری دیدی رسونتی کی زندگی تباہ کر دی۔"
وہ مسکرا کر بولا "جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے، ہمارے خاندان کا کوئی فرد تمھاری بہن رسونتی کو نہیں جانتا۔ ویسے یہ محض ایک اتفاق ہے کہ میری والدہ کا نام بھی رسونتی ہے۔"
"میں اُسی رسونتی کی بات کر رہا ہوں جسے تم اپنی ماں کہہ رہے ہو۔"
"مسٹر رنجیت سنگھ! تمھیں غلط فہمی ہے۔ تمھاری ہندو بہن میری ماں نہیں ہو سکتی اور میری مسلمان ماں تمھاری بہن نہیں ہو سکتی۔"
وہ باتوں کے دوران کبھی کبھی لاج ونتی کو یوں دیکھ لیتا تھا جیسے اس کے حُسن و شباب کا دیوانہ ہو رہا ہو۔
لاج ونتی نے کہا "رنجیت! ہو سکتا ہے تمھیں غلط فہمی ہو رہی ہو۔ وہاں دیدی ہمیں ائرپورٹ پر لینے آئیں گی۔ مسٹر علی تیمور کے سامنے حقیقت کھُل جائے گی۔ دیدی خود بتائیں گی کہ یہ بیٹے ہیں یا دشمن؟"
علی نے کہا "مسز رنجیت سنگھ! آپ جتنی حسین ہیں اتنی ہی ذہین بھی ہیں۔ ہماری دوستی یا دشمنی کا فیصلہ نیویارک میں ہو گا۔ سفر کے دوران ہم دوست رہیں گے۔"
رنجیت نے کہا "تم کیسی باتیں کرتی ہو۔ دیدی اس بہروپیے کو نہیں پہچانیں گی۔ یہ مسٹر میک اپ میں اصلی چہرہ چھپائے ہوئے ہیں۔"
علی نے ہنستے ہوئے کہا "شرط لگاؤ۔ اگر میں میک اپ میں ثابت نہ ہوا تو تمھاری بیوی کے ساتھ نیویارک کے

کسی کلب میں ڈانس کروں گا اور ڈنر کھاؤں گا۔"
وہ ناگواری سے بولا "یہ پلاسٹک سرجری ہو گی۔"
لاج ونتی یہ سُن کر اپنی خوشی کو چھپا رہی تھی کہ وہ نوجوان اس کے ساتھ ڈانس اور ڈنر کا خواہش مند ہے۔ وہ بولی "رنجیت! تم میک اپ ثابت نہیں کر سکتے پھر بحث کیوں کر رہے ہو۔"
ایمی نے تائید کی "ٹھیک تو ہے۔ بات بڑھانے سے کیا فائدہ؟ چلو روانگی کا وقت ہو رہا ہے۔"
وہ چاروں ائرپورٹ کی عمارت سے باہر آئے۔ ایمی نے علی تیمور سے کہا "میں رنجیت کے ساتھ چلوں گی۔ اس سے دوستی کرنے کے لیے یہ تاثر دوں گی کہ میں تمھارے سلسلے میں اس کی غلط فہمی دور کرنے اس کے ساتھ چل رہی ہوں۔"
وہ چلتے چلتے ذرا پیچھے ہو گیا۔ وہ رنجیت کے ساتھ چلتے ہوئے بولی "میں تم سے کچھ ضروری باتیں کرنا چاہتی تھی۔"
رنجیت اپنی بیوی کو پیچھے چھوڑ کر ایمی کے ساتھ جانے لگا۔ اُن کے دماغوں میں ڈیگر اینڈ ڈیگہ تھے۔ وہ دونوں ایمی، لاج ونتی اور رنجیت کو گائیڈ کر رہے تھے اور اب لاج ونتی سے کہہ رہے تھے کہ آہستہ چلو اور علی تیمور کے ساتھ ہو جاؤ۔
علی خوب سمجھ رہا تھا کہ اُن کے درمیان کیا کھچڑی پک رہی ہے۔ وہ خود لاج ونتی کے پاس آ کر آہستگی سے بولا "اگر تم اپنی زبان سے رنجیت کو پتی نہ کہتیں تو میں کبھی یقین نہ کرتا کہ تمھاری شادی ہو چکی ہے۔ میں بے اختیار کہنے پر مجبور ہوں کہ ایسا رنگ روپ پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ میں تم میں ایک عجیب سی کشش محسوس کر رہا ہوں۔"
وہ خوشی سے پھُول رہی تھی۔ اپنی باسی جوانی کی بھرپور انگڑائی لینا چاہتی تھی، ڈیگہ نے سوچ کے ذریعے کہا "خبردار! یہ تمھیں اُلّو بنا رہا ہے۔"
وہ ناگواری سے بولی "ایک تو تم لوگ اجازت کے بغیر دماغ میں آ جاتے ہو پھر ہمارے ذاتی معاملات میں مداخلت کرنے لگتے ہو۔ کیا میں نادان ہوں کہ اُلّو بن جاؤں گی۔"
"عورتیں بہت چالاک ہوتی ہیں۔ مگر اپنے حُسن و جوانی کی تعریف سن کر اپنی کم عمری کا یقین کر کے اُلّو بن جاتی ہیں۔"
"دیکھو مسٹر! ہمارا منصوبہ ہے کہ علی تیمور کو ٹریپ کر کے سُپر ماسٹر کی قید میں لے جائیں۔ یہ ہم کر رہے ہیں۔ اگر تم سمجھتے

ہو کہ میں اِس جوان کے ساتھ مل کر تمھیں دھوکا دوں گی تو غلط سمجھتے ہو۔ اپنی ٹیلی پیتھی پر بھروسا کرو۔ میری غدّاری تم سے چھپی نہیں رہے گی۔ فی الحال مَیں غدار نہیں ہوں پلیز جاؤ، میرے چور جذبوں کو نہ پڑھو۔"

ڈیگر نے رنجیت کے پاس آکر کہا۔"لاج ونتی، علی تیمور پر لٹّو ہو رہی ہے۔"

رنجیت نے کہا۔"مَیں کیا کر سکتا ہوں۔ ہم کوئی اصلی میاں بیوی نہیں ہیں۔ وہ بڑی حرّافہ ہے۔ وہ جوان پسند آگیا ہے تو اس کے ساتھ ضرور کچھ وقت گزارے گی۔"

دوسرے ڈیگر نے کہا۔"ابھی ایمی نے بتایا ہے کہ علی تیمور نے اسے دو گولیاں دی ہیں۔ وہ تم دونوں کے مشروب میں وہ گولیاں حل نہیں کرے گی۔ لیکن تمھیں پاگل ہونے کی ایکٹنگ کرتے رہنا ہو گا۔ یہی بات لاج ونتی کو بھی سمجھا دو۔"

ایمی، علی تیمور کے پاس آگئی۔ رنجیت، لاج ونتی کے ساتھ چلتے ہوئے اسے سمجھانے لگا۔ وہ سب طیارے میں آکر بیٹھ گئے۔ طیارہ اپنے وقت پر وہاں سے روانہ ہوا۔ لاج ونتی نے ضد کی کہ وہ علی تیمور کے ساتھ بیٹھے گی۔ یہ بھی اُن کے پروگرام کا ایک حصّہ تھا۔ رنجیت اپنی جگہ سے اُٹھ گیا۔ علی تیمور نے اس کی جگہ بیٹھ کر لاج ونتی سے کہا۔ "تم نے تو کمال کر دیا۔ اپنے پتی کی جگہ مجھے دے دی۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی۔"مَیں اپنے پتی کو انگلی کے اشارے پر نچاتی ہوں۔"

علی تیمور اس کے ساتھ ہنسنے لگا۔ دوسری طرف رنجیت ایمی سے کہہ رہا تھا۔"لاج ونتی نے علی تیمور پر عاشق ہو کر اچھا چکر چلایا ہے۔ اب وہ چھوکرا یہ نہیں دیکھ پائے گا کہ تم وہ گولی میرے مشروب میں ملا کر دے رہی ہو یا نہیں؟"

ایمی نے پوچھا۔"لیکن لاج ونتی کا کیا ہو گا۔ علی تیمور اس کے مشروب میں گولی ضرور حل کرے گا۔"

"فکر نہ کرو۔ اسے علی تیمور کی سازش سے آگاہ کر دیا گیا ہے، وہ کسی طرح اپنا بچاؤ کر لے گی۔"

ایک گھنٹے بعد رنجیت سنگھ ہنستے ہوئے اپنی سیٹ سے اُٹھ گیا۔ پھر اونچی آواز میں بولا۔"یہ جہاز میرا ہے۔ مَیں اِس جہاز کا بادشاہ ہوں۔ ہا ہا ہا ہا۔"

مسافروں نے پریشان ہو کر اسے دیکھا۔ ایک فلائٹ اسٹیورڈ نے آکر کہا۔"مسٹر! آرام سے بیٹھ جاؤ۔ معلوم ہوتا ہے، تم نے زیادہ پی لی ہے۔"

وہ جیب سے قلم نکال کر ریوالور کی طرح دکھاتے ہوئے بولا۔"خبردار! میرے ہاتھ میں ایٹم بم ہے۔ کوئی قریب آئے گا تو مَیں جہاز کو تباہ کر دوں گا۔"

جن مسافر عورتوں نے اس کے قلم کو نہیں دیکھا تھا، وہ ایٹم بم کی بات سنتے ہی چیخنے اور رونے پیٹنے لگیں۔ لاج ونتی اپنی جگہ سے اُٹھ کر رنجیت کے پاس آتے ہوئے بولی۔"یہ تمھیں کیا ہو گیا ہے۔ تم تو اچھے بھلے تھے۔"

اسٹیورڈ اس سے قلم چھین کر مسافروں کو دکھاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔"آپ لوگ پریشان نہ ہوں۔ اِن صاحب کو نشہ ہو گیا ہے۔ مس! کیا یہ آپ کے ساتھ ہیں؟"

لاج ونتی نے کہا۔"ہاں، یہ میرے شوہر ہیں۔ مَیں حیران ہوں کہ اچانک انھیں کیا ہو گیا ہے۔ بہر حال مَیں انھیں سنبھال لوں گی۔"

وہ رنجیت کو پکڑ کر اپنی سیٹ کی طرف لے آئی۔ علی تیمور اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ رنجیت کو بٹھاتے ہوئے بولی۔ "مسٹر تیمور! مجھے افسوس ہے۔ ہم زیادہ دیر ساتھ نہ رہ سکے، پتا نہیں یہ پاگلوں جیسی حرکتیں کیوں کر رہے ہیں۔"

رنجیت پاگل پن کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ وہ پھر اُچھل کر کھڑا ہو گیا۔ علی تیمور نے اس کی گردن دبوچ کر بٹھاتے ہوئے کہا۔"لاج ونتی! اسے ساڑی کے آنچل سے باندھ کر رکھو۔ ہم نیویارک میں ملیں گے۔"

وہ ایمی کے پاس آکر اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ وہ بولی۔ "تم نے لاج ونتی کے مشروب میں وہ گولی نہیں ملائی؟"

"وہ کم بخت نہ کچھ کھاتی ہے، نہ پیتی ہے۔ خود کو برہمن کہتی ہے۔ جو ذات کے برہمن ہوتے ہیں، وہ باہر کا کھانا نہیں کھاتے۔ پانی بھی نہیں پیتے۔ لمبا سفر ہو تو گھر کا دانہ پانی لے کر چلتے ہیں۔ ویسے بھی ایک ہی کا پاگل ہو جانا کافی ہے۔"

وہ مسکرا کر بولی۔"یہ میرا کمال ہے۔ مجھے شبہ ہے تم نے جان بوجھ کر لاج ونتی کو گولی نہیں کھلائی۔ اُس پر نثار ہو رہے تھے۔"

"بڑی زبردست عورت ہے۔"

"تم میری توہین کر رہے ہو۔ کیا مَیں ایسی گئی گزری ہوں کہ میرے سامنے اس کی تعریف کر رہے ہو؟"

"ناراض کیوں ہوتی ہو۔ آئندہ نہیں کروں گا۔"

وہ ناراضگی سے مُنہ پھلا کر دوسری طرف دیکھنے لگی۔ اسی وقت آرمر نے علی تیمور کے دماغ میں آکر گوڈ ورڈز ادا کیے پھر کہا۔"تم نے جو وقت مقرر کیا تھا اُسی کے مطابق آیا ہوں۔ مگر تم ابھی تک طیارے میں ہو۔ کیا جہاز لیٹ جا رہا ہے؟"

"ہاں، کچھ ایسی ہی بات ہے۔ نیویارک پہنچتے ہی ماما سے ملاقات ہونے کی اُمید ہے۔ آپ وقفے وقفے سے میرے پاس آتے جاتے رہیں۔"

"کیا تم سونا چاہتے ہو؟"

"سونے کا وقت ہو گیا ہے۔ مگر جاگنا پڑے گا۔ آپ ایمی کے خیالات پڑھتے رہیں۔ مَیں اس سے بات کر رہا ہوں۔"

اس نے ایمی کو دیکھا۔ وہ بھی ناراضگی سے دیکھنے لگی۔ اُس نے کہا۔"مشکل تو یہ ہے کہ مجھے کسی حسین لڑکی کو منانا بھی نہیں آتا۔"

"جب اناڑی ہو تو مجھے غصّہ کیوں دلاتے ہو؟"

"اب غصّہ نہیں دلاؤں گا۔ طیارے کے اندر تھوکنا منع ہے، مَیں تمھیں غصّہ تھوکنے کے لیے بھی نہیں کہہ سکتا۔"

وہ ہنسنے لگی۔ پھر بولی۔"ایک شرط پر مانوں گی۔ میرے ساتھ کافی پیو۔"

"تم میرے دل کی بات کہہ رہی ہو۔ جب مَیں رات کو جاگتا ہوں تو کافی ضرور پیتا ہوں۔"

ایمی ہوسٹس کو بلا کر کافی کا آرڈر دینے لگی۔ آرمر نے آکر کہا۔"تمھیں کافی نہیں پینی چاہیے۔ اس کے خیالات بتا رہے ہیں، تم نے اسے دو گولیاں دی تھیں جنھیں مشروب میں ڈال کر پینے والا پاگل ہو جاتا ہے۔ وہ اب تمھی کو پلائے گی۔"

"انکل! فکر نہ کریں۔ وہ بے ضرر گولیاں ہیں۔ میں نے ایمی کو آزمانے کے لیے وہ گولیاں دی تھیں۔ اس نے ڈیگر اینڈ ڈیگر کے ذریعے یہ بات رنجیت اور لاج ونتی کو بتا دی۔ میرے کہنے کے مطابق رنجیت کو وہ گولی نہیں کھلائی۔ مگر رنجیت پاگل ہونے کی ایکٹنگ کر رہا ہے۔"

"آخر اِس تماشے کا فائدہ کیا ہے؟"

"آپ دیکھتے جائیں، مَیں پاگل بن کر کس طرح دشمنوں کو پاگل بناؤں گا۔ آپ ذرا دیکھیں، کیا ہوسٹس نے کافی تیار کر لی ہے۔"

آرمر گیا پھر فوراً ہی واپس آکر بولا۔"وہ کافی لے کر آرہی ہے۔"

علی تیمور نے اپنی جگہ سے اُٹھ کر ایمی سے کہا۔"مَیں ایک منٹ میں ٹوائلٹ سے آرہا ہوں۔"

وہ مسافروں کی درمیانی راہداری سے گزرتا ہوا ٹوائلٹ میں آیا۔ آرمر نے کہا۔"تم نے اسے کافی میں گولی ڈالنے کا موقع دیا ہے؟"

"ہاں، آپ اس کے دماغ میں رہ کر کچھ کہے سنے بغیر اُسے دونوں گولیاں کافی میں ڈالنے پر مجبور کر دیں۔"

اُس نے جیب سے شیشی نکال کر اُس کی تمام گولیاں کموڈ میں ڈال دیں۔ آرمر نے واپس آکر کہا۔"مجھے کچھ کرنا نہیں پڑا۔ اُس نے خود ہی دونوں گولیاں تمھاری کافی میں ملا دی ہیں کیا تم چاہتے تھے کہ طبّی تجزیے کے لیے اس کے پاس گولی نہ رہے؟"

"ہاں، اسی لیے مَیں نے اپنے پاس کی گولیاں بھی کموڈ میں پھینک دی ہیں۔"

وہ باتھ روم سے نکل کر آیا پھر ایمی کے پاس بیٹھتے ہوئے بولا۔"آہا، دور ہی سے کافی کی مست کر دینے والی خوشبو آرہی ہے۔"

ایمی نے ایک پیالی اس کی طرف بڑھائی، اس نے پیالی لے کر ایک گھونٹ پیا۔ وہ کن انکھیوں سے اُسے دیکھ رہی تھی۔ دوسری طرف رنجیت اپنی سیٹ پر آنکھیں بند کیے بیٹھا تھا، جیسے نیند آگئی ہو ــــ وہ مسلسل پاگل کی اداکاری نہیں کر سکتا تھا اس لیے سونے کا بہانہ کر رہا تھا۔ لاج ونتی نے رنجیت کی طرف جُھک کر سرگوشی میں کہا۔

"علی تیمور کافی پی رہا ہے۔ تھوڑی دیر میں اس پر پاگل پن کا دورہ پڑے گا۔ پھر ہمیں پاگل بننے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔"

رنجیت نے آنکھیں کھول کر کہا۔"یہ درست ہے کہ جو دوسروں کے لیے گڑھا کھودتا ہے، وہ خود اس میں گرتا ہے۔ علی تیمور جن گولیوں سے ہمیں پاگل بنانا چاہتا تھا، اُن سے خود۔ ۔"

اس کی ادھوری بات علی تیمور کے قہقہوں نے پوری کر دی۔ تمام مسافر سر اٹھا اٹھا کر اُدھر دیکھنے لگے۔ کتنے ہی لوگ اُٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ وہ ایمی کو جھنجوڑ کر کہہ رہا تھا۔ "مَیں سکندرِ اعظم ہوں۔ تمھارے جیسے حسین جزیروں کو فتح کرتا ہوں۔ مَیں ابھی تمھیں کاندھے پر اُٹھا کر جہاز سے چھلانگ لگاؤں گا۔ کہاں ہے میرا پیراشوٹ؟"

اس کے بُری طرح جھنجوڑنے پر ایمی خوف سے چیخیں مار رہی تھی۔ دو اسٹیورڈ دوڑتے ہوئے آئے، انھوں نے علی تیمور کو پیچھے سے جکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا۔ وہ قہقہہ لگا کر کہہ رہا تھا۔"آگئے، میرے دشمن آگئے۔ مگر مجھ سے اس

حسین جزیرے کو چھین نہیں سکیں گے۔ ہاہاہاہا۔۔"
ایک مسافر نے پوچھا "یہ کیا ہو رہا ہے۔ کیا اس طیارے میں پاگلوں کو سفر کرنے کی اجازت دی جاتی ہے؟"
دوسرے نے کہا "یہاں کی کافی میں کوئی گڑبڑ ہے۔ دونوں پاگل ہونے والوں نے پہلے کافی پی تھی۔"
ایک عورت نے کہا "کافی تو میں نے بھی پی ہے اور بھی کئی مسافروں نے پی ہے۔ اُس لڑکی کا محاسبہ کرو جس کے پاس بیٹھ کر کافی پینے والے دونوں مرد پاگل ہو گئے۔"
سب نے ایمی پر سوالات کی بوچھار کر دی "ٹھیک تو ہے، پہلے پاگل ہونے والا بھی اس کے پاس بیٹھ کر پاگل ہوا تھا۔"
دوسرے نے کہا "اِس لڑکی سے پوچھو، یہ اپنے پاس بیٹھنے والوں کے ساتھ چاہتی کیا ہے؟"
"اس حسین بلا کو قانون کے حوالے کیا جائے۔"
"ہاں ہاں، قانون کے حوالے کیا جائے۔"
سب ایک آواز میں ایمی کے خلاف مطالبہ کرنے لگے۔ اتنی دیر میں علی تیمور نے بیہوش نظر آنے کے لیے آنکھیں بند کر لیں اور آرمر سے کہا "انکل! رات سونے کے لیے ہوتی ہے۔ آپ مجھے گہری نیند سُلا دیں۔"
ایک اسٹیورڈ نے دونوں ہاتھ اُٹھا کر مسافروں سے خاموش رہنے کی درخواست کی۔ پھر کہا "آپ لوگ سکون اور اطمینان سے بیٹھیں۔ ہم اِس لڑکی کو کیبن میں لے جا رہے ہیں۔ نیویارک میں پولیس والے اِس سے نمٹ لیں گے۔"
دوسرے اسٹیورڈ نے کہا "شاید یہ بیہوش ہو گیا ہے۔ یہاں کوئی ڈاکٹر ہو تو پلیز آ کر اسے چیک کرے اور ہوش میں لانے کی کوشش کرے۔"
وہاں کوئی ڈاکٹر نہیں تھا۔ ایمی کو اپنی جگہ سے اُٹھنے کے لیے کہا گیا پھر دو سیٹوں کی ایک بستر بنا کر علی تیمور کو وہاں لٹا دیا گیا۔ ایک ڈیگر ایمی کے دماغ میں رہا تاکہ اس کے ساتھ کیبن میں ہونے والے سوالات سن سکے اور جوابات میں اس کی مدد کر سکے۔ دوسرے ڈیگر نے سپر ماسٹر کے پاس آ کر تمام واقعات بتلائے۔ پھر پوچھا "کیا ہمیں علی تیمور کے دماغ میں جانا چاہیے؟"
سُپر ماسٹر نے کہا "اگر وہ بیہوش ہے تو اس کے دماغ سے کچھ معلوم نہیں ہو گا۔ پھر بھی ایک بار جا کر دیکھ لو۔"
وہ علی تیمور کے دماغ میں آیا۔ آرمر اُسے گہری نیند سُلا کر جا چکا تھا۔ اُس نے دماغ کو ہدایت دی تھی کہ نیند کے دوران سوچ کی لہریں بے حد کمزور ہوں گی۔ ڈیگر نے واپس آ کر سُپر ماسٹر سے کہا "اُس کی سوچ بے حد کمزور ہے۔ کچھ معلوم نہیں کیا جا سکتا۔ وہ واقعی بیہوش ہے۔"
آدھ گھنٹے بعد آرمر کو یقین ہو گیا کہ خیال خوانی کرنے والے علی کے دماغ سے ناکام ہو کر گئے ہوں گے۔ آئندہ اس کے ہوش میں آنے کے بعد اس کی سوچ پڑھنے آئیں گے۔ علی اب ایک پاگل کی حیثیت سے سانس نہیں روک سکتا تھا۔ دشمنوں کے لیے اس کے دماغ کے دروازے کھل گئے تھے۔
اس نے علی تیمور کے خوابیدہ دماغ پر تنویمی عمل شروع کیا، اسے معمول بنانے کے بعد حکم دیا کہ جب بھی وہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرے گا۔ اس کی اپنی سوچ کی لہریں گڑبڑا جائیں گی۔ وہ ترتیب سے کوئی بات نہیں سوچ سکے گا اور نہ ہی کسی کی سوچ کا معقول جواب دے سکے گا۔ یعنی سچ مچ پاگل ہو جائے گا۔
آخر میں آرمر نے اس کے دماغ کو حکم دیا "میرے لہجے اور آواز کو یاد رکھو۔ میری سوچ کی لہریں دماغ میں آئیں گی تو تم نارمل رہو گے۔ میں تمھارا عامل ہوں اور دوسروں سے مختلف ہوں۔"
یہ عمل کرنے کے بعد اس نے علی کو تنویمی نیند پوری کرنے کے لیے چھوڑ دیا۔ سُپر ماسٹر نے احکامات جاری کیے تھے کہ نیویارک پہنچنے پر ایمی کو حراست میں نہ لیا جائے۔ اس کے برعکس علی تیمور کو مسلّح افراد کی کڑی نگرانی میں رکھا جائے۔ اس کے متعلق رسونتی فیصلہ کرے گی کہ وہ بیٹا ہے یا دشمن؟ اور اگر دشمن ہے تو وہ انتقاماً اُسے قتل کرے گی یا سُپر ماسٹر کا قیدی بنائے گی؟
علی تیمور نیویارک پہنچنے سے پہلے بیدار ہو گیا تھوڑی دیر تک طیارے کی چھت کو دیکھتا رہا پھر گرجتے ہوئے بولا "میں کہاں ہوں؟"
آس پاس کے مسافر اُچھل پڑے۔ وہ جہاں لیٹا ہوا تھا، وہاں سے دور ہٹنے لگے۔ دو اسٹیورڈ پھر دوڑتے ہوئے آ گئے تھے۔ وہ اپنی سیٹ پر سے اُٹھ کر پوچھ رہا تھا "میرا سپاہ سالار کہاں ہے۔ اُسے بلاؤ۔ دشمن میرے حسین جزیرے کو چھین کر لے گئے ہیں۔"
اسٹیورڈ اُسے تھپک تھپک کر خاموش رہنے کے لیے کہہ رہے تھے۔ آہستہ آہستہ اپنے کیبن کی طرف لے جا رہے تھے۔ تاکہ دوسرے مسافروں کو سکون سے بیٹھنا نصیب ہو سکے۔ کنور رنجیت سنگھ اپنی لاج ونتی کے پاس آرام سے بیٹھا مسکرا رہا تھا۔ اس کے پیچھے بیٹھے ہوئے مسافر اس سے بھی سہمے ہوئے تھے۔ مگر کسی قدر مطمئن بھی تھے کیونکہ وہ بڑی دیر سے پاگلوں جیسی حرکتیں نہیں کر رہا تھا۔ علی تیمور کو کیبن میں لا کر ایک طرف بٹھایا گیا۔ ڈیگر اینڈ ڈیگر کو ایمی اور لاج ونتی کے ذریعے پتا چلا، علی تیمور ہوش میں آ گیا ہے، انھیں ایک پاگل کے دماغ میں جگہ مل سکتی تھی۔ لہٰذا وہ علی کے پاس پہنچے اس نے جیسے ہی پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا، اُس کی اپنی سوچیں اُلٹ پلٹ گئیں۔ کوئی سوچ اپنی جگہ ترتیب سے نہیں تھی۔ جس کے نتیجے میں سچ مچ اُس پر پاگل پن کا دورہ پڑا، اُس نے بیٹھے ہی بیٹھے ایک اسٹیورڈ کو لات ماری، وہ ایک طرف جا کر گرا۔ دوسرے نے اُسے دبوچ لیا وہ دو چار کے بس کا نہیں تھا۔ اپنے حواس میں ہوتا تو ایک ہی داؤ میں دوسرے اسٹیورڈ کو بھی لڑھکا دیتا۔ مگر وہ خود لڑھک گیا۔ منہ سے ایسی آوازیں نکالنے لگا جیسے کوئی اجنبی زبان بول رہا ہو۔ جیسے سوچ گڑبڑا گئی تھی ویسے ہی زبان سے بے تکے الفاظ ادا ہو رہے تھے۔
تھوڑی دیر بعد وہ ذرا نارمل ہوا۔ کیونکہ ڈیگر اینڈ ڈیگر اس کے دماغ سے نکل گئے تھے۔ اس کی اُلٹی سیدھی سوچوں نے اُسے پاگل ثابت کر دیا تھا۔ نارمل ہونے کے بعد پتا چلا اُسے رسیوں سے باندھ دیا گیا تھا۔ نیویارک پہنچ کر بھی اسے اسی طرح رسیوں سے جکڑ کر رکھا گیا۔ ائرپورٹ کی عمارت میں سُپر ماسٹر کے خاص ماتحت موجود تھے۔ انھوں نے اُسے ہتھکڑی اور پاؤں میں بیڑیاں پہنائیں پھر رسیاں کھول دیں۔ علی تیمور ہنس رہا تھا اور کہہ رہا تھا "میں خوب سمجھتا ہوں اب مجھے پورس کے دربار میں لے جاؤ گے۔ پورس پوچھے گا بتاؤ تمھارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ میں سکندرِ اعظم ہوں اُسے جواب دوں گا، وہی سلوک کرو جو ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ سے کرتا ہے ہاہاہاہا۔ میں پورس کا جواب پورس کے منہ پر ماروں گا۔"
وہ کہتے کہتے رک گیا۔ چند لمحوں کے لیے پاگل پن کو بھول گیا اچانک ماں پر نظر پڑ گئی تھی۔ اس کا دل بے اختیار دھڑکنے لگا تھا۔ وہ بیوہ عورتوں کی طرح سفید ساڑی پہنے ہوئے تھی۔ دوسروں کے لیے ایک باوقار خاتون اور تیلی پیتھی کی ساحرہ تھی۔ بیٹے کے لیے صرف ماں ہی ماں تھی۔ دشمنوں میں یہ تجسّس پیدا ہوا کہ وہ پاگل کیا اپنی ماں کو پہچان رہا ہے؟ ایک ڈیگر نے اس کے دماغ میں چھلانگ لگائی اسی لمحے دماغ اُلٹ پلٹ ہو گیا۔ وہ بے اختیار پاگلوں کی طرح ہنسنے اور مسلّح دشمنوں کو مارنے کے لیے لپکنے لگا۔ مگر پاؤں کی بیڑیاں اُسے روک رہی تھیں وہ فرش پر اوندھے منہ گر پڑا تھا۔
رسونتی آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اُس کے قریب آئی۔ ماں کے پاؤں بیٹے کے منہ کے قریب تھے۔ ڈیگر دماغ سے چلا گیا تھا۔ اس نے گہری گہری سانسیں لیتے ہوئے سر اٹھا کر ماما کو دیکھا۔ پھر سر جھکا کر پاؤں کو چوم لیا۔۔۔
رسونتی نے فوراً ہی پیچھے ہٹ کر اس کے منہ پر ٹھوکر ماری، غرّا کر پوچھا "یہ ابھی تک میک اپ میں کیوں ہے۔ میں دشمن کے بیٹے کا اصلی چہرہ دیکھ کر پہلے ٹھوکریں لگاؤں گی۔ پھر اس کی قسمت کا فیصلہ سناؤں گی۔"
ایک ماتحت نے ادب سے کہا "دیوی جی! ہم اسے آپ کے محل میں لے جا رہے ہیں۔ وہیں اس کا میک اپ اُتارا جائے گا۔"
علی تیمور قہقہے لگانے کے بعد بولا "دیوی جی، ہاہاہاہا، دیوی جی! تمھارے دیوتا جی کہاں ہیں۔ اُنھیں بلاؤ اور بتا دو کہ میں سکندرِ اعظم ہوں۔"
رسونتی نے اُسے گھور کر دیکھا۔ پھر دماغ میں پہنچ گئی۔ علی سچ مچ پاگل پن میں مبتلا ہو گیا۔ وہ کچھ دیر تک اس کے دماغ کو پڑھنے کی ناکام کوشش کرتی رہی۔ کوئی سوچ اپنی جگہ قائم نہیں تھی۔ وہ اُسے ناگواری سے دیکھ کر دماغ سے نکل گئی۔ وہاں سے پلٹ کر رنجیت اور لاج ونتی کے درمیان چلتی ہوئی عمارت سے باہر آئی۔ ایک خوبصورت اور مہنگی کار کا پچھلا دروازہ اُس کے لیے کھولا گیا۔ وہ پچھلی سیٹ پر آ کر بیٹھ گئی۔ وہاں نائب سُپر ماسٹر بیٹھا ہوا تھا۔ ڈرائیور نے کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھائی رسونتی نے کہا "ماسٹر! میں اُس کے دماغ میں گئی تھی۔ وہ سچ مچ پاگل ہو چکا ہے۔"
نائب نے پوچھا "آپ اسے پاگل خانے بھیجنا چاہیں گی؟"
"ہرگز نہیں اس طرح میرا انتقام پورا نہیں ہو گا۔ تم ویڈیو فلم تیار کرنے والوں کو میرے محل میں بھیج دو۔ میں روزانہ صبح و شام اسے طرح طرح سے اذیتیں پہنچاؤں گی۔ اس کی فلم تیار ہوتی رہے گی۔ اور یہ فلم بابا صاحب کے

ادارے کے ذریعے سونیا تک پہنچائی جائے گی۔ وہ اپنے بیٹے کو انتقام کے عذاب سے گزرتے دیکھے گی اور پھر رو رو کر دیواروں سے سر پھوڑتی رہے گی۔"

نائب سپر ماسٹر مسکرا رہا تھا۔ اُس کے دماغ میں بیٹھے ہوئے ڈیگر نے کہا "ہمارا سپر ماسٹر غضب کی چالیں چلتا ہے۔ واقعی سونیا یہ دیکھ کر اپنا سر پیٹے گی کہ دل و جان سے چاہنے والی ماں اپنے ہی ہاتھوں سے بیٹے کو تڑپا تڑپا کر مار رہی ہے۔"

نائب نے کہا "ہمارا سپر ماسٹر ابھی علی تیمور کو مرنے نہیں دے گا۔"

"اُسے زندہ کیوں رکھا جائے گا؟"

"پہلی بات تو یہ کہ وہ پاگل ہو چکا ہے۔ اب ہمارے لیے خطرناک نہیں رہا۔ دوسرے یہ کہ ماں بیٹے کی یہ ویڈیو فلم پارس کے پاس بھی بھیجی جائے گی۔ اس فلم کے آخر میں اُس سے کہا جائے گا کہ علی تیمور ابھی زندہ ہے۔ اگر وہ بھائی کی موت نہیں چاہتا تو میڈونا کو ہمارے پاس بھیج دے۔ ہم علی تیمور کو آزاد کر دیں گے۔"

رسونتی کو پتا نہیں تھا کہ اُس کے پاس بیٹھے ہوئے نائب کے دماغ میں کیسی کھچڑی پک رہی ہے۔ اگر وہ نائب کے دماغ میں ابھی پہنچ جاتی تو اُسے کچھ سچی باتوں کا علم ہو سکتا تھا۔ لیکن وہ سوچ رہی تھی "علی تیمور تو قیدی بن چکا ہے، اب سونیا اور پارس باقی ہیں۔ میں جلد ہی انھیں بھی اپنی ٹھوکروں میں لے آؤں گی۔"

ان کی کار ایک خوبصورت کوٹھی کے پورچ میں آ کر رکی۔ وہ سپر ماسٹر کی رہائش گاہ تھی۔ وہ نائب کے ساتھ کار سے اُتر کر کوٹھی کے اندر آئی۔ نائب ڈرائنگ روم میں بیٹھ گیا۔ کیونکہ سپر ماسٹر کسی کے روبرو نہیں آتا تھا۔ رسونتی کو خوش کرنے کے لیے آج وہ اُس سے ملاقات کر رہا تھا اور ملاقات کے وقت وہ اپنے اصلی روپ میں نہیں تھا۔ اس نے ایک خوبصورت سے، ذاتی ملاقات کے کمرے میں اس کا استقبال کیا، پھر کہا "دیوی جی! آج آپ کو روبرو دیکھ کر مجھے صرف خوشی نہیں، فخر بھی حاصل ہو رہا ہے۔ میں ٹیلی پیتھی جاننے والی ایک عظیم ہستی سے ملاقات کا شرف حاصل کر رہا ہوں۔"

وہ مسکرا کر بولی "ڈیگر اینڈ ڈیگر بھی تو ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔"

"وہ خیال خوانی کے معاملے میں ابھی طفلِ مکتب ہیں۔ پھر یہ کہ وہ دونوں میرے ماتحت ہیں۔ میرے احکام کے پابند ہیں۔ بھلا محکوم لوگوں سے مل کر کیا خوشی ہو گی۔ آپ ایک آزاد ہستی ہیں۔ آپ کے آنجہانی پتی رگھو ویر نے زبان دی تھی کہ اُن کی دھرم پتنی یعنی کہ آپ ہمیشہ ہمارے ملک کے کام آتی رہیں گی۔"

"بے شک میں اپنے سورگ باسی پتی کی بات جھوٹی نہیں ہونے دوں گی۔ میرے لائق کوئی خدمت ہو تو فرمائیں۔"

"سونیا ماسکو میں ہے۔ وہ نادیہ نامی ایک عورت کے میک اپ میں چھپی ہوئی ہے۔ وہاں کے حکام اور اعلیٰ افسران کو بڑی کامیابی سے فریب دے رہی ہے۔ اگر وہاں تم اُسے بے نقاب کر دو تو اُسے بھاگنے کا راستہ نہیں ملے گا۔ وہ جہاں جائے گی تم اُس کا راستہ روک لو گی۔ جس طرح بلی لپک لپک کر چوہے کو پکڑتی ہے، پھر چھوڑتی ہے۔ پھر پکڑ کر پنجے مارتی ہے۔ پھر چھوڑتی ہے مگر بھاگنے اور بچنے کا موقع نہیں دیتی، اسی طرح تم اُسے کمزور بنا کر خیال خوانی کے پنجے مارتی رہو گی، مارتی رہو گی، آخر اُسے مار مار کر تڑپا تڑپا کر ہمیشہ کے لیے ختم کر دو گی۔"

"میں نے پوچھا تھا، آپ مجھ سے کیا کام لینا چاہتے ہیں۔ لیکن آپ تو میری ہی دشمن کی بات کر رہے ہیں۔ اُسے مارنا میری پہلی اور آخری خواہش ہے۔ آپ میری راہنمائی کریں کہ میں اُسے کس طرح ٹریپ کر سکتی ہوں۔"

"ہمارے کچھ ایجنٹ ماسکو میں ہیں۔ ڈیگر اینڈ ڈیگر نے وہاں ایک ایسے شخص کے دماغ کو تسخیر کر لیا ہے جو ایک مشہور جاسوسہ تاتیانہ کا اسسٹنٹ ہے اور تاتیانہ آجکل سونیا عرف نادیہ کو اپنے ساتھ رکھتی ہے۔ تم اسسٹنٹ کے دماغ میں رہا کرو اور سونیا کی حرکات پر نظر رکھو۔ مجھے رپورٹ دیتی رہو۔ جب وہ کسی ایسے مرحلے سے گزرے جہاں اسے ٹریپ کرنا آسان ہو اور اس کے فرار کے راستے مسدود کیے جا سکتے ہوں تو اسے بے نقاب کر دو گی۔"

"مجھے راہنمائی حاصل ہو گی تو میں جلد ہی اسے عبرتناک انجام تک پہنچا دوں گی۔"

"ایک ڈیگر تمھارے ساتھ رہا کرے گا۔ وہ تمھارے ہر حکم کی تعمیل کرے گا۔ تم صرف ایک بات کا خیال رکھو۔ جب تک میں سونیا پر حملہ کرنے کو نہ کہوں تم نہ کرنا۔ خواہ تمھیں کتنا ہی اچھا موقع کیوں نہ ملے۔ تم سیاسی چالوں کو نہیں سمجھتیں۔ بعض اوقات دشمن بالکل غافل اور کمزور دکھائی دیتے ہیں لیکن درپردہ محتاط رہتے ہیں۔ کسی بھی ناگہانی حملے کا توڑ کر لیتے ہیں۔"

"میں آپ کی اجازت کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھاؤں گی۔"

اُدھر علی تیمور کو رسونتی کی رہائش گاہ میں پہنچا دیا گیا تھا۔ وہاں ایک کمرا بالکل خالی تھا۔ علی تیمور پہلے ہی زنجیروں میں بندھا ہوا تھا۔ اسے اُس کمرے میں لا کر چھت کی آہنی کڑیوں سے لٹکا دیا گیا تھا۔ وہ چھت سے یوں لٹک رہا تھا جیسے جانور کو ذبح کرنے کے بعد کھال اتارنے کے لیے لٹکا دیا جاتا ہے۔

آر مرنے آتے ہی کوڈ ورڈز ادا کیے۔ پھر پریشان ہو کر کہا "بیٹے! میں نے سوچا بھی نہیں تھا کہ تم اِس مصیبت میں پڑ جاؤ گے۔ تمھیں اِن زنجیروں سے بلکہ اِس محل سے فوراً نجات حاصل کرنی چاہیے۔"

"انکل! آپ پریشان نہ ہوں۔ ماما کے قدموں تک پہنچنے کے لیے میں نے اتنے پاپڑ بیلے ہیں۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ ایک ماں اپنے ہاتھوں سے اپنے بیٹے کو کیسی کیسی اذیت پہنچاتی ہے اور بیٹا اپنی ماں کی ممتا کو کیسے بیدار کر سکتا ہے۔"

"تم بہت زیادہ خطرات مول لینا چاہتے ہو۔"

"آپ یہ بتائیں، یہاں کیا کر رہے ہیں؟"

"ابھی تمھارے پاس رہ کر کسی کا انتظار کروں گا۔ کوئی تمھیں مخاطب کرے گا تو میں اِس کے دماغ میں جگہ بناؤں گا۔"

"اِس بات کا خیال رکھیں۔ ماما کے تمام خدمت گار یوگا کے ماہر ہو سکتے ہیں۔ سپر ماسٹر نے یہاں سخت پہرا لگایا ہو گا۔ آپ کسی کے دماغ میں جائیں گے تو اسے پتا چل جائے گا کہ کوئی میری حمایت میں چالیں چلنے آیا ہے۔"

"میں محتاط رہوں گا۔ ایک لاج ونتی کا دماغ ایسا ہے جس کے ذریعے یہاں کام کرنے والوں کے متعلق بہت کچھ معلوم کر سکتا ہوں۔"

"تو پھر آپ کو اس کے دماغ میں رہنا چاہیے۔"

"وہ غسل کرنے والی ہے۔ غسل سے پہلے جسمانی حُسن کو برقرار رکھنے کے لیے جانے کیسے کیسے لوشن لگاتی ہے اور مالش کرواتی ہے۔ پتا نہیں، وہ کب غسل سے فارغ ہو گی۔"

"کنور رنجیت سنگھ کیا کر رہا ہے؟"

"اس سے لاج ونتی کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ صرف تمھاری ماما کے سامنے میاں بیوی بن کر رہتے ہیں۔ رنجیت سنگھ جب محل میں آئے گا تو میں اُس کے ذریعے بھی اس محل میں اپنے لیے جگہ بناؤں گا۔"

یوں تو رسونتی کے دماغ میں بھی جگہ مل جاتی تھی۔ برین واشنگ کے بعد اس نے ابھی مکمل طور پر دماغی توانائی حاصل نہیں کی تھی۔ لیکن وہ اپنے خدمت گاروں کی اصلیت سے بے خبر تھی۔ اس کے ذریعے صحیح معلومات حاصل نہیں ہو سکتی تھیں۔

علی تیمور کے کمرے میں کچھ لوگ آنے لگے۔ وہ ویڈیو کیمرا لائے تھے اور بہت سی لائٹیں مختلف جگہ سیٹ کر رہے تھے۔ انھیں سمجھایا گیا تھا کہ وہ آپس میں باتیں نہ کریں اور قیدی کو اپنی آواز نہ سنائیں۔ اسی لیے سب خاموشی سے کام کر رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد رسونتی آ گئی۔ اس کے ہاتھ میں چابک تھا۔ اس نے کہا "کیمرا آن کرو۔ ویڈیو فلم دیکھنے والے دشمنوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ علی تیمور زمین اور آسمان کے درمیان، زندگی اور موت کے بیچ لٹک رہا ہے۔ میں نے اس کے پاؤں سے زمین چھین لی ہے اور اسے اذیتیں پہنچا پہنچا کر اُس کی زندگی بھی چھین لوں گی۔ لائٹیں آن کرو۔"

کئی لائٹیں آن ہو گئیں۔ کیمرا علی تیمور کو فلمبند کرنے لگا۔ وہ اوپر لٹک رہا تھا۔ رسونتی کا ہاتھ وہاں تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ اس نے پاؤں پر ایک چابک رسید کیا۔ بیٹے نے کہا "میں نے پتلون پہن رکھی ہے۔ پاؤں میں جوتے ہیں۔ مجھے چوٹ نہیں لگے گی۔ آپ کا شوق پورا نہیں ہو گا۔"

وہ غصے سے بولی "سانپ کے بچے! مجھے طعنے دیتا ہے۔ میں چابک مار مار کر تیری کھال اتار دوں گی۔"

وہ نفرت سے اُس پر تھوکنا چاہتی تھی، پھر خیال آیا، منہ اٹھا کر تھوکے گی تو تھوک اپنے ہی منہ پر آئے گا۔

وہ بولی "اسے نیچے اتارو۔ اس کے کپڑے پھاڑ دو۔"

اُس کے احکامات کی تعمیل ہوئی۔ چھت کی کڑیوں سے نیچے اتار کر اس کے تمام کپڑے پھاڑ دیے گئے۔ صرف ایک انڈرویئر رہ گیا۔ رسونتی چابک مارنے لگی۔ وہ ماں کے نازک ہاتھوں سے چابک کھا رہا تھا اور مسکرا رہا تھا۔ پھر اس نے کہا "آپ کے ہاتھ دکھنے لگیں گے مگر مجھ پر اثر نہیں ہو گا کیونکہ زنجیریں چابک کا راستہ روک رہی ہیں۔"

وہ جھنجھلا کر اپنے ملازموں سے بولی "گدھے کے بچو! کیا تمھاری سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی تھی کہ اسے یہ

زنجیریں بیجا رہی ہیں؟"
ملازموں نے فوراً ہی زنجیریں کھول دیں۔ مسلح گارڈز نے اپنی رائفلیں سیدھی کر لیں تا کہ قیدی بھاگنا چاہے یا دلوی جی پر حملہ کرنا چاہے تو اُسے زخمی کیا جا سکے۔ رسونتی کے ہاتھ واقعی دُکھنے لگے تھے۔ اس نے ایک گارڈ کو چابک دے کر اسے مارنے کا حکم دیا۔ گارڈ نے وہ چابک لے لیا۔ علی تیمور نے کہا "رُک جاؤ۔ میں صرف اپنی ماں سے مار کھا سکتا ہوں۔ اگر کسی اور نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا تو اس محل میں زلزلہ آجائے گا۔"
وہ بولی "کمینے، تو ہمیں دھمکی دیتا ہے؟ اسے مارو۔"
گارڈ نے چابک چلایا تو علی نے چابک کو پکڑ لیا۔ گارڈ نے ایک جھٹکے سے چھڑانا چاہا۔ وہ جان بوجھ کر یوں کھنچا چلا آیا جیسے جھٹکا برداشت نہ کر سکا ہو، گارڈ نے اسے دوسرے ہاتھ سے گھونسا مارنا چاہا۔ اس نے جھک کر اس کے ہولسٹر سے ریوالور نکال کر اُسے ایک طرف دھکا دیا پھر ماں کو نشانے پر رکھتے ہوئے بولا "خبردار! اگر کسی نے گولی چلائی تو دلوی جی زندہ نہیں رہیں گی۔ اپنے ہتھیار پھینک دو۔"
وہ سہم کر بولی "لے منہ کیا دیکھتے ہو۔ ہتھیار پھینک دو۔"
سب نے اپنے ہتھیار علی کے سامنے پھینک دیے۔
اسی وقت اُس نے سانس روک لی۔ کوئی دماغ میں آنا چاہتا تھا، واپس چلا گیا۔ ڈیگر نے ایک گارڈ کی زبان سے پوچھا۔ "تم تھوڑی دیر پہلے سانس نہیں روک سکتے تھے۔ ہم نے تمھارے دماغ میں آکر دیکھا تھا، تمھاری سوچیں بے ترتیب تھیں۔ اب نارمل کیسے ہو گئے؟"
"میں نے اپنی ماں تک پہنچنے کے لیے پاگل پن کا ڈھونگ رچایا تھا۔ آئندہ میرے دماغ میں آنے کی زحمت نہ کرنا۔"
گارڈ نے ہنستے ہوئے کہا "جسے ماں کہتے ہو، اُسے گولی مارنے کی دھمکی دیتے ہو۔ ذرا اپنے دل میں جھانک کر دیکھو کیا دلوی جی کو نقصان پہنچا سکو گے؟"
علی نے کہا "تم نے میری پوری بات نہیں سُنی۔ میں اس دلوی جی کو ماں سمجھ کر پاگل بن رہا تھا۔ ابھی ابھی آرمر نے میرے دماغ میں آکر انکشاف کیا ہے کہ یہ عورت میری ماما کی ڈمی ہے۔ یہ بھی خیال خوانی جانتی ہے، اس لیے اسے رسونتی دلوی بنا کر دھوکا دیا جا رہا ہے۔ سپر ماسٹر سے کہو، اب یہ میرے لیے ذرا بھی اہم نہیں ہے۔ اس کی اہمیت تم لوگوں کے لیے ہے اور تم لوگ اپنی خیال خوانی کرنے والی کو میرے ہاتھوں مرنے نہیں دو گے۔"
اسی وقت آرمر نے آکر گوڈ ورڈز ادا کیے پھر کہا "لاج ونتی غسل سے فارغ ہو کر یہاں آرہی تھی، میں نے اُسے باہر گاڑی کے پاس پہنچا دیا ہے۔ تم فوراً اُدھر آؤ۔"
علی نے کہا "میری ایک بات سُن لیں۔ میں نے خیال خوانی کرنے والے دشمن سے کہا ہے کہ آپ کے نئے انکشاف کے مطابق یہ میری ماما نہیں ہیں۔ بلکہ اُن کی ڈمی ہے۔ دشمن آپ کے پاس یہ پوچھنے آسکتے ہیں کہ آپ نے جھوٹ کیوں کہا؟ آپ جواب دیں گے کہ وہ لوگ ماں کے ہاتھوں سے بیٹے کو ختم کرانا چاہتے تھے آپ جھوٹ بول کر میرے ہاتھوں سے ماں کو ختم کرانا چاہتے ہیں، ایسی دشمن علاقہ کا نہ رہنا ہی بہتر ہے۔ اب آپ چلیں، میں آرہا ہوں۔"
وہ چلا گیا۔ اِس دوران ڈیگر اُس گارڈ کے ذریعے کہہ رہا تھا "نادانی نہ کرو۔ یہاں قدم قدم پر موت ہے۔ تم اپنی ماں کو... مم... میرا مطلب ہے، دلوی جی کو یہاں سے نہیں لے جا سکو گے۔"
وہ اپنی ماں کو نشانے پر رکھ کر دروازے سے باہر جاتے ہوئے بولا "میں دیکھنا چاہتا ہوں اور دلوی جی کو دکھانا چاہتا ہوں کہ ان کی زندگی اہم ہے یا نہیں؟ اگر اہم ہے تو ہمارا راستہ روکنے کی حماقت نہیں کریں گے۔ جیسے ہی مجھے نقصان پہنچے گا، میں دلوی جی کو گولی مار دوں گا۔"
رسونتی نے چیخ کر کہا "ڈیگر! کوئی ایسا قدم نہ اٹھاؤ جس سے مجھے نقصان پہنچے۔ سپر ماسٹر کو اطلاع دو۔"
ایک ڈیگر سپر ماسٹر کو صورتِ حال بتا رہا تھا۔ دوسرا ڈیگر آرمر کے پاس آکر غصے سے پوچھ رہا تھا "یہ تم کیسی حماقت کر رہے ہو؟ کیا ماں کو بیٹے کے ہاتھ سے قتل کرانا چاہتے ہو؟"
اس نے جواب دیا "میں ایسا نہ کروں تو بیٹا ماں کے ہاتھوں مارا جائے گا۔ میں مصروف ہوں، جاؤ... یہاں سے۔"
اُس نے سانس روک لی۔ پھر چند سیکنڈ کے بعد لاج ونتی کے دماغ میں آیا۔ وہ سوچ رہی تھی "میں غسل کے بعد لباس پہن کر میک اپ کرنے والی تھی۔ یہ محل کے باہر کار کے پاس کیسے آگئی؟ کیا ڈیگر کوئی شرارت کر رہا ہے؟"
ڈیگر نے کہا "لاج ونتی! فوراً محل میں واپس جاؤ اور کار کی چابی بھی نکال لو۔ علی تیمور اپنی ماں کو لے کر فرار ہونا چاہتا ہے۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی آرمر نے لاج ونتی کو سانس روکنے پر مجبور کیا۔ جس کے نتیجے میں ڈیگر کے ساتھ خود بھی دماغ سے نکل آیا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں واپس جا کر لاج ونتی کے دماغ پر پوری طرح قبضہ جما لیا۔ علی اپنی ماں کو کھینچتا ہوا محل کے باہر لے آیا تھا۔ اور اب کار کی طرف جا رہا تھا۔ باہر کھڑے ہوئے تمام مسلح افراد نے اپنی گنیں سیدھی کر لیں۔ سیکیورٹی افسر نے للکار کر کہا "خبردار! دلوی جی کو چھوڑ دو۔ ورنہ ہم تمھیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"
ڈیگر نے ایک مسلح شخص کی زبان سے کہا "علی تیمور تم بہت ہی بچگانہ حرکتیں کر رہے ہو۔ کیا تم محل کے احاطے سے، پھر اس علاقے سے، پھر اِس شہر سے اور پھر اِس ملک سے باہر جا سکو گے؟"
اس نے کہا "میں جان کی بازی لگا کر اِس ملک میں آیا ہوں۔ اگر میری ماں کو میرے حوالے نہ کیا گیا تو میں اس ٹیلی پیتھی جاننے والی ڈمی کو نہیں چھوڑوں گا۔ جب تک یہ میرے پاس رہے گی تم لوگ مجھے نقصان نہیں پہنچا سکو گے۔"
وہ کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ لاج ونتی نے کار اسٹارٹ کی پھر اُسے آگے بڑھایا۔ چاروں طرف سے گولیوں کی بوچھار ہونے لگی۔ انھیں حکم دیا گیا تھا کہ رسونتی کو کوئی نقصان نہیں پہنچنا چاہیے۔ اس لیے وہ گاڑی کو نشانہ بنا رہے تھے۔ ایک گولی پہیے میں آکر لگی۔ ٹائر برسٹ ہوا۔ کار ایک جانب گھوم کر ایک دیوار سے ٹکرا کر رُک گئی۔ بھاگنے کا اب کوئی موقع نہیں تھا۔
ڈیگر نے ایک مسلح شخص کی زبان سے کہا "اب تمھیں کوئی دوسری گاڑی نہیں ملے گی۔ تم شاید کنگ فرنانڈو کے ہیلی کاپٹر اور پرائیوٹ طیارے استعمال کرنا چاہتے تھے لیکن حکومت نے اس کے ہیلی کاپٹرز اور طیاروں کو اپنے قبضے میں لے لیا ہے تمھیں کہیں جانے کے لیے دو پہیوں کی سائیکل بھی نہیں ملے گی۔"
علی نے اپنی ماں سے کہا "دلوی جی! انھیں تمھاری زندگی کی پروا نہیں ہے۔ اگر تم زندہ رہنا چاہتی ہو تو اِن سے پوچھو، یہ مجھے کیوں مجبور کر رہے ہیں کہ میں تمھیں گولی مار دوں۔"
رسونتی نے بلند آواز سے کہا "ڈیگر! تم میرے دماغ میں کیوں نہیں آتے؟ کیا سپر ماسٹر نے مجھے دشمن کے ہاتھوں مرنے کے لیے چھوڑ دیا ہے؟"
اس نے یہی بات ڈیگر کے دماغ میں جا کر پوچھی۔ اس نے جواب دیا "اُس گاڑی کا ٹائر برسٹ کر کے آپ کو اغوا ہونے سے بچایا گیا ہے۔ آپ ذرا حوصلے سے کام لیں۔ وہ بچوں جیسی حرکتیں کر رہا ہے۔ آپ کو یہاں سے لیجا نہیں سکے گا۔"
علی نے آرمر سے پوچھا "انکل! کیا بات ہے؟ کیا مجھے مدد نہیں پہنچے گی؟"
آرمر کے جواب دینے سے پہلے ہی ایک ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی۔ وہ فوجی ہیلی کاپٹر تھا۔ اسے دور سے دیکھ کر محل کے مسلح محافظ مطمئن ہو گئے۔ یہ اطمینان صرف ایک منٹ کا تھا۔ ہیلی کاپٹر میں بیٹھے ہوئے افراد نے قریب پہنچتے ہی محل کے احاطے میں بم پھینکنے شروع کر دیے۔ وہاں بھگدڑ مچ گئی۔ محل کے محافظ اِدھر اُدھر چھپ کر فائرنگ کرنا چاہتے تھے لیکن دُھواں اس قدر پھیل گیا تھا کہ کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ وہ حیران تھے کہ یہ ہیلی کاپٹر کہاں سے آگیا ہے؟
کنگ فرنانڈو کو نظر بند کیا گیا تھا۔ یہ اس کا ہیلی کاپٹر نہیں تھا۔ نہ ہی پومی یا ڈانسورو کی وغیرہ اس کی مدد کو آئے تھے۔ وہ ماسک مین کے آدمی بھی نہیں تھے۔ دوسری کسی خطرناک تنظیم کے افراد بھی نہیں آسکتے تھے۔ وہاں جان بوجھ کر ایسے بم پھینکے گئے تھے جو کثرت سے دُھواں پیدا کرتے ہیں۔ اس دُھواں دُھواں سے ماحول میں ہیلی کاپٹر کا دروازہ کھلا۔ ایک سیڑھی لٹکتی ہوئی نیچے آئی۔ پھر اعلیٰ بی بی نے کھلے ہوئے دروازے سے جھانک کر کہا "علی! کم آن۔ ہری اَپ..."
علی نے جھولتی ہوئی سیڑھی پکڑ لی۔ پھر کہا "دلوی جی! گولی چل جائے گی۔ اس سے پہلے چڑھنا شروع کر دو۔"
وہ چڑھنے لگی۔ اس کے پیچھے علی نے سیڑھی پر پاؤں جمائے۔ ہیلی کاپٹر بلند ہو کر وہاں سے جانے لگا۔ آرمر، لاج ونتی کو چھوڑ کر رسونتی کے دماغ میں آیا۔ پھر سیڑھی پر چڑھ کر ہیلی کاپٹر کے اندر پہنچنے میں اس کی مدد کرنے لگا۔ نیچے سے فائرنگ ہو رہی تھی۔ دھوئیں کے باعث صحیح نشانہ نہیں لیا جا سکتا تھا۔ پھر وہ ہیلی کاپٹر رینج سے باہر نکل گیا۔
وہ اندر پہنچ گئی! اعلیٰ بی بی نے اُس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھاتے ہوئے پوچھا "رسونتی! مجھے پہچانتی ہو؟"
وہ ناگواری سے بولی "میں رسونتی کی ڈمی ہوں۔ اپنے

اس جوان سے پوچھ لو۔"

علی نے پاس بیٹھتے ہوئے ماں کا ہاتھ تھام کر کہا۔ "میں نے دشمنوں کو اُلجھانے کے لیے ایسا کیا تھا۔ وہ یہ سوچ کر پریشان ہو گئے کہ میں آپ کو ڈمی سمجھتے ہوئے کسی وقت بھی گولی مار سکتا ہوں۔"

"دشمن بہرحال دشمن ہوتا ہے، تم کسی وقت بھی گولی مار سکتے ہو۔"

"نہیں ماما! میں تھوڑی دیر کے لیے مصلحتاً دشمن بن گیا تھا۔ اگر میں آپ کو ماں تسلیم کرتا تو دشمن کبھی میری دھمکیوں میں نہ آتے۔ انھیں یقین ہوتا کہ میں اپنی ماما پر کبھی گولی نہیں چلاؤں گا۔"

اعلیٰ بی بی نے کہا۔ "رسونتی! سپر ماسٹر نے تمھاری برین واشنگ کرائی ہے۔ انشااللہ ہم اس کا توڑ کریں گے۔"

علی نے پوچھا۔ "آنٹی! ہم کہاں جا سکتے ہیں۔ فوجی ہیلی کاپٹر اور طیارے ہمیں گھیرنے کے لیے پرواز کر رہے ہوں گے۔ ہم اس ملک کی سرحد سے باہر نہیں جا سکیں گے۔"

وہ بولی۔ "ہم شمال کی سمت جا رہے ہیں۔ مغرب اور جنوب کی طرف کئی ہزار میل تک یہ ملک پھیلا ہوا ہے۔ مشرق میں سمندر ہے۔ وہاں کے تمام جزیروں میں فوجی ہیں۔ پھر ہم کسی جزیرے میں اتریں گے تو چاروں طرف سے گھیر لیے جائیں گے۔ جدھر ہم جا رہے ہیں، اُدھر گھنے جنگلات ہیں۔ فی الحال وہیں پناہ لی جا سکتی ہے۔"

"آپ نے یہ فوجی ہیلی کاپٹر کیسے حاصل کر لیا؟"

اُس نے پائلٹ کی طرف اشارہ کیا۔ "یہ جان کارمن ہیں۔ یہاں کی فضائیہ میں کیپٹن ہیں۔ لیکن میرے بہترین دوست ہیں۔ واپس جا کر بیان دیں گے کہ یہ دماغی طور پر غیر حاضر ہو گئے تھے جب ہوش و حواس میں آئے تو کوئی دماغ میں کہہ رہا تھا کہ انھیں پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ ان کے دماغ پر قبضہ جما کر چار ہزار میل تک پرواز کی گئی ہے۔ کچھ لوگوں کو شمالی سرحد پار کرائی گئی ہے۔ باقی تمھارا سپر ماسٹر سمجھ لے گا کہ ایسا کیوں ہوا ہے۔"

اعلیٰ بی بی یہ باتیں عبرانی زبان میں کر رہی تھی تاکہ رسونتی نہ سمجھ سکے۔ اگر پائلٹ جان کارمن کے متعلق معلوم ہوتا تو وہ خیال خوانی کے ذریعے سپر ماسٹر کو ساری باتیں بتا دیتی۔ ڈیگر اُس کے دماغ میں کافی دیر رہنے کے بعد سپر ماسٹر کے پاس آیا۔ پھر بولا۔ "اعلیٰ بی بی اور علی تیمور عبرانی زبان میں باتیں کر رہے ہیں۔ میری کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے۔"

"کیا تم پائلٹ کے دماغ میں نہیں جا سکتے؟"

"وہ گونگا اور بہرا بنایا گیا ہے۔ رسونتی کا خیال ہے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا گیا ہے۔"

"تم رسونتی کے ذریعے دیکھو، ہیلی کاپٹر کہاں کہاں سے گزر رہا ہے۔ میں نے ابھی فضائیہ کے ٹاور سے معلوم کیا ہے۔ ہیلی کاپٹر کا انڈیکیٹر کام نہیں کر رہا ہے یا انھوں نے اُسے بیکار بنا دیا ہے۔"

ڈیگر، رسونتی کے پاس آیا پھر بولا۔ "کیا تم کھڑکی کے پاس نہیں بیٹھ سکتیں؟ میں تمھارے ذریعے معلوم کرنا چاہتا ہوں، یہ لوگ کن راستوں سے گزر رہے ہیں۔"

رسونتی نے اعلیٰ بی بی سے کہا۔ "تم میری سیٹ پر آجاؤ۔ میں کھڑکی کے پاس بیٹھوں گی۔"

"رسونتی! تمھیں یہ سُن کر افسوس ہوگا کہ ہم تھوڑی دیر بعد تمھاری آنکھوں پر پٹی باندھنے والے ہیں۔ تم جہاں بھی بیٹھوگی، ہمارے لیے فرق نہیں پڑے گا۔"

ڈیگر مایوس ہو کر سپر ماسٹر کے پاس آیا۔ وہ فوج کے ایک میجر سے رپورٹ حاصل کر رہا تھا۔ رپورٹ کے مطابق وہ ہیلی کاپٹر ابھی تک نظر نہیں آیا تھا۔ ائرفورس کے جوان ہیلی کاپٹروں اور طیاروں میں اسے تلاش کر رہے تھے۔ سپر ماسٹر کہہ رہا تھا۔ "شمال کی طرف زیادہ زور دو۔ اُدھر گھنے جنگلات ہیں۔ اکثر مجرم فرار ہو کر اسی سمت جاتے ہیں پھر اُن خطرناک جنگلات سے واپس نہیں آپلتے۔ جس کی موت آتی ہے، وہی اُدھر کا رُخ کرتا ہے۔ ہمیں رسونتی کو ہر حال میں اُدھر جانے سے روکنا ہے۔ ہم نے اس پر بڑی محنت کی ہے۔ فارلیسٹ آفیسر کو اطلاع دو اور اسے تاکید کرو کہ کوئی بھی ہیلی کاپٹر اُدھر سے گزرے تو فوراً ہمیں اطلاع دے۔"

دو گھنٹے تک کوئی سراغ نہیں ملا۔ تین گھنٹے بعد فارلیسٹ آفیسر نے اطلاع دی کہ بہت دور سے ایک ہیلی کاپٹر کی آواز سنی گئی ہے۔ دوربین کے ذریعے اس کی ایک جھلک دکھائی دی۔ پھر وہ سبز پہاڑیوں کے پیچھے گم ہو گیا۔ یہ اطلاع ملتے ہی تمام ہیلی کاپٹروں اور طیاروں کا رُخ اس جنگل کی طرف ہو گیا۔ کسی بڑے ملک کی فضائیہ حرکت میں آجائے تو فرار ہونے والے سرحد پار نہیں کر سکتے لیکن شمالی امریکا میں یہ سہولت تھی۔ سال کے آٹھ مہینے سیکڑوں میل تک پھیلا ہوا جنگل برف سے ڈھکا رہتا تھا۔ باقی چار مہینے ہریالی رہتی تھی۔ برف پگھل کر آبشاروں اور دریاؤں کی صورت میں بہتی تھی۔ خطرناک درندوں اور جنگلی باشندوں سے مقابلہ کرتے ہوئے بعض سخت جان مجرم سرحد پار کر لیتے تھے۔

آرمر نے علی کے پاس آکر کہا۔ "اب میں تمھاری ممّا کے پاس جانا چاہتا ہوں۔"

علی نے کہا۔ "انکل! میں سوچ رہا ہوں، پائلٹ جان کارمن کا واپس جانا مناسب نہیں ہے۔ سپر ماسٹر کے خیال خوانی کرنے والے اس کے دماغ کو کمزور بنا کر اس کے چور خیالات پڑھ لیں گے۔ آپ ذرا پائلٹ سے بات کریں۔"

آرمر نے پائلٹ اور اعلیٰ بی بی سے بات کی۔ پائلٹ نے کہا۔ "اگر میرے بیان پر شبہ نہیں ہوگا تو وہ میرے دماغ کو کمزور نہیں بنائیں گے۔ لیکن دوسرے پہلو کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔"

اعلیٰ بی بی نے کہا۔ "جان کا واپس نہ جانا زیادہ مناسب ہے۔ انھوں نے بڑی محنت سے رسونتی کو حاصل کیا تھا اور بڑی ٹھوس منصوبہ بندی سے اس کی برین واشنگ کی تھی۔ اس کے بعد یہ ہمیشہ ان کے کام آنے والی تھی۔ ایسی خیال خوانی کرنے والی ہستی ان کے ہاتھ سے نکل گئی ہے۔ وہ جھنجلا کر بھی جان کو سزا دیں گے اور اس کے چور خیالات پڑھنے کے بعد تو اسے کبھی زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

یہ تمام باتیں آرمر کے ذریعے اُن تینوں کے دماغوں میں ہو رہی تھیں۔ آخر جان اُن کے ساتھ جنگل میں رہنے پر راضی ہو گیا۔ اعلیٰ بی بی نے کہا۔ "آرمر! تم ابھی سونیا کے پاس جا رہے ہو، ضرور جاؤ۔ ہمارے پاس بھی آتے رہنا۔ رسونتی کو نیند کی حالت میں معمول بنانا بہت ضروری ہے۔ ورنہ یہ خیال خوانی کے ذریعے دشمنوں کو ہمارا ٹھکانا بتاتی رہے گی۔"

آرمر چلا گیا۔ جان کارمن نے ہیلی کاپٹر کو ایک چھوٹے سے گھاس کے میدان میں اُتارا۔ اس کے چاروں طرف اونچے گھنے درخت تھے۔ وہ ہیلی کاپٹر کو میدان میں چلاتا ہوا درختوں کے درمیان لایا۔ پھر وہ سب نیچے اُتر آئے۔ رسونتی نے کہا۔ "اب تو آنکھوں سے پٹی ہٹا دو۔"

اعلیٰ بی بی نے پوچھا۔ "کیا تمھارے خیال خوانی کرنے والے دوست بہت بے چین ہو رہے ہیں اور ہمارا ٹھکانا معلوم کرنا چاہتے ہیں۔"

علی نے کہا۔ "اُن سے کہہ دیں، یہ عارضی ٹھکانا ہے، ہم کسی وقت بھی یہاں سے پرواز کریں گے۔ اور آپ کو بے ہوش کر کے لے جائیں گے۔"

"یہ ظلم ہے۔ میں ہوش میں رہوں گی۔ تم مجھے ماں بھی کہتے ہو اور ظلم بھی کرتے ہو۔"

"آپ میری سگی والدہ ہیں۔ آپ نے مجھے جنم دیا ہے اگر سونیا ممّا نے مجھے جنم دیا ہوتا تو میں آپ کی خاطر مصیبتیں اٹھانے کے لیے اِس ملک میں نہ آتا۔ لیکن میری باتیں آپ کی سمجھ میں نہیں آئیں گی۔ دشمنوں نے بالکل ہی دماغ اُلٹ کر رکھ دیا ہے۔"

وہ ذرا دیر خاموش رہی پھر بولی۔ "اعلیٰ بی بی! میرے پاس آؤ، میں کچھ کہنا چاہتی ہوں۔"

اعلیٰ بی بی اُس کے قریب گئی۔ رسونتی نے اُس سے آہستگی سے کچھ کہا۔ وہ بولی۔ "اچھی بات ہے آؤ میرے ساتھ۔"

وہ رسونتی کا ہاتھ پکڑ کر ایک سمت جانے لگی۔ علی تیمور نے پوچھا۔ "مسٹر جان! کیا آپ لوگ بڑی عجلت میں ہماری مدد کے لیے آئے تھے؟"

"ہاں عجلت کہہ سکتے ہیں۔ ویسے آرمر صاحب نے آپ کی آمد کے متعلق پہلے ہی بتا دیا تھا۔ اعلیٰ بی بی نے کئی طرح کے ہتھیار، کارتوس اور کھانے پینے کا سامان جمع کر رکھا تھا۔ مجھے یقین نہیں تھا کہ تم اتنے سخت پہرے سے نکل آؤ گے مگر اعلیٰ بی بی نے مجھ سے شرط لگائی تھی، بہرحال میں شرط ہار گیا۔"

وہ ہیلی کاپٹر کے اندر آئے پھر اس کے پچھلے حصے میں جا کر کھانے پینے کا سامان اور ہتھیاروں کو دیکھنے لگے۔ وہاں کلہاڑیوں اور رسّوں کے بنڈل، ٹارچیں، مشعلیں اور آگ روشن رکھنے کا سامان بھی تھا۔ ہیلی کاپٹر کے لیے فاضل ایندھن بھی موجود تھا۔ اعلیٰ بی بی نے جنگل میں آکر چھپنے کا منصوبہ بہت پہلے ہی بنا لیا تھا۔

جان نے کہا۔ "تمھاری ماما! بڑی دشواریاں پیدا کریں گی۔"

"ہاں۔ اُن کا کچھ علاج کیا جائے گا۔"

اُس نے گھڑی دیکھ کر کہا۔" اتنی دیر ہو گئی۔ ماما اور آنٹی ابھی تک واپس نہیں آئیں۔"

اُس نے آگے بڑھ کر آواز دی۔" آنٹی! آپ کہاں ہیں؟"

اُسے جواب نہیں ملا۔ جان نے بھی آگے بڑھ کر کہا۔" ہمیں جواب دو۔ ورنہ ہم آ جائیں گے۔"

انھوں نے چند سیکنڈ تک انتظار کیا۔ پھر اپنی اپنی گن سنبھال کر آگے بڑھنے لگے۔ وہ ہر دو سرے تیسرے قدم پر آواز دیتے تھے۔ پہلے ہی جواب نہ ملنے پر سمجھ میں آ گیا تھا کہ خلافِ توقع کوئی بات ہو گئی ہے۔

وہ ایک جھاڑی کے پاس ٹھٹک گئے۔ اعلیٰ بی بی گھاس پر اوندھی پڑی ہوئی تھی۔ اُس کے سر کے پچھلے حصّے سے خون بہہ رہا تھا۔ بات سمجھ میں آ گئی۔ رسونتی نے موقع پا کر کسی مضبوط لکڑی کو اٹھا کر پیچھے سے حملہ کیا ہو گا۔ جان نے کہا۔" میں اسے ہوش میں لاتا ہوں۔ تم اپنی ماں کو تلاش کرو۔"

اُس نے ماں کو بلند آواز سے پکارا۔ پھر کبھی اِدھر کبھی اُدھر جنگل کے مختلف حصّوں میں دوڑنے لگا۔ وہ حیران تھا کہ ماما بھاگ کر کتنی دور چلی گئی ہیں یا کہاں چھپ گئی ہیں۔

وہ دوڑتے دوڑتے پکارتے پکارتے ایک جگہ رُک گیا۔ دور تک دیکھا نہیں جا سکتا تھا۔ بے ترتیبی سے اُگے ہوئے درخت نگاہوں کے سامنے حائل ہو جاتے تھے۔ ایسے ہی وقت پیچھے سے ماں کی آواز سنائی دی۔" میرے بچے! میرے جگر کے ٹکڑے۔۔۔!"

اس نے فوراً ہی سر گھما کر دیکھا۔ پھر اُسے سنبھلنے کا موقع نہیں ملا۔ رسونتی اپنے ہاتھوں میں درخت کی ٹوٹی ہوئی ایک پرانی شاخ پکڑے ہوئے تھی۔ شاخ پرانی تھی مگر مضبوط تھی۔ علی کے پلٹتے ہی وہ مضبوط لکڑی سر پر پڑی۔ آنکھوں کے سامنے تارے ناچ گئے۔ وہ ایک قدم آگے کی طرف لڑکھڑایا۔ پھر گھاس کے فرش پر دھم سے چاروں شانے چت ہو گیا۔

"میرے بچے! میرے جگر کے ٹکڑے! ہاہاہاہا۔۔۔ ہاہاہاہا۔۔۔"

ایک ماں کے وحشیانہ قہقہے جنگل میں دور تک گونج رہے تھے۔

علی تیمور جنگل کی ہری بھری گھاس پر چاروں شانے چت پڑا ہوا تھا۔ رسونتی کے ہاتھوں میں ایک درخت کی سوکھی ہوئی شاخ تھی جس سے ابھی ابھی اس نے بیٹے پر حملہ کیا تھا۔ مضبوط شاخ بیٹے کے سر پر پڑی تھی جس کے نتیجے میں وہ زخمی ہو گیا تھا۔

حالات ماں اور بچوں کو کبھی زندگی کے ایسے موڑ پر بھی لے آتے ہیں۔ وہ ماں جو بیٹے کی ایک ہلکی سی آہ پر تڑپ جاتی تھی اور اس کی آہ کے نتیجے میں ٹیلی پیتھی کے زلزلے پیدا کر دیتی تھی اور اس کے پسینے کی جگہ اپنا خون بہاتی تھی، آج وہ اسی بیٹے کے خون کی پیاسی ہو گئی تھی۔ اُس پر پہلا حملہ کرنے کے بعد قہقہے لگاتے ہوئے کہہ رہی تھی۔" میرا بچہ۔ میرے جگر کا ٹکڑا! ہاہاہا۔۔۔"

ڈیگرا اینڈ ڈیگر بھی اس کے دماغ میں ہنستے ہوئے کہہ رہے تھے۔" واہ دیوی جی! آپ نے تو کمال کر دیا ہے۔ اعلیٰ بی بی اور علی تیمور پر آج تک کوئی ہاتھ نہ اٹھا سکا۔ یا پھر ہاتھ اٹھانے والا ہی مارا گیا۔ موت مر گیا۔ آپ دیوی ہیں۔ آپ زندہ رہیں گی اور ایسے دشمنوں کے سر کچلتی رہیں گی۔ پلیز دیر نہ کریں، علی تیمور کا سر کچل دیں۔ ایک حملہ کافی نہیں ہے۔ وہ کمبخت بڑا سخت جان ہے۔"

وہ دونوں ڈیگرا اینڈ ڈیگر بظاہر رسونتی کو شہ دے رہے تھے اور مزید حملے کرنے پر آمادہ کر رہے تھے لیکن درپردہ اُس کی جسمانی قوت بنے ہوئے تھے۔ رسونتی نازک ہاتھوں سے بڑی سی شاخ اُٹھا کر اعلیٰ بی بی اور علی تیمور پر حملے نہیں کر سکتی تھی۔ ڈیگرا اینڈ ڈیگر نے اس کے ہاتھوں میں مضبوطی سے شاخ کو پکڑایا ہوا تھا اور اس کی آخری بھرپور قوتوں کو جمع کر کے حملے کراتے رہے تھے۔ ان کا اعلیٰ بی بی پر وقتی طور پر کامیاب ہوا تھا لیکن علی تیمور پر بے اثر رہا تھا۔

واٹسو روگی نے پارس اور علی تیمور کو مارنے کا فن سکھانے سے پہلے اچھی طرح مار کھانے، تکلیفیں برداشت کرنے اور انتہائی تکالیف کے دوران حاضر دماغ رہنے کی ٹریننگ دی تھی۔ ڈیگر نے ماں کے ذریعے بیٹے کے سر پر زبردست حملہ کیا تھا۔ دو ڈیگر سامنے ہوتے تب بھی علی تیمور آسانی سے زمین چاٹنے والا نہیں تھا۔ وہ محض یہ دیکھنے کے لیے گر پڑا تھا کہ ماں کے اندر ممتا کی ذرا سی بھی رمق رہ گئی ہے یا نہیں؟

وہ دیدے پھیلا کر ساکت پڑا رہ گیا تھا۔ رسونتی نے کہا۔" یہ مر چکا ہے۔"

ڈیگرا اینڈ ڈیگر نے کہا۔" سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کمبخت فرہاد کے دونوں بیٹے سخت جان ہیں۔ آپ اس مضبوط شاخ سے اس کے سر پر ضربیں لگاتی جائیں۔"

رسونتی نے دوسری بار حملہ کیا۔ اس حملے میں بھی دونوں ڈیگر نے اپنی قوت استعمال کی لیکن علی تیمور نے شاخ کو پکڑ لیا۔ پھر اس نے پوچھا۔" ماما! کیا آپ کے دل میں میرے لیے کچھ بھی نہیں ہوا۔ ہلکی سی تڑپ بھی پیدا نہیں ہوئی؟"

وہ جواب نہیں دے رہی تھی۔ دونوں ہاتھوں سے شاخ کو پکڑے ہوئے اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔ اسے بیٹے کی گرفت سے چھڑا کر پھر ایک بھرپور حملہ کرنا چاہتی تھی۔

"ماما! جتنی قوت سے آپ جھٹکے دے کر اُسے چھڑانا چاہتی ہیں، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کے دماغ میں خیال خوانی کرنے والے شیطان اپنا زور لگا رہے ہیں۔"

وہ اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ رسونتی شاخ کو اپنی طرف کھینچنے کی پوری کوشش کر رہی تھی۔ اس نے ماں کو کھینچ لیا۔ وہ بیٹے کے اوپر آ گری۔ غصّے سے بولی۔" خبردار! میرے بدن کو ہاتھ نہ لگانا۔ تمھیں شرم نہیں آتی۔ میں تمھاری ماں کے برابر ہوں۔"

وہ سنجیدگی سے بولا۔" خدا کا شکر ہے۔ کسی طرح تو آپ نے خود کو میری ماں سمجھا ہے۔ مجھے اپنے دل کی دھڑکنوں سے لگا کر دیکھیں، ہر دھڑکن میرے لہجے میں ماں ماں پکارے گی۔"

وہ ماں سے لپٹ گیا۔ ویسے فطرتاً جذباتی نہیں تھا۔ محبت کی شدت سے تڑپ کر کسی رشتے سے لپٹنا گوارا نہیں کرتا تھا۔ کبھی کبھی رسونتی ہی اسے گلے سے لگا لیا کرتی تھی۔ آج پہلی بار ماں سے جذباتی انداز میں لپٹتے ہی اس کی رسٹ واچ سے ایک ننھی سی سوئی نکلی پھر اس کی گردن میں پیوست ہو گئی۔ دوسرے ہی لمحے ڈیگرا اینڈ ڈیگر اس کے دماغ سے آپ ہی آپ نکل گئے۔ اپنی جگہ حاضر ہو کر ایک نے کہا۔" یہ کیا ہو گیا؟"

دوسرے نے کہا۔" رسونتی نے اپنی گردن میں چبھن محسوس کی تھی۔ اس کے بعد ہی اس کا ذہن تاریکی میں ڈوب گیا۔ علی تیمور نے اسے بے ہوش کر کے ہمارا راستہ روک دیا ہے۔"

سپر ماسٹر کے فوجی الگ الگ ٹیمیں بنا کر ہیلی کاپٹر کے ذریعے جنگل کے مختلف حصّوں میں پہنچ گئے تھے۔ ڈیگرا اینڈ ڈیگر رسونتی کے دماغ میں رہ کر معلوم کر رہے تھے کہ اعلیٰ بی بی اور علی تیمور جنگل کے کن راستوں سے گزر رہے ہیں اور کہاں جانا چاہتے ہیں؟ یہ بہت بُرا طریقہ کار تھا۔ علی تیمور نے اُس ایک ذریعے کو تھوڑی دیر کے لیے بے کار کر دیا تھا۔ اب ان تلاش کرنے والے فوجیوں کی راہنمائی نہیں ہو سکتی تھی۔

اس نے ماں کو بڑے پیار سے ملائم گھاس پر لٹا دیا۔ پھر اُٹھ کر چاروں طرف نظریں دوڑانے لگا۔ اعلیٰ بی بی اور پائلٹ جان کارمن ایک سمت چلتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ اعلیٰ بی بی کے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ رسونتی کے حملے سے جو چوٹ آئی تھی اس کی مرہم پٹی ہو چکی تھی۔ وہ ہیلی کاپٹر کی طرف جا رہے تھے۔ علی نے ماں کو اُٹھا کر کاندھے پر لادا پھر خود بھی اُدھر ہی جانے لگا۔

اُس کی ماما زیادہ دیر بے ہوش رہنے والی نہیں تھی۔ پندرہ بیس منٹ کے بعد ہوش میں آ سکتی تھی مگر اس کے بعد بھی دماغی کمزوری کے باعث ڈیگرا اینڈ ڈیگر کو صحیح معلومات فراہم نہیں کر سکتی تھی۔ اس نے ہیلی کاپٹر کے پاس پہنچ کر اعلیٰ بی بی سے کہا۔" کم از کم ایک گھنٹے تک اطمینان رہے گا۔ ماما کسی دشمن کو ہمارے راستے پر نہیں لگا سکیں گی۔"

اُس نے ماں کو گھاس پر لٹا دیا۔ جان کارمن کلہاڑی سے جھاڑیاں اور پتّوں بھری شاخیں کاٹ رہا تھا تاکہ جھاڑیوں اور پتّوں سے ہیلی کاپٹر کو ڈھانپ دے۔ دوسرے ہیلی کاپٹروں سے پرواز کرنے والے دشمن اب بھی اسے دیکھ نہیں سکتے تھے کیونکہ اُسے گھنے درختوں کے سائے میں لا کر کھڑا کیا گیا تھا۔ تاہم مزید احتیاطی تدبیر لازمی تھی۔ علی تیمور بھی ایک بڑا سا چھرا لے کر جھاڑیاں کاٹنے لگا۔ اعلیٰ بی بی نے کہا۔" آرمر کو ہمارے پاس آنا چاہیے۔ وہ تنویمی عمل کے ذریعے رسونتی کے دماغ میں گرہ ڈال دے گا۔ پھر دشمن خیال خوانی کرنے والے ہمارے بارے میں آسانی سے معلومات حاصل نہیں کر سکیں گے۔"

علی تیمور نے چھرا ایک طرف رکھ دیا۔ ماں کو دونوں بازوؤں میں اُٹھا کر اعلیٰ بی بی سے کہا۔" آپ میرے ساتھ آئیں۔ ماما کو یہاں سے دور لے جا کر رکھنا ہو گا۔ ورنہ یہ دشمنوں کو بتا دیں گی کہ ہیلی کاپٹر کو جھاڑیوں اور پتّوں سے چھپایا گیا ہے۔"

وہ تھوڑی دیر تک چلتے رہے۔ جب ہیلی کاپٹر نظروں سے اوجھل ہو گیا تو اس نے ماں کو ایک درخت کے سائے میں لٹا کر کہا۔" میں جانتا ہوں، آپ بڑی جی دار ہیں۔ ماما کے حملے سے بے ہوش نہیں ہو سکتی تھیں۔ دراصل دشمن خیال خوانی کرنے والے بھی اپنی قوت استعمال کرتے رہتے ہیں۔"

وہ ایک رسّی سے رسونتی کے ہاتھ پاؤں باندھتے ہوئے بولی۔" مجھے آرمر نے بتایا ہے کہ وہ دشمن ڈیگرا اینڈ ڈیگر کہلاتے ہیں۔ تمھاری ماں کے ہاتھ پاؤں بندھے رہیں گے تو آئندہ وہ مجھ پر حملہ نہیں کرا سکیں گے۔"

علی نے واپس آ کر چھرا اُٹھایا پھر جھاڑیاں کاٹنے لگا۔ اُس نے اور جان کارمن نے جلد ہی ہیلی کاپٹر کو جھاڑیوں کے ڈھیر میں چھپا دیا۔ پھر علی نے ٹرانسمیٹر کے ذریعے امریکا میں مقیم ایک فرانسیسی جاسوس سے رابطہ قائم کرنے کے بعد کہا۔" فوراً آرمر تک خبر پہنچاؤ۔ ہم انتظار کر رہے ہیں۔"

اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ ایک گھنٹا گزر چکا تھا۔ ماں ہوش میں آ چکی ہو گی۔ وہ اُدھر جانے لگا۔

بات اس وقت بگڑی تھی جب باس کے آدمیوں نے نادیہ کو پیرس میں دیکھ لیا تھا اور اِدھر سونیا ماسکو میں نادیہ کا رول ادا کر رہی تھی۔ آرمر نے بروقت سونیا کو اس گڑبڑ سے آگاہ کیا۔ پھر اس کی ہدایت کے مطابق تاتیانہ کے دماغ میں پہنچا۔ تاتیانہ ریسیور کان سے لگائے سونیا سے ذرا فاصلے پر بیٹھی ہوئی تھی اور انٹیلی جنس کے ایک افسر کی رپورٹ سن رہی تھی۔ گھور کر سونیا کو دیکھتی جا رہی تھی۔

سونیا نے پوچھا تھا "کیا بات ہے؟ تم ایسے کیوں دیکھ رہی ہو؟"

اس پر تاتیانہ نے طنزیہ انداز میں کہا تھا "میری چھٹی حس مجھے دھوکا نہیں دیتی۔ تم نے پہلی بار جس انوکھے انداز سے میری جان بچائی تھی تب ہی میں نے سمجھ لیا تھا تم سونیا ہو۔"

سونیا نے کہا "میں نے دوبار تمھاری جان بچائی، ایک بار عزت بچائی۔ اگر سونیا ہوتی تو تمھیں زندہ نہ چھوڑتی۔ ویسے تم مجھے سونیا کیوں کہہ رہی ہو؟"

"اس لیے کہ تم نادیہ نہیں ہو۔ نادیہ پیرس میں موجود ہے۔"

سونیا اور تاتیانہ کے درمیان تھوڑی دیر بحث ہوتی رہی، آخر سونیا نے کہا "میں تمھارے یقین کو ٹھیس نہیں پہنچاؤں گی، بےشک میں سونیا ہوں۔ اب بتاؤ میرے ساتھ کیا سلوک کرو گی؟"

تاتیانہ اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے سامنے تن گئی۔ پھر بولی۔ "وہی سلوک جو ایک محبِ وطن کو اپنے وطن کے دشمنوں سے کرنا چاہیے۔"

سونیا نے کہا "تاتیانہ! تم اس بنگلے میں تنہا ہو۔ مانتی ہوں کہ بڑی شہ زور ہو۔ آج تک اپنے دشمنوں پر بھاری پڑتی رہی ہو۔ اگر آج بھاری نہ پڑ سکیں تو تمھیں کون بچانے آئے گا؟"

تاتیانہ نے ایک قہقہہ لگایا پھر کہا "تمھیں یہاں لانے کا مقصد یہی تھا کہ ہماری تمھاری گفتگو ریکارڈ ہوتی رہے۔ جس طرح ماریہ کی رہائش گاہ کے ہر حصے میں مائیک لگے ہوئے ہیں اسی طرح یہاں بھی مائیک ہیں جو نظر نہیں آتے۔ ہماری گفتگو دوسری طرف سُنی جا رہی ہے۔ اس سے پہلے کہ تم مجھ پر بھاری پڑو، یہاں مسلح سپاہی پہنچ جائیں گے۔ تمھاری مکاری آج ختم ہو چکی ہے ہاہاہا۔۔۔"

اس کا خیال درست تھا۔ جس ملک میں قدم قدم پر پہرا ہو وہاں کے ایک بنگلے سے سونیا کا بچ نکلنا بالکل ہی ناممکن تھا۔ تاتیانہ کے فاتحانہ قہقہے وہاں کی چار دیواری میں گونج رہے تھے۔

سونیا نے اچانک ہی ایک الٹا ہاتھ تاتیانہ کے منہ پر رسید کیا۔ قہقہے یکبارگی رُک گئے، وہ پیچھے جا کر صوفے پر گری پھر اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ تلخ لہجے میں بولی "اچھا تو گرفتار ہونے سے پہلے دو دو ہاتھ کرنا چاہتی ہو۔ میری بھی آرزو تھی کہ تم سے کبھی لڑ کر دیکھوں کہ آخر تم کیا چیز ہو؟"

سونیا نے کہا "افسوس! تم نے میرا ریکارڈ اچھی طرح نہیں پڑھا۔ میں حالات کی نزاکت کو دیکھتی ہوں اور لڑنے میں وقت ضائع نہیں کرتی۔"

"یعنی تم مجھ سے بچ کر بھاگنا چاہتی ہو مگر بھاگ کر کہاں جاؤ گی؟"

"سب سے پہلے میں تمھاری خوش فہمی ختم کر دوں کہ میری جوتیوں کی نوک میں چاقو چھپے ہوئے ہیں۔ یہ دیکھو۔"

اس نے پاؤں فرش پر مارا تو ایک جوتی کی نوک سے چاقو نکل آیا۔ وہ بولی "میں نے یہاں داخل ہوتے ہی اس چاقو سے مائیک کے تار کاٹ دیے تھے۔ تمھارے فوجی جوان اور افسران اس بات سے بےخبر ہیں کہ اس رہائش گاہ میں کیا باتیں ہو چکی ہیں اور اب کیا تماشا ہونے والا ہے۔"

یہ سنتے ہی تاتیانہ فون کی طرف لپکی۔ سونیا نے کہا "آرمر! اسے روکو اور اس کے دماغ پر پوری طرح قبضہ جما لو۔"

وہ فون کے پاس پہنچ کر رُک گئی۔ آرمر نے اسے پوری طرح قابو میں رکھتے ہوئے پوچھا "آپ بہت بڑا خطرہ مول لے رہی ہیں۔ آخر کرنا کیا چاہتی ہیں؟"

"یہ بتاؤ کہ تم کتنی دیر اسے اپنے قابو میں رکھ سکتے ہو؟"

"آپ جتنی دیر چاہیں گی۔"

"اسے سامنے صوفے پر بٹھا کر رکھو۔"

وہ دوسرے کمرے میں جا کر اپنی اٹیچی اور ایک بڑا سا آئینہ اٹھا کر لے آئی۔ تاتیانہ سحر زدہ سی ہو کر صوفے پر بیٹھی ہوئی تھی۔ سونیا نے اٹیچی کھولی۔ لائٹ پلاسٹک سرجری کا سامان نکالا پھر اپنے چہرے پر تبدیلیاں کرنے لگی۔

ایک گھنٹے بعد ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی۔ سونیا نے اپنی جگہ سے اٹھ کر ریسیور اٹھایا۔ پھر تاتیانہ کی آواز میں کوڈ ورڈز ادا کیے۔ دوسری طرف سے کہا گیا "مس تاتیانہ! پیرس میں دیکھی جانے والی نادیہ کے متعلق ابھی تک کوئی دوسری رپورٹ نہیں ملی ہے۔ تمھارے ساتھ جو نادیہ ہے اُسے کُریدنے کی کوشش کرو۔ اپنی رہائش گاہ کے مائیک کا سوئچ آن رکھو۔ ہم یہاں تمھاری اور اس کی گفتگو سُنیں گے۔"

"اچھی بات ہے۔ آپ ابھی ہماری گفتگو سُن سکیں گے۔"

وہ ریسیور رکھ کر کٹے ہوئے تار کے پاس آئی۔ پھر اُسے جوڑ کر دوبارہ میک اپ کرنے بیٹھ گئی۔ وہاں سے تاتیانہ کی آواز میں بولی "نادیہ! تمھارے سلسلے میں دوبار فون آ چکا ہے۔ کیا تمھاری کوئی جڑواں بہن بھی ہے؟"

پھر اس نے خود ہی نادیہ کی آواز میں کہا "میری کوئی بہن نہیں ہے۔ تم یہ سوال کیوں کر رہی ہو؟"

وہ پھر آواز بدل کر تاتیانہ کی حیثیت سے بولی "مجھ سے کوئی سوال نہ کرو۔ میرے سوالوں کے جواب دیتی رہو۔ سنا ہے تمھیں میک اپ میں مہارت حاصل ہے۔ تم نے یہاں آنے سے پہلے اپنے چہرے پر پلاسٹک سرجری کرائی تھی اور سونیا کا روپ اختیار کیا تھا۔"

"ہاں، ریڈ پاور کا باس اس بات کا گواہ ہے۔ وہ میری پلاسٹک سرجری کے دوران میری رہائش گاہ میں موجود تھا۔"

"وہ رہائش گاہ کے کسی دوسرے کمرے میں تھا۔ تمھارے سامنے ہوتا تو فراڈ کھل جاتا۔ تم نے سرے سے کوئی میک اپ ہی نہیں کیا تھا۔ تم نے نادیہ کو اس کی رہائش گاہ سے غائب کرا دیا اور تھوڑی دیر بعد باس کے سامنے جا کر یہ تاثر دیا کہ تم میک اپ کے ذریعے سونیا بن گئی ہو جبکہ تم سر سے پاؤں تک پیدائشی طور پر سونیا ہو۔"

"تاتیانہ! تم مجھے غلط سمجھ رہی ہو۔"

"سونیا! تمھاری اطلاع کے لیے عرض ہے کہ اصلی نادیہ پکڑی گئی ہے۔ وہ باس کی قید میں ہے اور اس نے اپنے بیان میں تمھارا فراڈ ظاہر کر دیا ہے۔"

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی۔ پھر سونیا نے تاتیانہ کی آواز میں پوچھا "تم خاموش کیوں ہو۔ ذرا یہ اپنی اٹیچی دیکھو۔ تم ابھی تھوڑی دیر کے لیے باتھ روم گئی تھیں۔ میں نے اسے کھول کر دیکھا تو یہ پلاسٹک سرجری کا سامان رکھا ہوا تھا۔ تم نے یہ کس مقصد کے لیے رکھا تھا؟"

وہ ذرا توقف کے بعد بولی "تمھارے پاس اب کوئی جواب نہیں ہے۔ میں جانتی ہوں تم یہاں کی انٹیلی جنس میں کام کرنے والی کسی عورت کا روپ اختیار کرنا چاہتی تھیں اور کسی طرح جوچنک پہنچنا چاہتی تھیں۔"

ایسا کہنے کے دوران وہ اپنا لباس اُتار چکی تھی اور اب تاتیانہ کا لباس اُتار رہی تھی اور سونیا کی حیثیت سے قہقہے لگا کر کہہ رہی تھی۔ "میں مانتی ہوں تاتیانہ! تم بڑی چالاک ہو مگر احمق بھی ہو۔ اپنی رہائش گاہ میں لا کر تنہائی میں میرا پول کھول رہی ہو۔ اب کون میرے ہاتھوں سے تمھیں بچائے گا؟"

پھر وہ تاتیانہ کی حیثیت سے بولی "میں مانتی ہوں سونیا! تم بڑی شہ زور ہو مگر میں بھی تم سے کم نہیں ہوں۔"

اتنی دیر میں وہ تاتیانہ کو اپنا لباس پہنا چکی تھی۔ پھر اُس کا لباس پہنتے ہوئے اس نے صوفے کو ایک طرف اُلٹ دیا۔ چیخ کر بولی "اچھا تو یہ تمھارا حملہ تھا۔ اب جوابی حملے کو سنبھالو۔"

اس کے بعد وہ اپنی آواز میں چیخنے لگی۔ پھر تاتیانہ کی آواز میں بولی "ارے یہ کیا کر رہی ہو۔ تار کاٹ رہی ہو۔ میں تمھیں ایسا نہیں کرنے۔۔۔"

اس نے اپنی بات ادھوری چھوڑی اور تار کاٹ دیے۔ پھر بولی "تو بہ ہے! ڈبل رول ادا کرنا بڑا مشکل کام ہے۔ آرمر! اسے لیبارٹری میں لے چلو۔ جلدی کرو۔"

وہ تیزی سے چلتی ہوئی لیبارٹری میں آئی۔ وہاں کی بہت سی بوتلوں کو اور دوسرے سامان کو یوں توڑنے لگی جیسے سونیا کے ساتھ زبردست جنگ ہوتی رہی ہو۔ تاتیانہ سحر زدہ سی چلتی ہوئی وہاں پہنچی۔ سونیا نے کہا "آرمر! اس کے دماغ کو آزاد چھوڑ دو۔"

آرمر نے اپنی گرفت ڈھیلی کی۔ تاتیانہ نے چونک کر اپنے سامنے دوسری تاتیانہ کو دیکھا۔ سونیا نے کہا "آج سے میں محبِ وطن تاتیانہ ہوں۔ میں چاہتی تو تمھیں ٹیلی پیتھی کے ذریعے ہلاک کرا سکتی تھی لیکن میں موقع دیتی ہوں کہ تم مجھے مار ڈالو۔ ورنہ وہ تیزاب کی بوتل رکھی ہے، میں تمھاری صورت بگاڑ دوں گی۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی تاتیانہ نے اُس پر چھلانگ لگائی۔ یہ بہت ہی گھسا پٹا حملہ تھا۔ سونیا جھک کر دوسری طرف ہو گئی۔ وہ فضا میں اچھلتی ہوئی آ کر فرش پر گر پڑی۔ پھر تیزی سے اٹھ کر کھڑی ہوئی مگر سونیا اس سے زیادہ پھرتیلی تھی۔ اس نے پیچھے سے قینچی کا داؤ استعمال کر کے اُسے جکڑ لیا۔ پھر کہا "میں نے تجھے بچاؤ کا موقع دیا تھا مگر تو نے اُسے گنوا دیا۔ اب میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ فوجی جوان یہاں پہنچنے والے ہیں۔ انھیں سونیا کی لاش ملنی چاہیے۔"

یہ کہتے ہی اُس نے تاتیانہ کے سر پر ایک بوتل کو دے مارا۔ بوتل کے ٹوٹتے ہی تاتیانہ کے حلق سے فلک شگاف چیخ اُبھری۔ چونکہ بوتل پیشانی کی ٹکر سے ٹوٹی تھی۔ اس لیے تیزاب مُنہ پر پڑا۔ سونیا نے اس کی دونوں ہتھیلیاں بھی تیزاب میں ڈال دیں۔ میز پر پھیلے ہوئے تیزاب پر اس کے چہرے کو اِدھر اُدھر سے رگڑتی رہی۔ پھر اُس نے ٹوٹی ہوئی آدھی بوتل کو کھڑا کیا۔ تاتیانہ کے بالوں کو مُٹھی میں جکڑا۔ اس کے بعد اس کی ٹھوڑی کے نیچے حصے یعنی نرخرے کو بوتل کے ٹکڑے پر دے مارا۔ ایسا دو تین بار کیا۔ نرخرا کٹ چکا تھا۔ سانس کی ڈور ٹوٹ چکی تھی۔ اس نے بالوں کو چھوڑ دیا۔ وہ کٹی ہوئی شاخ کی طرح میز پر سے پھسلتی ہوئی فرش پر گر پڑی۔

سونیا مر چکی تھی۔ اُس سے کچھ فاصلے پر تاتیانہ کھڑی ہوئی تھی۔ آرمر نے آ کر کہا "مادام! آپ کی زندگی کا یہ پہلو بہت ہی خوفناک ہے۔ آپ نے بڑی بیدردی سے بلکہ بڑی درندگی سے اُسے مارا ہے۔"

وہ آرمر کی باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے بولی "تم تاتیانہ کے جتنے افسروں اور دفتری ساتھیوں کے متعلق تفصیلات بتاتے رہے ہو، وہ سب مجھے یاد ہیں۔ پھر بھی تمھاری موجودگی لازمی ہے۔ میں یہاں سے جا کر جس سے بھی ملاقات کروں، اس کے متعلق دوبارہ بتاؤ اور اس کے خیالات پڑھتے رہو۔ میں کسی موقع پر چوک جاؤں

تو مجھے فوراً ٹوک دینا۔"

وہ چند منٹ تک باتیں کرتے رہے۔ پھر گاڑیوں اور فوجی بوٹوں کی آوازیں سنائی دیں۔ وہ سب اپنی گنیں تان کر محتاط انداز میں آئے پھر لیبارٹری میں تاتیانہ کو دیکھ کر الرٹ ہو گئے۔ ایک افسر نے قریب آکر پوچھا "مس تاتیانہ! تم خیریت سے ہو؟"

وہ تھکے ہوئے انداز میں بولی "میں تھکن اور کمزوری محسوس کر رہی ہوں۔ یہ سونیا کی لاش ہے۔ اسے یہاں سے اٹھوا لو۔"

"تم فکر نہ کرو۔ ابھی اسپتال جاؤ۔ تمہارے علاج کے بعد اس سلسلے میں باتیں ہوں گی۔"

ایک افسر اُسے اپنے ساتھ باہر لایا پھر اُس کی گاڑی میں اُسے بٹھا کر ڈرائیو کرتا ہوا اسپتال آگیا۔ اُسی اسپتال میں پاسکل بُوبا زیرِ علاج تھا مگر یہ بات اُسے معلوم نہیں تھی۔ اس کے ساتھ آنے والے افسر نے کہا "اِس اسپتال کے چاروں طرف سخت پہرا ہے۔ کیونکہ اِس ملک کی دو مایہ ناز ہستیاں یہاں زیرِ علاج رہیں گی۔ ایک تم اور دوسرا پاسکل بُوبا ہے۔"

سونیا نے کہا "میرے سامنے اس شیطان کا نام نہ لو۔ اگر سونیا مجھے نہ بچاتی تو وہ میری عزت خاک میں ملا دیتا۔ افسوس! میں سونیا کو مارنا نہیں چاہتی تھی مگر میری عزت بچانے والی اپنی جان بچانے کے لیے میری جان کی دشمن ہو گئی تھی۔"

ڈاکٹر نے کمرے میں آکر کہا "مس! آپ زیادہ نہ بولیں، آرام سے لیٹی رہیں۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ چند گھنٹے پہلے آپ کو اعصابی کمزوری میں مبتلا کیا گیا تھا۔ اس کے باوجود آپ نے سونیا کو موت کی گود میں پہنچا دیا۔ ہماری پوری قوم کو آپ پر ناز ہے۔"

وہ سونیا کا معائنہ کرنے اور دوائیں تجویز کرنے لگا۔ وہ سوچ کے ذریعے آرمر سے بولی "تم ایسے فرشتے ہو کہ کسی کی جان لینا نہیں چاہتے۔ اب ہمارے درمیان فرہاد نہیں رہا۔ تمہاری یہ شریفانہ کمزوری ہمارے لیے مسئلہ بن جاتی ہے۔"

"کیا میں آپ کے لیے مسئلہ بن گیا ہوں؟"

"میں چاہتی تھی تم تاتیانہ کی سانس روک دو، پھر خیال آیا، تم ہر طرح ہماری مدد کرو گے مگر کسی کی جان نہیں لو گے۔ لہٰذا مجھے جلد سے جلد اُسے ختم کرنا پڑا۔"

"مادام! میں شرمندہ ہوں۔ دراصل میرا دل بہت کمزور ہے۔ میں کسی چیونٹی کو بھی دیکھ کر سوچتا ہوں کہ اس ننھی سی جان کو بھی خداوندِ کریم نے ہی جان دی ہے۔ مجھے اِس کی جان نہیں لینا چاہیے۔"

"اگر کوئی تمہاری جوجو کی جان لینا چاہے تو کیا تم اُسے جان لینے کے لیے زندہ چھوڑ دو گے؟"

"خدا نہ کرے کہ میری جوجو پر کوئی آنچ آئے۔ یہاں آپ موجود ہیں۔ انشاءاللہ کوئی دشمن میری بہن کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔"

"تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔ کیا تم ایسے دشمن کو زندہ چھوڑ دو گے جو تمہاری جوجو کو جانی نقصان پہنچانا چاہتا ہو؟"

"میرے خدا! میں کیا جواب دوں؟ مادام! مجھے آزمائش میں نہ ڈالیں۔ جوجو کو کچھ ہوا تو میں مر جاؤں گا۔"

"لعنت ہے ایسی شرافت پر۔ خود مر جاؤ گے، دشمن کو نہیں مارو گے۔"

"آخر آپ ایسی باتیں کیوں کر رہی ہیں؟"

"اِس لیے کہ جوجو کو اغوا کرنے والا پاسکل بُوبا اس اسپتال میں زیرِ علاج ہے۔ وہ تاتیانہ کی عزت سے کھیلنا چاہتا تھا، صحت یاب ہونے کے بعد جوجو پر بھی بُری نظر رکھے گا۔"

"اگر وہ ایسا کرے گا تو میں اُسے سزا دوں گا۔"

"تم ابھی سزا دے سکتے ہو۔ وہ زخمی ہے، تمہارے ٹیلی پیتھی کے حملوں کو روک نہیں سکے گا لیکن صحت یاب ہونے کے بعد تمہیں اپنے دماغ میں آنے نہیں دے گا۔ تم اُس کا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے۔"

"اچھا! میں اُس کے پاس جاتا ہوں۔"

"وہاں پہنچتے ہی اُس کے دماغ میں جوجو کا تصور پیش کرو پھر اُس کے چور خیالات پڑھو۔ اس کے بعد اپنے اندر جھانکو، تمہاری غیرت خود فیصلہ کرے گی۔"

وہ پاسکل کے پاس پہنچا۔ چپ چاپ اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ وہ آرام سے بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ انگلیوں پر پلاسٹر چڑھا دیا گیا تھا۔ وہ چھت کی جانب تکتا ہوا سوچ رہا تھا "میں نے تاتیانہ کو حاصل کرنے کا زبردست منصوبہ بنایا تھا۔ راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں تھی مگر یہ بدبخت نادیہ توقع سے زیادہ مصیبت بن گئی ہے اب میں کبھی تاتیانہ کو حاصل نہیں کر سکوں گا۔ اس کے سامنے بے نقاب ہو چکا ہوں۔ شاید وہ آیندہ میرے ساتھ کام کرنا پسند نہیں کرے گی اور اپنے دماغ میں کبھی آنے نہیں دے گی۔ ہمارے اعلیٰ حکام مجھے زیادہ سے زیادہ تنبیہ کر سکتے ہیں مگر سزا نہیں دے سکتے۔ میں اِس ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہوں۔ وہ مجھے سزا دے کر اپنے ہی ہاتھوں سے اپنی کمر توڑنا نہیں چاہیں گے۔"

آرمر نے اُس کی سوچ میں کہا "تاتیانہ میرے حواس پر چھا گئی ہے۔ میں ناکام ہو چکا ہوں، آیندہ بھی اُسے کبھی حاصل کرنے کا کوئی چانس نہیں ہے۔ اس کے باوجود اسی کے متعلق سوچتا رہتا ہوں۔ کیا ستاروں سے آگے اور بھی جہاں نہیں ہیں؟"

"ہاں! میں دنیا جہان کی حسیناؤں کو چٹکی بجا کر حاصل کر سکتا ہوں۔ تاتیانہ کے متعلق اس لیے سوچ رہا ہوں کہ شرمناک شکست برداشت نہیں ہو رہی ہے۔ میں انتقام لوں گا لیکن اس سے پہلے نادیہ کو [illegible] لگاؤں گا۔ اس عورت کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ میں اب بھی [illegible] حیران ہوں کہ اُس عورت نے کس تکنیک سے میری مضبوط انگلیاں [illegible] دیں۔ آہ! پتا نہیں میں آیندہ کسی سے پنجہ لڑا سکوں گا یا نہیں؟"

آرمر یہ سب کچھ سُن رہا تھا اور جوجو کے متعلق اُس کے خیالات معلوم کرنے کے انتظار میں تھا۔ اُسی وقت دو فوجی افسر اس کے پاس [illegible] پاسکل بُوبا نے مصافحے کے لیے بایاں ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا "اُس عورت نے دھوکے سے میرا دایاں ہاتھ بے کار کر دیا۔ میں دماغی توانائی حاصل ہوتے ہی اس کی زندگی برباد کر دوں گا۔"

وہ دونوں افسر اس کے قریب بیٹھ گئے۔ ایک نے کہا "ہم دونوں آپ کے وفادار ہیں۔ ہم نے قسم کھائی تھی کہ نادیہ کو حرام موت ماریں گے مگر افسوس! ہم سے پہلے تاتیانہ نے اُسے مار ڈالا۔"

وہ حیرانی سے بولا "یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ نادیہ نے اس کی عزت بچائی تھی۔ اس سے پہلے دو بار اُس کی جان بچا چکی ہے۔ تاتیانہ احسان فراموش نہیں ہے۔"

"تاتیانہ محبِ وطن ہے۔ جب یہ انکشاف ہوا کہ نادیہ کے بھیس میں سونیا چھپی ہوئی ہے تو اُس نے..."

پاسکل بُوبا شدید حیرانی سے بولا "سونیا! کیا وہ نادیہ نہیں سونیا ہے؟"

"ہے نہیں، تھی۔ وہ مر چکی ہے۔"

"سونیا مر چکی ہے؟" پاسکل نے ہنستے ہوئے کہا "کیسی بچوں جیسی باتیں کر رہے ہو۔ کیا وہ اتنی ہی میٹھی گولی تھی کہ تاتیانہ نے نگل لیا ہے؟ میں کبھی یقین نہیں کروں گا۔ اُسے نادیہ کہو تو مان لیتا ہوں۔"

دونوں افسر اُسے بتانے لگے کہ کس طرح نادیہ ہیریس میں دیکھی گئی ہے اور تاتیانہ کے بنگلے میں نادیہ نے جو باتیں کی تھیں وہ خفیہ مائیک کے ذریعے ریکارڈ کی گئی ہیں۔ سونیا نے اعتراف کیا تھا کہ وہ نادیہ کے بھیس میں آئی ہے۔ پھر اعتراف کرتے ہی تاتیانہ پر حملہ کیا تھا۔ دونوں میں لیبارٹری کے اندر زبردست مقابلہ ہوا۔ نتیجے میں سونیا کا چہرہ اور جسم کے کئی حصے تیزاب سے جل گئے۔ وہ مر چکی ہے۔

اس نے پوچھا "سونیا کے فنگر پرنٹس چیک کیے گئے ہیں؟"

"اس کے ہاتھ پاؤں کی کھال اُتر گئی ہے۔ پھر بھی جس حد تک چیکنگ ہو سکتی تھی، وہ ہو چکی ہے۔"

"تم لوگ کچھ بھی کہو، مجھے یقین نہیں آرہا ہے۔"

"یقین نہ آنے کی بات ہے۔ ہمارے ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ نے کہا ہے تاتیانہ کے ہاتھوں نادیہ یا سونیا کوئی بھی ہلاک ہوئی ہو، یہ بات یقینی ہے کہ ایک خطرناک عورت ہمیں نقصان پہنچانے سے پہلے اپنے انجام کو پہنچ گئی ہے۔ سونیا کی موت کا یقین کرنا فی الحال ضروری نہیں ہے اور نہ ہی ہم اس کی موت کا اعلان کریں گے۔ اس کا ایک بڑا فائدہ ہے۔ اگر سونیا واقعی مر چکی ہے تو سپر ماسٹر جیسے مخالفوں کو نہ اُس کی لاش ملے گی اور نہ ہی انہیں شیطانوں سے ٹکرانے والی عورت کی موت کا کبھی یقین آئے گا۔ ہم ڈمی سونیا پیدا کر کے اس کی دہشت طاری کرتے رہیں گے۔ اگر وہ زندہ ہوگی تو ہماری ڈمی کو جھٹلانے منظرِ عام پر آئے گی۔ کوئی ساری زندگی رُوپوش نہیں رہتا۔ وہ ضرور خود کو ظاہر کرے گی۔"

پاسکل بُوبا نے قائل ہو کر کہا "یہ درست ہے۔ سونیا مر بھی چکی ہو تو ہمیں فی الحال یقین نہیں کرنا چاہیے۔ آنے والا وقت اس مکار عورت کو منظرِ عام پر لے آئے گا۔ بائی دی وے، جو تاتیانہ کے ہاتھوں ماری گئی ہے، وہ یقیناً ایک بلا تھی۔ کوئی زبردست چال چلنے یہاں آئی تھی مگر یہ امریکا نہیں روس ہے۔"

ایک فوجی افسر نے فخر سے کہا "ہمارے ملک میں فرہاد علی تیمور نے کبھی قدم رکھنے کی جرأت نہیں کی، اگر وہ جرأت کرتا تو اس کا انجام بھی سونیا جیسا ہوتا۔"

ان کی باتوں کے دوران آرمر فوجی افسروں کے خیالات پڑھ رہا تھا۔ وہ دونوں پاسکل کو خوش رکھنے کی کوشش کرتے تھے اور خوشامدانہ انداز میں اُسے روس کا بے تاج بادشاہ کہتے تھے۔ ایک افسر نے دھیمی آواز میں پاسکل سے کہا "جوجو کا آپریشن کامیاب ہوا ہے۔ وہ سخت پہرے میں ہے۔ اگر تمہاری دماغی توانائی بحال رہتی تو اس کے حالات پہلے سے معلوم کر لیتے۔"

دوسرے افسر نے کہا "پاسکل! تاتیانہ سے زیادہ جوجو حسین ہے۔ پھر وہ ذہین ٹیلی پیتھی جاننے والی کی حیثیت سے منظرِ عام پر آئے گی، اگر تم اسے محبت سے دوست بنا لو بلکہ اُسے شریکِ حیات بنا لو تو اِس ملک میں تمہاری اہمیت پہلے سے زیادہ ہو جائے گی۔"

پہلے افسر نے کہا "سونیا اور فرہاد کے بعد تم اور جوجو ٹیلی پیتھی جاننے والے جوڑے کی حیثیت سے منظرِ عام پر آؤ گے تو سپر ماسٹر کے ڈیگر اینڈ ڈیگر کمزور پڑ جائیں گے۔"

پاسکل نے کہا "واقعی میں نے تاتیانہ کے چکر میں جوجو کو نظرانداز کر دیا تھا۔ جب اعلیٰ حکام اور اعلیٰ فوجی افسران تاتیانہ کے سلسلے میں مجھے باتیں سُنائیں گے تو میں کہوں گا کنوارا ہوں اس لیے گناہ کے راستے پر بھٹک گیا تھا۔ اگر میری شادی جوجو سے کر دی جائے تو کبھی شکایت کا موقع نہیں دوں گا۔"

"یہ ہوئی نا بات۔ ہمیں یقین ہے، اعلیٰ حکام یہ شادی اِس نقطۂ نظر سے بھی کرائیں گے کہ دو ٹیلی پیتھی جاننے والے ایک رشتے میں ہمیشہ کے لیے متحد رہیں گے۔ جوجو کے دماغ میں ہمارے ملک سے وفاداری کُوٹ کُوٹ کر بھر دی جائے گی۔ ہمارے حکام کو اطمینان

رہے گا کہ جوجو کی وفاداری تمھیں بھی کبھی ڈگمگانے نہیں دے گی۔"

آرمر نے یہ باتیں سننے کے بعد کہا "پاسکل! یہ کیوں بھول گئے کہ آج کل تمھاری کھوپڑی انفری پورٹ ہے۔ کوئی بھی خیال خوانی کرنے والا آسکتا ہے۔"

وہ گھبرا کر بولا "کون ہے؟ ڈیگر اینڈ ڈیگر؟ نہیں تم آرمر ہو۔"

"رسونتی اور میڈونا کو کیوں بھول گئے۔ وہ میرے لہجے میں بول سکتی ہیں۔"

"ہاں مگر تم آرمر ہو۔ میں تم سے رشتے داری کی بات کرنا چاہتا ہوں۔"

"وہ میں سن چکا ہوں۔"

"تم میرے چور خیالات پڑھ لو۔ جوجو کے لیے نیت بُری نہیں ہے۔ میں ہمیشہ کے لیے یہاں اس کا محافظ بن سکتا ہوں۔ مجھے یقین ہے تم اس رشتے سے انکار نہیں کرو گے۔"

"اگر تمھاری دماغی توانائی بحال رہتی تو میرے انکار کی پروا نہ کرتے۔ ابھی تو تمھاری جان میری ہتھیلی پر ہے۔ ایک پھونک سے اُڑا سکتا ہوں اس لیے بڑی سعادت مندی سے اجازت حاصل کرنا چاہتے ہو۔"

"موجودہ حالات میں میڈونا بھی اگر مجھے پھونک سے اُڑا سکتی ہے۔ میں تم سے زندگی کی نہیں جوجو کی بھیک مانگ رہا ہوں۔"

"کوئی لڑکی اپنے شوہر کے ہوتے ہوئے دوسری شادی نہیں کر سکتی۔ اگر جوجو کے لیے نیت بُری نہیں ہے تو اُسے اس کے جیون ساتھی پارس کے پاس پہنچا دو۔"

"یہ میرے بس میں نہیں ہے۔"

"بیاہتا لڑکی سے شادی کرنا تمھارے اختیار میں ہے؟ ایک بات یاد رکھو۔ میری بہن کو ہاتھ بھی لگانا چاہو گے تو تمھیں جہنم میں پہنچا دوں گا۔ یہ میری پہلی اور آخری وارننگ ہے۔"

آرمر دماغی طور پر حاضر ہو کر تھوڑی دیر تک سوچتا رہا۔ سونیا چاہتی تھی، پاسکل بُوبا کو دماغی کمزوری کی حالت میں ختم کر دیا جائے۔ ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا دشمن کم ہو جائے گا۔ اِس سے اچھا موقع شاید پھر نہ ملے مگر آرمر اپنی طبیعت اور مزاج کے مطابق سوچ رہا تھا۔ "اُسے پہلی اور آخری وارننگ دے چکا ہوں۔ وہ جوجو کو ہاتھ لگانے کی حماقت نہیں کرے گا۔"

پھر خیال آیا۔ "اگر وہ دماغی توانائی بحال ہونے پر جوجو کو نقصان پہنچائے گا تو میں بہن کو کیسے بچاؤں گا؟"

اِس خیال کے تحت اُس نے وہاں کے ایک ڈاکٹر کے دماغ میں جگہ بنائی۔ اُس کے ذریعے پاسکل بُوبا کو اعصابی کمزوری کا ایک انجیکشن لگوایا۔ جب وہ کمزوری کے باعث سو گیا تو اُس نے خوابیدہ دماغ کو ٹرانس میں لیا۔ اُسے اپنا معمول بنا کر تین باتیں ذہن میں نقش کر دیں۔ ایک تو یہ کہ وہ جوجو کو کبھی ہاتھ نہیں لگائے گا۔ دوسرے یہ کہ دماغی توانائی حاصل کرنے کے بعد کسی کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرے گا۔ تیسری بات یہ کہ روزانہ ایک بار چھپ کر تنہائی میں اعصابی کمزوری کی دوا استعمال کرے گا اور اس کا ذکر کسی سے نہیں کرے گا۔

ان احتیاطی تدابیر کے بعد اُس نے سونیا کو مکمل رپورٹ دی۔ وہ بے بسی سے بولی "تم اپنے مزاج سے مجبور ہو۔ میں تمھیں کسی کے قتل پر مجبور نہیں کروں گی۔ چلو جو کیا ہے وہی کافی ہے۔"

"میں نادم ہوں صحیح طور پر آپ کے کام نہیں آرہا ہوں۔"

"کوئی بات نہیں میں خود اُسے ٹھکانے لگانے کا راستہ نکالوں گی۔"

وہ چونک کر بولا "ایک اہم بات بتانا بھول گیا۔ آپ مصروف تھیں میں نے سوچا بعد میں بتا دوں گا۔"

"کیا بات ہے؟"

"جس میڈونا کو تمام دشمن تلاش کر رہے ہیں وہ پارس کے ساتھ رہتی ہے۔ آپ کوڈ ورڈز بتائیں وہ آپ کے پاس آجائے گی۔ آپ اپنی مرضی کے مطابق اُس سے کام لے سکیں گی۔"

سونیا نے کوڈ ورڈز بتائے۔ آرمر پارس کے پاس آیا۔ اُس نے سانس روک لی۔ دونوں بھائیوں نے خیال خوانی کرنے کے لیے دماغ کے دروازے بند کر دیے تھے۔ آرمر نے ہیرا پلی کے اعلیٰ افسر سے کہا "پارس جہاں بھی ہے اس سے فون پر رابطہ کریں اور بتائیں کہ میں ہاٹ لائن پر بات کرنا چاہتا ہوں۔"

افسر نے فون کے ذریعے پارس سے کہا "آپ مسٹر آرمر سے بات کر لیں۔"

تھوڑی دیر بعد آرمر نے اس کے دماغ میں کوڈ ورڈز ادا کیے۔ اس نے کہا "آپ بُرا نہ مانیں میں احتیاطاً خیال خوانی کرنے والے لوگوں سے دور رہتا ہوں۔"

"یہ اچھی بات ہے۔ میں تمھاری ممی کی خاطر آیا ہوں۔ انھیں میڈونا کی ضرورت ہے۔ وہ ان کوڈ ورڈز کے ذریعے ان کے پاس جا سکتی ہے۔ اُمید ہے اُمید رکھنا چاہیے کہ اُمید پوری ہو گی۔"

پارس نے آرمر کے جانے کے بعد میڈونا کو اپنی طرف مائل کر کے کہا "اُمید ہے اُمید رکھنا چاہیے کہ اُمید پوری ہو گی۔"

وہ گردن میں بانہیں ڈال کر بولی "تمھیں پا لینے کے بعد کوئی اُمید نہیں رکھتی۔ میری ساری اُمیدیں اور آرزوئیں پوری ہو گئیں۔"

"کیا ممّا سے اُمید نہیں رکھتی ہو کہ وہ تمھاری غلطی معاف کر دیں گی؟"

"ہاں، ممّا نے معاف کیا تو سمجھو سب نے معاف کر دیا۔ میں ان سے یہی اُمید رکھتی ہوں۔"

"تو پھر ممّا کے دماغ میں جاؤ اور یہی کہو جو میں کہہ رہا ہوں۔"

"کیا وہ مجھ سے بات کرنا پسند کریں گی؟"

"انھوں نے خود تمھیں بلایا ہے۔"

وہ چند ساعتوں تک حیرانی سے پارس کو دیکھتی رہ گئی۔ وہ بولی "کیا تمھیں یقین نہیں آرہا ہے؟"

"تم اتنی بڑی بات جھوٹ نہیں بولو گے۔ لیکن اچانک بیٹھے بیٹھے تمھیں کیسے معلوم ہوا کہ ممّا مجھ سے باتیں کرنا چاہتی ہیں؟ تم تو آرمر انکل کو بھی دماغ میں آنے نہیں دیتے۔"

"یہاں کے ایک اعلیٰ افسر نے بتایا تھا کہ انکل ہاٹ لائن پر ضروری بات کہنا چاہتے ہیں۔ میں نے دماغ کے دروازے کھول دیے۔ انھوں نے کہا۔ میڈونا مخصوص کوڈ ورڈز ادا کر کے ممّا سے رابطہ قائم کر سکتی ہے۔"

"مجھے کوڈ ورڈز جلدی بتاؤ۔"

"اُمید ہے اُمید رکھنا چاہیے کہ اُمید پوری ہو گی۔"

"وہ تو پوری ہو رہی ہے تم کوڈ ورڈز بتاؤ۔"

"یہی کوڈ ورڈز ہیں۔"

"کیا واقعی؟"

پارس نے مسکراتے ہوئے ہاں کے انداز میں سر ہلایا۔ وہ بولی "یہ کوڈ ورڈز میری خواہش کے عین مطابق ہیں۔ میں ابھی ممّا سے رابطہ کر رہی ہوں۔"

اُس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ دماغ میں جگہ ملتے ہی کوڈ ورڈز ادا کیے۔ سونیا نے کہا "آؤ میڈونا! کہو کیسی ہو؟"

"خدا کا شکر ہے۔ آپ کے بیٹے کی پناہ میں ایک نئی آزاد زندگی گزار رہی ہوں۔ ممّا! میں وہ ذلیل لڑکی ہوں جس کی وجہ سے آپ لوگوں پر تباہی آرہی ہے۔ فرہاد صاحب میری وجہ سے...!"

سونیا نے کہا "بس آگے کچھ نہ کہنا۔ میرے بیٹے نے تمھیں معاف کیا ہے۔ اس کے بعد کوئی شکوہ کوئی گلہ نہیں ہو سکتا۔ آئندہ میرے پاس آکر ضروری اور مختصر باتیں کیا کرو۔"

"میں ایسا ہی کروں گی لیکن آپ اسپتال میں ہیں، کیا میں پارس کو بتا دوں؟"

"یہاں سے جا کر بتا دینا۔ ابھی ایک کام کرو۔ پاسکل بُوبا کو جانتی ہو؟"

"بہت اچھی طرح سے۔ دانیال کے بعد وہی دانیال کے لہجے میں مجھے معمولہ بنائے ہوئے تھا۔ اس کا ارادہ تھا جب دانیال کے تنویمی عمل کا اثر ختم ہو گا تو وہ مجھ پر عمل کر کے مجھے اپنی وفادار اور تابعدار بنائے گا۔"

"اس کا مطلب ہے تم نے صرف دانیال کی آواز سُنی ہے۔ پاسکل بُوبا کے دماغ میں نہیں پہنچ سکو گی؟"

"جی ہاں وہ پچھلے دنوں بہت پُراسرار بنتا رہا ہے۔"

"وہ اِسی اسپتال میں ہے۔ میں ابھی تمھیں اس کے پاس پہنچاتی ہوں۔ پہلے یہ بتاؤ تم اس سے کیسا سلوک کرو گی؟"

"جیسا ایک دشمن سے کرنا چاہیے۔ اور جہاں تک ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا تعلق ہے ان کی تعداد میں کمی ہونا چاہیے۔ آپ حکم دیں گی تو اُسے زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

"ابھی تم ایک نرس کے ذریعے وہاں پہنچو گی لیکن فوراً حملہ نہیں کرو گی۔ ایسے میں شبہ ہو گا کہ نرس میرے کمرے سے آئی تھی لہٰذا ٹیلی پیتھی جاننے والی میڈونا میرے دماغ سے نرس کے دماغ میں پھر پاسکل کے دماغ میں پہنچ گئی۔ مجھ سے سوالات کیے جائیں گے کہ میڈونا مجھ تک کیسے پہنچی؟"

"میں سمجھ گئی۔ پاسکل کے پاس جب کوئی فوجی افسر آئے گا تو میں اُسے مخاطب کروں گی اور اپنی موجودگی ظاہر کروں گی۔"

"شاباش! میں نرس کو بُلا رہی ہوں۔"

اُس نے کال بیل کا بٹن دبایا۔ ڈاکٹر سے لے کر وارڈ بوائے تک سب ہی فوجی ملازم تھے۔ ایک نرس نے آکر ادب سے پوچھا۔ "یس مادام!"

سونیا نے کہا "روم نمبر چھ کے مریض نے مجھے گلدستہ بھیجا تھا۔ میں جواباً یہ گلدستہ بھیجنا چاہتی ہوں۔ پلیز اِسے پہنچا کر اُس سے کہہ دو، مجھے اس سے کوئی شکایت نہیں ہے۔ اُس کی خیریت پوچھ لینا۔"

نرس وہ گلدستہ لے کر گئی۔ میڈونا اس کے اندر پہنچ گئی تھی۔ پاسکل کے پاس پہنچنے تک نرس کے خیالات پڑھتی رہی تھی۔ پتا چلا، وہ جاسوسہ ہے۔ ملٹری انٹیلی جنس سے اُس کا تعلق ہے۔ سونیا کو تاتیانہ سمجھا جا رہا تھا۔ اُس کی حفاظت کے لیے کسی جاسوس یا جاسوسہ کی ڈیوٹی بدلتی رہتی تھی۔ وہ پاسکل کے پاس پہنچ گئی۔ سونیا کے پیغام کے ساتھ گلدستہ پیش کیا تو وہ خوش ہو کر بولا "معلوم ہوتا ہے تاتیانہ کے دل کے کسی گوشے میں میرے لیے محبت چھپی ہوئی ہے۔ یا وہ سونیا پر بھروسا کر کے پچھتا رہی ہے۔ بہر حال میری طرف سے شکریہ ادا کرو اور کہو میں اس کے پاس عیادت کے لیے آنا چاہتا ہوں۔ جیسے ہی اعصابی کمزوری دور ہو گی، میں حاضر ہو جاؤں گا۔"

میڈونا اس کی باتوں کے دوران اس کے دماغ میں جگہ بنا چکی تھی۔ سونیا کے پاس آکر بولی "کیا آپ کسی تاتیانہ کا رول ادا کر رہی ہیں؟"

سونیا نے اسے اپنے حالات بتائے تاکہ اس کے ذریعے پارس کو اس کے موجودہ حالات کا علم ہو جائے۔ میڈونا نے تمام روداد سننے کے بعد کہا "پہلے تو میں یہ بتا دوں کہ جو نرس یہاں

سے گئی ہے وہ ایک جاسوسہ ہے۔ آپ پر شُبہ نہیں کیا جارہا ہے بلکہ آپ کی حفاظت کے لیے جاسوس لگائے گئے ہیں۔"

"یہ بات مجھے معلوم نہیں تھی، چلو اچھا ہوا تم نے بتادیا۔"

"کیا میں پاسکل کے پاس جاؤں؟"

"میں نے تم سے پوچھا تھا اُس سے کیسا سلوک کروگی تم نے وہی جواب دیا جو میں چاہتی ہوں۔ ہم اُسے زندہ نہیں چھوڑیں گے یا پھر اُسے مُردوں کی طرح جینے کے لیے چھوڑدیں گے۔"

"یعنی اُس کے بچ رہنے کا چانس ہے۔"

"ہاں۔ تم جوجو کو بھول رہی ہو۔ تم پاسکل کو ٹیلی پیتھی کی مُٹھی میں پوری طرح جکڑ کر جوجو کو طلب کرسکتی ہو۔"

"اوہ گاڈ! میں اس پہلو سے سوچنا بھول گئی تھی۔"

"اس لیے کہ تمھارے دماغ میں انتقام کی خواہش شدید تھی جب کوئی ایک خواہش شدت اختیار کرلیتی ہے تو آدمی دوسرے پہلوؤں پر غور کرنا بھول جاتا ہے۔"

"آپ درست کہتی ہیں۔ میں آپ سے بہت کچھ سیکھتی رہوں گی۔"

"ابھی تم پارس کے پاس جاؤ۔ اس سے کہو وہ جناب شیخ الفارس سے رابطہ قائم کرکے ان سے درخواست کرے کہ ادارے سے سونیا کی ڈمی کو میدانِ عمل میں لایا جائے۔ پھر تم یہاں کے اعلیٰ حکام کو چیلنج کروگی کہ پاسکل کی جان تمھاری مُٹھی میں ہے۔ اگر وہ اُسے بچانا چاہتے ہیں تو بابا صاحب کے ادارے میں سونیا سے رابطہ قائم کریں۔"

میڈونا دماغی طور پر حاضر ہوکر خوشی سے پارس کے گلے پڑگئی۔ پارس نے پوچھا "کیا ممّا نے بہت زیادہ پیار دیا ہے؟"

"بہت زیادہ اعتماد کیا ہے۔ مجھ سے بڑے بڑے کام لے رہی ہیں۔ تم سے کہا ہے جناب شیخ الفارس سے درخواست کرو کہ بابا صاحب کے ادارے میں موجود ڈمی سونیا کو میدانِ عمل میں لائیں۔ ابھی پاسکل میری مُٹھی میں ہے۔ وہ لوگ اُسے بچانے کے لیے سونیا سے رابطہ قائم کریں گے۔ ڈمی سونیا ہماری ممّا کے انداز میں ان سے پاسکل کے بدلے جوجو کو طلب کرے گی۔"

پارس نے جناب شیخ الفارس سے رابطہ قائم کیا۔ اُن سے اس سلسلے میں گفتگو کی۔ ادارے میں فرہاد، سونیا، پارس اور علی تیمور کی ڈمی کے طور پر کتنے ہی افراد ٹریننگ حاصل کرچکے تھے۔ فرہاد دنیا والوں کے لیے مرچکا تھا۔ رسونتی دشمن بن چکی تھی۔ اس کے باوجود دونوں کے کئی ڈمی افراد وہاں موجود تھے۔ جناب شیخ الفارس نے سونیا کے تمام حالات معلوم کرنے کے بعد پارس سے کہا "اپنی ممّا سے کہو جوجو کو حاصل کرنے میں عجلت سے کام نہ لیا جائے۔ اس کا دماغی آپریشن ہوا ہے۔ وہ دنیا کے بڑے تجربے کار ڈاکٹروں کے زیرِ علاج ہے، اس کی سابقہ ٹیلی پیتھی کی صلاحیتوں کو بحال رکھنے کے لیے اُسے کتنے ہی طبّی مراحل سے گزارا جائے گا۔ بہتر ہے ابھی پاسکل کو [illegible] جائے۔ آرمر اور میڈونا اپنے طور پر پاسکل کو کمزور رہنے [illegible] اور جوجو کی نگرانی کرتے رہیں گے۔ جب یہ مکمل رپورٹ [illegible] ہر اعتبار سے ذہین، سنجیدہ اور ٹیلی پیتھی کی صلاحیتوں [illegible] ہوچکی ہے تو اس کے بعد پاسکل کے بدلے اسے طلب [illegible]

جناب شیخ صاحب کے مشورے کے بعد بیم کرنی [illegible] قبول نہیں رہتا تھا۔ انھوں نے کہا "سونیا جو چال [illegible] وہ درست ہے۔ آج پاسکل تُو باجس کمزوری کا شکار [illegible] لیے جیسے مواقع فراہم کررہا ہے ایسے مواقع شاید پھر کبھی [illegible] سونیا کے خیال کے مطابق جوجو کا باقی علاج یہاں ہوسکتا [illegible] بھی بین الاقوامی شہرت کے حامل ڈاکٹر موجود ہیں لیکن ان [illegible] کا تبدیل ہونا مناسب نہیں ہے جنھوں نے کامیاب آپریشن [illegible] جوجو کو انھی کی نگرانی میں طبّی مراحل سے گزرنا چاہیے۔"

جب سونیا نے شیخ صاحب کی باتیں سُنیں تو کہا "[illegible] نے جو فرمایا ہے وہی ہوگا۔ ہم جوجو کا علاج مکمل ہونے [illegible] کریں گے۔ پاسکل کے مقدر میں ابھی زندگی کی بہت سی [illegible] اُسے سانس لیتا رہنے دو۔ میڈونا! اب تم علی تیمور تک [illegible]"

"آپ راستہ بتائیں۔"

"وہ ماں کو واپس لانے گیا ہے۔ رسونتی تک پہنچ [illegible] تم اس کے دماغ میں جاؤ۔ وہ سانس روکے گی تو سُپر ماسٹر [illegible] آدمیوں کو پریشان کرنا شروع کردیتا۔"

ایک ڈیگر نے میڈونا کے دماغ میں ایک بار [illegible] لیکن میڈونا نے یہ کہہ کر اسے دماغ سے نکال دیا کہ [illegible] کسی کو نہیں آنے دے گی۔ ڈیگر نے اسے اپنے دماغ [illegible] موقع دیا۔ اور اُسے سُپر ماسٹر کا وفادار بنانے کی کوشش [illegible] پارس کا چسکا پڑ گیا تھا۔ وہ بھلا کسی اور کی وفادار کیا ہوسکتی [illegible] اس رابطے سے ڈیگر کا لب و لہجہ معلوم ہوگیا تھا۔

اُس نے سونیا کے مشورے کے مطابق پہلے رسونتی [illegible] پہنچنا چاہا۔ اُس نے سانس روک لی۔ تب اُس نے ڈیگر [illegible] وہ خوش ہوکر بولا "آہا! تم ہو۔ میں خوش آمدید کہتا ہوں۔ [illegible] شام کو گھر آجائے تو اُسے بھولا نہیں کہتے۔"

"میں بھول کر یا بھٹک کر نہیں آئی ہوں۔ معلوم کر [illegible] کہ سُپر ماسٹر میرے لیے کیا کرسکتا ہے؟"

"تم جو چاہوگی وہی کرے گا۔ تمھاری تمام معقول [illegible] کرے گا۔ بولو کیا چاہتی ہو؟"

"رسونتی سے دو باتیں کرنا چاہتی ہوں۔"

"اس کا مطلب ہے تمھیں اس کے دماغ میں [illegible]

"ہاں۔ تم کھو گئے تو جگہ مل جائے گی۔"

ڈیگر نے سانس روک لی۔ میڈونا باہر نکل گئی۔ اُسے اندیشہ تھا کہ وہ کچھ دیر دماغ میں رہے گی تو چور خیالات پڑھ لے گی اُسے رسونتی کے اغوا ہونے کا علم ہوجائے گا۔ پھر علی تیمور کی مدد کرنے اور رسونتی کو واپس لے جانے کے لیے سونیا اور پارس وغیرہ کی ٹیم یہاں آجائے گی۔

اس نے سوچا میڈونا اِس سلسلے میں سُپر ماسٹر سے رابطہ قائم کرسکتی ہے۔ اُس کا راستہ روکنے کے لیے وہ نائب سُپر ماسٹر کے پاس آیا۔ اس سے بولا "ابھی میڈونا تمھارے ذریعے سُپر ماسٹر سے گفتگو کرنا چاہے گی۔ تم اُسے تھوڑی دیر کے لیے بھی دماغ میں جگہ دوگے تو وہ رسونتی کے اغوا کے متعلق معلوم کرے گی۔ اُسے یہ ہرگز معلوم نہیں ہونا چاہیے کہ علی تیمور ماں کو لے گیا ہے۔"

میڈونا، ڈیگر کے دماغ سے نکل کر نائب سُپر ماسٹر کے دماغ میں پہنچی ہوئی تھی۔ اُن کی باتیں سُن رہی تھی۔ اگر ڈیگر سے پہلے آتی تو نائب سُپر ماسٹر سانس روک لیتا۔ ابھی اُن دونوں کو اس کی موجودگی کا علم نہیں تھا۔ میڈونا نے نائب کی سوچ میں کہا "ہاں! وہ معلوم کرسکتی ہے کہ علی تیمور اپنی ماں کو سخت پہروں سے نکال کر...!"

میڈونا نے بات ادھوری چھوڑدی۔ نائب نے خیال کی روانی میں کہا "شمالی جنگلات کی سمت لے گیا ہے۔"

ڈیگر نے سخت لہجے میں پوچھا "تمھیں یہ کہنے کی ضرورت ہی کیا ہے کہ وہ کہاں لے گیا ہے؟"

نائب نے کہا "سوری! میری زبان سے بے اختیار یہ بات نکل گئی۔"

میڈونا نے کہا "کوئی بات بے اختیار نہیں ہوتی۔ وہ پہلے شعور یا لاشعور کے خانے میں ہوتی ہے۔ تم میری سوچ کے مطابق سوچتے ہوئے بول گئے۔"

میڈونا نے قہقہہ لگایا۔ نائب نے سانس روک لی مگر بھید کھل چکا تھا۔ اس نے سونیا کے پاس آکر رپورٹ دی۔ سونیا نے کہا۔ "تم نے بڑی ذہانت سے رسونتی کے اغوا کے متعلق معلوم کیا ہے۔ آرمر سے مجھے بہت کچھ معلوم ہوچکا ہے۔ میں تمھیں جناب شیخ الفارس سے رابطہ قائم کرنے کی اجازت دیتی ہوں۔ اُنھیں رپورٹ سناؤ۔"

وہ خوش ہوکر بولی "یہ میرے لیے بہت بڑا اعزاز ہے۔ کیا جناب شیخ صاحب مجھ سے گفتگو کرنا پسند فرمائیں گے؟"

"تم جاکر دیکھ لو۔"

اس نے جناب شیخ صاحب کے پاس آکر سلام کیا۔ انھوں نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا "آؤ میڈونا! بتاؤ کیا رپورٹ ہے؟"

وہ حیرانی سے بولی "آپ واقعی باکمال بزرگ ہیں۔ میں نے نام نہیں بتایا، کام نہیں بتایا اور آپ نے سمجھ لیا۔"

"بیٹی! ذہانت کو تیز تر کرنے کے لیے عبادت اور ریاضت لازمی ہے۔ تمھیں پہچاننے کے لیے بہت زیادہ ذہانت کی ضرورت نہیں تھی۔ ایک گھنٹا پہلے میں نے جوجو کو ابھی واپس لانے سے منع کیا تھا۔ یہاں سے دوسری اغوا ہونے والی رسونتی ہے۔ ظاہر ہے، اب میرے پاس جو رپورٹ آئے گی، وہ رسونتی کے متعلق ہوگی۔ فرہاد، رسونتی اور آرمر کے سوا کوئی میرے دماغ میں نہیں آسکتا تھا یعنی اپنے آتے ہیں، بیگانے جرأت نہیں کرتے۔ پارس کے حوالے سے تم ہماری ہوئیں اس لیے میں نے پہچان لیا۔"

"یہ میری خوش نصیبی ہے کہ آپ نے مجھے اپنوں میں جگہ دی ہے۔ آج مجھے یقین ہوگیا ہے کہ اپنی غلطیوں پر پچھتا کر سچے دل سے توبہ کی جائے اور تلافی کا راستہ اختیار کیا جائے تو توقع سے زیادہ دلی مسرتیں حاصل ہوتی رہتی ہیں۔"

اُس نے بتایا کہ علی تیمور اپنی ماں کو سُپر ماسٹر کی قید سے نکال کر شمالی جنگلات کی سمت لے گیا ہے۔ وہ کیسے لے گیا ہے کہاں لے گیا ہے؟ کچھ معلوم نہیں ہوسکا۔ شیخ صاحب نے کہا "مجھے آرمر کے ذریعے معلوم ہوچکا ہے۔ اُن کے ساتھ اعلیٰ بی بی اور ایک پائلٹ ہے۔ ان کا ہیلی کاپٹر ایک گھنے جنگل میں اُترا تھا۔ اس کے بعد اُن کا کوئی سراغ نہیں مل رہا ہے۔ تم کوشش کرتی رہو، شاید رسونتی کے دماغ میں جگہ مل جائے۔"

وہ اُن کی ہدایت کے مطابق بار بار رسونتی کے پاس جانے لگی۔ مگر ناکامی ہوتی رہی۔ ایک بار اس نے سونیا سے مشورہ لینے کے لیے رابطہ قائم کیا۔ وہ بولی "میڈونا! ہم تمھیں اپنا رہے ہیں۔ جناب شیخ صاحب نے تمھیں رسونتی کے پاس جاتے رہنے کے لیے کہا ہے۔ تم خوشی کے مارے کچھ بوکھلا گئی ہو۔ اسی لیے صرف رسونتی کی طرف دوڑتی جارہی ہو۔ تم یہ کیوں بھول گئیں کہ اس جنگل میں اعلیٰ بی بی، علی تیمور اور ایک پائلٹ بھی ہے؟ تم نے اِن کے پاس جانے کی کوشش کیوں نہیں کی؟"

"ایک بار علی تیمور سے سامنا ہوا تھا۔ میں اس کا لب و لہجہ بھول گئی ہوں۔ اعلیٰ بی بی کی آواز میں نے کبھی نہیں سُنی۔"

"بابا صاحب کے ادارے میں جاؤ۔ جناب شیخ صاحب تمھیں ریکارڈ روم کے انچارج سے متعارف کرائیں گے۔ تم ان کی آواز کی کیسٹ سن سکوگی۔ کام کے وقت ہر پہلو پر سنجیدگی سے توجہ دیا کرو۔"

وہ پھر جناب شیخ الفارس کے پاس آگئی۔

رسونتی نے ہوش میں آکر آنکھیں کھولیں۔ وہ کمزوری محسوس کررہی تھی۔ اس نے اُٹھنے کی کوشش کی۔ پتا چلا ہاتھ پاؤں رسیوں سے بندھے ہوئے ہیں۔ وہ غصّے سے چیختے ہوئے بولی "کھول دو

ان رسیوں کو کھول دو۔ علی تیمور کے بچے! تیرا باپ بھی شیطان تھا تو بھی شیطان ہے۔ میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

وہ اتنا کہہ کر ہانپنے لگی۔ اس کی سمجھ میں آرہا تھا کہ کمزوری کے باعث زیادہ بول نہیں سکے گی۔ گلا پھاڑ کر چیخنے کی وجہ سے سر چکرانے لگا تھا۔ وہ تھوڑی دیر تک آنکھیں بند کیے سوچ کے پرندے کو پرواز کرنے پر مائل کرتی رہی پھر تھک گئی۔ لمبی لمبی سانسیں لینے لگی۔ اسے دور تک کوئی نظر نہیں آرہا تھا کسی کی آواز نہیں آرہی تھی۔ وہ پریشان ہو کر بولی "کیا میں اس جنگل میں اکیلی ہوں؟ کیا دشمن مجھے یہاں چھوڑ گئے ہیں؟ ہے بھگوان! یہاں جنگلی درندے ہوں گے۔ مجھے چیر پھاڑ کر کھا جائیں گے۔"

اس نے چیخ کر آواز دی "ارے کوئی ہے؟"

اس کی آواز جنگل میں دور تک گونجنے لگی "کوئی ہے ہے ہے"

پھر اپنے دماغ میں ڈیگر کی آواز سنائی دی "او دیوی جی! یہ آپ کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟"

دوسرے ڈیگر نے کہا "آپ کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے ہیں۔ وہ ظالم نوجوان آپ کو اس حالت میں چھوڑ کر کہاں گیا ہے؟"

"مجھے کیا معلوم کہ وہ کہاں مر گیا ہے۔ تم لوگ اتنی دیر سے کیا کر رہے ہو؟ تمھارا سپر ماسٹر تماشا دیکھ رہا ہے۔ تم لوگوں کو شرم آنی چاہیے وہ لڑکا بے شمار پہرے داروں کے بیچ سے مجھے زبردستی لے آیا اور سب کے سب منہ دیکھتے رہ گئے۔"

"اگر اس لڑکے کو گولی ماری جاتی تو پہلے وہ آپ کو مار ڈالتا۔ آپ کی سلامتی کی خاطر پہرے داروں نے مجبور ہو کر ہتھیار پھینک دیے تھے۔"

"میں کچھ نہیں جانتی" یہاں آکر میرے ہاتھ پاؤں کھولو۔"

"کچھ معلوم تو ہو کہ آپ کہاں ہیں؟ اس جنگل میں تقریباً پچاس فوجی جوان اور دس افسران پہنچ گئے ہیں۔ وہ مختلف ٹولیوں میں بٹ کر آپ کو تلاش کر رہے ہیں۔ آپ جہاں ہیں وہاں کی کچھ نشانیاں بتائیں۔"

"میں کیا بتاؤں۔ بس یہ ایک جنگل ہے آخر یہ کتنا وسیع و عریض ہے کہ تمھارے فوجی مجھے ڈھونڈ نکالنے میں ناکام ہو رہے ہیں۔"

"یہ جنگل ڈیڑھ دو ہزار میل کے رقبے پر پھیلا ہوا ہے۔ آپ وہاں کے درختوں، پرندوں اور جانوروں کے متعلق کچھ بتائیں۔"

"یہاں کوئی جانور ہوتا تو کیا میں ابھی تک زندہ رہتی؟ ہے بھگوان! یہاں کوئی جانور نہ آئے۔ میں تو اسے دیکھتے ہی مر جاؤں گی۔"

"وہاں کے درخت اور پرندے کیسے ہیں؟ کیا آس پاس پہاڑیاں یا ٹیلے وغیرہ ہیں؟"

"مجھے درختوں کی پہچان نہیں ہے۔ سب ایک جیسے موٹے، بھدے، اونچے اور گھنے ہیں۔ سرخ رنگ کے طوطے ہیں۔ سفید آبی پرندے بھی ہیں۔"

"یہ ہوئی کام کی بات۔ آبی پرندے کی موجودگی سے پتا چلتا ہے قریب ہی کوئی دریا ہے۔ ہماری ایک سرچنگ پارٹی دریا کے کنارے کیمپ لگائے ہوئے ہے۔ میرا ساتھی ڈیگر انھیں تمھارے متعلق بتانے گیا ہے۔ جلد ہی آپ کو ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دے گی۔ آپ گھاس پر لڑھکتی ہوئی درختوں کے سائے سے نکل آئیں تاکہ پرواز کرنے والے فوجی آپ کو دیکھ سکیں۔"

وہ ڈیگر کے مشورے کے مطابق لڑھکتی ہوئی ذرا دور گئی پھر تھک کر بولی "میں کتنی دور جاؤں۔ چاروں طرف سایہ دار درخت ہیں مشکل سے ذرا ذرا آسمان نظر آتا ہے۔ ہیلی کاپٹر والے مجھے نہیں دیکھ سکیں گے۔"

تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی۔ وہ دور سے آرہا تھا۔ گردش کرتے ہوئے پنکھے کا شور بتدریج بڑھتا جا رہا تھا۔ رسوتی بولی "کیا تم میرے دماغ سے ہیلی کاپٹر کی آواز سن رہے ہو؟"

اسے جواب نہیں ملا۔ دوسرا ڈیگر بھی تھوڑی دیر کے لیے کسی ضروری کام سے چلا گیا تھا۔ وہ چیخ چیخ کر ہیلی کاپٹر والوں کو پکارنے لگی "میں یہاں ہوں تم لوگ پرواز کرتے ہوئے صحیح جگہ سے گزر رہے ہو۔ یہ جگہ مارک کر لو۔ میں اکیلی ہوں جلدی آؤ، مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ کیا تم لوگ میری آواز...."

وہ آگے نہ کہہ سکی۔ اعلیٰ بی بی نے آکر اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ وہ سر کو دائیں بائیں جھٹک کر منہ پر سے اس کا ہاتھ ہٹانا چاہتی تھی۔ اعلیٰ بی بی نے کہا "تمھاری آواز قیامت تک بھی ہیلی کاپٹر والوں تک نہیں پہنچ سکے گی۔ میں اس لیے چیخنے سے منع کر رہی ہوں کہ تم خواہ مخواہ خود کو ہلکان نہ کرو اور تمھارے چیخنے سے ظاہر ہو رہا ہے کہ تمھارے پاس کوئی خیال خوانی کرنے والا موجود نہیں ہے۔"

اعلیٰ بی بی منہ پر سے ہاتھ ہٹا کر اس کے کانوں میں روئی ٹھونسنے لگی۔ وہ جھنجلا کر بولی "یہ کیا کر رہی ہو؟"

"اب تمھارے مددگار آئیں گے تو ہیلی کاپٹر کی آواز نہیں سن پائیں گے تم بھی سمجھ نہیں پاؤ گی کہ وہ ہیلی کاپٹر کہاں سے گزر رہا ہے"

اس نے ایک کان میں روئی ٹھونسنے کے بعد کہا "اب میری آواز بھی نہیں سن سکو گی لہٰذا یہ یاد رکھو اور اپنے مددگاروں سے کہہ دو کہ ہمیں کوئی ہیلی کاپٹر تلاش کرنے آئے گا تو ہم تمھیں بھوکا پیاسا رہنے دیں گے نہ زیادہ خطرہ پیش آئے گا تو سب مشین گن سے ہیلی کاپٹر کے پرخچے اڑا دیں گے۔"

یہ کہتے ہی اس نے دوسرے کان میں بھی روئی ٹھونس دی پھر اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی تاکہ وہ آسمان کو بھی نہ دیکھ سکے۔ پھر وہ وہاں سے چلتی ہوئی علی اور جان کارمن کے پاس آئی۔ وہ دونوں اپنے ہیلی کاپٹر سے ضرورت کا تمام سامان نکال چکے تھے۔ کمانڈو لباس ایسا تھا جس میں کئی طرح کے ہتھیار رکھنے کی گنجائش تھی۔ اوپری دو جیبوں کی جگہ دو ہینڈ گرینیڈ ہک کے ذریعے لگے ہوئے تھے۔ کمر کی بیلٹ میں ہر چھ کارتوس کے بعد ایک دستی بم منسلک تھا۔ اس بیلٹ میں کمر کے دونوں طرف دو لانبے چاقو لٹکے ہوئے تھے۔ پشت پر لدے ہوئے کٹ بیگ میں کھانے کے سامان کے علاوہ ٹارچ لائٹ، چقماق، اینٹی ڈارک گاگز اور فرسٹ ایڈ کی ضروری چیزیں رکھی ہوئی تھیں۔ ایک شانے سے رسیوں کا بنڈل، دوسرے شانے سے پانی کی بوتل لٹک رہی تھی۔ ایک ہاتھ میں سب مشین گن اور دوسرے ہاتھ میں کلہاڑی تھی۔

اعلیٰ بی بی نے بھی ویسا ہی کمانڈو لباس پہن لیا اسی طرح ضرورت کا تمام سامان رکھ لیا۔ ٹرانسمیٹر سے اشارہ موصول ہو رہا تھا۔ علی تیمور نے ننھے سے مائیک کو آن کرتے ہوئے کہا "ماں کو ڈور ڈز آر ڈبل اے جے۔"

کوڈ ورڈز آر سے رسوتی ڈبل اے سے علی تیمور اور اعلیٰ بی بی اور جے سے جان کارمن کے نام بنتے تھے۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ "مسٹر علی تیمور اوپن دی ڈور سائٹ یور مائنڈ مسٹر آرمر ہاٹ لائن پر ہیں۔"

"او کے۔ ہاٹ لائن اِز اوپن۔"

اس نے ٹرانسمیٹر کو آف کر دیا۔ ایک منٹ کے اندر ہی آرمر نے آکر کوڈ ورڈز ادا کیے پھر کہا "میڈونا آج کل پارس کے ساتھ ہے مادام سونیا اور جناب شیخ صاحب اس پر مکمل اعتماد کر رہے ہیں۔ تم سے کہا ہے جب بھی وہ مخصوص کوڈ ورڈز کے ساتھ آئے اس سے حسب منشا کام لیا کرو۔ کوڈ ورڈز ہیں، امید سے امید رکھنا چاہیے کہ امید پوری ہوگی۔"

علی نے کہا "میں اس سے رابطہ قائم کروں گا۔ لیکن ابھی وہ ماما کے پاس جائے، اُن کا دماغ کمزور ہے۔ میں چاہتا ہوں تنویمی عمل کے ذریعے ان کے دماغ کو لاک کر دیا جائے تاکہ دشمن انھیں آلۂ کار نہ بنا سکیں۔"

"میں ابھی میڈونا کو یہ باتیں سمجھاتا ہوں۔"

وہ چلا گیا۔ علی تیمور نے اعلیٰ بی بی اور جان کارمن کو میڈونا کے متعلق بتایا۔ وہ تینوں رسوتی کی طرف جانے لگے۔ اعلیٰ بی بی نے کہا "میڈونا وفادار رہے گی تو ہماری قوتوں میں اضافہ ہوگا۔"

علی نے کہا "مجھے لڑکیوں سے دوستی بہت بُری لگتی ہے۔ پارس بہت ہی چھچھورا ہے، جہاں حسن دیکھتا ہے پھسل جاتا ہے ویسے سونیا ماما کی مکاری اس میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ اس نے سوچ سمجھ کر ہی میڈونا سے تعلقات بڑھائے ہوں گے۔"

جان کارمن نے ہنستے ہوئے کہا "پارس کی بُرائی بھی کرتے ہو اور اس کی تعریف بھی کرتے ہو۔"

اعلیٰ بی بی نے کہا "علی کو عشق و محبت سے چڑ ہے اور یہ اچھی بات ہے۔ پارس عورتوں کے چکر میں کسی دن بُری طرح پھنسے گا۔ یہ ہم بُرائی نہیں کر رہے ہیں۔ میرا دعویٰ ہے کہ ان دو بھائیوں میں کوئی بُرائی نہیں ڈال سکے گا۔ یہ اندر سے بڑے گہرے ہیں انھیں اوپر سے سمجھنا بہت مشکل ہے۔"

علی تیمور نے چلتے چلتے سانس روک لی۔ پھر آہستہ آہستہ سانس لیتے ہوئے بولا "کون؟"

میڈونا کی آواز آئی "امید سے امید رکھنا چاہیے کہ امید پوری ہوگی۔ میں صرف اتنا کہنے آئی ہوں کہ ابھی اپنی ماما کو مخاطب نہ کرنا اور نہ ہی قریب جانا۔ ان پر تنویمی عمل کیا جائے گا۔"

"ذرا ایک منٹ۔ ابھی تو ماما کے دماغ میں ڈیگر اینڈ ڈیگر ہوں گے۔"

"میں ڈیگر اینڈ ڈیگر کو اپنی طرف اُبھارتی رہوں گی۔ مسٹر آرمر یہاں ماما پر عمل کرتے رہیں گے۔ اس سلسلے میں کوئی مشورہ دینا چاہو گے؟"

"میں نہیں جانتا تم کتنی ذہانت سے کام لیتی ہو۔ میرا مشورہ ہے سپر ماسٹر کو دوستی کرنے کا لالچ دو۔ ان سے کہو رسوتی کو آرمر ٹریپ کر رہا ہے تمھیں کوئی نہیں کر سکے گا اور تم معلوم کر سکتی ہو کہ ہم جنگل میں کہاں ہیں اور کہاں جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔"

"شکریہ علی! میں تمھارے مشوروں پر عمل کروں گی۔ خدا حافظ۔"

وہ چلی گئی۔ علی نے اعلیٰ بی بی اور جان کارمن سے کہا "ہم ابھی ماما کے پاس نہیں جائیں گے، دور ہی سے نگرانی کریں گے۔ اُن پر تنویمی عمل ہونے والا ہے۔"

اعلیٰ بی بی نے کہا "ٹھیک ہے۔ ہمیں کھانے پینے کا وقت مل رہا ہے۔ کیا ٹن پیکڈ کھانا نکالا جائے؟"

جان کارمن نے کہا "اِن کھانوں کو محفوظ رکھنا چاہیے کیوں نہ ہم شکار کر کے پیٹ کی ضرورت پوری کریں۔"

علی نے کہا "میں ماما کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گا تم شکار کھیلنا چاہو تو آنٹی کے ساتھ جا سکتے ہو۔"

دونوں نے اپنی پشت سے کٹ اُتار کر گھاس پر رکھ دیے۔ شکار کے لیے زیادہ دور جانے کا ارادہ نہیں تھا۔ اتنا بوجھ لے جانا مناسب نہیں تھا۔ انھوں نے ایک ایک گن اور ایک ریوالور لیا۔ باقی ضروری ہتھیار اُن کے کمانڈو لباس میں تھے۔ وہ علی تیمور کو رسوتی سے کچھ فاصلے پر چھوڑ کر ایک طرف چل پڑے۔ کچھ دور جا کر جان کارمن نے کہا "میں نے یہاں ہیلی کاپٹر اتارنے سے پہلے ایک دریا دیکھا تھا۔ وہ کوئی تین چار میل کے فاصلے پر ہوگا۔ مرغابیاں اور ہرن وغیرہ اُدھر پانی پینے آتے ہوں گے۔"

اعلیٰ بی بی نے کہا "ہم چار میل جائیں گے اور چار میل واپس آئیں گے تو بڑی دیر ہو جائے گی۔ ویسے جانا چاہیے دشمنوں کی نقل و حرکت کا پتا چل سکتا ہے۔"

چلتے چلتے کارمن نے پوچھا۔ "اعلیٰ بی بی! میں... یعنی کہ میں تمھیں کیسا لگتا ہوں؟ دیکھو، میں نے تمھاری خاطر اپنا کیریئر تباہ کر لیا ہے۔ فوج کی ملازمت، اپنی ترقی، اپنی عزت اور ایک شاندار مستقبل کو ٹھکرا کر یہاں آ گیا ہوں۔"

"میں نے یہاں لانے سے پہلے تمھیں کہہ دیا تھا کہ تمھارا ایک نقصان ہوگا تو میں دس فائدے پہنچاؤں گی۔"

"مجھے ایک ہی فائدہ پہنچا دو، میری دلی تمنا پوری کر دو۔"

اعلیٰ بی بی چلتے چلتے دھیمی پڑ گئی۔ خلا میں تکنے لگی۔ پھر اُس کے مُنہ سے ایک سرد آہ نکلی۔ وہ بولی۔ "جان! مجھے افسوس ہے، تم ایسی نیت سے کبھی مجھے ہاتھ نہیں لگا سکو گے۔"

"مجھ میں کیا کمی ہے؟"

"اپنی کمی بیشی کو تم سمجھو۔ میں تمھاری انسلٹ نہیں کرنا چاہتی۔ ویسے تمھیں بتا دوں کہ فرہاد کے ساتھ رہنے والی کوئی عورت اور کسی مرد کو مرد نہیں سمجھتی۔"

وہ تھوڑی دیر تک خاموشی سے چلتا رہا۔ اعلیٰ بی بی سمجھ رہی تھی کہ وہ اپنی توہین سے تلملا رہا ہے۔ کوئی دوسری عورت ہوتی تو ویران جنگل میں اس کی ایسی کی تیسی کر دیتا۔ اعلیٰ بی بی کی خطرناک صلاحیتوں سے اچھی طرح واقف تھا اس لیے دم نہیں مار رہا تھا۔ اس نے کچھ دور جانے کے بعد کہا۔ "مرد اُسے کہتے ہیں جو عورت کے انکار کو اقرار میں بدل دے۔ اگر میں تمھارے انکار کو اقرار میں بدل دوں تو؟"

وہ ہنسنے لگی۔ اُس کی ہنسی دور تک لہراتی جا رہی تھی۔ وہ بولا۔

"اِس میں ہنسنے کی کیا بات ہے؟"

"تمھارا سوال مضحکہ خیز ہے۔ جب تم مجھے اقرار پر مجبور کر دو گے تو پھر کوئی سوال ہی نہیں رہے گا۔ بائی دی وے آج تک جتنے شہ زوروں نے مجھے حاصل کرنا چاہا وہ مردانہ وار سامنے نہیں آئے، انھوں نے ہمیشہ جال بچھایا اور اپنے مُنہ کی کھاتے رہے۔"

"میں ایسا نہیں ہوں، تمھیں اپنی محبت اور وفاداری سے متاثر کر کے حاصل کروں گا۔"

"میں پہلے ہی تمھاری وفاداری کی قائل ہوں۔ تمام عمر تمھاری قدر کرتی رہوں گی۔ ہمیشہ تمھارے کام آتی رہوں گی۔ اس سے آگے کچھ نہ سوچو کیونکہ عورت کی مرضی کے خلاف اس کے انکار کو اقرار میں بدلنے کے لیے مکاری سے کام لینا پڑتا ہے اور مکاری تمھیں نقصان پہنچائے گی۔"

وہ گھنے درختوں کے جھنڈ سے نکل آئے تھے۔ اب بھی بے شمار درخت تھے مگر ایک دوسرے سے دور دور تھے۔ کھلا آسمان نظر آ رہا تھا۔ تقریباً دو سو گز کے فاصلے پر دریا بہتا دکھائی دے رہا تھا۔ کئی طرح کے پرندے درختوں پر اپنی اپنی بولیاں سُنا رہے تھے۔

ایک پہاڑی بکرا کنارے پر کھڑا پانی پی رہا تھا۔ جان کارمن نے اپنی گن سیدھی کی۔ اعلیٰ بی بی نے اس کی نال پکڑ کر آسمان کی طرف اٹھاتے ہوئے پوچھا۔ "تم بکرے کا شکار کرنا چاہتے ہو یا دشمنوں کو متوجہ کرنے کا ارادہ ہے؟"

وہ پریشان ہو کر بولا۔ "یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ کیا میں دشمنوں کی قید میں جانا پسند کروں گا؟"

"جان شکار بہت دور ہے۔ ہمیں کچھ قریب جانا چاہیے اور ہم ایرو شوٹر اس لیے لائے ہیں کہ گن استعمال نہ کریں کیونکہ گولی چلنے کی آواز میلوں دور تک گونجتی جائے گی۔"

دونوں دبے قدموں، درختوں کے پیچھے چھپ چھپ کر آگے بڑھنے لگے۔ وہ شکار کے قریب پہنچتے جا رہے تھے۔ ایسے ہی وقت فائرنگ کی آواز پورے جنگل میں گونجنے لگی۔ بکرا اچھل کر گرا پھر تڑپ کر ٹھنڈا پڑ گیا۔

دشمنوں کی موجودگی کہیں قریب ہی ظاہر ہو گئی تھی۔ جان کارمن نے کہا۔ "میں دوسری طرف سے چھپ کر جاتا ہوں، ہم ان کے حملوں کا جواب دو طرف سے دیں گے۔"

"نہیں جان! یہیں دبکے رہو اور دیکھو کون اس شکار کو اٹھانے آتا ہے اور اُسے کہاں لے جاتا ہے۔"

"تمھاری ذہانت دھری رہ جائے گی۔ اگر ہم شکار کا تماشا دیکھتے رہیں گے اور دشمن اطراف سے آ کر ہمیں شکار کریں گے۔"

"جب تک دشمن نظر نہیں آئیں گے، ہم یہاں سے نہیں ہٹیں گے۔"

وہ نظر آ گئے۔ ایک کشتی میں تین مسلّح شخص تھے۔ کنارے کنارے چپّو چلاتے ہوئے بکرے کے پاس پہنچ گئے۔ اسے اٹھا کر کشتی میں ڈال لیا۔ پھر اُن کی کشتی واپس جانے لگی۔ جان کارمن نے کہا۔ "تم یہاں ٹھہرو میں کنارے کنارے چھپ کر جاؤں گا اور معلوم کروں گا انھوں نے کہاں کیمپ لگایا ہے۔"

اعلیٰ بی بی وہاں رک گئی۔ جان کارمن جانے لگا۔ وہ اسے سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ جب وہ نظروں سے اوجھل ہوا تو وہ ایک بہت ہی اونچے درخت کے پاس آئی پھر تیزی سے چڑھتی ہوئی ایک اونچی شاخ پر پہنچ گئی۔ وہاں سے وہ نظر آ رہا تھا۔ ایک درخت کے پیچھے سے نکل کر دوسرے درخت کی آڑ میں جا رہا تھا اور کشتی میں جانے والوں کو دیکھ رہا تھا لیکن اس کی ایک حرکت شبہ پیدا کر رہی تھی۔ وہ کبھی کبھی پلٹ کر پیچھے اُدھر بھی دیکھتا تھا جہاں اعلیٰ بی بی کو چھوڑ کر گیا تھا۔ سوال یہ تھا کیا اسے اعلیٰ بی بی کے قریب آنے کا اندیشہ تھا؟ وہ اندیشہ کس قسم کا تھا؟

پھر کسی حد تک شبہے کی تصدیق ہونے لگی۔ وہ ایک درخت کی آڑ میں کھڑا ہو کر اپنی رسٹ واچ کو توجہ سے دیکھتا ہوا کچھ کہنے

اس نے اپنی کلائی کی گھڑی کو مُنہ کے قریب کر لیا۔ شاید وہ کچھ کہہ رہا تھا۔ کچھ کہنے کے بعد گھڑی کو کان سے بھی لگا رہا تھا۔ صاف ظاہر تھا کہ وہ ٹرانسمٹر کے ذریعے کسی سے باتیں کر رہا ہے اور جواباً باتیں سُن رہا ہے۔

اعلیٰ بی بی نے پہلے سوچا کہ وہ ٹرانسمٹر کے ذریعے علی تیمور کو دشمنوں کی پوزیشن بتا رہا ہے۔ پھر یاد آیا کہ جان کارمن نے کبھی اپنے پاس ٹرانسمٹر کی موجودگی ظاہر نہیں کی تھی۔ وہ کلائی کی گھڑی کو گھڑی ہی کہتا تھا، اس نے کبھی نہیں بتایا کہ وہ ٹرانسمٹر ہے۔

وہ فوراً ہی درخت سے اُتر گئی۔ دوڑتی ہوئی علی کی طرف جانے لگی۔ ٹرانسمٹر کو چھپانے والا علی تیمور سے رابطہ قائم نہیں کر سکتا تھا۔ وہ کوئی اور چال چل رہا تھا۔ اُس کی چال بعد میں معلوم ہو سکتی تھی۔ ابھی علی تیمور کو اُس کی دوغلی حرکتوں سے باخبر رکھنا ضروری تھا یعنی پہلے اپنا تحفظ لازمی تھا۔

وہ دوڑتی اور ہانپتی ہوئی رسونتی کے قریب پہنچ گئی۔ رسونتی گھاس پر غافل پڑی ہوئی تھی۔ تنویمی نیند پوری کر رہی تھی۔ علی تیمور دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سن کر چھپ گیا تھا پھر اعلیٰ بی بی کو دیکھ کر سامنے آ گیا۔ وہ بولی۔ "جان کارمن سے خطرہ ہے۔ کیا اس نے کبھی بتایا ہے کہ اس کی رسٹ واچ ایک ٹرانسمٹر ہے؟"

"نہیں، مجھ سے کبھی ذکر نہیں کیا۔"

"ابھی وہ ایک جگہ چھپ کر واچ ٹرانسمٹر کے ذریعے کسی سے باتیں کر رہا تھا۔ اندازہ کرو وہ کس سے رابطہ قائم کرتا ہے؟"

علی نے کہا۔ "سُپر ماسٹر سے رابطہ نہیں کرے گا کیونکہ ماما کو وہاں سے نکال لانے میں اس نے ہماری مدد کی اور سُپر ماسٹر کو اپنا دشمن بنا لیا۔ ماسک مین میری ماما کو حاصل کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے۔ جان کارمن اس کے لیے کام کر سکتا ہے لیکن یقینی بات یہ ہے کہ وہ یہودی تنظیم کے لیے کام کر رہا ہے۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے۔ رسونتی کو یہاں سے لے چلو۔ جان کارمن دشمنوں کو یہاں بُلا رہا ہے۔ ہمیں دوسری پناہ گاہ تلاش کرنا چاہیے۔"

علی نے ماں کو آہستگی سے اُٹھا کر ہیلی کاپٹر کی طرف چلتے ہوئے کہا۔ "یہاں سے دور جانے کے لیے ہیلی کاپٹر میں پرواز کرنے کا خطرہ مول لینا ہوگا۔"

"میں مشورہ نہیں دوں گی۔ اِس جنگل میں کئی فوجی ہیلی کاپٹر جگہ جگہ موجود ہیں۔ وہ ہمارا تعاقب کریں گے، ہمیں فرار کا راستہ نہیں ملے گا۔ تمھاری ماں پھر سُپر ماسٹر کی قید میں پہنچ جائے گی۔ مجھے اپنی پروا تو نہیں ہے مگر تم بھی قیدی بنا لیے جاؤ گے۔"

"آپ درست کہہ رہی ہیں لیکن اِن حالات میں خطرہ مول لینا ہی پڑے گا۔"

"تم اپنی ماں کا بوجھ اُٹھا کر کتنی دور چل سکتے ہو؟"

"ماں بوجھ نہیں ہوتی۔ میں اپنی ماما کو اسی طرح اُٹھا کر دنیا کے آخری سرے تک جا سکتا ہوں۔"

"تو پھر اسی طرح دور نکل جاؤ۔ رسونتی کو کسی محفوظ جگہ پہنچا دو۔ جان کارمن دشمنوں کے ساتھ آئے گا تو میں اُس کا راستہ روکوں گی۔"

"میں آپ کو تنہا خطرات کا سامنا کرنے کے لیے نہیں چھوڑوں گا۔"

"کیا میں ساری زندگی تمھارے سائے میں رہ کر دشمنوں سے لڑتی رہی ہوں؟ کیوں بچوں جیسی باتیں کر رہے ہو۔ ہم سب بابا صاحب کے ادارے میں رہ کر تنہا اپنی اپنی جنگ لڑنا سیکھتے رہے ہیں، جو سیکھا ہے، اُس سے انکار نہ کرو۔ جاؤ یہاں سے، ورنہ تمھیں بھگانا جانتی ہوں۔"

"آنٹی! آپ کی ذہانت کو سب تسلیم کرتے ہیں۔ میں آپ سے کچھ سیکھنا چاہتا ہوں۔ بتائیے آپ مجھے کس طرح بھگائیں گی؟"

"یہ کوئی پیچیدہ مسئلہ نہیں ہے۔ تمھیں ماں کی حفاظت کے لیے میرا ساتھ چھوڑنا ہوگا اور میں ساتھ چھڑانے کے لیے اُدھر دوڑتی جاؤں گی جدھر جان کارمن کو چھوڑ کر آئی ہوں۔ کیا تم ماں کو اُٹھائے ہوئے میرے ساتھ دشمنوں کی طرف جاؤ گے؟"

"اوہ، میں اتنی سی بات بھول گیا تھا کہ آپ ماما کو میری کمزوری بنا لیں گی لیکن اس کا ایک اور پہلو ہے۔ میں ماما کو لے کر آپ کے ساتھ دشمنوں کا سامنا کروں گا۔ کیا آپ انھیں خطرات میں ڈالنا چاہیں گی یا میرے ساتھ یہاں سے دور جانا چاہیں گی؟"

"میں جاؤں گی تو دشمنوں کا راستہ کون روکے گا؟"

"دشمنوں کو تعاقب کرنے دیں، آپ میرے ساتھ اسی طرح چلتی رہیں۔ دیکھیں، ہم باتوں باتوں میں کتنی دور نکل آئے ہیں۔"

وہ چلتے چلتے رک گئی پھر بولی۔ "دشمن یہاں دُگنی رفتار سے آ سکتے ہیں۔ تمھارے باپ کے زمانے سے جن اصولوں پر ہم چلتے آئے ہیں، اسی پر چلنا چاہیے۔ اپنی جنگ آپ لڑنا چاہیے۔"

اس نے ایک تہ کیا ہوا کاغذ جیب سے نکالا۔ وہ جنگل کا نقشہ تھا۔ اس نے اُسے کھولا پھر نقشے پر انگلی رکھتے ہوئے بولی۔ "ہم یہاں ہیں اور ہمیں جنگل کے اس شمالی حصے میں پہنچنا ہے۔ اُدھر کہیں ایک کاٹیج بنا ہوا ہے۔ اس کاٹیج کے قریب ہی ایک میدان میں ہمارے لیے ہیلی کاپٹر آئے گا۔ تم ماں کو لے کر جاؤ۔ میں وعدہ کرتی ہوں کہ چوبیس گھنٹے کے اندر وہاں پہنچ جاؤں گی۔"

اس نے کاغذ کو تہ کر کے جیب میں رکھا پھر خدا حافظ کہہ کر دوڑتی ہوئی ہیلی کاپٹر کی طرف جانے لگی۔ ان کے پاس فضائی راستے سے فرار ہونے کی سہولت تھی لیکن جنگل میں دشمنوں کے بھی کئی ہیلی کاپٹر تعاقب کے لیے موجود تھے۔ اگر وہ کسی طرح جنگل سے نکلنے میں کامیاب بھی ہو جاتے تو شمالی حصے کو عبور کر کے کینیڈا کی فضاؤں میں پرواز نہیں کر سکتے تھے کیونکہ وہ فوجی ہیلی کاپٹر تھا۔ کینیڈا کی فضائی اتھارٹیز کو اطلاع دیے بغیر

اس علاقے میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔

وہ ہیلی کاپٹر کے پاس آ گئی۔ اس کے سلائیڈنگ ڈور کو ایک جانب سرکا کر وہاں سے ضروری جنگی سامان نکالنے لگی۔ ہیلی کاپٹر سے دور جا کر مختلف درختوں، جھاڑیوں اور پتھروں کی آڑ میں بھاری قوت کے بم چھپا کر رکھنے لگی۔ جن کی توقع تھی، وہ ابھی تک نہیں پہنچے تھے۔ اُسے جگہ جگہ آہنی ٹریپ چھپا کر رکھنے کا موقع مل رہا تھا۔

جان کارمن، اعلیٰ بی بی کو اپنی محبت اور وفاداری کا ثبوت دیتے ہوئے رسونتی اور علی تیمور کو اُس جنگل میں لے آیا تھا اور سُپر ماسٹر کو اپنا دشمن بنا چکا تھا۔ بے شک، وہ اعلیٰ بی بی کا دیوانہ تھا، اُسے حاصل کرنا چاہتا تھا، راتوں کو کروٹ کروٹ اس کے خواب دیکھتا تھا اور یہ اچھی طرح سمجھتا آ رہا تھا کہ اُسے دولت سے، طاقت سے اور آہ و زاری سے حاصل نہیں کر سکے گا۔ کسی مکاری سے ہی وہ خوابوں کی تعبیر بن سکتی ہے۔

اعلیٰ بی بی کو معلوم تھا کہ وہ یہودی ہے۔ تمام یہودی دشمن یا کم ظرف نہیں ہوتے۔ ان کی محبت اور اعلیٰ ظرفی کی مثالیں بھی موجود ہیں یوں بھی اعلیٰ بی بی دشمنوں سے کام نکالنا جانتی تھی۔ ان کے مزاج اور تیور کو سمجھتی رہتی تھی۔ اس نے سمجھ لیا تھا کہ جان کارمن، سُپر ماسٹر کے خلاف ضرور ساتھ دے گا لیکن یہودی تنظیم کے خلاف شاید دھوکا دے جائے۔

اس کا خیال درست نکلا، وہ سُپر ماسٹر کے خلاف رسونتی کو اس کی قید سے نکال لایا تھا، وہ دُہری چال چل رہا تھا۔ ایک طرف اعلیٰ بی بی کی محبت کا دم بھر رہا تھا، دوسری طرف رسونتی کو سُپر ماسٹر کے جنگل سے نکال کر جنگل میں لا کر اسے یہودی تنظیم کے افراد کے حوالے کرنے کے مراحل سے گزرتا جا رہا تھا۔

اس نے یہودی تنظیم کے سربراہ کو بتا دیا تھا کہ رسونتی کو اغوا کرنے میں کامیابی ہوگی تو وہ اسے جنگل کے کس حصے میں لے جائے گا۔ اس نے منصوبے کے مطابق ہیلی کاپٹر کو وہیں پہنچایا تھا اور بڑی بے چینی سے اپنے لوگوں کا انتظار کر رہا تھا۔ جب اُس نے دریا کنارے بکرے کا شکار کرنے والوں کو دیکھا تو ناکامی کا اندیشہ ہوا کیونکہ شکار کرنے والے سُپر ماسٹر کے آدمی تھے۔

وہ بہانہ کر کے اعلیٰ بی بی سے دور گیا پھر ٹرانسمٹر کے ذریعے یہودی سربراہ کو مخاطب کیا: ”تم کہاں ہو؟ کیا کر رہے ہو؟ سُپر ماسٹر کے آدمی رسونتی تک پہنچنے والے ہیں؟“

دوسری طرف سے جواب ملا: ”ہماری ایک ٹیم سُپر ماسٹر کے آدمیوں سے ٹکرا گئی تھی۔ پتا نہیں، اُس ٹیم کا کیا بنا۔ ہم راستہ بدل کر آ رہے ہیں اس لیے دیر ہو رہی ہے۔ نقشہ ہمارے پاس ہے۔ ہم آدھے گھنٹے کے اندر پہنچ جائیں گے۔ کیا سُپر ماسٹر کی ٹیم تمہاری نظروں میں ہے؟“

”ہاں، ساحل کے جس حصے میں ٹاور کی طرح ایک اونچی چٹان استادہ ہے، وہاں انھوں نے کیمپ لگایا ہے۔ یہ ہمارے ہیلی کاپٹر سے تقریباً پانچ میل کے فاصلے پر ہے۔ اس کا مطلب ہے تمہارے آدمی اعلیٰ بی بی اور علی تیمور پر حملہ کریں گے تو فائرنگ اور بم [illegible] کی آوازیں دشمنوں کے کیمپ تک جائیں گی۔“

”فکر نہ کرو، میرے پاس زبردست گوریلا فوج ہے۔ پہلے تو [illegible] خاموشی سے رسونتی کو اغوا کرنے کی کوشش کریں گے۔ ناکامی ہوئی [illegible] فائرنگ ناگزیر ہوگی۔ سُپر ماسٹر کے آدمی آتے ہیں تو آنے دو، [illegible] لیں گے۔“

جان کارمن رابطہ ختم کر کے تیزی سے چلتا ہوا اُس درخت کے پاس آیا جہاں اعلیٰ بی بی کو چھوڑ کر گیا تھا۔ وہ وہاں نہیں تھی۔ اس نے چاروں طرف گھوم گھوم کر نظریں دوڑائیں۔ اُسے اونچی آواز میں [illegible] مناسب نہیں تھا۔ اعلیٰ بی بی کا نام دشمنوں کے کانوں تک پہنچ [illegible]

پھر خیال آیا، وہ دشمنوں کے ہتھے نہ چڑھ گئی ہو۔ وہ دوڑتا ہوا ہیلی کاپٹر کی طرف جانے لگا۔ اُسے اسرائیلی حکومت سے یروشلم میں [illegible] نیا کاروبار کرنے کی سہولتیں اور پانچ کروڑ ڈالر کے علاوہ انعام میں [illegible] ملنے والی تھی، اگر وہ دشمنوں کے ہاتھ لگ جاتی تو آدھی محنت پر پانی پھر [illegible]

وہ پوری رفتار سے دوڑتا ہوا اُدھر آیا جدھر گھاس پر پہلے [illegible] لیٹی ہوئی تھی اور علی تیمور نگرانی کر رہا تھا۔ اب وہاں ماں بیٹے نہیں تھے، اس نے آہستگی سے اعلیٰ بی بی اور علی کو آوازیں دیں پھر وہاں سے دوڑتا ہوا ہیلی کاپٹر کی طرف جانے لگا۔ اسی وقت اُسے ایک جھٹکا سا لگا، وہ اوندھے منہ گرا، اس کے ساتھ ہی سر نیچے اور پاؤں اوپر ہو گئے۔ وہ اُلٹا لٹکتا ہوا کچھ اوپر گیا پھر درخت کی ایک اونچی شاخ سے لٹکتے ہوئے جھولنے لگا۔ اس کا ایک پیر گھاس میں چھپے ہوئے [illegible] کے پھندے میں پھنس گیا تھا جس کے نتیجے میں صرف کھوپڑی نہیں اُلٹی تھی، اس کا سراپا اُلٹ کر رہ گیا تھا۔

اعلیٰ بی بی چھپ کر دیکھ رہی تھی۔ خیال تھا کہ اس کے پیچھے دشمن بھی آ رہے ہوں گے۔ لیکن وہ دیر تک تنہا لٹکتا رہا اور مدد کے لیے [illegible] رہا: ”کون ہے؟ مجھ سے کون دشمنی کر رہا ہے؟ پلیز سامنے آؤ۔ مجھے معلوم ہونا چاہیے کہ میرا قصور کیا ہے؟“

اعلیٰ بی بی اطمینان سے چلتی ہوئی اُس کے پاس آئی، وہ اپنی کلائی کی گھڑی کو دوسرے ہاتھ سے آپریٹ کر کے یہودی ساتھیوں کو خطرات سے آگاہ کرنا چاہتا تھا۔ اُس نے کہا: ”گھڑی پر سے ہاتھ ہٹا لو۔ میں نہیں چاہتی کہ دوسری طرف ہماری باتیں سُنی جائیں۔“

وہ جلدی سے ہاتھ ہٹا کر بولا: ”یہ کیا کہہ رہی ہو؟ یہ تو گھڑی [illegible] ہے۔ دوسری طرف کون باتیں سُنے گا۔ یہ... یہ... کیا تم نے مجھے لٹکایا [illegible]؟“

”ہاں“، اس نے آگے بڑھ کر لٹکتے ہوئے ہاتھ کو پکڑ لیا، اس کی کلائی سے گھڑی اُتارنے لگی۔ وہ ہاتھ چھڑانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس نے چاقو نکال کر کہا: ”میں زور نہیں آزماؤں گی۔ کلائی کاٹ کر گھڑی اُتار [illegible] لوں گی۔“

اس نے پھر جدوجہد نہیں کی۔ اعلیٰ بی بی نے گھڑی کو اُتار کر دیکھا پھر پوچھا: ”کس پارٹی سے تمہارا گٹھ جوڑ ہے؟“

”کسی سے نہیں ہے، تم خواہ مخواہ شبہ کر رہی ہو۔ میری دوستی اور وفاداری کو بھول رہی ہو۔ میں نے تمہارے لیے ساری دنیا کو دشمن بنا لیا ہے۔“

اعلیٰ بی بی نے گن سیدھی کی پھر اُسے نشانے پر رکھتے ہوئے بولی: ”تم دوست ہوتے تو اس گھڑی کی حقیقت کو نہ چھپاتے۔ اگر بتاؤ گے کہ ہمارے کس دشمن کو یہاں آنے کی دعوت دی ہے تو میں گولی نہیں ماروں گی ورنہ تمھیں مارنے کے بعد پتا چل جائے گا کیونکہ آنے والے ضرور آئیں گے اور اپنی اصلیت بھی دکھائیں گے۔“

وہ خوف سے تڑپتے ہوئے اِدھر سے اُدھر جھولتے ہوئے بولا: ”دیکھو! گولی نہ چلانا۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں، یہاں کوئی نہیں آئے گا۔ آئے گا تو وہ میرا بھی دشمن ہوگا۔“

”جب میں کسی پر بھروسا نہیں کرتی تو پھر کبھی اسے دوست نہیں سمجھتی۔ میں نشانہ لے رہی ہوں۔ دیکھو، گولی تمہارے جسم پر نہیں تمہارے کمانڈو لباس کے کسی بم پر لگے گی۔ پھر دھماکے سے تمہارے پرخچے اُڑ جائیں گے۔“

وہ تیزی سے تڑپتے ہوئے اُلٹا جھولتے ہوئے چیخنے لگا: ”نہیں! تم دھماکا کر کے غلطی کرو گی۔ آوازیں دور تک گونجتی ہوئی دشمنوں تک پہنچیں گی۔ پلیز، میری باتوں کا یقین کرو۔ میں جھوٹا اور فریبی نہیں ہوں...!“

وہ بولتا جا رہا تھا۔ کمانڈو لباس اور کارتوس بیلٹ اُتارتا جا رہا تھا تاکہ گولی اس کی طرف نہ آئے۔ اس نے لباس کا اوپری حصہ اُتار کر جتنی دور پھینک سکتا تھا، پھینک دیا۔ وہ بولی: ”کیا لباس سے نجات حاصل کر کے موت سے بھی نجات حاصل کر لو گے؟“

”تم کیوں میرے پیچھے پڑ گئی ہو؟“

”اس کا جواب تمھیں مل جائے گا۔ میں جا رہی ہوں، یہاں قریب ہی چھپ کر رہوں گی۔“

دور گھاس پر جان کارمن کا پھینکا ہوا لباس پڑا تھا۔ وہ اسے اُٹھا کر قریب لے آئی۔ وہ زمین سے چھ فٹ کی اونچائی پر اُلٹا لٹک رہا تھا، اس نے لباس کو ٹھیک اس کے سر کے نیچے ڈال دیا۔ وہ گھبرا کر بولا: ”یہ... یہ کیا کر رہی ہو؟“

”میں چھپ کر دیکھتی رہوں گی، اگر تم آنے والوں کو میرے چھپنے کے متعلق بتاؤ گے یا وہ لوگ تمھیں دوستانہ انداز میں مخاطب کریں گے تو میں اس لباس سے منسلک رہنے والے بموں پر دور سے فائر کروں گی، دھماکا ٹھیک تمہارے سر کے نیچے ہوگا۔“

”اوہ گاڈ! میں کیا کروں؟ تم میری سوچ سے بھی زیادہ خطرناک بلا ہو۔ مجھے معاف کر دو۔ اس پھندے سے نجات دلا دو۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں۔ آئندہ سازش نہیں کروں گا۔ ایک کتے سے بھی زیادہ وفادار بن کر رہوں گا۔ آخری بار مجھ پر بھروسا کر لو۔“

وہ بولتا جا رہا تھا اور وہ دور ہوتی جا رہی تھی۔ حتیٰ کہ نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ وہ تڑپنے لگا، اس کے نتیجے میں اُلٹا جھولنے لگا۔ چیخ چیخ کر کہنے لگا: ”تم ذلیل ہو، کمینی ہو، تمھیں فرہاد علی تیمور کا واسطہ دیتا ہوں، میرے سامنے آؤ۔ مجھ پر گولی نہ چلاؤ، وہ آنے والے کمبخت مجھے دوستانہ انداز میں مخاطب کریں گے۔ میں اُنھیں روکنا چاہوں گا۔ تمہارے چھپنے کے متعلق بتاؤں گا تو تم فائر کرو گی۔ کسی صورت سے میرا بچاؤ نہیں ہوگا۔“

وہ بولنے کے دوران کمر کی طرف سے خم کھا کر اوپر اُٹھ رہا تھا۔ اپنے ایک پیر کو پکڑ کر رسی تک پہنچنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ایسے ہی وقت بہت سے قدموں کی آوازیں آنے لگیں۔ وہ اُن کے آنے سے پہلے رسی کو پکڑ کر اوپر شاخ تک پہنچنا چاہتا تھا۔ جلد پھندے سے نجات حاصل کر کے نیچے رکھے ہوئے بموں سے دور ہو جانا چاہتا تھا لیکن یہ اتنا آسان نہ تھا، جتنا وہ سوچ رہا تھا۔ وہ کوششیں کرتا رہ گیا اور آنے والے آ گئے۔

وہ درختوں کے جھنڈ سے نمودار ہو رہے تھے۔ چار چار، چھ چھ افراد الگ الگ ٹولیوں کی صورت میں تھے۔ چاروں طرف سے ظاہر ہو کر اس سے دور کھڑے ہو گئے تھے۔ اپنے انفارمر کو اُلٹا لٹکتے دیکھ کر سمجھ گئے تھے، خطرہ کہیں آس پاس ہے۔

تقریباً ایک منٹ تک خاموشی رہی۔ وہ لوگ آہستہ آہستہ محتاط انداز میں چاروں طرف گھوم گھوم کر دیکھ رہے تھے۔ دور تک کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ سمجھ رہے تھے، پتوں بھرے گھنے درختوں میں یا پتھروں کے پیچھے چھپا جا سکتا تھا۔ کٹی ہوئی جھاڑیوں اور پتوں میں چھپا ہوا ہیلی کاپٹر جھلک رہا تھا۔ آنے والوں میں سے ایک شخص نے کہا: ”اعلیٰ بی بی اور علی تیمور! ہم سُپر ماسٹر کے چمچے نہیں ہیں۔ تمہارے دوست ہیں۔ مادام رسونتی کو بابا صاحب کے ادارے تک پہنچانے کے لیے تمہاری مدد کرنے آئے ہیں۔“

اعلیٰ بی بی کی آواز گونجتی ہوئی آئی: ”پہلے یہ بتاؤ، تم لوگ کون ہو؟ اور ہم سے ہمدردی کیوں کرنے آئے ہو؟“

”ہم حکومت کے باغی ہیں۔ مادام رسونتی کو سُپر ماسٹر کی قید سے بلکہ اس ملک سے نکال کر تمہارے کام آ کر دوستی کی ابتدا کرنا چاہتے ہیں۔“

”اپنی اصلیت چھپا کر دوستی نہیں کر سکو گے۔“

”ہم پر شبہ نہ کرو۔ سامنے آ جاؤ۔“

”احمقو! تم سب بارود کے ڈھیر پر کھڑے ہو۔ ریموٹ کنٹرولر

میرے ہاتھ میں ہے ـــــ ایک بٹن دبے گا اور تم لوگ دھماکوں سے اُڑتے جاؤ گے۔"

دشمنوں کے ایک سرغنہ نے جان کارمن سے پوچھا۔ "جان! تم نے تو دیکھا ہوگا کیا یہاں ریموٹ کنٹرولنگ بم چھپائے گئے ہیں؟"

"میں نہیں جانتا۔ میں نے آنکھوں سے نہیں دیکھا ہے۔ البتہ یہ میرے سر کے نیچے جو لباس پڑا ہوا ہے' اس میں بم رکھے ہوئے ہیں' ان کا تعلق ریموٹ کنٹرولر سے نہیں ہے۔ اعلیٰ بی بی فائرنگ کے ذریعے بلاسٹ کر سکتی ہے۔"

سرغنہ نے اپنے ایک آدمی کو حکم دیا۔ "اس لباس کو اُٹھا کر دور پھینک دو۔"

وہ حکم کا بندہ لباس کی طرف جانے لگا۔ جان کارمن نے چیخ کر کہا۔ "خبردار! اسے ہاتھ نہ لگانا۔ وہ چُھپ کر لباس میں رکھے ہوئے بموں پر فائر کرے گی۔ میں مر جاؤں گا۔ میرے قریب نہ آؤ۔ اس لباس کو ہاتھ نہ لگاؤ۔"

مگر وہ قریب آگیا۔ لباس کو اُٹھاتے ہی دور تک دوڑتا ہوا گیا۔ پھر اُسے پھینکنا ہی چاہتا تھا کہ اعلیٰ بی بی نے گولی چلا دی۔ اس کے ساتھ ہی زوردار دھماکا ہوا۔ ایک بم نے دوسرے بم کو بلاسٹ کیا۔ دوسرے نے تیسرے کو' اس طرح کئی دھماکوں میں لباس اُٹھانے والے کا پتا نہ چلا کہ اس کا گوشت کدھر گیا اور ہڈیاں کہاں چلی گئیں۔

دھماکوں کی آوازیں بڑی دیر تک گونجتی رہیں۔ پھر اعلیٰ بی بی نے کہا۔ "جان کارمن! دیکھ تو تمھارا بھی یہی انجام ہوتا۔ تم اس لیے زندہ ہو کہ تم نے دشمنی سے ہی سہی' مگر رسونتی کو یہاں تک لانے میں بڑا ساتھ دیا تھا۔ تمھاری عداوتی مہربانی کے بدلے یہ زندگی مل رہی ہے۔ لیکن ہاں' تم اپنے لوگوں کو یہاں سے واپس لے جانے میں ناکام رہو گے تو ان کے ساتھ فنا ہو جاؤ گے۔"

اس کے ساتھیوں نے اُسے پھندے سے نجات دلائی۔ وہ اُلٹا تھا' سیدھا ہو کر زمین پر آتے ہی ایک درخت کی آڑ میں چلا گیا' وہاں سے چیخ کر بولا۔ "وہ جھوٹ بول رہی ہے' اگر یہاں ریموٹ کنٹرولر سے منسلک بم ہوتے تو وہ کسی کو زندہ نہ چھوڑتی۔ وہ بچوں کی طرح ڈرا کر ہمیں بھگانا چاہتی ہے۔ اُسے ڈھونڈو' وہ یہیں کہیں چھپی ہوئی ہے۔"

"جو مجھے تلاش کرنے کے لیے حرکت کرے گا' مرے گا۔"

سرغنہ نے کہا۔ "اب سمجھ میں آیا' یہ تنہا ہے۔ اس نے رسونتی اور علی تیمور کو بھگا دیا ہے۔ ہمارا راستہ روکنے کے لیے باتیں بنا رہی ہے۔ جاؤ' اُسے تلاش کرو۔ یہی ہمیں رسونتی تک پہنچائے گی۔"

کتنے ہی مسلح افراد اِدھر اُدھر متلاشی نظروں سے دیکھتے ہوئے جانے لگے۔ ان کے حرکت کرتے ہی ایک جگہ زوردار آواز سے دھماکا ہوا۔ آس پاس کے کئی جوان فضا میں سوکھے پتوں کی طرح اُڑے' پھر اپنے ٹکڑے گننے کے قابل نہ رہے۔

اُن کا خیال تھا' دوسری سمت ایسا نہیں ہوگا' لیکن وہاں بھی حرکت کرنے والوں کی پہلے شامت آئی' پھر موت آگئی۔ وہ جہاں سے جاتے تھے۔ جان لیوا دھماکوں کی زد میں آجاتے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے ان کا فیصلہ ہونے لگا۔ وہاں صرف پانچ آدمی رہ گئے تھے جن میں جان کارمن بھی تھا۔

ان کے سرغنہ نے غصے سے کہا۔ "جان! تم نے تو کہا تھا' یہ ریموٹ کنٹرول سے بلاسٹ ہونے والے بم نہیں ہیں۔ تمھاری ایک غلط اطلاع نے میرے پچاس آدمی مروا دیے۔ اب منہ کیا دیکھتے ہو' ہتھیار پھینک دو۔"

جان کارمن نے ان کے ساتھ اپنے ہتھیار پھینکتے ہوئے کہا۔ "اعلیٰ بی بی! یہ دیکھو' ہم نے ہتھیار پھینک دیے ہیں۔ شکست کھائی ہوئی فوج کے سپاہی غلام بن جاتے ہیں۔ ہم تمھارے غلام ہیں۔"

اس کی آواز آئی۔ "تم میں سے ایک آدمی سیدھا کھڑا رہے گا' باقی اُلٹے لٹکائے جائیں گے۔ چلو فوراً ایک دوسرے کو اُلٹا لٹکاؤ۔"

سرغنہ نے کچھ کہنا چاہا۔ اس کے پیروں کے پاس مسلسل فائرنگ ہوئی۔ پھر آواز آئی۔ "کوئی بحث نہ کی جائے' فوراً چار آدمیوں کو اُلٹا لٹکانا ہے۔ کم آن' ہری اپ۔"

یہ کہتے ہی پھر فائرنگ ہوئی' وہ مشین کی طرح حرکت میں آگئے۔ جان کارمن اور سرغنہ نے تین آدمیوں کے پاؤں باندھ کر انھیں رسی کے ذریعے شاخوں سے لٹکا دیا۔ پھر سرغنہ نے کہا۔ "جان! اب تمھاری باری ہے۔"

وہ بولا۔ "میں پہلے بھی لٹک چکا ہوں۔ اب تمھاری باری ہے۔"

دونوں میں تکرار ہونے لگی۔ وہ آپس میں بحث کرتے رہے' پھر ایک نے کہا۔ "اعلیٰ بی بی جسے اُلٹا لٹکنے کو کہے گی وہی لٹکے گا۔"

ایک نے آواز دی۔ "اعلیٰ بی بی! تم فیصلہ کرو۔"

دوسرے نے پوچھا۔ "ہم میں سے کسے لٹکنا چاہیے؟"

جواب نہیں ملا۔ انھوں نے بار بار اسے پکارا۔ پھر سرغنہ نے آہستگی سے کہا۔ "وہ ہمیں اُلو بنا کر چلی گئی ہے۔"

جان کارمن نے کہا۔ "ایسا نہ کہو۔ وہ اچانک ہی حملہ کرے گی۔ وہ اسی طرح دھوکے میں رکھتی ہے۔ پھر بھاگنے کا موقع نہیں دیتی۔"

"ہمیں یہاں سے چلنا چاہیے۔ وہ روکنا چاہے گی تو ضرور کچھ بولے گی۔"

وہ دونوں ایک قدم آگے بڑھے پھر رک گئے۔ بہت سے قدموں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ یہ سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ سپر ماسٹر کے فوجی آپہنچے ہیں۔ آخر زبردست دھماکوں کی آوازیں دور دور تک گونجتی رہی تھیں اور سمجھاتی رہی تھیں کہ یہ سب کچھ دشمنی کے لیے ہو رہا ہے۔

وہ دونوں کان لگا کر ایسی سمت معلوم کر رہے تھے' جدھر سے آواز نہ آرہی ہو تاکہ اُدھر سے فرار کا موقع مل جائے لیکن کسی نے پکار کر کہا۔ "اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا۔ نیچے پڑے ہوئے ہتھیار دل اُٹھانے کی حماقت نہ کرنا' ہم آرہے ہیں۔"

ایک منٹ تک خاموشی رہی' پھر ایک فوجی افسر چند سپاہیوں کے ساتھ نظر آیا۔ وہ انھیں گن پوائنٹ پر رکھتے ہوئے بولا۔ "جان کارمن! تم نے خوب غداری کی۔ فوجی ہیلی کاپٹر چرایا۔ پھر رسونتی کو اغوا کر کے ملک اور قوم سے غداری کے تمام ریکارڈ توڑ دیے لیکن نہیں' تمھیں پرائی قوم سے کیا محبت ہوگی' تم یہودی ہو' یہودی رہو گے۔ بہرحال جہنم میں جانے سے پہلے بتاؤ' رسونتی کہاں ہے اور تم لوگ یہاں کیا کر رہے ہو؟"

جان کارمن بتانے لگا کہ سانپ نکل گیا ہے اور وہ لکیر پیٹ رہے ہیں۔ اعلیٰ بی بی انھیں بڑی دیر تک وہاں اُلجھاتی رہی ہے' اتنی دیر میں پتا نہیں بیٹا اپنی ماں کو لے کر کہاں چلا گیا ہے۔ البتہ اعلیٰ بی بی زیادہ دور نہیں گئی ہوگی۔

اعلیٰ بی بی وہاں سے اس وقت گئی تھی جب وہ سرغنہ اور جان کارمن اپنے تین آدمیوں کو اُلٹا لٹکا رہے تھے۔ وہ سمجھ رہی تھی کہ اتنے دھماکوں کے نتیجے میں سپر ماسٹر کے فوجی اِدھر ضرور آئیں گے۔ لہٰذا وہ دریا کے قریب پہنچ کر ایک درخت پر چڑھ گئی' پتوں سے بھری ہوئی شاخوں کے درمیان چُھپ کر انتظار کرنے لگی۔ وہ وقفے وقفے سے کئی منٹ تک دھماکے کرتی رہی تھی' یہ دھماکے ہوئے آدھا گھنٹا گزر چکا تھا۔ فوجی محتاط تھے' جہاں دھماکے ہوتے رہے تھے' وہاں بڑی احتیاط سے پہنچنا چاہتے تھے۔

آخر وہ نظر آنے لگے۔ سیکڑوں کی تعداد میں کئی کشتیوں پر آرہے تھے۔ موٹر بوٹ کو بھی چپوؤں سے چلا رہے تھے تاکہ انجن کی آواز مخالفوں تک نہ پہنچے۔ انھوں نے ایک جگہ لنگر نہیں ڈالا۔ دریا کے کنارے ایک میل دور تک کشتیوں سے فوجی جوان اُترتے جا رہے تھے اور گوریلوں کے انداز میں اس علاقے کو گھیرنے کے لیے بڑھتے جا رہے تھے۔ جب وہ دور جاتے ہوئے نظروں سے اوجھل ہو گئے تو وہ درخت سے اُتر کر دوڑتی ہوئی کشتیوں کے پاس آئی۔ وہ لوگ کشتیوں کو کنارے پر چھوڑ گئے تھے اور مطمئن تھے کہ اس جگہ کو چاروں طرف سے گھیرتے ہوئے جا رہے ہیں اس لیے کوئی دشمن کشتیوں کی طرف آنے سے پہلے نظروں میں آجائے گا۔

وہ ایک بوٹ میں آئی' اس میں پٹرول سے بھرا ہوا ٹین رکھا ہوا تھا۔ وہ تھوڑا تھوڑا پٹرول ہر کشتی اور موٹر بوٹ پر چھڑکتی چلی گئی' صرف ایک بوٹ اپنے لیے رکھی۔ درخت کی ایک ٹوٹی ہوئی شاخ کے سرے پر کپڑا لپیٹ کر مشعل بنائی۔ اپنی بوٹ اسٹارٹ کر کے مشعل کو سلگایا' پھر بوٹ میں بیٹھ کر تمام کشتیوں کے پاس سے گزرتے ہوئے انھیں آگ لگاتی چلی گئی۔

کچھ بوٹس میں بارودی سامان رکھا ہوا تھا۔ آگ لگنے سے دھماکے ہوئے۔ اُن کی آواز دور تک گئی ہوگی۔ سپر ماسٹر کے فوجیوں نے دھماکوں کو سنا ہوگا' سمجھا بھی ہوگا کہ ساحلی کشتیوں پر کیا گزر رہی ہے۔ لیکن کچھ کرنے کا وقت گزر چکا تھا۔ کشتیاں جل چکی تھیں اور جلانے والی جا چکی تھی۔

علی تیمور ماں کو اُٹھائے دریا کے کنارے جا رہا تھا' اور کوئی راستہ نہیں تھا۔ نقشے کے مطابق اسے دریا پار کرنا تھا اور پار اُترنے کے لیے کشتی نہیں تھی۔ اُسے ایک جگہ رکنا پڑا۔ ماں کے جسم میں حرکت محسوس ہو رہی تھی۔ شاید تنویمی نیند پوری ہو چکی تھی۔ اس نے آہستہ سے اُسے گھاس پر لٹا دیا۔ وہ آنکھیں کھول کر سوچنے کے انداز میں اِدھر اُدھر دیکھ رہی تھی۔ پھر علی کو دیکھتے ہی اُٹھ کر بیٹھ گئی۔ ناگواری سے بولی۔ "کیا میرا پیچھا نہیں چھوڑو گے۔ مجھے کہاں لے آئے ہو؟"

"آپ کو دشمنوں سے دور لے جانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ یہ میری حماقت بھی ہے اور محبت بھی۔ حماقت اس لیے کہ آپ کو جسمانی طور پر جتنی بھی دور لے جاؤں' دماغ تو دشمنوں کے پاس ہی رہے گا۔"

"پھر جان بوجھ کر حماقت کیوں کر رہے ہو؟"

"ہر شیطانی عمل کا توڑ ہوتا ہے۔ سپر ماسٹر نے آپ پر جو عمل کرایا ہے' انشاء اللہ اس کا توڑ بابا صاحب کے ادارے میں ہوگا۔"

"میں تمھارے ساتھ کسی ادارے میں نہیں جاؤں گی۔"

وہ اُٹھ کر کھڑی ہوگئی۔ کچھ کہنا چاہتی تھی مگر اچانک اس نے سانس روک لی۔ پھر آہستہ آہستہ سانس لینے لگی۔ چند سیکنڈ کے بعد اس نے پھر سانس روک لی۔ علی اُسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر سانس لیتے ہوئے بولی۔ "ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ پرائی سوچ کی لہر محسوس کرتے ہی بے اختیار سانس رُک جاتی ہے۔"

علی نے کہا۔ "آپ پر تنویمی عمل کیا گیا ہے۔ اب ٹیگر اینڈ ڈیگر آپ کے دماغ میں نہیں آسکیں گے۔ سپر ماسٹر کے تمام لوگوں سے آپ کا رابطہ ختم ہو چکا ہے۔"

وہ پاؤں پٹخ کر ایک طرف جاتے ہوئے بولی۔ "تم محبت جتاتے ہو اور مجھے اپنے لوگوں سے دور کر کے دشمنی کرتے جاتے ہو۔"

"وہ آپ کے لوگ نہیں ہیں مگر آپ مجھے جھوٹا اور فریبی سمجھتی رہیں گی۔"

اس نے بازو پکڑ کر ساحل کی طرف چلتے ہوئے کہا "اُدھر نہ جائیں، ہمیں کنارے سے چلنا ہے۔ آگے جا کر شاید دریا پار کرنے کی کوئی صورت نکل آئے۔"

وہ ایک جھٹکے سے اپنا بازو چھڑا کر بولی "اے خبردار! مجھے ہاتھ نہ لگانا۔ میں برہمن ہوں، کسی کا چھونا برداشت نہیں کر سکتی۔"

"سُپر ماسٹر نے خوب جادو چلایا ہے۔ بہرحال آپ میری باتیں مانتی رہیں گی تو آپ کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا۔"

وہ خاموشی سے چلتی رہی۔ ڈیگر اینڈ ڈیگر کے لب و لہجے کو یاد کرنے کی کوشش کرتی رہی لیکن سُپر ماسٹر کے کسی بھی ماتحت کا نہ تو لہجہ یاد آ رہا تھا اور نہ ہی وہ خود کو خیال خوانی کے قابل پا رہی تھی۔ آخر اس نے جھنجلا کر پوچھا "مجھ پر کس نے تنویمی عمل کیا ہے؟ میری یادداشت کمزور ہو گئی ہے اور خیال خوانی کی صلاحیت ختم ہو گئی ہے۔"

علی نے جواب نہیں دیا، چپ چاپ چلتا رہا۔ ایسے ہی وقت زوردار دھماکے کی آواز آئی۔ وہ رُک گیا۔ پلٹ کر اُدھر دیکھنے لگا جدھر سے آواز آئی تھی وہ تقریباً تین چار میل کا فاصلہ طے کر چکا تھا۔ رسونتی نے خوش ہو کر کہا "اب کہاں بچ کر جاؤ گے۔ سُپر ماسٹر کے آدمی آ رہے ہیں۔"

یکے بعد دیگرے اور کئی دھماکے سُنائی دیتے رہے۔ علی نے کہا "وہاں مقابلے میں صرف میری آنٹی ہیں۔ انھیں مارنے کے لیے اتنے دھماکے نہیں ہوں گے۔ گنیں اور دھماکے ہو رہے ہیں۔ اس کا مطلب ہے، دشمنوں کی شامت آ رہی ہے۔ پلیز اب کنارے سے ہٹ کر درختوں کے جھنڈ میں سے چلیں۔"

"کبھی اِدھر لاتے ہو کبھی اُدھر چلنے کو کہتے ہو آخر کیوں؟"

"میدانِ جنگ کا شور سُن کر دشمنوں کی دوسری پارٹیاں بھی خشکی اور دریائی راستوں سے گزریں گی۔ ہم چھپ کر آگے بڑھیں گے۔ کیا میں ہاتھ پکڑ کر لے چلوں یا آپ خود چلیں گی؟"

وہ خود ہی راستہ بدل کر علی کی مرضی کے مطابق چلنے لگی۔ علی بہت ہی محتاط انداز میں چاروں طرف دیکھتا ہوا چل رہا تھا۔ ایک بار اس نے ماں کو رُکنے کا اشارہ کیا۔ وہ رک گئی۔ بیٹا کان لگا کر سنتے ہوئے بولا "کچھ لوگ آ رہے ہیں۔"

وہ فوراً ہی جھک کر سجدے کی حالت میں گیا پھر زمین سے کان لگا کر سننے لگا۔ چند سیکنڈ کے بعد اُٹھ کر بولا "وہ لوگ اِدھر ہی آ رہے ہیں۔ تعداد میں چار یا پانچ سے زیادہ نہیں ہیں۔"

رسونتی نے پوچھا "وہ کتنی دور ہوں گے؟"

"تقریباً چالیس یا پچاس گز کے فاصلے پر..."

یہ سنتے ہی وہ چیختے ہوئے اُدھر بھاگنے لگی "بچاؤ مجھے بچاؤ میں رسونتی ہوں۔ میں وہی ہوں جسے تم تلاش کر رہے ہو۔"

وہ چیختی جا رہی تھی۔ علی نے ماں کو بے بسی سے دیکھا۔ وہ آگے جا کر اُسے پکڑ سکتا تھا مگر فائدہ کچھ نہ ہوتا۔ آواز دشمنوں تک پہنچ چکی تھی۔ رسونتی کو خوف تھا کہ علی پیچھے سے آ کر پکڑ لے گا۔ بھاگنے کے دوران پلٹ کر دیکھتی جا رہی تھی۔ پہلے وہ پیچھے کھڑا ہوا نظر آیا۔ دوسری بار پلٹ کر دیکھنے پر دکھائی نہیں دیا۔ گم ہو گیا تھا۔ یہ اور خوفزدہ کرنے والی بات تھی۔ وہ کسی طرف بھی اچانک آ کر پکڑ سکتا تھا۔ وہ پھر چیختے ہوئے بھاگنے لگی۔ کسی نے للکار کر کہا "ہالٹ!"

وہ ایک جھٹکے سے رک گئی۔ ایک طرف سر گھما کر دیکھا۔ ایک جوان عورت فوجی افسر والی وردی میں تھی۔ اس کے پیچھے چار جوان تھے۔ عورت نے رسونتی کو دیکھتے ہی خوش ہو کر کہا "تھینکس گاڈ! آخر تم مل ہی گئیں۔ کیا تمھارا کوئی پیچھا کر رہا ہے؟ تم خوفزدہ کیوں ہو؟"

"ہاں علی تیمور کہیں چھپا ہوا ہے۔ وہ کسی وقت بھی مجھے پکڑ کر لے جائے گا۔ کیا تمھارے آدمی مجھے اس سے بچا سکتے ہیں؟"

"مادام! ہم سب آپ کے خادم ہیں۔ سُپر ماسٹر کے ملازم ہیں۔ ہم آپ کو صحیح سلامت یہاں سے لے جانے آئے ہیں۔"

دوسرے نے کہا "آپ فکر نہ کریں۔ علی تیمور اِدھر آئے گا تو زندہ نہیں جائے گا۔ اس جنگل میں اس کی موت لکھی ہوئی ہے۔"

بات ختم ہوتے ہی ایک تیر اس کے سینے میں آ کر پیوست ہو گیا۔ اس جنگل میں دوسرے کی موت پڑھنے والا اپنی موت کی آغوش میں پہنچ گیا۔ اُس کے گرتے ہی سب کے سب درختوں اور ٹیلوں کے پیچھے بھاگنے لگے۔ بھاگتے بھاگتے ایک اور گرا پھر اُٹھ نہ سکا۔ وہ عورت اور باقی دو ماتحت مختلف درختوں کے پیچھے پہنچ گئے۔ رسونتی کھلی جگہ کھڑی رہ گئی۔

علی نے جان کارمن کی آواز اور لہجے میں کہا "مادام رسونتی! علی تمھیں ماں کہتا ہے۔ وہ تمھیں نقصان نہیں پہنچائے گا لیکن میں گولی مار سکتا ہوں جو لوگ تمھارے محافظ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اُن سے کہو ہتھیار پھینک کر تمھارے سامنے آ جائیں۔ اگر نہیں آئیں گے تو تمھاری حفاظت کرنے کا دعویٰ غلط ہو جائے گا کیونکہ تم میرے نشانے پر ہو۔"

اگر علی اپنی آواز میں رسونتی کو مارنے کی دھمکی دیتا تو وہ کبھی یقین نہ کرتے۔ جان کارمن سے توقع تھی کہ وہ گولی مار دے گا۔ رسونتی سہم کر بولی "اے! تم تینوں کیوں چھپ گئے ہو؟ کیا اسی طرح حفاظت کی جاتی ہے؟ پلیز ہتھیار پھینک کر سامنے آؤ۔"

اُس فوجی عورت نے کہا "مادام! آپ علی کے پاس جائیں۔ اس طرح جان کارمن آپ کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔ میں آخر تک رہوں گی۔ جان کو ٹھکانے لگانے کے بعد علی سے بھی نمٹ لوں گی۔"

علی نے اُس درخت کے پاس ایک بم پھینکا جس کے پیچھے وہ چھپی ہوئی تھی۔ وہ اس سے ایک گز کے فاصلے پر آ کر گرا تھا۔ اُس کا فلیتہ سلگتا جا رہا تھا۔ کسی بھی لمحے وہ پھٹ کر اُس فوجی عورت کے پرخچے اُڑا سکتا تھا۔ وہ ہتھیار پھینک کر چیختی ہوئی درخت کے پیچھے سے نکلی "مجھے گولی نہ مارنا۔ میں نے ہتھیار پھینک دیے ہیں۔ میں شکست تسلیم کرتی ہوں، میں مقابلہ نہیں کروں گی۔"

وہ دوڑتی ہوئی رسونتی کے پاس آئی۔ رسونتی بھی سلگتے ہوئے فلیتے کو دیکھ کر بھاگ رہی تھی۔ پھر دونوں اوندھے مُنہ گھاس پر گر پڑیں۔ وہ بم پھٹ گیا تھا اور نتیجے میں قیامت کی تباہی مچا رہا تھا۔ اس کی دھمک اتنی زبردست تھی کہ قریبی درخت کئی جگہ سے ٹوٹ کر فضا میں اڑتا ہوا دور چلا گیا تھا۔ اس کا ایک بڑا حصہ ایک فوجی جوان پر آ کر گرا تھا جس کے بعد وہ جوان اُٹھ نہ سکا۔ دوسرا فوجی پناہ کے لیے بھاگ رہا تھا۔ علی نے ایک گولی میں اُسے زمین دکھا دی۔

وہ دونوں گھاس پر مُنہ چھپائے اوندھی پڑی ہوئی تھیں۔ دھماکا ابھی تک ان کے کانوں میں گونج رہا تھا پھر انھیں قدموں کی چاپ سُنائی دی۔ گھاس پر کچھ قدم دھپ دھپ کی آوازیں پیدا کرتے ہوئے قریب آ رہے تھے۔ سُپر ماسٹر کی فوجی حسینہ نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک گبرو جوان سر پر کھڑا تھا۔ پھر وہ جھک کر رسونتی کو اُٹھنے کے لیے سہارا دیتے ہوئے پوچھ رہا تھا "ماما! کہیں چوٹ تو نہیں آئی؟"

وہ ہاتھ چھڑا کر بولی "اے خبردار! تم نے کہا تھا مجھے ہاتھ نہیں لگاؤ گے۔ مجھ سے دور رہو۔"

فوجی حسینہ نے اُٹھتے ہوئے پوچھا "کیا تم علی تیمور ہو؟"

"ہاں میری ماما کو سہارا دو۔"

اس نے رسونتی کو سہارا دے کر اُٹھایا پھر پوچھا "جان کارمن کہاں ہے؟"

"میں اکیلا ہوں، جان کی آواز میں مَیں ہی بول رہا تھا، تم کون ہو؟"

"میرا نام ایلسی جان ہے۔ میں فوج میں ڈاکٹر ہوں۔ میں نے تمھارا بہت ذکر سُنا ہے۔ جہاں پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا وہاں تم پہنچ کر اپنی ماں کو لے آئے۔ مجھے تم سے مل کر خوشی ہو رہی ہے۔"

ایلسی نے مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ وہ اس کے ہاتھ کو نظر انداز کرتے ہوئے بولا "تم تسلیم کرتی ہو کہ یہ میری والدہ ہیں!"

ایلسی کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ اُس گبرو کو دیکھ کر دل ہاتھ سے نکل رہا تھا، ایسے میں وہ ماں بیٹے کے رشتے کی حقیقت بیان کر گئی تھی۔ اس نے فوراً بات بناتے ہوئے کہا "وہ دراصل میں نے سُنا ہے کہ تم مادام کو ماں کہتے ہو لیکن یہ تو ہندو ہیں اور تم مسلمان ہو۔ بھئی! اِدھر دیکھو، میں نے مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھایا ہوا ہے۔ تم تھوڑی سی تہذیب تو سیکھے ہو گے۔"

"امریکا تہذیب نے مجھے سکھایا ہے کہ دشمن سے ہاتھ نہ ملاؤ۔ پنجہ لڑاؤ۔ افسوس، تم عورت ہو۔ میری اور ماما کی سلامتی اسی میں ہے کہ میں فوراً تمھیں گولی مار دوں۔"

اس نے گن سیدھی کی۔ ایلسی اُچھل کر رسونتی کے پیچھے ہو گئی سہم کر بولی "مجھے نہ مارو۔ میں تمھارے کام آؤں گی۔"

"پیچھے چھپنے سے موت نہیں ٹلے گی۔ میں دونوں کو گولی مار دوں گا۔"

"کیا مجھے ہلاک کرنے کے لیے اپنی ماں کو گولی مار دو گے؟ نہیں جھوٹ بول رہے ہو۔"

علی نے کہا "ماما! یہ عورت دوسری بار آپ کو میری ماں کہہ رہی ہے۔ دشمن ہمارے خون کے رشتے کو پانی کرنا چاہتے ہیں، آپ سچائی کو سمجھنے کی کوشش کریں۔"

رسونتی نے ایلسی کی طرف گھوم کر غصّے سے پوچھا "تم بار بار مجھے اس کی ماں کیوں بنا رہی ہو۔ کیا ماں بن جانے سے یہ تمھیں زندہ چھوڑ دے گا؟"

"اگر یہ مجھے نہ مارے اور زندہ رہنے دے تو میں حقیقت بیان کروں گی۔"

"تم سچ بولو گی تو میں تمھیں معاف کر دوں گا۔"

"مجھے یقین ہے تم فرہاد کی طرح زبان کے پکّے ہو گے۔"

رسونتی ناگواری سے بولی "میرے سامنے فرہاد کا نام نہ لو۔"

ایلسی نے کہا "فرہاد سے نفرت کرو گی تو حقیقت نہیں بدلے گی۔ وہ تمھاری زندگی کا پہلا اور آخری مرد تھا۔ یہ علی تیمور تمھاری اور اس کی محبت کی زندہ مثال ہے۔ تم نے اس جوان کی پرورش اپنے خون سے نو ماہ تک کی پھر اسے اپنا دودھ پلاتی رہیں۔ سُپر ماسٹر نے برین واشنگ کے ذریعے ماں کو بیٹے کا دشمن بنا دیا ہے۔"

رسونتی نے کہا "یہ تم اپنی جان بچانے کے لیے کہہ رہی ہو۔"

وہ بولی "جب جان جانے کا یقین ہو جائے تو انسان سچ بولتا ہے۔ مادام! میں قسم کھا کر کہتی ہوں، تم علی تیمور کی حقیقی ماں ہو، تم نے اسے جنم دیا ہے۔"

رسونتی نے بیزاری سے مُنہ پھیر لیا۔ علی نے ایلسی سے کہا۔ "ماما کو ابھی یقین نہیں آئے گا۔ وقت برباد نہ کرو۔ یہ بتاؤ تم کس کیمپ سے آ رہی ہو؟"

"دریا کے اُس پار ہمارا کیمپ ہے۔ مسلسل دھماکوں کی آوازیں سننے کے بعد بے شمار فوجی جوان آواز کی سمت گئے ہیں۔"

علی نے پوچھا "وہ کشتیوں کے ذریعے گئے ہوں گے۔ دھماکے والی جگہ یہاں سے کئی میل دور ہے۔ تم یہاں کیا کر رہی تھیں؟"

"ہمارے جیسے کتنے ہی فوجی چار یا چھ کی ٹولیوں میں تمھیں اور مادام کو ڈھونڈتے پھر رہے ہیں۔"

وہ ساحل کی سمت چلتے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ وہاں پہنچ

کر ایلسی نے ایک کشتی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔" میں اپنے آدمیوں کے ساتھ اس کشتی میں آئی تھی۔ کیا اُس پار جانا چاہتے ہو؟"

" دوسرے ساحل سے کیمپ کتنی دور ہے؟"

" میل ڈیڑھ میل کے فاصلے پر ہے۔ میں تمھیں دوسرا راستہ بتاؤں گی، کوئی تمھیں نہیں دیکھ سکے گا۔ بائی دی وے کہاں جاؤ گے؟"

وہ کشتی پر رسونتی کو سوار کراتے ہوئے بولا۔" ابھی کوئی منزل نہیں ہے۔"

" تم بتانا نہیں چاہتے۔"

" منزل کا پتا ہوتا تو تم سے کبھی نہ چھپاتا۔"

وہ خوش ہو کر بولی۔" کیا میرے لیے تمھارے پاس کوئی جگہ ہے؟"

" تمھاری جگہ کہیں نہیں ہے نہ سپر ماسٹر کے پاس نہ میرے پاس۔ جو اپنے مالک کو دھوکا دے کر میرا ساتھ دے رہی ہو، میں اُس پر بھروسا کیسے کر سکتا ہوں۔"

وہ مایوس ہو گئی۔ کشتی لہروں کو کاٹتی جا رہی تھی۔ علی کی بے رُخی سے دل کٹ رہا تھا اور اُس کا یہ انداز اچھا بھی لگ رہا تھا۔ وہ بولی۔ "تم مجھ پر بھروسا نہیں کرتے اور کوئی بات چھپانا بھی نہیں چاہتے۔"

" ہاں اس لیے نہیں چھپاؤں گا کہ میری کوئی بات دشمنوں تک پہنچانا چاہو گی تو موت تمھیں پچھتانے کی بھی مہلت نہیں دے گی۔"

' اونہہ '، ایلسی نے دل ہی دل میں کہا۔ 'مرد پہلے ایسے ہی پتھر بنتے ہیں پھر رفتہ رفتہ عورت کے قدموں میں گرنے لگتے ہیں، دیکھ لوں گی اسے۔'

رسونتی کشتی کے درمیانی حصے میں بیٹھی دور تک دیکھ رہی تھی۔ بیزاری سے بولی۔" اس بوٹ کو چپوؤں سے کیوں چلا رہے ہو؟ اس کا انجن کیوں نہیں چلاتے ہمجھے پانی میں ڈر لگ رہا ہے۔"

" ماما! میں آپ کو ڈوبنے نہیں دوں گا۔ بے شک ہم اس طرح دیر سے دوسرے کنارے پہنچیں گے۔ انجن کا شور ہو گا تو دشمن ہمارے استقبال کے لیے پہنچ جائیں گے۔"

" کہاں تک میرے محافظوں سے بھاگو گے۔ وہ بہت جلد تمھیں گھیر لیں گے۔ ہاں خوب یاد آیا۔ میں نے سنا ہے، پانی پر سے گزرتے ہوئے کسی کو پکارو تو آواز دور تک جاتی ہے۔"

یہ کہتے ہی اُس نے چیخ چیخ کر پکارنا شروع کیا۔" سپر ماسٹر! رنجیت سنگھ! لاج ونتی! میں یہاں ہوں۔ میرے پاس آؤ۔ مجھے بچاؤ۔"

وہ مسلسل پکارنا چاہتی تھی۔ ایلسی نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔" کیا کرتی ہو؟ بیٹے کا رشتہ نہیں سمجھتی ہو، نہ سہی۔ یہ تو سوچو کہ یہ جوان تمھارے لیے آگ اور خون کے دریا سے گزر رہا ہے۔ مقابلے پر آنے والوں کو ہلاک کر رہا ہے۔ تمھیں دشمن سمجھتا تو اتنی مصیبتیں نہ اُٹھاتا، تمھیں بھی مار ڈالتا۔ جواب دو، آخر اس نے تمھیں زندہ کیوں

رکھا ہے؟ کیوں تمھارے لیے خطرات سے کھیل رہا ہے؟ کیوں تم
ماں کہتا ہے؟"

رسونتی نے اپنے منہ پر سے اس کا ہاتھ ہٹایا۔ خیال تھا ک
کی باتوں کا جواب دے گی لیکن اس نے پھر پکارنا شروع کیا ت
کہا۔" ماما! دو گھنٹے پہلے میں نے آپ کو اعصابی کمزوری میں مبتلا
تھا۔ کیا آپ پھر یہی چاہتی ہیں؟"

وہ چپ ہو گئی۔ اپنے ہونٹوں کو سختی سے بھینچ لیا۔ اس
اعصابی کمزوری برداشت کی تھی۔ برداشت تو سبھی کر
مگر وہ نقصان اُٹھا چکی تھی۔ اس کمزوری سے فائدہ اٹھا کر اس
تنویمی عمل کیا گیا تھا۔ اس کے دماغ سے سپر ماسٹر کے خاص
کی آوازوں اور لہجوں کو بھلا دیا گیا تھا۔ وہ خیال خوانی کر سکتی تھ
اپنوں سے رابطہ قائم نہیں کر سکتی تھی اور ڈیگر اینڈ ڈیگ
ہی سانس روکنے پر مجبور ہو جاتی تھی۔

دوسرے کنارے پر پہنچتے پہنچتے شام ہونے لگی۔ علی نے ا
سے کہا۔" آگے چلو اور اپنے کیمپ تک راہنمائی کرو۔"

وہ حیرانی سے بولی۔" کیا تم تنہا وہاں جاؤ گے؟ وہ تعداد
ڈیڑھ سو ہیں۔ تمھیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

" ابھی تم نے کہا تھا، وہ دھماکوں کی آوازیں سن کر دریا پار گئ
" ہاں مگر واپس آ گئے ہوں گے۔"

" ہو سکتا ہے، نہ بھی آئے ہوں۔ دور سے جائزہ لینے میں کوئ
نہیں ہے۔"

وہ آگے آگے چلتی ہوئی بولی۔" کیا اُس کیمپ سے ہتھیار حا
کرنا چاہتے ہو؟"

" میرے پاس ہتھیاروں اور گولہ بارود کی کمی نہیں ہے
ایک گاڑی کی ضرورت ہے۔ میں ماما کو پیدل چلتے نہیں دیکھ سک
" تم مجھ پر بھروسا نہیں کرنا چاہتے۔ پھر بھی کہتی ہوں اُن ک
میں نہ جاؤ، مجھے جانے دو۔ میں ایک میجر کی بہترین گاڑی لاؤں
اُس گاڑی کی باڈی بلٹ پروف ہے، اُس میں خفیہ گنیں ہیں
بٹن دبانے سے ان گنوں کی نالیاں باہر نکل کر دور تک فائرنگ
" اور تم اسے لینے جاؤ گی اور مجھ پر فائرنگ کراؤ گی۔"

" پلیز! ایک بار مجھ پر بھروسا کر لو۔ دور سے چھپ کر د
رہو، مجھ پر ذرا بھی شبہ ہو تو گولی مار دینا۔"

وہ چلتے چلتے رُک گئی۔ پھر بولی۔" اس چھوٹی سی پہاڑی
پیچھے کیمپ ہے۔ تم اوپر پہنچ کر پورے کیمپ کا جائزہ لے سکتے
اُس نے پہاڑی کو دیکھا پھر رسونتی سے کہا۔" آپ
سن لیں، اگر ذرا بھی کھانسنا کھنکھارنا چاہیں گی تو میں چشم زدن میں
کر دوں گا۔ اس جنگل میں آپ کسی کو پکارنے کے قابل نہیں رہیں

وہ تینوں پہاڑی پر چڑھتے گئے۔ حتیٰ کہ بلندی پر پہنچ گئے۔ وہاں بڑے بڑے پتھر اور چٹانیں تھیں۔ علی نے ایک چٹان کی آڑ سے دیکھا۔ ایک وسیع میدان میں تقریباً ایک سو خیمے دکھائی دے رہے تھے۔ ایک جگہ بیس پچیس گھوڑے بندھے ہوئے تھے۔ ہیوی ٹرک، ٹرالر کھینچنے والی گاڑیاں، جیپیں اور ویگن کاریں نظر آ رہی تھیں۔ کوئی دس بارہ فوجی جوان اِدھر سے اُدھر جاتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ ایلسی نے کہا۔" وہ لوگ دریا پار سے واپس نہیں آئے ہیں۔ یہاں زیادہ سے زیادہ بیس جوان اور دو افسر ہوں گے۔ کیا میں جاؤں؟"

علی نے کہا۔" ٹھیک ہے، میں تمھیں آزماؤں گا۔ یہ دو عدد بم لے جاؤ۔ یہ میرے ریموٹ کنٹرولر سے منسلک ہیں۔"

" کیا اُس کیمپ کو تباہ کرنا چاہتے ہو؟"

" تمھیں تکلیف ہو رہی ہے، آخر تمھارے سپر ماسٹر کا کیمپ اور فوجی ہیں۔"

" یہ بات نہیں ہے۔ اگر یہاں دھماکے ہوں گے تو دوسرے کیمپ کے فوجی ہیلی کاپٹر میں پہنچ جائیں گے۔"

" میں چاہتا ہوں کوئی ہیلی کاپٹر ہماری تلاش میں آئے۔"

" اوہ! ایسی بات ہے تو میں ایک بم ایسے خیمے میں رکھوں گی جہاں گولہ بارود کا ذخیرہ ہے۔ دوسرا بم گاڑیوں کے درمیان رکھ دوں گی۔ پھر کچھ دوائیں اور فرسٹ ایڈ بکس لے کر ایک گاڑی میں شمال کی سمت جاؤں گی۔ اس کے بعد تم کیمپ میں بلاسٹنگ کر دینا۔"

وہ دونوں بم لے کر وہاں سے جانے لگی۔ علی نے جھوٹ کہا تھا، اُن کا تعلق ریموٹ کنٹرولر سے نہیں تھا۔ جب ایلسی راہنمائی کے لیے آگے آگے جا رہی تھی تب علی نے رسونتی کی نظریں بچا کر ایک بم ایلسی کی کِٹ میں رکھ دیا تھا۔ جنگل میں ایسی کِٹ سبھی کی پشت پر بندھی ہوتی ہے۔ اسے علی کی چال کا پتا نہیں تھا۔ وہ پہاڑی کے نشیب میں تیزی سے اُترتی جا رہی تھی۔ کیمپ والوں نے اُسے دیکھ لیا تھا۔ اس نے کیمپ کے قریب پہنچنے سے پہلے علی کے دیے ہوئے دونوں بموں کو پوری قوت سے پہاڑی کی طرف پھینک دیا۔ پھر ریت کی بوریوں کے پیچھے آ کر بولی۔" اُس پہاڑی پر علی تیمور اپنی ماں کے ساتھ ہے۔ وہ اِس کیمپ کو تباہ کرنا چاہتا ہے۔ جس رسونتی کے لیے یہاں آئے ہو، وہ زیادہ دور نہیں ہے۔ اُسے چاروں طرف سے گھیر لو۔"

تمام خیموں سے مسلح جوان نکل کر دو ٹولیوں میں دو افسروں کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے۔ ایک افسر انھیں سمجھا رہا تھا کہ کس طرح دور سے جا کر علی تیمور کو گھیرا جائے گا۔ دوسرا افسر اپنے ماتحت جوانوں کو گاڑیوں میں جانے کا حکم دے رہا تھا۔ ایلسی اُن کے قریب آ گئی تھی اور انھیں علی تیمور کے متعلق بتا رہی تھی۔

چٹان کے پیچھے رسونتی نے ہنستے ہوئے علی سے کہا۔" بہت چالاک اور دلیر بن رہے تھے۔ اب کہاں جاؤ گے؟ ایلسی نے تمھیں خوب اُلّو بنایا ہے۔"

اس کی باتوں کے دوران علی نے ریموٹ کنٹرولر کو ہاتھ میں لے کر مائنس اور تھری کے بٹن کو دبایا۔ اس کے ساتھ ہی زبردست دھماکا ہوا۔ ایلسی اور افسروں کے ساتھ کئی جوانوں کے پرخچے اُڑ گئے، جو بچ گئے۔ وہ محاذ آرائی کے لیے دوڑنے لگے۔ علی نے ایک بم کو ائر شوٹر کے ایک تیر سے منسلک کیا۔ پھر شوٹر کے ٹرائیگر کو دبا دیا۔ دوسرے ہاتھ میں ریموٹ کنٹرولر تھا۔ جب وہ تیر گاڑیوں کے درمیان پہنچا تو اس نے بٹن کو دبایا۔ اس کیمپ میں دوسرے دھماکے نے تباہی مچا دی۔ کیونکہ گاڑیوں کی ٹنکیوں میں پٹرول بھرا ہوا تھا۔ یکے بعد دیگرے تمام ٹنکیاں پھٹ رہی تھیں اور پٹرول دور تک آگ کے شعلے بھڑکا رہا تھا۔ یہ شعلے اس خیمے تک پہنچے جہاں گولہ بارود کا ذخیرہ تھا۔ پھر رہی سہی کسر بھی پوری ہو گئی۔ رسونتی خوف کے مارے تھر تھر کانپ رہی تھی، ڈر کے مارے بیٹے سے لپٹ گئی تھی۔ اور اُس کی آغوش میں منہ چھپا کر بیٹھ گئی تھی۔

علی کی نظریں فوجی جوانوں پر تھیں جو دیکھتے ہی دیکھتے لقمۂ اجل بن گئے تھے۔ اُن میں سے ایک جوان بھاگنے میں کامیاب ہوا تھا اور وہ بدحواسی میں پہاڑی کے اوپر علی کی طرف دوڑتا آ رہا تھا۔ رسونتی نے ڈانٹ کر کہا۔" اُلّو کے پٹھے! یہاں مرنے آ رہے ہو۔ باقی فوج کو بُلا کر نہیں لا سکتے۔"

وہ ٹھٹک گیا۔ پلٹ کر راستہ نہ بدل سکا۔ علی نے گن کا رُخ اس کی طرف کر رکھا تھا اور کہہ رہا تھا۔" میری ماں کی خواہش ہے تم فوج کو بلاؤ۔ لہٰذا بتاؤ کہاں جاؤ گے؟ کیسے بلاؤ گے؟"

موت سامنے تھی اور وہ پیچھے موت کا بھیانک تماشا دیکھ آیا تھا۔ خوف سے لرزتے ہوئے بولا۔" نہیں۔ میں کسی کو نہیں بلاؤں گا۔ مجھے نہ مارو، میں تمھارے کام آؤں گا۔"

" ایلسی بھی میرا کام کرنے گئی تھی، ہمیشہ کے لیے کام آ گئی۔"

وہ بولا۔" عورتیں مکار ہوتی ہیں، میں مرد ہوں، مجھے ایک بار آزما کر دیکھو۔"

" یہ مادام رسونتی میری کون ہیں؟"

" تمھاری والدہ ہیں۔"

" تم لوگ بیٹے سے ماں کو کیوں چھیننا چاہتے ہو؟"

" یہ سپر ماسٹر کا حکم ہے۔ اس نے فرہاد سے انتقام لینے کے لیے پہلے مادام کی برین واشنگ کرائی۔ ان کے دماغ میں یہ باتیں پختہ کر دیں کہ یہ ہندو ہیں اور مسلمان فرہاد اور اس کے بیٹے ان کے دشمن ہیں۔ جبکہ فرہاد شوہر تھا اور مادام نے نہ صرف یہ کہ آپ کو

جنم دیا ہے بلکہ آپ کو دودھ بھی پلایا ہے۔"

رسونتی سُن رہی تھی اور پریشان ہو کر سوچتی ہوئی نظروں سے علی تیمور کو دیکھ رہی تھی۔ اتنے عرصے بعد وہ پہلی بار سوچنے پر مجبور ہوئی تھی کہ سُپر ماسٹر کا ہر ماتحت موت کو سامنے دیکھ کر یہی ایک بات کیوں کہتا ہے کہ میں ہندو نہیں بلکہ مسلمان ہوں اور علی کی ماں ہوں۔

وہ بھاگ کر آنے والا فوجی جوان ہتھیار پھینک چکا تھا۔ گھٹنے ٹیک رہا تھا۔ وہ بولی "کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ سُپر ماسٹر جیسا دوست میرا دشمن ہے؟ کیا وہ احمق ہے جو اتنی بڑی فوج کو میرے لیے آگ اور بارود میں جھونک رہا ہے۔"

"آپ کے پاس ٹیلی پیتھی کی طاقت ہے۔ وہ خود غرض آپ کی طاقت اپنے کام میں لانے کے لیے آپ کے بیٹے کو آپ ہی کے ہاتھوں ہلاک کرنا چاہتا ہے۔"

"نہیں، تم موت کے ڈر سے جھوٹ بول رہے ہو؟"

اُسے یقین نہیں آرہا تھا لیکن اندر سے کسی حد تک قائل ہونے لگی تھی۔ ہتھیار ڈالنے والے جوان نے کہا "میں جھوٹ نہیں بولوں گا کیونکہ میں خود بھی ایسا زخم کھا چکا ہوں۔ میری سگی ماں نے آج سے دس برس پہلے اپنے عاشق سے شادی کی خاطر میرے باپ کو قتل کرایا۔ وہ مجھے بھی قتل کرنا چاہتی تھی۔ میں نے اپنی جان بچانے کے لیے ماں کے محترم رشتے کا خیال نہیں کیا اُسے گولی مار دی۔"

وہ ایک ذرا توقف سے بولا "آفرین ہے تمہارے بیٹے علی پر، تم نے اسے ہلاک کرانے کے لیے سُپر ماسٹر کی فوج لگا دی۔ مگر یہ تمہیں دل کی دھڑکنوں سے لگائے دشمنوں سے دور لے جانے کی کوشش کر رہا ہے۔"

رسونتی کو اس دلیل نے بھی متاثر کیا مگر وہ غصے سے بولی۔ "تم ذلیل اور کمینے ہو۔ کیا مجھے اپنی ماں کی طرح سمجھتے ہو کہ میں کسی عاشق کے لیے شوہر کو قتل کرا چکی ہوں اور بیٹے کو مارنا چاہتی ہوں؟"

"مادام! تم کسی سے عشق نہیں کرتی ہو لیکن سُپر ماسٹر اور دوسرے اعلیٰ فوجی افسران تمہاری ٹیلی پیتھی سے عشق کرتے ہیں۔ تمہارے ذلیل فرہاد کے دونوں بیٹوں کا خاتمہ کرکے کوئی نہ کوئی تمہیں شادی کے نام پر اپنی جاگیر بنانے کی کوشش کرے گا۔ میں اندر کی بات جانتا ہوں۔ تمہاری کوئی اہمیت نہیں ہے۔ سُپر طاقتوں کے لیے صرف تمہاری ٹیلی پیتھی اہم ہے۔"

علی نے کہا "اب میں تمہیں گولی نہیں ماروں گا۔ تم نے ٹھوس دلائل کے ساتھ ماما کے سامنے حقائق بیان کیے ہیں۔ تمہارا نام کیا ہے؟"

"زپاٹا جانسن۔"

"زپاٹا! ہتھیار اٹھاؤ اور اُجڑے ہوئے کیمپ میں جاؤ۔ مجھے ماما کے ساتھ سفر کرنے کے لیے ایک گاڑی چاہیے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ تمام گاڑیاں تباہ ہو چکی ہیں۔ گھوڑے نظر آرہے ہیں، ہمارے لیے دو گھوڑے لے آؤ۔"

وہ ہتھیار اٹھا کر بولا "اس پہاڑی کے دامن میں ایک غار ہے۔ اس غار میں ایک فلائنگ مشین ہے۔ اس میں دو افراد پرواز کرسکتے ہیں۔ یہ فلائنگ مشین دراصل ایک فلائنگ اسپتال ہے۔ ایک اسسٹنٹ ڈاکٹر کے ساتھ ہمارے کیمپ سے دوسرے کیمپوں کی طرف پرواز کیا کرتی تھی۔ جہاں طبی امداد کی ضرورت ہوتی تھی، وہاں پہنچ جاتی تھی۔"

"ہمیں فلائنگ مشین پر دیکھ کر دشمنوں کے ہیلی کاپٹر تعاقب کریں گے۔ ویسے بھی اس کیمپ کے فوجی یہاں پہنچنے والے ہوں گے۔ ہمیں فوراً یہاں سے جانے کے لیے فلائنگ مشین کو استعمال کرنا ہوگا۔"

زپاٹا پہاڑی کے اوپری حصے پر ایک سمت جانے لگا۔ علی اپنی ماں کے ساتھ اس کے پیچھے چلتا گیا۔ پھر وہ نشیب میں اُتر کر ایک غار میں پہنچے۔ وہاں ایک فلائنگ مشین موجود تھی۔ علی نے اُسے اچھی طرح چیک کیا۔ وہ استعمال کے قابل تھی، اس میں فاضل ایندھن تھا اور اس کے نچلے حصے میں طرح طرح کی دوائیں بھری ہوئی تھیں۔

رسونتی نے کہا "مجھے بھوک لگ رہی ہے۔"

زپاٹا ان کے لیے کھانے کا کچھ سامان لے آیا۔ علی مشین کو چلاتا ہوا غار سے باہر لایا۔ اپنی ماں کو ساتھ بٹھایا پھر زپاٹا کا شکریہ ادا کرتے ہوئے وہاں سے پرواز شروع کی۔ رسونتی کھانے میں مصروف تھی۔ ایسے ہی وقت سانس روک لی۔ پھر علی کو دیکھا۔ علی نے کہا "ڈیگر اینڈ ڈگر آپ سے رابطہ قائم کرنے کے لیے بے چین ہیں۔"

وہ پھر سانس لینے لگی۔ تھوڑی دیر بعد فلائنگ کے ٹرانسمٹر سے اشارہ موصول ہونے لگا۔ علی نے اُسے آن کیا۔ اُس میں سے آواز آنے لگی "ہیلو، ہیلو ڈاکٹر ایلسی! کیا تم اٹینڈ کر رہی ہو۔ کیمپ نمبر دو میں کسی سے رابطہ نہیں ہو رہا ہے۔ کوئی ٹرانسمٹر اٹینڈ نہیں کر رہا ہے، پلیز جواب دو۔"

علی نے جواب نہیں دیا۔ رسونتی مائیک کا بٹن دبا کر کچھ کہنا چاہتی تھی، علی نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ وہ بولی "تم جواب کیوں نہیں دیتے! تمہیں تو شان سے کہنا چاہیے کہ تم نے کیمپ نمبر دو کو تباہ کر دیا ہے۔ کیا تمہیں اتنی بڑی کامیابی پر خوشی نہیں ہو رہی ہے؟"

"میں خوشی میں حماقتیں نہیں کرتا۔ اگر مائیک کا بٹن دبا کر بات کروں گا تو فلائنگ مشین کے پنکھے کی آواز وہاں تک پہنچے گی اور وہ سمجھ لیں گے کہ میں آپ کے ساتھ پرواز کر رہا ہوں، پھر وہ بھی ہیلی کاپٹر استعمال کریں گے، ویسے بھی تھوڑی دیر تک جواب نہ ملا تو ان کے ہیلی کاپٹر بھی پرواز کریں گے۔"

"اس کا مطلب ہے اب تمہاری شامت آگئی ہے۔"

اس نے جواب نہیں دیا۔ وہ تیزی سے سوچ رہا تھا کہ فلائنگ مشین کا سفر خطرناک ہے۔ اُسے چاروں طرف سے گھیر لیا جائے گا۔ وہ اب تک مخالفوں کو زیر کرتا آرہا تھا۔ کبھی مخالف زبر ہوسکتے تھے اور وہ مخالف اسی اُمید کے ساتھ دشمنی کے جنگل میں منگل منانے جا رہے تھے۔

پیرس کا باس یہ سوچ سوچ کر پریشان ہو رہا تھا کہ اب اس سے باس کا عہدہ چھین لیا جائے گا۔ ماسک مین نے کہا تھا "تم کئی معاملات میں ناکام رہے ہو۔ تمہیں کہا گیا تھا پارس کو دوست بناؤ مگر تم نے اسے دشمن بنا لیا۔"

باس نے جواب دیا "تمہارا پاسکل بُوبا گرم مزاج رکھتا ہے۔ میں پارس کو دوست بنا چکا تھا مگر پاسکل نے اسے چیلنج کرکے کام بگاڑ دیا۔"

ماسک مین نے پوچھا "کیا پاسکل کی غلطی سے سونیا روس پہنچ گئی تھی؟ تم نے یقین دلایا تھا کہ نادیہ، سونیا کے روپ میں اُس زہریلی لڑکی کے ساتھ ماسکو جا رہی ہے۔ ہماری بین الاقوامی شہرت رکھنے والی جاسوسہ تاتیانہ نہ ہوتی تو سونیا ہمارے ملک کو تباہی کے دہانے تک پہنچا دیتی، جو جو کو یہاں سے لے جاتی اور پاسکل بُوبا کو ختم کر دیتی۔ ہمیں تاتیانہ پر ناز ہے۔ اُس نے سونیا کو قتل کر دیا ہے اور یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ مکارۂ زمانہ سونیا سے زیادہ مکار، دلیر اور خطرناک ہے۔"

باس نے کہا "میں مانتا ہوں، سونیا مجھے دھوکا دے کر ماسکو پہنچ گئی تھی لیکن میں نے جان بوجھ کر دھوکا نہیں کھایا ہے۔"

"نہیں مسٹر باس! چالاک اُسے کہتے ہیں جو دھوکے سے بھی فریب میں نہ آئے۔ سونیا تو بہت بڑی چیز تھی، تم میڈونا سے بھی دھوکا کھا گئے۔ اُس سے تمہارا سامنا ہوا تھا، تم اس کی اصلیت معلوم کرنے کے بجائے اس کے حسن و شباب کو دیکھ کر للچا گئے۔ تمہاری عیاشی اور ناقص کارکردگی کے باعث وہ ٹیلی پیتھی جاننے والی ہمارے ہاتھ سے نکل گئی اور پارس کے پاس پہنچ گئی۔ اب بتاؤ، تمہیں باس کے عہدے سے ہٹایا کیوں نہ جائے؟"

"ماسک مین! میں پچھلے سات برس سے تمہارے ملک کے لیے کام کر رہا ہوں۔ اہم خدمات انجام دیتا رہا ہوں۔"

"تم نے خاک خدمت کی ہے۔ جب تک فرہاد کی فیملی سے ٹکراؤ نہیں ہوا، تم خالی میدان میں تلوار چلاتے رہے۔ فرانس کی حکومت کا ایک آدھ راز چراتے وقت بھی تم نے اس بات کا خاص خیال رکھا کہ فرہاد اور سونیا کو تم پر کبھی شبہ نہ ہو۔ بہرحال، میں تم سے بحث نہیں کرنا چاہتا۔ تمہیں ایک آخری موقع دے رہا ہوں۔ چوبیس گھنٹے کے اندر میڈونا کو بے بس کرکے ہمارے پاس پہنچانے کا انتظام کرو۔"

"چوبیس گھنٹے کم ہیں۔"

"تمہارے جیسے وسیع ذرائع رکھنے والے کے لیے یہ وقت بہت زیادہ ہے جبکہ وہ لڑکی روپوش نہیں ہے۔ پارس کے ساتھ ہوٹلوں، کلبوں اور تفریح گاہوں میں گھومتی پھرتی ہے۔ یاد رکھو، اگر تم ناکام رہے تو چوبیس گھنٹے بعد جیری رابسن کو وہاں کا باس بنا دیا جائے گا۔ دیٹس آل۔"

ماسک مین کے نائب نے ٹرانسمٹر آف کر دیا۔ وہ نائب ہمیشہ ماسک مین بن کر تمام ملکوں کے باس سے اہم معاملات پر گفتگو کرتا تھا کیونکہ ماسک مین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے خوف سے کسی کو اپنی آواز نہیں سناتا تھا۔ اس کی طرف سے دھمکی سن کر باس پریشان ہوگیا تھا۔ کوئی بھی اونچے عہدے سے نیچے گرنا نہیں چاہتا۔ پورے فرانس میں اس کی ٹکر کا بدمعاش ایک جیری رابسن ہی تھا۔ اگر وہ نہ ہوتا تو ماسک مین اُسے کھلی دھمکی نہ دیتا۔

میڈونا بڑی دیر سے اس کے دماغ میں رہ کر ماسک مین سے ہونے والی گفتگو سنتی رہی تھی اور اب اُس کی بے چینی اور پریشانی کو دیکھ رہی تھی۔ اُس نے باس کی سوچ میں کہا "صرف ایک جیری میری ٹکر کا بندہ ہے۔ اگر میں چوبیس گھنٹوں میں میڈونا کو حاصل کروں اور جیری کو بھی کسی طرح ٹھکانے لگا دینے کی کوشش کروں تو کسی ایک مقصد میں ضرور کامیابی ہوگی۔ مجھے جیری کے موجودہ ٹھکانے کے متعلق ابھی معلوم کرنا چاہیے۔"

باس نے قائل ہو کر اپنے ایک خاص ماتحت کو بلایا پھر اس سے جیری کے متعلق سوالات کیے۔ اس نے اس کا پتا اور فون نمبر بتایا۔ باس نے ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کیے۔ دوسری طرف رابطہ قائم ہونے پر کسی نے پوچھا "ہیلو، تم کون ہو؟"

اس نے کہا "تمہارے جیری کو پتا ہے، میں باس کہلاتا ہوں، اُس سے بات کراؤ۔"

"تمہیں بھی پتا ہونا چاہیے کہ جیری کسی سے بات نہیں کرتا، اُس کی طرف سے یہ خادم موجود ہے۔ جو پیغام دو گے، جیری تک پہنچ جائے گا۔"

"میں پوچھنا چاہتا ہوں، وہ ٹیلی پیتھی جاننے والی میڈونا کے متعلق کیا جانتا ہے؟"

"وہ بہت کچھ جانتا ہے۔ اپنی معلومات کے مطابق چوبیس گھنٹے کے اندر میڈونا کو ماسک مین کے ملک میں ٹرانسفر کر دے گا۔"

باس کے دماغ کو ایک جھٹکا سا لگا۔ ان باتوں سے ظاہر ہوتا تھا کہ ماسک مین نے جیری رابسن کو بھی باس کا عہدہ دینے کے لیے میڈونا کے حصول کی شرط رکھی ہے۔ اُس نے کہا "میں جیری سے ملنا چاہتا ہوں۔"

"چوبیس گھنٹے بعد ملاقات ہوسکے گی۔"

اتنا کہتے ہی دوسری طرف سے ریسیور رکھ دیا گیا۔ باس جھنجلا گیا۔ اس کے سامنے جیری بہت بڑا چیلنج بن گیا تھا۔ اس سے پہلے میڈونا تک پہنچنے کے لیے اب اسے ایڑی چوٹی کا زور لگانا تھا۔

ویسے وہ یہ بھی سمجھتا تھا کہ اپنے تمام چھوٹے بڑے ذرائع استعمال کر کے بھی وہ پارس سے نہیں ٹکرا سکے گا۔ اس نوجوان کی ذاتی صلاحیتیں ایک طرف تھیں۔ دوسری طرف باباصاحب کا ادارہ تھا۔ فرانس کی حکومت تھی۔ جانے کتنی ہی خفیہ آنکھیں اس کی نگرانی اور حفاظت کرتی تھیں ایسے میں میڈونا کو اس سے چھین کر لے آنا بچوں کا کھیل تھا نہ بڑوں کا۔ اس کے باوجود یہ فکر تھی کہ کہیں جیری یہ کھیل کھیلنے میں کامیاب نہ ہو جائے۔

وہ ٹہل رہا تھا اور سوچ رہا تھا۔ میڈونا اس کے دماغ سے نکل کر جیری کے اس ماتحت کے پاس گئی تھی جو باس سے فون پر باتیں کر چکا تھا۔ باس ٹہلنے اور سوچنے کے دوران فون کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ اُسے ایک اُلٹی چال سوجھ رہی تھی۔ اگر وہ پارس کو جیری کے عزائم سے آگاہ کر دے تو وہ کبھی میڈونا کو حاصل نہیں کر سکے گا۔ پارس اس کے بارہ بجا دے گا۔

اس نے ریسیور اُٹھا کر نمبر ڈائل کیے۔ رابطہ قائم ہونے پر کسی نے پوچھا "فرمائیے۔"

"میں باس ہوں' پارس سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

"مسٹر پارس کا موجودہ فون نمبر کسی کو بتایا نہیں جاتا۔ تم ریسیور رکھ دو' وہ خود تم سے رابطہ قائم کریں گے۔"

اس نے ریسیور رکھ کر سوچا "پارس نے جگہ بدل دی ہے۔ میڈونا کے ساتھ کسی ایسے بنگلے میں رہتا ہے جس کا فون نمبر بھی کسی کو بتایا نہیں جاتا۔" ایک منٹ کے بعد ہی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ اس نے ریسیور اُٹھایا۔ پھر پارس کی آواز سن کر بولا "یہ تم نے اچھا کیا جو جگہ بدل دی' ابھی میں نے کاٹیج میں فون کیا تھا۔"

پارس نے کہا "کام کی بات کرو۔"

"میں تمھیں ایک سازش سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں' تم جیری رابن کو جانتے ہو گے؟"

"میں یہ بھی جانتا ہوں کہ جیری یہاں کا باس بننے کے لیے چوبیس گھنٹے کے اندر میڈونا کو اغوا کرنے والا ہے۔"

"کمال ہے! میں یہ اطلاع دے کر تمھیں چونکانا چاہتا تھا۔"

"مایوس کیوں ہوتے ہو' تم مجھے ایک خطرے سے آگاہ کرنے آئے تھے اس کے بدلے میں تمھیں جیری تک پہنچا دوں گا۔ جاؤ اُسے ختم کر دو ورنہ اپنے عہدے سے گر پڑو گے۔"

پارس نے اُسے جیری کا پتا بتا کر ریسیور رکھ دیا۔ کروٹ بدل کر میڈونا کے پاس آ گیا۔ وہ مسکرا کر بولی "تمھارے پاس رہوں یا پرواز کروں؟"

پارس نے اس پر جھک کر ہونٹوں سے سرگوشی کی پھر کہا "پہلے جال بچھا کر آؤ۔"

وہ محبت کی آغوش میں رہی اور خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی جیری رابسن کے دماغ میں پہنچ گئی۔ جیری باس کا عہدہ حاصل کرنے کی کوشش برسوں سے کر رہا تھا اور اس کے لیے ایسے انتظامات کرتا رہا تھا کہ اپنے ماتحتوں سے سامنا نہ ہو' کوئی اس کی آواز نہ سنے مگر اس کا حکم چلتا رہے اور سارے مجرمانہ کام ہوتے رہیں سو یہ یہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی آواز نہ سنے۔ کوئی ایک خاص ماتحت ضرور رازدار ہوتا ہے۔ ایسے ہی ایک خاص ماتحت کے ذریعے میڈونا نے اس کے دماغ میں جگہ بنالی تھی۔

وہ سوچ رہا تھا "دنیا میں سب سے طاقتور ہتھیار دولت ہے۔ اس سے صرف غریب ہی نہیں امیر ترین آدمی بھی خریدے جا سکتے ہیں۔ دنیا کی چھوٹی چھوٹی حکومتوں کو بھی ڈالر اور پاؤنڈ کے ذریعے محکوم بنا لیا جاتا ہے۔ فرہاد نے اپنی زندگی میں حکومت فرانس کو ٹیلی پیتھی کے ذریعے خرید لیا تھا۔ یہاں کے اعلیٰ افسران اس کے رازدار اور وفادار تھے مگر وہ دور گزر چکا ہے۔ میں نے ایسے ہی ایک اعلیٰ افسر کو خرید لیا ہے۔ کیونکہ اب ایسے چند افسروں کو آرمی ٹیلی پیتھی سے خطرہ نہیں ہے۔ وہ سیدھا سادہ آدمی بڑی محدود خیال خوانی کرتا ہے۔ بہرحال جو افسر میری مٹھی میں ہے' اُس نے مجھے میڈونا اور پارس کا موجودہ ٹھکانا بتایا ہے۔ آیندہ بھی اُس سے بہتیری معلومات حاصل ہوتی رہیں گی۔"

میڈونا یہ سنتے ہی دماغی طور پر پارس کی آغوش میں حاضر ہو گئی۔ اسے بتایا "ہم اس بنگلے میں محفوظ نہیں ہیں۔ ایک غدار افسر نے جیری کو یہاں کا پتا بتا دیا ہے۔ اس کے آدمی دور ہی دور سے اس بنگلے کی نگرانی کر رہے ہیں اور جیری تک رپورٹ پہنچا رہے ہیں کہ بظاہر یہاں ہمارا کوئی مسلح گارڈ نہیں ہے۔ ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ ہمارے لیے کس طرح کی احتیاطی تدابیر کی گئی ہیں۔"

پارس نے کہا "اس غدار افسر نے خفیہ احتیاطی انتظامات کے متعلق جیری کو بتایا ہو گا۔ تم اس افسر کے دماغ میں جاؤ لیکن ابھی اس سے کچھ نہ کہنا۔ ورنہ جیری ہوشیار ہو جائے گا۔"

"مجھے اُس افسر کی آواز سناؤ۔"

پارس نے ریسیور اُٹھا کر نمبر ڈائل کیے پھر ایک افسر سے پوچھا "کیا ہمارے بنگلے کے آس پاس مشکوک افراد ہیں؟"

"جی نہیں۔ تین افراد آپ کے سامنے والے بنگلے پر ڈسٹمپر کر رہے ہیں۔ اگرچہ وہ مزدور ہیں تاہم میں اپنے بنگلے سے ان پر نظر رکھ رہا ہوں۔"

پارس نے اس غدار افسر کے متعلق پوچھا "کیا مسٹر نکورا ہیں؟"

"جی نہیں۔ پندرہ منٹ بعد ڈیوٹی بدلے گی۔ میں جاؤں گا تو وہ میری جگہ آئیں گے۔"

"مسٹر نکورا سے کہو۔ میڈونا کچھ چیزوں کی فرمائش کر رہی ہے۔ ابھی وہ میڈونا سے فون پر بات کرے پھر یہاں ڈیوٹی پر آتے وقت وہ چیزیں ساتھ لے آئے۔"

"جی بہت اچھا۔" ڈیوٹی دینے والے افسر نے پارس سے رابطہ ختم کیا۔ پھر نکورا کے نمبر ڈائل کیے۔ میڈونا اس کے پاس موجود تھی' رابطہ قائم ہونے پر اُسے نکورا کی آواز سنائی دی۔ جب اُسے بتایا گیا کہ میڈونا کچھ فرمائش کر رہی ہے اور اُسے فون پر ابھی اس سے بات کرنا چاہیے تو وہ گھبرا گیا۔ اُس کے دل میں چور تھا۔ وہ چور کہہ رہا تھا' میڈونا سے بات ہو گی' وہ دماغ میں پہنچے گی تو اس کی غداری چھپی نہیں رہ سکے گی۔

نکورا نے کہا "میں ابھی میڈونا سے بات کروں گا۔"

اس نے ریسیور رکھ دیا۔ اب اسے پارس کے بنگلے کا فون نمبر ڈائل کر کے میڈونا سے بات کرنا چاہیے تھی لیکن وہ سہما ہوا ٹیلیفون کو دیکھ رہا تھا۔ وہ ٹیلیفون اُس ٹیلی پیتھی جاننے والی کو اس کے چور اور بے ایمان خیالات تک پہنچا دے گا۔ یہ بات یقینی تھی اور اس بات کا بھی یقین تھا کہ اس کے بچاؤ کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ وہ فون پر بات نہ کرنے کا کوئی بہانہ نہیں کر سکتا تھا۔ پھر بھی تیزی سے کوئی تدبیر سوچ رہا تھا "کیا میں ابھی ملازمت سے استعفا دے دوں؟ اس طرح میں ابھی فون کرنے سے بچ جاؤں گا۔ ملازمت جاتی ہے تو جائے' جان تو بچی رہے گی۔ جیری نے مجھے جتنی دولت دی ہے' اس سے میری اولاد کی اولاد عیش کرتی رہے گی۔"

پھر اس نے سوچا "اچانک استعفا دینے سے منظور نہیں ہو گا' ابھی جو ڈیوٹی ہے' وہ پوری کرنی ہو گی۔ اس کا دوسرا راستہ یہ ہے کہ میں بیمار پڑ جاؤں۔"

اس نے پیٹ پکڑ کر چیختے ہوئے اپنے ملازم کو آواز دی۔ ملازم دوڑتا ہوا آیا۔ اس نے کہا "ڈاکٹر کو بلاؤ۔ میرے پیٹ میں بہت تکلیف ہے۔"

ملازم نے ریسیور اُٹھا کر سرکاری ڈاکٹر کو فون کیا' اُسے صاحب کی حالت بتا کر جلدی آنے کی تاکید کی۔ صاحب نے ملازم سے کہا۔ "اب میرے سینئر افسر کو فون کر کے بتاؤ' میری کیا حالت ہے اور میں ڈیوٹی پر حاضر نہیں ہو سکوں گا۔"

میڈونا نے پارس کو یہ باتیں بتائیں۔ اس نے کہا "تم اس کے دماغ میں رہو۔ وہ ایسا ڈراما کرنے کے بعد جیری سے رابطہ قائم کرے گا۔ دیکھو اب وہ کیا کھچڑی پکاتے ہیں۔"

وہ پھر اُس کے پاس گئی۔ پارس کا خیال درست نکلا۔ غدار افسر نکورا نے تھوڑی دیر بعد جیری سے فون پر کہا "میں تمھاری مدد کر کے مصیبت میں پڑ گیا ہوں۔ ابھی میں نے بیماری کا بہانہ کر کے جان بچائی ہے۔"

جیری نے پوچھا "آخر بات کیا ہے؟"

وہ بتانے لگا۔ میڈونا کی کچھ فرمائش سننے کے لیے اس سے فون پر بات کرنا ضروری ہو گیا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ وہ دماغ میں آ جاتی اور اس کے چور خیالات پڑھ لیتی پھر اُسے بھی مار ڈالتی اور جیری کو بھی بچ کر جانے کا راستہ نہ ملتا۔

جیری نے کہا "میں سمجھ گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ تمھارے دماغ میں پہنچے' مجھے اسے اغوا کر لینا چاہیے۔ تم نے میرا ساتھ دیا ہے۔ ایسے وقت میں تمھارا ساتھ دوں گا۔ اُسے تمھارے دماغ میں پہنچنے کا موقع نہیں دوں گا۔ صرف آدھا گھنٹا انتظار کرو۔ میں ایسا چکر چلا رہا ہوں کہ اس کی خیال خوانی دھری کی دھری رہ جائے گی۔"

میڈونا نے جیری کے پاس پہنچ کر اُس کے خیالات پڑھے۔ اس وقت وہ اپنے خاص ماتحت سے کہہ رہا تھا "مسٹر نکورا کو پندرہ منٹ کے اندر سانس چھوڑ دینا چاہیے۔ اگر وہ زندہ رہے گا تو خیال خوانی کرنے والی میرے دماغ میں آ جائے گی۔ فوراً اُسے ٹھکانے لگا دو۔"

خاص ماتحت نے ایک خطرناک قاتل سے رابطہ قائم کیا۔ اُسے حکم دیا "مسٹر نکورا کو ہر حال میں پندرہ بیس منٹ کے اندر ختم کر دو۔ کام ہونے پر تمھیں منہ مانگی رقم مل جائے گی۔"

کرائے کے قاتل نے کہا "وہ بہت بڑا پولیس افسر ہے۔ اُسے قتل کرنا آسان نہیں ہو گا۔ بڑی مشکلات پیش آئیں گی۔ میں پچیس ہزار ڈالر لوں گا۔"

"بکواس کر کے وقت ضائع نہ کرو۔ میں کہہ چکا ہوں' تمھیں منہ مانگی رقم مل جائے گی۔"

میڈونا تھوڑی دیر تک اس قاتل کے خیالات پڑھتی رہی۔ وہ بہت شاطر تھا۔ یہ سمجھتا تھا کہ ایک نامی گرامی پولیس افسر کے گھر میں گھس کر اسے قتل نہیں کیا جا سکے گا۔ یا تو اُسے کسی بہانے باہر بلایا جائے یا کوئی بھیس بدل کر اس کے گھر میں داخل ہوا جائے۔

آخر اس نے سوچ لیا کہ اُسے کیا کرنا ہے؟ میڈونا نے نکورا کے پاس آ کر اُسے مخاطب کیا۔ پہلے تو وہ سمجھ نہیں پایا مگر سہم کر سوچنے لگا "کیا یہ میرے دماغ میں کسی عورت کی آواز آ رہی ہے اور وہ میرا نام بھی لے رہی ہے؟"

وہ بولی "ہاں' میں تمھارا نام لے رہی ہوں۔ بہت دیر سے انتظار کر رہی ہوں کہ تم پارس کو فون کرو گے اور میں وہ فون اٹینڈ کروں گی۔ تمھاری آواز سنوں گی۔ تمھارا لہجہ یاد کروں گی۔ پھر تمھارے دماغ میں آ کر تمھارے چور خیالات پڑھوں گی۔ کیا تم اپنے خیالات پڑھنے دو گے؟"

وہ پریشان ہو کر اپنی جگہ سے اُٹھ گیا۔ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر بولا "یہ میرے دماغ میں کیسی باتیں آ رہی ہیں۔ کیا سچ مچ وہ بول رہی ہے؟"

میڈونا نے اس کے دماغ کو ایک جھٹکا پہنچایا۔ وہ تکلیف سے چیخیں مارتے ہوئے پیچھے گیا۔ صوفے سے ٹکرایا۔ پھر اُس پر گر پڑا۔ ٹیلی پیتھی کے جھٹکے سے دماغ دکھ رہا تھا۔ اُسے یقین ہوگیا تھا کہ میڈونا پہنچ گئی ہے۔

وہ بول رہی تھی: "ابھی جھٹکا پہنچایا ہے۔ جب زلزلہ پیدا ہوگا تو تمھاری دماغی حالت کیا ہوگی؟"

"مجھے معاف کردو۔ میں نے بہت بڑی غلطی کی ہے۔"

"اتنی جلدی معافی مانگ رہے ہو۔ ابھی تو میں نے تمھارے چور خیالات بھی نہیں پڑھے۔"

"پڑھ لو۔ میرا دماغ حاضر ہے۔ اس لمحے سے میں تمھارا غلام ہوں، تمھارا وفادار ہوں۔ تمھارا کُتا ہوں۔"

"ایسا نہ کہو۔ بلکہ یوں سوچو کہ میں تمھاری کمینگی سے بے خبر ہوں۔ مجھے پتا نہیں ہے کہ تم نے ایک دشمن کو ہمارے نئے خفیہ بنگلے تک پہنچا دیا ہے۔ وہ دشمن پارس کو قتل کرکے مجھے زبردستی اُٹھالے گیا ہے۔ اس کامیابی کے بعد وہ یہاں کا باس بن گیا ہے۔ پھر تم کس کے غلام ہوتے، کس کے کُتے ہوتے؟"

"مجھے معاف کردو۔"

"ریکارڈ کی سُوئی کی طرح ایک ہی بات پر اٹکے ہوئے ہو کہ مجھے معاف کردو لیکن کس سے معافی مانگ رہے ہو۔ میڈونا تو اغوا ہوچکی ہے، پارس کا قتل ہوچکا ہے۔"

"خدا پارس کو لمبی زندگی دے رہا ہے۔ تمھیں کوئی اغوا کرنے کی جرأت نہیں کرے گا۔ میں آرہا ہوں۔ تمھارے دروازے کے سامنے ڈھال بن کر کھڑا ہوجاؤں گا۔ اغوا کرنے والے آئیں گے تو انھیں جہنم میں پہنچا دوں گا۔"

"تم ہماری نہیں، اپنی فکر کرو۔ جیری نہیں چاہتا کہ تم زندہ رہو اور میں تمھارے دماغ میں آکر اپنے خلاف منصوبوں کو پڑھ لوں۔ اس سے پہلے وہ تمھارے دماغ کو ہمیشہ کے لیے سُلا دینا چاہتا ہے۔"

"نہیں، وہ ایسا نہیں کرسکتا۔"

"کیا اس لیے نہیں کرے گا کہ تم اس کے کُتے ہو؟ کیا تم نہیں جانتے کہ کُتا پلٹ کر مالک کو کاٹنا چاہے تو اُسے گولی مار دی جاتی ہے۔ اگر یہ حقیقت نہیں جانتے تو جیری سے فون پر پوچھ لو۔"

اُس نے ریسیور اُٹھا کر نمبر ڈائل کیے۔ پھر رابطہ قائم ہوتے ہی پوچھا: "تم مجھے قتل کرانا چاہتے ہو تاکہ میڈونا میرے دماغ کے ذریعے تمھارے دماغ تک نہ پہنچ سکے؟"

"ہاں، میرے لیے خطرہ پیدا ہوگیا ہے۔ تمھیں مرجانا چاہیے۔ افسوس کہ تم پناہ مانگنے میڈونا اور پارس کے پاس نہیں جاسکو گے۔ وہ بھی تمھیں موت کی سزا دیں گے۔ میرے حساب سے پندرہ منٹ گزر چکے ہیں۔ اب تک قاتل کو تمھاری شہ رگ تک پہنچ جانا چاہیے تھا۔"

اُسی وقت کال بیل کی آواز سنائی دی۔ میڈونا نے کہا: "فوراً ریسیور رکھ دو۔ موت دستک دے رہی ہے۔"

اس کے ہاتھ سے ریسیور چھوٹ گیا۔ وہ دوڑتا ہوا الماری کے پاس گیا۔ اس کی دراز میں سے ریوالور نکالا۔ اس کے چیمبر کو چیک کیا پھر وہاں سے دوڑتا ہوا پچھلے دروازے سے باہر آیا۔ وہ سوچ رہا تھا 'احاطے کے گیٹ پر مسلح سپاہی موجود رہتے ہیں۔ پھر کوئی قاتل دروازے تک کیسے پہنچ گیا؟'

میڈونا نے کہا: "وہ تمھارے بڑے صاحب کا اردلی بن کر آیا ہے۔ اسی لیے تمھارے سپاہیوں نے اسے احاطے میں داخل ہونے کی اجازت دی ہے۔"

وہ اپنے بنگلے کے پچھلے حصے سے چھپتا ہوا اگلے حصے کی طرف آیا۔ دروازے کے سامنے کوئی شخص ایک چپراسی کی وردی میں کھڑا کال بیل کے بٹن کو دبا رہا تھا۔ اس نے للکار کر کہا: "ہالٹ! دونوں ہاتھ اُٹھا کر دیوار کے سامنے مُنہ کرکے کھڑے ہوجاؤ۔ کوئی چالاکی دکھانا چاہوگے تو حرام موت مروگے۔"

قاتل نے دونوں ہاتھ اُٹھا کر دور تک نظریں دوڑائیں۔ للکارنے والا نظر نہیں آرہا تھا۔ اس نے بڑی پُھرتی سے ریوالور نکال کر اپنی جگہ سے چھلانگ لگاتے ہوئے احاطے کی دیوار کی سمت بھاگنا شروع کیا۔ اسے یقین ہوگیا تھا کہ بات کُھل گئی ہے۔ وہ گرفتار ہوجائے گا یا اُسے گولی مار دی جائے گی۔ ٹھیک اسی وقت [illegible] نے گولی چلائی۔ قاتل اُچھل کر گرا پھر زمین پر تڑپنے لگا۔ پہرا دینے والے سپاہی دوڑتے ہوئے آئے۔ اُن کے پہنچنے تک وہ ٹھنڈا پڑ چکا تھا۔

میڈونا نے جیری کے پاس آکر دیکھا۔ وہ اپنے لباس کے اندر ریوالور چُھپا رہا تھا۔ پارس کو گولی مار کر میڈونا کو بنگلے سے لے جانا چاہتا تھا۔ وہ بولی: "جو خود چل کر آگئی، اُس کے لیے گھر سے باہر نہیں جانا چاہیے۔ لو میں آگئی۔"

وہ چونک کر ایک دم سے ساکت ہوگیا۔ سمجھنے کی کوشش کرنے لگا: 'کیا یہ میری اپنی سوچ ہے؟ نہیں یہ سوچ کہہ رہی ہے 'لو میں آگئی'۔ کیا وہ میرے دماغ میں آگئی ہے؟'

وہ انتظار کرنے لگا۔ اگر وہ آگئی ہے تو پھر کچھ بولے گی لیکن کوئی ایسی بات نہیں تھی۔ دماغ کے اندر سناٹا تھا۔ وہ ریوالور چُھپانے جارہا تھا۔ ایسی ہی حالت میں ہاتھ جیب کے اندر رہ گیا تھا۔ اس نے جیب میں سے ہاتھ نکالنا چاہا مگر وہ نہیں نکلا۔ اُس نے زور لگایا۔ زور زبردستی سے بھی وہ نہ نکلا۔ اس نے دوسرے ہاتھ سے پکڑ کر اسے نکالنے کی کوشش کی۔ پھر گرج کر اپنے خاص ماتحت کو آواز دی۔ وہ دوڑتا ہوا آیا۔ پھر ادب سے بولا: "یس باس!"

اس نے پریشانی سے کہا: "یہ ہاتھ جیب سے نہیں نکل رہا ہے۔ اسے نکالو۔"

ماتحت نے حیرانی سے باس کو دیکھا۔ آگے بڑھ کر اُس ہاتھ کو پکڑا۔ پھر اسے آہستگی اور سہولت سے باہر نکال دیا۔ یہ شدید حیرانی کی بات تھی۔ وہ پورا زور لگا رہا تھا اور ناکام ہوتا رہا تھا۔ ماتحت کا ہاتھ لگتے ہی وہ ہاتھ آسانی سے نکل گیا تھا۔ اس نے پوچھا: "کیا بات ہے باس، آپ پریشان ہیں؟"

وہ جھینپ کر بولا: "پتا نہیں کیا ہوگیا تھا۔ یہ ہاتھ میرے بس میں نہیں تھا۔"

یہ کہتے ہی اُس نے تڑاخ کی زوردار آواز کے ساتھ ماتحت کو تھپڑ مار دیا۔ بے چارہ ماتحت تھا، جوابی تھپڑ نہیں مار سکتا تھا۔ اپنے باس کی اس حرکت پر یوں اسے تکنے لگا جیسے پاگل کو تک رہا ہو۔

جیری دہشت زدہ ہوکر پیچھے ہٹتے ہوئے بولا: "یہ... یہ میں پاگلوں جیسی حرکتیں کررہا ہوں۔ حالانکہ پاگل نہیں ہوں۔ میڈونا میرے اندر پہنچ گئی ہے۔"

ماتحت نے سہم کر تائید کی: "بے شک یہی بات ہے۔ آپ نے پہلے کبھی مجھ پر ہاتھ نہیں اُٹھایا تھا۔ اب کیا ہوگا باس؟"

جیری نے خالی خالی نظروں سے ایک جانب تکتے ہوئے کہا: "میڈونا! مجھ سے بات کرو۔ میں تمھارا پرستار ہوں۔ تم سے ملنے کی بڑی خواہش ہے۔ تمھاری آواز سُن کر آدھی ملاقات ہوجائے گی۔ آدھی خواہش پوری ہوجائے گی۔"

وہ چپ ہوگیا۔ انتظار کرنے لگا۔ ماتحت نے پوچھا: "کیا بات ہورہی ہے؟"

"نہیں، کوئی جواب نہیں مل رہا۔ میرے دماغ میں صرف میری ہی سوچ ہے۔"

"تو پھر وہ دماغ میں نہیں ہے۔"

"کیا تم سمجھتے ہو میں پاگل ہوں اور میں نے پاگل پن میں تم پر ہاتھ اُٹھایا ہے؟"

اس کا کوئی جواب دونوں کے پاس نہیں تھا۔ انٹرکام کی آواز سُن کر ماتحت نے اس کا بٹن دبایا۔ احاطے کے گیٹ سے دربان نے کہا: "کوئی صاحب ملنے آئے ہیں، خود کو باس کہتے ہیں۔"

ماتحت نے کہا: "آنے والے سے بات کراؤ۔"

پھر باس کی آواز سُنائی دی: "میں بول رہا ہوں۔ جیری سے کہو عورتوں کی طرح مُنہ نہ چھپائے۔ وہ اسی بنگلے میں ہے۔ میں آؤں یا وہ باہر آئے گا؟"

جیری نے سوچا تھا، باس کا عہدہ چھیننے تک اُس کا سامنا نہیں کرے گا لیکن وہ اپنے اختیار میں نہیں تھا۔ بے اختیار باہر چلا آیا۔ اُسی بنگلے کے سامنے میڈونا اور پارس بھی پہنچ گئے تھے۔ وہ کار سے اُتر کر آہستہ آہستہ چلتے ہوئے دشمنوں کی طرف جارہے تھے۔ باس نے جیری کو دیکھتے ہی ریوالور نکال کر کہا: "میں تمھیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ مگر زندہ چھوڑوں گا، یہ لو میں ریوالور خالی کررہا ہوں۔"

وہ ریوالور خالی کرنے لگا۔ میڈونا اس کے دماغ سے نکل کر جیری کے اندر پہنچی۔ اس نے بھی اپنا ریوالور خالی کرتے ہوئے کہا: "بے شک، ہمیں کسی ہتھیار سے مرنے یا مارنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہم تو یوں بھی مرنے والے ہیں۔"

باس کی نظر پارس پر گئی۔ وہ خوش ہوکر بولا: "مسٹر پارس! دیکھیے میں آپ کے دشمن کو ہلاک کرنے آیا ہوں۔"

اس نے میڈونا کو دیکھا پھر کہا: "اوہ گاڈ! اسے میں نے ایک بار ایفل ٹاور کے پاس دیکھا تھا۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہ اپنے اندر ٹیلی پیتھی کا بارود رکھتی ہے۔"

جب جیری کو معلوم ہوا کہ پارس کے ساتھ آنے والی میڈونا ہے تو پہلے وہ گھبرایا۔ پھر جلدی سے جُھک کر ریوالور کی پھینکی ہوئی گولیاں اُٹھانے لگا۔ وہ سوچ رہا تھا: 'اگر میں اسے زخمی کردوں تو یہ خیال خوانی کے قابل نہیں رہے گی۔ میرے دماغ میں نہیں آسکے گی۔ میں اس بلا سے محفوظ رہوں گا۔ پھر دوسری گولی پارس کے سینے میں اُتار دوں گا۔'

وہ نیچے سے ایک گولی اُٹھا رہا تھا پھر اُسے پھینک کر دوسری کو اُٹھا رہا تھا۔ پھر اُس کی سمجھ میں آگیا۔ اس نے سہم کر دیکھا۔ میڈونا اُسے گھور رہی تھی۔ وہ جلدی سے کھڑا ہوگیا۔ گڑگڑا کر بولا: "مجھے معاف کردو۔ میں گولیاں کھیل رہا تھا۔ م... میرا مطلب ہے گولیاں چُن چُن کر تمھیں دینا چاہتا تھا۔ مگر پتا نہیں کیا بات ہے، ایک بھی گولی ہاتھ میں نہیں رہتی ہے۔ ایک گر جاتی ہے، دوسری ہاتھ میں آجاتی ہے۔"

باس نے کہا: "اُلو کے پٹھے! یہ ہماری میڈونا کا کمال ہے۔ شکر کرو مسٹر پارس تماشائی بنے ہوئے ہیں۔ ورنہ اب تک تم اُلٹے لٹکے نظر آتے۔"

پارس نے کہا: "میں یہ معلوم کرنے آیا ہوں، تم دونوں میں سے کون آیندہ باس بن کر رہنا چاہتا ہے؟"

جیری نے کہا: "میں۔"

باس نے اپنے سینے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا: "میں ہوں اور آیندہ بھی میں ہی رہوں گا۔"

"لیکن ماسک مین کی شرط ہے، چوبیس گھنٹے کے اندر میڈونا کو اغوا کیا جائے۔ تم دونوں کتنے خوش نصیب ہو۔ میڈونا تمھارے سامنے پہنچ گئی ہے۔"

دونوں نے بے بسی سے ایک دوسرے کو دیکھا۔ ان کے

سامنے منزل تھی مگر وہ زندگی کی آخری منزل تھی، وہاں تک پہنچتے ہی مرنا ضروری تھا۔ دنیا کی کوئی طاقت انھیں بچا نہیں سکتی تھی۔ بچانے والا صرف خدا ہوتا ہے اور وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ خدا ان سے ناراض ہے۔

باس نے کہا "ہم میڈونا کو ہاتھ لگانے کی جرأت نہیں کرسکتے۔ میں ابھی ماسک مین سے رابطہ قائم کروں گا، اس سے صاف صاف کہہ دوں گا کہ قیامت تک کوئی اس کی یہ شرط پوری کرکے باس نہیں بن سکے گا۔"

جیری نے کہا "میں بھی ماسک مین سے یہی کہوں گا۔"

اسی وقت ایک گاڑی تیزی سے آکر رکی، ایک جھٹکے سے دروازہ کھلا پھر وہ غدار افسر نکورا باہر آیا۔ جیری کو دیکھتے ہی ریوالور نکال کر بولا "ذلیل کمینے! میں تیری وجہ سے غدار بن کر گھر کا رہا نہ گھاٹ کا۔ تو نے میڈونا کی ٹیلی پیتھی سے بچنے کے لیے مجھے ہلاک کرانا چاہا تھا۔ میں نے تیرے بھیجے ہوئے قاتل کو ختم کردیا اب تیری لاش گرانے آیا ہوں۔"

وہ نشانہ لے کر فائر کرنا چاہتا تھا، پارس سامنے آگیا۔ اُسے دیکھتے ہی ریوالور پر گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔ پھر میڈونا سامنے آئی۔ اس پر نظر پڑتے ہی وہ بوکھلا گیا، ہاتھ سے ریوالور گر پڑا۔ فوراً ہی زمین پر گھٹنے ٹیک کر بولا "مجھ سے جو غلطی ہوئی ہے اس کی تلافی کرنے دو۔ میں جیری کو مار ڈالنا چاہتا ہوں۔"

"تمھیں کس نے روکا ہے؟"

"تمھیں دیکھتے ہی ریوالور گر پڑا۔ یقیناً یہ تمھاری ٹیلی پیتھی کا کمال ہے۔"

"میں نے کچھ نہیں کیا، یہ تمھارے دماغ میں بیٹھی ہوئی دہشت کا کمال ہے۔"

پارس نے کہا "تم تینوں میڈونا کے خلاف سازش کرکے اپنا اپنا مفاد حاصل کرنا چاہتے تھے لیکن مفاد کوئی ایک حاصل کرے گا۔ فیصلہ کرلو، تم میں سے کون خوش نصیب ہے جو مفاد حاصل کرنے کے لیے زندہ رہے گا اور باقی دو بدنصیب مریں گے اور اس کے ہاتھوں مریں گے جو زندہ رہنا چاہے گا۔"

وہ میڈونا کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اطمینان سے چلتا ہوا اپنی کار کے پاس آیا۔ میڈونا غافل نہیں تھی، بڑی تیزی سے تینوں کے خیالات باری باری پڑھ رہی تھی۔ ان میں سے دو پہلے ہی اپنے ریوالور خالی کرچکے تھے۔ صرف نکورا کا بھرا ہوا ریوالور قریب ہی زمین پر پڑا ہوا تھا۔ وہ جس کے ہاتھ آجاتا، وہ زندہ رہتا، باقی دو اس کے ہاتھوں مر جاتے۔

زیادہ سوچنا گویا خطرے کو دعوت دینا تھا۔ تینوں نے بیک وقت ریوالور پر چھلانگ لگائی۔ پھر زمین پر اوندھے ہوکر ایک دوسرے سے ریوالور چھیننے لگے۔ ایک انار تھا، تین بیمار تھے۔ وہ کبھی اِس کے اور کبھی اُس کے ہاتھ آتا تھا۔ پھر ہاتھوں سے چھوٹ جاتا تھا۔ میڈونا اور پارس کار میں بیٹھے تماشا دیکھ رہے تھے۔ پارس نے کہا "کب تک یہ کھیل جاری رکھوگی۔ انھیں ان کے حال پر چھوڑ دو۔"

میڈونا نے خیال خوانی چھوڑ دی۔ اسی وقت باس کے ہاتھ میں ریوالور آیا تھا۔ اُس نے نکورا کو گولی مار دی۔ جیری خوفزدہ ہوکر اٹھا مگر پیچھے لڑھک گیا۔ جلدی سے اٹھتے ہوئے بولا "گولی نہ چلانا۔ میں تمھیں باس تسلیم کرتا ہوں۔ میں یہ شہر، یہ ملک چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔"

"تم دنیا چھوڑ کر چلے جاؤ۔"

باس نے اُسے بھی گولی مار دی۔ پھر خوشی سے اُچھل کر کہا "میں جیت گیا۔ اب میرے مقابلے پر کوئی نہیں ہے۔"

پارس نے کار اسٹارٹ کرکے آگے بڑھائی۔ باس نے کہا "رک جاؤ۔ میں دوست ہوں۔ مجھے ساتھ لے چلو۔"

میڈونا نے اس کے دماغ میں کہا "ہم اپنے ساتھ کیسے لے جائیں۔ تمھیں تو موت لے جارہی ہے۔ دیکھو تمھارے ریوالور کا رُخ کدھر ہے۔"

اس نے دیکھا پھر خوف سے چیخ پڑا۔ ریوالور کی نال اس کی ناک کی طرف تھی۔ اُس نے جلدی سے اُسے ہٹایا۔ جیسے موت نہیں ٹلتی ویسے ریوالور نہیں ہٹ رہا تھا، دوسری بار اس کی نال سینے پر آگئی۔ وہ کار کے پیچھے دوڑتے ہوئے بولا "یہ انصاف نہیں ہے، تم نے وعدہ کیا تھا، ایک آدمی زندہ رہے گا۔"

"ہاں آدمی زندہ رہے گا مگر تم آدمی نہیں ہو۔ پارس کہہ رہا ہے میں کھیل جلدی ختم کروں۔ چلو ٹریگر دباؤ۔"

وہ دوڑتے دوڑتے رک گیا۔ چاروں طرف دیکھتے ہوئے دنیا والوں سے کہنے لگا "مجھے بچاؤ۔ سرِ عام قتل ہو رہا ہے۔ مجھے بچاؤ۔ یہ کیسی دنیا ہے، ایک آدمی کو نہیں بچا سکتی۔ فار گاڈ سیک آؤ اور میرے ہاتھ سے ریوالور چھین لو۔"

کچھ لوگ فریاد سن کر اس کی مدد کو بڑھے، اُس نے بے اختیار ان کی طرف فائر کیا۔ مدد کو آنے والے بھاگ گئے۔ اب وہ پاگل سمجھا جارہا تھا۔ لوگ اس کے ریوالور کو دیکھ کر اِدھر اُدھر چھپ رہے تھے۔ آخر وہ دوڑتا ہوا ایفل ٹاور کی لفٹ کے پاس پہنچ گیا۔ لفٹ کے ذریعے اوپر گیا۔ اوپر آہنی جالیاں لگی ہوئی تھیں، تاکہ کوئی وہاں سے چھلانگ لگا کر خودکشی نہ کرے۔ اس نے ایک جالی کے دروازے پر آکر تالے پر فائر کیا۔ تالا ٹوٹ گیا۔ وہ جالی سے بالکونی میں آگیا۔ وہاں سے پیرس شہر حدِ نظر تک دکھائی دیتا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا "دیکھو، میں باس ہوں۔ میں سمجھتا تھا باس کا عہدہ ایفل ٹاور سے بھی اونچا ہوتا ہے مگر آج میں اس کی بلندی پر ہوں اور موت کی پستی میں گر رہا ہوں۔ دنیا کا کوئی عہدہ، کوئی مقام اونچا نہیں ہوتا۔ ہمیں زمین پر چلنا چاہیے۔ میں زمین پر آرہا ہوں۔"

اُس نے چھلانگ لگا دی۔ نیچے پہنچ کر اس کی ایک ہڈی بھی سلامت نہیں رہی ہوگی۔ میڈونا نے دماغی طور پر حاضر ہوکر اپنا سر پارس کے شانے پر رکھ دیا۔ وہ بولا "قصہ ختم ہوا یا نہیں؟"

"ہوگیا۔ سوری، تمھیں انتظار کرنا پڑا۔"

"تمھیں اچھی طرح سمجھا چکا ہوں کہ مجھے ٹیلی پیتھی کا سہارا پسند نہیں ہے۔ تمھاری خواہش پوری کرنے کے لیے میں نے اُن تینوں کو تمھارے حوالے کیا تھا۔ آیندہ تم میرے دشمنوں سے دور رہو گی۔"

"یہ تو اپنائیت نہ ہوئی۔ مجھے کیسے معلوم ہوگا کہ تم کن حالات سے گزر رہے ہو؟"

"میرے ساتھ رہو گی تو معلوم ہوتا رہے گا۔ میں بتاتا رہوں گا مگر کبھی خیال خوانی کے ذریعے میرے معاملات میں مداخلت نہ کرنا۔"

"نہیں کروں گی اور کوئی حکم؟"

"میں حکم نہیں دیتا۔ محبت سے کام نکال لیتا ہوں۔"

"میں ممّا اور جوجو کی خبر لینے جارہی ہوں۔"

"بڑی دیر بعد اُن کا خیال آیا ہے۔"

"میں ان تینوں کے معاملات میں اُلجھ گئی تھی۔"

"اس کھیل کو بہت لمبا کردیا تھا۔ وقت کا خیال نہیں رکھو گی تو ہر طرف کی ذمے داریاں پوری نہیں کرسکو گی۔"

"غلطی ہوگئی۔ کان پکڑتی ہوں۔ آیندہ کم سے کم وقت میں دشمنوں سے نمٹا کروں گی۔ میں جاؤں؟"

"ہم پندرہ منٹ میں اپنے بنگلے تک پہنچیں گے۔ تم اتنی دیر میں دنیا کا ایک چکر لگا کر آسکتی ہو۔"

وہ ہنستی ہوئی سونیا کے پاس چلی گئی۔

سونیا تاتیانہ کے روپ میں بیمار بن کر اسپتال کے بستر پر آگئی تھی۔ اس سے چھٹکارا پانے کے لیے رفتہ رفتہ ظاہر کرتی رہی تھی کہ اعصابی کمزوریاں دور ہوتی جارہی ہیں۔ ڈاکٹر خوش تھے کہ ان کی توجہ اور دوائیں توقع سے زیادہ کام آرہی ہیں۔ انٹیلی جنس کے اعلیٰ افسران بھی چاہتے تھے کہ تاتیانہ جلد از جلد ڈیوٹی پر آجائے۔ اِس لیے وہ بھی خوش تھے۔ سونیا کی یہی خوبی تھی، دشمنوں کو خوش رکھتی تھی اور ان کی خوشی سے انھیں اُلّو بناتی تھی۔

وہ بستر سے اُٹھ کر بیٹھ گئی۔ نرس نے آکر کہا "میں نے آپ کا گلدستہ پہنچا دیا تھا اور کوئی حکم؟"

"شکریہ، میں ذرا چلنا پھرنا چاہتی ہوں۔ کوئی ضرورت ہوگی تو تمھیں بلا لوں گی۔"

نرس چلی گئی۔ سونیا نے اُس کے ہاتھوں سے پاسکل بُوبا کے پاس گلدستہ بھیجا تھا تاکہ میڈونا نرس کے ذریعے پاسکل کے دماغ میں پہنچ جائے۔ میڈونا نے اس کے کمزور دماغ کو تھپک کر سُلا دیا تھا۔ پھر اُس کے خوابیدہ دماغ کو ہدایت کی تھی کہ وہ دماغی توانائی حاصل کرنے کے بعد بھی خیال خوانی نہ کرے اور سوچ کی لہروں کو کمزور سمجھتا رہے اور میڈونا کی سوچ کی لہروں کو کبھی محسوس نہ کرے۔

دوسری طرف آرمر نے جوجو کے نئے دماغ کو اپنے قابو میں کرلیا تھا۔ اگر سونیا پاسکل بُوبا کی انگلیاں نہ توڑتی تو وہ دماغی طور پر توانا ہوتا۔ خیال خوانی کے ذریعے جوجو پر قبضہ جمائے رکھتا اور آرمر کو اس کے پاس پھٹکنے بھی نہ دیتا۔ بہرحال تقدیر مہربان تھی اور اسی تقدیر کی نامہربانی پر ماسک مین اور وہاں کے اعلیٰ حکام پریشان تھے۔ ایسے وقت جبکہ جوجو کا دماغی آپریشن کامیاب ہوگیا تھا، اس کے دماغ میں پاسکل بُوبا کی موجودگی بے حد لازمی تھی۔ اس سے بڑی بدبختی کیا ہوگی کہ ان کا ٹیلی پیتھی جاننے والا ناکارہ ہوگیا تھا۔

سونیا ٹہلنے کے انداز میں چلتی ہوئی کمرے سے باہر آئی۔ پاسکل بُوبا کا کمرا قریب ہی تھا۔ اس کے پاس ماسک مین کا نائب، دوسرے اعلیٰ حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران آتے جاتے رہتے تھے۔ ڈاکٹروں پر دباؤ ڈالتے رہتے تھے کہ اس کی ٹوٹی ہوئی انگلیوں کی تکلیف بالکل ختم کرنے کی کوشش کریں۔ تکلیف نہیں ہوگی تو وہ خیال خوانی کے قابل ہوسکے گا۔

سونیا کمرے میں پہنچی، وہاں نائب ماسک مین موجود تھا۔ اس نے سونیا سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا "مجھے خوشی ہے کہ تم چلنے پھرنے کے قابل ہوگئی ہو۔ ہم مسٹر پاسکل کے لیے پریشان ہیں۔ یہ ماننا پڑتا ہے کہ سونیا بہت ہی خطرناک اور چالباز تھی۔"

سونیا نے انجان بن کر پوچھا "وہ کیسے؟"

"اُس نے بظاہر پاسکل سے تمھاری عزت بچائی تھی لیکن اس بہانے انگلیاں توڑ کر اس نے پاسکل کو ناکارہ بنا دیا تھا۔ وہ چاہتی تھی کہ یہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے نہ تو جوجو کی نگرانی کرسکے اور نہ ہی اس کی دماغی حالت ہمارے سامنے تفصیل سے بیان کرسکے۔ وہ مکّار عورت جو کرتی تھی اس کے دُور رس نتائج نکلتے تھے۔ تمھاری جتنی بھی تعریفیں کی جائیں کم ہیں، تم نے اس مکّار کو ہمیشہ کی نیند سُلا دیا۔ جو کوئی نہ کرسکا وہ تم نے کر دکھایا۔"

پاسکل بُوبا نیند میں کسمسا رہا تھا۔ سونیا جانتی تھی کہ اس کی تبدیلی

نیند پوری ہو چکی ہے۔ میڈونا اُسے سُلا کر گئی تھی اور سونیا کو اس کی بیداری کا وقت بتا گئی تھی۔ اسی کے مطابق وہ اپنے کمرے سے نکل کر اس کے پاس آئی تھی۔ اس نے نائب ماسک مین سے کہا: "یہ بیدار ہو رہا ہے۔ اگر یہ میرے ملک کا وفادار نہ ہوتا تو میں اسے کبھی بیدار نہ ہونے دیتی۔"

"غصہ تھوک دو۔ تم بڑے دل گردے والی عورت ہو ــــ بڑی فراخ دل ہو۔"

پاسکل نے آنکھیں کھول دیں۔ چند لمحوں تک چھت کو دیکھتا رہا پھر اس نے نائب ماسک مین اور سونیا کو دیکھا۔ پیار مسکراہٹ کے ساتھ کہا: "مس تاتیانہ! پہلے تم نے گلدستہ بھیجا۔ اب ملنے آئی ہو۔ میں بہت خوش ہوں اور مجھے اپنی حرکتوں پر شرمندگی بھی ہے۔"

سونیا نے خشک لہجے میں کہا: "جو ہو گیا اُسے بھول جاؤ۔ ہمارے ملک کو تمہاری ٹیلی پیتھی کی سخت ضرورت ہے۔ کچھ اندازے سے بتاؤ کب تک خیال خوانی کے قابل ہو جاؤ گے؟"

"میں بڑی کمزوری محسوس کر رہا ہوں۔"

"تم مرد ہو، تنومند ہو۔ یوگا کی مشقیں کرتے رہتے ہو۔ آخر یہ کیسی کمزوری ہے جس پر تم قابو نہیں پا سکتے؟ کیا انگلیوں میں تکلیف ہے؟"

"بالکل نہیں۔ پلاسٹر چڑھانے کے بعد پھر کبھی تکلیف نہیں ہوئی۔ میں سمجھتا ہوں، سونیا نے کوئی ایسی حرکت کی تھی جو سمجھ میں نہیں آئی اور میں اعصابی کمزوریوں کا شکار ہو گیا۔ ڈاکٹروں کی بھی رپورٹ یہی ہے۔"

نائب ماسک مین نے پوچھا: "کیا تم اپنے دماغ میں پرائی سوچ کو محسوس کرتے ہو؟"

"ان حالات میں پرائی سوچ کی لہروں کا پتا نہیں چلتا۔"

نائب نے ڈاکٹر کو بلا کر حکم دیا اُس کی اعصابی کمزوریوں کو جلد سے جلد دور کیا جائے۔ پھر وہ سونیا کے ساتھ کمرے سے باہر آ کر بولا: "آرام کرو گی؟"

وہ ایک ہیلی کاپٹر میں وہاں سے روانہ ہوئے۔ ماسک مین کی رہائش گاہ کے چاروں طرف مسلح افراد پہرا دیتے تھے۔ اس کے علاوہ ایسے الیکٹرونک آلات نصب کیے گئے تھے جو چوری چھپے داخل ہونے والوں کو ظاہر کر دیتے تھے۔ تاتیانہ اور نائب ماسک مین کو سب جانتے تھے۔ اس کے باوجود وہ ایکسرے مشین اور دیگر الیکٹرونک آلات سے گزرتے ہوئے ماسک مین تک پہنچے۔ اس نے کہا: "مس تاتیانہ! تمہیں چلتے پھرتے دیکھ کر آدھی پریشانی دور ہو گئی ہے۔ اب آدھی پریشانی پاسکل کے سلسلے میں ہے۔ پتا نہیں وہ کب خیال خوانی کے قابل ہو سکے گا۔"

"میں اسی سلسلے میں آئی ہوں۔ اُس کی حالت دیکھ کر پتا چلتا ہے کہ ہم اگلے چوبیس گھنٹوں تک ٹیلی پیتھی کے ذریعے جوجو کی حفاظت نہیں کر سکیں گے۔"

"جوجو کے اطراف سخت پہرا ہے۔ دو ڈاکٹر اور دو نرسیں باری باری اسے اٹینڈ کرتے ہیں۔ اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے ان ڈاکٹروں اور نرسوں کے دماغ تک نہ پہنچ سکیں۔"

سونیا نے کہا: "آپریشن کے بعد جوجو ذہنی طور پر سنجیدہ اور بالغ ہو گئی ہے۔ اس کی سوچ بدل گئی ہے۔ کیا لہجہ بھی بدل گیا ہے؟"

"نہیں۔ آواز اور لہجہ وہی ہے۔ ڈاکٹروں نے کہا ہے جلد ہی اس کا لہجہ بھی تبدیل کر دیا جائے گا۔"

"یعنی ابھی آرمر اس کے دماغ میں پہنچ سکتا ہے یا پہنچ چکا ہے۔"

ماسک مین نے کہا: "ہم یہی سوچ کر پریشان ہو رہے ہیں۔ اگر آرمر نے کوئی چکر چلایا ہو گا تو ہمارے لیے دشواریاں پیدا ہو جائیں گی۔"

"کیا جوجو ہوش میں ہے؟"

"میں نے آدھا گھنٹا پہلے معلوم کیا تھا۔ ڈاکٹر نے بتایا، وہ کوئی دو گھنٹے پہلے ہوش میں آئی تھی، پھر نیند میں ڈوب گئی۔"

"پلیز آپ معلوم کریں، وہ ابھی تک نیند میں ہے یا بیدار ہو گئی ہے اور ڈاکٹر اُسے آرمر وغیرہ سے کس طرح دور رکھ سکتے ہیں؟"

نائب نے فون کے ذریعے رابطہ کیا۔ ڈاکٹر نے بتایا کہ وہ بیدار ہو گئی ہے اور سوالات کر رہی ہے کہ وہ کون ہے؟ اسے اپنا نام بھی یاد نہیں ہے۔ دوسرا ڈاکٹر اسے اپنے جوابات سے مطمئن کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

سونیا نے پوچھا: "جوجو کو اس کے متعلق کیا بتایا جا رہا ہے؟"

"یہی کہ وہ ایک روسی نژاد لڑکی ہے۔ اس کے والدین بچپن میں مر گئے تھے۔ یہاں کی سرکار نے اس کی پرورش کی، اسے ٹیلی پیتھی کا علم سکھایا۔ سپر ماسٹر کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ڈیگر نے اس کے دماغ میں زلزلے پیدا کیے تھے جس کے نتیجے میں وہ پچھلی زندگی بھول گئی ہے۔"

"کیا وہ یقین کر رہی ہے کہ وہ جوجو نہیں ہے؟ جس وقت ڈاکٹر یہ باتیں اسے سمجھا رہا ہو گا کیا اُس وقت آرمر دماغ میں نہ آ کر اس کے برعکس حقیقت نہیں بتا رہا ہو گا؟"

"ہاں، یہ ممکن ہے۔"

"میں ایسے وقت جوجو کا ردِ عمل دیکھنا چاہتی ہوں۔"

ماسک مین نے نائب سے کہا: "سیکیورٹی افسر کو حکم دو، ہماری روانگی کا انتظام کرے۔"

نائب کمرے سے باہر چلا گیا۔ ماسک مین نے کہا: "تاتیانہ! ہم بڑی مشکلات سے گزر رہے ہیں۔ ہمارے پاس جوجو اور پاسکل دو خیال خوانی کرنے والے ہیں مگر ابھی دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے رحم و کرم پر ہیں۔ اگر تم سونیا کو ختم نہ کرتیں تو وہ ہماری ان مشکلات

سے بہت فائدے اٹھاتی۔ تم نے بہت خطرناک بَلا سے ہمیں بچایا ہے۔"

فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ ماسک مین نے کہا: "تم جانتی ہو، میں کسی سے فون پر بھی بات نہیں کرتا۔ پلیز! تم اٹینڈ کرو۔"

سونیا نے ریسیور اٹھا کر کہا: "ہیلو، میں تاتیانہ ہوں، ماسک مین کا فون اٹینڈ کر رہی ہوں۔ تم کون ہو؟"

انٹیلی جنس کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا: "مس تاتیانہ! میں ابراہیم بول رہا ہوں۔ اس وقت پاسکل کے پاس ہوں۔ بڑی تشویش کی بات ہے۔ میڈونا پاسکل کے دماغ میں آ کر بول رہی ہے۔ کہتی ہے اگر ماسک مین نے اس سے گفتگو نہ کی تو وہ پاسکل کو ختم کر دے گی۔"

سونیا نے ماسک مین کو یہ بات بتائی۔ پھر اچانک سانس روک لی۔ ماسک مین اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ وہ خوش ہو کر بولی: "میری دماغی توانائی پوری طرح بحال ہو گئی ہے۔ ابھی شاید میڈونا میرے دماغ میں آنا چاہتی تھی، میں نے سانس روک لی۔"

پھر اس نے فون پر کہا: "مسٹر ابراہیم! وہ تمہارے دماغ میں رہ کر میری باتیں سن رہی ہے۔ اس سے کہو میرے دماغ میں آنے کی فضول کوشش نہ کرے۔ میں اسپتال آ رہی ہوں۔ وہ تمہارے اندر رہ کر گفتگو کرے گی۔ اس طرح اس کی باتیں ماسک مین تک پہنچتی رہیں گی۔"

اس نے ریسیور رکھ دیا۔ ماسک مین نے کہا: "ٹھیک ہے، میں ٹرانسمیٹر کے ذریعے تم سے رابطہ رکھوں گا۔ آخر جس بات کا اندیشہ تھا، وہی ہوا۔ کہیں ایسا نہ ہو، پاسکل کے دماغ میں میڈونا کے بعد دیگر افراد بھی پہنچ جائیں۔ میں بہت بے چین ہوں۔ بہتر ہے تم نہ جاؤ۔ یہاں سے ٹرانسمیٹر کے ذریعے ابراہیم سے رابطہ کرو۔ تم یہاں موجود رہو گی تو ہم آپس میں مشورے کر سکیں گے۔"

سونیا نے فون کا ریسیور اٹھا کر پھر ابراہیم سے بات کی۔ اس سے پوچھا: "کیا تمہارے پاس ٹرانسمیٹر ہے؟ میں اسپتال نہیں آؤں گی، یہاں سے گفتگو ہو گی۔"

معلوم ہوا اُس کے پاس ٹرانسمیٹر ہے۔ سونیا نے اس کی فریکوئنسی معلوم کی۔ اسی وقت نائب واپس آ گیا۔ ٹرانسمیٹر کے ذریعے رابطہ قائم ہوا۔ سونیا نے پوچھا: "ہیلو ابراہیم! کیا میڈونا موجود ہے؟"

دوسری طرف سے جواب ملا: "میں ابراہیم کی زبان سے میڈونا بول رہی ہوں۔ ماسک مین کو بتاؤ، میں اس کے پاسکل پر بہت بڑا احسان کر رہی ہوں۔ میں نے اس کے دماغ کو لاک کر دیا ہے۔ سپر ماسٹر کے ٹیلی پیتھی جاننے والے اُسے نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔"

اس کی باتیں ٹرانسمیٹر کے اسپیکر سے سنی جا رہی تھیں۔ سونیا نے کہا: "بے شک بہت بڑا احسان کر رہی ہو لیکن پاسکل کے دماغ میں رہ کر خطرے کی گھنٹی بجا رہی ہو۔ پیرس کے باس نے بتایا تھا کہ تم پارس کے ساتھ رہتی ہو، کیا یہ درست ہے؟"

"ہاں، درست ہے۔"

"اس کا مطلب ہے تمہارے پیچھے اس کی مکاری کوئی کام دکھا رہی ہے۔"

"ماسک مین بابا پاسکل کو بابا نے جس مکاری سے جوجو کو حاصل کیا ہے، اس کے جواب میں ہماری طرف سے بھی مکاری لازمی ہے۔"

"تم کیا چاہتی ہو؟"

"میں نہیں چاہتی، پارس اپنی شریکِ حیات کی واپسی چاہتا ہے۔"

"جوجو ہمارے پاس نہیں ہے۔ یقین نہ ہو تو اس کے دماغ میں جا کر دیکھ لو۔"

"میں اور آرمر کئی بار کوشش کر چکے ہیں۔ ہم نے اس کا دماغ بے حد کمزور پایا ہے۔ یقیناً وہ بے ہوشی کی حالت میں ہے۔"

"وہ ہمارے پاس نہیں ہے۔ دشمنوں نے اسے بے ہوشی کی حالت میں رکھا ہے۔ تم لوگوں کو اس کے پاس پہنچنے نہیں دیں گے۔"

"تاتیانہ! تمہاری بکواس پاسکل کو بابا کو جہنم میں پہنچا دے گی۔"

"بے شک، تم ایسا کر سکتی ہو مگر پاسکل کو ہلاک کر کے تم کون سا مسئلہ حل کر لو گی؟"

"جواب میں یہی کہہ سکتی ہوں کہ اس کے بعد ماسک مین کے پاس ٹیلی پیتھی جاننے والا نہیں رہے گا۔ رہ گئی جوجو تو آج نہ سہی پھر کسی موقع پر ہم اسے حاصل کر لیں گے۔"

سونیا نے کہا: "میڈونا! ابھی تم بچی ہو۔ کیا سونیا نے پارس کو یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ نادیہ کے روپ میں ماسکو جا رہی ہے؟ جاؤ، پارس سے پوچھو، اس کی سونیا ممّا کہاں ہے؟ جواب نہ ملے تو یقین کر لینا کہ وہ ہماری قید میں ہے۔ ہم نے اسے کوما میں رکھا ہے تاکہ دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کے دماغ تک نہ پہنچ سکیں۔"

میڈونا نے کہا: "ٹرانسمیٹر بند کر دو۔ میں تھوڑی دیر بعد رابطہ کروں گی۔"

سونیا نے ٹرانسمیٹر کو بند کر دیا۔ ماسک مین نے ہنستے ہوئے کہا: "واہ تاتیانہ! تم نے سونیا کا حوالہ دے کر اسے خوب اُلجھایا ہے۔ اب فرہاد کی پوری فیملی سونیا کے لیے پریشان ہو گی اور ہمارے سامنے گھٹنے ٹیک دے گی۔"

وہ بولی: "میں نے وقتی طور پر پاسکل کو بچا لیا ہے لیکن اب وہ اور آرمر جوجو تک پہنچنے کی کوشش کریں گے تاکہ ہمارے دونوں خیال خوانی کرنے والے اُن کی مٹھی میں رہیں۔ دوسری طرف حقیقت یہ ہے کہ سونیا ہماری قید میں نہیں ہے، اس کا وجود بھی دنیا میں نہیں ہے۔"

ماسک مین کی ہنسی پریشانی میں بدل گئی۔ اس نے نائب سے کہا: "فوراً ڈاکٹروں سے رابطہ کرو۔ انھیں حکم دو، کسی تنویمی عمل کرنے والے کو فوراً طلب کریں اور جوجو کے دماغ کو لاک کر دیں۔ ہم ابھی

آ رہے ہیں۔"

سونیا نے ابراہیم سے رابطہ قائم کر کے پوچھا "کیا میڈونا واپس آئی ہے؟"

"جی نہیں۔ آپ نے اُسے ایسا چکر دیا ہے کہ فرہاد کا پورا خاندان چکراتا رہے گا۔"

وہ ناگواری سے بولی "مسٹر ابراہیم! تم ایک غیر ذمّے دار افسر ہو۔ تم کہہ رہے ہو، میں نے میڈونا کو چکر دیا ہے۔ یعنی جھوٹ کہا ہے کہ سونیا ہماری قید میں نہیں ہے۔"

"مس تاتیانہ! حقیقت تو یہی ہے۔"

"اور وہ تمھارے دماغ میں چھپ کر یہ باتیں سُن سکتی ہے یا ابھی سُن رہی ہوگی۔ کیا تم اُسے اپنے اندر محسوس کر رہے ہو؟"

"جی نہیں، مجھے محسوس نہیں ہو رہا ہے۔ مجھ سے واقعی غلطی ہوگئی، مجھے ایسی باتیں نہیں کرنی چاہئیں، آیندہ محتاط رہوں گا۔"

"غلطی دانستہ ہو یا نادانستہ اس کے غلط نتائج سامنے آتے ہیں۔ اگر وہ تمھارے خیالات چھپکے سے پڑھے گی تو اسے سونیا کے متعلق حقیقت معلوم ہو جائے گی لہٰذا تم چھٹی کرو۔ وہ آئے گی تو اس سے کہنا تمھاری ڈیوٹی ختم ہوگئی ہے تم اُسے اپنے سینئر افسر ولاڈی کے دماغ میں پہنچا دو گے، ابھی ولاڈی سے رابطہ قائم کر کے اسے تمام باتیں سمجھا دو۔"

ماسک مین کی رہائش گاہ سے ان کی روانگی خفیہ طور پر ہوئی۔ راستے میں سونیا نے میڈونا کو محسوس کیا۔ وہ کو ڈور ڈ زادا کر کے کہہ رہی تھی "مما! کیا پھر ماسک مین سے گفتگو کروں؟"

"ابھی نہیں، یہ سمجھ رہے ہیں، میں نے سونیا کے بارے میں جھوٹ کہہ کر تمھیں اور فرہاد کے پورے خاندان کو اُلجھا دیا ہے۔ ابھی تم سب سونیا کے لیے پریشان ہو رہے ہو لہٰذا ان کی خوش فہمیوں کو قائم رکھو۔ میرے پاس آتی جاتی رہو، میں تمھیں ماسک مین کو چیلنج کرنے کا مناسب وقت بتاؤں گی۔"

"اچھی بات ہے۔ کیا میں جاؤں؟"

"ایک منٹ۔ کوئی تنویمی عمل کرنے والا جوجو کو معمولہ بنائے گا، آرمر سے کہو، وہ جوجو کے دماغ میں پہنچ کر اُسے عامل سے محفوظ رکھے۔"

وہ چلی گئی۔ سونیا، ماسک مین کے ساتھ پچھلی سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ ماسک مین جو دوستوں اور دشمنوں کے لیے بہت پُراسرار تھا، چند اہم افراد کے سوا کسی نے اُسے دیکھا نہیں تھا اور نہ ہی کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کی آواز سُن سکا تھا۔ سبھی نائب ماسک مین سے گفتگو کرتے تھے۔ اس کے ملک کے چند اہم افراد میں تاتیانہ کا بھی نام تھا۔ بے چارہ پُراسرار ماسک مین نہیں جانتا تھا کہ اس وقت وہ گاڑی کی پچھلی سیٹ پر اپنی موت کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے۔

ویسے یہ کوئی سمجھ نہیں پاتا کہ موت کب اس کے پاس آتی ہے اور تھوڑا وقت گزار کر اسے اور چند سانسیں لینے کے لیے چھوڑ جاتی ہے۔ اس یقین کے ساتھ کہ پھر جب بھی آئے گی اُسے دبوچ لے گی اور پھر پھڑانے بھی نہیں دے گی۔ یہ خوش فہمی دھری رہ جائے گی کہ وہ بار ہا موت سے بچتا رہا ہے اور بچتا رہے گا۔

ان کی گاڑی ایک ایسے احاطے میں داخل ہوئی جس کی دیواریں قلعے کی طرح اونچی اور مضبوط تھیں۔ فوج کے مسلّح سپاہی جگہ جگہ نظر آ رہے تھے۔ جب وہ دیری اپارٹمنٹ ملٹری اسپتال کے ایک کوریڈور میں پہنچے تو ماسک مین نے کہا "یہاں سے فرش پر بجلی کے خفیہ تار بچھے گئے ہیں۔ جوجو کے کمرے تک جو بھی راستہ جاتا ہے اس پر یہ تار بچھے ہوئے ہیں۔ ابھی ہماری آمد پر ان کا سوئچ آف کیا گیا ہے۔"

کوئی چھت اور روشن دان سے بھی نہیں آسکتا تھا۔ ہر جگہ خطرے کا الارم لگا ہوا تھا۔ ایک بڑے سے کمرے میں کئی ٹی وی سیٹ رکھے ہوئے تھے۔ کسی بھی حصّے سے جوجو کے کمرے میں جانے والا ان تمام ٹی وی اسکرینز پر دیکھا جاتا تھا۔ اس وقت بھی سونیا اور ماسک مین وہاں کے ایک حصّے سے گزرتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔

جوجو کو جہاں رکھا گیا تھا، وہاں صرف اسپتال کا بستر نہیں تھا، باقاعدہ بیڈ روم، سٹنگ روم اور ٹی وی لاؤنج وغیرہ تھے۔ سٹنگ روم میں ایک قد آور شخص نظر آیا جو بیٹھنے کی پوزیشن میں کھڑا ہوا الگ رہا تھا۔ اس کا صحت مند جسم دیکھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ وہ فری اسٹائل پہلوانی کرتا ہے۔ سر کے بال گردن سے نیچے تک بڑھے ہوئے تھے۔ چہرے پر ہلکی سی داڑھی تھی۔ جب اس نے سونیا کو آنکھ اُٹھا کر دیکھا تو وہ سمجھ گئی، ایسی آنکھیں کسی ہپناٹائز کرنے والے کی ہی ہو سکتی ہیں۔

اس کے ساتھ فوج کا ایک اعلیٰ افسر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے سونیا اور ماسک مین سے اس کا تعارف کرایا "یہ مسٹر الیگزنڈر راسپوٹین ہیں۔"

اس کے تعارف سے یاد آیا، زارِ روس کے دور میں راسپوٹین نامی ایک شخص نے زار کے محل میں رسائی حاصل کی پھر زار اور اس کی ملکہ کو اپنے عمل سے سحر زدہ کر لیا۔ اس کی آنکھیں بڑی خطرناک تھیں، وہ جسے دیکھتا تھا اُسے آنکھوں کی مقناطیسی کشش سے ہلنے نہیں دیتا تھا، جسے چاہتا تھا اپنا فرماں بردار بنا لیتا تھا۔

وہ جو الیگزنڈر راسپوٹین بیٹھا ہوا تھا، اُسی زارِ روس کے راسپوٹین کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ خوف ناک آنکھیں اور آنکھوں سے سحر زدہ کرنے کا کمال سینہ بہ سینہ اس کے حصّے میں آیا تھا۔ اُس نے تعارف کے دوران ماسک مین کو دیکھا تو ماسک مین نے نظریں جھکا لیں۔ موجودہ راسپوٹین کی آنکھیں یوں لگتی تھیں جیسے دو ناگ پھنکار مار کر ڈس رہے ہوں، اگر وہ نظریں نہ جھکاتا تو دماغ میں زہر پھیل جاتا۔

پھر اُس نے سونیا سے مصافحہ کرتے ہوئے اُسے دیکھا۔ وہ چاہتی تو اس سے نظریں ملا کر اس کی ساحری کا بھرم توڑ دیتی لیکن اپنی روحانیت کا کمال دکھا کر کسی طرح کا شبہ پیدا نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اس نے تاتیانہ کی حیثیت سے نظریں جھکا لیں۔ وہ مسکرا کر بولا "تم سے ملنے کی بڑی آرزو تھی۔ تمھارے جیسی حسین اور اسمارٹ لڑکی سے مل کر حقیقتاً خوشی ہو رہی ہے۔"

"میں بھی باکمال لوگوں سے مل کر بہت خوش ہوتی ہوں۔ کیا تم نے جوجو کے دماغ کو لاک کر دیا ہے؟"

وہ ہنسنے لگا۔ اگرچہ دھیمی آواز میں ہنس رہا تھا مگر آواز گونجتی ہوئی دلوں میں تھرتھراتی ہوئی سی لگ رہی تھی۔ وہ بولا "ایک ایسی لڑکی جس نے دماغی طور پر ابھی جنم لیا ہو اور جس کی دماغی سلیٹ بالکل خالی ہو، اُسے ٹرانس میں لانے کے لیے زیادہ محنت نہیں کرنی پڑتی۔ میں اُس پر ایک نظر ڈالتے ہی اس کے دماغ کو لاک کر دوں گا۔"

ماسک مین نے کہا "ذرا سی دیر ہمیں بہت نقصان پہنچائے گی، پلیز یہ کام ابھی کرو۔"

راسپوٹین نے کہا "میں تم سے پندرہ منٹ پہلے آیا ہوں۔ یہاں پہنچتے ہی عمل نہیں کر سکتا تھا۔ ویسے اب کرتا ہوں۔"

وہ بار بار سونیا کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اس نے مسکرا کر کہا "مس تاتیانہ! میرا کمال دیکھو، میرے ساتھ آؤ۔ میں چٹکی بجا کر جوجو کو معمولہ بنا لوں گا۔"

وہ بولی "ہم نے جوجو کو بڑی رازداری میں رکھا ہے۔ اگر تم اُسے معمولہ بناؤ گے تو وہ تمھاری تابعدار رہے گی۔ جبکہ اُسے ماسک مین کی یا میری وفادار رہنا چاہیے۔"

ماسک مین نے تائید کی "یہ ایک اہم نکتہ ہے مسٹر راسپوٹین! بُرا نہ ماننا، یہ سرکاری معاملات ہیں۔ کیا تم جوجو کو ہم میں سے کسی کی تابعدار بنا سکتے ہو؟"

وہ مسکرا کر بولا "ایسا میں کرتا نہیں ہوں لیکن تاتیانہ کے لیے کر سکتا ہوں۔"

ماسک مین فوجی افسر کے ساتھ وہیں بیٹھا رہا۔ راسپوٹین نے سونیا کی طرف ہاتھ بڑھا کر کہا "اپنا خوبصورت ہاتھ میرے ہاتھ میں دو۔ میں اسے تھام کر چلنا چاہتا ہوں۔"

"سوری! میں کسی مرد کو ہاتھ پکڑنے کی اجازت نہیں دیتی، پنجہ لڑانے کی دعوت دیتی ہوں۔ دعا کرو، کبھی ایسا وقت نہ آئے۔"

وہ آگے بڑھ گئی۔ راسپوٹین اس کے ساتھ چلتے ہوئے بولا "میں نے آج تک کوئی فری اسٹائل کشتی نہیں ہاری۔ ایسے میں مجھے مغرور ہونا چاہیے۔ تمھاری باتوں کا بُرا ماننا چاہیے لیکن میں تمھیں دیکھنے سے پہلے تمھیں چاہتا رہا جبکہ آج یہ چاہت اور بڑھ گئی ہے۔ کیا تھوڑی دیر کے لیے باہر ملاقات ہو سکتی ہے؟ دیکھو، انکار نہ کرنا۔ میں تمھارے بہت کام آ سکتا ہوں۔"

سونیا نے سوچا، دیکھیں یہ کس طرح کام آ سکتا ہے۔ اس نے باہر ملاقات کرنے سے انکار نہیں کیا۔ وہ بیڈ روم میں پہنچے۔ جوجو بستر پر بیٹی ہوئی تھی۔ وہ آنکھیں کھولے انھیں دیکھ رہی تھی۔ راسپوٹین سے نظریں ملتے ہی وہ دوسری طرف دیکھنے لگی، سونیا نے قریب آ کر کہا "ہیلو! تم کیسی ہو؟ کوئی تکلیف تو نہیں ہے؟"

وہ پہلی نظر میں پہچانی نہیں جاتی تھی۔ برین کے آپریشن سے پہلے اس کا سر مونڈا گیا تھا۔ اب پورے سر پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ پیشانی بھی پٹی میں چھپی ہوئی تھی۔ چہرے کا کچھ حصّہ کھلا ہوا تھا۔ اس نے سونیا کو اجنبی نظروں سے دیکھا اس کی بات کا جواب نہیں دیا۔ وہ کسی تاتیانہ کو دیکھ رہی تھی۔ اگر سونیا کی صورت دیکھتی تب بھی اسے پہچان نہیں سکتی تھی، وہ سب کچھ بھول چکی تھی۔

راسپوٹین نے کہا "بیٹی! مجھے دیکھو، مجھ سے آنکھیں ملاؤ، ہم باتیں کریں گے۔"

اس نے جھجکتے ہوئے دیکھا۔ پھر نظریں جھکانا چاہتی تھی مگر راسپوٹین کی شیطانی آنکھوں نے اُسے جکڑ لیا۔ وہ ایک دم سے پریشان ہو گئی، مٹھیاں بھینچنے لگی۔ وہ بہت بے چینی اور تکلیف محسوس کر رہی تھی، آہستہ آہستہ کراہ رہی تھی۔ پھر اس نے نظریں ہٹا لیں۔ آنکھیں بند کر کے کمزور آواز میں چیخنے لگی "مجھے بچاؤ۔ یہ آدمی مجھے مارنا چاہتا ہے۔ میں اس سے نظریں نہیں ملاؤں گی۔ میں آنکھیں نہیں کھولوں گی۔"

آرمر نے سونیا کے پاس آ کر کہا "اس عامل کی آنکھیں بڑی خوف ناک ہیں۔ میں جوجو کے دماغ میں رہ کر ان آنکھوں سے لڑ رہا تھا۔ آپ ان سے کہیں ابھی اس کا دماغ کمزور ہے، یہ ایسی زہریلی اور چبھتی ہوئی نظریں برداشت نہیں کر سکے گی۔ خدانخواستہ کوئی دماغی نقص پیدا ہو جائے گا۔"

اُس وقت راسپوٹین اپنی بھاری بھرکم آواز میں کہہ رہا تھا "لڑکی! میں حکم دیتا ہوں آنکھیں کھولو اور مجھ سے نظریں ملاؤ۔"

جوجو کی کمزور چیخیں سُن کر ماسک مین اور فوج کا اعلیٰ افسر آ گیا تھا۔ سونیا نے کہا "مسٹر راسپوٹین! تمھیں اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ آپریشن کو صرف چودہ گھنٹے گزرے ہیں۔ اس کے ٹانکے کچے ہیں، دماغ ابھی کچا ہے۔ یہ کچا دماغ تمھاری زہریلی نظروں کو برداشت نہیں کر سکے گا۔"

راسپوٹین نے کہا "تم اس لڑکی کے دماغ کو کمزور کہتی ہو، بلکہ گاڈ! آج سے پہلے میں نے اتنے مضبوط اعصاب کی لڑکی نہیں دیکھی۔ میری نگاہوں کی گرفت میں آنے کے بعد کوئی نظریں نہیں ہٹا سکتا۔ مگر اس لڑکی نے میری آنکھوں سے لڑتے لڑتے آخر نظریں ہٹا لیں۔ پتا نہیں ڈاکٹر نے کیسا آپریشن کیا ہے۔ اس کی قوتِ ارادی بہت ہی مضبوط اور غیر معمولی ہے۔"

"میں قوتِ ارادی کی نہیں، آپریشن کے بعد دماغی حالت کی بات

کر رہی ہوں۔ بہتر ہوگا تنویمی عمل سے پہلے ڈاکٹروں کو بلا کر اس کی ذہنی حالت کو اچھی طرح سمجھ لیا جائے۔"

سونیا کے اعتراضات اور مشورے کے مطابق ڈیوٹی پر حاضر رہنے والے ڈاکٹر کو بلایا گیا۔ وہ ایک مشین اور گراف اسکرین کے ذریعے اس کی ذہنی کیفیات کو سمجھنے لگا۔ آرمر جوجو کے دماغ میں رہ کر اس کے ذہن کو کمزور ثابت کر رہا تھا۔ یہ ثبوت مشین کے ذریعے اسکرین پر مل رہا تھا۔ ڈاکٹر نے کہا "آپ لوگ اس لڑکی کو تنہا چھوڑ دیں۔ آپریشن کے نتیجے میں اس کا دماغ کمزور ہے رفتہ رفتہ توانائی حاصل کرے گی۔ فی الحال تنویمی عمل نقصان دہ ثابت ہوگا۔"

آرمر نے اطمینان کی سانس لی۔ جوجو آنکھیں بند کیے ڈاکٹر کی باتیں سن رہی تھی۔ سوچ کے ذریعے بولی "شکریہ مسٹر آرمر! تم میرے اندر رہ کر توانائی پیدا نہ کرتے تو اس شیطان کی آنکھیں نہ جانے میرا کیا حشر کرتیں۔ میں تمہارا احسان کبھی نہیں بھلاؤں گی۔"

"بیٹی! میں تمہارا بڑا بھائی ہوں، تمہارا باپ ہوں اور باپ اپنے بچوں پر احسان نہیں کرتا۔"

"تم میرے بھائی ہو مگر ڈاکٹر کہتا ہے میرا کوئی نہیں ہے۔ تم مجھے جوجو کہتے ہو۔ ڈاکٹر میرا نام مولینا بتاتا ہے۔ مولینا آندروف۔"

"یہ لوگ سب جھوٹے ہیں، تمہارے دشمن ہیں۔ تمہاری ٹیلی پیتھی کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانے کے لیے تمہارا نام اور تمہاری شخصیت بدل رہے ہیں۔"

"مسٹر آرمر! برا نہ ماننا تم بھی دشمن ہو سکتے ہو اور ہو سکتا ہے مجھ سے فائدہ حاصل کرنے کے لیے میری مدد کو آتے رہتے ہو۔"

"میری سچائی کا ثبوت یہ ہے کہ میں کبھی تم سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کروں گا، تمہیں صرف ایسے مشورے دوں گا جن پر عمل کر کے تم دشمنوں کی سازشوں سے بچتی رہا کرو گی۔ دانشمندی یہ ہے کہ فی الحال تم مجھے آزمانے کے ساتھ انھیں بھی آزماؤ۔ وہ تمہیں مولینا آندروف کہتے ہیں۔ تم خود کو مولینا تسلیم کر کے انھیں مطمئن کر دو۔ جب تک اچھے برے اور دوست و دشمن دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی نہ ہو جائیں تم نہ جوجو ہو نہ مولینا۔ خدا نے تمہیں ذہانت دی ہے اپنی ذات کے متعلق آخری فیصلہ کرنے تک ایک گمنام ذہین لڑکی بن کر رہو۔ بہت جلد تمہیں اپنی صحیح منزل مل جائے گی۔"

"بے شک، یہ مخلصانہ مشورہ ہے۔ میں اس پر عمل کروں گی۔ پلیز اب جاؤ۔ میں تنہائی چاہتی ہوں۔"

"اچھا میں جا رہا ہوں خدا حافظ!"

"ٹھہرو، پہلے بھی تم نے ایک بار رخصت ہوتے وقت خدا حافظ کہا تھا۔"

"ہاں! ایسا مسلمان کہتے ہیں۔ تم اپنے شوہر کے تعلق سے مسلمان ہو۔"

"شوہر!" اس نے حیرانی سے پوچھا "کیا میری شادی ہو گئی ہے؟"

"ہاں! تمہیں بتانے کے لیے بہت سی باتیں ہیں مگر تمہارے دماغ پر ابھی معلومات کا بوجھ ڈالنا مناسب نہیں ہے۔ تمہیں زیادہ سے زیادہ آرام کرنا چاہیے۔"

"اس کا نام بتاؤ جسے میرا جیون ساتھی کہہ رہے ہو۔"

"اس کا نام پارس علی ہے۔ ویسے یہاں دشمنوں نے ایک ڈمی پارس بنایا ہوا ہے۔ یہ ڈمی پارس کیوں بنایا گیا ہے اس کی بھی ایک لمبی روداد ہے۔ میں پھر کبھی سناؤں گا۔ ابھی آرام کرو۔ خدا حافظ!"

وہ چلا گیا۔ اس کے نئے اور کورے دماغ میں خدا حافظ کے الفاظ آہستہ آہستہ گونج رہے تھے اور پارس کے متعلق سوچ رہی تھی، کیا واقعی میرا کوئی جیون ساتھی ہے، اگر ہے اور میں بھول چکی ہوں تو ماسک مین نے میرے برین کا آپریشن کرا کے مجھ سے دشمنی کی ہے۔ مجھ سے میری پچھلی زندگی اور پچھلے رشتوں کو چھین لیا ہے اور اگر آرمر غلط کہتا ہے میرا کوئی جیون ساتھی نہیں ہے تو ڈاکٹر کے بیان کے مطابق میں احمق سے ذہین بن گئی ہوں۔ یہ آپریشن مجھے ذہانت کی دنیا دے رہا ہے مجھے ماسک مین کا احسان مند ہونا چاہیے۔

یہ وہی جوجو تھی جو ننھی بچی کی طرح دوسروں کے اشاروں پر چلتی تھی۔ اس میں اپنے طور پر سوچنے سمجھنے اور فیصلہ کرنے کی صلاحیت نہیں تھی۔ اب وہی جوجو دونوں پہلوؤں پر غور کر رہی تھی اور بڑے اعتماد سے سوچ رہی تھی کہ وہ رفتہ رفتہ دوستوں اور دشمنوں کو سمجھنے کے ساتھ ساتھ اپنی حقیقت کو بھی پالے گی۔

ادھر ماسک مین ڈاکٹر سے پوچھ رہا تھا "کیا مس مولینا (جوجو) کے کمزور دماغ پر کوئی خیال خوانی کرنے والا قبضہ جما سکتا ہے؟"

ڈاکٹر نے کہا "میں ٹیلی پیتھی کے متعلق کچھ زیادہ نہیں جانتا۔ آپ ماہرین سے معلوم کریں۔"

سونیا نے کہا "میں بہت کچھ جانتی ہوں۔ تنویمی عمل میں سخت اور تحکمانہ انداز ہوتا ہے جبکہ خیال خوانی کی لہریں بڑی نرمی اور خاموشی سے پرائے دماغ کو اپنا محکوم بناتی ہیں۔ ویسے کمزور ذہن پر خیال خوانی کا اثر بھی کمزور ہوتا ہے۔"

ڈاکٹر نے کہا "ہاں یہ بات سمجھ میں آتی ہے۔ کمزور ذہن کی یادداشت بھی کمزور ہوتی ہے۔ ایسا شخص کوئی بات دیر تک یاد نہیں رکھتا۔ کوئی خیال خوانی کرنے والا مس مولینا کے دماغ میں کوئی بات نقش کرنا چاہے گا تو ناکام ہوگا، یہ بات رفتہ رفتہ وہ بھول جائے گی۔"

وہ لوگ طرح طرح کے دلائل سے خود کو اطمینان دلا رہے تھے۔ جبکہ سونیا جانتی تھی کہ آرمر نے جوجو کے دماغ کو لاک کر دیا ہے۔ اس کے سوا کوئی دوسرا خیال خوانی کرنے والا دماغ میں نہیں آ سکے گا۔ یہ تجربہ کرنے کے لیے میڈونا ایک بار اس کے دماغ میں گئی تھی۔ جوجو نے فوراً سانس روک لی تھی۔ اس کے فوراً بعد آرمر نے اس کے دماغ میں پہنچ کر دیکھا تو وہ بے چین ہو رہی تھی اور یہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ اس نے اچانک سانس کیوں روک لی تھی۔

سونیا، ماسک مین، ڈاکٹر اور راسپوٹین اس کمرے سے باہر آئے۔ سونیا نے ماسک مین سے کہا "میں الیگزنڈر راسپوٹین کے ساتھ جا رہی ہوں۔ ایک گھنٹے بعد اپنی رہائش گاہ میں رہوں گی۔ اس دوران میڈونا بات کرنا چاہیے تو ٹرانسمیٹر کے ذریعے مجھے اطلاع دی جائے۔ میں حاضر ہو جاؤں گی۔"

وہ اسپتال سے باہر آئے۔ راسپوٹین نے کہا "یہ میری خوش قسمتی ہے کہ تم میرے ساتھ کچھ وقت گزارو گی۔ میری کار حاضر ہے۔"

"سوری، تمہیں میری کار میں بیٹھنا ہوگا۔ میری کار میں ٹیلیفون اور ٹرانسمیٹر وغیرہ ہیں۔ کسی وقت بھی مجھے کال کیا جا سکتا ہے۔"

"میں اپنی کار یہاں نہیں چھوڑ سکتا۔ ویسے میری رہائش گاہ یہاں سے قریب ہے۔ ہم اپنی اپنی کار میں وہاں تک چلیں گے۔ پھر میں اپنی گاڑی چھوڑ کر تمہارے پاس آ جاؤں گا۔"

وہ دونوں اپنی اپنی گاڑی میں روانہ ہوئے۔ الیگزنڈر راسپوٹین نے اپنی رہائش گاہ کے احاطے میں گاڑی روک کر کہا "یہاں تک آ ہی گئی ہو تو میرے گھر کی کافی پی کر چلو۔"

"میں محتاط رہنے کی عادی ہوں کسی کے ہاں پانی تک نہیں پیتی۔ ویسے کسی کا دل بھی نہیں توڑتی۔ اس شرط پر کافی پی لیتی ہوں کہ کچن میں جا کر خود تیار کروں گی۔"

"مجھے منظور ہے۔"

وہ اپنی کار سے اتر کر اس کے ساتھ چلتی ہوئی بنگلے کے برآمدے میں آئی۔ راسپوٹین دروازے کے پاس آ کر رک گیا۔ دروازے کے ہینڈل کو غور سے دیکھنے لگا۔ سونیا نے پوچھا "کیا بات ہے؟"

وہ آہستگی سے بولا "پلیز، تم تھوڑی دیر کے لیے کار میں جا کر بیٹھو۔ میری غیر موجودگی میں کوئی یہاں آیا ہے۔ شاید وہ اندر موجود ہو، میں نہیں چاہتا تمہیں کوئی نقصان پہنچے۔"

"ایسی بات ہے تو تمہیں بھی اندر نہیں جانا چاہیے کیا تمہیں یقین ہے کہ یہاں کوئی ہے؟"

"ہاں، اس دروازے کے ہینڈل پر میں ہلکا سا نشان لگا کر جاتا ہوں۔ کوئی بھی اسے پکڑ کر دروازہ کھولنا چاہے تو وہ نشان مٹ جاتا ہے۔ یہ دیکھو، یہاں کوئی نشان نہیں ہے یعنی اس دروازے سے کوئی اندر گیا ہے۔"

اس نے اچانک ہی ہینڈل گھما کر دروازے کو زور کی لات ماری، دیوار کی آڑ میں ہو کر بولا "کون ہے، باہر آؤ۔"

اندر سے آواز آئی "میں ہوں زورو کوف۔ چلے آؤ۔"

اس نے اندر قدم رکھتے ہوئے دیکھا۔ ایک صوفے پر پہاڑ جیسا پہلوان بیٹھا ہوا تھا۔ راسپوٹین نے پوچھا "تم چوروں کی طرح اندر کیوں آئے ہو؟"

زوروکوف نے کہا "لفافہ کھلا ہو تو اندر کا مضمون پڑھا جا سکتا ہے۔ دروازہ کھولنے سے کھل جائے تو کوئی بھی اندر آ سکتا ہے۔ آہا! تمہارے ساتھ مس تاتیانہ ہے۔ اے دلیر اور حسین دوشیزہ! میں تمہاری قدر کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ ہمارے معاملات میں مداخلت نہیں کرو گی۔"

سونیا نے کہا "مجھے تم دونوں کے معاملات سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔"

راسپوٹین نے کہا "زورو! اگر تم فوراً چلے جاؤ تو تمہاری یہاں آنے کی غلطی معاف کر دوں گا۔"

زوروکوف اپنی جگہ سے اٹھ کر بولا "پچھلے دنگل میں تم نے سرگئی بھائی کا ایک بازو توڑ دیا تھا۔ اب وہ کشتی لڑنے کے قابل نہیں رہا۔ میں تمہیں بھی اس قابل نہیں چھوڑوں گا۔"

یہ کہتے ہی اس نے حملہ کیا۔ راسپوٹین اچھل کر پیچھے گیا پھر ایک فلائنگ کک ماری۔ زوروکوف لڑکھڑاتا ہوا صوفے پر گرا صوفہ اس کے بوجھ سے اس سمیت ہوتے دوسری طرف الٹ گیا۔ زورو اپنے نام کے مطابق زوردار تھا مگر وزن زیادہ ہونے کے باعث پھرتی نہیں دکھا سکتا تھا۔ وہ گرنے کے بعد اطمینان سے اٹھ رہا تھا، راسپوٹین نے اس کے منہ پر ایک لات ماری پھر گھوم کر دوسری لات جما دی۔ وہ مقابل کو سنبھلنے کا موقع نہیں دے رہا تھا۔ پہاڑ جیسے بھاری بھرکم پہلوان کی پٹائی کر رہا تھا۔ پھر اس نے گردن میں دونوں پاؤں کی قینچی ڈال کر کہا "تمہاری گردن کو ٹوٹنے سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ میرے داؤ کا توڑ کر سکتے ہو تو کرو۔"

وہ کوشش کر رہا تھا اور اپنی گردن پیروں کی قینچی سے نکالنے میں ناکام ہو رہا تھا۔ راسپوٹین نے سونیا سے کہا "تاتیانہ! تم قانون کی محافظ ہو۔ تمہارے سامنے میں اس کی گردن توڑ کر ہلاک نہیں کر سکوں گا۔ پلیز، مجھے اجازت دو۔ میں تمہیں دکھانا چاہتا ہوں کہ مجھے گردن توڑنے میں کتنی مہارت حاصل ہے۔"

وہ بولی "دو پہلوانوں کو کشتی کے دوران ایک دوسرے کو زخمی کرنے یا ہاتھ پاؤں توڑنے کی اجازت مل جاتی ہے مگر قتل کرنے کی اجازت نہیں ملتی۔"

اس نے زورو کی گردن چھوڑ دی۔ اچھل کر دور ہو گیا۔ وہ اپنی گردن سہلاتا ہوا اٹھنے لگا۔ راسپوٹین نے کہا "مجھے دیکھو۔"

زورو نے دیکھا تو اس کی آنکھوں سے نظریں نہ ہٹا سکا۔ وہ آنکھیں دو خنجروں کی طرح اس کے دماغ میں پیوست ہو رہی تھیں۔ وہ سوچ کر آیا تھا کہ راسپوٹین سے آنکھیں نہیں ملائے گا۔ پہلے اچھی طرح اس کی پٹائی کرے گا زخمی ہونے کے بعد پھر ان آنکھوں میں سحر زدہ کرنے والی برق رفتاری نہیں رہے گی۔ جب وہ زخموں سے چور ہوگا دماغ کمزور ہوگا تو آنکھوں کی کشش بھی کمزور پڑ جائے گی ایسے وقت وہ

سب سے پہلے اس کی آنکھیں پھوڑ دے گا۔

راسپوٹین نے بھی کچھ یہی سوچا تھا کہ زوروو کافی زوردار ہے۔ آنکھوں کے سحر میں نہیں آئے گا۔ پہلے اسے زخموں سے نڈھال کرنا ہوگا۔ پھر یہ جسمانی اور دماغی کمزوریوں کے باعث نظریں ملا کر ہٹا نہیں سکے گا اور اب یہی ہو رہا تھا۔ وہ گھٹنے ٹیک رہا تھا مگر سر اٹھائے نظریں ملائے جا رہا تھا۔ راسپوٹین تھوڑی دیر تک اسے گھورتا رہا، اپنی نگاہوں سے چپ چاپ اسے اپنا معمول بناتا رہا پھر اپنی گرجتی اور گونجتی ہوئی آواز میں حکم دیا۔ "اپنا ایک بازو میرے حوالے کر دو۔"

زوروو نے ایک بازو اس کی طرف بڑھا دیا۔ راسپوٹین نے اسے داؤ پیچ میں لیا۔ پھر ایک زبردست جھٹکا دیا۔ زوروو کے حلق سے دردناک چیخ نکلی۔ اس کا وہ بازو ٹوٹ گیا تھا اور وہ فرش پر گر کر تڑپ رہا تھا۔

راسپوٹین نے فون کے پاس آکر ریسیور اٹھایا۔ نمبر ڈائل کیے پھر چند سیکنڈ کے بعد کہا۔ "ہیلو آفیسر! میں الیگزینڈر راسپوٹین بول رہا ہوں۔ آپ میری رہائش گاہ جانتے ہیں، یہاں ایک پہلوان مجھے نقصان پہنچانے کی نیت سے آیا تھا۔ میں نے اس کا بازو توڑ دیا ہے۔ مس تاتیانہ یہاں موجود ہیں۔ یہ میرے حق میں گواہی دیں گی۔"

افسر نے فوراً آنے کا وعدہ کیا۔ راسپوٹین نے ریسیور رکھ کر کہا۔ "تاتیانہ! تم اپنے ہاتھوں سے کافی بنانے والی تھیں۔ آؤ میں کچن دکھاتا ہوں۔"

وہ زوروو کو تڑپتا چھوڑ کر کچن میں آگئے۔ سونیا نے کافی تیار کرتے ہوئے کہا۔ "تم شہ زور بھی ہو اور داؤ پیچ کے استعمال میں مہارت بھی رکھتے ہو۔"

وہ خوش ہو کر بولا۔ "سنا ہے تم بھی کچھ کم نہیں ہو۔"

"تم سے کم ہوں کیونکہ میں آنکھوں سے سحر زدہ کرنا نہیں جانتی۔"

"میں اور بھی کمالات جانتا ہوں۔ مثلاً تاش کے پتوں سے قسمت کا حال بتا سکتا ہوں۔ تمہارے چہرے، آواز اور لہجے سے تمہارا چال چلن بتا سکتا ہوں۔ اگر تم مجھ سے نظریں ملاؤ گی تو تمہارے اندر کی تمام چھپی ہوئی باتیں باہر لا سکتا ہوں۔ آزمائش شرط ہے۔"

سونیا نے ایک پیالی اسے دیتے ہوئے کہا۔ "کوئی اپنے اندر کی معمولی سی بات بھی کسی کو نہیں بتانا چاہتا۔ جبکہ میرے اندر بہت سے سرکاری راز چھپے ہوئے ہیں۔ میں تم سے کبھی نظریں نہیں ملاؤں گی۔"

پولیس افسر وہاں آیا۔ اس نے سونیا کو دیکھ کر سلام کیا۔ سونیا نے کہا۔ "زوروکوف کو یہاں سے لے جا کر طبی امداد دو۔ غلطی اسی کی ہے۔"

سپاہی اس پہاڑ کو سہارا دے کر لے گئے۔ راسپوٹین نے کافی پینے کے دوران میز پر تاش کے پتے پھیلا دیے۔ پھر کہا۔ "ان میں سے تین پتے اپنی پسند سے اٹھا لو۔"

سونیا نے دکی کے تین پتے اٹھا لیے۔ راسپوٹین نے تین دکیوں کو گڈی میں رکھ کر پھینٹنا شروع کیا۔ اچھی طرح پھینٹنے کے بعد تمام پتے میز پر اوندھے پھیلا دیے۔ اب وہ نظر نہیں آ رہے تھے کہ کون سا پتا کیا ہے۔ وہ بولا۔ "اب ان میں سے تین پتے اٹھاؤ۔"

سونیا نے اندازے سے تین پتے لیے پھر انھیں الٹ دیا۔ وہ تین اِکے تھے۔ راسپوٹین نے حیرانی سے ایک بار سونیا کو اور دوسری بار پتوں کو دیکھا۔ وہ بولی۔ "کیا ہوا؟"

اس نے کہا۔ "تم پُراسرار ہو۔ تمہارا ظاہر کچھ ہے اور باطن کچھ۔ تم نے خود کو بہت معمولی اور چھوٹا ثابت کرنے کے لیے تین دُکیاں اٹھائیں لیکن مقدر نے تمہارے ہاتھوں میں تین اِکے پہنچا دیے۔"

"میں اتنا جانتی ہوں، یہ تین پتے سب سے بڑے ہوتے ہیں۔ یہ کسی پتے سے مات نہیں کھاتے لیکن یہ میرے بارے میں کیا بتاتے ہیں؟"

"یہی کہ تم دوسروں پر حاوی رہتی ہو۔ ہر مقابل کو مات دیتی ہو۔ ہر مسئلے کو بڑی ذہانت سے حل کرتی ہوئی آگے بڑھتی جاتی ہو۔ تین اِکوں کی طرح بین الاقوامی شہرت رکھتی ہو۔ سب سے حیرانی کی بات یہ ہے کہ کوئی بیماری تمہارے قریب نہیں آتی۔ ایسا اس کے ساتھ ہوتا ہے جس کے اندر روحانیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہے۔ تم تو کمیونسٹ ہو۔ خدا اور مذہب کو نہیں مانتیں پھر تمہارے اندر روحانیت کیسے پیدا ہو سکتی ہے؟ ان پتوں کے مطابق تم پچھلے کئی برسوں سے بیمار نہیں پڑیں جبکہ پچھلے دنوں تم سخت بیمار رہی تھیں۔ میں نے اخبارات میں پڑھا تھا تم بیماری کے بعد چھٹیاں گزارنے کے لیے برلن گئی تھیں۔ تعجب ہے! تم کچھ ہو، پتے کچھ کہتے ہیں۔"

سونیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "میں طویل بیماری کے بعد پچھلے دنوں ڈیوٹی پر آئی ہوں۔ یہ اٹل حقیقت ہے۔ تاش کے پتے اور ہاتھ کی لکیریں اٹل سچائیاں بیان نہیں کر سکتیں۔ موجودہ حالات میں تم تاش کے پتوں کو اہمیت دو گے یا میرے وجود کی سچائی کو؟"

"میں اُلجھن میں ہوں۔ تاش کے پتوں نے مجھے کبھی غلط بات نہیں بتائی لیکن میں تاتیانہ کو جوجو یا کوئی دوسری لڑکی نہیں کہہ سکتا۔ تم جو ہو، وہی ہو۔ بائی دی وے اپنا بایاں ہاتھ دکھاؤ۔ میں لکیریں پڑھوں گا۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی۔ "کچھ لوگ عورت کا ہاتھ پکڑنے کے لیے علم نجوم کا سہارا لیتے ہیں۔ چلو اٹھو، باہر چلتے ہیں۔"

اس نے ہاتھ کی لکیریں دیکھنے پر اصرار نہیں کیا۔ اس کے ساتھ باہر آکر دروازے کو لاک کیا۔ پھر اس کی کار میں اگلی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "ہاتھ کی لکیروں پر خوب یاد آیا۔ میں نے دو دن پہلے ایک ایسے شخص کا ہاتھ دیکھا تھا جو سوسائٹی میں بہت ہی معزز ہے لیکن لکیریں بتا رہی تھیں کہ وہ دوغلی زندگی گزار رہا ہے۔"

سونیا نے کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھاتے ہوئے پوچھا۔ "کون ہے وہ؟"

"اس کا نام نکولائی جوزف ہے۔ میں نے اس کی حقیقت معلوم کرنے کے لیے تاش کے پتے اس کے سامنے رکھے۔ اس نے بھی دوبار تین تین پتوں کو اٹھایا۔ ایک بار دیکھ کر دوسری بار دیکھے بغیر۔ پھر

پتوں نے بتایا، وہ محبِ وطن نہیں ہے اور کسی دوسرے ملک کے لیے کام کرتا رہتا ہے۔"

وہ بولی۔ "میرا تعلق انٹیلی جنس ڈپارٹمنٹ سے ہے۔ میں ایسے وطن دشمن سے ابھی ملنا چاہوں گی۔ اس کا ٹھکانا بتاؤ۔"

"کیا میں فون پر معلوم کروں کہ وہ ابھی کہاں مل سکتا ہے؟"

سونیا نے اثبات میں سر ہلایا۔ اس نے کارڈلیس ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کیے۔ پھر رابطہ قائم ہونے پر کہا۔ "میں راسپوٹین بول رہا ہوں۔ اس وقت نکولائی کہاں ہوگا؟"

دوسری طرف سے آواز آئی۔ "شام ہو چکی ہے، وہ اپنے بنگلے میں بیٹھا شراب سے شغل کر رہا ہوگا۔"

راسپوٹین نے فون کو آف کر کے رکھتے ہوئے کہا۔ "ہائی وے پر چلو۔ وہ شہر سے باہر سنڈریلا ٹاؤن میں رہتا ہے۔"

سونیا نے گاڑی ہائی وے کی سمت موڑ دی۔ اسی وقت میڈونا نے آکر کوڈ ورڈز ادا کیے۔ سونیا نے کہا۔ "اچھے وقت آئی ہو۔ میرے ساتھ راسپوٹین بیٹھا ہوا ہے۔ یہ بہترین دوست بھی ہو سکتا ہے اور بدترین دشمن بھی۔ یہ تنویمی عمل کا ماہر ہے، ایک صحت مند پہلوان ہے، اس کے دماغ میں کبھی نہ جانا۔ ابھی جس سے ملنے جا رہی ہوں، شاید اس کے دماغ میں جا سکو۔ ابھی آدھے گھنٹے کے لیے جا سکتی ہو۔ مجھے آرمتی اور علی تیمور کی کوئی خبر نہیں مل رہی۔ کیا تم علی کے پاس گئی تھیں؟"

"جی ہاں، آخری بار جب رابطہ ہوا تو علی تیمور، ماما کے ساتھ ایک فلائنگ مشین پر سفر کر رہے تھے۔ وہ اور اعلیٰ بی بی صرف سپر ماسٹر کے فوجیوں سے ہی نہیں، یہودی تنظیم کے گوریلوں سے بھی ٹکراتے رہے ہیں۔"

"آرمی سے پوچھو، جوجو کی ذہنی حالت کیسی ہے؟ اس کے بعد ماسکل کے دماغ میں جھانک کر آؤ۔"

وہ چلی گئی۔ سونیا ڈرائیو کرتی ہوئی سوچتی رہی، ونڈ اسکرین کے پار دیکھتی رہی۔ راسپوٹین نے پوچھا۔ "تم نکولائی جوزف کو جانتی ہوگی؟"

"یہ نام سنا ہے، شاید دیکھا بھی ہو۔"

تاتیانہ کا رول ادا کرنے میں یہی دشواری تھی۔ وہ آرمی کی مدد سے بڑی انٹیلی جنس اور اہم سرکاری افسران کو پہچان لیتی تھی لیکن عام سماجی شخصیات کو جاننا ممکن نہیں تھا۔ ایسے لوگ سیکڑوں ہزاروں کی تعداد میں ہو سکتے تھے۔ راسپوٹین نے کہا۔ "تم بہت ذہین ہو۔ تمہاری قسمت بھی خوب ہے۔ اگر نکولائی سے پہلے کبھی ملاقات ہوئی ہوتی تو تم اُسے کبھی نہ بھلاتیں۔ کیا میں درست کہہ رہا ہوں؟"

"ہاں یہی بات ہے مگر طویل بیماری نے میرے حافظے پر اثر ڈالا ہے۔ میں کچھ اہم اور غیر اہم باتیں بھولنے لگی ہوں۔"

"تمہیں اس سلسلے میں ڈاکٹر سے رجوع کرنا چاہیے۔ یہ حافظے کی کمزوری تمہیں نقصان پہنچا سکتی ہے۔"

"میں ڈیوٹی پر آتے ہی سونیا (جوجو) کے معاملے میں مصروف ہو گئی ہوں۔ ویسے میں اپنے لیے وقت نکالوں گی۔"

میڈونا آکر رپورٹ دینے لگی۔ جب راسپوٹین سونیا سے باتیں کرتا تو وہ چپ رہتی تھی۔ جب وہ چپ ہوتے تو وہ رپورٹ سنانے لگتی تھی۔ جوجو نارمل تھی اور بستر پر لیٹی اپنے متعلق سوچ رہی تھی۔ کبھی وہ ماسک مین کی طرف مائل ہوتی تھی، کبھی آرمی کی محبت اور سچائی سے متاثر ہوتی تھی۔

پھر میڈونا نے بتایا۔ "ماسکل بہت گھبرایا ہوا ہے۔ اُسے یقین نہیں ہے کہ میں اُسے زندہ چھوڑ دوں گی۔ ایک فوجی افسر یقین دلا رہا ہے کہ میں اسے نہیں ماروں گی کیونکہ سونیا ماسک مین کی قید میں ہے۔ سونیا اور جوجو کی بھلائی کے لیے میں اُس کا بھی بھلا چاہتی رہوں گی۔"

وہ رپورٹ سناتے سناتے رک گئی۔ راسپوٹین، سونیا کو گائیڈ کر رہا تھا۔ سونیا اس کے مطابق ڈرائیو کرتی ہوئی ایک بنگلے کے سامنے پہنچ گئی تھی۔ راسپوٹین نے گاڑی سے اتر کر احاطے کا گیٹ کھولا۔ وہ کار اندر لے آئی۔ اس سے پوچھا۔ "کیا وہ یہاں تنہا رہتا ہے؟"

"ہاں، میں کال بیل کا بٹن دباؤں گا۔ دروازہ کھلنے تک تم سامنے نہ آنا۔ ایک ملٹری لیڈی افسر کو دیکھ کر شاید وہ گھبرا جائے۔"

وہ دونوں بنگلے کے دروازے پر آئے۔ اُس نے بیل کا بٹن دبایا۔ سونیا دیوار کی آڑ میں کھڑی ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد اندر سے کسی نے پوچھا۔ "کون ہے؟"

راسپوٹین نے کہا۔ "میری آواز لاکھوں میں پہچانی جاتی ہے۔"

"آہا مسٹر الیگزینڈر راسپوٹین۔ ۔ ۔" دروازہ کھل گیا۔

وہ اندر قدم رکھتے ہوئے بولا۔ "زیادہ خوش ہو کر دانت نہ نکالو۔ مس تاتیانہ تشریف لائی ہیں۔"

سونیا سامنے آئی پھر کمرے میں پہنچ گئی۔ نکولائی گھبرا رہا تھا۔ راسپوٹین نے دروازے کو اندر سے بند کر دیا۔ پھر دور رکھے ہوئے انٹر کام کے پاس جا کر ریسیور اٹھا کر کہا۔ "ہیلو، میں بول رہا ہوں۔ نو ڈور، نو ونڈو، نو وزیٹنگ لیٹر۔"

"آل رائٹ سر۔"

اُس نے ریسیور رکھ کر کہا۔ "نکولائی! تم تاتیانہ سے پہلے بھی مل چکے ہو؟"

نکولائی نے کہا۔ "ہاں، ہم ایک دوسرے کو اچھی طرح پہچانتے ہیں مگر یہاں مادام کی موجودگی سمجھ میں نہیں آئی۔"

راسپوٹین نے ہنستے ہوئے کہا۔ "تم تاتیانہ کو پہچانتے ہو لیکن یہ تمہیں نہیں پہچانتی جبکہ تم نے یہودی تنظیم کے ایک ایجنٹ کی نشان دہی کی تھی اور تمہاری مدد سے تاتیانہ نے اسے گرفتار کیا تھا۔ یہ صرف چند ماہ پہلے کی بات ہے۔ اب بتاؤ تاتیانہ! تمہاری یادداشت آخر کتنی کمزور ہو گئی ہے؟"

سونیا تن گئی۔ اس نے دونوں ہاتھ کمر پر رکھے پھر کہا۔ "راسپوٹین! تم کوئی زبردست کھیل شروع کرنے کے لیے مجھے یہاں لائے ہو؟"

"ہاں کچھ ایسا ہی ہے۔"

"کیا تم نے تاش کے پتوں سے یہ نہیں پوچھا کہ تمھاری سانسیں کتنی رہ گئی ہیں؟"

"پلیز تاتیانہ! چیلنج نہ کرو۔ اس لمحے تک میرے دل میں تمھارے لیے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ آج تم نے مجھے نہ پہچان کر اُلجھا دیا ہے۔ اسپتال میں اس فوجی افسر نے میرا تعارف کرایا اور تم نے اجنبی بن کر مجھ سے مصافحہ کیا۔ جبکہ چار ماہ پہلے ہماری طویل ملاقات ہو چکی ہے۔ تم خود میرے پاس آئی تھیں۔ کچھ یاد آیا؟"

وہ ناگواری سے بولی "تم میرا امتحان نہ لو۔ بولتے جاؤ میں کیوں آئی تھی؟"

"میں بڑی حد تک سچی پیشین گوئی کرتا ہوں۔ میری شہرت سن کر تم میرے پاس آئی تھیں۔ ہمارے درمیان بہت سی باتیں ہوئیں۔ ان میں خاص بات یہ ہے کہ میں نے آج کی طرح اُس روز بھی تمھارے سامنے تاش کے سیدھے پتے رکھے تھے اور کہا تھا۔ پتے دیکھو اور اپنی پسند کے تین عدد نکال کر مجھے دو۔ جانتی ہو تم نے کون سے تین پتے پسند کیے تھے؟"

"میں سُن رہی ہوں۔"

"تم نے تین اِکے نکالے۔ یہ انتخاب ظاہر کرتا ہے کہ تم اندر سے مغرور ہو اور خود کو سب سے برتر سمجھتی ہو۔ اس کے برعکس تم نے آج تین دُکیاں پسند کر کے ظاہر کیا کہ تمھارے اندر خاکساری ہے، تم مغرور نہیں ہو، خود کو دوسروں سے برتر نہیں سمجھتی ہو۔ چار ماہ پہلے کی تاتیانہ میں اور آج کی تاتیانہ میں زمین و آسمان کا فرق کیسے پیدا ہو گیا؟"

"کوئی سوال نہ کرو۔ بولتے جاؤ۔"

"اگر میں یہ سمجھ لوں کہ آج تم نے جان بوجھ کر غلط پتے اُٹھائے تھے تو مقدر کے پتے غلط نہیں ہو سکتے۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ تم نے سوچ سمجھ کر تین اِکے پسند کیے اور مقدر نے بغیر دیکھے ہوئے تمھارے ہاتھوں میں تین دُکیاں دیں۔ اس کا مطلب ہے تمھاری برتری بہت جلد ختم ہونے والی ہے اور جو تم سے برتر ہے اُس کے ہاتھوں تمھاری زندگی تمام ہونے والی ہے۔"

"یعنی میں مرنے والی تھی مگر ابھی تک زندہ ہوں؟"

"ہاں، میرے حساب سے تمھیں مر جانا چاہیے تھا۔ میرا حساب غلط کیوں ہوا، یہ معلوم کرنے کے لیے میں تمھیں اپنی رہائش گاہ تک لے گیا۔ وہاں پھر تمھارے ذریعے تاش کے پتوں سے پوچھا تو بات بالکل برعکس نکلی، یعنی تم نے دیکھ سمجھ کر تین دُکیاں پسند کیں اور مقدر نے تمھارے ہاتھوں میں تین اِکے پہنچا دیے۔"

"اس کا مطلب کیا ہوا؟"

"یہ ہوا کہ تم قتل ہونے والی نہیں ہو، قتل کرنے والی ہو۔ تم نے اس تاتیانہ کو قتل کیا ہے جس کے مقدر میں دُکیاں آئی تھیں۔"

سونیا نے پوچھا "کیا تمھیں تاش کے پتوں پر اتنا بھروسا ہے کہ تم مجھے کسی تاتیانہ کی قاتلہ سمجھ رہے ہو؟"

"بیماری کے بعد یادداشت اتنی کمزور نہیں ہو سکتی کہ تم مجھے بھی نکولائی کو بھلا دو۔ میں نے تاتیانہ کے ہاتھ کی لکیریں بھی دیکھی تھیں۔ لاؤ اپنا ہاتھ دکھاؤ۔ ابھی فرق معلوم ہو جائے گا۔"

اسی وقت میڈونا نے آ کر کہا "نکولائی جوزف کا دماغ ... ہے کہ یہ لوگ سپر ماسٹر کے ایجنٹ ہیں۔ اور بھی چار جاسوس ان کے ... میں ہیں، ان سب کا لیڈر راسپوٹین ہے۔"

سونیا نے کہا "راسپوٹین! تم میرا ہاتھ دیکھنا چاہتے ہو ... ہاتھ دکھاؤں گی تو دن میں تارے نظر آنے لگیں گے۔ ویسے میں ... ہاتھ کی لکیریں دیکھے بغیر بتا سکتی ہوں کہ تم سپر ماسٹر کے چمچے ہو۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا "اب صاف صاف باتیں ہوں گی ... سے ماریہ کو اغوا کر کے ماسکو لایا گیا ہے، یہ بات ہمیشہ زیرِ بحث ہے کہ طیارے میں نادیہ نہیں تھی، اُس کے بھیس میں سونیا تھی ... میں پورے یقین سے کہتا ہوں کہ تم سونیا ہو۔"

"میں جو ہوں وہی رہوں گی۔ دنیا کا کوئی قانون تاش کے ... اور علمِ نجوم کی شہادت کو نہیں مانتا۔ تم اپنے دادا پردادا ... طرح روسی عوام کے دشمن ہو۔ میرے ملک کے غدار ہو۔ میں تمھیں سلاخوں کے پیچھے پہنچاؤں گی۔"

راسپوٹین نے زوردار قہقہہ لگایا۔ پھر کہا "تم میرے ... ڈگمگا رہی ہو۔ چلو مان لیتا ہوں، علمِ نجوم اور تاش کے پتے کبھی غلط نتیجہ بھی پیش کرتے ہیں لیکن تم تاتیانہ ثابت ہو گی تو یہاں ... زندہ نہیں جا سکو گی۔"

"اور تمھارے علم کے مطابق میں اگر سونیا ہوں تو کیا زندہ چھوڑ دو گے؟"

وہ ہنستے ہوئے اپنے دونوں کان پکڑ کر بولا "اگر تم سونیا ... ہمیں اپنی زندگی کی فکر پڑ جائے گی۔ میں اسی لیے دوستانہ انداز ... تمھیں یہاں لایا ہوں۔ ہمیں ایک دوسرے کے سامنے بالکل ... ہو جانا چاہیے۔ میں وعدہ کرتا ہوں، اگر تم سونیا ہو تو میں جوجو کو ... سے نکال لے جانے کے لیے تمھارا ساتھ دوں گا۔ دیکھو یہ روس ... یہاں قدم قدم پر پہرا ہے۔ جوجو کو اس ملک سے باہر لے جا... بہت دور کی بات ہے، اُسے اسپتال کے دروازے سے نکا... ناممکن ہے۔"

"اور تم ناممکن کو ممکن بنا دو گے؟"

"مجھے آزما کر دیکھ لو۔"

"ضرور۔ میں تمھیں آہنی سلاخوں کے پیچھے بند کر کے آزماؤں گی ... جوجو کو اس ملک سے باہر لے جانے کا دعویٰ کرنے والا خود لوہے کی سلاخوں سے کس طرح باہر آئے گا۔ وہیں پہنچ کر تمھیں یقین آئے گا کہ میں تاتیانہ ہوں۔"

نکولائی جوزف نے کہا "راسپوٹین! اس کا مزاج اور ڈیوٹی کی پابندی ثابت کر رہی ہے کہ یہ حقیقتاً تاتیانہ ہے۔"

راسپوٹین نے گھورتے ہوئے کہا "آج تم ڈیوٹی پوری کرنے کی حسرت لے کر دنیا سے جاؤ گی۔ میں نے یہاں آتے ہی انٹرکام کا رسیور اٹھا کر دوسرے کمرے سے رابطہ قائم کیا تھا اور اپنے ایک ماتحت سے کہا تھا۔ ٹو ڈو، ٹو ڈو تھری اور ٹو ڈی لیٹر۔ اس کا مطلب تھا یہاں کے تمام دروازے، کھڑکیاں اور روشن دان بند کر دیے جائیں۔ یہاں ہر دروازے، کھڑکیوں کے ساتھ فاضل شٹر ہیں، جو صرف ایک بٹن کے دبانے سے بند ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد یہاں پھنسنے والا شکار اپنی زندگی میں باہر نہیں نکل پاتا۔ ہاں، اس کی لاش باہر پھینک دی جاتی ہے۔"

سونیا نے چاروں طرف گھوم کر دیکھتے ہوئے پوچھا "کیا تم نے مجھے پھانس لیا ہے؟ کیا میں یہاں سے باہر نہیں جا سکوں گی؟"

"میں نے کہا نا، یہ خودکار سسٹم ہے۔ کوئی اپنے ہاتھوں سے، اپنی مرضی سے اور اپنی ذہانت سے یہاں کا ایک بھی دروازہ نہیں کھول سکے گا۔"

وہ سوئچ بورڈ کی طرف بڑھتے ہوئے بولی "اگر میں یہاں سے نکل کر دکھا دوں تو؟"

وہ ہنستے ہوئے بولا "سوئچ بورڈ کے پاس جا کر اندھیرا کرنا چاہتی ہو تو جاؤ، اندھیرا کر دو، اُجالا کر دو۔ سونیا ہو تو خدا کو پکارو۔ تاتیانہ ہو تو لینن کو پکارو۔ پھر بھی کوئی دروازہ نہیں کھلے گا۔ موت تمھارا مقدر بن چکی ہے۔"

وہ سوئچ بورڈ کے پاس سے ہٹ کر دروازے کے سامنے پہنچی۔ اُسے کھول کر دیکھا۔ کھلے ہوئے دروازے کے سامنے شٹر گرا ہوا تھا۔ فرار کا راستہ بند تھا۔ نکولائی جوزف اور راسپوٹین قہقہے لگا رہے تھے۔ اچانک ہی اُن کے قہقہے تھم گئے۔ کیونکہ سونیا قہقہے لگا رہی تھی۔ دونوں الجھ کر ... اسے دیکھنے لگے۔

پھر جو کچھ ہوا وہ کبھی ہو نہیں سکتا تھا۔ بالکل ہی ناممکن سی بات تھی۔ سونیا نے جھک کر شٹر کو نیچے سے پکڑ کر کہا "کھل جا سم سم...."

اس نے اوپر کو جھٹکا دیا۔ شٹر اوپر کی طرف اُٹھا۔ وہ باہر گئی، باہر سے کوئی چیز ہٹائی۔ پھر شٹر کو نیچے گرا دیا۔ راسپوٹین نے ... اُچھل کر کہا "یہ نہیں ہو سکتا۔ اگر ہم جاگ رہے ہیں تو یہ ... بولنے والی سونیا تھی، خدا کی قسم یہ سونیا تھی۔..."

ایک بات جو کسی کے لیے ناممکن ہوتی ہے، وہ ضروری نہیں کہ دوسرے کے لیے بھی ممکن نہ ہو۔ سونیا نے ناممکن کو ممکن کیسے بنا لیا، یہ راسپوٹین کی سمجھ میں نہیں آیا۔ وہ دوڑتا ہوا انٹر کام کے پاس آیا۔ ریسیور اٹھا کر ایک ماتحت سے بولا "کیا تم نے دروازوں اور کھڑکیوں کو خودکار سسٹم کے ذریعے لاک کیا تھا؟"

ماتحت نے جواب دیا "جی ہاں، میں نے بٹن دبا کر ٹی وی اسکرین پر دیکھا تھا۔ تمام دروازوں، کھڑکیوں اور روشندانوں کے مضبوط شٹر نیچے آ کر مقفل ہو گئے تھے۔"

وہ گرج کر بولا "تم سے کوئی بھول ہوئی ہے۔ وہ یہاں کے ایک شٹر کو اٹھا کر فرار ہو گئی ہے۔"

"جی ہاں، میں نے اُسے اسکرین پر دیکھا ہے۔ دیکھنے کے باوجود یقین نہیں آ رہا کہ اس نے خودکار سسٹم کو فیل کر دیا ہے۔"

"بکواس نہ کرو۔ سسٹم کو اچھی طرح چیک کرو۔ مجھے معلوم ہونا چاہیے، اُس نے شٹر کو کیسے اُٹھایا۔ اُلّو کی پٹھی نے صرف کمل جاسم سم کہا تھا۔ ہمیں اُلّو بنایا گیا ہے۔"

اُس نے انٹر کام کے ریسیور کو پٹخ دیا۔ نکولائی جوزف نے کہا "سُنا تھا دوسروں کے لیے گڑھا کھودنے والے خود اُسی گڑھے میں گر پڑتے ہیں۔ آج آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں، ہم جسے پھانسنا چاہتے تھے، وہ ہمیں خودکار سسٹم کی کھڑکیوں اور دروازوں میں قید کر گئی ہے۔"

راسپوٹین نے گرج کر کہا "یو شٹ اپ۔ ہمارا آدمی خودکار نظام کی خرابی کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہے۔"

اُسی بنگلے کے ایک کمرے میں وہ ماتحت کسی خرابی کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ کسی نے پیچھے سے آ کر اس کے شانے کو تھپتھپایا۔ اُس نے سر گھما کر دیکھا پھر حیرت اور خوف سے اُچھل پڑا۔ بند کمرے سے نکلنے والی سونیا اس کے پاس کھڑی تھی۔

وہ بولی "میرا اندازہ درست نکلا۔ اُسی ایک کمرے کو خودکار سسٹم کے ذریعے پنجرہ بنایا گیا ہے۔ راسپوٹین نے یہ غلطی کی کہ تمھارے کمرے کو تحفظ نہیں دیا۔ وہ دیکھو، تمھارا دروازہ صرف ایک تار کی مدد سے کھول کر آئی ہوں۔"

وہ تھوک نگل کر بولا "مادام! ہم بُری طرح پھنس گئے ہیں۔ جو ہونا ہے، وہ ہو کر رہے گا۔ پلیز! یہ بتا دیں، آپ نے خودکار شٹر کو کیسے اُٹھا لیا تھا؟"

وہ بولی "کسی بھی دشمن کے اڈّے پر ہتھیار سے زیادہ حاضر دماغی کام آتی ہے۔ اس بنگلے میں آنے والے شاید توجہ نہ دیتے ہوں کہ یہاں دروازے کے علاوہ شٹر کیوں لگائے گئے ہیں، مگر میں نے توجہ دی۔ اس وقت مجھے راسپوٹین پر شبہ نہیں تھا۔ میں نکولائی کو ملک کا دشمن سمجھ کر آئی تھی۔ اُس شٹر کو دیکھ کر یہ بات سمجھ میں آئی کہ نکولائی کا بھید کُھلے گا تو اُس کے آدمی باہر سے شٹر گرا کر مجھے اور راسپوٹین کو قید ... گے۔ یہ بات سمجھ میں آتے ہی میں نے اپنا ایک چھوٹا سا ... جگہ گرا دیا جہاں شٹر نیچے آ کر رک جاتا تھا۔ اُس چاقو کی وجہ سے شٹر پوری طرح بند نہ ہو سکا۔ تم لوگوں نے سمجھا، وہ خودکار ... تحت لاک ہو چکا ہے۔ اب تم بتاؤ، یہاں کتنے کمرے اور کتنے ..."

"یہاں دو بیڈ روم اور ایک ڈرائنگ روم ہے۔ ڈرائنگ روم میں ابھی راسپوٹین اور نکولائی صاحب قید ہیں۔ میں اس کمرے میں ہوں۔ دوسرا کمرا خالی ہے۔ رات کے دس بجے میری ڈیوٹی ختم ... دوسرا شخص میری جگہ آئے گا۔"

سونیا نے پوچھا "یہاں تم لوگوں کے خلاف ٹھوس ثبوت مل سکتا ہے؟"

"یہاں کے اٹیچڈ باتھ روم میں واش بیسن کے اوپر ... ہے۔ اُس آئینے کو دیوار سے الگ کرو تو پیچھے چور خانے بنے ہیں۔ ایک خانے میں اہم دستاویزات اور یہاں سے چرائے ہوئے ... کی مائیکرو فلمیں ہیں۔ چار ریوالور اور دو لائٹ مشین گنیں رکھی ..."

میڈونا نے سونیا کے پاس آ کر کہا "اِس کا بیان درست ہے۔ یہ سوچ رہا ہے، اِسے سرکاری طور پر معافی مل جائے تو یہ باقی ... تک آپ کی راہنمائی کرے گا۔"

سونیا نے پوچھا "تم جیل جانا چاہو گے یا میرا ساتھ دو گے؟"

وہ فرش پر گھٹنے ٹیک کر بولا "مجھے معاف کر دو۔ میں ... ہوں، تمھارے اور بھی کام آؤں گا۔ یہاں اور چار جاسوس ... وہاں تک پہنچاؤں گا۔"

اُسی وقت انٹر کام کی بھونڈی آواز سُنائی دی۔ سونیا نے ... اُٹھایا۔ دوسری طرف سے راسپوٹین نے غصّے میں کہا "خودکار ... چیک کرنے میں کتنی دیر لگا رہے ہو۔ یہاں کے دروازے کھول ... آ رہا ہوں۔"

سونیا نے کہا "دروازہ کُھلے گا تو آؤ گے؟"

وہ چونک کر بولا "تم... تم وہاں ہو؟"

"تم نے کیا سمجھا تھا، میں اپنی جان بچا کر بھاگ جاؤں گی؟ ... کو گرفتار کرنے کا فرض ادا نہیں کروں گی۔ افسوس! تم نے ابھی ... کو سمجھا نہیں ہے۔"

"اوہ گاڈ! میری سمجھ میں نہیں آتا تم کون ہو۔ یہاں سے نکل... تم نے جس ذہانت کا مظاہرہ کیا ہے، وہ صرف سونیا کا ہی حصّہ ... تمھاری فرض شناسی بتا رہی ہے کہ تم تاتیانہ ہو۔ ہمیں قانون کے حوالے ... ہی کرو گی۔"

"صرف قانون کے حوالے نہیں کروں گی، تمھاری آنکھیں ... پھوڑ دوں گی۔ تم ان خوف ناک آنکھوں سے گرفتار کرنے والوں ... اور اپنے خلاف فیصلہ سُنانے والے منصف کو بھی سحر زدہ کر سکتے ہو۔"

"نہیں، قانون نے تمھیں اتنے اختیارات نہیں دیے ہیں کہ تم میری آنکھیں پھوڑ سکو۔ تم صرف گرفتار کر سکتی ہو۔"

"جس طرح کسی مجرم کو گرفتار کرنے سے پہلے اس کے تمام ہتھیار چھین لیے جاتے ہیں اسی طرح تمھاری شیطانی آنکھوں کے ہتھیار کو چھین لینا میرا فرض ہے۔ قانون کے محافظوں کو میں سمجھا دوں گی کہ تم سے مقابلے کے دوران وہ آنکھیں پھوٹ گئیں جبکہ ایسا ارادہ نہیں تھا۔"

"میں اپنی آنکھوں سے اور جسمانی قوّت سے پہاڑ جیسے پہلوانوں کو ریزہ ریزہ کر دیتا ہوں۔ تم سونیا ہو یا تاتیانہ، میرے مقابلے پر آنے کی حماقت نہ کرنا۔ میں مقابلے پر آنے والی حسیناؤں کو مُنہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑتا۔"

میڈونا نے کہا "ممّا! یہ آپ کو چیلنج کر رہا ہے۔"

"ہاں، مجھے بھڑکا رہا ہے تاکہ شٹر اُٹھا کر مقابلے پر پہنچ جاؤں۔"

"میری خواہش ہے، آپ اس کی پٹائی کریں۔"

"ایسی خواہش کو ہمیشہ کُچل دیا کرو اور فوراً فیصلہ کرو کہ دشمنوں کو کس طرح جلد سے جلد عبرت ناک انجام تک پہنچایا جا سکتا ہے۔"

"اس کی ایک صورت ہے۔ میں نکولائی کے ذریعے اُس کی آنکھیں پھوڑ دوں۔ یا اُسے بُری طرح زخمی بنا دوں۔"

"بعد میں وہ دونوں بیان دیں گے کہ وہ آپس میں بہترین دوست تھے، انھیں کسی نے دماغ میں آ کر لڑایا تھا۔ اسی لیے راسپوٹین شہ زور ہونے کے باوجود نکولائی جوزف کے ہاتھوں زخمی ہو گیا۔"

"تو پھر میں دونوں کو بیان دینے کے قابل نہ چھوڑوں؟"

"یعنی دونوں کا کام تمام کر دو گی؟"

"جی ہاں۔ میں اُنھیں اندھا اور اپاہج بنا کر چھوڑوں گی تب بھی وہ کسی طرح ظاہر کر دیں گے کہ کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے یا والی نے ان کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے۔"

"اگر نکولائی جوزف آیندہ کام آ سکتا ہے تو ٹھیک ہے۔ ورنہ دونوں کو ختم کر دو۔"

وہ نکولائی کے دماغ میں آئی۔ نکولائی، راسپوٹین سے کہہ رہا تھا "یہاں سے نکلنے کی تدبیر کرو۔ بڑی مشکل ہے، ہم سُپر ماسٹر سے رابطہ قائم نہیں کر سکتے۔ ڈیگر اینڈ ڈیگر پتا نہیں کہاں مصروف ہیں۔ آج صبح سے وہ میرے دماغ میں نہیں آئے۔ اگر وہ اب بھی نہیں آئیں گے تو تاتیانہ ہمارے ساتھ جانوروں جیسا سلوک کرے گی۔"

راسپوٹین نے انٹر کام سے رابطہ قائم کیا۔ پھر سونیا کی آواز سن کر بولا "تاتیانہ! تم ہمارے خلاف کوئی ٹھوس ثبوت پیش نہیں کر سکو گی۔ ہو سکتا ہے، کوئی معمولی سزا دلا سکو لیکن ہمیں غدار اور امریکا کا ایجنٹ ثابت نہیں کر سکو گی۔ بہتر ہے ہم سے صُلح کر لو۔"

"میں تم سے نہیں نکولائی سے بات کرنا چاہتی ہوں۔"

اس نے نکولائی جوزف کو ریسیور دیتے ہوئے کہا "ہمارے درمیان مصالحت ہو سکتی ہے۔ اسے راضی کرنے کی کوشش کرو۔"

وہ ریسیور لے کر بڑے ادب سے بولا "میں تمھاری دلیری، ذہانت اور برتری کا اعتراف کرتا ہوں۔ ایک بار ہم سے مصالحت کر کے دیکھو، ہم تمھاری توقعات سے زیادہ تمھارے کام آتے رہیں گے۔"

"مثلاً کس طرح کام آ سکتے ہو؟"

"میں رسونتی کے متعلق ایک اہم اطلاع دوں گا۔ تمھارا ملک تھوڑی سی جدّوجہد کے بعد اُسے حاصل کر سکتا ہے۔"

"یعنی تم لوگ سُپر ماسٹر سے غدّاری کرو گے!"

"ہم معاوضہ لے کر اپنی محنت اور صلاحیتیں اُسے دیتے ہیں لیکن اس کے کسی کام کے لیے جان نہیں دے سکتے۔ ہم تمھارے بھی انفارمر بن کر صحیح اطلاعات فراہم کر سکتے ہیں مگر تمھارے لیے بھی جان دینے کی قسم نہیں کھا سکتے۔ ہمیں اپنی زندگی عزیز ہے، اسی زندگی کے لیے ہم جان بچا کر خطرات سے کھیلتے ہیں۔"

"تمھاری یہ سچّی اور کھری باتیں مجھے پسند آ رہی ہیں۔ میں تم پر بھروسا کر سکتی ہوں۔"

"اس اعتماد کا شکریہ۔ پلیز ہمیں باہر نکالو۔"

"صرف تمھیں باہر آنے دوں گی۔"

"میں راسپوٹین کی طرف سے قسم کھاتا ہوں، وعدہ کرتا ہوں، اس سے کبھی تمھیں نقصان نہیں پہنچے گا۔"

"صرف اپنی بات کرو۔ میری دوستی سے اس ملک میں تمھیں عزّت ملے گی۔"

میڈونا نے دیکھا۔ راسپوٹین، نکولائی جوزف کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر گھور رہا تھا۔ اپنی خوفناک آنکھوں سے مرعوب کر رہا تھا۔ اس کی نظریں دھمکی بن گئی تھیں۔ نکولائی اس کے خلاف ہو کر سونیا سے سمجھوتا کرنے کی خود میں جرأت نہیں پا رہا تھا۔ ایسے ہی وقت میڈونا نے اس کی نظروں کو راسپوٹین کی نظروں سے ہٹا دیا۔ اسے اُن آنکھوں کے سحر سے نکال دیا۔ اس نے اطمینان کی سانس لی۔

سونیا نے پوچھا "کیا تم کسی اُلجھن میں ہو؟"

"آں، نہیں۔ بالکل نہیں۔ میں دراصل سوچ رہا ہوں کہ ان حالات میں کیا کرنا چاہیے۔"

"وہی جو تمھاری عقل سمجھاتی ہے۔ تم سُپر ماسٹر کے لیے، ملک کے لیے اور میرے لیے جان نہیں دے سکتے۔ پھر راسپوٹین سے دوستی کیوں نباہ رہے ہو؟"

اسی وقت میڈونا نے اس کی سوچ میں کہا "ہاں، سوچنے کی

بات ہے مجھے اپنی جان بچانے کی فکر کرنی چاہیے۔"

سونیا نے کہا: "اس خوش فہمی میں نہ رہو کہ تم لوگوں کے خلاف ٹھوس ثبوت نہیں ملیں گے۔ یہاں انٹیلی جنس کے آدمی پہنچتے ہی باتھ روم کے آئینے کے پیچھے سے تمھارے اعمال کا کچا چٹھا برآمد کرلیں گے۔"

یہ سنتے ہی نکولائی کے ہوش اُڑ گئے۔ اس نے راسپوٹین سے کہا: "ہم مر گئے۔ بُری طرح پھنس گئے۔ تاتیانہ کو باتھ روم کے خفیہ خانے کا علم ہے۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"

"ہو سکتا ہے نہیں، ہو چکا ہے۔"

یہ کہتے ہی اُس نے ریوالور نکال کر راسپوٹین کو نشانے پر رکھ لیا۔ یہ میڈونا کی حرکت تھی جو نکولائی کی سوچ میں کہہ رہی تھی۔ "اوہ گاڈ! میں نے بے اختیار ریوالور نکالا ہے، اس کا مطلب ہے میں اپنے دفاع کو، اپنی ذات کو ترجیح دیتا ہوں اور یہ غلط نہیں ہے، اپنی جان بچانے کے لیے مجھے تاتیانہ کا وفادار بننا چاہیے۔"

اُدھر سے سونیا نے کہا: "نکولائی! تمھاری سلامتی میری ایک نگاہِ کرم کی محتاج ہے۔"

میڈونا دماغ میں بول رہی تھی، سونیا کان میں منتر پھونک رہی تھی۔ وہ بھڑک کر بولا: "راسپوٹین! میرے قریب نہ آنا۔ تم جانتے ہو میرا نشانہ کبھی نہیں چوکتا۔ گولی سیدھی دل کے آر پار ہوگی۔"

راسپوٹین نے غصے سے پوچھا: "کیا دماغ چل گیا ہے؟ یا تاتیانہ کے بہکانے پر یہ حماقت کرنا چاہتے ہو؟"

"وہ مجھے ایک نئی زندگی دے رہی ہے اور یہ زندگی تمھاری لاش پر سے گزر کر ہی مجھے مل سکتی ہے۔"

راسپوٹین نے اچانک اس پر چھلانگ لگائی۔ اس کے ساتھ ہی گولی چل گئی۔ وہ شیر کی طرح دہاڑتا ہوا فرش پر گر پڑا۔ گولی ران میں پیوست ہو گئی تھی۔ جسم میں انگارے دہکنے لگے تھے۔ شدید تکلیف میں مبتلا ہونے کے باوجود وہ فرش پر رینگتا ہوا اور غراتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ وہ کسی بھی مقابل کے سامنے شکست تسلیم نہیں کرتا تھا۔ اپنی غیر معمولی قوتِ برداشت کی بدولت مقابلے جیت لیا کرتا تھا۔ اس نے رینگتے ہوئے غرّا کر کہا: "تم بہت بڑی غلطی کر رہے ہو۔ میری آنکھوں میں دیکھو۔ میں کہتا ہوں، اِدھر دیکھو۔"

نکولائی جوزف اس سے دور رہنے کے لیے انٹرکام سے دور ہٹ گیا تھا اور اب سونیا سے پوچھنا چاہتا تھا: "اسے گولی مار کر ختم کر دیا جائے؟ یا اپاہج بنا کر چھوڑ دیا جائے۔"

اس نے کہا: "راسپوٹین! اگر تم چاہتے ہو کہ میں دوسرا فائر نہ کروں تو پیچھے چلے جاؤ۔ میں تاتیانہ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

اسی لمحے میں ڈیگر پہنچ گیا۔ کوڈ ورڈز ادا کرکے راسپوٹین کو مخاطب کیا۔ وہ تکلیف سے کراہتے ہوئے بولا: "اب مرنے آئے ہو۔ میرے سامنے دیکھو، نکولائی جوزف تاتیانہ کی باتوں میں آکر مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔ میرے پاؤں میں ایک گولی اُتر گئی ہے۔ اور میرے پورے جسم پر لاوا سا بھر گیا ہے۔ آہ! تم نے کوڈ ورڈز ادا کیے۔ اس کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ تم مخاطب نہ کرتے تو میں تمھاری سوچ کی لہروں کو محسوس نہ کرتا۔ اس ذلیل نکولائی نے گولی مار کر میرے دماغ کو کمزور بنا دیا ہے۔"

ڈیگر نے نکولائی کے دماغ میں پہنچ کر کہا: "میں آگیا ہوں اور یہ تماشا دیکھ کر حیران ہوں۔ کیا تم اپنے لیڈر کو قتل کرنا چاہتے ہو؟"

وہ بولا: "مسٹر ڈیگر! میں نے سپر ماسٹر سے کبھی یہ وعدہ نہیں کیا کہ اس کے کام آنے کے لیے ہمیشہ کے لیے کام آجاؤں گا۔"

"تمھیں جان کا خطرہ کیوں ہے؟"

"تاتیانہ ہمیں گھیر چکی ہے، فرار کا راستہ نہیں ہے۔ اگر میں اس سے وفاداری نہیں کروں گا تو وہ مجھے بجلی کی کرسی یا گیس چیمبر تک پہنچا دے گی۔ اس نے کہا ہے کہ میں راسپوٹین کو قتل کر کے ہی زندہ رہ سکتا ہوں۔"

ڈیگر نے اس کے دماغ کو ایک جھٹکا پہنچایا۔ اس کے حلق سے چیخ نکل گئی، ہاتھ سے ریوالور چھوٹ گیا۔ وہ دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام کر تکلیف سے تڑپنے لگا۔ ڈیگر نے کہا: "یہ ایک نمونہ ہے، اگر اس سے وفاداری اور ہم سے غداری کرو گے تو تڑپ تڑپ کر مرو گے۔"

وہ کراہتے ہوئے بولا: "آہ! میں مر جاؤں گا۔ میرے دماغ سے چلے جاؤ۔ تمھاری بات نہ مانوں تو تم مار دو گے۔ اس کی بات سے انکار کروں تو وہ مجھے جہنم میں پہنچا دے گی۔"

"اس سے پہلے میں تمھیں جہنم میں پہنچا رہا ہوں۔"

راسپوٹین نے گرا ہوا ریوالور اٹھا لیا تھا۔ اسے نشانے پر رکھ کر کہہ رہا تھا: "سؤر کے بچے! تو نے مجھے زخمی کر کے دماغی طور پر کمزور بنا دیا۔ یہ تو اچھا ہوا کہ پاسکل بوربا اسپتال میں ہے، خیال خوانی کے قابل نہیں ہے۔ ورنہ تاتیانہ اسے میرے اندر پہنچا دیتی، مگر اس سے کیا ہوتا۔ تُو نے مجھے پیروں پر کھڑے ہونے کے قابل نہیں چھوڑا۔ ڈیگر کوئی راستہ نکالے تب بھی میں کہیں بھاگ کر نہیں جا سکوں گا۔"

ڈیگر نے کہا: "تمھارے دماغ میں میڈونا اور آر مر بھی آسکتے ہیں مگر وہ تمھارے موجودہ حالات سے بے خبر ہیں۔ اس سے لگتا ہے کہ تمھارے اس معاملے میں سونیا نہیں ہے۔ ہمیں صرف تاتیانہ سے نمٹنا ہے۔"

"کچھ بھی کرو۔ مگر جلدی کرو۔"

"آہا! خوب یاد آیا۔ تاتیانہ ایک ہفتہ پہلے بیمار تھی۔ سانس نہیں روک سکتی تھی۔ میں ابھی اُسے ٹریپ کرتا ہوں۔"

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ اُسے تاتیانہ کی آواز اور لہجہ اچھی طرح یاد تھا مگر اُس کی سوچ کی لہریں بھٹک کر واپس آگئیں۔ اُدھر میڈونا کہہ رہی تھی: "ڈیگر تاتیانہ کے دماغ میں جا رہا ہے۔ اب کیا ہوگا؟"

سونیا نے کہا: "بھید کھل جائے گا کہ تاتیانہ مر چکی ہے۔ اس کا دماغ اِس دنیا سے بجھ گیا ہے۔ تم وہاں جا کر دیکھو کیا ہو رہا ہے؟"

وہ راسپوٹین کے اندر آئی۔ چند لمحوں کے بعد ڈیگر نے آکر کہا: "کچھ گڑبڑ ہے۔ میری سوچ کی لہروں کو تاتیانہ کا دماغ نہیں مل رہا ہے۔"

"وہ سانس روکتی ہوگی۔"

"اگر وہ سانس روکتی تو میری سوچ کی لہریں واپس آجاتیں مگر میں تو خیال خوانی کرتا ہوا بھٹک رہا تھا۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ وہ مر چکی ہے۔ تمھیں گھیرنے والی تاتیانہ نہیں کوئی اور ہے۔"

وہ حیرانی سے بولا: "کیا کہہ رہے ہو؟"

"میں دماغوں کے اندر پہنچتا ہوں، غلطی نہیں کر سکتا۔ تمھارا شبہ درست ہے۔ یہ سونیا ہے اور اگر سونیا نہ ہو تو بھی یہ ناقابلِ انکار سچائی ہے کہ یہ تاتیانہ نہیں ہے۔ بلکہ کوئی بہت زبردست فراڈ ہے۔"

راسپوٹین نے تکلیف سے کراہتے ہوئے کہا: "اور ایسا فراڈ سونیا ہی کر سکتی ہے۔"

"ٹھہرو، میں آتا ہوں۔"

وہ پرواز کرتا ہوا سونیا کے دماغ میں پہنچا۔ اس نے کہا: "لیٹ آؤٹ۔" پھر سانس روک لی۔ ڈیگر نے دماغی طور پر حاضر ہو کر سوچا: "کمبخت نے اپنے دماغ میں رہ کر یہ معلوم نہیں کرنے دیا کہ وہ کس ملک میں، کس شہر میں اور کس گھر میں ہے؟"

اس نے سپر ماسٹر کو یہ باتیں بتائیں۔ وہ بولا: "ہمارا شبہ یقین میں بدل گیا ہے۔ نادیہ کے روپ میں سونیا ماسکو پہنچی ہوئی ہے۔ اگر ہمارے بیان کے مطابق تاتیانہ مر چکی ہے تو سونیا اس کا رول ادا کر رہی ہے اور اس وقت ہمارے آدمیوں کو ایک بنگلے میں قید کرنے والی ہے۔"

ڈیگر نے پوچھا: "ان حالات میں ہمیں کیا کرنا چاہیے؟"

"ہمارے سامنے دو زبردست بازیاں ہیں۔ پہلی بازی سونیا کی ہوگی۔ اس کے پاس جاؤ۔ اُسے بلیک میل کرو۔ اگر وہ ہم سے سمجھوتا نہیں کرے گی تو ہم اس کا راز فاش کر دیں گے۔"

"ہم کس طرح اُس کا پول کھولیں گے؟"

"سیدھی سی بات ہے۔ روس کی ملٹری انٹیلی جنس میں تاتیانہ کی انگلیوں کے نشانات ریکارڈ میں ہوں گے۔ اس طرح وہ گرفتار کر لی جائے گی، اس کے تمام منصوبے خاک میں مل جائیں گے، وہ جوجو اور ماریہ کو اس ملک سے واپس نہیں لا سکے گی۔ انھیں واپس لانے کے لیے ہم سے دوستی کا معاہدہ کرنا ہوگا۔"

"دوسری بازی کیا ہے؟"

"یہی کہ سونیا کی مخالفت کریں گے۔ اس کا بھانڈا پھوڑ دیں گے۔ ابھی ہم ماسک مین اور سونیا سے ٹکرا رہے ہیں۔ سونیا کے خاتمے کے بعد صرف ماسک مین رہ جائے گا۔ تم میں سے ایک ڈیگر، پاسکل بوربا کے دماغ میں جائے اور اسے اپنا مطیع اور فرماں بردار بنائے، اس طرح ماسک مین کی ٹیلی پیتھی کی طاقت صفر ہو جائے گی۔"

دوسری طرف میڈونا سونیا سے کہہ رہی تھی: "راسپوٹین کے دماغ میں ڈیگر نہیں ہے۔ اس کی غیر حاضری کا مطلب ہے وہ دوسرے ڈیگر کو بلانے گیا ہے۔ تمام میں پریشان ہو گئی۔ آپ کی بہت بڑی کمزوری اُن کے ہاتھ آگئی ہے۔"

"میں انسان ہوں اور دنیا کا ہر انسان کسی نہ کسی مرحلے پر کمزور اور بے بس ہوتا ہے۔ تم اس لیے پریشان ہو کہ مجھے ناقابلِ گرفت سمجھتی ہو اور یہ تمھاری بھول ہے۔"

"کیا آپ اُن کی گرفت میں آئیں گی؟"

"ہاں، تم ہر پہلو پر غور کر کے دیکھو۔ وہ ثابت کر سکتے ہیں کہ میں تاتیانہ نہیں ہوں — میں ایسے میں اپنے بچاؤ کی تدبیر تو کر سکتی ہوں مگر تاتیانہ بن کر نہیں رہ سکوں گی۔ جوجو اور ماریہ کو یہاں سے لے جانے میں بڑی دشواریاں پیدا ہوں گی۔"

"سپر ماسٹر پہلی فرصت میں آپ کو بے نقاب کرنا چاہے گا۔"

"نہیں، وہ سودا کرے گا۔ اب دیکھنا ہے وہ کیسی سودے بازی کرے گا۔"

"راسپوٹین کے زخم سے کافی مقدار میں خون بہہ رہا ہے، اُس پر بے ہوشی طاری ہونے والی ہے۔"

"دونوں کو پار لگا دو۔ ان کے بعد ڈیگر اینڈ ڈیگر کو مجھ سے رابطہ قائم کرنے کے لیے کسی آلۂ کار کی ضرورت ہوگی۔ جب تک ان کا کوئی آلۂ کار مجھ سے بات کرے، تب تک شاید میں کچھ کر گزروں۔"

میڈونا نے راسپوٹین کے اندر پہنچ کر اس کی سوچ میں کہا: "یہ ڈیگر ابھی تک نہیں آیا۔ میں بے ہوش ہو جاؤں گا تو نکولائی میرے ہاتھ سے ریوالور لے کر مجھے مار ڈالے گا۔ اس سے پہلے ہی مجھے اس کا کام تمام کر دینا چاہیے۔"

اس خیال کے ساتھ ہی اس نے نشانہ لیا۔ نقاہت کے باعث اس کا ہاتھ کانپ رہا تھا۔ گولی چلی مگر اِدھر سے اُدھر ہو گئی۔ نکولائی نے اس کے ہاتھ پر ٹھوکر ماری۔ ریوالور کو اس کی گرفت سے نکال کر اپنی گرفت میں لیا۔ پھر ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر اُسے گولی مار دی۔

میڈونا نے اگلی گولی اُس کے نام کر دی۔ جب ڈیگر نے وہاں پہنچنا چاہا تو اُسے نکولائی ملا نہ راسپوٹین جہاں پہنچنے کی کوشش کی وہاں موت کا سناٹا ملا۔ اُس نے سُپر ماسٹر کے پاس آکر کہا "دونوں مر چکے ہیں۔"

"اس کا مطلب ہے، سونیا نے تمھاری پرواز کے راستے روک دیے ہیں۔ ماسکو میں کسی ایجنٹ کے پاس جاؤ۔ اُس سے کہو وہاں کی ملٹری انٹیلی جنس سے ٹرانسمیٹر کے ذریعے رابطہ قائم کرے تاکہ روسی جاسوس رابطہ قائم کرنے والے کا سراغ نہ لگا سکیں۔ ہمارا ایجنٹ دھمکی دے گا کہ ایک گھنٹے کے اندر اگر تاتیانہ نے اپنے دماغ کے دروازے نہ کھولے تو ہم ایک ہی دھماکے میں اُس کی حیثیت بدل کر رکھ دیں گے۔"

دوسرے ڈیگر نے کہا "میں پاسکل بُوبا کے پاس گیا تھا۔ وہ سانس روک لیتا ہے۔"

"کیا کہہ رہے ہو؟ وہ اسپتال میں زخمی ہے۔ سانس کیسے روک سکتا ہے؟"

"شاید آدریا میڈونا نے اس پر تنویمی عمل کیا ہے۔"

سُپر ماسٹر نے غصے سے پوچھا "کیا تم دونوں تماشا دیکھ رہے تھے؟"

"ہم رسونتی کے سلسلے میں مصروف تھے۔ علی تیمور اور اعلیٰ بی بی نے ہمیں اُلجھایا ہوا تھا۔"

"یہ اپنی نالائقی کو چھپانے والی باتیں ہیں۔ تم میں سے کسی ایک کو پاسکل کی طرف دھیان دینا چاہیے تھا۔"

"جناب! اُس جنگل میں تین محاذ کھل گئے تھے۔ یہودی تنظیم کے گوریلوں نے ہمارا بنتا ہوا کام بگاڑ دیا۔ دوسری طرف اعلیٰ بی بی نے تباہیاں مچائیں۔ تیسری طرف علی تیمور نے ہمارے ایک کیمپ کو تباہ کر دیا۔ ہمیں وقفے وقفے سے نئے حالات کا سامنا کرنا پڑا۔"

دوسرے ڈیگر نے پوچھا "کیا آپ سوچ سکتے تھے کہ سونیا کب پاسکل کو زخمی کر کے اس کے دماغ کو لاک کرا دے گی اور کس طرح تاتیانہ کی جگہ حاصل کرے گی؟ نہیں جناب! یہ آپ بھی مانتے ہیں کہ وہ بجلی ہے، ہم سے پہلے ٹارگٹ تک پہنچتی ہے۔"

"جس لمحے تم نے اُسے بجلی کہا اُس لمحے میں بھی وہ کچھ کر گئی ہوگی۔ پلیز جاؤ، اپنے ایجنٹ کے ذریعے اس کا راز فاش کرنے کی دھمکی دو۔ ہمارے پاس یہی ایک ہتھیار رہ گیا ہے، اسے کامیابی سے پھینکو۔"

وہ دونوں چلے گئے۔ سُپر ماسٹر نے کہا "اور سنو، تم میں سے ایک کو ماریہ اور جوجو کی خبر لینی چاہیے۔"

نائب سُپر ماسٹر نے کمپیوٹر کے ذریعے کہا "جناب! وہ دونوں میرے دماغ سے جا چکے ہیں۔ جب واپس آئیں گے تو آپ کا پیغام پہنچا دوں گا۔"

"اُن گدھوں کو اچھی طرح سمجھا دو کہ ایک ساتھ، ایک ہی جگہ نہ جائیں۔ ٹرانسفارمر مشین نے انھیں ایک دوسرے کا عادی بنا دیا ہے۔"

"میں انھیں سمجھاؤں گا لیکن جناب! وہاں سونیا کی موجودگی یقین دلا رہی ہے کہ وہ اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو جو جہاں [illegible] تک پہنچا چکی ہے۔"

"پندرہ گھنٹے پہلے ایک ڈیگر نے رپورٹ دی تھی کہ جوجو کا نوزائیدہ دماغ کچا ہے، کمزور ہے، اس کی اپنی سوچ صفر ہے لہٰذا وہ پرائی سوچ کا اثر نہیں لے گی۔ جبراً اس کے اندر کچھ کہا جائے گا تو وہ دماغی مریضہ بن جائے گی۔ ہم اس سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھا سکیں گے۔"

نائب نے کہا "یہ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی [illegible] ہے، وہ پندرہ گھنٹوں کے دوران ایک بار جوجو کی دماغی حالت معلوم کر سکتے تھے لیکن وہ دونوں اپنی مصروفیات کا دکھڑا سُناتے رہتے ہیں۔"

"ڈیگر اینڈ ڈیگر نادان نہیں ہیں۔ انھیں سوچ سمجھ کر عمل کرنے کا موقع ملے تو وہ بہت کچھ کر جائیں گے۔ ان کی مشکل یہ ہے کہ سونیا اور علی تیمور سے ہے۔ اب تک علی تیمور انھیں اُلجھاتا رہا، اب پتا نہیں سونیا کیسی چالیں چلے گی۔ یہ تو غنیمت ہے کہ پارس خاموش بیٹھا ہے۔ میں نے اچھی طرح سمجھا دیا ہے کہ وہ پارس کو بالکل نہ چھیڑیں، اُسے میڈونا کے ساتھ مگن رہنے دیں۔"

"جناب! کیا میڈونا کو نظر انداز کرنا مناسب ہے؟"

"مناسب نہیں ہے مگر ہم کیا کر سکتے ہیں۔ ڈیگر اینڈ ڈیگر موجودہ ذمّے داریوں کو پورا نہیں کر پا رہے ہیں۔ اگر ہم سونیا کی موجودہ بے بسی سے فائدہ اُٹھا لیں گے اور اسے اپنے قابو میں کر لیں گے تو میڈونا زیادہ دور نہیں ہے۔ میں ایک زبردست شخص کو اُس کے پیچھے لگا رہا ہوں۔ پارس اور میڈونا کو کبھی پتا نہیں چلے گا کہ اس شخص کا تعلق ہم سے ہے۔"

اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہر طرف کی ذمّے داریاں پوری نہیں کر سکتے تھے۔ اس لیے میڈونا کے پیچھے ایسے شخص کو بھیجا جا رہا تھا جو ٹیلی پیتھی کے ہتھیار کے بغیر ہی زبردست سمجھا جاتا تھا۔ دوسرے لفظوں میں وہ سوئے ہوئے پارس کو جگانے والا تھا۔

ڈیگر اینڈ ڈیگر نے اپنے ایک ایجنٹ کے ذریعے ملٹری انٹیلی جنس کے ایک افسر سے رابطہ قائم کیا پھر اُسے دھمکی دی کہ اگر تاتیانہ اُن کے لیے اپنے دماغ کے دروازے نہیں کھولے گی تو وہ اس کے خلاف ایک بہت بڑا دھماکا کریں گے۔ اس کے لیے انھوں نے ایک گھنٹے کی مہلت دی تھی اور سونیا کے لیے [illegible]

گئی بہت تھا۔

وہ ابھی اسی بنگلے میں تھی جہاں راسپوٹین اور نکولائی جوزف مردہ پڑے ہوئے تھے۔ ان کا ایک ماتحت سونیا کے قابو میں تھا۔ وہ اسے تمام ایسے ایجنٹوں کے نام اور پتے بتا رہا تھا جو ماسکو میں سُپر ماسٹر کے لیے کام کر رہے تھے۔ ان میں دو عورتیں بھی تھیں۔ سونیا اس ماتحت کو ساتھ لے کر تاتیانہ کی رہائش گاہ کی طرف گئی جو کہ اب اس کی اپنی رہائش گاہ تھی۔ اس نے ماتحت سے کہا "ان دو عورتوں کے متعلق تفصیل سے بتاؤ۔"

وہ بولا "اُن میں سے ایک عورت بڑی خطرناک سمجھی جاتی ہے۔ یوگا میں اسے مہارت حاصل ہے۔ ڈیگر اینڈ ڈیگر اس کی اجازت کے بغیر اس سے دماغی رابطہ قائم نہیں کر سکتے۔ میں نے سنا ہے راسپوٹین بھی اُسے اپنی آنکھوں سے سحر زدہ نہیں کر سکتا تھا۔ وہ بہت پُراسرار کہلاتی ہے۔"

سونیا نے رہائش گاہ میں پہنچ کر پلاسٹک سرجری کا ضروری سامان لیا۔ میڈونا سے کہا "اس ماتحت کے دماغ میں رہو۔ میں اس کے ساتھ اس پُراسرار عورت کے پاس جا رہی ہوں۔ تم اس ماتحت کے ذریعے اُسے زخمی کر کے اس کے دماغ پر قبضہ جما سکتی ہو۔"

وہ رہائش گاہ سے باہر آئی۔ کار میں بیٹھ کر اس عورت کے بنگلے کے قریب پہنچی۔ پھر ماتحت سے کہا "یہ ریوالور لو۔ اسے جیب میں رکھو اور دروازے پر جا کر دستک دو۔"

"میں اُس سے کیا کہوں گا؟"

"اُسے پیش آنے والے خطرات سے آگاہ کرو گے۔ راسپوٹین اور نکولائی جوزف کی موت کے متعلق بتاؤ گے، تم میرے خلاف بھی بہت کچھ کہہ سکتے ہو۔"

وہ کار سے نکل کر تیزی سے چلتا ہوا بنگلے کے احاطے میں پہنچا، پھر دروازے کے پاس آکر کال بیل کے بٹن کو دبایا۔ وہ عورت مادام بیری واسکوف کہلاتی تھی۔ علم نجوم اور قیافہ شناسی میں اسے کمال حاصل تھا۔ وہ پہلی ملاقات میں کسی سے مصافحہ کرتے ہی اس کے ہاتھ کی نرمی، سختی اور بناوٹ کو دیکھ کر اس کے متعلق بہت سی ڈھکی چھپی باتیں بتا دیتی تھی۔ چہرہ پڑھ کر اس کا اصل کردار بیان کر دیتی تھی۔ ہاتھ کی لکیریں دیکھ کر دکھ، بیماری اور موت کی پیشین گوئی کرتی تھی۔ ایسی صلاحیتوں کے باعث وہ بڑی بڑی محفلوں میں مدعو کی جاتی تھی۔ سرکاری افسر، شہر کے معزز لوگ اور سیاسی زندگی گزارنے والے اس سے مرعوب رہتے تھے۔ اسی لیے اس کی عزت کرتے تھے۔

ماتحت نے دوسری بار کال بیل کا بٹن دبایا۔ اندر سے مادام بیری کی آواز سنائی دی۔ "میرے گھر کا دروازہ اندر سے بند نہیں رہتا، چلے آؤ۔"

وہ دروازہ کھولتا ہوا اندر آیا۔ چاروں طرف نظریں دوڑانے لگا۔ مادام بیری نظر نہیں آ رہی تھی مگر اس کی آواز پھر سنائی دی۔ وہ کہہ رہی تھی "تم کیوں آئے ہو؟ اس وقت نو بج کر پانچ منٹ ہوئے ہیں اور میرے حساب سے نو بج کر چھ منٹ پر یہاں مادام سونیا کو آنا چاہیے۔ میں کھانے کی میز پر اس کا انتظار کر رہی ہوں۔ تم جاؤ یہاں سے۔"

وہ فوراً ہی پلٹ کر باہر گیا۔ میڈونا نے آکر شدید حیرانی سے کہا "ممّا! وہ تو حیرت انگیز طور پر پُراسرار ہے۔ دعوے سے کہتی ہے کہ آپ نو بج کر چھ منٹ پر اُس کے پاس جائیں گی۔"

"میں اس پیشین گوئی کرنے والی بے چاری کو مایوس نہیں کروں گی۔"

وہ کار سے باہر آئی۔ ماتحت نے بھی قریب آکر میڈونا کی باتیں دُہرائیں۔ وہ بولی "تم گاڑی میں بیٹھو، میں آ رہی ہوں۔"

وہ احاطے میں آئی۔ وہاں سے بنگلے کے بیرونی دروازے پر پہنچی، دروازہ کھلا ہوا تھا۔ جب اس نے اندر آکر ایک دیواری گھڑی کو دیکھا تو ٹھیک نو بج کر چھ منٹ ہوئے تھے۔ مادام بیری کی آواز سنائی دی۔ "خوش آمدید سونیا!"

سونیا نے کمرے کے ایک گوشے میں لگے ہوئے اسپیکر کو دیکھا پھر پوچھا "کیا چھپ کر خوش آمدید کہا جاتا ہے؟"

"میں صرف تمھارے سامنے آسکتی ہوں۔ اگلے ایک گھنٹے تک کسی اور کا سامنا نہیں کروں گی، نہ ہی اپنی گفتگو سنانا چاہوں گی۔ پلیز! میرے ساتھ تنہا یہ وقت گزارو۔"

"اچھی بات ہے۔"

پھر اُس نے سوچ کے ذریعے میڈونا سے کہا "تم جاؤ۔ ٹھیک بیس منٹ کے بعد آجانا۔"

وہ چلی گئی۔ سونیا چند لمحوں تک خاموش رہی۔ اس کے بعد بولی "تم پُراسرار علوم جانتی ہو لیکن میرے اندر کی بات نہیں جان سکتیں۔ تم نے اندازے سے سمجھا تھا کہ میرے دماغ میں کوئی میرا اپنا موجود ہے۔"

مادام بیری ڈائننگ روم کا پردہ ہٹا کر سامنے آئی۔ مسکرا کر مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولی "میں اندر کی بات جان لیتی ہوں، اب تمھارے دماغ میں کوئی نہیں ہے۔"

سونیا نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا "افسوس! میں تنہا نہیں ہوں، اپنے علم سے دوبارہ اچھی طرح معلوم کرو۔"

وہ جھینپ گئی پھر بولی "پلیز! اُسے رخصت کر دو۔"

"میں مجبور ہوں۔ اس کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ اگر اس کا وجود تمھیں گراں گزر رہا ہے تو میں جاتی ہوں۔"

"یہ نہیں ہو سکتا۔ میرے علمی حساب کے مطابق تم یہاں ایک گھنٹا گزارو گی۔"

"تمھارا حساب یہ بھی تو کہتا ہے کہ میں تنہا رہوں گی جبکہ نہیں ہوں۔"

وہ جبراً مسکراتے ہوئے بولی "میرے حساب میں تنہائی کی شرط نہیں ہے۔ یہ میں ذاتی طور پر چاہتی تھی کہ کوئی تمھارے دماغ میں رہ کر ہماری گفتگو نہ سنے۔"

"چلو خوش ہو جاؤ۔ میرے دماغ میں کوئی نہیں ہے۔"

وہ بے یقینی سے بولی "ابھی تم نے کہا تھا تم تنہا نہیں ہو۔"

"بے شک اب بھی تنہا نہیں ہوں میرے ساتھ میرا خدا ہوتا ہے۔"

مادام بیری نے اطمینان کی سانس لی پھر گھور کر کہا "یہاں آتے ہی مجھے چکرا دیا۔"

"مجھے بے جا نمائش پسند نہیں ہے۔ جتنی زبان ہے اتنا ہی بولو۔ جتنی نظر ہے، وہیں تک دیکھو۔ تم کھانے کی میز پر انتظار کر رہی تھیں، اب کھانا ہمارا انتظار کر رہا ہوگا۔"

وہ جلدی سے بولی "آں ؟ ہاں ہاں آؤ۔ کھانا تیار ہے۔"

وہ دونوں ڈائننگ روم کا پردہ ہٹا کر آئیں پھر میز کے اطراف آمنے سامنے بیٹھ گئیں۔ مادام بیری نے کہا "تم مسلمان ہو، حلال گوشت کھاتی ہو۔ یہاں صرف ایک ڈش حلال گوشت کی ہے۔ یہ سُوپ لو۔"

اُس نے سُوپ کا پیالہ اس کی طرف بڑھایا۔ سونیا نے ہاتھ کے اشارے سے روکتے ہوئے کہا "اس میں بال پڑ گیا ہے۔"

اس نے سبزی کی ڈش اُٹھا کر تھوڑی سی لی پھر سلائس کے ساتھ کھانے لگی۔ بیری سوپ میں چمچہ ہلا کر دیکھتے ہوئے پوچھ رہی تھی "بال کہاں ہے ؟ نظر نہیں آرہا۔"

پھر اُس نے دوسری ڈش اُٹھا کر کہا "یہ حلال گوشت ہے۔"

سونیا نے لقمہ چباتے ہوئے کہا "میں نے کہا نا بال پڑ گیا ہے۔"

"تعجب ہے ! کیا تمھیں گوشت کی ہر ڈش میں بال نظر آرہا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ تم بن رہی ہو۔"

"مجھے بناوٹ پسند نہیں ہے۔ حرام گوشت کی دو ڈشوں کے درمیان حلال گوشت کی ایک ڈش رکھی ہوئی ہو تو اُس میں بال پڑ جاتا ہے۔ بال پڑنے کا مطلب ہے نامعلوم سا نقص پیدا ہو جانا۔ بہتر ہے، مجھے سبزی پر گزارہ کرنے دو۔"

بیری نے اصرار نہیں کیا۔ خاموشی سے کھاتی ہوئی سوچنے لگی۔ جیسا سُنا تھا، ویسی ہی ہے۔ اپنی گہرائی کا پتا چلنے نہیں دیتی۔ یہاں ساری حرام گوشت کی ڈشیں ہیں اور یہ کمبخت کتنی صفائی سے بچ نکلی ہے۔ ویسے میرا نام بھی بیری ہے۔ میرے سامنے کہاں تک بچی رہے گی ؛

سونیا نے گوشت کی ایک ڈش اُٹھا کر اُس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا "سوری، میں کھانے کے آداب بھول گئی تھی۔ تم نے میری طرف ڈش بڑھائی تھی مجھے بھی اسی طرح پیش کرنا چاہیے۔"

بیری نے مسکراتے ہوئے ڈش لی۔ اس میں سے تھوڑا سا سالن لیا پھر ایک لقمہ منہ میں لے کر کہا "تم نے ٹھیک کہا تھا، جتنی زبان ہو اُتنا ہی بولنا چاہیے۔ میرے پاس جتنا علم ہے اُسی کے مطابق بول رہی ہوں۔ تم مجھے ہلاک کر کے میری جگہ لینے آئی تھیں۔ کیونکہ ڈیگرا اینڈ ڈیگر تمھیں تاتیانہ بن کر نہیں رہنے دیں گے۔ تمھارا بھانڈا پھوڑ دیں گے۔"

"ہاں تمھارا یہ علم درست ہے۔"

"پھر تم نے ابھی تک مجھے ہلاک کیوں نہیں کیا ؟"

"اس کا جواب بھی اپنے علم سے پوچھو۔"

وہ لقمہ چباتے ہوئے بولی "میں پھونک پھونک کر قدم اُٹھاتی ہوں۔ میرا ہُپر اسرار علم کہہ رہا تھا کہ اگر میں نے بچنے کی تدبیر نہ کی تو تم میری تمام علمی صلاحیتوں کا جنازہ نکال دو گی اور اگر میں نے چالاکی دکھائی تو تم میری اور ریپر ماسٹر کی مٹھی میں ایسے آؤ گی کہ پھر کبھی نکل نہیں پاؤ گی۔"

سونیا نے ایک ہاتھ سے سر کو تھام لیا۔ اس کی پلکیں جھک رہی تھیں اور وہ جبراً آنکھیں کھلے رکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ مادام بیری نے ہنستے ہوئے کہا "ہمیں معلوم ہے کہ تم صرف بابا صاحب کے ادارے میں گوشت کھاتی ہو۔ باقی ہر جگہ تمھیں بال نظر آتا ہے۔ اس حساب سے میں نے سبزی کی صرف ایک ڈش رکھی اور اس میں نشے کی دوا ملا دی۔ تم سیدھی طرح کبھی قابو میں نہ آتیں۔ اب نشے سے کمزور ہونے والے دماغ پر ڈیگرا اینڈ ڈیگر قبضہ جمائیں گے اور تنویمی عمل کے ذریعے تمھیں اپنی معمولہ بنا کر رکھیں گے۔ تمھیں تاتیانہ ہی کے روپ میں رکھ کر تمھارے ذریعے جوجو اور ماریہ کو یہاں سے لے جایا جائے گا۔"

اس کی باتوں کے دوران میڈونا آگئی تھی اور سونیا سے پوچھ رہی تھی "مما ! یہ کیا ہو رہا ہے ؟ کیا آپ ڈیگرا اینڈ ڈیگر کی معمولہ بن جائیں گی ؟"

سونیا نے کہا "میری اہم باتیں یاد رکھو۔ آدھے گھنٹے بعد مادام بیری کا دماغ بے حس ہو جائے گا۔ تم اُسے اپنی معمولہ بناؤ گی۔ دوسری اہم بات یہ کہ اب میرے پاس آنے سے پہلے جناب شیخ حبیب (؟) سے پوچھ لینا، وہ اجازت دیں تو آنا۔ ورنہ مجھ سے دور رہنا۔ اب جاؤ۔"

وہ چلی گئی۔ مادام بیری کو ہچکیاں آرہی تھیں۔ اُس کے پُراسرار علم نے درست بتایا تھا کہ اس نے بچنے کی تدبیر نہ کی تو سونیا اس کی تمام علمی صلاحیتوں کا جنازہ نکال دے گی۔ اُسے ہچکیاں اس لیے آرہی تھیں کہ گوشت کے سالن میں گڑبڑ ہو گئی تھی۔ سونیا نے وہ ڈش پیش کرنے کے دوران اپنی انگوٹھی سے ایک سفوف سالن میں گرا دیا تھا۔ وہ ایسی دوا تھی جو نامعلوم طور پر دماغی توانائی کو کم کرتی تھی۔ ابھی وہ نارمل تھی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اُس نے پانی پیتے وقت پرائی سوچ کی لہر محسوس کی۔ ایک ڈیگر نے گوڈ ورڈز ادا کر کے پوچھا "مادام بیری ! کیا خیال ہے ؟ کیا میں اُس کے دماغ میں جاؤں ؟"

وہ ہنستے ہوئے بولی "آؤ صنم، جاؤ صنم، گھر تمھارا ہے۔ میں نے اُس گھر کے دروازے کھول دیے ہیں۔ اب میں اطمینان سے کھانا کھا کر سونے جاؤں گی۔ سونیا کو دوسرے بیڈ روم میں تنویمی نیند سلا دینا۔ اب جاؤ۔"

وہ چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی سونیا نے گھبرا کر کہا "نہیں میں یہاں سے نہیں اُٹھوں گی۔"

یہ کہتے ہی وہ بے اختیار اُٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ دونوں ڈیگر اس کے دماغ میں تھے اور خوش ہو رہے تھے کہ ان کے اٹھاتے ہی وہ کھانے کی میز سے اُٹھ گئی تھی۔ ایک ڈیگر نے کہا "تم ایک طویل عرصے تک ناقابلِ شکست بن کر رہیں۔ آج ہم تمھیں توڑ پھوڑ کر رکھ دیں گے۔ چلو۔"

وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر بولی "نہیں، میں نہیں جاؤں گی۔ میرا دماغ کمزور نہیں ہے۔ کوئی میرے اندر نہیں آسکتا۔ چلے جاؤ یہاں سے چلے جاؤ۔"

وہ کہہ رہی تھی مگر خود ان کی مرضی کے مطابق ایک بیڈ روم کی طرف جا رہی تھی۔ بیری فاتحانہ انداز میں مسکرا کر یہ تماشا دیکھ رہی تھی۔ ایسے ہی وقت کے لیے اُس نے سونیا سے کہا تھا کہ وہ ایک گھنٹے تک تنہائی میں گفتگو کرنا چاہتی ہے تاکہ میڈونا یا آرمر اس کے دماغ میں رہ کر اس کے بچاؤ کی تدبیر نہ کر سکیں اور اب سونیا کی بے بسی بتا رہی تھی کہ وہ وہاں تنہا ہے۔ کوئی اُس کا یار و مددگار نہیں ہے۔

اور سونیا نے واضح الفاظ میں کہہ دیا تھا کہ خدا اس کے ساتھ ہوتا ہے۔

وہ فلائنگ مشین میں دور تک پرواز نہیں کرنا چاہتا تھا۔ ایک تو رسوتی اُسے پریشان کر رہی تھی۔ دوسرے اندیشہ تھا کہ دشمنوں کے ہیلی کاپٹر کسی وقت بھی اُسے گھیر سکتے ہیں۔ اس لیے تقریباً دس میل دور ایک پہاڑی کے دامن میں فلائنگ مشین کو اُتارا۔ وہ اُسے بڑی بڑی چٹانوں کے سائے میں چھپانا چاہتا تھا تاکہ ہیلی کاپٹر والے پرواز کے دوران اُسے نہ دیکھ سکیں۔

نیچے اُترتے ہی رسوتی ایک سمت بھاگنے لگی۔ علی تیمور نے مشین کو بند کر کے آواز دی "ماما ! رک جائیے۔ یہ نادانی ہے۔ اس جنگل میں آپ تنہا کہاں جائیں گی ؟"

وہ جیسے نہیں سُن رہی تھی۔ بھاگتی جا رہی تھی۔ بیٹے نے پیچھا کیا پھر جلد ہی سمجھ گیا کہ پیچھا کرنے سے وہ اور تیز بھاگتی ہے۔ ایسے میں گرے گی تو اُسے سخت چوٹیں آئیں گی۔ اُس نے فوراً ہی رسی کا پھندا بنا کر پھینکا۔ بچپن سے جوانی تک کی ٹریننگ کام آرہی تھی۔ پھندے نے ماں کو جکڑ لیا۔ وہ رہائی پانے کے لیے جدوجہد کرنے لگی مگر ناکام ہو رہی تھی۔ بیٹا رسی کھینچ رہا تھا اور وہ کھنچتی آرہی تھی پھر جھنجلا کر بولی "مجھے کب تک قیدی بنا کر رکھو گے ؟"

وہ پھندا نکالتے ہوئے بولا "میں تو آزاد رکھتا ہوں۔ آپ خود ہی دشمنوں کی قید میں جانا چاہتی ہیں۔ کاش کوئی معجزہ ہوتا اور میری باتیں آپ کی سمجھ میں آجاتیں۔"

"میں ننھی بچی یا نادان عورت نہیں ہوں۔ ٹیلی پیتھی جانتی ہوں۔ میری پہلی اور آخری خواہش یہ ہے کہ تم بیمار پڑ جاؤ یا زخمی ہو جاؤ۔ پھر میں تمھارے دماغ میں زلزلے پیدا کر دوں گی۔ تمھیں تڑپا تڑپا کر مار ڈالوں گی۔"

وہ مشین کو کھینچتا ہوا چٹانوں کے سائے میں لے گیا۔ قریب جھاڑیاں کاٹ کاٹ کر اُس پر ڈالنے لگا تاکہ وہ ہر طرف سے چھپ جائے۔ اسی وقت دور سے ہیلی کاپٹروں کی آوازیں آنے لگیں۔ علی نے ریوالور کا رُخ ماں کی طرف کیا پھر کہا "آپ یہاں سائے میں چلی آئیں۔"

"نہیں آؤں گی۔ یہ اچھی طرح سمجھ گئی ہوں کہ تم مجھے کبھی جان سے نہیں مارو گے، صرف دھمکیاں دیتے رہو گے۔"

وہ اپنے گلے سے سفید اسکارف کھول کر آسمان کی طرف لہرانے لگی۔ تاریکی میں بہت دور کئی ہیلی کاپٹر زمین کی جانب سرچ لائٹ کی روشنی پھینکتے آرہے تھے۔ علی نے ماں کو پکڑ کر کھینچا پھر اُسے جبراً چٹانوں کے سائے میں لے آیا۔ وہ خود کو چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے چیخنے لگی "میں یہاں ہوں۔ چٹانوں کے سائے میں ہوں۔ ادھر سرچ لائٹ سے دیکھو۔ تمھیں زمین پر کچھ نظر آئے گا۔"

اُس نے سمجھایا "پلیز ماما ! کچھ تو عقل سے کام لیں۔ ہیلی کاپٹروں کے پنکھوں کے شور میں آپ کی آواز نہیں دب کر رہ جاتی ہے۔ کیوں اپنے حلق میں خراشیں ڈال رہی ہیں ؟"

لیکن وہ چیختی جا رہی تھی "دیکھو، آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھو۔ تمھیں زمین پر کوئی چیز نظر آئے گی۔"

علی نے پہلے اس کی چیخ و پکار پر غور نہیں کیا تھا۔ پھر اُس نے چونک کر ذرا دور گھاس پر دیکھا، وہاں ماں کا سفید اسکارف نظر آرہا تھا۔ وہ پریشان ہو گیا۔ اب اتنا وقت نہیں تھا کہ وہ ماں کو گرفت میں رکھ کر چٹان کے سائے سے نکلتا اور اسکارف اُٹھا کر لے آتا۔ ہیلی کاپٹر قریب آگئے تھے۔ سرچ لائٹس سے اس علاقے کو دور تک روشن کر رہے تھے اور ان کی روشنی سبز گھاس پر پڑے ہوئے اسکارف پر سے گزرتی جا رہی تھی۔

کوئی ضروری نہیں تھا کہ بلندی سے رات کو وہ اسکارف نظر آجاتا لیکن بلندی اور پستی کے فاصلے دوربین سے سمٹ جاتے ہیں۔ علی تیمور سمجھ رہا تھا کہ ہر ہیلی کاپٹر میں ایک شخص دوربین آنکھوں سے

لگائے بیٹھا ہوگا۔ اس خیال کی تصدیق ہونے لگی۔ ایک ہیلی کاپٹر اُن چٹانوں کے اوپر وائرلیس کی صورت میں پرواز کرنے لگا۔ وہ وائرلیس کے ذریعے دوسرے ہیلی کاپٹر والوں کو بھی اُس اسکارف کے متعلق بتا رہا ہوگا۔ پانچ منٹ کے بعد ہی وہ سب پرواز نیچی کرتے ہوئے ایک دوسرے سے کافی فاصلہ رکھتے ہوئے اُترنے لگے۔

علی نے اُسے ایک طرف کھینچ کر لے جاتے ہوئے کہا "آپ نے یہ نئی مصیبت پیدا کر دی ہے۔ خدا کے لیے جلدی چلیں۔"

وہ قدم بڑھانا نہیں چاہتی تھی۔ تھوڑی دور تک گھسٹتی ہوئی گئی۔ پھر وہ اسے کاندھے پر لاد کر دوڑنے لگا۔ ہیلی کاپٹر کے گردش کرتے ہوئے تمام پنکھے تھم گئے تھے۔ گہری خاموشی چھا گئی تھی۔ ایسے میں رسونتی نے چیخ کر کہا "میں اِدھر ہوں۔ مجھے بچاؤ۔"

علی تیمور رک گیا۔ ماں کی آواز جنگل کے سناٹے میں دور تک گونج رہی تھی۔ وہ چاہتا تو اس کے مُنہ پر کپڑا باندھ سکتا تھا۔ کسی طرح جبراً لے جا سکتا تھا لیکن وہ قدم قدم پر مصیبت بننے کی قسم کھا چکی تھی۔ اس نے اچانک ہی ماں کا بازو چھوڑتے ہوئے کہا "جائیے، دشمنوں میں جائیے مگر یاد رکھیے آپ کی ڈور میرے ہاتھوں میں ہے۔ آپ پتنگ کی طرح جا کر واپس آئیں گی۔"

یہ کہتے ہی وہ اسے چھوڑ کر بھاگتا ہوا اندھیرے میں گم ہوگیا۔ رسونتی کچھ دیر تک گم صُم کھڑی سوچتی رہی۔ اُسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ جان کی بازی لگا کر یہاں تک لانے والا، ہر قدم پر خطرات سے کھیلنے والا اُسے چھوڑ گیا ہے۔ جب اسے یقین آیا تو وہ چیخ مار کر سرچ لائٹس کی طرف دوڑتی ہوئی جانے لگی "میں آ رہی ہوں۔ کوئی فائر نہ کرے۔ وہ مجھے چھوڑ کر بھاگ گیا ہے۔ کوئی گولی نہ چلائے۔ میں آ رہی ہوں۔"

ہیلی کاپٹروں سے اُترنے والے آگے بڑھتے بڑھتے رک گئے۔ اُن میں سے کچھ دوربین لگا کر دیکھنے لگے۔ ایک فوجی افسر نے آنکھوں سے دوربین ہٹا کر کہا "وہ آ رہی ہے۔ اکیلی ہے۔ اُس کے دائیں بائیں یا پیچھے دور تک کوئی نظر نہیں آ رہا ہے۔ روشنی دور تک پھینکو۔ اس جوان کو بھاگنے کا موقع نہیں ملنا چاہیے۔"

تمام سرچ لائٹس ذرا اوپر کو ہو کر دور تک روشنی پھینکنے لگیں مگر ہر طرف ویرانی تھی، وہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ افسر نے حکم دیا "دائیں بائیں پہاڑیوں پر چڑھتے جاؤ۔ وہ زیادہ دور نہیں گیا ہوگا۔"

کتنے ہی مسلح فوجی گھیرا ڈالنے کے لیے دائیں بائیں پیش قدمی کرنے لگے لیکن وہ رسونتی کی تنہائی کا یقین کرنے میں دیر کرتے رہے تھے۔ علی تیمور تاریکی میں دور تک دوڑتا گیا تھا۔ اتنی دور تک فوجیوں کو آنے میں کافی وقت لگ سکتا تھا۔ وہ دائیں طرف گھوم کر ہیلی کاپٹروں کی طرف دوڑ لگانے لگا۔ دشمن یہ کبھی سوچ نہیں سکتے تھے کہ ایک تنہا جوان دور بھاگنے کے بعد گھوم کر پیچھے سے حملہ کرنے آئے گا۔

وہ افسر چند جوانوں کے ساتھ تیزی سے چلتا ہوا رسونتی کے پاس آیا۔ پھر ادب سے بولا "دیوی جی! تھینکس گاڈ، ہم نے پھر آپ کو پالیا ہے۔ کیا آپ بتا سکتی ہیں، وہ کدھر گیا ہے؟"

وہ پہاڑی کی بلندی کی سمت اشارہ کرتی ہوئی بولی "اُدھر گیا ہے۔ وہ زیادہ دور نہیں ہوگا۔ اُسے زندہ نہ جانے دو۔ کمبخت مجھے جنگل میں دوڑاتا رہا اور ماں بھی کہتا رہا۔"

افسر نے ہنستے ہوئے کہا "دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو گیا۔ وہ بیٹا ہوتا تو ماں کو چھوڑ کر کبھی نہ بھاگتا۔ اولاد تو ماں کے لیے قیامت برپا کر دیتی ہے۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی قیامت آگئی۔ ایک زبردست دھماکے کی آواز کے ساتھ ہیلی کاپٹر کے پرخچے اُڑنے لگے۔ کتنے ہی شعلے اُٹھتے ہوئے دور تک آتش بازی کا سماں پیش کر رہے تھے۔ وہ رسونتی کو ساتھ لے کر دور بھاگنے لگے۔ درختوں کی آڑ میں چھپنے لگے تاکہ ہیلی کاپٹر کے جلتے ہوئے ٹکڑوں سے محفوظ رہ سکیں۔ افسر نے رسونتی سے کہا "آپ وہاں تک میرے ساتھ دوڑتی چلیں۔ پھر ہم چٹانوں کی آڑ لے کر کسی ایک ہیلی کاپٹر تک پہنچ جائیں گے۔"

رسونتی اس کے ساتھ دوڑنے لگی۔ چند قدم جانے کے بعد ہی وہ چیخ مار کر اوندھے مُنہ گر پڑی۔ کیونکہ پھر ایک زبردست دھماکا ہوا تھا اور دوسرے ہیلی کاپٹر کے ٹکڑے کافی بلندی تک جا کر واپس آ رہے تھے۔ کتنے ہی فوجی جوانوں کی چیخیں سنائی دے رہی تھیں۔ جو دائیں بائیں پہاڑی پر گئے تھے، وہ پلٹ کر آ رہے تھے کیونکہ ان کا دشمن ایک ہی تھا اور اُس کی موجودگی ہیلی کاپٹروں کے آس پاس ظاہر ہو رہی تھی۔ وہ وہیں کہیں چھپا ہوا تھا۔

افسر نے کہا "دیوی جی! پلیز حوصلہ کریں۔ اُس قریبی چٹان کی طرف چلیں۔ کوئی جلتا ہوا ٹکڑا آپ پر آ سکتا ہے۔"

وہ گھاس پر رینگتی ہوئی جھنجلا کر بولی "یہ کیا ہو رہا ہے؟ ایک چھوکرا تمہارے قابو میں نہیں آ رہا ہے۔ کیا یہی میری حفاظت ہو رہی ہے؟ میں یہاں مر جاؤں گی۔"

"ہم آپ کو صحیح سلامت یہاں سے لے جائیں گے۔ وہ شیطانی دماغ رکھتا ہے۔ ہم سے مقابلہ کرنے کے بجائے ہیلی کاپٹروں کو تباہ کر رہا ہے تاکہ ہم آپ کو یہاں سے نہ لے جا سکیں۔"

وہ ٹرانسمیٹر آن کر کے حکم دینے لگا "باقی دونوں ہیلی کاپٹروں کو فوراً پہاڑی کی بلندی پر لے جاؤ۔ میں دیوی جی کو اُدھر لے جا رہا ہوں۔"

دوسری طرف سے جواب ملا "آل رائٹ سر! میں ایک ہیلی کاپٹر تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہوں۔ جان پیٹر دوسرے ہیلی کاپٹر کی طرف جا رہا ہے۔"

رابطہ ختم ہوگیا۔ افسر نے کہا "دیوی جی! دھماکے بند ہو گئے ہیں۔ خطرہ نہیں ہے۔ آپ میرے ساتھ پہاڑی پر چلیں۔"

دوسری طرف ایک ہیلی کاپٹر کا پنکھا گردش کرنے لگا تھا۔ اس کا مطلب تھا وہ پرواز کرنے ہی والا تھا۔ رسونتی سہمی ہوئی اُسے دیکھ رہی تھی۔ دو دھماکوں اور دو ہیلی کاپٹروں کی تباہی کے بعد دل بری طرح دھڑک رہا تھا۔ افسر نے کہا "پلیز، میرے ساتھ چلیں۔" اس نے ہاتھ پکڑا۔ وہ ہاتھ چھڑا کر خوف سے چیختی ہوئی بولی۔ "نہیں! میں نہیں جاؤں گی۔ اس لڑکے کی موت سے رشتے داری ہے۔ وہ ہم سب کے لیے موت بھیجتا رہے گا۔ تمہارے ساتھ جاؤں گی تو میں بھی مر جاؤں گی۔"

"آپ خواہ مخواہ سہم گئی ہیں۔ وہ دیکھیے، وہ پرواز کر رہا ہے۔"

ہیلی کاپٹر زمین سے بلند ہوگیا تھا۔ درختوں سے اونچا ہوگیا تھا۔ اسی لمحے پھر قیامت آگئی۔ رسونتی آنکھیں بند کر کے چیخنے لگی، دونوں مٹھیوں میں سر کے بالوں کو جکڑ کر جھکنے لگی، اپنے گھٹنوں میں مُنہ چھپانے لگی۔ اب تباہی کا منظر دیکھنے کا اُس میں حوصلہ نہیں تھا۔ وہ افسر انھیں پھاڑے چند لمحوں تک سکتے کی حالت میں آسمان کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر چیخ چیخ کر کہنے لگا "تم لوگ کیا کر رہے ہو؟ کیا ایک دشمن کو تلاش نہیں کر سکتے جبکہ معلوم ہے، وہ ہیلی کاپٹروں کے پاس ہے۔ اب اُسے آخری ہیلی کاپٹر کے پاس پہنچنے نہ دو۔"

ایک مسلح جوان دوڑتا ہوا آیا۔ پھر بولا "سر! وہ شروع سے کسی ہیلی کاپٹر کے آس پاس نہیں تھا۔ معلوم ہوتا ہے اس کے پاس کئی ٹائم بم ہیں۔ وہ ایک ایک بم ایک ایک ہیلی کاپٹر میں کہیں ڈال کر دور چلا گیا ہے۔ وہ بم اپنے وقت پر بلاسٹ ہو رہے ہیں۔ اب اس آخری ہیلی کاپٹر کی باری ہے۔"

افسر نے کہا "آخر وہ کتنی دور گیا ہوگا۔ تمہارے ہاتھ کیوں نہیں آ رہا ہے؟ کیا ہم چوتھی تباہی کا انتظار کرتے رہیں گے۔"

"میں کیا کہہ سکتا ہوں جناب! پائلٹ جان پیٹر اُس ہیلی کاپٹر میں جانے سے انکار کر رہا ہے۔ جان پیٹر تو کیا کوئی بھی جان بوجھ کر موت کے منہ میں نہیں جائے گا۔"

"نہ جاؤ۔ کوئی نہ جاؤ مگر اُس ایک دشمن کو تو پکڑو۔ ہم ہیڈ کوارٹر کو کیا جواب دیں گے؟ ہمارے لیے یہ شرم سے ڈوب مرنے کی بات ہے۔"

وہ بولتے بولتے رک گیا۔ مسلسل فائرنگ کی آوازیں گونجنے لگی تھیں۔ جنگل کی تاریکی میں ننھے ننھے شعلے لپک رہے تھے۔ افسر نے کہا "وہ نظر آگیا ہے۔ فائرنگ اور جوابی فائرنگ ہو رہی ہے۔ جاؤ، اسے چاروں طرف سے گھیر لو۔"

اُس کے آس پاس کھڑے ہوئے سپاہی دوڑتے ہوئے اُدھر جانے لگے۔ ایک منٹ بعد ہی خاموشی چھا گئی۔ رسونتی سہمی ہوئی، سوالیہ نظروں سے اُدھر دیکھ رہی تھی۔ جہاں فائرنگ کے نتیجے میں شعلے لپک رہے تھے، وہاں گھپ اندھیرا چھا گیا تھا۔ اُس نے پوچھا۔ "یہ فائرنگ کیوں بند ہو گئی ہے؟ کیا وہ پکڑا گیا ہے؟ کیا مارا گیا ہے؟"

افسر بھی بڑی بے چینی سے اُدھر دیکھ رہا تھا۔ اس نے ... آواز میں پوچھا "وہاں فائرنگ کیوں رک گئی ہے؟ فوراً ... دو!"

بڑی دیر تک تجسس بڑھانے والی خاموشی رہی ... ایک جوان نے آکر کہا "سر! ہمارے پندرہ جوان مارے گئے ہیں۔ اُن میں سے ایک زخمی دم توڑتے ہوئے کہہ رہا تھا، وہ انسان کا نہیں بندر کا بچہ ہے۔ گھنے درختوں سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ ایک شاخ پر دیکھنے لگا۔ شاخ، ایک درخت سے دوسرے درخت پر چھلانگیں لگاتا ہے، کہیں چھپتے قلابازیاں کھاتے ہوئے جاتا ہے۔ اندھیرے میں کدھر گم ہو گیا ہے۔"

اس کی رپورٹ ختم ہوتے ہی فائر ... پکارنے لگا "تم لوگ کہاں مر گئے ہو؟"

لگیں۔ اب دوسری جگہ ننھے شعلے دکھائی دے رہے تھے۔ اگر کوئی ٹرانسمیٹر آن کر کے کہا "ہیلو جان پیٹر! یہ اچھا ... اپنی زندگی کا کرنے میں الجھا ہوا ہے۔ تم ہیلی کاپٹر پہاڑی کی بلندی پر لے آؤ۔"

"سر! ہیلی کاپٹر کے اندر جانا موت کو دعوت دینا ہے۔"

وہ گرج کر بولا "بزدلی کی باتیں نہ کرو۔ وہ ہیلی کاپٹر سے بہت دور ہے۔ ہمارے جوان اُسے گھیر رہے ہیں۔ تم جلدی جاؤ۔"

"سر! وہ دور ہے مگر ہیلی کاپٹر میں کہیں ٹائم بم رکھ کر گیا ہے۔ کیا پتا میرے وہاں پہنچتے ہی وہ پھٹ پڑے۔ آپ ذرا انتظار کریں، وہ گرفتار ہوگا تو اُسے اذیتیں دے کر ٹائم بم کے متعلق معلوم کیا جائے گا۔"

رسونتی نے کہا "وہ درست کہہ رہا ہے۔ پہلے اُسے گرفتار ہونے دو۔ جب تک یقین نہیں ہوگا کہ اس میں ٹائم بم نہیں ہے تب تک میں اس میں سوار نہیں ہوں گی۔"

وہ سب انتظار کر رہے تھے۔ ایک اکیلے دشمن کو گرفتار کرنے میں اگرچہ دشواری ہو رہی تھی لیکن یقین تھا کہ وہ بچ کر نہیں جائے گا۔ آخر تقدیر اُسے کہاں تک بچائے گی۔ موت کے سامنے تقدیر بھی ہار جاتی ہے۔

فائرنگ ہوتی تھی پھر خاموشی چھا جاتی تھی۔ پُراسرار سناٹے کے بعد کہیں نہ کہیں سے گولیاں چلنے لگتی تھیں۔ کسی مرنے والے کی چیخ سن کر دل کہتا تھا، وہ مارا گیا ہے۔ لیکن پھر فائرنگ کی آوازیں مایوس کر دیتی تھیں۔

وقت گزرتا جا رہا تھا۔ وہ اکیلا سپاہی نہ ہتھیار ڈال رہا تھا، نہ وہاں سے جان بچا کر بھاگ رہا تھا۔ اس کے جنگ لڑنے کا انداز بتا

رہا تھا کہ وہ لوگ ماں کو چھوڑ کر نہ گئے تو اسی طرح آہستہ آہستہ ایک ایک کو ختم کرتا جائے گا۔

وہ جنگ اندھیرا ہونے کے بعد شروع ہوئی تھی۔ اب آدھی رات گزر چکی تھی۔ اُسے تلاش کرنے کے لیے کئی بار ٹریسر گولیاں آسمان کی جانب چلائی گئی تھیں۔ وہ گولیاں بہت بلندی پر جاکر پھٹنے کے بعد دور تک جنگل کو دن کے اُجالے کی طرح روشن کر دیتی تھیں۔ حدِ نظر تک ایک ایک درخت، چٹان اور پتھر نظر آتے تھے مگر وہ دکھائی نہیں دیتا تھا۔

افسر نے پریشان ہو کر کہا "میں نہیں مانتا کہ ایک چھوکرا ہمارے [illegible] دن سے اتنی طویل جنگ لڑ رہا ہے۔ اس کے ساتھ ٹیلی پیتھی میں رسونتی نے [illegible] رہا اور آ مر رہیں۔ وہ ہمارے جوانوں کو آپس میں لڑا علی تیمور رک گیا [illegible] ان ایک دوسرے پر گولیاں برسا رہے ہیں۔" گونج رہی تھی۔ وہ چاہتا تو [illegible] بولا "دیوی جی! کیا آپ ٹیلی پیتھی کے ذریعے طرح جبر لے جا سکتا تھا لیکن [illegible] چکی تھی۔ اس نے اچانک ہی [illegible] ہوں۔ وہ جوان سانس روک لیتا ہے۔ دشمنوں میں جائیے مگر یاد رکھیے اپنے دماغ میں جگہ نہیں دیتا۔" آپ یتنگ [illegible]

افسر نے ایک سپاہی کو بُلا کر اس کی آواز سُنائی پھر کہا "یہ وہاں جا رہا ہے جہاں فائرنگ ہو رہی ہے۔ آپ اس کے دماغ کو پوری طرح قبضے میں لے کر بولیں گی تو یہ آپ ہی کی آواز اور لہجے میں بولے گا۔ وہ علی تیمور دھوکا کھا جائے گا کہ اس کی ماں فائرنگ کرنے والوں کے درمیان آگئی ہے۔ وہ آپ کو۔۔"

رسونتی نے بات کاٹ کر پوچھا "کیا تمھیں یقین ہے کہ وہ مجھے اپنی ماں سمجھے گا؟"

"بے شک، اسی لیے تو وہ آپ کے لیے خطرات سے کھیل۔۔"

وہ کہتا کہتا رک گیا۔ اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ بات بدل کر بولا "میرا مطلب ہے آپ اس کی کچھ نہیں لگتیں۔ مگر وہ خواہ مخواہ آپ کو ماں کہتا ہے۔"

"یہی تو پوچھ رہی ہوں، وہ ایسا کیوں کہتا ہے؟"

"یہ اس کی بدمعاشی ہے۔ وہ آپ کو ماں کہہ کر آپ کی ممتا کو بھڑکانا چاہتا ہے۔ کیونکہ ہر عورت کے اندر ایک ماں چھپی ہوتی ہے۔ وہ بہت چالاک ہے۔ ہاں، وہ میں کیا کہہ رہا تھا؟"

سپاہی نے یاد دلایا "دیوی جی! میرے دماغ میں آکر بولیں گی۔"

افسر نے ہاں کے انداز میں سر ہلا کر کہا "ہاں، دیوی جی! آپ ذرا ریہرسل کریں۔ اس کے دماغ میں جاکر بولیں۔ بیٹا! فائرنگ روک دو۔ میں تمھارے نزدیک ہوں۔"

رسونتی نے سپاہی کے اندر پہنچ کر اس کی زبان سے بولنا شروع کیا۔ وہ نسوانی آواز میں اور اس کے لہجے میں بولنے لگا۔ افسر نے اس سے کہا "ٹھیک ہے، تم فوراً اُدھر جاؤ۔ فائرنگ کی پروا [illegible] وہ دیوی جی کی آواز سن کر تم پر گولی نہیں چلائے گا۔"

سپاہی دوڑتا ہوا اُدھر آیا جدھر فائرنگ ہو رہی تھی [illegible] اس کے اندر موجود تھی۔ جب وہ ایک پتھر کی آڑ میں پہنچا تو [illegible] زبان سے بولی "بیٹا! فائرنگ روک دو۔ میں تمھارے نزدیک [illegible]"

چند سیکنڈ کے بعد فائرنگ رک گئی۔ سپاہی پتھر کی آڑ [illegible] رسونتی نے کہا "دیکھو میں آ رہی ہوں، مجھے بتاؤ تم کہاں ہو؟"

اسی وقت کہیں سے گولی چلی۔ وہ سپاہی اُچھل کر گرا [illegible] کر ٹھنڈا پڑ گیا۔ رسونتی نے دماغی طور پر حاضر ہو کر افسر کو دیکھا [illegible] نے پوچھا "کیا ہوا؟"

"میں نے اُسے مخاطب کیا تھا۔ اس نے سپاہی کو گولی مار دی [illegible]"

"یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ اس کی ماں نہیں ہیں۔ [illegible] سچ مچ ماں ہوتیں تو وہ کبھی گولی نہ چلاتا۔"

"یہ بات نہیں ہے۔ میں یہ کہنا بھول گئی تھی کہ اس کے پاس ایئنٹی ڈارک لینس ہے۔ وہ اندھیرے میں صاف طور پر دیکھ لیتا ہے۔ اس نے سپاہی کو میری آواز میں بولتے دیکھ لیا ہوگا۔"

افسر پریشان ہو کر ایک پتھر پر بیٹھ گیا "کیا مصیبت ہے! فرہاد مر گیا، اولاد ہمارے لیے چھوڑ گیا۔ بھگتنے کے لیے [illegible] گئے ہیں۔"

وہ بولی "تم کیسے فوجی افسر ہو؟ کیا مُردے کو کوسنے سے [illegible] ہوئی جنگ جیت جاؤ گے؟"

"ابھی میں نے یہ جنگ نہیں ہاری ہے۔"

"اس سے بڑی شکست اور کیا ہوگی کہ تمھارے پاس ہیلی [illegible] ہے اور تم مجھے اُس سے چھین کر لے جا نہیں سکتے۔"

وہ چونک کر کھڑا ہو گیا۔ پھر بولا "اوہ گاڈ! وہ چھوکرا اتنی [illegible] سے ہمیں بے وقوف بنا رہا ہے۔ اگر اس آخری ہیلی کاپٹر میں ٹائم [illegible] ہوتا تو وہ اب تک تباہ ہو چکا ہوتا۔ تقریباً سات گھنٹے گزر چکے [illegible] دیوی جی! آپ میرے ساتھ چلیں۔"

"کہاں چلوں؟"

"میں آپ کو ہیلی کاپٹر میں یہاں سے لے جاؤں گا۔"

"ہرگز نہیں، پہلے اُسے گرفتار کرو۔ یا چند سپاہیوں سے [illegible] ہیلی کاپٹر کے اندر اور باہر اچھی طرح ٹائم بم تلاش کریں۔ ان کی [illegible] کے دوران میں بھی کسی کے دماغ میں رہ کر اطمینان کروں گی [illegible] سوار ہونے جاؤں گی۔"

"اس نے صرف آپ کے نہیں، سپاہیوں کے دلوں میں بھی [illegible] بٹھا دی ہے۔ تین ہیلی کاپٹروں کو تباہ کر کے ایک کو چھوڑ دیا [illegible] ایسے میں کوئی نہیں جائے گا۔ اس کی نفسیاتی مار کو سمجھیں اور میرے [illegible]

ساتھ چلیں۔"

"تم جاؤ۔ میں تمھارے دماغ میں رہ کر دیکھوں گی کہ وہاں پہنچ [illegible] زندہ رہتے ہو یا نہیں؟"

وہ سوچ میں پڑ گیا۔ وہاں پہنچ کر موت بھی مل سکتی تھی اور کامیابی بھی حاصل ہو سکتی تھی۔ موت کا یقین نہیں تھا کیونکہ ہیلی کاپٹر ابھی [illegible] سلامت نظر آ رہا تھا۔ وہ سوچتے سوچتے اُدھر جانے لگا۔ پائلٹ [illegible] پیٹر ایک چٹان کے پیچھے کھڑا ہوا تھا۔ اس نے پوچھا "سر! کیا آپ ہیلی کاپٹر کی طرف جا رہے ہیں؟"

"ہاں، جا رہا ہوں۔ اگر اس میں دیوی جی کو لے جانے میں کامیاب ہو جاؤں گا تو سمجھ لو، سپر ماسٹر تمھیں کیسی سزائیں دے گا۔"

وہ ساتھ چلتے ہوئے بولا "اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ اس ہیلی کاپٹر کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ میں پائلٹ ہوں۔ میں ہی اسے [illegible] جاؤں گا۔ آپ دیوی جی کو لے آئیں۔"

افسر نے بتایا کہ وہ دماغ میں موجود ہے اور پہلے اپنا اطمینان [illegible] چاہتی ہے۔ وہ دونوں ہیلی کاپٹر کے پاس پہنچے۔ اُن سے دور [illegible] وقفے وقفے سے فائرنگ جاری تھی۔ گولیاں ان کی طرف نہیں آ سکتی [illegible] میں۔ وہ پینسل ٹارچ کی روشنی میں ہیلی کاپٹر کو اندر اور باہر سے اچھی [illegible] دیکھنے لگے۔ ہر وہ جگہ دیکھی گئی جہاں ٹائم بم کو چھپایا جا سکتا تھا۔ [illegible] پائلٹ نے اپنی سیٹ پر آکر ڈیش بورڈ پر نظر ڈالی۔ جھک کر پینسل ٹارچ کی روشنی میں دیکھا پھر کہا "وہ سچ مچ شیطان ہے۔ یہاں سے [illegible] پرزے نکال کر لے گیا ہے۔ اُن پرزوں کے بغیر پرواز ممکن [illegible] ہے۔"

افسر نے کہا "اُس نے اسے تباہ نہیں کیا۔ اس کا مطلب ہے [illegible] ہم پر غالب آکر دیوی جی کو اس میں لے جانا چاہتا ہے۔"

رسونتی نے سوچ کے ذریعے کہا "میں نہیں جاؤں گی، اسے [illegible] کر دو۔ یا اس کے کچھ پرزے نکال لو۔ وہ بھی اسے استعمال نہیں [illegible] سکے گا۔"

انھوں نے بھی پرزے نکال لیے۔ اب کوئی ایک دوسرے [illegible] پرزے حاصل کیے بغیر اسے استعمال نہیں کر سکتا تھا۔ وہ دونوں [illegible] ہیلی کاپٹر سے باہر آئے۔ چاروں طرف قبرستان جیسی گہری خاموشی [illegible] تھی۔ ایک ہی سرچ لائٹ رہ گئی تھی جس کی روشنی میں دور تک [illegible] ہی لاشیں نظر آ رہی تھیں۔ جنگل کے سوکھے پتے جل رہے تھے۔ [illegible] جھاڑیوں سے دھواں اُٹھ رہا تھا۔ اچانک خاموشی ٹوٹ گئی۔ [illegible] کی آواز سے گولی چلی۔ پائلٹ جان پیٹر لڑکھڑایا پھر افسر سے [illegible] کر زمین پر گر پڑا۔ افسر اُچھل کر پیچھے گیا۔ اس کے بعد دوڑتا ہوا [illegible] درخت کی آڑ میں آگیا۔ دل دھڑک دھڑک کر کہہ رہا تھا علی [illegible] قریب ہی ہے مگر کہاں ہے؟

اُس نے آواز دی "جان۔ پیٹر۔ جان۔ جان۔۔"

ایک ہی گولی نے اُسے ہمیشہ کے لیے خاموش کر دیا تھا۔ اس نے دوسرے فوجی جوانوں کو آواز دی "ڈیوڈ! جیرالڈ! ولسن! شوبرٹ! تم لوگ کہاں ہو؟ یہ خاموشی کیوں ہے؟ اُس پر گولیاں برساؤ۔ اُسے جانے نہ دو۔ اُسے چاروں طرف سے گھیر لو۔ ہیری! نیومین! رابرٹ۔۔!"

کھچاک کی آواز کے ساتھ ایک تیر آکر اُس درخت کے تنے میں پیوست ہو گیا جہاں وہ کھڑا ہوا تھا۔ اس کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ وہ وہاں سے بھاگ کر دوسرے درخت کی طرف جانے لگا۔ وہاں پہنچتے ہی دوسرا تیر اس درخت میں آکر کھب گیا۔ اس کے حلق سے آواز نکلی "آں۔ نال۔ نہیں۔ نہیں۔۔"

وہ دہشت کے مارے چاروں طرف گھوم گھوم کر دیکھنے لگا۔ علی نظر نہیں آ رہا تھا لیکن وہ علی کو نظر آ رہا تھا۔ اسی لیے کہیں چھپنے جاتا تھا تو موت پہلے وہاں پہنچ جاتی تھی۔

وہ چاروں طرف گھوم کر چیخ چیخ کر پکارنے لگا "تم لوگ کہاں ہو؟ میری مدد کے لیے آؤ۔ تم سب کہاں مر گئے ہو؟"

وہ جنھیں پکار رہا تھا وہ مُردہ نظر آ رہے تھے۔ اگر کوئی زندہ ہوتا تو شاید مدد کے لیے آتا یا کم از کم دور ہی سے اپنی زندگی کا ثبوت دیتا اور اس کی تسلی کرتا کہ وہ تنہا نہیں ہے۔ دیکھا جائے تو اب برابر کا مقابلہ تھا۔ وہ بھی ایک تھا اور دشمن بھی ایک ہی تھا۔ مگر کہاں تھا؟

اچانک ایک درخت کی شاخوں اور پتوں میں ہلچل سی ہوئی۔ پھر اس کی بلندی سے وہ چھلانگ لگاتا ہوا آیا اور دھپ سے اس کے سامنے زمین پر پہنچ کر کھڑا ہو گیا۔ افسر کو یوں لگا جیسے موت آسمان سے آئی ہو۔ وہ لڑکھڑا کر پیچھے گیا پھر ایک پتھر سے ٹکرا کر گر پڑا۔ گرتے ہی ریوالور نکال کر فائر کیا۔ اس سے پہلے وہ چھلانگ لگا کر پتھر کے اوپر گیا۔ وہاں سے اس کے سر پر پہنچا۔ پھر ایک ٹھوکر میں اس کے ہاتھ سے ریوالور گرا دیا۔ اس نے جلدی سے کروٹ بدل کر زمین پر پڑے ہوئے ریوالور تک پہنچنے کی کوشش کی لیکن دوسری ٹھوکر نے اس ریوالور کو بہت دور پھینک دیا۔

موت سر پر پہنچ گئی تھی۔ علی اپنے ریوالور سے اس کے سر کا نشانہ لے رہا تھا۔ وہ گڑگڑا کر بولا "مجھے نہ مارو۔ میں تمھارے کام آؤں گا۔"

"تمھاری زندگی کے غبارے سے ہوا نکل چکی ہے۔ ہارے ہوئے سپاہی کی وردی، تمغے اور اختیارات کسی کام نہیں آتے پھر تم کس کام آؤ گے؟"

"میں دیوی جی کو قسم کھا کر بتاؤں گا کہ تم ان کے بیٹے ہو۔ انھوں نے تمھیں جنم دیا ہے، تمھیں اپنا دودھ پلایا ہے۔ انھوں نے فرہاد علی تیمور

سے بے پناہ محبت کی تھی۔ اس کی محبت میں اسلام قبول کیا تھا۔ وہ ہندو نہیں مسلمان ہیں۔ سُپر ماسٹر بدترین دشمن ہے، وہ فرہاد کی پوری فیملی کو دیوی جی کی ٹیلی پیتھی کے ذریعے ختم کر دینا چاہتا ہے، وہ اپنے ارادوں میں کامیاب ہو رہا ہے۔ اس نے تمہاری سگی ماں کو اپنے ہی بیٹے کا دشمن بنا دیا ہے۔ ماں کے ہاتھوں سے تمہیں قتل کرانا چاہتا ہے۔"

رسونتی اُن سے تھوڑے فاصلے پر چٹان کے سائے میں کھڑی ہوئی اس کی باتیں سُن رہی تھی۔ اس سے پہلے اُس کے دماغ میں رہ کر اس کے چور خیالات بھی پڑھ چکی تھی اور اس کے چور خیالات سے بھی پہلے جتنے سُپر ماسٹر کے خاص آدمی علی سے ٹکرانے آئے، رسونتی نے ان کے خیالوں کو بھی پڑھنا شروع سے اب تک سب کی سوچیں یہی بتاتی تھیں کہ علی اس کا اپنا بیٹا ہے اور سُپر ماسٹر فرہاد سے انتقام لینے کے لیے شیطانی چالیں چل رہا ہے۔

علی تیمور نے اپنی ماں کی طرف گھوم کر دیکھا پھر کہا "ماما! آپ سُن رہی ہیں۔ اس سے پہلے بھی سُپر ماسٹر کے کتنے ہی اہم افراد نے آپ کے سامنے سچائی بیان کی ہے۔ میں مانتا ہوں، انھوں نے شکست کھانے کے بعد موت کے سامنے یہ بیان دیا ہے۔ آپ کے خیال میں انھوں نے خوف سے جھوٹ کہا ہوگا لیکن سب کا جھوٹ ایک ہی بات کیوں کہتا ہے کہ میں فرہاد کا خون اور رسونتی کا دودھ ہوں۔ جب دنیا کا ہر شخص ایک ہی جھوٹ بولے تو وہ جھوٹ نہیں رہتا، لوگوں کے اندر چھپا ہوا سچ ہوتا ہے۔"

اس کی باتوں کے دوران وہ افسر زمین پر رینگتا ہوا دور جا رہا تھا۔ پھر وہ ریوالور اٹھا کر علی پر گولی چلانا چاہتا تھا لیکن سوچ پیدا ہوئی۔ "ابھی نہیں، پہلے مجھے درخت یا چٹان کی آڑ میں جانا چاہیے ورنہ یہ جوابی فائرنگ کرے گا۔"

وہ دوڑتا ہوا ایک درخت کے پیچھے گیا۔ علی نے پلٹ کر اسے دیکھا، وہ فاتحانہ انداز میں بولا "خبردار! اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا۔ تم کھلی جگہ کھڑے ہوئے ہو۔ میری گولی تمھیں لگے گی لیکن تمہاری گولی میری طرف نہیں آئے گی۔"

پھر وہ رسونتی سے بولا "دیوی جی! میں اسے زخمی کر رہا ہوں۔ اس کے بعد یہ آپ کو دماغ میں آنے سے نہیں روک سکے گا۔ آپ اس کے ساتھ جیسا سلوک کرنا چاہیں گی اور جس طرح تڑپا تڑپا کر مارنا چاہیں گی، مار سکیں گی۔"

رسونتی چٹان کے سائے سے نکل کر دونوں کے سامنے کھلے میدان میں آئی۔ افسر درخت کے پیچھے سے نکلتے ہوئے بولا— "ارے! یہ... یہ میں کھلی جگہ کیوں آ رہا ہوں؟ نہیں، میں اسی درخت کے پیچھے چھپا رہوں گا۔ دیوی جی! میری مدد کریں۔ شاید اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھی مجھے مجبور کر رہے ہیں۔"

رسونتی بڑی بڑی آنکھوں سے گھور کر اسے دیکھ رہی تھی۔ اپنا ریوالور اپنی کنپٹی کی طرف لے جاتے ہوئے کہہ رہا تھا "یہ میں خودکشی کرنے جا رہا ہوں... نہیں، میں خود کو گولی نہیں مارو..."

علی تیمور خاموش کھڑا ماں کو دیکھ رہا تھا۔ اُسے ابھی علم نہ تھا کہ میڈونا اور آدم اُس افسر کو مجبور نہیں کر رہے ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو وہ پہلے علی کے پاس آتے۔ فوجیوں سے لڑنے میں اس کی مدد کرتے مگر ایسا نہیں ہوا تھا۔

اُس نے ریوالور کی نال کو اپنی کنپٹی سے لگا لیا تھا اور موت کی دہشت سے کانپتے ہوئے کہہ رہا تھا "فار گاڈ سیک مجھے بچاؤ۔ اسے دیوی جی! تم کیسی ٹیلی پیتھی جاننے والی ہو۔ تمہارے سامنے پوری فوج مر گئی اور تم پتھر کی دیوی بنی دیکھتی رہیں۔ اب میری موت کا تماشا بھی دیکھ رہی ہو۔ ارے میرے دماغ میں آنے والو! اس دیوی جی پر لعنت بھیجتا ہوں۔ مجھے زندہ رہنے دو، میں تمہارا بن کر رہوں گا۔ میری وفاداری کو ایک بار آزما کر دیکھ لو۔"

رسونتی نے سرد لہجے میں کہا "تمہارے اندر کوئی نہیں ہے، یہ موت ہے۔ ٹرائیگر دباؤ اور رخصت ہو جاؤ۔"

ٹرائیگر پر انگلی کا دباؤ بڑھ گیا۔ ٹھائیں سے گولی چلنے کی آواز دور تک گونجتی چلی گئی۔ فوج کا آخری سپاہی، آخری افسر بھی ختم ہو گیا۔ اُن کے آنے سے پہلے بھی ماں بیٹے تھے، اُن کے جانے کے بعد بھی دور تک پھیلی ہوئی لاشوں کے درمیان ماں بیٹے ہی رہ گئے۔

بیٹے نے کہا "ماما! میں جانتا ہوں اسے آپ نے ختم کیا ہے۔ خدا کا شکر ہے، پہلی بار آپ نے میری جنگ لڑی ہے اور اس فوج کے آخری سپاہی کو جہنم میں پہنچایا ہے۔ اب مجھے ایک بار اپنی زبان سے بیٹا کہہ دیں۔"

وہ آگے بڑھتا ہوا قریب آنا چاہتا تھا۔ وہ پیچھے ہٹ کر بولی "مجھ سے دور رہو۔ میری سمجھ میں نہیں آتا، میں کس دنیا میں پیدا ہوئی ہوں۔ مجھے کسی رشتے کا، کسی دوستی کا اور کسی دشمن کا پتا نہیں چلتا۔"

"آپ کوشش کریں گی تو دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔"

اچانک رسونتی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ وہ جھنجلا کر بولی "کیا سمجھوں گی؟ کیسے سمجھوں گی؟ یہ تو یقین ہو گیا ہے کہ سُپر ماسٹر مجھے بے وقوف بنا رہا تھا۔ میں نے اس کے کئی اہم افراد کے چور خیالات پڑھ لیے۔ وہ خیالات کہتے ہیں کہ تم میرے بیٹے ہو۔ میں نے تمہیں جنم دیا ہے اور فرہاد میرا مجازی خدا تھا۔ مگر کب تھا؟ میرے دل میں کوئی ایسا جذبہ پیدا نہیں ہوتا کہ میں کسی فرہاد کے لیے کچھ محسوس کروں۔ میں نے کب تمھیں جنم دیا؟ میرے اندر ممتا کا جذبہ ماہتا پیدا کیوں نہیں ہوتی؟ میں کون ہوں؟ کہاں سے آئی ہوں؟

کس کی ہوں؟ کس کی نہیں ہوں؟ اور اس جھوٹی اور مکار دنیا میں کس کی بات پر بھروسا کروں؟ میرے تو اپنے ہی دلی جذبات ناقابلِ اعتماد ہیں، یہ مجھے کسی طرف نہیں لے جاتے پھر میں تمہاری طرف کیسے آؤں؟"

وہ دونوں ہاتھوں سے منہ چھپا کر رونے لگی۔ آہستہ آہستہ دوزانو ہو کر بیٹے کے سامنے بیٹھنے لگی۔ بیٹا سر جھکائے خاموش تھا، وہ چاہتا تھا اسی طرح ماں کے دل کا غبار نکل جائے۔

میڈونا اسے ایک بار دیکھنے کے بعد دوسری بار دیکھنا نہیں چاہتی تھی مگر اُس میں بلا کی کشش تھی۔ چہرے پر بھرپور مردانگی تھی اور ایسی سختی تھی جیسے وہ گوشت پوست کا نہ ہو، کسی پتھر کو تراش کر بنایا گیا ہو۔ وہ سر سے پاؤں تک انسان ہی تھا مگر کسی اور ہی دنیا کی مخلوق لگتا تھا۔

یہ کوئی خوابوں، خیالوں یا افسانوں کی بات نہیں بلکہ حقیقت تھی کہ اسے دیکھتے ہی عورتوں کے دل دھڑکنے لگتے تھے۔ اس کے پاس سے گزرنے والیاں راستہ بھول جاتی تھیں۔ میڈونا حیرانی سے دیکھ رہی تھی، کتنی ہی عورتیں اس کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں چل رہی تھیں۔ وہ کچھ پریشان نظر آ رہا تھا۔

وہ کار کی اگلی سیٹ پر بیٹھی پارس کا انتظار کر رہی تھی، ونڈ اسکرین کے پار اُس شخص کو حسینوں کے میلے میں دیکھ رہی تھی۔ میڈونا نے اُدھر سے آنے والے ایک شخص کو مخاطب کیا "پلیز مسٹر! کیا بتا سکتے ہو کہ اس شخص کے پاس اتنی بھیڑ کیوں ہے؟"

اُس نے جواب دیا "مس! پتا نہیں بے چارہ کون ہے۔ وہ خود اپنے متعلق نہیں جانتا۔ اپنا نام، اپنی پچھلی زندگی سب کچھ بھول گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے، وہ عورتیں اُس پر مرمٹی ہیں۔"

میڈونا نے معلومات فراہم کرنے والے کا شکریہ ادا کیا۔ وہ جانے لگا لیکن میڈونا کی مرضی کے خلاف اپنے راستے پر نہ جا سکا۔ پلٹ کر عورتوں کے ہجوم میں پہنچ گیا۔ پھر گرج کر بولا "یہاں بھیڑ کیوں لگائی گئی ہے اور مسٹر! تم کون ہو؟"

اُس خوبرو اجنبی نے کہا "یہی معلوم ہوتا کہ میں کون ہوں تو ان عورتوں کے ہجوم میں نہ پھنستا۔ پلیز، میری کچھ مدد کرو۔"

میڈونا نے سوچا تھا، پہاڑ جیسا اونچا چٹانی مرد ہے، سانس روک لے گا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ اُس کی آواز اور لہجہ سُنتے ہی وہ اُس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ البتہ یہ پتا چلا کہ وہ کچھ بے چینی محسوس کر رہا ہے۔

میڈونا اس کے اندر رہ کر چور خیالات پڑھ رہی تھی۔ وہ ایک سیدھا سادہ سا آدمی تھا۔ اس کے دماغ میں کوئی پیچیدہ معاملہ یا کوئی راز چھپا ہوا نہیں تھا۔ وہ جھوٹا اور فریبی نہیں تھا۔ سچ مچ اپنے آپ کو بھول جانے کے باعث پریشان ہو رہا تھا۔ میڈونا نے اُسے اپنی طرف آنے پر مجبور کیا۔ وہ آنے لگا۔

سب عورتیں بھی اس کے پیچھے آ رہی تھیں۔ میڈونا نے اُسے تیزی سے چلایا، وہ قریب آیا پھر اسٹیئرنگ سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھ گیا۔ بڑی عجیب بات تھی! جو اُسے دیکھتی تھی اسے جی بھر کے دیکھنے کے لیے قریب چلی آتی تھی، اس طرح بھیڑ بڑھتی جا رہی تھی۔ ہر ایک اسے اپنے ساتھ لے جانے، اپنے پاس رکھنے کو کہہ رہی تھی۔

میڈونا نے کہا "تم سب اس کے لیے اچھے جذبات رکھتی ہو تو قریبی پولیس اسٹیشن چلی آؤ۔ میں اسے وہیں لے جا رہی ہوں۔"

اسی وقت پولیس والے آ گئے۔ اُن عورتوں کو جبراً وہاں سے ہٹانے لگے۔ وہ بڑی مشکل سے ذرا دور گئیں اور وہاں سے اس اجنبی کو یوں تکنے لگیں جیسے وہ کار والی کو چھوڑ کر بے اختیار ان کی طرف چلا آئے گا۔ ایک پولیس افسر نے میڈونا سے کہا "سوری مس! یہ شخص پرابلم پیدا کر رہا ہے۔ آپ اسے نہیں لے جا سکتیں، یہ ہمارے ساتھ جائے گا۔"

اجنبی نے پوچھا "مجھے کہاں لے جاؤ گے؟"

"ہم تمہیں تحفظ دیں گے۔ ورنہ یہ عورتیں تمھیں اس طرح بانٹ کر کھائیں گی کہ تمہاری ایک ہڈی بھی نہیں ملے گی۔"

میڈونا نے افسر کا دماغ پڑھ کر اجنبی سے کہا "پولیس والوں کو اپنا فرض ادا کرنے دو۔ یہ ہر طرح تمہارے کام آئیں گے۔ ان کے ساتھ جاؤ۔"

وہ چند لمحوں تک کچھ سوچتا رہا پھر دروازہ کھول کر باہر چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی میڈونا کو یوں لگا جیسے وہ کچھ سحر زدہ سی تھی۔ پتا نہیں اجنبی کی قربت میں کیا جادو تھا۔

یہ بات وہ اجنبی کے دماغ میں جا کر بھی معلوم نہیں کر پائی تھی، پھر بھلا باہر سے کیا خاک معلوم ہوتا۔ اسے دیکھ کر یوں لگتا تھا جیسے وہ اس دنیا کا نہیں ہے۔ کسی اور ہی دنیا سے حسینوں کے دلوں کو تہس نہس کرنے آیا ہے۔

وہ خیالات سے چونک گئی۔ پارس دروازہ کھول کر اسٹیئرنگ سیٹ پر آیا تھا۔ اُس نے کار اسٹارٹ کرتے ہوئے پوچھا "کیا خیال خوانی میں مصروف ہو؟"

"نہیں، ابھی میں نے ایک شخص کو دیکھا تھا۔ میں کیا بتاؤں کہ وہ کیا تھا؟"

پارس نے کار آگے بڑھاتے ہوئے پوچھا "کیا تھا؟"

وہ مسکرا کر بولی "بتا دوں گی تو جل جاؤ گے۔" پھر کچھ توقف کے بعد کہنے لگی "بتا نہیں سکتی کیا تھا۔ سچ کہتی ہوں، وہ شخص اپنے اندر عجیب سی کشش رکھتا ہے۔ اسے دیکھ کر دل کھنچا جاتا ہے۔ میں نے اس کے خیالات پڑھے۔ اس کے چہرے کو اور اس کے سراپا کو سمجھنے کی کوشش کرتی رہی لیکن اس کی سحر انگیزی سمجھ میں نہیں آئی۔"

"اس لیے تم نے اُسے اپنے پاس کار میں بُلا لیا؟"

"طنز نہ کرو۔ میں اُسے عورتوں کی بھیڑ سے بچانا چاہتی تھی۔"

"وہ آیندہ نظر آئے گا تو کیا کرو گی؟"

"اُسے سمجھنے کی کوشش کروں گی۔"

"اگر میں کہوں اُسے نظر انداز کر دو۔ نہ اس کے متعلق سوچو نہ اس کے کسی کام آؤ تو؟"

"تو میں تمھاری بات مان لوں گی لیکن یہ ضرور پوچھوں گی کہ اسے بالکل ہی نظر انداز کرنے کو کیوں کہہ رہے ہو؟"

"ہماری زندگی میں ایسے تجربے ہوتے رہتے ہیں۔ جب تم میری تنہائی میں پہلی بار آئیں تو میں نے سمجھا دیا تھا کہ بظاہر ہم بڑی آزاد زندگی گزارتے ہیں۔ دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک آتے جاتے رہتے ہیں مگر ایک قیدی کی طرح محدود رہتے ہیں۔ کسی سے متاثر نہیں ہوتے۔ کسی پر بھروسا نہیں کرتے۔ کوئی خود چل کر سامنے آئے تو دو باتیں کر لیتے ہیں پھر اُس سے کترا جاتے ہیں۔"

"ہاں تم نے سمجھایا تھا۔ ویسے تم اُس اجنبی پر کچھ شبہ کر رہے ہو؟"

"تمھیں بھی شبہ کرنا چاہیے۔ وہ اپنی پچھلی زندگی بھول چکا ہے۔ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے کچھ نہیں جانتا۔ تم نے یہ کیوں نہیں سوچا کہ اس کا برین واش کیا گیا ہے۔ ہو سکتا ہے تنویمی عمل کے ذریعے اس کے ذہن سے پچھلی زندگی بُھلا دی گئی ہو۔ اس کا دماغ حساس ہے لیکن وہ پرائی سوچ کی لہریں محسوس کر کے بھی سانس روکنا نہیں جانتا۔"

میڈونا نے چونک کر پوچھا۔ "تمھیں یہ کیسے معلوم ہوا؟"

"تم سے پہلے انکل آرمر اس کے دماغ کو ٹٹول چکے ہیں۔ وہ کل صبح ایک کشتی میں بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ پولیس والے اس بے ہوش اجنبی کو اسپتال لے گئے تھے۔ ہوش میں آنے کے بعد یہ معلوم ہوا کہ وہ اپنے متعلق کچھ نہیں جانتا۔ انٹیلی جنس والوں نے جناب شیخ صاحب سے رابطہ قائم کیا۔ شیخ صاحب نے انکل آرمر کو اس کے دماغ میں جانے کی ہدایت کی۔ اس طرح پتا چلا کہ اس کے دماغ کی سلیٹ بالکل سادہ ہے۔ وہ معصوم ہے مگر اس کی معصومیت سے دھوکا نہیں کھایا جا سکتا۔ وہ کسی کا معمول اور آلۂ کار ہو سکتا ہے۔ کچھ نہ جانتے ہوئے بھی کسی موقع پر بہت بڑا نقصان پہنچا سکتا ہے۔"

"اوہ گاڈ! میں دھوکا کھا رہی تھی۔ اگر یہ دشمنوں کی چال ہے تو بہت بھونڈی ہے۔ انھوں نے ہمیں ہوشیار کر دیا ہے لیکن...!"

پارس نے ڈرائیو کرتے ہوئے کن انکھیوں سے اُسے دیکھا پھر پوچھا۔ "تم کچھ اور کہنا چاہتی ہو؟"

"دشمن ایسی کُھلی سمجھ میں آنے والی چال نہیں چلیں گے۔ ہو سکتا ہے وہ واقعی معصوم ہو۔ کسی زبردست حادثے میں اس کی یادداشت گم ہو گئی ہو۔"

اُس نے تائید میں سر ہلایا۔ "ہاں ایسا بھی ہو سکتا ہے۔"

"تم کسی بحث کے بغیر میری بات مان رہے ہو؟"

"جب یہ ممکن ہے تو بحث کیوں کروں۔"

"کیا تم نے اس کے پیچھے جاسوس لگائے ہیں؟"

"یہ یہاں کی انٹیلی جنس والوں کا معاملہ ہے۔"

"فرض کرو یہ دشمن کا آلۂ کار ہے اور مجھے اغوا کرنا چاہتا ہے تو تم کیا کرو گے؟"

"انتظار کروں گا۔"

"کس بات کا؟"

"وہ پھر کسی بہانے تمھارے سامنے آئے گا۔ دشمن اس سے صرف ایک اہم کام لیں گے۔ اُس کی خوبروئی، اس کی مردانگی اور اس کی پٹھانی شخصیت سے تمھیں متاثر کریں گے۔"

"میں متاثر ہونے والی کوئی سستی لڑکی نہیں ہوں۔ ایسی باتیں نہ کرو۔"

"جب کوئی اہم معاملہ درپیش ہو تو ہر پہلو پر نظر رکھو اور ہر طرح کی بات برداشت کیا کرو۔ تم ماسک مین اور ٹیپر ماسٹر کے قابو میں نہیں آ رہی ہو۔ تمھیں قابو میں کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ تم کسی طرح مجھ سے دور ہو جاؤ۔ بابا صاحب کے ادارے اور فرانسیسی حکومت کے پہرے سے نکل کر کسی دوسرے ملک میں پہنچ جاؤ۔ پھر وہ تمھیں مکھن کے بال کی طرح چٹکی میں پکڑ کر لے جائیں گے۔"

"مگر میں تمھیں چھوڑ کر اس ملک سے باہر کبھی نہیں جاؤں گی۔"

"خدا کرے نہ جاؤ۔ لیکن یہ اجنبی ایسے وقت سامنے آیا ہے جبکہ میں تم سے تین دن کے لیے دور جانے والا ہوں۔"

"تم کہاں جاؤ گے؟ نہیں میں بھی تمھارے ساتھ جاؤں گی۔"

"ساتھ جانے سے کام بگڑ جائے گا۔ ہم دشمنوں کو دھوکا دیں گے کہ پارس، میڈونا کے ساتھ پیرس میں ہے جبکہ تین دن تک ایک ڈمی پارس تمھارے ساتھ رہے گا۔"

"میں کسی اجنبی کے ساتھ نہیں رہوں گی۔"

"یعنی اہم معاملے میں اہم کردار ادا نہیں کرو گی؟"

"میں جان بھی دے سکتی ہوں۔ لیکن کسی ڈمی کے ساتھ ایک چھت کے نیچے کیسے رہوں گی۔ کیسے اس پر اعتبار کروں گی؟"

"بابا صاحب کے ادارے کا ہر فرد قابلِ اعتماد ہے۔ وہ ایک بنگلے میں تمھارے ساتھ رہے گا لیکن تمھارے بیڈ روم میں نہیں آئے گا۔"

"اچھی بات ہے۔ مگر تم کہاں جاؤ گے؟"

"یہ نہ پوچھو۔ تین دن کے بعد تم میرے ساتھ ماما اور علی تیمور کو دیکھو گی۔ کیا اتنا بتا دینا کافی ہے؟"

وہ مسکرا کر بولی۔ "تم اس حد تک مجھ پر بھروسا کرتے ہو، یہی بہت ہے۔ ویسے کب جا رہے ہو؟"

"ابھی ہم بچھڑنے والے ہیں۔"

وہ بے یقینی سے بولی۔ "مذاق کر رہے ہو؟"

"ہماری زندگی ایسے ہی مذاق میں خطرات سے کھیلتے ہوئے گزر رہی ہے۔ اگلے لمحے میں کیا ہونے والا ہے یہ ہم نہیں جانتے۔ جب جانتے ہیں تو فوراً عمل کرتے ہیں۔ ابھی تم مجھے ائرپورٹ چھوڑنے جا رہی ہو۔ لیکن نگرانی کرنے والے دشمن یہی سمجھیں گے کہ ہم کسی ضرورت سے ائرپورٹ آ کر پھر اپنے بنگلے کی طرف واپس جا رہے ہیں۔"

"یعنی تم چلے جاؤ گے۔ واپسی میں ڈمی پارس میرے ساتھ ہو گا؟"

"ظاہر ہے ڈمی ساتھ ہو گا۔"

انھوں نے پارکنگ ایریا میں گاڑی روکی۔ گاڑی سے باہر آ کر پارس نے اسے لاک کیا۔ چابی میڈونا کو دی۔ پھر اس کے ساتھ چلتا ہوا عمارت کے اندر آیا۔ مسافروں کی آمد و رفت کے باعث کافی بھیڑ تھی۔ میڈونا نے فلائٹ انفارمیشن بورڈ پر نظر ڈالی۔ پتا چلا ایک گھنٹے کے اندر ایک طیارہ نیویارک اور دوسرا مغربی جرمنی جانے والا ہے۔ یوں اندازہ ہو گیا کہ وہ اپنی ماما اور علی تیمور کو واپس لانے نیویارک جا رہا ہے۔

وہ پارس کے ساتھ چلتی ہوئی ایک کمرے میں داخل ہوئی جو انٹیلی جنس والوں کے لیے مخصوص تھا۔ اس کمرے کے پیچھے اور بھی کمرے ہوں گے کیونکہ پارس اسے ایک افسر کے پاس بڑی محبت سے چھوڑ کر اندر گیا تھا اور سرگوشی میں کہہ گیا تھا۔ "آج سے ٹھیک تین دن بعد گلے لگانے آؤں گا۔ اُس اجنبی سے دور رہنا۔ خدا حافظ۔"

وہ چلا گیا۔ میڈونا کرسی پر بیٹھ گئی۔ پارس کے آخری الفاظ دماغ میں چکرا رہے تھے۔ "اجنبی سے دور رہنا۔" اس نے سوچا۔ "احتیاطاً اس سے دور ہی رہنا چاہیے۔ لیکن معلوم بھی کرنا چاہیے کہ وہ دشمنوں کا آلۂ کار ہے یا نہیں؟"

اس کا سیدھا سا راستہ تھا۔ وہ بہت دیر سے اجنبی کے دماغ میں جا کر معلومات حاصل کرنا چاہتی تھی لیکن پارس کی موجودگی میں مناسب نہیں سمجھتی تھی۔ اب بھی موقع نہیں تھا۔ پتا نہیں ڈمی پارس کب آنے والا تھا۔

وہ انتظار کرنے لگی۔ پندرہ منٹ کے بعد اندرونی دروازے پر وہ نظر آیا۔ وہ کرسی سے اُٹھ کر اُسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی۔ وہ قریب آ کر سرگوشی میں بولا۔ "کیا سوالیہ نظروں سے دیکھ کر دوسروں کے دل میں شبہ پیدا کرو گی؟ چلو یہاں سے۔"

وہ چپ چاپ اس کے ساتھ چلتی ہوئی پارکنگ ایریا کی طرف جانے لگی۔ آہستگی سے بولی۔ "میں بار بار تمھیں دیکھنے پر مجبور ہوں۔ کسی پہلو سے ڈمی نظر نہیں آ رہے۔ قد اور جسامت بھی بالکل وہی ہے اور یہ کپڑے بھی تو وہی ہیں۔"

"ہاں ہمیں لباس تبدیل کرنے میں ذرا وقت لگتا ہے۔ وہ میرے کپڑے پہن کر گئے ہیں۔ اٹیچی میں باقی ان کا ہی سامان تھا۔"

وہ کار کے قریب پہنچ کر کوٹ اور پینٹ کی جیبوں میں چابی تلاش کرتے ہوئے بولا۔ "بڑی بھول ہو گئی۔ میں پارس صاحب سے چابی لینا بھول گیا۔"

وہ پرس سے چابی نکال کر دیتے ہوئے بولی۔ "یہ میرے پاس ہے۔"

وہ چابی لے کر دروازہ کھول کر اسٹیرنگ سیٹ پر آیا۔ میڈونا کے لیے دوسرے دروازے کو کھولا۔ وہ اگلی سیٹ پر اس کے پاس بیٹھتے ہوئے بولی۔ "تم کچھ حواس باختہ سے لگ رہے ہو۔ پارس کا رول ادا کرتے ہوئے گھبرا رہے ہو۔"

وہ گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے بولا۔ "دراصل تمھاری ٹیلی پیتھی جاننے والی صلاحیتوں سے متاثر ہوں۔ ایسے میں پارس صاحب کی طرح عاشق بن کر تمھارے ساتھ رہنا کچھ مشکل ہے مگر ابھی ابتدا ہے۔ میں تم سے فری ہو جاؤں گا۔"

"اے مسٹر! اپنی اوقات میں رہنا۔ فری ہونے کی کوشش کرو گے تو دماغ میں زلزلے پیدا کر دوں گی۔ ہاں خوب یاد آیا اپنی اصلی آواز اور لہجہ سناؤ۔ میں تمھارے دماغ میں آؤں گی۔"

"فضول ہے۔ میں پندرہ منٹ تک سانس روک سکتا ہوں۔"

"پھر بھی میں تمھارے دماغ میں آنے کا حق رکھتی ہوں۔"

"میں نے یوگا میں اسی لیے مہارت حاصل کی ہے کہ ٹیلی پیتھی جاننے والے اپنا حق منوا نہ سکیں۔"

"فضول باتیں نہ کرو۔ تم ڈمی ہو۔ کسی موقع پر مجھے دھوکا دے سکتے ہو۔ میں تمھارے چور خیالات پڑھوں گی۔"

"میرے چور خیالات معلوم کرنے کا حق صرف جناب شیخ الفارس صاحب کو ہے۔"

"کیا شیخ صاحب ٹیلی پیتھی جانتے ہیں؟"

"میرا خیال ہے نہیں جانتے۔ اس کے باوجود ہمارے اندر کے بھید جانتے ہیں۔ یہ روحانی معاملات ہیں، ہماری تمھاری سمجھ میں نہیں آئیں گے۔"

میڈونا کو یہ معلوم کرنے کی بے چینی تھی کہ اس اجنبی میں ایسی کیا باتیں ہیں جو اُسے اپنی طرف کھینچ رہی ہیں۔ وہ جلد سے جلد اپنے بیڈ روم میں پہنچ کر دروازے کو اندر سے بند کر کے اجنبی کے پاس جانا چاہتی تھی۔ ڈمی کو دیکھ کر بولی۔ "رفتار بڑھاؤ۔ میں گھر پہنچ کر آرام کرنا چاہتی ہوں۔"

اس نے مسکراتے ہوئے رفتار بڑھا دی۔ میڈونا نے گھور کر

پوچھا "یہ کیوں مسکرا رہے ہو؟"

"سوری! میں اس بات کا پابند نہیں ہوں کہ اپنے ہنسنے مسکرانے اور رونے کی وجوہات بیان کرتا رہوں۔"

"پھر بھی ہم ساتھ رہیں گے تو تجسس پیدا ہوتا رہے گا۔ ایک دوسرے کو اپنے دل کی بات بتانی چاہیے۔"

"تو پھر بتاؤ! ابھی تم خیالوں میں کہاں پہنچی ہوئی تھیں؟"

"اپنے پارس کے پاس۔"

"پلیز! پارس صاحب سے پوچھو کیا تین دن کے بعد مجھے اسی لباس میں ان سے ملنا ہوگا؟"

"اچھا! ابھی پوچھ کر آتی ہوں۔"

وہ چپ ہو گئی۔ پارس پھر مسکرانے لگا۔ وہ ڈمی نہیں تھا اُسے چکر دے رہا تھا۔ یہ بات سنا تھا کہ اس اجنبی میں شیطانی کشش ہے اور عورتیں شیطان کی طرف زیادہ جھکتی ہیں۔ اور اسے یہ بھی شبہ تھا کہ اجنبی اگر کسی دشمن کا آلۂ کار ہے تو پھر کسی بہانے میڈونا کے سامنے آئے گا اور یہ میڈونا کے بس میں نہ ہوتا کہ وہ اُسے روبرو پاکر اپنے اختیار میں رہتی۔

اس نے سوچا تھا "اگر اجنبی کسی کا آلۂ کار نہیں ہوگا۔ سچ مچ کسی دماغی نقص کے باعث اپنے آپ کو بھول چکا ہوگا تو میں اس کے کام آؤں گا۔ ڈاکٹروں کے ذریعے اس کی یادداشت واپس لانے کی ہر ممکن کوشش کروں گا۔"

اس کی اصلیت معلوم ہونے تک میڈونا کو ڈھیل دینا لازمی تھا تاکہ وہ آزادی سے اجنبی کے متعلق معلومات حاصل کرے۔ پارس کی موجودگی میں وہ یہی ظاہر کرتی رہتی کہ اسے پارس کے سوا کسی سے دلچسپی نہیں ہے۔ یہی سوچ کر وہ ڈمی بن گیا تھا۔ اس کے قریب ہوتے ہوئے بھی قریب نہیں تھا۔ اسے من مانی کرنے کی آزادی دے چکا تھا۔

میڈونا خیال خوانی میں مصروف تھی۔ یہ ظاہر کر رہی تھی کہ پارس کے پاس گئی ہے۔ جبکہ پارس نے تین دن تک دماغی رابطہ قائم کرنے سے منع کیا تھا۔ ویسے بھی خواہ مخواہ دماغ میں آنے کی اجازت نہیں دیتا تھا اور وہ تو پاس ہی بیٹھا ہوا تھا۔ میڈونا کسی دوسری دنیا میں پہنچی ہوئی تھی۔

وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر بولی "پارس تمہاری نالائقی پر غصہ کر رہا ہے۔ کہہ رہا ہے عقل سے کام لو۔ تین دن کے بعد اسی ایک لباس میں ملنا ضروری نہیں ہے۔ کیا تین دن تک غسل نہیں کرو گے، لباس تبدیل نہیں کرو گے؟ مجھ سے بھی غلطی ہوئی، تمہارے احمقانہ سوال کا جواب معلوم کرنے چلی گئی۔"

پارس نے کہا "واقعی! میں نے احمقانہ سوال کیا تھا۔ آئندہ ایسی غلطی نہیں کروں گا۔"

وہ بنگلے کے احاطے میں پہنچ گئے۔ میڈونا فوراً ہی کار سے اُتر کر اندر چلی گئی۔ کیونکہ خیال خوانی ادھوری رہ گئی تھی۔ اس اجنبی کے دماغ میں رہ کر دلچسپ معلومات حاصل کر رہی تھی۔ پارس نے بنگلے کے اندر آکر آواز دی "میڈونا! کہاں ہو؟"

بیڈ روم سے آواز آئی "میں یہاں ہوں۔ مجھے ڈسٹرب نہ کرو۔"

اس نے دروازے کے پاس آکر دیکھا۔ وہ اسے اندر سے بند کر چکی تھی۔ وہ مسکراتا ہوا دوسرے کمرے میں آیا پھر ٹرانسمیٹر کے ذریعے آدمر سے رابطہ قائم کر کے بولا "انکل! آپ اجنبی کے دماغ میں رہیں۔ کوئی اہم معاملہ ہو تو مجھے بتائیں۔ شکریہ۔"

اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ میڈونا اجنبی کے پاس پہنچی ہوئی تھی۔ اُسے مخاطب نہیں کیا تھا مگر وہ سمجھ رہی تھی کہ پرائی سوچ کے باعث وہ بے چین ہو جاتا ہے۔ پھر رفتہ رفتہ بھول جاتا ہے کہ کوئی اس کے دماغ میں ہے۔

وہ اجنبی سب کے لیے سوالیہ نشان بنا ہوا تھا۔ پچھلے چوبیس گھنٹوں میں ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعے اس کے متعلق اعلان کیا گیا تھا۔ اخبارات میں تصویریں شائع کرائی گئی تھیں تاکہ اس کے عزیز و اقارب آکر اسے لے جائیں۔ اس کا کوئی اپنا نہیں آیا تھا مگر عورتیں چلی آ رہی تھیں۔ انھیں روکنا اور سمجھانا مشکل ہو رہا تھا۔

پولیس اسٹیشن آنے والی عورتوں سے کہہ دیا گیا کہ اجنبی کا کوئی مرد وارث آئے گا تو اُسے جانے دیا جائے گا ورنہ اسے کسی عورت کے حوالے نہیں کیا جائے گا۔ اس فیصلے کے بعد اِکا دُکا مرد حضرات آنے لگے لیکن وہ معتبر نہیں تھے، ان پر شبہ تھا کہ مالدار عورتوں نے انھیں بھیجا ہے۔ آخر ایک اعلیٰ افسر نے کہا "میں اِسے اپنے ہاں لے جاتا ہوں۔ میرے دروازے پر کوئی اسے پریشان کرنے نہیں آئے گی۔ اس کا کوئی عزیز یا دوست آیا تو ہم اچھی طرح چھان بین کے بعد اِسے اُس کے حوالے کر دیں گے۔"

ایسے ہی وقت میڈونا اجنبی کے دماغ میں آئی تھی۔ وہ اجنبی اعلیٰ افسر کے ساتھ تھانے سے باہر آیا۔ اعلیٰ افسر کی کار جہاں کھڑی ہوئی تھی، وہاں اس کے پیچھے کسی نے ایک بڑی سی ویگن کار لا کر روک دی تھی۔ افسر اپنی کار آگے نہیں لے جا سکتا تھا نہ ہی پیچھے کر سکتا تھا۔ ویگن کار والا پتا نہیں کہاں چلا گیا تھا۔ اجنبی نے کہا "میں اِسے ہٹا دیتا ہوں۔"

"کیسے ہٹاؤ گے؟ چابی نہیں ہے۔"

پھر میڈونا اس کے دماغ میں حیران رہ گئی۔ اجنبی نے ویگن کے پچھلے حصے کو پکڑ کر اُٹھایا پھر اُسے کھینچتا ہوا ذرا دور لے جا کر چھوڑ دیا۔ راستہ چلنے والے رک گئے تھے، تالیاں بجا رہے تھے۔ عورتیں خوشی سے اُچھل رہی تھیں۔ ہاتھ ہلا ہلا کر مسرت کا اظہار کر رہی تھیں۔ کتنی ہی دوڑتی ہوئی قریب آگئی تھیں۔ سپاہی انھیں دور ہٹا رہے تھے۔ ایک تو پہلے ہی اس کا جادو کم نہ تھا۔ طاقت کے مظاہرے سے سونے پر سہاگا ہو گیا۔ اعلیٰ افسر اسے کار میں بٹھا کر لے گیا۔ پیچھے عورتیں اعلیٰ افسر کو گالیاں دے رہی تھیں، تھوک رہی تھیں اپنی جوتیاں اُتار کر اس کی طرف پھینک رہی تھیں مگر اس کی کار دور جا کر نظروں سے اوجھل ہو گئی تھی۔

میڈونا اس کی پریشانیوں کو سمجھ رہی تھی۔ وہ جھوٹا اور مکار نہیں تھا۔ اس کے دماغ میں رہ کر وہ محتاط تھی، خاموشی سے انتظار کر رہی تھی، شاید اس کے اندر کوئی چھپا ہوا کبھی بول پڑے یا اُسے ایسی حرکت پر مجبور کرے جس سے اُس کے آلۂ کار ہونے کا ثبوت مل جائے۔

وہ اعلیٰ افسر کے ساتھ اس کی کوٹھی میں پہنچا۔ وہاں ایک دوسرا ہی چکر چل گیا۔ وہ ڈرائنگ روم میں پہنچا تو مسلح افراد نے انھیں گھیر لیا۔ ایک حسین عورت کرسی پر بیٹھی تھی۔ ایک گن مین نے افسر کو نشانے پر رکھتے ہوئے کہا "یہ ہماری مادام ہیں۔ ہم ان کے خادم ہیں، اگر تم ایک طرف خاموش بیٹھے رہو تو تمھیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا جائے گا۔"

وہ بولا "تم لوگ میرے گھر میں کیسے گھس آئے؟"

حسینہ نے کہا "جیسے بھی آئے مگر آگئے۔ میں اس غیر معمولی اجنبی سے ملنے آئی ہوں، پیرس کے گھر گھر میں اس کا ذکر ہو رہا ہے۔"

وہ کرسی سے اُٹھ کر اس کی طرف بڑھتی ہوئی بولی "اجنبی! تم واقعی بھرپور ہو۔ تمہارے اندر مردانہ حسن کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ اس کے باوجود تم حسن و شباب سے دور بھاگتے ہو؟"

وہ اس کے سامنے گھوم پھر کر حسن و شباب کی نمائش کرنے لگی۔ طرح طرح کی ہوش اُڑانے والی ادائیں دکھانے لگی۔ اجنبی نے پوچھا "یہ کیا کر رہی ہو؟ یہ افسر میرا محسن ہے۔ جتنی جلدی ہو سکے اپنے آدمیوں کو لے کر چلی جاؤ۔"

وہ دونوں بانہیں اس کی گردن میں ڈال کر بولی "اپنے محسن کو زندہ دیکھنا چاہتے ہو تو میرے ساتھ چپ چاپ چلو۔"

اس نے دونوں ہاتھوں سے کمر کو پکڑ کر اُسے اُوپر اُٹھایا۔ وہ خوش ہو کر ہنسنے لگی۔ پھر اچانک چیخ پڑی۔ اجنبی نے اُسے دو مسلح افراد پر پھینک دیا تھا۔ تیسرے کو گھوم کر لات ماری۔ لات ہتھوڑے کی طرح پڑی تھی، وہ گرنے کے بعد اُٹھ نہ سکا۔ چوتھے نے اُس پر گولی چلا دی۔ گولی اس کے بازو کی اُبھری ہوئی مچھلی میں پیوست ہو گئی۔ میڈونا نے دیکھا، اُس نے ہلکی سی تکلیف محسوس کی تھی۔ پھر اس کے بعد جو کچھ ہوا اُسے دیکھ کر سب دنگ رہ گئے۔

بازو میں جہاں گولی پیوست ہوئی تھی۔ وہاں سے لہو بہہ رہا تھا۔ اُس نے اپنی دو اُنگلیاں بازو کے زخم کے اندر گھسائیں پھر اندر گھسی ہوئی گولی کو ان اُنگلیوں سے کھینچ کر باہر نکال لیا۔ یہ طاقت، قوت برداشت اور آپریشن کا ناقابل یقین طریقہ انسانی نہیں تھا۔ وہ شاید جنّات میں سے تھا۔

سب مقابلہ بھول کر اُس کے زخمی بازو کو دیکھ رہے تھے وہ نیکر اور بنیان پہنے ہوئے تھا۔ پہاڑ جیسا پتھریلا جسم نمایاں تھا، بازو بھی ننگے تھے۔ زخم سے لہو کا بہاؤ بند ہو گیا تھا۔ پھر وہ زخم بھرتا ہوا دکھائی دیا۔ اس حسینہ کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ چند لمحوں کے اندر ہی زخم آپ ہی آپ بھر گیا۔ بازو کا گوشت اور کھال پہلے جیسی حالت میں آگئی۔ پتا نہیں چل رہا تھا کہ ایک منٹ پہلے وہاں گولی لگی تھی۔

وہ بازو سے نکلی ہوئی گولی کو چٹکی میں لے کر حسینہ کی طرف بڑھتے ہوئے بولا "تمہارے آدمی جتنی گولیاں میرے جسم میں آتاریں گے وہ ساری گولیاں میں تمہارے اندر گھسا دوں گا۔ اس طرح ۔ ۔"

اس نے اپنی ایک ہتھیلی میں وہ گولی پیوست کی پھر اُسے ہتھیلی کی پُشت سے باہر نکال لیا۔ وہاں سے بھی تھوڑا سا خون نکلا۔ پھر ہتھیلی کا گوشت اور کھال برابر ہو گئی۔ وہ خوف سے کانپتی ہوئی بولی "کوئی گولی نہ چلائے، ہتھیار پھینک دو۔"

سب نے ہتھیار پھینک دیے۔ میڈونا تھوڑی دیر کے لیے دماغی طور پر بیڈروم میں حاضر ہو گئی۔ وہ سردی کے موسم میں پسینہ پسینہ ہو رہی تھی۔ ایک ہی سوال دماغ میں گونج رہا تھا، کیا وہ انسان ہے؟ کیا وہ انسان ہے۔۔؟

بے شک وہ انسان ہی تھا۔ سر سے پاؤں تک جسم انسانی تھا۔ اس کا کھانا پینا، پہننا اوڑھنا، چلنا پھرنا، ہنسنا بولنا سب انسانی تھا۔ اس کا دل تھا اور دماغ تھا اور دماغ کو میڈونا نے پوری توجہ سے سمجھا تھا۔ وہ کسی پہلو سے غیر انسانی یا جناتی نہیں تھا۔ ہاں جو انسانوں میں نہیں ہوتی، وہ غیر معمولی قوت برداشت اس میں تھی اور آپریشن کا وہ غیر انسانی انداز تھا۔ جسے دیکھ کر میڈونا چکرا گئی تھی اور دھڑکتے ہوئے دل سے سوچ رہی تھی: "وہ ایک بے مثال فولادی انسان ہے۔ میں اس کی مٹھی میں پہنچتے ہی پگھل کر رہ جاؤں گی۔"

دوسری طرف آرمر سے تفصیلی روداد سننے کے بعد پارس نے کہا: "آج سے کوئی آٹھ برس پہلے ایک سائنس داں ڈاکٹر ہیوبرٹ نے اپنے ایک مضمون میں لکھا تھا کہ ایک آہنی روبوٹ کو انسان کی طرح کام کرنا سکھایا جا سکتا ہے تو گوشت پوست کے انسان کو بھی روبوٹ کی طرح ناقابلِ شکست بنایا جا سکتا ہے۔"

آرمر نے پوچھا: "کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ اُس عجیب و غریب اجنبی کو میڈیکل سائنس کے انوکھے تجربات سے گزارا گیا ہے؟"

"ہاں یہی ہو سکتا ہے۔ آپ بابا صاحب کے ادارے کے سائنسدانوں کو اس اجنبی کے متعلق تفصیل بتائیں اور ڈاکٹر ہیوبرٹ کا حوالہ دیں۔ ہمارے ڈاکٹر اور سائنسداں اُس اجنبی کے حیرت انگیز وجود پر ضرور کچھ روشنی ڈالیں گے۔"

آرمر چلا گیا۔ وہ اپنی جگہ سے اُٹھ کر دروازے کے پاس آیا پھر اُسے کھول کر میڈونا کے بیڈروم کی جانب دیکھا۔ اس کا دروازہ بدستور بند تھا۔ دن کے دو بجے تھے۔ میڈونا نے لنچ نہیں کیا تھا اور یہ سونے کا وقت نہیں تھا۔ اس کا مطلب تھا وہ بھی خیال خوانی کے ذریعے اس اجنبی کی عجیب و غریب حرکتوں سے اُلجھ رہی تھی۔

اس نے دروازے پر آ کر دستک دی۔ میڈونا اجنبی کے پاس پہنچتے پہنچتے ٹھٹک گئی۔ آنکھیں کھول کر دروازے کی سمت دیکھا پھر ناگواری سے پوچھا: "کیا ہے؟ میں نے کہا تھا مجھے ڈسٹرب نہ کرنا۔"

"لنچ کا وقت گزر رہا ہے۔ مجھے بھوک لگ رہی ہے، تمھیں بھی بھوک لگ رہی ہوگی۔"

"کم بولا کرو۔ بھوک لگ رہی ہے تو کھانے سے کس نے روکا ہے۔ اب دستک نہ دینا۔ میں سو رہی ہوں۔"

"لیکن میں لنچ کے لیے تنہا کیسے جا سکتا ہوں۔ پارس صاحب نے کہا تھا، میں ہمیشہ تمھارے ساتھ ساتھ رہوں، تمھیں تنہا نہ چھوڑوں۔"

"میں کوئی بچی نہیں ہوں۔ تمھیں معلوم ہونا چاہیے اس کا [illegible] کے اطراف خفیہ پولیس کا سخت پہرا ہوتا ہے۔ تم جاؤ، میں یہاں [illegible] سے رہوں گی۔"

پارس نے بند دروازے کو دیکھا، پھر دل ہی دل میں کہا [illegible] بیڈروم ہے اور مجھ پر رعب جما رہی ہے۔ آدمی کی حیثیت بھی [illegible] اپنے ہی گھر میں دو کوڑی کا نہیں رہتا۔

وہ لنچ کے لیے باہر چلا گیا۔ میڈونا اجنبی کے پاس آگئی۔ [illegible] دیر میں پولیس والے آکر اس حسینہ کو اس کے مسلح آدمیوں سمیت [illegible] کر سکتے تھے۔ اعلیٰ افسر یہی چاہتا تھا لیکن اجنبی نے کہا: "انھیں [illegible] کر دو، جانے دو۔"

"مسٹر! کیسی باتیں کرتے ہو۔ انھوں نے پہلا جرم یہ کیا کہ جبراً میرے گھر میں گھس آئے۔ دوسرا جرم یہ کہ مجھے قتل کرنے کی [illegible] دی۔ اگر تم اس عورت کی بات نہ مانتے یا ان پر غالب نہ آتے تو یہ مجھے قتل کر دیتے۔ ہم مہذب لوگ ہیں، ہمیں قانون کے تقاضوں کو پورا کرنا چاہیے۔"

اجنبی نے اس حسینہ کو دیکھا پھر اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا: "مجھے عورتیں بہت اچھی لگتی ہیں۔ اِن پر بہت پیار آتا ہے۔ میں سوچتا ہوں، ایسی ہی کسی عورت نے مجھے جنم دیا ہوگا۔ پلیز! اسے معاف کر دیں۔"

اُس حسینہ کی آنکھوں میں اچانک ہی آنسو آگئے۔ کوئی عورت سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ فولاد جیسا جسم اور جان رکھنے والا اندر سے موم کی طرح نرم ہوگا اور عورت کا اس قدر احترام کرتا ہوگا۔ میڈونا دل ہی دل میں کہہ رہی تھی: "ایسی محبت اور ایسا احترام کسی سچے انسان کے دل میں ہی ہوتا ہے اور بے شک یہ اجنبی انسان ہے، کسی دوسری دنیا کی مخلوق نہیں ہے۔"

اعلیٰ افسر نے کہا: "تم واقعی عجیب و غریب ہو۔ میں تمھارے جذبے کی قدر کرتے ہوئے انھیں معاف کرتا ہوں۔ تم لوگ فوراً چلے جاؤ۔"

وہ سب اپنے ہتھیار اُٹھا کر اُس حسینہ کے ساتھ چلے گئے۔ افسر نے کہا: "آؤ بیٹھو۔ اسے اپنا ہی گھر سمجھو۔ بائی دی وے تمھیں کس نام سے پکاروں؟"

"پتا نہیں میرا نام کیا تھا؟ میرے آباؤ اجداد کون تھے اور کس نام سے پکارتے تھے؟ میں وہی نام چاہتا ہوں اور جب تک وہ معلوم نہ ہو، میں اجنبی کہلانا ہی پسند کروں گا۔"

"اچھی بات ہے اجنبی! لنچ کا وقت گزر چکا ہے۔ تمھیں بھوک لگی ہوگی؟"

"بھوک؟" وہ سوچنے لگا۔

"ہاں، کل سے تم نے کیا کچھ کھایا ہے؟"

"میں نے گھومتے پھرتے کبھی فٹ پاتھ پر کبھی ہوٹلوں میں بہت سی عورتوں، مردوں اور بچوں کو طرح طرح کی چیزیں کھاتے دیکھا ہے۔ میرا دماغ سمجھاتا ہے، میں بھی ایسی چیزیں کھاتا ہوں۔ مگر کسی نے مجھے کھانے کو نہیں پوچھا۔"

افسر نے حیرانی سے پوچھا: "کیا تم نے کل سے کچھ نہیں کھایا ہے؟ تعجب ہے، چلو اٹھو۔ میرے ساتھ کچن میں آؤ۔"

وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر کچن میں آیا۔ فریج کھول کر کہا: "اس میں پکا ہوا گوشت اور سبزیاں ہیں، جیلی، جام، مکھن اور پنیر سب کچھ ہے۔ میں تمھیں کھانا گرم کر کے دیتا ہوں۔"

اجنبی نے اس کی باتوں کے دوران گوشت کے بڑے بڑے ٹکڑے اٹھا کر کھانا شروع کر دیے تھے۔ کچی سبزیوں پر بھی ہاتھ صاف کر رہا تھا۔ افسر نے کہا: "یہ کیا کر رہے ہو، اِسے پکا کر کھایا جاتا ہے۔"

اس نے ران کے ایک پیس سے گوشت کی بوٹیاں دانتوں سے نوچ کر چباتے ہوئے پوچھا: "اِسے کیسے پکایا جاتا ہے؟"

وہ گوشت کے ساتھ سیب اور انگور اٹھا اٹھا کر منہ میں بھرتا اور چبا کر نگلتا جا رہا تھا۔ افسر نے کہا: "اب تمھیں پکانا کیا بتاؤں؟ ایسے ہی ٹھیک ہو۔ کاش! یہ معلوم ہوتا کہ تم کس ملک اور کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو؟"

وہ آدھے گھنٹے تک فریج کے سامنے کھڑا کھاتا رہا۔ چونکہ تیزی سے چبا چبا کر کھا رہا تھا اس لیے مختصر سے وقت میں فریج خالی ہو گیا۔ افسر نے پوچھا: "اور کھاؤ گے؟"

اس نے جواباً پوچھا: "کیا اور ہے؟"

"نہیں ہے مگر بازار سے ابھی آجائے گا۔"

وہ مٹھیاں باندھ کر دونوں بازوؤں کی مچھلیاں اُبھارتے ہوئے بولا: "کھانے کے بعد کچھ زیادہ طاقت محسوس ہو رہی ہے۔ یہ کھانا اچھی چیز ہے، تم کیوں نہیں کھاتے ہو؟"

اعلیٰ افسر نے ریسیور اُٹھا کر نمبر ڈائل کیے۔ پھر رابطہ قائم ہونے پر کئی طرح کے گوشت، سبزیوں اور پھلوں کے نام لکھوا کر بولا: "یہ سب کچھ ابھی لے آؤ۔ ایک باورچی کی بھی ضرورت ہے۔"

دوسری طرف سے کہا گیا: "جناب! چکن، مٹن اور بیف وغیرہ ملا کر ایک من گوشت ہو جائے گا۔ کیا آج کوئی تقریب ہے؟"

افسر نے اجنبی کو دیکھا پھر کہا: "بہت بڑی تقریب ہے جو لکھوایا ہے علاوہ باورچی کے ساتھ لے آؤ اور اتنا سامان روز یہاں پہنچایا کرو۔"

اس نے رابطہ ختم کیا پھر ایک ٹیلر ماسٹر سے رابطہ قائم کر کے بلانے آنے کا حکم دیا اور ریسیور رکھ کر پوچھا: "مسٹر اجنبی! کل سے تم یہی ایک بنیان اور نیکر پہنے ہوئے ہو؟"

"ہاں، میں کھانے اور پہننے کے متعلق نہیں سوچ رہا ہوں۔ میرے دماغ میں گھوم پھر کر یہی سوچ پیدا ہوتی ہے کہ میں کون ہوں؟ کہاں سے آیا ہوں؟ ایک کشتی پر بے ہوش کیسے ہو گیا تھا؟ بے ہوشی سے پہلے میں اُس کشتی پر کیسے پہنچا تھا؟"

"تم نے کل سے بھوک محسوس نہیں کی تھی۔ ابھی کھانے کے بعد جسمانی توانائی زیادہ محسوس کرنے لگے۔ اگر ڈاکٹر تمھیں دماغی توانائی کی دوا کھلاتے رہیں تو شاید تمھیں کچھ بھولی ہوئی باتیں یاد آجائیں۔"

"مجھے ڈاکٹر کے پاس لے چلو۔"

افسر نے ٹیلیفون کے ذریعے ایک ڈاکٹر کو آنے کے لیے کہا پھر پوچھا: "کیا تمھارے دل میں یہ جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ تم کسی سے محبت اور ہمدردی کرو؟"

"ہاں، ابھی میں نے یہاں آنے والی سے ہمدردی کی تھی۔"

"وہ صرف ہمدردی تھی۔ میں محبت کی بات پوچھ رہا ہوں۔ کیا تم چاہتے ہو کہ کوئی تمھیں چاہے اور تم اسے چاہو، اسے اپنا بناؤ تاکہ تمھیں تنہائی کا احساس نہ ہو؟"

"میں کل سے دیکھ رہا ہوں، کسی مرد کے ساتھ کوئی عورت ہے اور کسی عورت کے ساتھ کوئی مرد ہے۔ لوگ گلیوں میں، شاہراہوں پر، بازاروں میں ایک دوسرے سے ہنستے بولتے، مسکراتے اور پیار جتاتے ہیں، تب میں سوچتا ہوں کہ میں تنہا ہوں۔ مجھے بھی ہنسنے بولنے والی ساتھی کی ضرورت ہے۔"

"کل تمھیں ساتھی ملی تھی، تم اُسے چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔"

"ہاں وہ کچھ عجیب حرکتیں کر رہی تھی۔ مجھے بہت بُری لگ رہی تھی۔"

"پھر تم کیسی ساتھی چاہتے ہو؟"

"کل رات تک میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ میں کیا چاہتا ہوں، پھر میں سو گیا۔ سوتے وقت ایک بہت حسین لڑکی میرے پاس آئی تھی۔"

"اُس نے تمھیں جگایا تھا؟"

"نہیں وہ نیند میں آئی تھی۔ اُسے کیا کہتے ہیں؟ ہاں خواب۔ وہ خواب میں آئی تھی۔ مجھ سے کہہ رہی تھی، کسی لڑکی کو قریب نہ آنے دینا۔ صرف میں تمھارے لیے پیدا ہوئی ہوں۔ میرا انتظار کرو۔ میں جلد ہی آ رہی ہوں۔"

وہ کہتے کہتے خیالوں میں کھو گیا۔ افسر نے پوچھا: "کیا وہ یاد آ رہی ہے؟"

"ہاں، عجیب بات ہے۔ میں خواب دیکھنے کے بعد بھول گیا تھا، تم نے یاد دلایا تو وہ یاد آ رہی ہے۔"

"تمھارا دماغ کمزور ہے۔ تم بھول جاتے ہو۔ ذرا یاد کرنے کی کوشش کرو۔ اُس لڑکی نے خواب میں اور کیا کہا تھا؟ کیا وہ تمھارے قریب آئی تھی؟"

وہ ذہن پر زور ڈال کر سوچنے اور یاد کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ان لمحات میں میڈونا کی شدید خواہش تھی کہ وہی خواب والی دوشیزہ ہو جائے۔ اس نے تمام احتیاط کو بالائے طاق رکھ کر اس کی دماغی آنکھوں میں اپنا تصور پیش کیا۔ اس کی سوچ میں اس کے قریب آئی۔ وہ ایک دم سے خوش ہو کر بولا۔" ہاں' یاد آ گیا۔ وہ میرے قریب آئی تھی۔"

افسر نے کہا۔"شاباش! دیکھو کوشش کرنے سے کسی دوا کے بغیر دماغی توانائی حاصل ہوتی ہے۔ اور یاد کرو۔ وہ قریب آ کر کچھ بول رہی تھی؟"

اس نے آنکھیں بند کیں' جیسے سوچ رہا ہو۔حالانکہ میڈونا نے اپنی سوچ کی قوت سے اس کی آنکھیں بند کرائی تھیں اور اس کے تصور میں قریب آ کر سوچ کے ذریعے بول رہی تھی۔" اگر میں تمھیں بتا دوں کہ کہاں ملوں گی تو تم دوسروں سے ذکر کرو گے۔ اس لیے نہیں بتاؤں گی۔"

اجنبی کی سوچ نے کہا۔"میں کسی سے ذکر نہیں کروں گا پلیز' مجھے ملاقات کی جگہ بتاؤ؟"

"میں چھ تاریخ اتوار کی شام پانچ بجے سرخ رنگ کی اسپورٹنگ کار میں بیٹھی ہوئی نظر آؤں گی۔ یہ کار ہوٹل ڈیلائلہ کے پارکنگ ایریا میں ہوگی۔ میرے بدن پر سفید لباس ہوگا۔"

اجنبی نے پٹ سے آنکھیں کھول کر افسر سے پوچھا۔"آج کتنی تاریخ ہے؟"

"چھ۔ مگر تم تاریخ کیوں پوچھ رہے ہو؟"

"میں نہیں بتاؤں گا۔ میں نے خواب والی سے وعدہ کیا ہے۔ آج کون سا دن ہے؟"

"اتوار۔ مگر تم خود کو نہیں پہچانتے ہو پھر یہ دن تاریخ پوچھ کر کیا کرو گے؟"

"ہوٹل ڈیلائلہ کہاں ہے؟"

"اسی شہر میں ہے مگر بہت دور ہے۔ میں حیران ہوں کہ تم اپنا نام نہیں جانتے مگر ہوٹل ڈیلائلہ کا نام تمھیں یاد ہے۔ معلوم ہوتا ہے اس ہوٹل سے تمھاری پچھلی زندگی کا گہرا تعلق ہے۔ میرے ساتھ آؤ۔ میں ابھی وہاں لے چلتا ہوں۔ بڑی کوششوں کے بعد تمھیں اتنا کچھ یاد آیا ہے' وہاں پہنچ کر شاید بہت کچھ یاد آ جائے۔"

"ابھی کیا وقت ہوا ہے؟"

وہ گھڑی دیکھتے ہوئے بولا۔"تین بج کر چالیس منٹ ہوئے ہیں۔"

"میں وہاں ٹھیک پانچ بجے جاؤں گا۔"

"پانچ بجے کیوں؟"

"تم بات بات پر سوال کیوں کرتے ہو؟"

اسی وقت ٹیلر ماسٹر اور ڈاکٹر پہنچ گئے۔ میڈونا دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوئی' پھر مسکراتے ہوئے انگڑائی لے کر اٹھ بیٹھی الماری کے پاس آ کر سفید لباس نکالا اس کے بعد بننے سنورنے کے لیے سنگار میز کے آئینے کے سامنے آ گئی۔ تقدیر ہر طرح سے مہربان تھی کہ عورتوں سے بدکنے والا فولادی مرد صرف ایک خواب کے حوالے سے اور ٹیلی پیتھی کے کمال سے اس کا عاشق بن گیا تھا۔ دوسری طرف پارس اپنی ماما کو واپس لانے چلا گیا تھا۔ وہ تین دن تک آزاد تھی۔

اس نے خود کو آئینے میں دیکھ کر پوچھا۔"کیا میں پارس کے ساتھ کو دھوکا دے رہی ہوں؟"

پھر اس نے خود ہی جواب دیا۔" ہرگز نہیں۔ اس میں دھوکا دینے کی کیا بات ہے۔ میں اس کی بیاہتا ہوتی تو دھوکا ہوتا۔ ہم تو بس دوست ہیں' ویسے ہی وہ اجنبی بھی دوست رہے گا۔ میں پابند نہیں ہوں' کسی سے بھی دوستی کر سکتی ہوں۔"

آئینے کے عکس نے کہا۔"فرہاد کو تمھارے آلۂ کار نے قتل کیا۔ تم اتنے بڑے جرم پر چھپا رہی تھیں۔ فرہاد کی فیملی کے ہر طرح کام آنا چاہتی تھیں۔ پارس کو پا کر تم نے وفاداری کی قسم کھائی تھی!"

وہ بولی۔"میں آج بھی وفادار ہوں اور مرتے دم تک پارس کے مفاد کے لیے دشمنوں سے لڑتی رہوں گی۔ میں یہ کبھی نہیں بھولوں گی کہ ماسک مین اور سپر ماسٹر کے ٹیلی پیتھی جاننے والے جب چاروں طرف سے مجھے گھیر رہے تھے تو مجھے پارس کے ہاں پناہ ملی تھی۔ اور پارس ہی کی بدولت یہاں کوئی دشمن مجھ پر ہاتھ نہیں ڈال سکتا۔ یہ شہر میرے لیے آہنی قلعہ ہے۔ یہاں میرے خلاف دشمنوں کی کوئی چال کامیاب نہیں ہوگی۔ میں پارس کی دوستی' اس کی محبت اور اس کے احسانات کو کبھی فراموش نہیں کروں گی۔"

اس نے ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کیے۔ پھر رابطہ قائم ہونے پر کہا۔"میں آپ کے ہوٹل میں ایک کمرا ریزرو کرانا چاہتی ہوں۔ آج شام چھ بجے تک وہاں آؤں گی۔ میرا نام مارتھا اسمتھ ہے۔"

"ہم آپ کے خادم ہیں۔ آپ کے لیے ایک بہترین کمرا رہے گا۔"

وہ ریسیور رکھ کر میک اپ کرنے میں مصروف ہو گئی۔ پارس نے ایک ریستوران میں لنچ کے بعد کافی پی۔ کچھ وقت گزار کر اپنی کار میں آیا۔ کارڈلیس ریسیور اٹھا کر رابطہ قائم کیا پھر کہا۔"رپورٹ؟"

"جناب! ابھی ایک منٹ پہلے میڈونا نے ہوٹل ڈی روما میں ایک کمرا مخصوص کرایا ہے اور وہاں شام چھ بجے تک پہنچنے کی بات کی ہے۔"

"تم کیا کرنے جا رہے ہو؟"

"میں نے ایک افسر کو ہوٹل ڈی روما روانہ کر دیا ہے۔ وہ سادہ لباس میں ہے۔ کاؤنٹر پر معلوم کرے گا کہ مارتھا اسمتھ کے کمرے کا نمبر کیا ہے۔ پھر اس کے دائیں بائیں کوئی ایک کمرا لے گا اور اُن کی بات چیت کو ریکارڈ کرنے کے انتظامات کرے گا۔"

"میڈونا خیال خوانی کے ذریعے کاؤنٹر گرل سے معلوم کر سکتی ہے کہ کسی نے خاص طور پر اس کے برابر والا کمرا لیا ہے۔"

"یہ پہلو ہماری نظر میں ہے۔ ہمارے سادہ لباس والے افسر سے پہلے انٹیلی جنس کا ایک آدمی کاؤنٹر پر رجسٹر چیک کرنے جائے گا۔ اس کے ذریعے ہمارے افسر کو مارتھا اسمتھ کے کمرے کا نمبر معلوم ہو جائے گا۔ آپ اطمینان رکھیں' میڈونا کو شبہ نہیں ہوگا۔"

پارس نے ریسیور رکھ دیا۔ اسٹیئرنگ سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر سوچنے لگا۔"قصور میڈونا کا نہیں ہے۔ وہ اجنبی سچ مچ جادوگر ہے۔ قدرت اور سائنسدانوں کا ملا جلا شاہکار ہے۔ جو دیکھتی ہے' دل ہار جاتی ہے۔ عورت خواہ کتنی ہی ذہین اور باصلاحیت ہو' دل کے معاملے میں مات کھا جاتی ہے۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ دیوانگی ایسی شدید ہوگی اور وہ تمام احتیاط کو بھول کر ہوٹل میں کمرا ریزرو کرا لے گی۔"

وہ سوچتا ہوا' ڈرائیو کرتا ہوا اپنے کالج سے کافی فاصلے پر پہنچ کر رک گیا۔ کالج کے احاطے میں سرخ رنگ کی اسپورٹس کار کھڑی ہوئی تھی۔ میڈونا اسی میں جانے والی تھی۔ پارس کا مزاج یہ نہیں تھا کہ وہ اپنی کسی محبوبہ کے چال چلن پر غور کرتا اور نہ ہی اُسے اتنی فرصت تھی کہ میڈونا کے لیے آہیں بھرتا ہوا اس کا تعاقب کرتا ہوا الدکنے یارے دو دو ہاتھ کرنے پہنچ جاتا۔ اُسے صرف اجنبی سے دلچسپی تھی۔ وہ اب تک پُراسرار تھا۔ یہ سُراغ نہیں مل رہا تھا کہ وہ کس کا آلۂ کار ہے۔ میڈونا کی جلد بازی نے کام بگاڑ دیا تھا۔ اگر وہ صبر سے کام لیتی تو اجنبی دوسرے بہانوں سے ضرور اس کے قریب آتا۔

فون پر اشارہ ملا۔ اس نے کارڈلیس ریسیور اٹھایا۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔"جناب! میں دوسرے کالج سے آپ کو دیکھ رہا ہوں۔ کیا آپ میڈونا کا تعاقب کریں گے؟"

"تم مجھے بیٹھے بیٹھے تمام معلومات فراہم کر دیتے ہو' پھر میں تعاقب کیوں کروں گا۔ میں جانتا ہوں تمھارے ماتحت ہر جگہ الرٹ ہیں۔ میں اسی کالج میں رہوں گا۔"

رابطہ ختم ہو گیا۔ چار بج کر بیس منٹ پر میڈونا کالج سے نکل کر اسپورٹس کار میں بیٹھنے لگی۔ پارس اپنی کار ڈرائیو کرتا ہوا احاطے کے گیٹ پر پہنچ گیا۔ وہ ریورس گیئر پر اپنی کار باہر نکال رہی تھی کہ راستہ رُکتے ہی پریشان ہو گئی۔ عقب نما آئینے میں ڈمی پارس نظر آ رہا تھا۔ وہ ذرا سخت لہجے میں بولی۔" گاڑی ہٹاؤ' مجھے جانے دو۔"

وہ بولا۔"میری گاڑی میں آ جاؤ۔ تمھیں تنہا نہیں جانا چاہیے۔"

اس نے گاڑی ایک طرف کی۔ میڈونا اپنی گاڑی اس کے قریب لا کر بولی۔" میں تنہا جاؤں گی اور تم میرا پیچھا نہیں کرو گے۔"

"لیکن پارس صاحب کا حکم ہے کہ..."

وہ بات کاٹ کر بولی۔"میں جانتی ہوں تم بڑے فرماں بردار ہو۔ ایک راز کی بات بتا رہی ہوں' اسے صرف اپنے تک رکھنا۔ کسی سے نہ کہنا۔ کیا میں تم پر بھروسا کروں؟"

"ہاں ہاں ضرور' میں بھروسے کے قابل ہوں اسی لیے ان کی ڈمی بنا کر لایا گیا ہوں۔"

وہ رازدارانہ انداز میں آہستگی سے بولی۔" ابھی خیال خوانی کے ذریعے پارس سے میری بات ہوئی ہے۔"

"اچھا؟" اس نے حیرانی سے کہا۔

وہ بولی۔" اس میں حیرانی کی کیا بات ہے؟"

"میں نے سُنا ہے' پارس صاحب کسی کو دماغ میں آنے ہی نہیں دیتے!"

وہ ہنستے ہوئے بولی۔"تم ہمارے عشق کو نہیں سمجھو گے۔ وہ اپنی ماما کو بھی دماغ میں آنے سے روک دیتے ہیں مگر محبوبہ کو کھلی چھٹی ہے کیونکہ پرائیویٹ باتیں سوچ کے ذریعے ہی رازداری سے ہوتی ہیں۔"

پارس نے تائید میں سر ہلا کر کہا۔"میں نے اس پہلو پر غور نہیں کیا تھا۔ آئندہ ڈمی بننے سے فرصت ملے گی تو میں بھی عشق کروں گا۔"

وہ بھی ہنستے ہوئے بولی۔"ایک راز کی بات سُنو' پارس اسی شہر

میں ہے۔"

وہ چونک کر بولا۔ "کیا کہہ رہی ہو؟"

"سچ کہہ رہی ہوں۔ اس نے دشمنوں کو دھوکا دینے کے لیے تمھیں میرے ساتھ رکھا ہے۔ وہ جہاز پر سوار نہیں ہوا تھا۔ وہیں ایئرپورٹ پر چھپا ہوا تھا۔ اب بھیس بدل کر ہوٹل ڈی روما میں پہنچ گیا ہے۔ میں وہیں جا رہی ہوں۔ دیکھو یہ راز کی بات باباصاحب کے ادارے میں بھی کسی کو نہ بتانا۔ میں جلد واپس آؤں گی۔ اچھا گڈ بائی!"

وہ اپنی کار اسٹارٹ کر کے تیزی سے ڈرائیو کرتی ہوئی جانے لگی۔ پارس ایک سرد آہ بھرتے ہوئے بڑبڑایا۔ "اگر دنیا کے تمام شوہر اپنی جگہ ایک ایک ڈمی رکھ کر دُور سے تماشا دیکھیں تو نہ جانے کتنی بیویاں انھیں اُلّو بناتی ہوئی دکھائی دیں گی۔"

وہ کار ڈرائیو کرتا ہوا احاطے کے اندر آیا پھر کار سے اُتر کر کاٹیج کے اندر چلا گیا۔ میڈونا پونے پانچ بجے ہوٹل ڈیلائٹ کے پارکنگ ایریا میں پہنچی۔ وہ اسی ہوٹل میں ایک کمرا لے سکتی تھی۔ لیکن مشکل یہ تھی کہ اجنبی کے ساتھ وہ افسر بھی آ رہا تھا۔ پارس کی طرح اُس افسر کو بھی چکر دینا تھا۔ کباب میں سے ہڈی کو نکال کر پھینکنا تھا۔

اس نے خیال خوانی کے ذریعے دیکھا۔ افسر اپنی گاڑی میں اجنبی کو لے کر اُسی ہوٹل کے احاطے میں پہنچ گیا تھا اور گاڑی روک کر کہہ رہا تھا۔ "تم ہوٹل کے برآمدے میں انتظار کرو۔ میں گاڑی پارک کر کے آتا ہوں۔"

میڈونا نے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ اُدھر اجنبی گاڑی سے اُترا، اِدھر افسر ڈرائیو کراتی ہوئی گاڑی کو ہوٹل سے دُور لے جانے لگی۔ وہ چاہتی تھی کہ افسر کو واپس آنے میں کم از کم ایک گھنٹا لگ جائے تب تک وہ اجنبی کو ہوٹل ڈی روما میں لے جائے گی۔

پندرہ منٹ کے بعد وہ خیال خوانی سے چونک گئی۔ اجنبی پارکنگ ایریا میں اس کے پاس آ گیا تھا اور جھک کر ہیلو کہہ رہا تھا۔ میڈونا نے دیکھا، اس غیر معمولی اجنبی کے آس پاس کچھ عورتیں تھیں۔ اُسے مخاطب کر کے پوچھ رہی تھیں کہ وہ کون ہے؟ کس ملک سے آیا ہے؟ اور کہاں رہتا ہے؟

اجنبی پریشان ہو کر میڈونا سے کہہ رہا تھا۔ "مس! میں تم سے کچھ ضروری باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ مگر معلوم ہوتا ہے اس دنیا کی عورتوں نے میرا پیچھا نہ چھوڑنے کی قسم کھائی ہے۔ کیا مجھے لفٹ مل سکتی ہے؟"

کتنی ہی عورتیں خوشی سے چیخ پڑیں۔ ایک نے کہا۔ "میں لفٹ دُوں گی۔"

دوسری نے کہا۔ "میرے پاس ہنڈا اکارڈ ہے۔ میرے ساتھ چلو۔"

تیسری نے دوسری کو دھکا دے کر کہا۔ "چاہے کتنی ہی نئے ماڈل کی گاڑیاں آ جائیں رولس رائس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکے گی۔ میرے اجنبی دوست! میرے ساتھ آؤ۔"

وہ غصے سے پھٹ پڑا۔ "گیٹ لاسٹ آف مائی سائٹ۔"

اس کی گرج دار آواز ایسی تھی جیسے بم پھٹ پڑا ہو۔ کان جھنجھنا سے گئے تھے۔ دل بھی دہل گئے۔ عورتیں سہم کر جھجکتی ہوئی پیچھے ہٹ گئی تھیں۔ دُور اور نزدیک سے گزرنے والے رُک گئے تھے اور راہ چلتے آ رہے تھے۔ میڈونا نے پوچھا۔ "تم اُن میں سے کسی کی گاڑی پر کیوں نہیں چلے جاتے؟"

وہ بولا۔ "میں تم سے بہت ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔ پلیز مجھے کار میں بیٹھنے دو۔ میں بُرا آدمی نہیں ہوں۔ تمھیں نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔"

وہ بڑی بے نیازی سے بولی۔ "اچھی بات ہے۔ آ جاؤ۔"

وہ ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس نے کار اسٹارٹ کی۔ لوگ قریب آ گئے تھے۔ ایک نے پوچھا۔ "کیا بات ہے؟"

میڈونا نے کہا۔ "کوئی تشویش کی بات نہیں ہے۔ دیکھ لو وہ تمام عورتیں صحیح و سلامت ہیں۔"

وہ اطمینان سے ڈرائیو کرتی ہوئی احاطے سے باہر آئی پھر گاڑی کو ایک شاہراہ پر دوڑاتے ہوئے بولی۔ "تم وہی ہو جو صبح میری گاڑی میں آ کر بیٹھ گئے تھے پھر پولیس والے تمھیں لے گئے تھے؟"

وہ میڈونا کو غور سے دیکھتے ہوئے بولا۔ "تم وہی لڑکی ہو۔ تعجب ہے! میں نے خواب میں دیکھنے کے بعد بھی تمھیں نہیں پہچانا۔"

"خواب میں؟ کیا تم نے مجھے خواب میں دیکھا تھا؟"

"ہاں، مجھے خواب والا چہرہ اچھی طرح یاد نہیں ہے مگر میں نے یقیناً تمھیں ہی دیکھا تھا۔"

"واہ! چہرہ یاد بھی نہیں ہے اور یقین بھی ہے۔ کیا تم نے زیادہ پی لی ہے؟ بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو۔"

"بائی گاڈ میں ہوش میں ہوں۔ تم نے خواب میں کہا تھا کہ شام کو پانچ بجے ہوٹل ڈیلائٹ کے پارکنگ ایریا میں ملوں گی۔ تمھاری کار کا رنگ سُرخ ہوگا اور تمھارے بدن پر سفید لباس ہوگا۔ تم میرے خواب کی جیتی جاگتی تعبیر ہو۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی۔ "تم بڑی دلچسپ باتیں کرتے ہو۔ ایک بات سمجھ میں نہیں آئی، تمام عورتیں تمھارے پیچھے کیوں پڑ جاتی ہیں؟ میں نے صبح بھی یہی تماشا دیکھا تھا۔"

"میں بہت پریشان ہوں۔ لوگ کہتے ہیں، مجھ میں غیر معمولی کشش ہے اور میں بھی یہی سمجھتا ہوں۔ صرف تم ایک ایسی ہو جس نے مجھ میں دلچسپی نہیں لی۔ سچ بتاؤ کیا تم بھی کسی طرح کی کشش محسوس کرتی ہو؟"

"ہاں تمھارے اندر کچھ ایسی بات ہے لیکن ہر عورت ایسی مجبور اور بے حیا نہیں ہوتی کہ شیطانی کشش کے آگے ہتھیار ڈال دے۔ مجھے بے شرم اور بازاری عورتوں سے نفرت ہے۔"

"واہ! تم بالکل میرے خیال کی لڑکی ہو۔ میں تم سے پاکیزہ دوستی کرنا چاہتا ہوں۔"

وہ دل ہی دل میں بولی۔ "گدھا کہیں کا۔ عورت کے حُسن و شباب سے پاکیزہ دوستی کرے گا۔ ابھی ایک ذرا سی آنچ سے پگھلا دوں گی۔"

اس نے گاڑی سڑک کے کنارے روک دی، جیسے اُس میں کوئی خرابی ہو گئی ہو۔ پھر اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اس کی نظروں کو اپنے آتشیں بدن پر بھٹکانے لگی۔ اس کی سوچ میں کہنے لگی۔ "قدرت نے کیا چیز بنائی ہے۔ اس کا انگ انگ مجھے پکارتا ہے۔ چہرہ کیسا چکنا، بازو کیسے سڈول ہیں۔ چھونے کو جی چاہتا ہے۔"

وہ پریشان ہو کر دوسری طرف دیکھنا چاہتا تھا۔ وہ اس کی سوچ میں بولی۔ "میں خواہ مخواہ گھبرا رہا ہوں۔ یہ کار اسٹارٹ کرنے میں مصروف ہے۔ میری نگاہوں اور ارادوں کو نہیں سمجھ رہی ہے۔ پھر میں کوئی گناہ نہیں کر رہا ہوں۔ یہ میرے خوابوں کی شہزادی ہے۔ اس نے خواب میں آ کر کہا تھا کہ یہ میرے لیے پیدا ہوئی ہے۔ جو چیز قدرت کی طرف سے میرے حصے میں آ رہی ہے اس سے انکار نہیں کرنا چاہیے۔"

اس کے دماغ میں ایسے خیالات ٹھونسنے کے بعد اس نے دماغ کو تھوڑی سی ڈھیل دی۔ پھر کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔ وہ بے چین ہو گیا تھا، کبھی ونڈ اسکرین کے پار اور کبھی دوسری طرف کھڑکی کے باہر دیکھنے لگا۔ میڈونا کو اندیشہ تھا کہیں وہ اسے چھوڑ کر بھاگ نہ جائے۔ وہ مسلسل اس کے دماغ میں رہ کر اُسے اپنا دیوانہ نہیں بنا سکتی تھی کیوں کہ کار چلا رہی تھی، ذرا سی غفلت سے حادثہ ہو سکتا تھا۔

اور وہ سوچ رہا تھا۔ "میں کیا کروں؟ اس نے خواب میں بلایا، میں چلا آیا۔ میں نے پاکیزہ دوستی کے لیے کہا، اس نے انکار کیا مگر اس کے لیے میرے اندر کچھ ہو رہا ہے۔ میرا جی چاہتا ہے اسے چھو لوں، پکڑ لوں۔ توبہ! مجھے کیا ہو گیا ہے۔ کیا میں اس سے دُور ہو جاؤں؟"

میڈونا نے ہوٹل ڈی روما کے احاطے میں گاڑی روک دی۔

وہ پریشان ہو کر بولا۔ "مِس، میں جانا چاہتا ہوں۔"

"تم کہاں رہتے ہو؟"

"میرا کوئی گھر، کوئی رشتے دار نہیں ہے۔ میں اتنی بڑی دنیا میں بالکل تنہا ہوں۔"

"تو پھر کہاں جاؤ گے؟"

"یہی تو میں نہیں جانتا۔ تقدیر جب تک بھٹکائے گی، بھٹکتا رہوں گا۔"

"اگر مناسب سمجھو تو میرے ساتھ رہو۔"

"ہاں؟" اُس نے جھجکتے ہوئے اُسے دیکھا۔ پھر میڈونا نے اسے ذرا دیر تک دیکھتے رہنے پر مجبور کیا۔ وہ نظریں ہٹانا چاہتا تھا اور نظریں تھیں کہ اس کے بدن پر جگہ جگہ پھسلتی جاتی تھیں... دل مچل مچل کر اُسے چھونے کی ضد کر رہا تھا۔ آخر اُس نے ہچکچاتے ہوئے میڈونا کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔ وہ شرمانے لگی۔ پتا نہیں، وہ کیسا سخت چٹانی جسم کا مالک تھا، اس کا ہاتھ پتھر کی طرح لگ رہا تھا۔ وہ اسے پگھلاتے پگھلاتے خود پگھل گئی۔ خیال خوانی بھول گئی۔ وہ جیسے ہوش میں آ گیا۔ جلدی سے اس کا ہاتھ چھوڑ کر بولا۔ "تم، تم ناراض تو نہیں ہو؟"

وہ ایک گہری سانس لے کر بولی۔ "تم نے پاکیزہ محبت سے پکڑا تھا، میں ناراض نہیں ہوئی۔"

"ہاں تم نے ٹھیک سمجھا۔ میری نیت بُری نہیں ہے۔ مگر پتا نہیں کیوں تم بہت اچھی لگتی ہو۔ تمھیں بار بار چھونے کو جی چاہتا ہے۔"

"تم ہزار بار چھو سکتے ہو۔ تمھاری نیت نیک ہے، مگر پہلے یہ طے کرنا ہوگا کہ ہماری دوستی ہمیشہ رہے گی۔"

"ہمیشہ رہے گی۔ میری تنہائی مجھے پریشان کرتی ہے۔ میں تمھارے ساتھ رہوں گا۔ ہمیشہ ہمیشہ دوست بن کر رہوں گا۔"

میڈونا نے ایک جگہ گاڑی پارک کی۔ پھر اس کے ساتھ ہوٹل کے کاؤنٹر پر آئی۔ اپنا نام مارتھا اسمتھ بتا کر کمرے کی چابی لی۔ اجنبی کاؤنٹر کے پیچھے دیوار سے لگی ہوئی ایک تصویر کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔ میڈونا اس کے ساتھ رنگین لمحات گزارنے کے تصور سے موڈ میں آئی ہوئی تھی۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ ایک غیر معمولی شخص اس کی زندگی میں آ رہا تھا۔ وہ بولی۔ "چلو۔"

وہ اپنی جگہ کھڑا رہا۔ اسی دیوار کی تصویر کو دیکھتا رہا۔ میڈونا نے اُس کے بازو کو تھام کر پوچھا۔ "کیا وہ تصویر اچھی لگ رہی ہے؟"

اجنبی نے پوچھا۔ "اس تصویر میں کون سی جگہ دکھائی گئی ہے؟"

کاؤنٹر گرل نے کہا۔ "یہ اٹلی کے شہر روم کا منظر ہے، ہمارے ہوٹل ڈی روما کے ہر کمرے اور ہر حصے میں روم کے مناظر کی تصویریں لگائی گئی ہیں۔ اِس ہوٹل کا تمام اسٹاف بھی شہر روم سے تعلق رکھتا ہے۔"

اجنبی نے کہا۔ "میں اِس منظر کو پہلے بھی دیکھ چکا ہوں۔ تصویر میں جو راستے اور عمارتیں دکھائی دے رہی ہیں، میں انھیں پہچانتا ہوں۔"

میڈونا اس کے دماغ میں تھی۔ وہ خود کو شہر روم کے اُس تصویری حصے میں محسوس کر رہا تھا اور سوچ رہا تھا۔ "میں یہاں رہ چکا ہوں۔"

وہ ہاتھ پکڑ کر کھینچتی ہوئی بولی۔ "کمرے میں چلو، وہاں باتیں ہوں گی۔"

وہ دونوں وہاں سے لفٹ میں آئے۔ ساتویں فلور پر پہنچے۔ لفٹ سے باہر آئے تو سامنے دیوار پر شہر روم کے دوسرے

علاقے کا منظر دکھائی دیا۔ اجنبی تیزی سے چلتا ہوا تصویر کے قریب آیا' اُسے دیکھتے ہوئے بولا" مجھے یاد آرہا ہے۔ میں اِس علاقے میں جا چکا ہوں۔"

" پہلے کمرے میں چلو۔ میں اِس شہر کی تصویروں کا البم منگواؤں گی تم انھیں دیکھ کر اپنی پچھلی زندگی کو یاد کرسکتے ہو۔"

وہ دونوں ایک کمرے میں آئے۔ میڈونا نے فون کرکے شہر روم کی تصویروں کی فرمائش کی پھر ریسیور رکھ کر دیکھا۔ اجنبی کمرے میں لگی ہوئی تصویر کے پاس جاکر اسے دیکھنے میں محو ہوگیا تھا۔ میڈونا کا موڈ چوپٹ ہو رہا تھا۔ وہ اپنی ذات میں دلچسپی پیدا کرانے کے لیے اسے یہاں لائی تھی اور وہ روم کے تاریخی کھنڈرات میں گم ہوگیا تھا۔ اُسے واپس لانے کے لیے وہ اس کے دماغ میں پہنچ گئی پھر اس کی سوچ میں بولی" مجھے تصویر کو نہیں اپنی حسین ساتھی کو دیکھنا اور چھونا چاہیے"۔

پہلی بار اجنبی کی سوچ نے انکار کیا" نہیں' میں تصویر کو دیکھتا رہوں گا۔ معلوم ہوتا ہے' شہر روم سے میرا گہرا تعلق ہے۔ میں جاؤں گا۔ مجھے اس شہر میں جانا چاہیے۔"

میڈونا نے کہا" میرے دوست! اِدھر آؤ۔ اگر تم ایک گھنٹے تک اس شہر کی باتیں نہ کرو تو میں ایک ہیلی کاپٹر چارٹر کراکے آج رات تمھیں اس شہر کی سیر کراؤں گی۔"

وہ تصویر کے پاس سے پلٹ کر بولا" اگر تم ابھی وہاں لے چلو تو تم جو کہوگی وہی کروں گا۔"

"ایسی جلدی بھی کیا ہے۔ پہلے میرے پاس آؤ۔ تم مجھے بار بار چھونا چاہتے تھے۔"

" مجھے کچھ اچھا نہیں لگ رہا ہے۔ میرا دل' میرا دماغ کہہ رہا ہے' میں اِس شہر میں پہنچتے ہی خود کو پہچان لوں گا۔ کیا تم نہیں چاہتیں کہ میری پچھلی زندگی میرے سامنے روشن ہو جائے۔"

وہ اُٹھ کر اس کے بالکل قریب آئی پھر اس کی گردن میں بانہیں ڈال کر بولی" زندگی پچھلی ہو یا اگلی' وہ عورت کے بغیر بے رنگ و بے نُور ہوتی ہے۔"

اس نے مکھن جیسی بانہوں کو اپنی گردن سے الگ کیا پھر اُسے پرے دھکیل کر بولا" تم بھی دوسری عورتوں کی طرح گلے پڑ رہی ہو تم بڑی خود غرض ہو۔ تمھیں مجھ سے ہمدردی نہیں ہے' تم مجھے میری پچھلی زندگی یاد دلانا نہیں چاہتیں۔ اگر یاد آنے والی باتیں پھر گم ہوگئیں تو میں اپنوں تک کس طرح پہنچوں گا؟"

" میں تمھیں پہنچاؤں گی مگر روم دوسرے ملک میں ہے' ایک ملک سے دوسرے ملک جانے میں وقت لگے گا۔"

" ابھی تم کہہ رہی تھیں' میرے لیے ہیلی کاپٹر چارٹر کراؤ گی۔"

" ہاں کراؤں گی لیکن تمھارے ساتھ نہیں جاسکوں گی۔"

" تو نہ جاؤ۔"

" کیا اِتنی ہی دیر کی دوستی تھی۔ تم زندگی بھر ساتھ رہنے کا وعدہ کر چکے ہو۔"

" میں وعدے پر قائم ہوں میرے ساتھ چلو۔"

" میں مجبور ہوں' یہاں کی پولیس اور انٹیلی جنس والے مجھے شہر سے باہر نہیں جانے دیں گے۔"

" میں تمھیں لے جاؤں گا' جو تمھیں روکے گا اس کا سر توڑ دوں گا۔"

" تم اس دُنیا کی بہت سی باتیں بھول گئے ہو۔ یہ نہ سمجھو کہ مجھے دو چار سپاہی روکنے آئیں گے' میرے لیے پوری فوج آسکتی ہے۔"

وہ سوچ میں پڑ گیا۔ پھر اس کا ہاتھ تھام کر بولا" تم پہلی عورت ہو جو مجھے بہت اچھی' بہت پیاری لگتی ہو۔ شاید تم نہیں جانتیں' مجھ پر گولیاں اثر نہیں کرتیں لیکن تمھیں کسی فوجی کی گولی لگے گی تو میں تمھارے بغیر نہیں رہ سکوں گا۔ میرے ساتھ چلنے کی کوئی تدبیر کرو۔"

وہ بڑی محبت سے بول رہا تھا۔ میڈونا سوچنے لگی کہ اُس کے ساتھ جانے کی کیا تدبیر ہوسکتی ہے۔ اچھا موقع تھا۔ پارس موجود نہیں تھا۔ وہ قانون اور پولیس کی آنکھوں میں دھول جھونک کر اس ملک سے باہر جاسکتی تھی' اس نے پوچھا" کیا سوچ رہی ہو؟"

" اِس مُلک سے باہر میرے لیے قدم قدم پر خطرہ ہے۔"

" میں قدم قدم پر تمھارے سامنے ڈھال بن کر رہوں گا۔"

اس نے پہاڑ جیسے فولادی اجنبی کو دیکھا۔ بے شک' وہ اُس کے لیے ماسک مین اور سپر ماسٹر سے ٹکرا سکتا تھا۔ ان کے آدمیوں کو جہنم میں پہنچا سکتا تھا لیکن پارس نے کون سا بُرا کیا تھا۔ دشمنوں کو جہنم میں پہنچائے بغیر تحفظ فراہم کر رہا تھا۔ اپنی عدم موجودگی میں اس کی حفاظت کا مکمل انتظام کر چکا تھا۔ لیکن اس جادوگر اجنبی کے سامنے پارس کی وہ بھلائی سمجھ میں نہیں آرہی تھی جس میں اُس کی اپنی بھلائی تھی۔

اجنبی نے کہا" تم پھر سوچ میں گُم ہوگئی ہو؟"

" مجھے یہاں سے چھپ کر یعنی بھیس بدل کر جانا ہوگا۔"

" تو اس میں سوچنے کی کیا بات ہے؟"

" بھیس بدلنے کے لیے میک اپ کا سامان خرید کر لانا ہوگا اس میں وقت لگے گا۔ پھر میں ایک عام لڑکی کی حیثیت سے ملک سے باہر جانے کے لیے ہیلی کاپٹر چارٹر نہیں کراسکوں گی۔ ہمیں ٹرین کے ذریعے جانا ہوگا اور یہ کم از کم دو دن کا سفر ہوگا۔"

" ہونے دو۔ ہم ریزرو کیبن میں محبت کرتے جائیں گے تنہائی پیار میں دو دن' دو پل لگیں گے۔"

" ہائے کتنا رومان پرور سفر ہوگا۔ چلو ہم سفر کا ضروری سامان خرید کر لائیں گے۔ اور اپنے لیے ٹرین میں ایک کیبن ریزرو کرائیں گے۔"

اس کے ساتھ والے کمرے میں ان کی گفتگو ریکارڈ ہو رہی تھی۔ دوسری طرف آرمر اُس اجنبی کے دماغ میں کئی بار جانے کی کوشش کرچکا تھا۔ اب وہ پرائی سوچ کی موجودگی سے سانس روکنے لگا تھا۔ اُس نے یہ باتیں پارس کو بتائیں۔ پارس نے کہا" یہ تو پہلے ہی سمجھ میں آگیا تھا کہ اجنبی ایک کھلونا ہے' اس کی چابی ہمارے کسی بڑے دُشمن کے ہاتھ میں ہے۔ دشمن نے چابی بدل دی' اب وہ سانس روکنے لگا ہے۔"

آرمر نے کہا" میڈونا کو بھی اس تبدیلی کا علم ہوگیا ہوگا' وہ بھی اس کے دماغ میں جانے کی ناکام کوشش کرچکی ہوگی۔"

" ہاں' خیال خوانی کی ناکامی کے بعد اُسے یقین ہو جانا چاہیے کہ دشمن اسے ہمارے آہنی قلعے سے باہر لے جانا چاہتے ہیں۔ بہرحال' ابھی تھوڑی دیر بعد معلوم ہوجائے گا۔ آپ ایک آدھ گھنٹے بعد میرے پاس ضرور آئیں۔"

آرمر چلا گیا۔ کچھ دیر بعد انٹیلی جنس کا ایک افسر ایک کیسٹ دے کر گیا۔ پارس نے اُسے ریکارڈر میں لگا کر سُنا۔ ہوٹل ڈی زولا کے کمرے میں ہونے والی میڈونا اور اجنبی کی گفتگو سُنائی دے رہی تھی۔ گفتگو کے اختتام پر میڈونا نے اجنبی سے کہا تھا کہ سفر کا سامان خرید کر لائے گی اور ٹرین میں کیبن ریزرو کرائے گی۔ اس کے بعد اجنبی نے کہا" ہاں چلو۔"

میڈونا نے پوچھا" کیا پیار کے بغیر ہی چلوگے؟"

" میں تو پیار سے ہی بول رہا ہوں اور کس طرح پیار کرتے ہیں؟"

تھوڑی دیر خاموشی رہی۔ پھر میڈونا کی حیرت بھری آواز سُنائی دی" ارے تم نے ابھی سانس روکی ہے؟"

" ہاں' میں نے پہلے بھی کئی بار دماغ میں بوجھ سا محسوس کیا۔ کچھ میں نہیں آیا' ایسا کیوں ہوتا ہے۔ ایک بار میں نے بے اختیار سانس روکی تو بوجھ ختم ہوگیا۔ ابھی ابھی جو بوجھ تھا' وہ بھی ختم ہوگیا ہے۔"

" میری بات توجہ سے سُنو' میں ٹیلی پیتھی جانتی ہوں' کسی کے بھی دماغ میں پہنچ کر اس کے اندر کی چھپی ہوئی باتیں پڑھ لیتی ہوں۔"

" تم دماغ کے اندر کیسے پہنچ جاتی ہو؟"

" میں رفتہ رفتہ تمھیں سمجھاؤں گی۔ ابھی اتنا سمجھ لو کہ یہ ایک قدرتی صلاحیت ہے۔ جیسی قدرتی صلاحیت تم میں ہے کہ تم جسم میں پیوست ہونے والی بُلٹ کو دو انگلیوں سے نکال لیتے ہو۔"

" تعجب ہے! یہ بات تم کیسے جانتی ہو؟"

" ٹیلی پیتھی کے ذریعے۔ بہرحال جب میں تمھارے دماغ میں آؤں گی تو تم بوجھ محسوس کروگے کیا محبت میں یہ بوجھ برداشت نہیں کرو گے؟ تمھارے سانس روکنے سے میں دماغ سے باہر نکل جاتی ہوں۔"

" عجیب بات ہے۔ اچھا تم ابھی دماغ میں آؤ۔"

وہ اس کے اندر پہنچ کر بولی" مجھے دیکھو' میرے ہونٹ بند ہیں مگر میں بول رہی ہوں اور میری بات صرف تم اپنے دماغ میں سُن رہے ہو۔"

وہ حیرانی سے بولا" کیا واقعی تم ہونٹوں کو بند کرکے بول رہی ہو؟"

وہ سوچ کے ذریعے بولی" ہاں' تم ارادہ کرلو' اپنا دایاں ہاتھ نہیں اُٹھاؤ گے لیکن وہ ہاتھ میرے حکم سے اُٹھ کر میرے شانے پر آئے گا۔"

" میں اپنا ہاتھ نہیں اُٹھاؤں گا۔"

تھوڑی دیر خاموشی رہی۔ پارس کیسٹ ریکارڈر کے ذریعے سُن رہا تھا۔ میڈونا کی بات سُنائی نہیں دے رہی تھی کیونکہ وہ اس کے دماغ میں بول رہی تھی۔ پھر اجنبی نے حیرانی سے کہا" ارے' میرا ہاتھ آپ ہی آپ تمھارے شانے پر آگیا ہے اور... اور یہ کیا میں نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے تمھیں پکڑ لیا ہے؟"

اس نے چند سیکنڈ کے بعد کہا" اچھا تم کہتی ہو تو اب یہ بات کسے کچھ نہیں کہوں گا۔ جو ہو رہا ہے' خاموشی سے دیکھتا جاؤں گا۔"

اجنبی کی آواز بھی گم ہوگئی۔ کیسٹ ریکارڈر خاموش ہوگیا۔ افسر نے ریکارڈر کو آف کرتے ہوئے کہا" بس یہیں تک گفتگو ہوئی ہے۔ اس کے بعد محض جذباتی آوازیں ہیں۔"

پارس نے پوچھا" اٹلی کے بارڈر تک جانے والی ٹرین میں بھیڑ ہوتی ہے؟"

"جی ہاں میڈونا کو کل صبح کے ٹکٹ نہیں ملیں گے۔"

"ملنے چاہئیں۔ انتہائی رازداری سے اس ٹرین میں ایک بوگی کا اضافہ کرادو۔ ان دونوں کو یہ معلوم نہیں ہونا چاہیے۔"

"اچھی بات ہے جناب! ان کی ریزرویشن کے لیے ایک کیبن رکھا جائے گا۔"

"میرے لیے ٹرین کی درمیانی بوگی میں مسٹر اسٹون مارک کے نام سے ایک برتھ ریزرو کراؤ۔ اس کے لیے کسی مسافر کی ریزرویشن کینسل کرادو۔ تم کوئی چکر چلا سکتے ہو۔"

"یس سر! یہ ہو جائے گا۔"

وہ چلا گیا۔ پارس صوفے سے اُٹھ کر ایک الماری کے پاس گیا اسے کھول کر اس کے ایک خانے سے پاسپورٹ اور ضروری کاغذات نکالے۔ ان کاغذات کا تعلق اسٹون مارک نامی شخص سے تھا پاسپورٹ میں اس کی تصویر بھی تھی۔ حکومت کی طرف سے اپنے مختلف ناموں اور تصویروں کے ساتھ چند پاسپورٹ اُسے دیے گئے تھے تاکہ وقتِ ضرورت کام آتے رہیں۔ آدھے گھنٹے بعد آرمر نے مخاطب کیا۔ وہ بولا "انکل! میں میک اپ کرنے کے بعد گیارہ بجے سو جاؤں گا۔ آپ شیخ صاحب کو بتادیں کہ میں اسٹون مارک کے بھیس میں رہوں گا۔"

"ابھی جاکر کہتا ہوں۔"

وہ چلا گیا۔ پارس سے جناب شیخ صاحب کو روحانی لگاؤ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ کوئی دشمن خیال خوانی کرنے والا اس کے چور خیالات پڑھ نہیں سکتا تھا۔ اب یہ واضح ہو چکا تھا کہ اجنبی کے پیچھے بھی کوئی خیال خوانی کرنے والا ہے اور اس اجنبی کی نادانستگی میں اسے کھلونے کی طرح چلا رہا ہے۔

پارس چاہتا تو پیرس میں ہی میڈونا کو روک سکتا تھا لیکن مقصد صرف میڈونا کو روکنا اور اس کی حفاظت کرنا نہیں تھا جو خود حفاظتی بند کھول رہی ہو، اسے پستی میں گرنے سے کون بچا سکتا ہے۔ جس لمحے سے اس نے اجنبی کی طرف مائل ہونا شروع کیا اسی لمحے سے پارس نے اسے اپنی زندگی سے خارج کر دیا تھا۔ اب صرف ایک ہی جنگ تھی کہ وہ خیال خوانی کرنے والی کسی دشمن کی آلۂ کار بننے نہ پائے۔ اس کے علاوہ پارس بارڈر تک سفر کر کے اجنبی کی حقیقت معلوم کرنا چاہتا تھا۔

دوسری صبح وہ ٹرین وہاں سے روانہ ہوئی۔ اس کی آخری بوگی کے ایک کیبن میں میڈونا اپنے اجنبی ہیرو کے ساتھ سفر کر رہی تھی۔ اس نے اجنبی کا نام آئرن مین (فولادی آدمی) رکھا تھا۔ ان کے پاس پاسپورٹ اور دیگر ضروری کاغذات نہیں تھے۔ وہ صرف فرانس کی سرحد تک سفر کر سکتے تھے۔ اس کے بعد میڈونا نے سوچ رکھا تھا کہ خیال خوانی کا حربہ آزمائے گی۔ بارڈر پر چیک کرنے والے افسران کو ٹیلی پیتھی کے ذریعے ٹریپ کر کے اجنبی کے ساتھ دوسرے ملک میں پہنچ جائے گی۔

وہ جانتی تھی کہ خفیہ پولیس والے اس کی نگرانی کر رہے ہوں گے۔ اسے ایک ملک سے دوسرے ملک لے جانے والے دشمن بھی یہ جانتے ہوں گے اور کسی نہ کسی جگہ رکاوٹ کی توقع کر رہے ہوں گے۔ ایسی صورت میں پتا نہیں وہ دشمن کیا کرنے والے تھے۔ میڈونا نے سوچا تھا، خفیہ پولیس سے بھی ٹیلی پیتھی کے ذریعے نمٹ لے گی اور یہی یقین دلائے گی کہ تفریح کے موڈ میں ہے، سرحد تک جاکر واپس آجائے گی۔

ابھی تک کچھ ہوا نہیں تھا۔ اور وہ دُعا کر رہی تھی کہ کچھ نہ ہو۔ پارس کی غیر موجودگی سے خفیہ پولیس والے غافل رہیں تو اچھا ہے۔ وہ لنچ کے لیے اس بوگی میں گئے جو کھانے پینے کے لیے مخصوص تھی۔ کتنی ہی عورتیں، مرد، بچے اور بوڑھے میز کے اطراف بیٹھے کھا رہے تھے۔ ہنس بول رہے تھے۔ شراب اور شیمپین سے بھی شغل جاری تھا۔

کچھ دیر بعد بیرا آرڈر لینے آیا۔ میڈونا نے دو لارج پیگ لانے کو کہا۔ ایسے وقت پارس یاد آگیا۔ وہ جب تک اس کے ساتھ رہی شراب کو کبھی منہ نہیں لگایا ورنہ پہلے پیا کرتی تھی۔ آج پھر نئے ہمسفر کے ساتھ پینا شروع کر رہی تھی۔

بوفے کار کے منتظم نے آکر مائیک کے ذریعے کہا "لیڈیز اینڈ جنٹلمین! ہم اس طویل سفر کے دوران آپ کے لیے دلچسپی کا سامان فراہم کرتے رہے ہیں۔ آج آپ کے سامنے ایک دلچسپ آئیٹم پیش کیا جا رہا ہے۔ آپ نے بلیک میجک جاننے والے مشہور جادوگر اسٹون مارک کا نام سُنا ہوگا۔ بھرپور تالیوں کے ساتھ ان کا استقبال کیجیے۔"

سب لوگ تالیاں بجانے لگے۔ ایک لانبی اور موٹی عورت حاضر ہوئی۔ مائیک سے کہا گیا "آپ کے سامنے مسٹر اسٹون مارک حاضر ہیں۔"

سب لوگ قہقہے لگانے لگے کیونکہ وہ اسٹون مارک مرد نہیں تھا عورت تھی۔ پھولے ہوئے لباس کی وجہ سے بہت زیادہ موٹی لگ رہی تھی۔ وہ ہاتھ نچا کر بولی "ہنستے کیوں ہو؟ کیا عورت جادوگر نہیں ہوتی؟ میں تو کہتی ہوں، بڑی خطرناک جادوگرنی ہوتی ہے۔ بڑے بڑے شہ زوروں کو ایک انگلی پہ نچاتی ہے۔"

اسٹون مارک نے میڈونا کو مخاطب کیا "کیوں مارتھا اسمتھ! تم اپنے پہاڑ جیسے مرد کو نچا رہی ہو نا؟"

وہ چونک کر بولی "تم میرا نام کیسے جانتی ہو؟"

"جانتی نہیں، جانتا ہوں۔ میں اوپر سے عورت اور اندر سے مرد ہوں۔ میں تمام حاضرین کے نام بتا سکتا ہوں؟"

ایک عورت نے پوچھا "میرا نام کیا ہے؟"

"تمہارا پہلا نام کیٹی، دوسرا شیلا، تیسرا رومیلا اور چوتھا ڈائنا ہے۔ تم مرد کے ساتھ ساتھ اپنا نام بھی بدلتی رہتی ہو۔"

چاروں طرف سے قہقہے ابھرنے لگے۔ میڈونا کو یہ بات بُری لگ رہی تھی، اس نے بھی نئے مرد سے دوستی کرتے ہی نام بدل لیا تھا۔ اسٹون مارک نے کہا "مِس ڈائنا! اگر میں عورت سے مرد بن جاؤں تو کیا میرے لیے پھر نام بدلو گی؟"

اس کی ہر بات پر قہقہے لگ رہے تھے۔ وہ بولا "دیکھو میں تمہاری آنکھوں کے سامنے جنس بدل رہا ہوں۔ عورت سے مرد بن رہا ہوں۔"

سب لوگ دیکھنے لگے۔ اس کے پھولے ہوئے لیڈیز گاؤن سے ہوا نکل رہی تھی، جیسے غبارہ ہوا نکلنے سے پچک رہا ہو اسی طرح لباس سکڑ گیا۔ پھر وہ لباس بڑی تیزی سے اُتر گیا۔ اندر مردانہ لباس میں وہ کھڑا ہوا تھا۔ بالوں کی لیڈیز وِگ اس نے نکال کر پھینک دی تھی۔ منہ پر ہاتھ رکھ کر ہٹاتے ہی چہرے پر مونچھوں کا اضافہ ہو گیا تھا۔ سبز آنکھوں والا لینس بھی نکل گیا تھا۔ بوفے کار کے تمام تماشائی تالیاں بجا رہے تھے۔ میڈونا بے دلی سے تالی بجاتی ہوئی اس کے دماغ میں پہنچ گئی تھی۔

شاید وہ خیال خوانی کرنے والا ابھی پہنچا ہو جو اجنبی کے پیچھے چھپا رہتا تھا۔ ویسے دو کیا دس خیال خوانی کرنے والے اس کے چور خیالات پڑھتے تب بھی یہی معلوم ہوتا کہ اس کا نام اسٹون مارک ہے۔ پہلے وہ فرانس کے مختلف شہروں میں بلیک میجک کے کمالات دکھایا کرتا تھا۔ اب اس ٹرین میں کچھ رقم کماتا ہوا سرحد پار اٹلی کے شہروں میں جاکر روزی حاصل کرنا چاہتا تھا۔

اجنبی نے کہا "یہ شخص بہت دلچسپ ہے۔"

وہ ناگواری سے بولی "ہوگا۔"

"دیکھو کتنی عورتیں اسے دلچسپی سے دیکھ رہی ہیں۔ کیا اس میں میری طرح مردانہ کشش ہے؟"

"خاک ہے۔ کیا تم اس کے سامنے کمتری محسوس کر رہے ہو؟"

"ہرگز نہیں۔ میں تو اس کی خوبیوں کی تعریف کر رہا ہوں۔"

"کوئی دوسری بات کرو۔"

اچانک ایک عورت ہاتھ میں ننگی تلوار لے کر آئی۔ پھر گرج کر بولی "یُو اسٹون مارک! تم یہاں عورتوں سے دل بہلا رہے ہو۔ میری انسلٹ کر رہے ہو۔ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

اسٹون مارک نے کہا "لیڈیز اینڈ جنٹلمین! یہ عورت ہاتھ دھو کر میرے پیچھے پڑ گئی ہے۔ کہتی ہے مجھ سے شادی کرو ورنہ قتل کر دوں گی۔ یہ کئی بار میرے پروگراموں میں آکر مجھے . . . . قتل کر چکی ہے۔ لیکن میں اگلی بار قتل ہونے کے لیے پھر زندہ ہو جاتا ہوں۔"

لوگ ہنسنے لگے۔ بھلا وہ قتل ہونے کے بعد کیسے زندہ ہو سکتا ہے؟ وہ عورت سچ مچ اس پر ننگی تلوار سے حملے کرنے لگی تھی اور وہ بچتا جا رہا تھا۔ ایک میز پر بڑا سا کیک رکھا ہوا تھا وہ بچنے کے لیے اُچھل کر ایک طرف گیا تو تلوار سیدھی کیک پر پڑی وہ دو ٹکڑے ہو گیا۔ دوسری بار ایک گاجر کے ٹکڑے ہو گئے اس سے پتا چلتا تھا کہ تلوار اصلی اور تیز دھار ہے۔

وہ تیسری بار بچ نہ سکا۔ عورت نے بڑی مہارت کا ثبوت دیا۔ تلوار اس کے سینے کے آر پار کر دی۔ کتنی ہی عورتوں اور بچوں کی چیخیں نکل گئیں۔ تلوار سچ مچ اس کے سینے میں گھُس کر اس کی پشت سے نکل آئی تھی۔ تازہ لہو سے تلوار اور لباس بھیگ رہا تھا۔ اسٹون مارک کے دیدے پھیل گئے تھے۔ وہ ذرا اِدھر سے اُدھر لڑکھڑایا جیسے موت کی آغوش میں گرنے ہی والا ہو۔ موت کسی ایک کو آتی ہے مگر سب پر خوف طاری ہو جاتا ہے۔

وہ ذرا لڑکھڑانے کے بعد پھر جم کر کھڑا ہو گیا، ایک ہاتھ اُٹھا کر بولا "میں نے بار بار اس عورت کو سمجھایا ہے، مجھے قتل نہ کر۔ میں کبھی عورت کے ہاتھوں سے نہیں مروں گا لیکن یہ اپنی نادانی سے باز نہیں آتی۔"

پھر وہ تلوار کو سامنے سے پکڑ کر اپنے جسم سے نکالنے لگا۔ کتنے ہی تماشائیوں کے دل دھڑک رہے تھے۔ تمام لوگوں کی نگاہیں اس پر جمی ہوئی تھیں، خاص طور پر میڈونا سوچ رہی تھی۔ کیا ایسی حالت میں یہ زندہ رہ سکتا ہے؟ میرے اجنبی دوست کی بات اور ہے۔ پتا نہیں قدرت نے اس کا جسم کس مٹی سے بنایا ہے، گولی پیوست ہوتی ہے تو یہ اپنے جسم کے اندر دو انگلیاں ڈال کر نکال لیتا ہے پھر وہ زخمی نہیں رہتا۔ وہاں گوشت ایسے بھر جاتا ہے جیسے مٹی کھود کر پہلے گڑھا کیا گیا ہو، پھر اسے مٹی سے بھر دیا گیا ہو۔ یہ بلیک میجک جاننے والا اب زندہ نہیں رہے گا۔'

تالیوں کی آواز نے میڈونا کو چونکا دیا۔ اسٹون مارک نے اپنے جسم سے تلوار نکال لی تھی۔ اب اسے فضا میں لہراتا ہوا جا رہا تھا۔ پھر وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا لیکن تالیوں کا شور کم نہ ہوا۔ اجنبی نے میز پر جھک کر میڈونا سے کہا۔ "اس کا جسم بھی میری طرح ہے بلکہ مجھ سے زیادہ حیرت انگیز ہے، میں نے اپنے جسم سے ایک چھوٹی سی گولی نکالی تھی، اس نے پوری تلوار گھسا کر نکال لی۔"

"اونہہ! تم نہیں جانتے۔ یہ شعبدہ بازی ہے۔ دیکھنے والی آنکھوں کو فریب دینے کا کمال ہے۔"

وہ بولا۔ "میں انسانی لہو کو دور سے سونگھ کر پہچان رہا ہوں، یہ لہو اسٹون مارک کے جسم سے نکلا ہے۔"

"پھر تو وہ کمال دکھانے میں تھوڑا بہت زخمی ہوا ہوگا، اسی لیے فوراً مرہم پٹی کرانے گیا ہے۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی اسٹون مارک بونفے کار میں واپس آیا۔ وہ صرف ایک پتلون میں تھا۔ کمر سے اوپر کا جسم ننگا تھا۔ سینے میں جہاں تلوار پیوست ہوئی تھی، وہاں زخم کا ہلکا سا نشان بھی نہیں تھا۔ اسے دیکھ کر تمام لوگ تالیاں بجا رہے تھے۔ وہ دونوں ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "کون میرے کمال سے خوش ہو کر مجھے اپنی میز پر دعوت دے گی یا دے گا؟"

اجنبی نے فوراً اٹھ کر کہا۔ "دوست! میں تمھیں دعوت دیتا ہوں۔"

کچھ عورتوں اور مردوں نے بھی اٹھ کر کہا۔ "پلیز ہمارے پاس آؤ۔"

وہ بولا۔ "میں آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں لیکن سب سے پہلے جس نے دعوت دی ہے میں اسی کے پاس جا رہا ہوں۔"

میڈونا نے اجنبی سے کہا۔ "یہ تم نے کیا کیا؟ اسے بلانے کی کیا ضرورت تھی؟"

اسٹون مارک قریب آگیا تھا۔ اجنبی نے اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ "میں نے اس لیے بلایا ہے کہ تم میری قوم کے فرد لگتے ہو۔ قدرت نے جسمانی طور پر ہمیں عجیب و غریب بنایا ہے۔"

وہ بول رہا تھا۔ اُدھر مصافحہ جاری تھا، دونوں کے ہاتھ ایسی قوت اور سختی سے مل گئے تھے جیسے دو مضبوط چٹانیں ٹکرا گئی ہوں یا دو فولادی شکنجے ایک دوسرے میں اُلجھ گئے ہوں۔ اجنبی طاقت کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہتا تھا مگر بے اختیار کر رہا تھا۔ پارس جواباً اس ہاتھ کی سختی کو یوگا کے کمال سے روکے ہوئے تھا۔ اس نے سانس روک لی تھی اور جب تک سانس رُکی رہتی اس وقت تک اجنبی تمام تر قوتوں سے بھی اُسے دبوچ نہیں سکتا تھا۔

آخر اس نے تعریفی انداز میں سر ہلاتے ہوئے پارس کا ہاتھ چھوڑتے ہوئے کہا۔ "میں نے آزما لیا۔ تم میرے قبیلے سے تعلق رکھتے ہو، پلیز مجھے میرے لوگوں تک پہنچا دو۔"

میڈونا نہیں چاہتی تھی کہ کوئی کباب میں ہڈی بنے۔ وہ رومانس کے دوران کسی کی مداخلت نہیں چاہتی تھی۔ اجنبی اناڑی تھا، ایک حسین اور پُرشباب عورت کو نظر انداز کرکے اپنے گم شدہ قبیلے تک پہنچنا چاہتا تھا جبکہ لوگ عورت کی خاطر اپنے قبیلے کو تو کیا دُنیا کو چھوڑ دیتے ہیں۔

پارس نے اس کی میز کے دوسری طرف کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "میرے اجنبی دوست! میں تمھارے قبیلے کے متعلق نہیں جانتا ویسے چھانگا مانگا قبیلے سے میرا تعلق ہے۔ اگر تم چاہو تو میں اپنے لوگوں میں تمھیں لے جا سکتا ہوں۔"

میڈونا نے کہا۔ "ہرگز نہیں۔ میرے ساتھی کا تعلق کسی چھانگا مانگا قبیلے سے نہیں ہے۔ یہ تمھارے ساتھ نہیں جائے گا۔ اس کی یادداشت گم ہو گئی ہے، تم اس معاملے سے دُور رہو۔"

پارس نے چونک کر پوچھا۔ "کیا یادداشت گم ہو گئی ہے؟ یہ تو بڑا دلچسپ کیس ہے۔ میرے اجنبی دوست نے میری قدر کی ہے۔ میں اپنے دوست کی یادداشت واپس لاؤں گا۔ کیا تم بتا سکتی ہو کہ اسے کس قبیلے سے لا رہی ہو اور کہاں لے جا رہی ہو؟"

اجنبی نے کہا۔ "یہ میری جان ہے، ابھی دو دن کی محبوبہ ہے، میرے ماضی کے متعلق کچھ نہیں جانتی۔ کل میں نے ایک ہوٹل میں شہر روم کی کچھ تصویریں دیکھیں تو مجھے یاد آنے لگا کہ میں وہاں رہ چکا ہوں۔"

"آہا! روم میں چھانگا مانگا کے چند افراد رہتے ہیں۔ میں ایک طویل عرصے کے بعد اُن لوگوں سے ملنے جا رہا ہوں۔ کیا خوب اتفاق ہے، وہاں تم میرے قبیلے کے لوگوں سے مل سکو گے۔ میری دعا ہے کہ تمھارا تعلق میرے ہی قبیلے سے نکلے۔"

وہ بولی۔ "مسٹر اسٹون مارک! تم پبلک میں تماشے دکھاتے ہو اس لیے بولنے کا فن تمھیں آتا ہے۔ میرا ساتھی بہت معصوم ہے اسے پتا نہیں کہ شعبدے باز اپنے جسموں میں تلوار پیوست کرتے ہیں، کیلی سلاخوں کو جسم کے آر پار نکال لیتے ہیں پھر بھی انھیں کوئی زخم نہیں آتا۔ یہ سب فریبِ نظر کا کمال ہے۔ تم اپنی اصلیت صاف صاف بتاؤ اور اعتراف کرو کہ کسی قبیلے سے تمھارا دُور کا بھی تعلق نہیں ہے۔"

پارس نے مسکرا کر اجنبی سے کہا۔ "میں سمجھ گیا، تمھاری گرل فرینڈ کو ہماری یہ دوستی منظور نہیں ہے۔ مجھے اجازت دو، میں کسی دوسری میز پر چلا جاؤں گا۔ یہاں میری پذیرائی کرنے والے بہت ہیں۔"

اس کی باتوں کے دوران میڈونا نے اجنبی کے دماغ میں کہا۔ "سانس نہ روکنا۔ میں تمھاری جان بول رہی ہوں۔ یہ اسٹون مارک فراڈ ہے، میں اس کے چور خیالات پڑھ چکی ہوں۔ اسے دوسری میز پر جانے دو۔ میں اس کی موجودگی میں ضروری باتیں نہیں کر سکوں گی۔"

اُدھر پارس اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ پھر مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھاتا ہوا بولا۔ "تم بہت اچھے انسان ہو۔ میں دُور رہ کر بھی تمھارے گم شدہ قبیلے کے لوگوں سے تمھیں ملانے کی کوشش کروں گا۔"

اجنبی نے بھی اٹھ کر کہا۔ "تم ہماری میز چھوڑ کر جا رہے ہو، مجھے کچھ اچھا نہیں لگ رہا ہے۔ میں رخصتی مصافحہ نہیں کرنا چاہتا اور تمھیں رخصت بھی نہیں کرنا چاہتا۔ شاید ہم پھر ملیں گے۔"

پارس نے مسکرا کر کہا۔ "شاید۔" پھر وہ پلٹ کر دوسری طرف چلا گیا۔ اجنبی نے دوبارہ بیٹھتے ہوئے میڈونا سے کہا۔ "میں اسے اس طرح جانے نہ دیتا مگر تم نے دماغ میں آکر بات کی تو یاد آیا کہ تم نے اسٹون مارک کے دماغ میں بھی جا کر اس کی اصلیت معلوم کی ہوگی۔ اگر تمھارے کہنے کے مطابق وہ فراڈ ہے تو اس سے دُور رہنا چاہیے۔ اب بتاؤ حقیقت کیا ہے؟"

"یہی کہ وہ ایک جاسوس ہے۔ پچھلے دو دن سے تم پیرس میں بہت مشہور ہو گئے تھے۔ ٹی وی اور اخبارات میں تمھاری تصویریں آئی ہیں۔ جاسوس یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ تم اس ٹرین میں سرحد کی طرف کیوں جا رہے ہو، اگر سرکاری اجازت کے بغیر ملک کی سرحد پار کرکے دوسرے ملک جانا چاہو گے تو یہ تمھیں گرفتار کرا دے گا۔"

"پھر تو یہ ہمارا دشمن ہے۔ کیا میں اسے چلتی ٹرین سے باہر پھینک دوں؟"

"ایسی غلطی نہ کرنا۔ اُس کے پیچھے پتا نہیں کتنے سرکاری جاسوس ہوں گے۔ اور تم اسے ٹرین سے باہر کیا پھینک سکو گے؟ یہ تو میں بھول ہی گئی کہ تم مصافحے کے وقت اس کا ہاتھ دبا رہے تھے اور وہ ڈٹ کر کھڑا ہوا تھا۔ مجھے بتاؤ کیا وہ واقعی تمھارے جیسا شہ زور ہے؟"

"ہاں! اس کی شہ زوری سے یقین آیا تھا کہ ہم ایک ہی قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ مگر تم دماغوں میں جا کر اصلیت معلوم کرنا جانتی ہو اس لیے مجھے تمھاری باتوں کا یقین کرنا چاہیے۔ مجھے بتاؤ، ہم ایسے دشمن کی جاسوسی سے کیسے بچ سکتے ہیں؟"

"ہمیں سرحد کے قریب پہنچنے تک اپنے کیبن میں رہنا چاہیے۔ جب آخری اسٹیشن آئے گا تو میں ٹیلی پیتھی کے ذریعے بارڈر کے سب سے بڑے افسر کو ٹریپ کر لوں گی۔ پھر اس کے ذریعے تمھیں سرحد پار لے جاؤں گی۔"

"تب تک یہ ہمارے لیے کوئی جال بچھا سکتا ہے!"

"تم بھول رہے ہو، میں اس کے دماغ میں جاتی رہتی ہوں۔ یہ تمھارے خلاف جو چال چلے گا، میں اس کا توڑ کرتی رہوں گی۔"

اجنبی اس کی ہر بات تسلیم کر رہا تھا مگر اندر سے پوری طرح مطمئن نہیں تھا۔ اس نے ایک بار سر گھما کر دُور بیٹھے ہوئے پارس کو دیکھا۔ وہ ایک حسین عورت کے پاس بیٹھا کسی بات پر قہقہے لگا رہا تھا۔ اجنبی کھانے میں مصروف ہو گیا۔ میڈونا پھر پارس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ وہ اس عرصے میں کئی بار اس کے دماغ کی گہرائی میں اُتر کر معلومات حاصل کر چکی تھی۔ ہر بار یہی معلوم ہوتا رہا کہ وہ اسٹون مارک ہے۔ شعبدہ سازی اس کا پیشہ ہے۔ اور بہت عرصے بعد اٹلی کے شہر روم جا رہا ہے۔ ان باتوں کے علاوہ اور جتنی معلومات ہوئیں ان سے یہی ظاہر ہوا کہ وہ کسی کا دشمن نہیں ہے اور نہ ہی کسی کے معاملات میں پڑتا ہے۔ اجنبی کو اپنے قبیلے کے لوگوں سے ملانا چاہتا ہے تاکہ اس کی یادداشت واپس آجائے۔

یہ خیال خوانی کے ذریعے جانتے ہوئے بھی کہ اسٹون مارک نقصان پہنچانے والا شخص نہیں ہے، میڈونا نے اس کے خلاف اجنبی کے دماغ میں زہر بھر دیا۔ وہ کسی کو کباب میں ہڈی بنتے نہیں دیکھنا چاہتی تھی اور اجنبی کو یہ تاثر دینا چاہتی تھی کہ اسے ہر قریب آنے

والے شخص سے ہوشیار رہنا چاہیے۔ یوں خود اس کے سوا کوئی کتنے ہی غور س کے قریب نہیں رہ سکے گا۔

وہ کھانے کے بعد اسے کیبن میں لے گئی۔ پھر اسے باہر نہیں نکلنے دیا۔ دوپہر سے رات ہوگئی۔ رات سے دوسری صبح ہوئی۔ اجنبی نے بیزار ہوکر کہا "میں تو قیدی بن کر رہ گیا ہوں۔ وہ جاسوس مجھے اس کیبن میں بھی آکر گرفتار کر سکتا ہے۔"

"یہاں گرفتار نہیں کرے گا۔ تم باہر جاؤ گے تو تم پہ کوئی جھوٹا الزام لگاکر پکڑ لے گا۔ تمھیں مجھ سے الگ کر دے گا۔ تمھیں سرحد پار اپنے لوگوں میں جانے سے روک دے گا۔ کیا تم باہر جاکر خطرہ مول لینا چاہتے ہو؟"

وہ ایسا نہیں چاہتا تھا۔ جھنجلا کر بولا "آخر یہ سفر کب ختم ہوگا، ہم کب سرحد تک پہنچیں گے؟"

"صرف چھ گھنٹے رہ گئے ہیں۔ ہم تین بجے تک سرحد کے آخری اسٹیشن پر پہنچ جائیں گے۔ اپنی منزل تک پہنچنے کے لیے اسی کیبن میں قید رہو۔"

وہ غصے سے بیٹھ گیا۔ میڈونا نے قریب آکر اس کی گردن میں بانہیں ڈال کر کہا "غصہ کیوں کرتے ہو، میں تمھارا دل بہلاؤں گی۔"

اس نے ایک جھٹکے سے بانہوں کو ہٹایا پھر اسے پرے دھکیل کر کہا "مجھ سے غصے کے وقت دور رہا کرو۔ پرسوں کی رات گزر گئی، کل کا دن گزر گیا، پھر کل رات بھی گزر گئی تب سے اب تک تمھاری ہی صورت دیکھ رہا ہوں۔ کب تک دیکھتا رہوں گا کب تک تم سے بہلتا رہوں گا!"

"کیا تم مجھ سے بیزار ہوگئے ہو؟"

"کسی کو بھی تین دن تک صرف چاکلیٹ کھلاتی رہو گی تو کیا وہ بیزار نہیں ہوگا؟"

"تم میری انسلٹ کر رہے ہو۔"

"میں قید برداشت کر رہا ہوں۔ تم انسلٹ برداشت کرلو۔"

"میں تم سے بات نہیں کروں گی۔"

وہ غصہ دکھاتی ہوئی دوسری برتھ پر جاکر لیٹ گئی۔ کوئی دوسرا اس کی انسلٹ کرتا تو وہ اسے ٹیلی پیتھی کے ہتھیار سے جہنم میں پہنچا دیتی مگر اجنبی بری طرح لوٹ مار کرتا ہوا اس کے دل و دماغ پر چھا گیا تھا۔ وہ اسے مرتے دم تک چھوڑنا نہیں تھی اس لیے غصے سے ادائیں دکھا رہی تھی۔

چار گھنٹے گزر گئے۔ وہ اپنی اٹیچی میں سامان پیک کرتے ہوئے بولی "تیار ہو جاؤ۔ آخری اسٹیشن آنے والا ہے۔"

اس نے کوئی جواب نہیں دیا، غصے میں بھرا بیٹھا رہا۔

تقریباً ایک گھنٹے بعد کیبن کے دروازے پر دستک ہوئی میڈونا نے دروازہ کھولا۔ پولیس کا ایک افسر سپاہیوں کے ساتھ کھڑا ہوا تھا اس نے کہا "ٹرین کے تمام مسافر اپنے کاغذات چیک کرا رہے ہیں۔ پلیز آپ بھی اپنے ساتھی کے ساتھ بوگی نمبر... میں کاغذات لے کر جائیں۔"

یہ کہہ کر وہ افسر سپاہیوں کے ساتھ چلا گیا۔ اجنبی نے کہا "اب کیا ہوگا؟ میرے شناختی کاغذات نہیں ہیں۔"

وہ بڑے اعتماد سے بولی "فکر نہ کرو۔ کاغذات چیک کرنے والا افسر ٹیلی پیتھی کی مٹھی میں رہے گا۔"

وہ اس کے ساتھ کیبن سے نکل کر مختلف بوگیوں سے گزرتی ہوئی دس نمبر کی بوگی میں پہنچی۔ وہاں ایک افسر مسافروں کے کاغذات چیک کر رہا تھا۔ میڈونا کی باری کافی دیر میں آئی۔ ... اور وہ اپنے محبوب کے ساتھ زیادہ دیر بھیڑ میں نہیں رہنا چاہتی تھی۔ اس نے افسر کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ افسر نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا پھر اس کا معمول بن کر بولا "مس! تم وہاں کیوں کھڑی ہو، یہاں آؤ اپنے کاغذات دکھاؤ۔"

وہ مسکراتی ہوئی اجنبی کے ساتھ افسر کے سامنے آئی۔ پرس کھول کر اپنے کاغذات نکالے۔ وہ کاغذات دوسرے تھے۔ اصل کاغذات نظر نہیں آ رہے تھے۔ اس نے پورا پرس دیکھ لیا۔ اس پریشانی میں وہ خیال خوانی نہ کرسکی۔ افسر نے پوچھا "مس کیا بات ہے؟"

وہ بولی "میں نے کاغذات پرس میں رکھے تھے، پتا نہیں کہاں گم ہوگئے۔"

"آپ اپنے دوسرے سامان میں تلاش کریں۔ پلیز دوسروں کو کاغذات دکھانے کا موقع دیں۔"

وہ ایک طرف ہٹ کر اجنبی سے بولی "شاید وہ کاغذات اٹیچی میں ہوں گے، چلو انھیں لے آئیں۔"

"کیا پھر مجھے کیبن میں لے جاؤ گی؟"

"ہاں، ہم جائیں گے اور فوراً آجائیں گے۔"

"مجھے معاف کرو۔ کچھ دیر کیبن سے باہر یہاں سانس لینے دو۔ میں انتظار کروں گا، تم کاغذات لے آؤ۔"

وہ مسافروں کے درمیان اس سے بحث کرکے اپنی انسلٹ نہیں کرانا چاہتی تھی۔ وہاں سے کیبن کی طرف جانے لگی۔ گاڑی اسٹیشن پر رکی ہوئی تھی۔ وہ اپنی بوگی میں داخل ہوکر کیبن میں آئی۔ گاڑی پھر چل پڑی۔ اس نے اٹیچی کھول کر کاغذات تلاش کیے۔ کے اوپر اور نیچے ڈھونڈا مگر سمجھ میں نہیں آیا، وہ ضروری کاغذات کہاں چلے گئے؟

اس نے جھنجلا کر سوچا "میں خواہ مخواہ اپنے محبوب کو چھوڑ کر یہاں آگئی۔ مجھے پھر افسر کو قریب کرنا چاہیے۔ اس طرح دوبارہ کاغذات سے تعلق بھی نہیں پوچھے گا۔"

وہ کیبن سے باہر آئی۔ تیزی سے چلتی ہوئی اپنی بوگی کے آخری سرے پر پہنچی تو ٹھٹک گئی۔ وہ بوگی ٹرین سے الگ ہو چکی تھی۔ اسے دوسرا انجن کھینچتا ہوا واپس پیرس کی طرف لے جا رہا تھا اور دس نمبر کی بوگی جس میں اجنبی محبوب تھا، وہ ٹرین کے ساتھ آخری اسٹیشن کی طرف چلی گئی تھی۔

اس نے چیخ کر پوچھا "یہ کیا ہو رہا ہے؟ یہ آخری بوگی واپس کیوں جا رہی ہے؟ میرا دوست آئرن مین ٹرین کے اگلے حصے میں رہ گیا ہے۔ اسے روکو، اس بوگی کو روک دو۔"

کسی نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا۔ اس نے پلٹ کر دیکھا، ایک لیڈی انسپکٹر نے مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ وہ جلدی سے مصافحہ کرتے ہوئے بولی "یہ بوگی ٹرین سے الگ کیوں ہوگئی ہے؟"

اچانک میڈونا کو کمزوری کا احساس ہوا۔ لیڈی انسپکٹر نے کہا "یہ مادام سونیا کا حربہ ہے۔ میری انگوٹھی سے نکلی ہوئی سوئی تمھارے ہاتھ میں چبھ گئی۔ اب تم چند گھنٹوں تک خیال خوانی نہیں کرسکو گی۔"

وہ کمزوری محسوس کر رہی تھی۔ دو سپاہی اسے سہارا دے کر کیبن کی طرف لے جا رہے تھے۔ وہ اجنبی محبوب کو پکار نہیں سکتی تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس کی ساری طاقت چھن گئی تھی۔ اس نے کتنی لمبی دوڑ لگائی تھی اور کس طرح منہ کے بل گری تھی۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ واپس پارس کے دیس میں پہنچائی جا رہی ہے۔

ٹرین صرف آخری بوگی سے محروم ہوئی تھی یعنی اس کی دم کاٹ دی گئی تھی۔ باقی پوری ٹرین تیز رفتاری سے آخری اسٹیشن کی طرف جا رہی تھی۔ اجنبی تھوڑی دیر تک میڈونا کا انتظار کرتا رہا پھر بے چین ہوگیا۔ اس کی سوچ کہہ رہی تھی! کیبن تک جاکر کاغذات لانے میں اتنی دیر نہیں ہوسکتی، آخر وہ واپس کیوں نہیں آ رہی ہے؟

اس بوگی کے ملبے کمپارٹمنٹ میں بیٹھی ہوئی عورتیں اسے بڑی لگن سے دیکھ رہی تھیں۔ کچھ لوگ اس سے باتیں کرتے ہوئے خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔ اس آزاد ماحول میں اسے اچھا لگ رہا تھا۔ وہ کیبن میں واپس جانا نہیں چاہتا تھا مگر اس نے محسوس کیا جیسے زبردستی جا رہا ہے۔ پھر اس نے رکنے کی کوشش کی۔ اپنی قوت ارادی سے رک گیا۔ یہ قوت ارادی بتا رہی تھی کہ اس کے جسم کے علاوہ دماغ بھی فولادی ہے۔ پارس کا یہ خیال درست تھا کہ اجنبی ایک معصوم فولادی کھلونا ہے۔ اسے کوئی چابی سے چلا رہا ہے یعنی خیال خوانی کرنے والا کبھی اسے آزاد چھوڑ دیتا ہے اور کبھی حالات کے مطابق اسے اپنے کنٹرول میں رکھتا ہے۔

اسے کنٹرول کرنے والا کوئی بھی ہو۔ اسے اجنبی کے فولادی دماغ پر پوری طرح قبضہ جمانے میں دشواری ہوتی تھی۔ جب سے اجنبی کو روبوٹ کی حیثیت سے تیار کیا گیا ہوگا تب سے یہ دشواری پیش آتی رہی ہوگی۔ اسے تیار کرنے والوں نے اچھی طرح سمجھا ہوگا کہ اس سے نرمی سے، چپکے چپکے اپنی مرضی کے مطابق عمل کرایا جاسکتا ہے لیکن جبراً نہ تو اسے جسمانی طور پر اسیر کیا جاسکتا ہے نہ دماغی طور پر۔

کسی نے پھر ایک بار اس کے دماغ پر قبضہ جماکر اسے کیبن کی طرف لے جانے کی کوشش کی۔ وہ جھنجلا گیا۔ سمجھ میں نہیں آیا، ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ اس نے منہ اٹھاکر میڈونا سے پوچھا "اے! کیا تم میرے دماغ میں آکر مجھے کھینچ رہی ہو۔ میں کیبن میں نہیں آؤں گا۔"

تب اسے میڈونا کی آواز اور لہجہ سنائی دیا "میں مصیبت میں ہوں۔ مجھے کچھ لوگ زبردستی تم سے چھین کر پیرس لے جا رہے ہیں۔ مجھے بچاؤ۔ اس ٹرین میں آگے نہ جاؤ۔"

یہ سنتے ہی وہ کیبن کی طرف جانے لگا۔ ابھی اس کے دماغ میں میڈونا نے کچھ نہیں کہا تھا۔ وہ لیڈی انسپکٹر سے مصافحہ کرتے ہی خیال خوانی کے قابل نہیں رہی تھی۔ اسے کنٹرول کرنے والے نے ناکام ہوکر میڈونا کی آواز اور لہجے کا سہارا لیا تھا۔ اسے سمجھا دیا تھا کہ اس ٹرین میں آگے نہیں جانا چاہیے۔ اس کا مطلب تھا، میڈونا کو لیے بغیر سرحد پار بھی نہیں جانا چاہیے۔

وہ اندھا دھند کیبن کی طرف جاتے ہوئے اسٹون مارک سے ٹکرا گیا۔ دونوں نے گرتے گرتے ایک دوسرے کو سنبھال لیا۔ اجنبی نے پوچھا "ارے تم؟"

پارس نے مسکراتے ہوئے کہا "معلوم ہوتا ہے مقدر نے ہمیں گرانے کو نہیں ایک دوسرے کو سنبھالنے کے لیے ملایا ہے۔"

سونیا نے تنویمی نیند پوری کرنے کے بعد آنکھیں کھولیں ایک ڈیگیر نے اس پر عمل کیا تھا۔ اسے اپنا معمول بناکر اپنی دانست میں اسے اپنا مطیع اور فرماں بردار بنا لیا تھا پھر سپر ماسٹر کے پاس جاکر کہا تھا "میں نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ آج تک کوئی ایک منٹ کے لیے بھی سونیا پر قابو نہ پاسکا۔ میں نے ایک ہفتے کے لیے اسے اپنی کنیز بنا لیا ہے، اب وہ میرے اشاروں پر ناچے گی۔"

سپر ماسٹر نے کہا "ابھی مجھے یقین نہیں آئے گا کیونکہ وہ پوری طرح مٹھی میں آکر بھی مٹھی سے باہر رہتی ہے، اس کی مجبوری اور بے بسی کے پیچھے بھی مکاری چھپی رہتی ہے۔ ویسے میں مایوس نہیں

ہوں۔ کبھی فرہاد بھی سونیا کی طرح ناقابلِ گرفت تھا۔ جب ہماری طرف سے بھیجی ہوئی موت اسے گرفتار کر کے لے گئی تو سونیا کب تک خیر منائے گی! اب اس کے بھی دن پورے ہو چلے ہیں۔"

ڈیگر نے کہا "اس کی تنویمی نیند پوری ہو چکی ہو گی، میں اسے کٹھ پتلی کی طرح نچانے جا رہا ہوں۔"

وہ سونیا کے دماغ میں آیا۔ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں، وہ سوچ رہی تھی "میں بے وقت کیسے سو گئی؟ پھر یہ میرا گھر نہیں ہے۔"

اس نے دماغ پر زور ڈال کر سوچا تو یاد آ گیا۔ وہ میڈم بیری کے گھر میں ہے۔ کھانے کی میز پر اس نے کمزوری محسوس کی تھی، کوئی اسے خیال خوانی کے ذریعے ایک بیڈ روم میں لایا تھا اور اس پر تنویمی عمل کیا تھا، اس کے بعد اسے ہوش نہ رہا۔ اب آنکھ کھلی ہے، وہ اسی بیڈ روم میں ہے۔ کیا اس پر تنویمی عمل کیا گیا ہے؟ کیا وہ کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کی مٹھی میں آ گئی ہے؟

وہ جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔ پریشان ہو کر بڑبڑانے لگی۔ "نہیں میں آزاد ہوں، کسی کی پابند نہیں ہوں۔ میڈم بیری نے میرے کھانے کی چیز میں کچھ ملا کر مجھے کمزور بنایا تھا۔ میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ دانشمندی یہی ہے کہ اس دشمن عورت کو قتل کر کے یہاں سے فوراً چلی جاؤں۔"

وہ بستر سے اٹھ کر جانا چاہتی تھی مگر اٹھ کر کھڑی نہ ہو سکی۔ اس نے دوسری بار کوشش کی مگر اسی طرح بیٹھی رہی۔ پھر اپنے دماغ میں کسی کا قہقہہ سنائی دیا۔ اس نے پوچھا "کون ہو؟ کون ہو تم؟ میرا دماغ فولادی ہے، کوئی میرے اندر نہیں آ سکتا۔ بولو کون ہو تم؟"

"تمہارے فولادی دماغ میں پہنچنے کا اعزاز صرف مجھے حاصل ہے۔ تم آج تک ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ٹھگنی کا ناچ نچاتی آئی ہو آج سے میں تمہیں نچایا کروں گا۔"

"تم کون ہو؟"

"مجھے سُپر ماسٹر سمجھ لو۔ تم میرے لیے جوجو اور ماریہ کو لے کر اس ملک سے نکلو گی۔ جہاں میں کہوں گا، وہاں انہیں پہنچاؤ گی۔"

"نہیں۔ میں ان لڑکیوں کو بابا صاحب کے ادارے میں لے جاؤں گی۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا "تم اپنی مرضی سے ہل بھی نہیں سکتیں بستر سے اٹھ نہیں سکتیں۔ پھر ان لڑکیوں کو کیسے لے جاؤ گی؟"

"تمہارا یہ تنویمی عمل کب تک مجھ پر مسلط رہے گا؟"

"یہ جب تک بھی رہے۔ اس مدت میں تم ہمارا کام کر چکی ہو گی۔"

وہ پریشانی سے سوچنے لگی۔ پھر بولی "میں مانتی ہوں، تم دنیا کے پہلے ٹیلی پیتھی جاننے والے شخص ہو جس نے مجھے بے بس کر دیا ہے جب کہ فرہاد بھی اپنی زندگی میں کبھی میرے دماغ پر قبضہ نہ جما سکا۔ تم صحیح معنوں میں مرد ہو۔ عورت کسی زبردست کو پسند کرتی ہے۔ میں سوچ رہی ہوں، پتا نہیں تم کتنی خوبیوں کے مالک ہو۔ پتا نہیں، میں تم سے کیوں متاثر ہو رہی ہوں؟ کیا خیال خوانی کے ذریعے مجھے اپنی طرف مائل کر رہے ہو؟"

"میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اپنی طرف زبردستی مائل نہیں کر رہا ہوں۔ تمہارا دل خود میری طرف جھک رہا ہے اور یہ میری خوش نصیبی ہے۔ میں تمہارے چور خیالات پڑھ کر معلوم کر رہا ہوں کہ تم کس حد تک مجھ سے متاثر ہو۔ ابھی میں تمہارے دماغ کو چھوڑ رہا ہوں۔"

وہ بستر سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ شعوری طور پر سوچ رہی تھی کہ میڈم بیری کو زندہ نہیں چھوڑے گی اور غیر شعوری طور پر یہ خیال قائم ہو رہا تھا کہ جس نے بھی مجھے قابو میں کیا ہے وہ جواں مرد ہے۔ اپنی آواز اور لہجے سے مجھے جیت رہا ہے۔ فرہاد کا لہجہ بھی ایسا نہیں تھا جیسا یہ زبردست ہے۔

ڈیگر خاموش رہ کر اس کے یہ چور خیالات پڑھ رہا تھا اور خوش ہو رہا تھا۔ وہ اسے فرہاد پر ترجیح دے رہی تھی۔ جس عورت کے دل پر فرہاد کے سوا کسی نے حکومت نہیں کی، آج اس کے دل پر ڈیگر کی جواں مردی کا سکہ چل رہا تھا۔

سونیا دنیا کی عجیب و غریب، حسین و ذہین اور ناقابلِ تسخیر عورت تھی۔ اسے تسخیر ہوتے دیکھ کر اور اپنی مردانگی پر عاشق پا کر ڈیگر کی کھوپڑی ہواؤں میں اڑنے لگی تھی۔

اگر سونیا کا عشق باہر سے نظر آتا تو وہ کبھی اس مکار عورت کا اعتبار نہ کرتا مگر وہ تو اندر سے اسے ٹٹول رہا تھا۔ اس کے چور خیالات پڑھ رہا تھا اور اس کے دھڑکتے ہوئے دل کو سمجھ رہا تھا۔

وہ دوسرے بیڈ روم میں آ کر ٹھٹک گئی۔ میڈم بیری پلنگ پر چاروں شانے چت پڑی ہوئی تھی۔ اس کا سر بستر کے سرے پر ڈھلکا ہوا تھا۔ صاف پتا چل رہا تھا کہ وہ مر چکی ہے۔

سونیا نے زیرِ لب کہا "او گاڈ! یہ کیسے مر گئی؟ میں نے کھانے کے دوران اسے اعصابی کمزوری کی دوا دی تھی۔ یہ کمزور ہو سکتی تھی لیکن مر نہیں سکتی تھی۔ پھر کیسے مر گئی؟ کیا تم میرے دماغ میں ہو؟ کیا تم اس کی موت کا سبب بتا سکتے ہو؟"

وہ دماغ میں خاموش تھا۔ اس طرح یہ تصدیق ہو رہی تھی کہ سونیا واقعی اسے دماغ میں محسوس نہیں کرتی۔ اس پر تنویمی عمل بے حد کامیاب رہا ہے۔ اور وہ بڑبڑا رہی تھی "میرا دماغ خالی ہے، کوئی میرے اندر نہیں ہے۔ میری بلا سے اس کی موت کا سبب کچھ بھی ہو۔ مگر وہ میرے اندر سے کیوں چلا گیا۔ اور میں خواہ مخواہ اس کے متعلق کیوں سوچنے لگتی ہوں۔ وہ میرا کون لگتا ہے؟"

وہ اپنے ہی خیالات کے متعلق چپکے چپکے سوچنے لگی "مجھے یوں لگتا ہے جیسے فرہاد ایک نئے روپ میں آ کر مجھے جیت رہا ہے۔ کاش وہ ایک بار پھر آئے اور اپنی بھاری بھرکم مردانہ آواز سنائے۔ کاش وہ پھر آئے۔"

ڈیگر کی باچھیں کھلی ہوئی تھیں۔ دل خوشی سے لوٹ پوٹ ہو رہا تھا۔ اچانک اس کی خوشی کچھ ماند پڑ گئی۔ سونیا سوچ رہی تھی "میں اس تسخیر کرنے والے سے دل لگا کر غلطی کر رہی ہوں۔ میری عقل ماری گئی ہے۔ مجھے پہلے ہی سمجھنا چاہیے تھا کہ سپر ماسٹر کے دو خیال خوانی کرنے والے ہیں جو ڈیگر اینڈ ڈیگر کہلاتے ہیں۔ پتا چلا ہے، وہ جڑواں ہیں۔ میرے پاس ایک دل ہے۔ میں دو کو کیسے دے سکتی ہوں۔ نہیں میں دونوں سے محبت نہیں کر سکتی اور میری محبت کسی ایک کے لیے ہو گی تو دوسرا ڈیگر مجھے دماغی نقصان پہنچائے گا۔ یہ اچھا ہوا کہ میں نے ابھی اپنی محبت کا اظہار نہیں کیا لیکن اظہار نہ کرنے سے کیا ہوتا ہے۔ یہ محبت جو قدرتی ہے بھلا اسے میں کیسے کچل دوں؟ آہ! میں کن دو ڈیگروں کے درمیان الجھ گئی ہوں۔"

ڈیگر بے چین ہو گیا۔ وہ وضاحت کرنا اور ثابت کرنا چاہتا تھا کہ وہی ایک سونیا جیسی افلاطونی عورت کا حقدار ہے۔ اس کامیابی میں دوسرے ڈیگر کا کوئی حصہ نہیں ہے لیکن فوراً ہی اسے مخاطب کرنا مناسب نہیں تھا۔ وہ شبہ کرنے کا موقع نہیں دینا چاہتا تھا کہ دماغ میں خاموشی سے موجود ہے اور اس کے محبت بھرے خیالات پڑھ رہا ہے۔

سونیا نے فون کا ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کیے۔ پھر تاتیانہ کی حیثیت سے کہا "میں میڈم بیری کے بنگلے سے بول رہی ہوں یہاں ایک بیڈ روم میں اس کی لاش پڑی ہے۔ ایک پولیس کی جماعت یہاں اور دوسری جماعت نکولائی کے بنگلے میں بھیج دو۔ وہاں نکولائی اور ہکومن کی لاشیں ملیں گی۔"

اس کے بعد ڈیگر نے اس کی زبان روک دی پھر کہا "نکولائی کے باتھ روم میں دو مائیکرو فلمیں اور دوسرے ثبوت چھپا کر رکھے گئے ہیں۔ ان کے متعلق کوئی رپورٹ نہ دینا۔ وہ مائیکرو فلمیں ہمارے سپر ماسٹر کے بہت کام آئیں گی۔"

سونیا نے نکولائی کے باتھ روم کے بارے میں کچھ نہیں کہا۔ صرف یہ کہہ کر ریسیور رکھ دیا کہ وہ دفتر پہنچ کر ان تینوں لاشوں کے متعلق تفصیلی رپورٹ دے گی۔ پھر بولی "کیا تم موجود ہو؟"

"ہاں ابھی آیا ہوں۔ مجھے خوشی ہے کہ تم اپنے دماغ پر قبضہ کرنے کا موقع نہیں دیتی ہو، اس سے پہلے ہی میری بات مان لیتی ہو۔"

وہ بولی "میری سمجھ میں نہیں آتا، میں تنویمی عمل کی وجہ سے بات مانتی ہوں یا تم سے متاثر ہو کر۔ . . نہیں نہیں، یہ میں کیا سوچ رہی ہوں۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا "دل کی بات کو زبان پر آنے سے نہ روکو۔ دل کسی کے اختیار میں نہیں رہتا۔"

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ یہ نہ بھولو میرا نام سونیا ہے۔"

"میں سونیا کو کسی دوسری دنیا کی سنگدل عورت سمجھتا تھا مگر تمہارے چور خیالات نے ثابت کر دیا ہے کہ تمہارے سینے میں محبت کرنے والی عورت کا دل ہے اور یہ دل اب میرے لیے دھڑکنے لگا ہے۔"

"اوہ گاڈ! تم... کیا تم میرے اندر چھپے ہوئے تھے؟"

"ہاں، سونیا! میں اپنی خوش نصیبی پر فخر کر رہا ہوں، تمہاری ایک غلط فہمی دور کرنا چاہتا ہوں۔"

"کیسی غلط فہمی؟"

"ہم دو ڈیگر ہیں۔ مگر دوسرا سونتی کے معاملے میں مصروف ہے صرف میں نے تمہارے دماغ کو تنویمی عمل کے ذریعے تسخیر کیا ہے۔ بے شک، میں نے دشمن بن کر دماغ کو فتح کیا مگر یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تمہارا دل جیت لوں گا۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں، دوسرا ڈیگر ہمارے درمیان نہیں آئے گا۔"

"میں کیسے یقین کروں؟ تم نے میرے دماغ کو کمزور بنا دیا ہے، دوسرا ڈیگر میرے اندر آ کر ہماری محبت کا راز معلوم کر لے گا۔"

"اس سے کیا ہوتا ہے؟"

"میں اتنی جلدی اپنے دل کا معاملہ دنیا والوں کو نہیں بتانا چاہتی۔ پہلے میں سمجھنا چاہوں گی کہ تم فرہاد سے بھی زیادہ محبت کرتے ہو اور میرے لیے بڑی سے بڑی قربانی دے سکتے ہو۔"

"تم جب بھی چاہو، میری محبت کو آزما سکتی ہو۔"

"کیا خاک آزماؤں گی۔ ہم کوئی راز کی یا کسی قربانی کی باتیں کریں گے تو دوسرا ڈیگر میرے دماغ سے وہ باتیں معلوم کر لے گا۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا "خوش ہو جاؤ۔ میرے تنویمی عمل کے مطابق تم صرف میری سوچ کی لہروں کو محسوس کرو گی۔ دوسرا ڈیگر یا اور کوئی دماغ میں آئے گا تو تم سانس روک لیا کرو گی۔"

سونیا نے خوش ہو کر کہا "ہائے ڈیگر! تم نے میرا دل جیت لیا ہے۔ تم فرہاد کی طرح دور تک سوچتے ہو اور اپنے طریقہ کار سے چونکا دیتے ہو۔ ہائے تم نے مجھے خرید لیا ہے۔"

"میں تمہارے دل اور دماغ کی گہرائیوں سے تمہارے پیار

کی سچائی کو سمجھ رہا ہوں۔ پھر بھی آزمانا چاہتا ہوں۔"

"ہزار بار آزماؤ۔"

"تمھاری ٹیلی پیتھی جاننے والی میڈونا یا آرمر نے پاسکل بوبا کے دماغ کو لاک کر دیا ہے۔ وہ ہماری سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیتا ہے۔"

"تم چاہتے ہو، میں اس کے دماغ کے دروازے کھلوا دوں؟"

"ہاں، میں تمھارے دماغ پر قبضہ جما کر بھی یہ کام تم سے نہیں کرا سکتا کیونکہ یہ آرمر ہی کر سکتا ہے۔ تم کسی تدبیر سے یہ کر سکتی ہو۔"

"میں تمھارے لیے پاسکل بوبا تو کیا جوجو کے دماغ کا دروازہ بھی کھلوا سکتی ہوں۔"

"واہ! تم نے تو میرے دل کی بات کہہ دی ہے۔ تمھارے پیار کی قسم میں بھی تمھارے لیے مشکل سے مشکل کام کر گزروں گا۔"

"میں بھی تمھیں آزمانے کا حق رکھتی ہوں۔"

"ہزار بار آزماؤ۔"

"کیا میرے ساتھ ساری زندگی گزارو گے؟"

"زندگی قیامت تک ہو تو قیامت تک تمھارا ساتھ نہیں چھوڑوں گا۔"

"لیکن ہماری زندگی پہ ہمارا حق ہوگا یا ہم دوسروں کے محکوم بن گئے ہیں؟"

"بھلا ہم کسی کے محکوم کیوں رہیں گے؟"

"تم نے میری اور فرہاد کی ہسٹری پڑھی ہوگی۔ ہم نے کسی بھی سپر پاور کے لیے کام نہیں کیا۔ اگر سپر ماسٹر کی کوئی بات اچھی لگی تو اسے مان لیا، ماسک مین نے کوئی مناسب بات کہی تو اسے بھی تسلیم کیا۔ اگر دونوں نے ہمارے مزاج کے خلاف کوئی قدم اٹھایا تو ہم نے منہ توڑ جواب دیا۔ ہم کبھی بابا صاحب کے ادارے میں بھی پابند نہیں رہے۔ ہم نے ہمیشہ آزاد رہ کر اتنی بڑی دنیا میں اپنا الگ مقام بنایا ہے۔ تم کس طرح اپنا مقام پیدا کرنا چاہتے ہو؟"

"اس دنیا میں سر بلند رہنے کے لیے کسی ایک بڑی طاقت سے دوستی رکھنا چاہیے۔ ورنہ فرہاد کی طرح بے موت مرنا پڑتا ہے۔"

"جسے تم بے موت کہہ رہے ہو، اسے عزت کی موت کہتے ہیں جو غلامی کی زندگی سے ہزار درجہ بلند ہوتی ہے۔"

"میں سمجھ گیا، تم ہمارے سپر ماسٹر کے خلاف ہو۔"

"میں تو ماسک مین کے بھی خلاف ہوں۔ یہودی تنظیم نے کئی بار مجھے اور فرہاد کو تل ابیب بلا کر دوستی کرنی چاہی۔ ہم نے دوستی کے پیچھے چھپی ہوئی دشمنی کا بھانڈا پھوڑ دیا۔ تمھیں یاد نہ ہو تو اپنے سپر ماسٹر کے ریکارڈ میں دیکھو، ہم نے کئی بار ان سپر طاقتوں کی برائے نام دوستی کا پول کھولا ہے۔ میں ٹھوس تجربات کی بنیاد پر تمھارے سپر ماسٹر کی مخالفت کر رہی ہوں اور اس کی مخالفت میں ماسک مین سے دوستی کرنے کو نہیں کہہ رہی ہوں۔ چونکہ تم سے محبت کرتی ہوں اس لیے آزادی کی راہ پر لے جانا چاہتی ہوں۔ تمھیں میری نیک نیتی پر شبہ ہے تو ایک نہیں ہزار بار میرے پوشیدہ خیالات پڑھ لو۔"

"تم نے مجھے دوراہے پر لا کر چھوڑ دیا ہے۔ میں تمھاری نیک نیتی کو پوری طرح تسلیم کرتا ہوں۔ تم مجھے آزادی، خود مختاری اور عزت سے جینے کا راستہ دکھا رہی ہو۔ سب سے بڑی بات یہ کہ آئندہ تمھارے نام کے ساتھ میرا نام آیا کرے گا۔ ساری دنیا مجھ پر رشک کرے گی لیکن سپر ماسٹر کو چھوڑنا ہوگا۔ ذرا سوچو، اس کا مجھ پہ احسان ہے۔"

"احسان یہی کہ ٹرانسفارمر مشین سے گزار کر تمھیں ٹیلی پیتھی سکھائی گئی۔ اگر یہ ٹیلی پیتھی غلط کاموں کے لیے سکھائی گئی ہے تو تم پر احسان نہیں کیا بلکہ ظلم کیا ہے۔ تمھاری ٹیلی پیتھی نے فرہاد کی بیوہ کو اغوا کیا، اب اس کی بہو جوجو کو اغوا کرنا چاہتی ہے۔ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کی عزت اور جان و مال کی حفاظت کی ہے۔ اب یہ فیصلہ کرو کہ سپر ماسٹر کے احسان کو دیکھو گے یا ٹیلی پیتھی کے جائز استعمال کو اہمیت دو گے۔ تمھارے صحیح فیصلے سے ہی ہماری محبت اور دوستی کی گاڑی آگے بڑھے گی۔"

"مجھے غور کرنے کا موقع دو۔"

"ضرور غور کرو۔ جتنا سوچو گے، سمجھو گے، اتنا ہی سچائی کا چہرہ واضح ہوتا رہے گا۔ میں تمھارا انتظار کروں گی۔"

وہ دماغ سے چلا گیا۔ اس نے جانے کی بات نہیں کہی تھی مگر سونیا سمجھ گئی تھی۔ اس کے دماغ میں چور خیالات کا جو خانہ تھا، وہاں تک ٹیلی پیتھی جاننے والے نہیں پہنچ سکتے تھے۔ وہ خانہ بند رہتا تھا اور خیال خوانی کرنے والے جہاں تک پہنچتے تھے وہیں تک سونیا کے دماغ کو گہرا سمجھتے تھے اور وہاں تک کے تمام خیالات پڑھ کر مطمئن ہو جاتے تھے کہ انھوں نے نہایت اہم چور خیالات پڑھ لیے ہیں۔

اس کے دماغ کے بند تہ خانے میں کیا تھا؟ وہ کیا چکر چلا رہی تھی، یہ وقت سے پہلے کسی کی سمجھ میں نہیں آسکتا تھا۔ فی الحال سمجھنے کے لیے اتنا ہی کافی تھا کہ سپر ماسٹر دونوں ڈیگر کے ذریعے بڑی آسانی سے تاتیانہ کو بے نقاب کر کے سونیا کا چہرہ دکھا سکتا تھا۔ اسے روس کے آہنی قلعے میں بے موت مار سکتا تھا۔

لیکن وہ زمانے بھر کی مکار اپنے دشمنوں کو پانی پلا پلا کر مارتی تھی۔ اس نے ایک ڈیگر کو اپنا دیوانہ بنا کر سپر ماسٹر کے لیے نئی مشکلوں کے باب کھول لیے تھے۔

میں فرہاد علی تیمور آئینے کے سامنے ہوں۔

جب ہم آئینے کے سامنے ہوتے ہیں تو گویا اپنے سامنے ہم ہی ہوتے ہیں۔ کوئی دوسرا نہیں ہوتا۔ اگر ہوتا تو اس دوسرے کو بھی آئینے کے مقابل آنا پڑتا لیکن میں وہاں تنہا تھا اور اپنے سامنے آئینے میں ایک دلکش چہرے والے شخص کو دیکھ رہا تھا، جو مجھ سے مشابہت رکھتا تھا۔ چہرے پر ہلکی ہلکی سنہرے رنگ کی داڑھی تھی۔ جو چہرے کی رونق اور آنکھوں کے نور میں اضافہ کر رہی تھی۔ پہلے میری شخصیت میں نور اور تقدس کا ایسا دلکش امتزاج نہیں تھا۔ میں خود کو بڑی مشکل سے پہچان رہا تھا۔

میں اپنی داستان تفصیل سے سناتا آرہا ہوں لیکن یہ وضاحت سے نہیں بتا سکوں گا کہ مجھ میں ایسی انقلابی تبدیلی کیسے آگئی۔ میں ایک عیاش، دنیادار آدمی تھا اور موجودہ شخصیت دین دار جیسی ہو گئی ہے۔ میرا ظاہر ہی نہیں باطن بھی بدل گیا ہے۔ میرے اندر یہ خواہش نہیں ہے کہ مہنگا لباس پہنوں، زیادہ سے زیادہ قیمتی کار میں بیٹھوں اور راستہ چلتے حسین چہروں کا نظارہ کروں۔ میری آنکھیں ہیں مگر حسن بجھ گیا ہے۔ حقیقت کا نظارہ رہ گیا ہے۔ میرا دل ہے مگر دل میں کوئی تمنا نہیں ہے، دکھی انسانوں کے لیے دھڑکنیں رہ گئی ہیں۔ میرا دماغ ہے، اس دماغ میں ٹیلی پیتھی کی صلاحیتیں بدستور ہیں مگر کسی کے خیالات پڑھنے کا تجسس نہیں ہے۔

ہندو عقیدے کے مطابق اسے میرا دوسرا جنم کہا جا سکتا ہے۔ اس جنم میں میری آتما وہی ہے۔ صرف ظاہر اور باطن بدل گیا ہے۔

اور اسلامی عقیدے کے مطابق یہ حیات بعد از توبہ ہے۔ ایک مسلمان توبہ کرتے ہوئے کہتا ہے "اے ربّ العالمین! میری توبہ قبول کر لے، میرے پچھلے گناہوں کو معاف کر دے۔ میں آج سے نئی زندگی شروع کروں گا اور انتہائی عذاب سے اور دنیاوی آزمائشوں سے گزرتے ہوئے نیکی اور سچائی کا دامن نہیں چھوڑوں گا۔"

ہاں، یہ میری حیات بعد از توبہ ہے اور مجھے بے شمار جان لیوا آزمائشوں سے گزرنا ہے اور خود کو سمجھنا ہے کہ میں توبہ پر کب تک قائم رہتا ہوں۔

رات کا وقت ہے۔ میں سونے جا رہا ہوں۔ سونے سے پہلے آئینے کے سامنے لبادہ اتارنا چاہتا ہوں۔ مگر ذرا رک گیا ہوں اور کان لگا کر سن رہا ہوں۔ میرے کانوں میں ایسی آوازیں آرہی ہیں جیسے میرے کاٹیج کے باہر کچھ لوگ دبے قدموں چل رہے ہیں۔ مجھے زیادہ تجسس میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے۔ یہاں کوئی بھی نہ میں کسی کے لینے میں ہوں نہ دینے میں۔ لیکن سوچنے کی بات ہے، اس ویران اور گھنے جنگل میں کون لوگ ہیں جو دبے پاؤں آرہے ہیں؟

بھٹکے ہوئے مسافر نہیں ہو سکتے۔ کیوں کہ یہاں سے قریب ترین آبادی کوئی بارہ سو میل کے فاصلے پر ہے۔ ادھر سے کبھی کوئی پیدل نہیں گزرتا۔ یہ سانپ، بچھو اور جنگلی جانوروں کا خوفناک علاقہ ہے۔ میں جب سے یہاں ہوں، تب سے میں نے ایک ہی انسان دیکھا ہے اور وہ مجھے آئینے میں نظر آتا ہے۔

میں آئینے کے پاس سے پلٹ گیا۔ آہستہ آہستہ چلتا ہوا کھڑکی کے پاس آیا۔ باہر جنگل کی بھیانک تاریکی میں کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔ بھاری بھرکم بوٹوں کی حرکت کرتی ہوئی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں اور یہ سمجھ میں آگیا تھا کہ میرے کاٹیج کو چاروں طرف سے گھیرا جا رہا ہے۔ آنے والے ٹارچ کی روشنی کر سکتے تھے مگر وہ کسی وجہ سے محتاط تھے۔

کاٹیج کے دوسرے کمروں میں اندھیرا تھا۔ میں جس کمرے میں کھڑا ہوا تھا وہاں کیروسین آئل کا لیمپ روشن تھا۔ دروازے کے پٹ لگے ہوئے تھے لیکن دروازہ اندر سے بند نہیں تھا۔ جنگل میں رہائش کا ایک فائدہ ہے۔ آدمی دروازہ کھلا رکھ کر سو سکتا ہے۔ چور ڈاکو جنگلی جانوروں کے ڈر سے نہیں آتے اور جنگلی جانور آدمیوں کے خوف کے باعث مکان کے قریب سے نہیں گزرتے۔ ویسے بھی ڈاکوؤں کے لیے میرے کاٹیج میں کچھ نہیں تھا۔

پھر کسی کی گرجتی ہوئی آواز سنائی دی "یہاں کون ہے؟ میری آواز سنو اور جواب دو، یہاں کتنے لوگ ہیں؟"

وہ گرجنے والا اپنے دماغ کے دروازے میرے لیے کھول چکا تھا لیکن خیال خوانی ضروری نہیں تھی۔ ابھی تھوڑی دیر میں معلوم ہونے والا تھا کہ کون بول رہا ہے اور کیا چاہتا ہے؟

میں اطمینان سے چلتا ہوا دروازے کے پاس آیا۔ وہ پھر گرج کر بولا "اس کاٹیج کو چاروں طرف سے گھیر لیا گیا ہے۔ کسی نے باہر نکل کر بھاگنے کی حماقت کی تو اسے گولیوں سے چھلنی کر دیا جائے گا۔ جواب دو، یہاں کتنے افراد ہیں؟"

میں نے بلند آواز میں جواب دیا "میں تنہا ہوں۔ ایک عرصے بعد اپنے علاوہ تمھاری آواز سن رہا ہوں۔"

"ہم کیسے یقین کریں کہ تم تنہا ہو؟"

"میں یقین دلانے کے لیے باہر آرہا ہوں۔"

"ضرور آؤ۔ مگر دونوں ہاتھ اٹھائے رکھو۔"

میں نے دروازے کے پٹ کھول کر دونوں ہاتھ اٹھا دیے۔ دہلیز پار کر کے برآمدے میں آیا۔ مجھ پر چاروں طرف سے ٹارچ کی روشنیاں پڑنے لگیں وہی شخص کہہ رہا تھا "اگر کسی نے ہماری ٹارچ کی سمت فائر

کیا تو ہم اِس باہر آنے والے کو گولی ماردیں گے۔ پھر کاٹیج کو بم کے ایک دھماکے سے اُڑا دیں گے۔"

"میں کہہ چکا ہوں' کاٹیج میں کوئی دوسرا نہیں ہے۔"

مجھ پر ٹارچ کی روشنیاں پڑتی تھیں۔ پھر اندھیرا چھا جاتا تھا۔ ٹارچ بجھتے ہی تاریکی اور گہری ہو جاتی تھی۔ میں نے اب تک آنے والوں کی صورتیں نہیں دیکھی تھیں۔ جب ایک شخص تلاشی کے لیے کاٹیج کے اندر جانے لگا تو اس کی فوجی وردی نظر آئی۔ اس کے پیچھے دو اور فوجی جوان گئے۔ انھوں نے تھوڑی دیر بعد واپس آ کر کہا۔ "یہاں کوئی نہیں ہے۔"

ایک افسر نے برآمدے میں میرے قریب آ کر کہا۔ "میں نہیں مان سکتا۔ اُن تینوں کو چھپنے کے لیے اس سے بہتر جگہ نہیں ملے گی۔"

میں نے پوچھا۔ "ذرا وضاحت کرو۔ وہ تینوں کون ہیں؟ کیا وہ مفرور مجرم ہیں؟"

"ہاں' بے حد خطرناک مجرم ہیں۔ اُن میں سے ایک کو اعلیٰ بی بی کہتے ہیں اور دوسرے کو علی تیمور۔ دونوں نے ایک اہم سرکاری ہستی رسونتی کو اغوا کیا ہے۔"

میرے دل سے ایک آہ نکلی۔ یہ میرے اپنے تھے اور میں ان کے لیے مر چکا تھا۔ میں انھیں جانتا' پہچانتا تھا۔ مگر کسی رشتے کے حوالے سے اپنی شناخت پیش نہیں کر سکتا تھا۔ مگر کیوں پیش نہیں کر سکتا تھا؟

اس لیے کہ میں مر چکا ہوں۔ مرنے والا اپنی جیب میں وزیٹنگ کارڈ نہیں رکھتا۔ اس کی شناخت قبر کے کتبے سے ہوتی ہے۔

رسونتی روتے روتے چپ ہو گئی۔ علی تیمور نے سمجھا' شاید دل کا تمام غبار نکل گیا ہے۔ اب وہ ہلکی پھلکی ہو کر پیش آتے رہنے والے متضاد حالات کا تجزیہ کرے گی پھر اُسے دوست اور دشمن سمجھ میں آنے لگیں گے۔

اس نے کہا۔ "ماما! موجودہ حالات میں یہی کہوں گا' ٹیلی پیتھی ایک لعنت ہے۔ اس علم کی ضرورت اپنوں سے زیادہ دشمنوں کو ہے۔ اسی لیے دشمن آپ کو بھٹکا رہے ہیں۔ کاش! یہ علم آپ کے پاس نہ ہوتا تو ہم ایک عام سے ماں بیٹے کی طرح اپنے گھر میں پُرسکون زندگی گزار سکتے۔"

وہ ایک پتھر سے ٹیک لگائے ہوئے تھی۔ آہستہ آہستہ ایک طرف ڈھلکنے لگی۔ بیٹے نے لپک کر سنبھالا۔ اپنی آغوش میں لے کر کہا۔ "ماما! کیا ہو گیا؟"

اس نے نبض ٹٹولی۔ پتا چلا' بے ہوش ہو گئی ہے۔ اس کا بدن گرم ہو رہا تھا۔ اپنی شناخت نہ ہونے کے باعث تنہائی کے احساس نے' فکر اور پریشانی نے اور کئی طرح کے منفی اثرات نے اسے بخار میں مبتلا کر دیا تھا۔ وہ ماں کو دونوں بازوؤں میں اُٹھا کر ہیلی کاپٹر کے اندر لایا۔ باہر سردی بڑھتی جا رہی تھی۔ تیز ہوائیں چل رہی تھیں۔ اس نے کمبل سے اسے ڈھانپ دیا۔ جہاں فلائنگ مشین چھپائی تھی وہاں گرد و نواح سے بھری ہوئی پیٹیاں اور دوسرا ضروری سامان بھی ہیلی کاپٹر میں پہنچا دیا۔ وہاں بھی طرح طرح کے اسلحے کے علاوہ کھانے پینے کا سامان وافر مقدار میں موجود تھا۔ اُس نے مُردہ افسر اور اس کے خاص ماتحت کی جیبوں سے تمام پُرزے نکالے' انھیں دوبارہ ہیلی کاپٹر میں لگایا۔ پھر اس کا انجن اسٹارٹ کرنے لگا۔

اسی وقت آرسر نے دماغ میں آ کر گڈ ڈور ڈزاداکیے۔ علی تیمور نے پوچھا۔ "فرمائیے انکل؟"

اس نے کہا۔ "جناب شیخ صاحب نے کہا ہے' میڈونا آئے تو اُس پر بھروسا نہ کرنا اور نہ ہی یہ ظاہر کرنا کہ اُس پر بھروسا نہیں کیا جا رہا ہے۔"

"میں تو یوں بھی اُسے اپنے پاس آنے نہیں دیتا تھا۔ اس لیے وہ شاید میرے پاس نہیں آئے گی۔ آپ پلیز معلوم کریں' آنٹی ... ماما کہاں ہیں؟"

"میں ابھی معلوم کرتا ہوں۔"

اس نے اعلیٰ بی بی کے پاس پہنچ کر گڈ ڈور ڈزادا کیے' اس نے پوچھا۔ "ہو آر یو آرسر! کیسے ہو؟"

"علی معلوم کرنا چاہتا ہے' تم کہاں ہو؟"

وہ ایک غار میں جلتے ہوئے الاؤ کے سامنے بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے اوپری جیب سے ایک تہ کیا ہوا نقشہ نکالا۔ پھر اُسے کھول کر الاؤ کی روشنی میں دیکھتے ہوئے کہا۔ "میں دریائی راستے سے شمال مشرق کے اس علاقے میں پہنچی ہوئی ہوں۔ یہ علاقہ خطرناک دلدل کی وجہ سے پہچانا جاتا ہے۔ رات کے وقت کسی دلدل میں دھنسنے کا اندیشہ تھا' اس لیے یہاں الاؤ جلا کر بیٹھی ہوئی ہوں۔ علی اپنا نقشہ دیکھ کر اس دلدلی جگہ کو سمجھ لے گا۔ مجھے اس کے متعلق بتاؤ؟"

"میں ابھی پوچھ کر آتا ہوں۔"

وہ باری باری ان کے پاس آ کر ایک دوسرے کے پیغامات پہنچا رہا تھا۔ آخر میں اعلیٰ بی بی کو بتایا کہ علی اپنی ماں کو ہیلی کاپٹر میں لا رہا ہے۔ چونکہ میدانی علاقہ دلدلی ہے اس لیے وہ ہیلی کاپٹر کو کسی پہاڑی پر اُتارے گا۔

وہ بولی۔ "ہمارے پاس آتے جاتے رہو۔ میں نے اس پہاڑی کے دوسری طرف نہیں دیکھا ہے۔ وہاں دشمنوں کا کیمپ ہو سکتا ہے اس لیے ہیلی کاپٹر کی آواز پر سب اِدھر آ جائیں گے۔"

"اچھی بات ہے۔ میں دس منٹ بعد آؤں گا۔"

وہ چلا گیا۔ اعلیٰ بی بی تمام ہتھیاروں سے لیس ہو کر ضروری سامان سمیٹ کر غار سے باہر آئی۔ تاریکی میں دُور تک آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتی رہی۔ باہر آتے ہی ٹارچ روشن کرنا دانشمندی نہیں تھی۔ اس لیے وہ تھوڑی دیر تک کھڑی رہی۔ آنکھوں کو اندھیرے کا عادی بناتی رہی۔ پھر پہاڑی پر چڑھتی ہوئی اُوپر جانے لگی۔

آرسر نے اسے بتایا تھا کہ رسونتی اچانک بیمار پڑ گئی ہے۔ ایسی صورت میں علی تیمور کی پریشانی بڑھ جائے گی۔ ایسے وقت وہ پاس رہ کر اس کی تیمارداری کرنا چاہتی تھی۔ وہ تاریکی میں سنبھل سنبھل کر چڑھتی ہوئی بلندی پر پہنچ گئی۔ چاروں طرف گھوم گھوم کر دیکھنے لگی۔ ہر طرف جنگل کا گہرا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ اس نے دُوربین نکال کر آنکھوں سے لگائی۔ یہ احمقانہ کوشش تھی۔ اندھیرا آخر اندھیرا ہوتا ہے' دُوربین لگانے سے دُور نہیں ہوتا۔ لیکن وہ کچھ سوچ سمجھ کر ہی ایسا کر رہی تھی۔

دراصل اعلیٰ بی بی اور علی تیمور دشمنوں پر غالب آ رہے تھے۔ پہلے اعلیٰ بی بی نے یہودی تنظیم کے حملہ آوروں کو جنگی حکمت عملی سے موت کے گھاٹ اُتارا۔ پھر سپر ماسٹر کی ان تمام کشتیوں کو بم کے دھماکوں سے اُڑا دیا جن میں مسلح افراد حملہ کرنے آئے تھے۔ علی نے پہلے تو ایک پورے کیمپ کو تباہ کیا تھا۔ پھر ہیلی کاپٹر میں آنے والے دشمنوں میں سے کسی ایک کو بھی زندہ واپس نہیں جانے دیا تھا۔ ان حالات میں دشمنوں کے مزید کیمپ جہاں بھی تھے' وہاں وہ روشنی نہیں کر سکتے تھے۔ بلیک آؤٹ کر کے رات گزارنے پر مجبور تھے۔

اعلیٰ بی بی یہ سوچ کر دُوربین سے دیکھ رہی تھی کہ اس کڑکڑاتی سردی میں انھوں نے خیموں کے اندر آگ سلگائی ہو گی۔ یا کسی خیمے کو کچن بنایا ہو گا جہاں آگ ضرور جلائی گئی ہو گی لیکن مایوسی ہو رہی تھی۔ ہر طرف گھوم کر دُور تک دیکھنے کے باوجود کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا' اتنی بڑی دُنیا میں تاریکی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

اس نے آنکھوں سے دُوربین ہٹالی۔ آرسر نے آ کر بتایا۔ "علی تیمور ہیلی کاپٹر میں پرواز کر رہا تھا۔ کسی نے وائرلیس کے ذریعے مخاطب کیا' علی نے جواب نہیں دیا۔ میں اس مخاطب کرنے والے کے دماغ میں پہنچ گیا۔ پتا چلا' جہاں سے علی کا ہیلی کاپٹر گزرا تھا وہاں ایک کیمپ تاریکی میں ڈوبا ہے۔"

"تم اس کے ذریعے کیمپ کے اعلیٰ افسر کے پاس جاؤ۔"

"میں گیا تھا۔ اُس افسر کے دماغ نے بتایا کہ ایک کیمپ دلدلی علاقے میں ہے۔ میں نے علی سے کہہ دیا ہے' تمھارے قریب ہیلی کاپٹر اُتارنا خطرے سے خالی نہیں ہو گا۔ یہ سنتے ہی اس نے راستہ بدل دیا ہے۔ یوں بھی اندھیرے میں اسپاٹ لائٹس کے بغیر صحیح جگہ پہنچنا دشوار ہے۔ میں علی کے پاس رہوں گا۔ کسی دوسرے کیمپ سے وائرلیس کے ذریعے پھر اُسے مخاطب کیا جا سکتا ہے۔"

"جاؤ' مگر دس پندرہ منٹ کے بعد آ جایا کرو۔"

وہ چلا گیا۔ اسی وقت کہیں سے کسی نے ٹریسر گولی چلائی جو بہت بلندی پر جا کر پھٹ پڑی۔ اُس سے نکلنے والی روشنی کی شعاؤں نے دُور تک علاقے کو روشن کر دیا۔ اس روشنی میں بے شمار خیمے نظر آئے جو اُسی پہاڑی کے دامن میں تھے جس کی بلندی پر اعلیٰ بی بی کھڑی ہوئی تھی' وہ روشنی ہوتے ہی ایک بڑے سے پتھر کے پیچھے بیٹھ گئی تھی۔ کیمپ میں خطرے کا سائرن بج رہا تھا۔ کتنے ہی فوجی جوان دوڑتے ہوئے اپنے اپنے مورچوں کی طرف جا رہے تھے۔ خیموں کے اندر بے شمار فوجی اپنی وردی پہننے اور اسلحہ سنبھالنے میں مصروف ہو گئے تھے' اس سے ظاہر ہو رہا تھا کہ اندھیرے میں چھپے ہوئے کیمپ کو دیکھنے کے لیے اس کیمپ کے دشمنوں نے ٹریسر گولی چلائی ہو گی۔ اس جنگل کو روشن کرنے والے پتا نہیں تعداد میں کتنے ہوں گے۔ انھوں نے فائرنگ شروع کر دی تھی۔ مورچے سنبھالنے والے کئی جوان گولیاں کھا کر گر پڑے تھے۔ اس کے بعد اندھیرا چھا گیا۔ ٹریسر گولی کی روشنی کی معیاد ختم ہو چکی تھی۔

اب اندھیرے میں ٹھہر ٹھہر کر فائرنگ اور جوابی فائرنگ ہو رہی تھی۔ فائرنگ کے نتیجے میں شعلے لپکتے تھے اور بُجھ جاتے تھے۔ پندرہ منٹ کے بعد آرسر نے آ کر کہا۔ "میں تمھارے ذریعے گولیاں چلنے کی آوازیں سُن رہا ہوں' تم خیریت سے تو ہو؟"

"ہاں' معلوم ہوتا ہے یہودی تنظیم کے مسلح افراد نے سپر ماسٹر کے فوجیوں پر حملے کیے ہیں۔ ٹریسر لائٹ میں فوجیوں کا کیمپ واضح ہو گیا تھا۔"

"تمھارے لیے وہاں خطرہ ہے۔"

"میں یہاں سے دوڑتی ہوئی زیادہ سے زیادہ دُور جا رہی ہوں۔ علی سے کہو ہیلی کاپٹر لے آئے۔ وہ لوگ کیمپ میں ابھی لڑتے رہیں گے۔"

وہ پتھر کے پیچھے سے نکل کر تیزی سے ایک طرف جانے لگی۔ تاریکی میں دوڑنا مناسب نہیں تھا۔ بہت دُور جانے کے بعد اُس نے پینسل ٹارچ روشن کی پھر اس روشنی میں راستہ دیکھتی ہوئی دوڑنے لگی۔ پہاڑی کے اوپر کسی دلدلی مقام کا اندیشہ نہیں تھا۔ البتہ ایک ریچھ سے سامنا ہو گیا۔ یہاں وہ اپنی خاموشی برقرار نہ رکھ سکی۔ اسے رائفل استعمال کرنی پڑی۔ ریچھ تو دو گولیاں کھا کر پہاڑی سے لڑھکتا چلا گیا لیکن فائرنگ کی آواز دُور تک گونجتی گئی تھی۔ کیمپ سے گولیاں چلنے کی آوازیں نہیں آ رہی تھیں۔ فائرنگ کا وقفہ ہوا تھا۔ اسی وقفے نے فوجیوں کو اور یہودیوں کو سوچنے پر مجبور کیا ہو گا کہ پہاڑی پر سے کون گولیاں چلا رہا ہے اور کس پر چلا رہا ہے؟

وقفہ ختم ہو گیا۔ فائرنگ پھر شروع ہو گئی۔ کیوں کہ لڑنے والی دونوں پارٹیاں فیصلہ کن جنگ کے اختتام پر ہی پہاڑی کی طرف جا سکتی تھیں۔ پھر بہت دُور سے ہیلی کاپٹر کی آواز سُنائی دی۔ ایک منٹ بعد ہی آرمر نے آکر کہا۔ ”علی آ رہا ہے‘ اسے فائرنگ کے جلتے بجھتے شعلے نظر آ رہے ہیں۔ تم سگنل دو۔“

اس نے پینسل ٹارچ آسمان کی طرف روشن کر دی۔ اسی لمحے کسی نے للکار کر کہا۔ ”تم جو کوئی بھی ہو اسی طرح سگنل دیتے رہو۔ ٹارچ جیسے ہی بجھے گی ہم چاروں طرف سے گولیاں چلائیں گے۔ تم چھلنی ہو جاؤ گے۔“

وہ ایک بڑے سے پتھر کے پاس کھڑی ہوئی تھی۔ اس نے ٹارچ کو اسی طرح پتھر پر کھڑا کیا۔ اسے کھڑا رکھنے کے لیے دو چھوٹے پتھروں کا سہارا لیا۔ اس دوران کوئی کہہ رہا تھا۔ ”ہم سمجھ رہے ہیں‘ تم ہیلی کاپٹر کو سگنل دے رہے ہو۔ اس کا مطلب ہے تم سپر ماسٹر کے آدمی ہو۔ کیونکہ ہمارے ہیلی کاپٹر رات کو پرواز نہیں کرتے ہیں بہرحال کوئی چالاکی دکھانے کی حماقت نہ کرنا۔“

اعلیٰ بی بی زمین پر لیٹ گئی تھی۔ اس نے اندازہ کر لیا تھا کہ بولنے والا کہاں ہے۔ وہ آہستہ آہستہ اُدھر رینگتی جا رہی تھی۔ بولنے والا چوکنا تھا۔ اس نے کان لگا کر سُنا پھر دبی آواز میں کہا۔ ”جیری! کتنی بار سمجھایا ہے‘ ایسے وقت حرکت نہ کیا کرو۔ تم غلط فہمی میں مارے جاؤ گے۔“

اعلیٰ بی بی نے آواز کی سمت نشانہ لیا۔ پھر ٹھائیں کی آواز کے ساتھ ایک چیخ اُبھری۔ جیری کو سمجھانے والا خود نشانہ بن چکا تھا۔ اعلیٰ بی بی نے ایک جانب لڑھکتے ہوئے پتھر کے اُوپر رکھی ہوئی پینسل ٹارچ کو گولی ماری۔ ٹارچ نیچے گر پڑی۔ اب علی تیمور دھوکا نہیں کھا سکتا تھا۔ سگنل کے گڑبڑ ہوتے ہی وہ ہوشیار ہو گیا ہو گا۔ اسی وقت آرمر نے آکر پوچھا۔ ”ٹارچ کیوں بجھ گئی ہے؟“

”میں دشمنوں میں گھر گئی ہوں۔ علی سے کہو ہیلی کاپٹر واپس لے جائے۔“

اس نے جہاں سے گولی چلا کر ٹارچ گرائی تھی‘ وہاں کئی جگہ سے فائرنگ ہو رہی تھی۔ اس نے جوابی فائرنگ کی حماقت نہیں کی۔ اطمینان سے ایک ایک جگہ جلتے بجھتے شعلوں کو گنتی رہی۔ اس طرح ان کی تعداد معلوم ہو گئی۔ ایک کی موت کے بعد چھ رہ گئے تھے اور وہ چھ کہیں نہ کہیں چھپے ہوئے تھے۔

اس نے آہستگی سے گن ایک طرف رکھی پھر ایرو شوٹر کو شانے سے اُتارا۔ اس شوٹر سے تیر چلانے پر آواز نہیں ہوتی تھی اور نہ ہی اندھیرے میں شعلے اُبھرتے تھے۔ اس نے ایک پتھر اُٹھا کر ایک طرف پھینکا۔ پتھر جہاں دھپ سے گرا‘ اس جگہ گولیاں چلنے لگیں۔ فائرنگ کے دوران دو چیخیں اُبھریں۔ دو دشمن یکے بعد دیگرے تیروں کا نشانہ بن گئے۔

کسی کو پتا نہ چل سکا‘ موت کدھر سے آئی تھی۔ اندھیرے میں مرنے والے ساتھی دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ ورنہ ان کے جسموں میں پیوست ہونے والے تیر بتا دیتے کہ دشمن کتنا ماہر دماغ ہے۔ پہلے پینسل ٹارچ کو بڑے سے پتھر پر رکھ کر دھوکا دیا۔ اب خاموشی سے تیر برسا رہا ہے۔ ایک پتھر کے پیچھے سے آواز آئی۔ وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا۔ ”اب کوئی بھی آواز آئے تو اندھا دھند فائر نہ کرو۔ دشمن ہماری عجلت سے فائدہ اُٹھا رہا ہے۔“

آرمر واپس آ گیا تھا۔ بولنے والے کی آواز سنتے ہی اس کے دماغ میں پہنچ گیا تھا۔ پھر اس نے اعلیٰ بی بی کے پاس آکر پوچھا۔ ”مجھے بتاؤ‘ میں کس طرح کام آ سکتا ہوں؟“

وہ بولی۔ ”اپنے شکار کے دماغ میں جاؤ۔ اس کے ذریعے گولی چلاؤ۔ میں چیخ ماروں گی۔ میری آخری چیخ پر وہ پتھروں کے پیچھے سے نکل آئیں گے۔ تم اسی کے ذریعے کسی ایک دشمن کو ہلاک کر سکتے ہو۔“

”مجھے معاف کر دو۔ تم جانتی ہو‘ میں کسی دشمن کو بددعا بھی نہیں دیتا پھر اس پر گولی کیسے چلا سکتا ہوں؟“

”میں بھول گئی تھی۔ جس حد تک کام آ سکتے ہو‘ جاؤ اسی حد تک کچھ کرو۔“

وہ چلا گیا۔ چند لمحوں کے بعد ہی پتھر کے پیچھے سے گولی چلی۔ اعلیٰ بی بی نے فوراً ہی چیخ مار کر ایک پتھر کو نشیب میں لڑھکا دیا۔ کسی نے کہا۔ ”ارے یہ تو عورت کی چیخ ہے۔“

دوسرے نے تائید کی۔ ”ہاں عورت ہے۔ نیچے لڑھکتی گئی ہے۔“

تیسرے نے کہا۔ ”پھر تو یہ رسونتی یا اعلیٰ بی بی ہو گی۔“

کتنی ہی ٹارچیں نشیب کی جانب روشن ہو گئیں۔ اس روشنی میں بڑی خاموشی سے تیر چلے۔ پھر ایک ایک کر کے تین دشمن نشیب میں لڑھکتے چلے گئے۔ اب ایک رہ گیا تھا‘ اس نے ایک طرف بھاگنا شروع کیا۔ وہ اپنی موت سے زیادہ تیز نہیں بھاگ سکتا تھا۔ کمان سے نکلے ہوئے تیر نے اُسے بھی اوندھے منہ گرا دیا۔

آرمر نے کہا۔ ”آہ! میں کس دُنیا میں جی رہا ہوں؟ اور کب تک دوستوں اور دشمنوں کی موت کا تماشا دیکھتا رہوں گا؟ اعلیٰ بی بی! تم عورت ہو‘ تمھارا دل ایسا پتھر کیسے ہو جاتا ہے؟“

”پہلے یہ اطمینان کر کے آؤ‘ ان میں سے کوئی بچا بھی ہے یا نہیں؟“

”نہیں‘ وہ چھ تھے‘ تم نے بڑی بے دردی سے انھیں موت کے گھاٹ اُتارا ہے۔“

”تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا کہ تمھیں دُکھ پہنچے گا۔ میں اُن سے کہتی‘ لو مجھے مار ڈالو۔ لیکن ہمارے آرمر کو خوش رہنے دو۔“

”کیا بات کر رہی ہو؟ میرے دُکھی ہونے کا سبب یہ ہے کہ آدمی آدمی کو کیوں ہلاک کرتا ہے؟“

”تم اس مسئلے پر بعد میں غور کرنا۔ پہلے علی کو یہاں بھیج دو۔“

وہ چلا گیا۔ اعلیٰ بی بی نے ایک گہرا سانس لے کر سوچا۔ ”آرمر کا دُکھ ہر انسان کا دُکھ ہے لیکن انسان نما درندوں پر نصیحتیں اثر نہیں کرتیں۔ انھیں کوئی پیغمبر یا آسمانی کتاب راہِ راست پر نہیں لاتی۔ ایسے لاتوں کے بھوت صرف لاتوں اور جوتوں سے ہی دھونس میں آتے ہیں یا مقابلے پر آ کر حرام موت مارے جاتے ہیں۔ ہم انھیں [illegible] ان کے گھر نہیں جاتے۔“

وہ تیزی سے چلتی جا رہی تھی اور سوچتی جا رہی تھی۔ اسی وقت ہیلی کاپٹر کی آواز سُنائی دی۔ شاید علی آ رہا تھا۔ آواز قریب آتی جا رہی تھی۔ اچانک خطرے کا احساس ہوا۔ وہ دوڑتی ہوئی ایک چٹان کے نیچے چلی گئی کیوں کہ ہیلی کاپٹر کی سرچ لائٹ نیچے آ رہی تھی۔ آرمر نے ابھی تک آکر علی کے واپس آنے کی تصدیق نہیں کی تھی۔

چند منٹ کے بعد ہی آرمر نے آکر کہا۔ ”غضب ہو گیا! علی کے ہیلی کاپٹر کو دو ہیلی کاپٹروں نے گھیر لیا ہے۔ اُسے دھمکی دے رہے ہیں‘ اگر وہ ان کی حراست میں پرواز کرتا ہوا ایک کیمپ تک نہیں جائے گا تو اس کے ہیلی کاپٹر کو تباہ کر دیا جائے گا۔“

اعلیٰ بی بی نے پوچھا۔ ”کیا تم دھمکی دینے والے کے دماغ میں نہیں جا سکتے؟“

”علی نے مشورہ دیا ہے‘ میں اس کے دماغ میں جا کر واپس آجاؤں‘ جب تک دوسرے ہیلی کاپٹر والے کا بھی دماغ میری مٹھی میں نہ آئے‘ میں پہلے والے کو نہ چھیڑوں۔ مگر دوسرے ہیلی کاپٹر والے خاموش ہیں۔“

”تم جاؤ‘ علی کے پاس رہو۔“

”ایک ہیلی کاپٹر تمھارے قریب آ گیا ہے۔“

”آنے دو‘ میری پروا نہ کرو۔“

آرمر علی کے پاس آیا۔ وہ دو ہیلی کاپٹروں کے درمیان پرواز کر رہا تھا۔ پچھلی سیٹ پر رسونتی کمبل میں لپٹی ہوئی پڑی تھی۔ آرمر نے آکر پوچھا۔ ”کیا دوسرے ہیلی کاپٹر والوں نے مخاطب کیا تھا؟“

”نہیں‘ وہاں مسلسل خاموشی ہے۔“

”اب کیا ہو گا؟ وہ تمھیں کیمپ میں لے جا کر قیدی بنا لیں گے۔“

”جس نے مجھے مخاطب کیا تھا اُس کے پاس جائیں۔ کم از کم ایک ہیلی کاپٹر کو تباہ کر دیں۔“

”بیٹے! یہ کیا کہہ رہے ہو۔ اُس میں چار افراد ہیں‘ میں نے کبھی ایک چیونٹی کو نہیں مارا اور تم انسانوں کو ہلاک کرنے کو کہہ رہے ہو۔ نہیں بیٹے! مجھ سے کوئی دوسرا کام لو۔“

علی تیمور نے پریشان ہو کر سوچا پھر کہا۔ ”اچھا آپ اس ہیلی کاپٹر کو مجھ سے دُور لے جا سکتے ہیں؟“

”ہاں یہ کر سکتا ہوں۔“

”جب تک میں دوسرے سے بچ کر نہ نکلوں آپ اس کے پائلٹ کو آزاد نہیں چھوڑیں گے۔“

”ٹھیک ہے‘ میں جا رہا ہوں۔“

وہ ہیلی کاپٹر کے پائلٹ کے دماغ میں آکر اُسے پوری طرح مٹھی میں لے کر پرواز کی سمت بدلنے لگا۔ پیچھے بیٹھے ہوئے [illegible] نے پوچھا۔ ”کیا کر رہے ہو‘ علی تیمور کے ہیلی کاپٹر سے دُور نہ جاؤ۔“

مگر وہ دُور ہو چکا تھا اور مزید دُور ہوتا جا رہا تھا۔ افسر نے غصے سے پوچھا۔ ”نو نان سنس! کیا تم میرے حکم کی تعمیل نہیں کرنا چاہتے یا دماغی طور پر ٹریپ کیے گئے ہو؟“

اسے جواب نہیں ملا۔ اس نے کہا۔ ”میں سمجھ گیا۔ تم خیال خوانی کرنے والے کی مٹھی میں ہو۔ اسی لیے دوسرے ہیلی کاپٹر والوں کو خاموش رہنے کی تاکید کی گئی تھی۔ جو بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہمارے پائلٹ کے ذریعے ہمیں تباہ کرنا چاہتا ہے‘ اسے میں جتا دینا چاہتا ہوں کہ جیسے ہی ہم تباہ ہوں گے ویسے ہی علی تیمور کے ہیلی کاپٹر پر فائرنگ شروع ہو جائے گی۔“

آرمر نے پائلٹ کی زبان میں کہا۔ ”میں امن اور سلامتی چاہتا ہوں‘ میرا نام آرمر ہے۔ میں انسانوں کو ہنستے مسکراتے ہوئے لمبی زندگی گزارتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں انسانیت کا واسطہ دے کر کہتا ہوں‘ دوسرے ہیلی کاپٹر کے پائلٹ کو مخاطب کر کے اسے پیچھا چھوڑ دینے کو کہو۔ علی تیمور تنہا نہیں ہے۔ جس رسونتی کو دھوکا دینے کے لیے تم دیوی جی کہتے ہو اور جس کی ٹیلی پیتھی سے فائدہ اُٹھانا چاہتے ہو وہ بھی علی کے ساتھ ہے اور بہت بیمار ہے۔ کم از کم اپنی دیوی جی کی خاطر اس ہیلی کاپٹر پر فائرنگ نہ کراؤ۔“

افسر نے کہا۔ ”اس جنگل میں ہمارے دو کیمپ تباہ ہو گئے‘ سیکڑوں فوجی نوجوان مارے گئے۔ گولہ بارود اور جدید ہتھیاروں کے ذخیرے تباہ ہو گئے۔ چار ہیلی کاپٹروں کے پرخچے اُڑ گئے۔ اس ٹیلی پیتھی جاننے والی دیوی جی کی ایسی کی تیسی اگر علی تیمور نے گرفتاری پیش نہیں کی تو ہم رسونتی سمیت اس ہیلی کاپٹر کو تباہ کر دیں گے۔“

ایک فوجی جوان نے چیخ کر کہا۔ ”پائلٹ کو ہیلی کاپٹر کا رُخ موڑنے کا کہو۔ یہ ہیلی کاپٹر کو اس پہاڑی سے ٹکرانے لے جا رہا...“

اس کی بات پوری نہ ہو سکی۔ ایک چٹان سے ہیلی کاپٹر کے ٹکراتے ہی زبردست دھماکا ہوا۔ آرمر کے رہنے کے لیے وہاں کوئی دماغ نہیں رہا۔ وہ حیرانی اور پریشانی سے علی کے پاس آ گیا۔ کچھ کہنا چاہتا تھا اُس نے کہا۔ ”انکل! ابھی ڈسٹرب نہ کرنا۔“

وہ خاموش رہ کر اس کے ذریعے دیکھنے لگا۔ علی تیمور پرواز کا کمال

دکھا رہا تھا۔ دوسرے ہیلی کاپٹر کے اوپر ذرا فاصلہ رکھ کر پرواز کر رہا تھا۔ نیچے والے ہیلی کاپٹر کا پائلٹ اس کے سائے سے نکلنے کے لیے دائیں جاتا تو علی بھی دائیں پرواز کرتا۔ بائیں جانب بھی کترا کر نکلنے کا موقع نہیں دے رہا تھا۔ فضا میں یہ کھیل بڑی دیر تک جاری رہا۔ آرمر نے کہا "کاش! تمہارے ہیلی کاپٹر میں سب مشین گنیں ہوتیں۔ پھر وہ دشمن پیچھا چھوڑ کر بھاگ جاتے"۔

"کوئی ضروری نہیں ہے کہ جدید ہیلی کاپٹر میں جدید خفیہ مشین گنیں ہوں۔ انسان حاضر دماغی سے بھی شکست کو فتح میں بدل سکتا ہے۔ ہیلی کاپٹر کے نچلے خانے میں بہت سا فوجی سامان رکھا ہوا تھا۔ علی نے ڈیش بورڈ کے ایک بٹن کو دبایا۔ پھر ایک چھوٹے سے ہینڈل کو گھمایا تو نچلا خانہ کھل گیا۔ اس خانے میں رکھا ہوا تمام سامان نیچے والے ہیلی کاپٹر کے گردش کرتے ہوئے پنکھے پر گرنے لگا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پنکھا بے کار ہو گیا۔ ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے نیچے گیا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے زمین کی پستی میں پہنچ کر ایک دھماکے سے تباہ ہو گیا۔

علی نے دوسرے بٹن کو دبا کر چھوٹے سے ہینڈل کو گھمایا تو سامان والا نچلا خانہ بند ہو گیا۔ آرمر نے کہا "اوہ گاڈ! میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا، تم اس طرح اپنا بچاؤ کرو گے۔ جب کہ تمہارے بچنے کی کوئی صورت نہیں تھی"۔

"انکل! آپ دوسرے ہیلی کاپٹر کے متعلق بتائیں، کیا اسے دُور دھکیلا دیا ہے"؟

"وہ بھی تباہ ہو گیا ہے"۔

"پھر تو آپ نے پہلی بار ایسا کمال دکھایا ہے"۔

"میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے اُسے تباہ نہیں کیا ہے۔ میں پائلٹ کے دماغ پر قبضہ جما کر افسر کی باتیں سُن رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر کیسے پہاڑی سے ٹکرا گیا، میری سمجھ میں نہیں آیا"۔

"تعجب ہے، پائلٹ کا دماغ آپ کے قابو میں تھا اور آپ کو حادثے کی وجہ معلوم نہیں ہے۔ کیا وہ ایک لمحے کے لیے بدحواس ہو گیا تھا؟"

"نہیں، وہ آخری لمحے تک پُرسکون تھا"۔

"اس کا مطلب ہے آپ کے علاوہ کوئی دوسرا خیال خوانی کرنے والا وہاں موجود تھا۔ جس تباہی کے آپ قائل نہیں تھے، وہ تباہی اس نے مچادی"۔

"کیا میڈونا نے ایسا کر کے تمہاری مدد کی ہے"؟

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جناب شیخ صاحب نے کچھ مجھ کو ہی مجھے میڈونا کو اپنے دماغ سے دُور رکھنے کی ہدایت کی ہے۔ وہ میرے پاس نہیں آئی۔ آپ کے پاس نہیں آئی پھر اس پائلٹ کے پاس کیسے پہنچ گئی؟ پلیز آپ ذرا ممی کی خیریت معلوم کریں"۔

آرمر نے چونک کر پوچھا "کیا معجزہ ہو گیا ہے۔ آپ کی ممّا نے مدد کی ہے"؟

"میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ آپ جا کر معلوم کریں"۔

وہ رسونتی کے دماغ میں گیا پھر فوراً ہی واپس آ کر بولا "وہ بے ہوش پڑی ہیں! اس وقت اعلیٰ بی بی کی سخت ضرورت ہے"۔

"میں اُدھر پرواز کر رہا ہوں۔ آپ آنٹی سے رابطہ کریں"۔

آرمر اُدھر گیا، اِدھر علی حیرانی سے سوچنے لگا "آخر ماجرا کیا ہے؟ آرمر کسی کی جان نہیں لے سکتا تھا پھر اس ہیلی کاپٹر کو کس نے تباہ کیا؟"

وہ جتنا سوچ رہا تھا، اُتنا ہی اُلجھ رہا تھا۔ دوسری طرف اعلیٰ بی بی چٹان کے پیچھے سے نکل آئی تھی۔ دشمن کا ایک ہیلی کاپٹر اُدھر آیا تھا۔ پھر سرچ لائٹ کی روشنی پھینکتا ہوا چلا گیا تھا۔ آرمر نے آ کر پوچھا "کوئی خطرہ تو نہیں ہے"؟

"خطرہ تھا مگر ٹل گیا ہے۔ تم علی کی خیریت بتاؤ؟"

"وہ بخیریت ہیں۔ پتا نہیں تم لوگ کس مٹی کے بنے ہوئے ہو۔ اُس کی گرفتاری یقینی تھی۔ مگر دشمن کے دونوں ہیلی کاپٹر تباہ ہو چکے ہیں"۔

"تم نے تو تباہ نہیں کیے ہوں گے۔ اس سرزمین پر تم ہی ایک فرشتہ ہو"۔

"مجھے شرمندہ نہ کرو۔ میں اور علی حیران ہیں کہ ایک ہیلی کاپٹر کو کس خیال خوانی کرنے والے نے تباہ کیا ہے۔ وہ میڈونا نہیں ہو سکتی اور میڈم رسونتی بے ہوش پڑی ہیں"۔

"پھر تو یہ واقعی حیرانی کی بات ہے"۔

ہیلی کاپٹر کی آواز سُنائی دے رہی تھی۔ اعلیٰ بی بی پھر چٹان کے پیچھے چلی گئی۔ آرمر نے علی کے پاس جا کر کہا "اعلیٰ بی بی ایک چٹان کے پیچھے ہے۔ تم کوئی سگنل دو تاکہ یقین ہو کہ تمہارا ہی ہیلی کاپٹر وہاں پہنچ رہا ہے"۔

علی نے سرچ لائٹ کے ذریعے مخصوص سگنل کے متعلق بتایا۔ یہ بات آرمر نے اعلیٰ بی بی کو بتائی۔ اس طرح پندرہ منٹ کے بعد ہیلی کاپٹر پہاڑی پر اُترا۔ وہ دوڑتی ہوئی آ کر اس میں سوار ہوئی اس کے بعد دوبارہ پرواز شروع ہو گئی۔

اعلیٰ بی بی سیدھی رسونتی کے پاس آئی۔ اس کی نبض تھام کر دوسرے ہاتھ سے پیشانی کو چھو کر دیکھا۔ اس کا بدن جل رہا تھا۔ وہ بے ہوش نہیں تھی۔ اگرچہ پہلے غنی نواب ہوش میں آ رہی تھی۔ بخار کی زیادتی سے بے سُدھ پڑی ہوئی تھی۔ اعلیٰ بی بی بخار کم کرنے کے طبی طریقوں پر عمل کرنے لگی۔ وہاں دواؤں کی کمی نہیں تھی۔

یہ اُلجھن نہیں سُلجھی تھی کہ پہلے ہیلی کاپٹر کو کس نے تباہ کیا تھا، دُقعہ یوں ہے کہ رسونتی بخار میں تپ رہی تھی۔ کمبل میں لپٹی ہوئی سوچ رہی تھی "میں کس مصیبت میں پڑ گئی ہوں؟ سچ کیا ہے؟ جھوٹ کیا ہے۔ میرے مالک! مجھے پیدا کرنے والے، مجھے سچائی کا چہرہ دکھا دے۔ میں علی کے دماغ میں جا رہی ہوں۔ وہ سانس روک لیتا ہے۔ مجھے اس کے سچے خیالات پڑھنے دے میرے مالک! اگر جھوٹا ہو گا تو میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گی"۔

یہ سوچ کر وہ خیال خوانی کی پرواز کرنا چاہتی تھی مگر بیماری کے باعث تھک گئی، پرواز نہ کر سکی۔ گڑگڑا کر دُعائیں مانگنے لگی۔ "میرے مالک! بہت ہو چکا۔ اب میں یہ چھینا جھپٹی برداشت نہیں کروں گی۔ کبھی سپر ماسٹر چھینتا ہے کبھی یہ لڑکا مجھے جھپٹ کر لے جاتا ہے۔ اگر میں مسلمان ہوں تو آخری رسولؐ کا واسطہ دیتی ہوں، مجھے ذرا سی توانائی دے دے"۔

وہ تھوڑی دیر تک گہری گہری سانسیں لیتی رہی پھر اچانک پرواز کرتے ہی علی تیمور کے دماغ میں پہنچ گئی۔ وہ سانس روک لیتا تھا لیکن اس وقت آرمر دماغ میں تھا اس لیے ماں کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہ کر سکا۔ آرمر کہہ رہا تھا "میں کبھی ایک چیونٹی کو نہیں مارتا ہوں پھر ہیلی کاپٹر کے آدمیوں کو کیسے ہلاک کر سکتا ہوں"؟

جواب میں علی نے کہا "کم از کم اس ہیلی کاپٹر کو دُور لے جاؤ"۔ یہ سُنتے ہی رسونتی آرمر کے دماغ میں آئی۔ وہ پائلٹ کی آواز اور لہجے کو دُہرا کر پرواز کرنا چاہتا تھا۔ رسونتی اسی آواز اور لہجے کے سہارے اس سے پہلے پائلٹ کے دماغ میں پہنچ گئی۔

وہاں رہ کر اس نے افسر کی باتیں سُنیں۔ وہ کہہ رہا تھا "ایک دیوی جی کے لیے ہمارے دو کیمپ تباہ ہو گئے، سیکڑوں فوجی جوان مارے گئے، گولہ بارود اور جدید ہتھیاروں کے ذخیرے تباہ ہو گئے"۔ اس نے متعدد ہیلی کاپٹروں کی تباہی کا بھی دُکھڑا سنایا پھر کہا "ایسی ٹیلی پیتھی جاننے والی دیوی جی کی ایسی کی تیسی، اگر انہوں نے گرفتاری پیش نہیں کی تو ہم رسونتی سمیت اس ہیلی کاپٹر کو تباہ کر دیں گے"۔

یہ سُنتے ہی رسونتی پائلٹ کے ذریعے ہیلی کاپٹر کو ایک پہاڑی کی طرف لے گئی۔ وہ اپنی تباہی چاہتی تھی نہ اُس لڑکے کی تباہی جو اس کے لیے جان پر کھیل رہا تھا۔ اس نے ہیلی کاپٹر کو پہاڑ کی ایک چٹان سے ٹکرا دیا۔ اس کے بعد نڈھال سی ہو کر دماغی طور پر روانہ ہو گئی۔ بیماری اور کمزوری کے باعث خود کو سنبھال نہ سکی، غفلت کے اندھیروں میں ڈوبتی چلی گئی۔

اعلیٰ بی بی، آرمر اور علی تیمور ابھی اس گتھی کو سُلجھا نہیں سکے تھے۔

کئی تارے یہیں روشن ہوتی تھیں۔ اُن کی روشنیاں مجھ پر آتی تھیں پھر بجھ جاتی تھیں۔ اس کے بعد گہری تاریکی چھا جاتی تھی۔ حیاتِ انسانی کا یہی خلاصہ ہے۔ پہلے زندگی کا چہرہ روشن ہوتا ہے پھر دائمی تاریکی چھا جاتی ہے۔

کاتبِ تقدیر نے مجھے انسانوں کی بھیڑ سے نکال کر گمنامی کے اندھیرے میں پہنچا دیا ہے۔ اس ویران جنگل میں جہاں صرف خونخوار درندے رہتے ہیں کوئی انسان اِدھر سے نہیں گزرتا مگر انسان پھر انسان ہے' اپنی دنیا کی ایک ایک انچ زمین پر قدم رکھتا جاتا ہے۔ کبھی وہ دانستہ ایسا کرتا ہے کبھی تقدیر اُسے اَن دیکھی زمین کے ٹکڑوں پر لا پھینکتی ہے۔

میری تنہائی ختم ہو چکی تھی۔ پوری فوج کی فوج میرے اطراف کھڑی ہوئی تھی اور وہ تینوں اعلیٰ بی بی رسونتی اور علی تیمور بھی کہیں مجھ سے قریب یا دور رہوں گے۔ گویا میری گمنامی بھی ختم ہونے والی تھی۔ میں پہچانا جانے والا تھا۔ اپنوں کو خوشخبری ملنے والی تھی۔ دشمنوں کے دلوں پر بجلیاں گرنے والی تھیں کہ فرہاد علی تیمور زندہ ہے۔

ویسے ان فوجیوں میں سے کسی نے مجھے نہیں پہچانا تھا جبکہ ایک زمانہ مجھے جانتا تھا اور سُپر ماسٹر کا ہر فوجی افسر مجھے تصویر میں بھی دیکھتا تھا' تصور میں بھی گھورتا تھا اور خوابوں میں بھی دیکھ دیکھ کر چونکتا تھا۔ اس کے باوجود کسی نے مجھے نہیں پہچانا۔ اچھا ہے کہ میری پہچان گم ہو جائے تب ہی میں گمنام رہ سکتا ہوں۔

انھوں نے میرے کاٹیج کو اندر سے اچھی طرح دیکھ لیا تھا۔ پھر بھی افسر کہہ رہا تھا "میں نہیں مانتا۔ اُن تینوں کو چھپنے کے لیے اِس کاٹیج سے بہتر جگہ کوئی دوسری نہیں ملے گی۔ وہ جوان شیطان کا بچہ ہے۔ فرہاد کا بچہ ہوتا تو ہم اسے فرہاد کی طرح ختم کر دیتے۔ وہ ذلیل ہمارے ہاتھ آتے آتے نکل جاتا ہے۔"

ایک جونیئر افسر نے قریب آکر ٹرانسمیٹر بڑھاتے ہوئے کہا۔ "سینٹرل کیمپ سے کال ہے۔"

اُس نے ٹرانسمیٹر کا مائیک ہاتھ میں لے کر کوڈ ورڈز ادا کیے۔ دوسری طرف سے کسی نے کہا "سر! ہم ایسی تباہی کے متعلق کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ ہمارے چھ ہیلی کاپٹر اور دو فوجی کیمپ مکمل طور پر تباہ ہو چکے ہیں۔ سیکڑوں فوجی جوان اور اہم افسران مارے گئے ہیں۔ ہمیں ہیڈ کوارٹر سے مزید فوج' ہتھیار اور ہیلی کاپٹر وغیرہ کا مطالبہ کرنا ہوگا۔"

"یہ کتنے شرم کی بات ہے۔ ہم کس منہ سے مطالبہ کریں' ایک جوان چھوکرے اور اعلیٰ بی بی کو گرفتار کرنے کے لیے کیا سُپر پاور کی پوری فوج چاہیے۔ مجھے چار گھنٹے پہلے خوشخبری سنائی گئی تھی کہ علی تیمور کو اس کی ماں کے ساتھ گھیر لیا گیا ہے۔ محاصرہ سخت تھا اس کے بچ نکلنے کی کوئی صورت نہیں تھی۔ پھر وہ کیسے نکل گیا؟"

"سر! یہ ایک لمبی رپورٹ ہے۔ اس قدر تباہیوں کے بعد یہی کہا جا سکتا ہے کہ علی تیمور کو گوریلا جنگ لڑنے کی حیرت انگیز تربیت سکھائی گئی ہیں۔"

"اُس نے آخری جنگ کہاں لڑی اور وہ کس سمت جا سکتا ہے؟"

"پندرہ منٹ پہلے کیمپ نمبر چھ کے قریب ہمارا ایک ہیلی کاپٹر تباہ ہوا ہے۔ وہ ہیلی کاپٹر علی تیمور کا تعاقب کر رہا تھا۔ ایسا لگتا ہے کہ وہ اپنی ماں کو لے کر شمال مغرب کی سمت گیا ہے۔"

"شمال مغرب کے پندرہ مورچوں میں طیارہ شکن میزائل ہیں۔ اگر وہ سرحد پار کرنے کی حماقت میں اپنی ماں کے ساتھ مارا جائے گا اور اگر کہیں ہیلی کاپٹر اتارے گا تو ان علاقوں میں چھوٹے چھوٹے فوجی دستے ہیں۔ سرحد کے اہم راستے پر ٹینک موجود ہوں۔ علی تیمور کو کل کا سورج دیکھنے نہیں دوں گا۔"

میں نے کہا "خدایا! انسان کتنے بڑے بڑے دعوے کرتا ہے اور بھول جاتا ہے کہ ہر بڑا دعویٰ خدائی دعویٰ ہوتا ہے۔"

افسر نے ٹرانسمیٹر پر کچھ اور باتیں کیں۔ پھر اسے آف کر کے جونیئر کو دیتے ہوئے مجھ سے پوچھا "تم کچھ کہہ رہے تھے؟"

"میں کہہ رہا تھا' کل کا سورج بہت دور ہے۔ آنے والا ہر لمحہ ہم اپنے عمل سے اور خدا کی رضا سے دیکھتے ہیں۔ تو بہ کرو اور اگر خدا کو منظور رہا تو مجرم کو اس کے انجام تک پہنچاؤ گے۔"

"بات ایک ہی ہے مسٹر!"

"ایک نہیں ہے۔ اس طرح کہنے سے خدا کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔ اگر وہ مجرم ہوگا تو ضرور اپنی سزا کو پہنچے گا۔"

"مسٹر راہب! تم دنیاوی باتوں کو نہیں سمجھو گے۔ وہ مجرم نہیں ہمارا دشمن ہے۔"

"تم نے ابھی ٹرانسمیٹر پر کہا تھا کہ وہ اپنی ماں کے ساتھ مارا جائے گا۔ کیا ماں کو ساتھ رکھ کر کوئی کسی سے دشمنی کر سکتا ہے؟ ماں تو ... ہے' دنیا چھیننے کی دشمنی نہیں کرتی۔"

افسر کچھ کہنا چاہتا تھا۔ پھر چونک کر آسمان کی طرف دیکھنے لگا۔ یہ اضطراری حرکت تھی' وہ تاریکی میں ذرا فاصلے پر کھڑے ہوئے ... کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ سب ہی کے کان کھڑے ہو گئے تھے۔ بہت دور سے ہیلی کاپٹر کی آواز آ رہی تھی۔

جونیئر افسر فوراً ٹرانسمیٹر آپریٹ کرتے ہوئے شمال مشرق کے مختلف فوجی دستوں سے رابطہ قائم کرنے لگا۔ سب کو ہیلی کاپٹر کی اطلاع دیتے ہوئے کہنے لگا "جب تک پائلٹ ... نہ کرے اُسے آگے نہ جانے دینا پہلے اُسے اُترنے پر مجبور کرنا۔ پرواز جاری رہے تو اسے مار گرانا۔"

دوسرا افسر دوڑتا ہوا سینئر افسر کے پاس آیا پھر بولا "ہیلی کاپٹر کے پائلٹ سے رابطہ ہو رہا ہے لیکن اُس کے وائرلیس میں ... خرابی ہے' آواز آ رہی ہے' الفاظ سمجھ میں نہیں آ رہے ہیں۔"

"کوئی تو لفظ پلے پڑ رہا ہوگا؟"

"نو سر! ایک ایک لفظ شکستہ ہے کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے۔"

"یہ اس کی چال ہے۔ وہ بڑا کامکار ہے۔ ہمیں دھوکا دے کر سرحد پار جانا چاہتا ہے۔ تمام محاذوں پر میرا حکم پہنچاؤ۔ اسے آگے نہ جانے دیا جائے۔"

پھر اُس نے دوسرے افسر سے کہا "اگر ٹریسر بلٹ چلا کر اُس ہیلی کاپٹر کا نشانہ لیا جائے گا تو اُس روشنی میں ہم بھی نظر آئیں گے۔ تمام جوان اس طرح چھپ جائیں کہ کسی کے وجود کا پتا نہ چلے اور تم مسٹر راہب! کاٹیج میں جاؤ اور فوراً کیروسین لیمپ بجھاؤ۔"

فوج کا ہر جوان تاریکی میں اِدھر اُدھر چھپنے کی جگہ تلاش کرنے لگا۔ میں نے کاٹیج میں آکر لیمپ کو بجھا دیا۔ ویسے بھی میں رات کو ... ضرورت کے وقت لیمپ روشن کرتا ہوں پھر بجھا دیتا ہوں۔ اس ویرانے میں میری آنکھیں تاریکی کی عادی ہیں۔ باقی حواس بھی خاصے تیز ہیں۔ میں کاٹیج کے اندر رہ کر فوجیوں کی نقل و حرکت کو سمجھ رہا تھا۔ ... تاریکی میں بتا سکتا تھا' دروازے کے سامنے مشین گن رکھی جا رہی ہے چونکہ بہت وزنی ہے اور اُس کے کچھ حصے الگ ہیں اس لیے کئی جوان اسے ... جوڑ کر مکمل کر رہے ہیں۔ اسی طرح دائیں بائیں اور کاٹیج کے پیچھے بھی ... اور ہتھیاروں کی آوازیں مجھے بتا رہی تھیں کہ کون کیا کر رہا ہے اور کہاں جا رہا ہے؟

اتنی آوازوں میں سب سے اہم آواز ہیلی کاپٹر کی تھی جو گم ہو گئی تھی۔ اس کے پانچ منٹ بعد ایک افسر نے کہا "خاموش رہو۔ ہیلی کاپٹر کی آواز سننے دو۔ اسے اب تک قریب آ جانا چاہیے تھا۔"

سب کان لگا کر سننے لگے۔ ٹرانسمیٹر کے ذریعے دوسرے محاذ والوں سے پوچھا جا رہا تھا۔ کسی محاذ سے کہا گیا "آواز آہستہ آہستہ دور ہو گئی ہے۔ شاید علی تیمور نے سمت بدل دی ہے۔" کسی محاذ سے بتایا گیا "آواز اچانک گم ہو گئی ہے۔" اکثر محاذوں سے کہا گیا "ہیلی کاپٹر کو تاریکی سے فائدہ اٹھا کر کہیں اتارا گیا ہے۔"

یہی آخری بات درست لگ رہی تھی۔ ورنہ وہ ہیلی کاپٹر سرحد پار کرنے کے لیے کسی محاذ کے قریب سے ضرور گزرتا۔ اب سوال پیدا ہوتا تھا کہ اسے کہاں اتارا گیا ہے؟ اُسے تلاش کرنے کے لیے اچھی خاصی جنگی ... ضروری تھی اب سے پہلے جتنے فوجی دستے اسے تلاش کرنے اور ... کرنے گئے' ان سب کے بھیانک انجام کو اتنی جلدی بھلایا نہیں جا سکتا تھا۔

میں نے دروازے پر آکر کہا "آثار بتا رہے ہیں' ساری رات ... مشکل۔ کیا میں اپنے کمرے میں جا کر سو سکتا ہوں؟"

افسر فوجی انداز میں چلتا ہوا قریب آیا۔ پھر بولا "تم ابھی سو نہیں سکتے' میری نظروں میں مشکوک ہو۔"

اس نے اندر آکر ٹارچ روشن کی۔ پھر کہا "نان سنس! تمہارے کمرے میں بیٹھنے کے لیے ایک کرسی بھی نہیں ہے۔"

میں نے پوچھا "کیا کرسی کی عدم موجودگی مجھے مشکوک بنا رہی ہے؟"

"نان سنس! میں نے یہ تو نہیں کہا۔ میرے سوال کا جواب دو' تم کون ہو؟ اس ویرانے میں تنہا کیا کرتے ہو؟"

"میں خدا کا بندہ ہوں۔ کبھی عبادت کرتا ہوں' کبھی مراقبے میں رہ کر اپنا محاسبہ کرتا ہوں۔"

"تم نے سرحد کے پاس کیوں رہائش اختیار کی ہے؟"

میں نے کہا "تمہارے پاس نقشہ ضرور ہوگا۔ اُسے کھول کر دیکھو' میرا کاٹیج تمہاری سرحد لائن کے پار ہے۔"

"زیادہ چالاک نہ بنو۔ سرحدی لائن کبھی مستقل نہیں ہوتی۔ بارڈر فورس کی کارکردگی کبھی اس لائن کو دشمن کے علاقے میں اندر پہنچا دیتی ہے۔ تم غیر ملکی جاسوس ہو۔"

اس نے چند فوجی جوانوں کو طلب کیا پھر حکم دیا "اس کاٹیج کے ایک ایک گوشے کی تلاشی لو۔ ہتھیار' ٹرانسمیٹر یا کوئی قابلِ اعتراض چیز برآمد ہو سکتی ہے۔ خفیہ دروازے اور تہ خانے کے بھی امکانات ہیں۔ جاؤ اچھی طرح تلاشی لو۔"

وہ سب چلے گئے۔ اس نے پوچھا "تم کھاتے کہاں سے ہو؟"

"اللہ تعالیٰ جنگل میں بھی رزق پہنچاتا ہے۔ یہاں تازہ پھل اور حلال جانور کثرت سے ہیں۔"

"تم یہاں خفیہ سرگرمیوں میں مصروف رہتے ہو۔ تمہارا کسی سے مستقل رابطہ رہتا ہے۔ مجھ سے نہ چھپاؤ۔"

"اِس میں چھپانے کی کیا بات ہے۔ اللہ تعالیٰ سے عبادت کے ذریعے رابطہ رہتا ہے۔"

"یُو شٹ اَپ! ابھی تمہاری اصلیت معلوم ہو جائے گی۔"

تھوڑی دیر بعد جوانوں نے آکر کہا "سر! اس کے پاس سونے کے لیے ایک چارپائی' پہننے کے چند کپڑے' کھانے کے دو چار برتن۔ ایک آئینہ' ایک لیمپ اور جوتوں کے دو جوڑے ہیں۔ ہتھیار میں صرف ایک چاقو ہے۔ باقی پورا کاٹیج خالی ہے۔ فرش کچا ہے۔ تہ خانے کا امکان نہیں ہے۔ اتنے بڑے کاٹیج میں صرف ایک دروازہ ہے جسے ہم استعمال کر رہے ہیں۔"

افسر نے کہا "میں ایسے غیر ملکی جاسوسوں کے ہتھکنڈے خوب سمجھتا ہوں۔ اس کاٹیج کی چھت پر جاؤ۔ آس پاس کے گھنے درختوں اور جھاڑیوں میں تلاش کرو۔ ایسی جگہوں پر ٹرانسمیٹر اور ہتھیار چھپا کر رکھے جاتے ہیں۔"

وہ تمام جوان حکم کی تعمیل کے لیے باہر چلے گئے۔ میں دوسرے کمرے کی طرف جانے لگا۔ وہ ٹارچ روشن کر کے بولا "رک جاؤ۔"

میں نے کہا "سوری! میں وقت پر سونے کا عادی ہوں۔ تمھیں رپورٹ مل چکی ہے۔ یہاں کوئی قابلِ اعتراض چیز نہیں ہے اور نہ ہی خفیہ دروازہ ہے۔ میں باہر نہیں جا سکوں گا۔ مجھے قیدی سمجھو میں اپنی خوشی سے تمھاری قید میں ہوں۔"

یہ کہتے ہی میں نے سوچا اُس کے دماغ میں جاؤں اور اپنے اوپر سے پابندیاں اُٹھانے پر اُسے مجبور کر دوں لیکن میں ایسا نہ کر سکا۔ حالانکہ خیال خوانی میری گھٹی میں پڑی ہوئی تھی۔ جناب شیخ صاحب مجھے ایسی ہی گھٹی میں پڑی ہوئی عادتوں سے بچانا چاہتے تھے۔ انھوں نے پابند کیا تھا کہ میں دنیاوی معاملات سے حتی الامکان دور رہوں گا۔ جب حالات ناگزیر ہوں تب کسی معاملے سے نمٹ کر پھر الگ ہو جاؤں گا۔ اس کے لیے لازمی تھا کہ نہ میں کسی کو اپنا سمجھوں نہ پرایا۔ کسی کے لیے زیادہ محبت اور درد محسوس کروں گا تو جذبات میں بہہ کر اُن کے کام آتا رہوں گا یوں دنیاوی معاملات پھر مجھے اُلجھا لیں گے۔

ایک پابندی یہ تھی کہ میں خواہ مخواہ دوسروں کے خیالات نہ پڑھوں۔ اپنے کسی مقصد کے لیے بھی کسی کے دماغ میں نہ جاؤں۔ جب حالات مجبور کریں اور خیال خوانی نہایت ضروری ہو جائے تو میں خود کو ظاہر کیے بغیر ایسا کر سکتا ہوں۔ یعنی میں ان تمام طریقوں پر عمل کرتا رہوں جن سے میری پہلی شخصیت بالکل بجھ کر رہ جائے۔

میرے اس عمل سے جناب شیخ صاحب میرے قلب کی صفائی چاہتے ہیں۔ لہٰذا کچھ عرصہ یہی سہی۔ میں ان کی نصیحتوں پر عمل کرتے ہوئے محسوس کر رہا ہوں کہ قلب کی صفائی سے شخصیت میں نکھار آتا ہے صلاحیتیں بھی تیز تر ہوتی ہیں اور ہماری گناہوں اور جرائم سے بھری ہوئی دنیا میں نیکی اور شرافت کی تھوڑی سی پہچان ہو جاتی ہے۔

میں فوجی افسر سے نیکی اور شرافت کے ساتھ پیش آ رہا تھا۔ ابھی یہ تماشا بھی دیکھ لیتے ہیں کہ میری یہ تبدیلی دوستوں اور دشمنوں میں کوئی خوشگوار تبدیلی لا سکتی ہے یا نہیں؟

میں جناب شیخ صاحب کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے افسر کے دماغ میں نہیں گیا۔ جب نہایت ضروری سمجھوں گا تو جاؤں گا۔ ابھی دیکھنا ہے وہ کیا کرتے ہیں اور میں کس حد تک انھیں برداشت کر سکتا ہوں۔ میں دوسرے کمرے میں آ کر بستر پر بیٹھ گیا۔

باہر افسر کی آواز آ رہی تھی۔ وہ اپنے ماتحت افسر سے کہہ رہا تھا "یہاں دروازے پر دو جوانوں کی ڈیوٹی لگا دو۔ راہب پر کڑی نظر رکھو۔ اُسے کاٹیج سے باہر نہ نکلنے دو۔"

اسے اطمینان ہو گیا تھا کہ یہاں چور دروازہ نہیں ہے۔ میں چھپ کر نہیں جا سکوں گا اور نہ ہی کسی سے رابطہ قائم کر سکوں گا۔ میں نے بستر پر پلتھی مار کر آنکھیں بند کیں اور رابطہ قائم کر لیا۔

میں جناب شیخ صاحب کے سامنے پلتھی مار کر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ میرے سامنے اسی انداز میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ہماری زبان چپ تھی۔ لب ساکت تھے۔ آنکھیں ایک دوسرے کو دیکھ رہی تھیں۔ دماغ آپس میں بول رہے تھے۔

میں نے کہا "میرا علی بڑے مصائب سے گزر رہا ہے۔ پتہ نہیں کتنی صعوبتیں اُٹھانے کے بعد سرحد کے قریب پہنچ رہا ہے۔ اگر میں تھوڑی سی مدد کر دوں تو وہ اپنی ماں کے ساتھ آپ کی خدمت میں پہنچ جائے گا۔"

انھوں نے پوچھا "کیا وہ مدد کے لیے کسی کو پکار رہا ہے؟"

"خدا کو پکارتا ہو گا۔"

"کیا خدا اُس کی سن رہا ہے؟"

"جی ہاں۔ وہ اب تک کامیاب و کامران رہا ہے۔"

"تو پھر تمھاری کیا ضرورت ہے؟"

"حضور! بچہ پکارے یا نہ پکارے ماں باپ اپنے جذبوں کی چیخ و پکار میں اُس کی دستگیری کو دوڑتے ہیں۔"

"اگر تم بے دست و پا ہوتے۔ اپنی جگہ سے ہل نہ سکتے تب کیا کرتے؟"

"دعا کرتا۔"

"یعنی تب خدا یاد آتا۔ تب خدا پر بھروسا ہوتا۔ بھروسا ابھی نہیں ہے۔"

"بھروسا پہلے بھی ہوتا ہے بعد میں بھی ہوتا ہے پہلے ہم خدا کو اس لیے زیادہ یاد نہیں کرتے کہ اپنی جدوجہد میں مصروف رہتے ہیں۔ پہلے ہم دعا کم اور دوا زیادہ کرتے ہیں۔ کیونکہ خدا اُس کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتا ہے۔"

"بے شک، علی اپنی مدد آپ کر رہا ہے۔ خدا اس کے ساتھ ہے۔ یہ بتاؤ، تم کیا چیز ہو؟"

"میں اُس کا باپ ہوں۔ اُس کے لیے تڑپتا ہوں۔ راستے کے کانٹے ہٹانا چاہتا ہوں۔"

"افسوس تم اپنی موت کو بھول گئے۔ کتنی دھوم سے تمھارا جنازہ اٹھا تھا۔ ایک دنیا نے دیکھا تھا۔ تم نے بھی اپنی موت کا یقین کرتے ہوئے ایک نئی زندگی کا عہد کیا تھا۔ ایسی زندگی جو صرف خدا کے لیے ہو۔ بندے اس کی عبادت سے وقت ملے تو پھر بندوں کے لیے ہو۔"

"میں عبادت سے فارغ ہو چکا ہوں۔ ایک بندے کے کام آنا چاہتا ہوں۔"

"تم روز عبادت سے فارغ ہوتے ہو۔ تمھیں پتا ہے دنیا میں جگہ جگہ جنگ جاری ہے۔ لوگ مرتے ہیں زخمی ہوتے ہیں۔

کسی کے زخم پر مرہم رکھنے کیوں نہیں گئے؟ یہ خود غرضی ہے کہ صرف بیٹا تڑپا رہا ہے اور کسی بندے کا درد نہیں پکار رہا ہے۔"

"جناب! کسی زخمی کی آواز کانوں میں آئے یا اُس کا پتا چلے تو میں اس کی مدد کے لیے ضرور جاؤں گا خواہ وہ دشمن ہی کیوں نہ ہو۔ ابھی میرے بیٹے کی آمد کی اطلاع ملی ہے۔ اس لیے اُدھر جانا چاہتا ہوں۔"

"آمد کی اطلاع ملی ہے مگر وہ آیا نہیں ہے۔ اطلاع غلط ہو سکتی ہے۔"

"میں خیال خوانی کی ایک جست میں بیٹے کے پاس پہنچ سکتا ہوں۔"

"مختلف کیمپوں سے کئی افسران نے ٹرانسمیٹر کے ذریعے گفتگو کی تھی۔ تم نے ان کی آوازیں یہاں کے افسر کے ذریعے سنی تھیں۔ تم ان کیمپوں کے افسران کے پاس جا کر ان کے زخمی فوجیوں تک پہنچ سکتے تھے۔ ان کے دماغوں میں رہ کر زخموں کی ٹیسوں کا احساس کم کر سکتے تھے۔ تم نے ایسا کیوں نہیں کیا؟"

"آپ سچائی منوا لیتے ہیں۔ میں مانتا ہوں یہ انسانی خود غرضی ہے۔ میں نے انسانوں کی دنیا سے دور رہ کر ایک عرصے بعد تڑپ محسوس کی تو پہلے اولاد کے لیے۔ آہ! میں کیا کروں۔ آخر انسان ہوں۔ ساری زندگی گوشہ نشین رہ کر عبادت کرتا رہوں گا اور تمام انسانوں کو برابر سمجھتا رہوں گا تب بھی ایک لمحے کے لیے گوشۂ تنہائی سے نکلوں گا تو پہلے اولاد کی محبت پکارے گی۔"

"تو پھر جاؤ، تم آزاد ہو۔"

میں نے حیران ہو کر پوچھا "آپ نے مجھ پر پابندیاں عائد کی تھیں۔"

"وہ قدرتی پابندیاں ہیں، تم پر آئندہ حاوی رہیں گی۔ آزاد ہو کر دیکھ لو، تمھارے ساتھ کیا تماشا ہونے والا ہے۔ اب جاؤ۔"

میں نے آنکھ کھولی کمرے میں خاموشی تھی۔ میں اپنے بستر پر پلتھی مارے بیٹھا تھا۔ میرے دل میں مسرتیں بھری ہوئی تھیں۔ مجھے اپنے خون کے اور محبت کے رشتوں سے رابطہ قائم کرنے کی اجازت ملی تھی۔ میں اُن کے کام آ سکتا تھا۔ میں پھر سے آزاد ہو گیا تھا۔

پتا نہیں، جناب شیخ صاحب نے یہ کیوں کہا تھا کہ پابندیاں انھوں نے نہیں لگائی تھیں، وہ قدرتی ہیں اور میں آزادی کے بعد بھی پابندیوں میں رہوں گا اور میں یہ ضرور دیکھنا چاہوں گا کہ مجھ جیسے منہ زور طوفان کو کس طرح کی پابندیاں روک سکیں گی۔ میں خود کو منہ زور طوفان کہہ کر اپنے منہ میاں مٹھو بن رہا ہوں۔ آئندہ ایسے بڑے بول نہیں بولوں گا مگر آج میں اپنے آپ میں نہیں ہوں۔ مسرتوں کی انتہا برداشت نہیں کر پا رہا ہوں۔ مجھے ایک نئی زندگی ملی ہے۔ ایک عرصے کے بعد میں گمنامی کی قبر سے نکل رہا ہوں۔ آ رہا ہوں میرے بیٹے! میں آ رہا ہوں۔

کاٹیج کے باہر کبھی کبھی قدموں کی آوازیں سنائی دیتی تھیں کبھی کوئی افسر کسی فوجی جوان سے کچھ کہتا تھا پھر خاموشی چھا جاتی تھی۔ وہ لوگ کاٹیج کے آس پاس درختوں اور جھاڑیوں میں تلاشی لے چکے تھے۔ انھیں میرے خلاف کوئی ثبوت نہیں مل رہا تھا اور نہ ہی آئندہ مل سکتا تھا۔ میں نے آنکھیں بند کیں، اپنے بیٹے علی تیمور کا تصور کیا۔ اس کے لب و لہجے کو یاد کیا لیکن پرواز کرتے کرتے رہ گیا۔ قدموں کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ میں نے ناگواری سے دروازے کی طرف دیکھا۔ وہ فوجی افسر مداخلت کے لیے آ گیا تھا۔ کیا اسی کو پابندی کہتے ہیں؟

میں اپنے لوگوں سے ملتے ملتے رہ گیا۔ افسر کی بے وقت آمد نے سوچنے پر مجبور کیا۔ یہ لوگ نہ تو مجھے سکون سے سونے دیں گے، نہ ہی اطمینان سے خیال خوانی کا موقع دیں گے۔ میں نے کہا "افسر! کسی کے کمرے میں اجازت حاصل کیے بغیر نہیں آنا چاہیے۔ ابھی میں عبادت کر رہا ہوں پھر سو جاؤں گا، دونوں صورتوں میں تمھاری مداخلت گراں گزرے گی۔"

وہ بولا "میرا خیال ہے تم عبادت نہیں کچھ اور کر رہے تھے۔ اپنی جگہ سے اُٹھو۔ تم نے کوئی ٹرانسمیٹر چھپایا ہے۔"

میں نے اسی لمحے میں اس کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ اس کے دماغ میں سوچ پیدا کی "ارے یہ کیا؟ کمرے میں ہر چیز اپنی جگہ موجود ہے۔ وہ راہب بستر پر سے غائب ہے۔ ابھی تو یہیں بیٹھا ہوا تھا۔"

دماغ آنکھوں کو دیکھنے کی اجازت دے تو نظر آتا ہے ورنہ سامنے رکھی ہوئی چیز دکھائی نہیں دیتی۔ یہ نظر کی خرابی نہیں، غائب دماغی ہوتی ہے اور اُس کا دماغ ٹیلی پیتھی کی بھول بھلیوں میں غائب ہو چکا تھا۔

پھر میں نے دماغ کو آزاد چھوڑا۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہوئے بولا "تم ابھی نظر نہیں آ رہے تھے۔ غائب ہو گئے تھے۔ تم جادو جانتے ہو؟"

میں نے کہا "ہم روحانیت کی دنیا میں رہتے ہیں۔ ہمیں جادوگر سمجھو گے تو تم پر عذاب نازل ہو گا۔ میں نے مجبور ہو کر یہ تھوڑا سا روحانی کمال دکھایا ہے۔ میں گوشہ نشین ہوں۔ مجھے تنہا رہنے دو۔ بار بار آ کر پریشان کرو گے تو تباہی کو اپنا مقدر بنا لو گے۔"

"ہمارے ملک کے سائنسداں چاند پر پہنچ گئے ہیں، ستاروں پر کمند ڈال رہے ہیں اور تم مجھے روحانیت سے ڈرا رہے ہو۔ کیا نادان بچہ سمجھتے ہو؟ تم غیر ملکی جاسوس ہو۔ میں تمھاری دھونس میں نہیں آؤں گا۔ تمھیں یہاں سے قیدی بنا کر لے جاؤں گا۔"

اگر میں جناب شیخ صاحب کی ہدایات پر عمل کرتا تو پتا نہیں وہ کس طرح مجھے ان فوجیوں سے نجات دلاتے؟ میں نے اپنے طریقۂ کار پر عمل کیا۔ افسر کے دماغ پر قبضہ جماتے ہوئے بستر پر سے اُٹھ گیا۔

وہ میرے ساتھ کمرے سے باہر آیا۔ دوسرے کمرے سے گزرتا ہوا دروازے پر پہنچا۔ باہر چاند نکل آیا تھا مگر اوس کی دھند میں کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ قریب کھڑے ہوئے جوانوں نے اٹینشن ہو کر سیلوٹ کیا۔ افسر نے میری مرضی کے مطابق ماتحت افسر کو بلا کر آہستگی سے کہا۔ "ہم خواہ مخواہ راہب پر شبہ کر رہے تھے۔ یہ راہب نہیں مسٹر ڈینی پال ہیں۔ ہماری خفیہ فورس کے فرنٹ لائن کے جاسوس ہیں۔ اسی لیے سرحدی لائن پر راہب بنے ہوئے ہیں۔ بہت مجبور ہو کر انھوں نے مجھ سے کوڈ ورڈز کا تبادلہ کیا ہے۔"

یہ سنتے ہی ماتحت افسر نے میرے سامنے اٹینشن ہو کر سیلوٹ کیا۔ افسر نے پوچھا "کیا اس ہیلی کاپٹر کی خبر ملی؟"

"نہیں، ہر محاذ سے یہی رپورٹ مل رہی ہے کہ مختلف پٹرولنگ پارٹیاں اس کی تلاش میں گئی ہیں۔"

افسر نے کہا "میں مسٹر ڈینی پال اور بیس جوانوں کے ساتھ ذرا دور جا کر دیکھوں گا۔ ہو سکتا ہے ہیلی کاپٹر یہاں قریب کہیں اترا ہو۔ میری واپسی تک تم یہاں کے انچارج رہو گے۔"

بیس جوانوں کو تمام اسلحہ اور ضروری سامان سمیٹ کر چلنے میں دس منٹ لگے۔ ہم اس کاٹیج سے اور باقی فوجیوں سے دور ہوتے چلے گئے۔ جناب شیخ صاحب نے درست فرمایا تھا کہ میں آزاد رہوں گا مگر پابندیوں میں رہوں گا۔ موجودہ پابندی مجھے میرے بیٹے تک پہنچنے نہیں دے رہی تھی۔ جب سے میں نے علی تیمور کے پاس جانے کا ارادہ کیا تھا، تب سے وہ افسر راستے کا پتھر بن گیا تھا۔ میں اس کے دماغ کو ایک پل کے لیے بھی نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ ذرا بھی گرفت ڈھیلی ہوتی تو وہ شور مچاتا کہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے ٹریپ کیا جا رہا ہے۔ پھر وہ بیس جوان میرے لیے موت بن جاتے۔

میں افسر کے دماغ میں رہ کر فوجی جوانوں پر بھی توجہ دیتا جا رہا تھا۔ وہ ٹارچ روشن کر کے آگے بڑھتے ہوئے کبھی کبھی آپس میں باتیں کرتے تھے، میں ان کی آوازیں سنتا جاتا تھا۔ بہت دور نکل آنے کے بعد اچانک افسر نے ریوالور نکال لیا پھر میری گردن پکڑ کر فوجی جوانوں کو نشانے پر رکھتے ہوئے کہا "خبردار! کوئی اپنی جگہ سے حرکت نہ کرے ورنہ میں تمھارے اس ملٹری جاسوس ڈینی پال کو گولی مار دوں گا۔ اس کمبخت جاسوس کو معلوم ہو چکا ہے کہ میں بہروپیا ہوں اور یہودی تنظیم کے لیے کام کر رہا ہوں۔"

سب حیران پریشان ہو کر اپنے افسر کو دیکھ رہے تھے۔ میں نے کہا "تم بے شک بہروپیے ہو۔ میں تمھیں دھوکے میں رکھ کر ہیڈ کوارٹر لے جانا چاہتا تھا مگر تم یہاں اپنی موت کو دعوت دے رہے ہو۔ میرے بہت سے جوان اوس کی دھند میں نظر نہیں آ رہے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی تمھیں گولی مار سکتا ہے۔ تم حماقت کر رہے ہو۔"

میری بات ختم ہوتے ہی افسر نے جوانوں پر فائرنگ شروع کر دی۔ سامنے کھڑے ہوئے چار جوان یکے بعد دیگرے گولیاں کھا کر گرنے پھر چیخنے لگے۔ ایک نے اپنی رائفل کی گولی سے افسر کی کھوپڑی اڑا دی۔ میری گردن پکڑنے والے کی گردن موت کے شکنجے میں چلی گئی۔ اوس کی دھند میں اسے مرتے ہوئے شاید کسی نے نہیں دیکھا۔ میں نے اسی جوان کے ذریعے اس کے ساتھیوں پر گولیاں چلائیں۔ کسی نے کہا "ارے یہ پاگل ہو گیا ہے۔ اس سے رائفل چھین لو۔"

وہ بولنے والا بھی چیخ مار کر گر پڑا۔ جنگل کے سناٹے میں بڑی دیر تک فائرنگ کی آوازیں گونجتی رہیں۔ ایک فائرنگ کرنے والا کسی کی گولی سے مرتا تھا تو میں دوسرے کے دماغ میں پہنچ کر آپس کی اس جنگ کو جاری رکھتا تھا۔

پھر ایک آخری فوجی رہ گیا۔ وہ میری مرضی کے مطابق دوڑ دوڑ کر ادھر ادھر جانے لگا۔ لاشوں کو گننے لگا۔ افسر کے علاوہ انیس لاشیں تھیں۔ بیسواں وہ گننے والا تھا۔ حیران حیران سہما سہما سا کھڑا ہوا تھا۔ میں نے پوچھا "کیا تم زندہ رہو گے؟"

اس نے فوراً ہی مجھے گن پوائنٹ پر رکھتے ہوئے کہا "میں سمجھ گیا یہ ٹیلی پیتھی کی شیطانی چال تھی۔ تم کون ہو؟ خبردار! جیسے ہی دماغ میں آؤ گے، میں گولی چلا دوں گا۔"

"نادان بچے! میں تمھارے دماغ میں ہوں۔ نہ تم مجھے مار سکو گے نہ میں تمھیں ٹیلی پیتھی کے ذریعے ہلاک کر سکوں گا۔"

اس نے ٹرائیگر پر انگلی دبانے کی بار بار کوشش کی مگر ناکام رہا پھر اس کے ہاتھ سے رائفل گر پڑی۔ اس نے سہم کر پوچھا "تم مجھے ہلاک کیوں نہیں کرنا چاہتے؟"

"میں نے تمھارے اندر رہنے کے دوران تھوڑے سے خیالات پڑھے۔ تمھاری سوچ نے بتایا، اتنی بڑی دنیا میں تمھاری صرف ایک ماں زندہ ہے اور تمھیں دیکھ دیکھ کر جیتی ہے ـــــ اس جنگل میں آنے سے پہلے تم نے اسے ایک خط لکھا تھا۔ وہ خط اسے ملا ہو گا تو وہ اسے بار بار چوم رہی ہو گی۔ میں نہیں چاہتا خط کے بعد ماں کو بیٹے کی لاش ملے۔"

وہ گم صم کھڑا ہوا تھا۔ میں نے کہا "میرا بیٹا اپنی ماں کے ساتھ خطرات سے کھیلتا آ رہا ہے۔ میں ان ماں بیٹے کے صدقے تم ماں بیٹے کو ملانا چاہتا ہوں۔ جاؤ دیر نہ کرو۔ بھاگ جاؤ یہاں سے۔"

وہ پلٹ کر بھاگتا چلا گیا۔ میں تھوڑی دیر تک اس کے دماغ میں رہا جب یقین ہو گیا کہ وہ پلٹ کر نہیں آئے گا تو میں نے ایک لاش کا ریوالور اور کارتوس لیے۔ ایک منی مشین گن اور اس کے کارتوس کی پیٹیاں لیں۔ پھر وہاں سے جانے لگا۔

آگے جا کر کسی محفوظ جگہ بیٹھ کر خیال خوانی کا ارادہ تھا۔ ابھی میں نہیں جانتا تھا، رسونتی کے ساتھ کیسا ظلم ہوا ہے اور اس کا برین واش

کیا گیا ہے۔۔ میں سب سے پہلے اس کے پاس جا کر اپنی زندگی کا مژدہ سنانا چاہتا تھا۔ اپنے ضدی بیٹے کو خوب سمجھتا ہوں، وہ مجھے دماغ میں نہیں آنے دے گا لیکن جب میری حیاتِ نو کا یقین ہو گا تو باپ کے لیے دل اور دماغ کے دروازے کھول دے گا۔ اعلیٰ بی بی کی بھی مسرتوں کا کوئی ٹھکانا نہ ہو گا۔ وہ میری بیوی اور بیٹے کے لیے خطرات سے کھیل رہی تھی۔ میں تہِ دل سے اس کا شکریہ ادا کروں گا۔

دور دور تک کوئی پہاڑی نہیں تھی۔ کسی پتھر کی آڑ میں یا چٹان کے سائے میں بیٹھنے کی جگہ نہیں تھی۔ میں نے ایک گھنے درخت کے پاس رک کر ٹارچ کی روشنی میں اسے گھوم گھوم کر چاروں طرف سے دیکھا۔ پھر اس پر چڑھنے لگا۔ اوپر اور اوپر چڑھتے رہنے سے پتا چلا وہ کتنا گھنا ہے۔ ہر شاخ پتوں سے بھری تھی۔ میں نے نیچے ٹارچ کی روشنی کی تو وہ پتوں سے چھن کر زمین تک نہیں پہنچ سکی، اس سے اندازہ ہوا کہ کوئی نیچے سے بھی مجھے نہیں دیکھ سکے گا۔ میں آرام سے ایک موٹی شاخ پر بیٹھ گیا۔

میں نے آنکھیں بند کیں اِس بار رسونتی کو تصور میں دیکھا اس کی آواز اور لب و لہجے کو یاد کیا۔ پھر سوچ کے پرندے نے پرواز کی۔ اچانک ٹھائیں سے گولی چلی۔ پرندہ پھڑ پھڑاتا ہوا بے دم ہو گیا۔ میں نے آنکھ کھول دی۔ گولی کہاں سے چلی تھی، کہاں گئی تھی، کچھ پتا نہ چلا۔ ویسے میں دائیں بائیں آگے پیچھے بہت ہی دھیمے دھیمے قدموں کی آوازیں سن رہا تھا۔ یعنی بات ایک گولی چلنے تک نہیں تھی، ابھی بات بڑھنے کے امکانات تھے اور میری شامت آئی تھی کہ میں درخت پر چڑھ کر بیٹھ گیا تھا۔ بیچ میں پھنس گیا تھا۔ چاروں طرف سے چلنے والی گولیاں میری طرف آنے والی تھیں، میرے آس پاس سے گزرنے والی تھیں یا مجھے اپنے ساتھ لے جانے والی تھیں۔

اِن حالات میں کیا خاک خیال خوانی کرتا؟ ایک ذرا سی غفلت میری موت کا بہانہ بن جاتی۔ میں جس شاخ پر بیٹھا تھا وہاں سے اٹھ کر محتاط انداز میں آواز پیدا کیے بغیر اوپر جانے لگا۔ مجھے یقین تھا، وہ شریانوے ڈگری پر ہوائی فائر نہیں کریں گے اور میں محفوظ رہوں گا۔

آہ! اسے مقدر کا کھیل کہتے ہیں۔ اپنے بیٹے اور بیوی کے پاس آسانی سے پہنچنے والا نہیں پہنچ رہا تھا۔ قدرتی پابندیاں حالات کے ذریعے خیال خوانی کے پیروں میں زنجیریں ڈال رہی تھیں۔ تڑا تڑ کی مسلسل آوازوں کے ساتھ گولیاں چلنے لگیں۔ اندھیرے میں یوں بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ گھنے درخت کے باعث فائرنگ سے جلنے بجھنے والے شعلے بھی بڑی مشکل سے دکھائی دیتے تھے۔ ایک اندازہ ہو گیا کہ دو پارٹیوں کے درمیان فائرنگ کا تبادلہ ہو رہا ہے۔

میں انتظار کے سوا اور کیا کر سکتا تھا۔ اگر کوئی بولتا تو اپنے دماغ کے دروازے کھولتا مگر کوئی بول نہیں رہا تھا۔ وہ نادان نہیں تھے، اچھی طرح جانتے تھے کہ تاریکی میں آواز کی سمت نشانہ لیا جاتا ہے۔ اسی لیے نہ کوئی زبان کھولنا چاہتا تھا نہ ہی قدموں کی آہٹ سنانا چاہتا تھا۔

میں انتظار کر رہا ہوں۔ حالات مجھے پابند کرتے جا رہے ہیں لیکن قارئین! میں آپ کو پابند نہیں کروں گا۔ جو باتیں مجھے بعد میں معلوم ہوئیں، وہ آپ ابھی معلوم کر سکتے ہیں۔

رسونتی کا بخار کم ہو رہا تھا۔ اعلیٰ بی بی نے ابتدائی طبی امداد پہنچائی تھی جس کے نتیجے میں ہوش آ رہا تھا۔ علی تیمور نے ونڈ اسکرین کے باہر دیکھتے ہوئے کہا "اس دھند میں پرواز جاری نہیں رہے گی۔ کوئی بھی حادثہ پیش آ سکتا ہے۔"

اعلیٰ بی بی نے کہا "اسے کہیں اتارو۔ ہم کوئی پناہ گاہ تلاش کریں گے۔"

"میں بڑی دیر سے دیکھ رہا ہوں۔ سرچ لائٹ کی روشنی میں میدانی علاقہ نظر آ رہا ہے۔ گھنے جنگلات ہیں۔ دھند میں دور تک دیکھا نہیں جا سکتا۔"

"بیٹے! نقشہ دیکھو۔"

"نقشہ بتا رہا ہے، ہم سرحد کے قریب ہیں اور دس بارہ میل پرواز کے بعد اس ملک سے نکل جائیں گے۔"

وہ بولی "پھر تو خطرہ ہے۔ اس دھند میں سرحدی مورچے نظر نہیں آئیں گے۔ بارڈر فورس کے پاس طیارہ شکن میزائل ہوتے ہیں۔ ہیلی کاپٹر فوراً اتارو۔"

اسی وقت وائرلیس سے اشارہ موصول ہونے لگا۔ علی نے بٹن کو دبایا۔ اسپیکر سے آواز آنے لگی "ہیلو ہیلو، ان نون پائلٹ! اپنی شناخت کراؤ۔ تم کون ہو اور کس کیمپ سے آ رہے ہو؟"

اس نے مائیک آن کرتے ہوئے اعلیٰ بی بی سے کہا "میں نے مائیک میں خرابی پیدا کر دی ہے۔ وہ میری ٹوٹی پھوٹی آواز سن رہے ہوں گے مگر کوئی بات ان کی سمجھ میں نہیں آئے گی۔"

اعلیٰ بی بی نے پوچھا "مسٹر آرمر! کیا تم موجود ہو؟"

وہ دماغ میں آ کر بولا "ہاں، میں میڈم کے دماغ میں تھا۔ یہ بخار، پریشانی اور مایوسی کے سبب بہت نڈھال ہو گئی ہیں۔"

"میں ابھی اور دوا دوں گی۔ تم وائرلیس پر بولنے والے کے پاس جاؤ۔"

وہ چلا گیا۔ تھوڑی دیر میں آ کر بتانے لگا "مختلف کیمپوں اور جگہ جگہ محاذ بنانے والے فوجی دستوں کے درمیان رابطے قائم ہو رہے ہیں۔ سب اس ہیلی کاپٹر کے متعلق پوچھ رہے ہیں۔ سرحدی لائن میں ایک کاٹیج ہے جہاں فوج کا ایک اعلیٰ افسر پچاس جوانوں کے ساتھ موجود ہے۔ وہ تمام سرحدی مورچوں تک اپنا حکم پہنچا رہا ہے کہ اگر پائلٹ نے ہیلی کاپٹر نہ اتارا تو اسے تباہ کر دیا جائے۔"

علی نے ہیلی کاپٹر کو واپس موڑتے ہوئے کہا "انکل! اب آپ

دیکھیں، انھیں ہیلی کاپٹر کی آواز سُنائی دیتی ہے یا نہیں۔"

وہ تھوڑی دیر بعد آ کر بولا "نہیں، آواز گم ہو گئی ہے۔"

علی نے ذرا اور آگے جا کر ہیلی کاپٹر کو زمین پر اُتارا، پھر ضروری ہتھیار اور سامان لے کر باہر آیا۔ وہ ماں کو کاندھے پر لے جانا چاہتا تھا۔ اعلیٰ بی بی نے اسٹریچر لا کر رکھتے ہوئے کہا "مجبوری ہو گی تو کاندھے پر لے چلنا۔ ابھی ہم اسٹریچر پر لے جائیں گے۔"

"آنٹی! آپ تھک جائیں گی۔"

آزمر نے کہا "میں اعلیٰ بی بی کے دماغ میں رہ کر توانائی پہنچاتا رہوں گا۔ یہ جسمانی طور پر تنہا ہوں گی مگر توانائی دو انسانوں کی ہو گی۔"

رسونتی کو اسٹریچر پر لٹایا گیا۔ اس کے آس پاس ہتھیار بھی رکھے گئے تاکہ خطرے کے وقت فوراً استعمال کر سکیں۔ علی نے آگے سے اٹھایا، اعلیٰ بی بی نے پیچھے سے۔ پھر وہاں سے چل پڑے۔ وہ چلتے ہوئے بولی۔

"کیا تم نے ہیلی کاپٹر کو استعمال کے قابل چھوڑا ہے؟"

"نہیں، اس کے کچھ پُرزے نکال لیے ہیں۔"

"تمھارا رُخ سرحد کی طرف ہے۔ اس طرح فوجیوں سے ٹکراؤ ہو گا۔"

"آنٹی! سرحد کے قریب پہنچ کر واپس جانا مجھے منظور نہیں ہے۔ میں ایک کوشش کرتا ہوں۔ ناکامی ہوئی تو واپس بھاگ آنے میں اپنی توہین نہیں سمجھوں گا۔ جنگ کے دوران لڑنے والے آگے پیچھے ہوتے ہی رہتے ہیں۔"

"اگر ہم رسونتی کو کسی محفوظ مقام تک پہنچا دیں تو پھر دشمنوں سے نمٹنا آسان ہو جائے گا۔"

"ہاں یوں آسانی ہو گی۔ ماما محفوظ رہیں گی۔ میں جدوجہد کے دوران دعا کرتا رہا ہوں کہ میرے مقدر میں یہاں موت ہے تو اے خدا! پہلے میری ماں کو دشمنوں سے دور بابا صاحب کے ادارے میں پہنچا دے پھر میں ہنستے ہنستے جان دے دوں گا۔"

رسونتی کی آہ سنائی دی۔ وہ مُنہ پر سے کمبل ہٹا کر بولی "مجھے یہاں چھوڑ دو۔ ایک ہتھیار دے دو۔"

وہ چلتے چلتے رک گئے۔ اسٹریچر کو زمین پر رکھ دیا۔ علی نے پاس آ کر گھٹنے ٹیک دیے۔ ماں کو چھو کر دیکھا۔ پھر چہرے پر جھک کر بولا۔ "معمولی بخار ہے۔ آپ اچھی ہو جائیں گی۔ ابھی آپ کچھ کہہ رہی تھیں؟"

"میرے اور قریب آؤ۔"

وہ چہرے پر اور جُھک گیا۔ رسونتی نے کمبل کے اندر سے ہاتھ نکال کر بیٹے کے چہرے کو چھو کر دیکھا۔ پھر اس کے سر پر ہاتھ پھیرا پھر اُسے جھکا کر گلے سے لگاتے ہوئے کہا "میرے دل سے لگ جاؤ۔ میری دھڑکنوں کو کہتے رہنے دو کہ تم میرے بیٹے ہو۔ کوئی میرا اپنا ہی میرے لیے اتنی مصیبتیں اُٹھا سکتا ہے۔ میرا بیٹا ہی ایسی دعائیں مانگ سکتا ہے جیسی تم مانگتے رہے ہو۔"

وہ اسے گلے لگا کر رونے لگی۔ بیٹے نے ماں کا سر اُٹھا کر سینے سے لگا لیا۔ اُس کے آنسو پونچھتے ہوئے کہا "ماما! آپ نہ روئیں۔ طبیعت اور خراب ہو جائے گی۔ آپ خدا پر بھروسا رکھیں، سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

اعلیٰ بی بی نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا "رسونتی! عورت کے آنسو جنگ لڑنے والوں کو کمزور بنا دیتے ہیں۔ انھیں روک لو۔ تم نے ہمیشہ فرہاد کے شانہ بہ شانہ دلیری کا ثبوت دیا ہے۔"

"میں ثبوت دوں گی۔ مجھے اسٹریچر پر نہ لٹاؤ۔ میں ساتھ چلوں گی۔"

"نہیں ماما! آپ کو ابھی آرام کی ضرورت ہے۔"

"مجھے آرام کی نہیں ہتھیار کی ضرورت ہے۔"

"آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ دشمنوں نے حملہ کیا تو ہتھیار دوں گا۔ ہم ماں بیٹے شانہ بہ شانہ لڑیں گے لیکن ابھی آپ آرام کریں۔"

اس نے اچھی طرح اسے کمبل میں لپیٹا۔ پھر اعلیٰ بی بی کے ساتھ اسٹریچر اُٹھا کر چلنے لگا۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد آزمر نے آ کر کہا۔ "مختلف فوجی دستے مختلف سمت جا رہے ہیں۔ تمھاری طرف کون لوگ آ رہے ہیں، یہ کیسے معلوم ہو گا؟"

علی نے رک کر قطب نما دیکھا۔ پھر نقشے پر پینسل ٹارچ کو روشن کر کے کہا "ہمارا رُخ شمال کی طرف ہے۔ نقشے کے مطابق یہ شیڈی ٹریز کا علاقہ کہلاتا ہے۔"

"تو پھر اس علاقے کی طرف ایک فوجی دستہ آ رہا ہے۔ وہ ایک ٹرک اور چار جیپوں میں ہیں۔ دوسرے ٹرک میں صرف اسلحہ بھرا ہوا ہے۔"

"آپ اس دستے کے کمانڈنگ افسر کی پلاننگ معلوم کریں۔ اس دُھند میں دور سے آنے والوں کو دیکھنا ممکن نہیں ہے۔ آپ ان کے نقشے اور قطب نما کو بھی دیکھتے رہیں۔ اس طرح ہم اُن سے ٹکرانے سے بچے رہیں گے۔ اگر کترا کر نکل سکیں تو بہتر ہو گا۔"

آزمر چلا گیا۔ وہ دونوں پھر اسٹریچر اُٹھا کر آگے بڑھنے لگے۔ ان کے آس پاس گھنے درخت پھیلے ہوئے تھے اور اپنے پھیلاؤ کے باعث ایک دوسرے سے ملے ہوئے تھے۔ یہاں بھی اوس تھی مگر دُھند نہیں تھی۔ وہ تقریباً ایک میل تک چلتے رہے پھر رُک گئے۔ دور ایک سمت سے فائرنگ کی آوازیں آ رہی تھیں۔

(یہ وہی فائرنگ تھی جو میری موجودگی میں اس وقت ہو رہی تھی جب میں افسر اور بیس جوانوں کو کاٹیج سے کئی میل دور لے آیا تھا اور وہاں خیال خوانی کے ذریعے ایک دوسرے کو مارنے مرنے پر مجبور کر رہا تھا۔ آخر میں ایک جوان کو واپس جانے کے لیے زندہ چھوڑ دیا تھا۔)

اعلیٰ بی بی اور علی تیمور نے اسٹریچر زمین پر رکھ دیا۔ رسونتی اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اعلیٰ بی بی نے کہا "آواز دور سے آ رہی ہے۔ شاید یہودی تنظیم والے فوجیوں سے ٹکرا گئے ہیں۔ ہمیں تیار رہنا چاہیے۔"

علی نے چاروں طرف گھوم کر دیکھتے ہوئے کہا "یہ تمام درخت بہت گھنے ہیں۔ اگر ماما کو ایک درخت پر چڑھا دیا جائے تو یہ محفوظ رہیں گی۔ لڑنے والے ایک دوسرے پر گولیاں چلاتے ہیں، ہوائی فائر نہیں کرتے۔ درخت کی بلندی پر کوئی گولی نہیں چلائے گا۔"

اعلیٰ بی بی نے تائید کی "اچھا آئیڈیا ہے۔ اتنے گھنے درختوں میں چُھپنے کے بعد رسونتی زمین سے نظر نہیں آئے گی۔"

"میں تم لوگوں کو چھوڑ کر درخت پر آرام نہیں کروں گی بیٹے! میں تمھارے ساتھ مل کر لڑوں گی۔"

"ماما! طبیعت سنبھلے گی تو آپ ضرور میرے ساتھ رہیں گی۔ پلیز ابھی بیٹے کی بات مان لیں۔ آئیں میں اِس درخت پر آپ کو پہنچاؤں گا۔"

اس نے کسی طرح سمجھا منا کر ماں کو اپنے کاندھوں پر چڑھنے کے لیے کہا۔ وہ درخت کے تنے کو پکڑ کر بیٹے کے شانوں پر پاؤں جما کر کھڑی ہوئی پھر بیٹا کھڑا ہوا تو وہ ایک شاخ تک پہنچ گئی۔ اس پر چڑھ گئی۔ علی نے اس شاخ پر آ کر اسے پھر کاندھوں پر چڑھایا۔ اس طرح ایک سے دوسری پھر تیسری اور چوتھی شاخ پر پہنچاتا گیا۔ کافی بلندی پر پہنچانے کے بعد اس نے ماں کو ایک رائفل اور کارتوس دے کر کہا "آپ بہت مجبوری کی صورت میں فائر کریں گی۔ ورنہ بالکل خاموش رہیں گی۔ میں ابھی آتا ہوں۔"

وہ نیچے گیا۔ پھر کمبل وغیرہ لے کر واپس آیا۔ ماں کو اس میں اچھی طرح لپیٹ کر بولا "آپ خود کو جس قدر محفوظ رکھیں گی، ہم اتنے ہی اعتماد سے جنگ لڑیں گے۔"

"میں اپنی حفاظت کروں گی، تم پورے اعتماد سے جاؤ۔"

وہ چھلانگیں لگاتا ہوا نیچے آیا۔ اعلیٰ بی بی اسٹریچر کو فولڈ کر چکی تھی۔ وہ اُسے لے کر وہاں سے دور جانے لگے۔ کچھ دور جانے کے بعد آزمر نے آ کر کہا "وہ جنوب کی سمت گھنے درختوں کے سائے میں بڑھ رہے ہیں۔"

علی نے کہا "اور ہم ابھی گھنے درختوں کے سائے میں شمال کی طرف جا رہے ہیں۔ یعنی ان سے ٹکراؤ ہونے والا ہے۔"

اس نے سمت بدل دی۔ اعلیٰ بی بی کے ساتھ مغرب کی جانب بڑھتا گیا۔ تھوڑی دیر بعد بھاری بھرکم بوٹوں کی آوازیں ہلکی ہلکی سُنائی دیں۔ ابھی وہ کچھ فاصلے پر تھے۔ علی کی سماعت حیرت انگیز تھی۔ پھر رات کی خاموشی میں قدموں کی آوازیں یوں بھی سنائی دیتی ہیں اگر زمین سے کان لگا کر سُننے کی کوشش کی جائے۔

وہ دونوں پھر اُدھر جانے لگے جہاں رسونتی کو چھوڑ آئے تھے، اس وقت کہیں سے فائرنگ ہوئی۔ آخر دشمنوں کے ساتھ بھی غیر معمولی سماعت رکھنے والے تھے، انھوں نے اعلیٰ بی بی اور علی کے قدموں کی آوازیں سُن لی تھیں۔ اس طرح فائرنگ اور جوابی فائرنگ ہونے لگی۔

اعلیٰ بی بی اور علی تیمور ایک دوسرے سے دور چلے گئے تاکہ ایک ساتھ گھیرے نہ جا سکیں۔ آزمر ان کے درمیان قاصد بنا ہوا تھا۔ انھیں ایک دوسرے کی خیریت بتانے کے علاوہ دشمنوں کی پوزیشن بھی بتاتا جا رہا تھا۔ علی تیمور نے گھاس پر رینگتے ہوئے کہا "انکل! آپ کی رپورٹ کے مطابق میں اس ٹرک کی طرف جا رہا ہوں جو اسلحے سے لدا ہوا ہے۔ وہیں دشمنوں کی کمر توڑوں گا۔ آپ مجھے راستہ بتاتے رہیں۔"

کئی گولیاں اس پر سے گزر گئیں۔ حالانکہ کسی نے اُسے دیکھا نہیں تھا۔ ایسا اندھا دُھند فائرنگ کی وجہ سے ہو رہا تھا۔ پتا نہیں کتنی دور رینگتے رہنے کے بعد فائرنگ سے نجات ملی۔ گولیوں کی آوازیں ذرا دور پیچھے سے آ رہی تھیں یعنی وہ میدانِ جنگ سے نکل آیا تھا۔ اس نے پوچھا "ٹرک کہاں ہے؟"

آزمر نے کہا "ذرا تیزی سے چلو۔ انھوں نے اُسے دور چھوڑا ہے کیونکہ اس میں گولہ بارود ہے۔"

علی اُٹھ کر جھکتا ہوا دوڑنے لگا۔ وہ آزمر کی راہنمائی کے مطابق قطب نما کو بھی دیکھتا جا رہا تھا۔ تقریباً دو سو گز تک دوڑنے کے بعد رک گیا۔ اس کے قدموں کی آواز ٹرک والے فوجی سُن سکتے تھے۔ وہ دبے قدموں چلنے لگا۔ آخر حدِ نظر پر وہ ٹرک نظر آ گیا۔ اس نے کہا "انکل! آپ تصدیق کریں، وہ ٹرک اسلحے سے بھرا ہے۔ مجھے دو فوجی ٹرک کے پاس الرٹ دکھائی دے رہے ہیں۔ تیسرا ٹرک سے دور کھڑا سگریٹ پی رہا ہے۔"

آزمر نے کہا "بالکل ٹھیک، یہی وہ ٹرک ہے۔"

علی نے اپنی کٹ میں سے دو ہینڈ گرنیڈ نکالے پھر چُھپتا ہوا اتنے فاصلے پر جانے لگا کہ آسانی سے دستی بم ٹرک کے اندر پھینک سکیں۔ وہ بہت ہی اہم لمحات تھے۔ مقدّر کے راضی یا ناراضی ہونے سے تخت بھی ہو سکتا تھا اور تختہ بھی۔

میں درخت کی شاخ پر بیٹھا انتظار کر رہا تھا۔ فائرنگ تھمی کہ کسی نتیجے پر نہیں پہنچ رہی تھی۔ پہلے مسلسل ہو رہی تھی۔ اب رک رک کر کی جاتی تھی۔ پھر کسی نے کہا "پچھلے پندرہ منٹ کی فائرنگ سے اندازہ ہو گیا ہے کہ ہمارے مقابلے پر کوئی تنہا ہے اور وہ یقیناً علی تیمور ہے۔ ہم پانچ منٹ تک گولی نہیں چلائیں گے۔ اُسے سوچنے سمجھنے کا موقع دیا جاتا ہے۔ سرحد پار کرنا تو دور کی بات ہے، وہ ہمارے محاصرے سے بھی نہیں نکل سکے گا۔"

مجھے بڑے انتظار کے بعد ایک فوجی افسر کی آواز سنائی دی۔ میں اس کے اندر پہنچ گیا۔ اس کے ذریعے دوسروں کے دماغوں میں جگہ حاصل کی جا سکتی تھی مگر اس کا موقع نہیں ملا۔ اچانک ایک ایسا دل ہلا دینے والا دھماکا ہوا کہ زمین لرز گئی۔ درخت یوں ہل گئے جیسے

بُلندی سے اکھڑ کر گرنے والے ہوں۔ میں شاخ پر سے گرتے گرتے سنبھل گیا۔ ساتھ ہی ایک نسوانی چیخ سنائی دی۔ پھر جیسے وہ آسمان سے گری اور کھجور میں اٹکی۔ میں پھر گرتے گرتے سنبھلا۔ اسے سنبھالنے کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ وہ مجھ سے کمبل کی طرح لپٹ گئی تھی۔ سارے دہشت کے چھوڑنا نہیں چاہتی تھی۔

میں حیران تھا وہ کون ہے؟ اوپر کب سے چھپی ہوئی تھی۔ دہشت زدہ کرنے والا دھماکا نہ ہوتا تو بدستور چھپی رہتی۔ یوں پکے ہوئے پھل کی طرح میری آغوش میں نہ آتی۔ قسمت اچھی تھی کہ دھماکے کے باعث فوجیوں نے اس کی چیخ نہیں سُنی تھی۔ وہ بھاگ رہے تھے۔ کچھ کہتے جا رہے تھے کہ گولہ بارود سے بھرے ہوئے ٹرک کو بلاسٹ کیا گیا ہے۔

میں نے پوچھا "بی بی تم کون ہو؟"

وہ تھر تھر کانپ رہی تھی۔ میں نے کمبل کے اندر ہاتھ ڈال کر اسے چھو لیا۔ وہ بخار میں مبتلا تھی۔ کچھ بخار سے اور کچھ ناگہانی دھماکے سے اس کے اعصاب پر اثر پڑا تھا۔ میں نے کہا "سب سے پہلے یہ یقین کر لو کہ میں دشمن نہیں ہوں۔ تم ایک شریف آدمی کی گود میں اس کا ایمان خراب کرنے آئی ہو۔"

اُسے چھو کر اُسے پا کر یوں لگ رہا تھا جیسے میری گم شدہ چیز اندھیرے میں مل گئی ہو۔ اس کی اچانک موجودگی سے یہ سمجھنے کی کوشش نہیں کی کہ وہ صرف اور صرف میری شریکِ حیات رسونتی ہو گی۔ پھر یکایک یاد آیا کہ ابھی ایک فوجی افسر نے علی تیمور کا نام لے کر اُسے وارننگ دی تھی۔ اس کا مطلب ہے، بیٹے نے ماں کو میرے آنے سے پہلے اس درخت میں چھپا دیا تھا۔

اس درخت سے دور گولہ بارود کے ٹرک میں اور بھی کئی دھماکے ہوئے تھے۔ کتنے ہی مرنے والوں کی چیخیں کبھی سُنائی دیتی تھیں کبھی دھماکوں میں گم ہو جاتی تھیں۔ اب فائرنگ کی آواز کم اور ہینڈ گرینیڈ کی آواز زیادہ سُنائی دے رہی تھی۔ مجھے اطمینان تھا کہ ہمارے درخت کے قریب کوئی ہماری باتیں سُننے والا نہیں ہے۔ میں نے پوچھا "تم رسونتی ہو نا؟"

وہ اب تک سہمی ہوئی سی مجھ سے لپٹی ہوئی تھی۔ رفتہ رفتہ خوف دور ہو رہا تھا۔ وہ مجھ سے الگ ہونا چاہتی تھی مگر ہو نہ سکی۔ بڑی نقاہت سے بولی "تم کون ہو؟ مجھے چھوڑ دو۔ جانے دو۔"

"میں چھوڑ دوں گا تو سیدھی نیچے جاؤ گی۔"

"مجھے الگ بیٹھنے دو۔"

"شاخ ایک ہی ہے۔ ایک نیام میں دو تلواریں اسی طرح رہ سکتی ہیں جس طرح ہم ہیں۔"

وہ غصے سے بولی "باتیں نہ بناؤ۔ مجھے اس شاخ پر چھوڑ کر تم دوسری پر جاؤ۔ جب تم نے جان لیا ہے کہ میں رسونتی ہوں تو اپنی خیر مناؤ۔"

یوں تو میں اس کی آواز اور لہجے سے سمجھ رہا تھا پھر اس کی قربت نے ماضی کی قربتوں کو بھڑکایا تھا۔ جب اس نے زبان سے خود کو رسونتی کہا تو میں نے جھک کر اس کا منہ موتیوں سے بھر دیا۔ اس نے اعتراض کیا۔ منہ پھیرنا چاہا، پھیر نہ سکی۔ دونوں ہاتھوں سے مجھے مارتی رہی، میرے سر کے بال نوچتی رہی۔ پھر میں نے چھوڑ دیا۔ وہ غصے سے کچھ بولنا چاہتی تھی مگر سانسوں کی ہلچل میں بول نہیں پا رہی تھی۔ میں نے اس کے دماغ میں جھانک کر دیکھا اس پر ایک سُرور سا چھایا ہوا تھا اور غصہ بھی آ رہا تھا کہ ایک غیر مرد نے ایسی زیادتی کیوں کی؟

میں نے مسکرا کر کہا "میں غیر نہیں ہوں۔ تمہارا فرہاد ہوں۔"

"فرہاد؟" اس نے حیرانی اور بے یقینی سے پوچھا۔

"ہاں تم کیسی شریکِ حیات ہو۔ شوہر کی قربت سے اسے پہچان نہیں سکتیں۔ کیا میاں بیوی تاریکی میں اپنی پہچان نہیں رکھتے؟"

"بکواس مت کرو۔ فرہاد مر چکا ہے۔"

میں نے ہنستے ہوئے کہا "ہاں مر چکا تھا مگر دوبارہ زندہ ہوا۔ مجھے اس تاریکی کے باوجود پہچانو۔ میری آواز، میرا لہجہ، میرے پیار کا انداز، میری قربت کی سنگینی، مجھے پہچاننے کے لیے تمہارے پاس پچھلے کئی برس کی بے حد و حساب محبتیں ہیں۔"

"دشمن کے بچّے! میں اچھی طرح سمجھ رہی ہوں۔ پہلے سُپر ماسٹر نے میرا برین واش کیا۔ میرے دماغ سے پچھلی زندگی بھلا دی۔ میں عدالت کے عذاب میں مبتلا ہوں۔ آج میں نے علی کو بیٹا کہہ کر گلے لگایا ہے اور تم شوہر بن کر گلے لگنے آ گئے ہو۔ وہ ڈیگر اینڈ ڈیگر میرے دماغ میں چپ چاپ رہ کر میرے خیالات پڑھتے رہتے ہیں۔ انھوں نے سُپر ماسٹر کو بتایا ہو گا کہ میں نے علی کو بیٹا تسلیم کیا ہے تو اب وہ تمھیں بھیج کر دوسری چال چل رہا ہے۔"

"تم جو کچھ کہہ رہی ہو، یہ میرے لیے نئی اطلاعات ہیں۔ میں نہیں جانتا تھا کہ تمھارا برین واش کیا گیا ہے اور تم پچھلی تمام محبتوں اور رشتوں کو بھول چکی ہو۔ ویسے تم نے علی کو بیٹا تسلیم کر کے دانشمندی کا ثبوت دیا ہے۔ وہ دشمنوں سے نمٹ کر تمھارے پاس آئے گا تو تمھاری آنکھوں کے سامنے مجھے بابا کہہ کر میرے گلے لگے گا۔"

پھر میں نے چونک کر کہا "اوہ خدایا! میں تمھیں پا کر تھوڑی دیر کے لیے بھول گیا کہ بیٹا دشمنوں کے مقابلے میں تنہا ہے۔ ٹھہرو، میں ابھی آتا ہوں۔"

میں نے اس افسر کی آواز اور لہجے کو یاد کیا جس نے علی کو وارننگ دی تھی۔ میں اس کے دماغ میں پہنچ کر ان فوجیوں کو جہنم میں پہنچانا چاہتا تھا لیکن رسونتی نے جھنجوڑ کر کہا "ارے! تم نے ابھی کہا تھا، ابھی جا رہے ہو۔ جاتے کیوں نہیں؟"

میں نے کہا "جانے کا مطلب ہے، میں خیال خوانی کے ذریعے جا رہا ہوں۔"

"کبھی تمھارے خاندان میں بھی کسی نے خیال خوانی کی ہے۔ خواہ مخواہ مجھ پر رعب نہ ڈالو۔ اوہ گاڈ! میں بھی فضول باتیں کر رہی ہوں۔ میں آخری بار سمجھاتی ہوں، مجھے الگ کر دو اور دوسری شاخ پر چلے جاؤ، نہیں تو..."

"نہیں تو میرے دماغ میں زلزلہ پیدا کر دو گی۔ تم ایسا کرنے کی کوشش کر چکی ہو مگر بیماری کے باعث کمزور پڑ گئی ہو۔ بہرحال یہاں سنبھل کر بیٹھو۔"

میں نے اسے اپنی جگہ سنبھال کر بٹھایا پھر دوسری شاخ پر اچھی طرح جم کر بیٹھنے کے بعد اس افسر کے پاس پہنچ گیا۔ پہلے معلوم کیا میرا بیٹا کہاں ہے؟ اسے معلوم نہیں تھا۔ وہ سب اعلیٰ بی بی کو گھیرنے کی کوششیں کر رہے تھے۔ میں بیٹے کے پاس نہیں گیا۔ اوّل تو وہ سانس روک لیتا۔ پھر یہ بتانے کا موقع نہیں تھا کہ میں مُردہ تھا، زندہ کیسے ہو گیا؟ وہ یقین کیے بغیر مجھے دماغ میں آنے نہ دیتا۔

افسر کی سوچ بتا رہی تھی کہ اعلیٰ بی بی فائرنگ نہیں کر رہی تھی۔ چھپ کر تیر چلاتی تھی پھر جگہ تبدیل کر لیتی تھی اس طرح اس کا سراغ نہیں مل رہا تھا۔ کبھی کبھی وہ دستی بم پھینکتی تھی جس کے نتیجے میں کئی جوان بیک وقت ہلاک ہو جاتے تھے۔

میں اس افسر کے ذریعے دوسرے جوانوں کے پاس پہنچ کر انھیں آپس میں لڑانے لگا۔ ایسا ہی ایک جوان اتفاق سے اعلیٰ بی بی کے قریب پہنچ گیا۔ وہ اس سے بے خبر تھی۔ گھاس پر اوندھے منہ رینگتی جا رہی تھی۔ فوجی جوان نے اس کا نشانہ لیا۔ میں نے اس کے دماغ پر قبضہ جما لیا۔ اس کی زبان سے کہا "اعلیٰ بی بی!"

وہ ایک دم سے اچھل کر قلابازی کھاتی ہوئی دوسری طرف گئی پھر جوان پر گولی چلا دی۔ میں اس کے انداز کو سمجھتا تھا اس لیے جوان کو بچا کر درخت کی آڑ میں لے گیا۔ پھر بولا "اب گولی نہ چلانا۔ میں فرہاد ہوں۔ یہ سپاہی میری خیال خوانی کی مٹھی میں ہے۔"

وہ گھاس پر لڑھکتی ہوئی نظروں سے اوجھل ہو گئی تھی۔ اوس میں بھیگی ہوئی چاندنی میں چار چھ گز تک کچھ نظر آتا تھا۔ پھر دھندلکے میں سب کچھ اوجھل ہو جاتا تھا۔ میں نے کہا "یقین کرو میں فرہاد علی تیمور ہوں۔ دشمن ہوتا تو تمھیں مخاطب نہ کرتا، فوراً گولی مار دیتا۔"

اس کی آواز آئی "اگر فرہاد ہو تو فوجی جوان کو ہتھیاروں سے خالی کرو، تب میں سامنے آ کر تم سے بات کروں گی۔"

میں نے اس جوان کے تمام ہتھیار پھینک دیے۔ اس کے دونوں ہاتھ اٹھا دیے۔ پھر اُسے چلاتا ہوا درخت کے پیچھے سے نکال لایا۔ اسے آواز دی "اعلیٰ بی بی! تمھارا فرہاد موت سے پیچھے لڑ کر پھر واپس آ گیا ہے۔ میرے سامنے آؤ۔ میری روداد سُن کر تم حیران رہ جاؤ گی۔"

"تم نہ سناؤ۔ میں ننھے بچوں کو سنایا کروں گی۔ وہ قبر سے واپس آنے والے فرہاد کو ڈریکولا سمجھ کر خوب ہنسیں گے مگر افسوس تمھاری موت پر رونے والا یہاں کوئی نہیں ہے۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی ایک تیر سنسناتا ہوا آیا۔ تیر اس کے جسم کے اندر آیا، میں اس کے دماغ سے باہر ہو گیا۔ میری خوش فہمی ختم ہو گئی۔ اعلیٰ بی بی نے مجھ پر بھروسا نہیں کیا تھا۔ اس نے طنزیہ انداز میں کہا تھا کہ میں ڈریکولا کی بچگانہ کہانی سنا رہا ہوں۔ واقعی دنیا والے اتنی آسانی سے میری حیاتِ نو کو تسلیم نہیں کر سکتے تھے۔ میرے اپنوں کو رفتہ رفتہ یقین آنے والا تھا۔

بہرحال وہ گم ہو گئی تھی۔ میں پھر اُسے یقین دلانے کے لیے نہیں جا سکتا تھا۔ اسی افسر کے ذریعے دوسرے جوانوں کے پاس جا کر اپنے بیٹے کی مصیبتیں کم کرنے لگا۔ وہاں گولہ بارود کے ذخیرے میں زبردست دھماکے ہوئے تھے جن کی آوازیں رات کے سناٹے میں تمام سرحدی چوکیوں تک گئی ہوں گی۔ ہر سمت سے فوجی بھاگے چلے آ رہے ہوں گے۔ دوسری صبح یہاں حدِ نظر تک فوجی ہی فوجی دکھائی دیں گے۔ پھر یہاں سے ہم سب کا نکلنا ممکن نہیں ہو گا۔

دانشمندی یہ ہوتی کہ ہم رسونتی کو یہاں سے جلد از جلد لے جاتے۔ اس کے لیے لازمی تھا کہ میں علی کے پاس جا کر اسے باتیں کرنے پر مجبور کرتا۔ ایسے ہی وقت مجھے علی کی آواز سنائی دی۔ میں چونک کر دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ درخت کے نیچے سے آواز آ رہی تھی "ماما! میں آ رہا ہوں۔ آپ کو نیچے اُتاروں گا۔"

رسونتی نے کہا "بیٹے! سوچ سمجھ کر آؤ۔ یہاں میرے قریب ایک شخص ہے۔ خود کو فرہاد علی تیمور کہتا ہے۔ کیا اس پر بھروسا کرو گے؟"

علی نے درخت پر چڑھتے ہوئے کہا "اتنا بڑا جھوٹ بولنے والا دشمن ہی ہو سکتا ہے لیکن آپ کی سلامتی بتا رہی ہے کہ اس دشمن سے سمجھوتا ہو سکتا ہے۔"

میں نے کہا "بیٹے! مجھے آواز اور لہجے سے پہچانو۔ پینسل ٹارچ کی روشنی میں چہرہ دیکھو گے تو حیران رہ جاؤ گے۔ خدا نے تم لوگوں کے لیے مجھے زندہ رکھا ہے۔"

اس نے کہا "ازل سے اب تک خدا نے کسی بچے کے باپ کو دوبارہ زندہ نہیں کیا۔ میں کوئی اسپیشل بچہ ہوں جس کے لیے فرہاد علی تیمور کو دوبارہ زندہ کیا گیا ہے۔ کیا تم کوئی عقل کی بات کرو گے؟"

عقل کی بات یہی تھی کہ میں خود کو ابھی فرہاد نہ کہتا۔ میری آواز اور لہجے کی نقل کرنے والے بہت تھے۔ پلاسٹک سرجری کے ذریعے میرا چہرہ بھی بنایا جا سکتا تھا۔ کوئی بھی خیال خوانی کرنے والا دشمن فرہاد بن کر

انھیں دھوکا دے سکتا تھا۔ لہٰذا رفتہ رفتہ ہی انھیں یقین دلایا جاسکتا تھا۔

وہ اپنی ماں کے پاس پہنچا پھر اچھل کر میری شاخ پر آگیا۔ سخت لہجے میں بولا۔ "میرے پاس وقت نہیں ہے۔ تم نے میری مرضی کے خلاف کوئی حرکت کی تو چشم زدن میں گولی ماردوں گا۔ اپنے ہاتھ اوپر والی شاخ پر رکھو۔"

اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔ میں نے ہاتھ اوپر کیے۔ اس نے میری گود سے ہتھیار اٹھا کر نیچے پھینک دیے۔ پھر کہا۔ "میں اپنی ماں کو لے جارہا ہوں۔ تم یہیں بیٹھے رہو گے۔ اگر پاپا کی طرح ٹیلی پیتھی جانتے ہو تو اپنے سپر ماسٹر یا یہودی تنظیم والوں سے کہو کوئی دوسری چال چلے۔"

وہ رسونتی کو ایک شاخ پر اتارتے ہوئے سنبھال کر نیچے لے جاتے ہوئے بولا۔ "میری ماما دیر تک تمہاری پناہ میں رہی تھیں اس لیے تمھیں زندہ چھوڑ کر جارہا ہوں۔ نیچے پڑے ہتھیار ساتھ لے جاؤں گا۔ میرا تعاقب نہ کرنا ایک جان ہے اسے سنبھال کر رکھو۔"

وہ ماں کے ساتھ نیچے پہنچ گیا۔ میرے ہتھیار اٹھا لیے۔ پھر جانے لگا۔ میں نے کہا۔ "بیٹے! مجھے ساتھ آنے دو۔ یہاں چھوڑ کر جاؤ گے تب بھی تمہاری ماں کے بیمار دماغ میں موجود رہوں گا۔"

علی جاتے جاتے رک گیا۔ ریوالور نکال کر اوپر دیکھنے لگا۔ میں نظر نہیں آرہا تھا۔ اس نے کہا۔ "اس کا مطلب ہے تم واقعی ٹیلی پیتھی جانتے ہو اور ماما کے دماغ میں آکر مصیبت بنتے رہو گے۔"

یہ کہتے ہی اس نے گولی چلائی۔ خدا کا شکر ہے گھنا درخت تھا۔ میرے اور اس کے درمیان اتنی شاخیں اور پتیاں تھیں کہ نہ وہ مجھے دیکھ سکتا تھا نہ گولیاں سیدھی میری طرف آسکتی تھیں۔ البتہ شامت آتی تو میں پکے ہوئے پھل کی طرح ایک ہی گولی میں نیچے آسکتا تھا۔

میں نے کہا۔ "بیٹے! یہ ظلم نہ کرو۔ اس بات کا تو خیال کرو میں نے تمہاری ماں کو یہاں بڑے پیار سے رکھا تھا۔"

یہ کہتے ہی میں نے رسونتی کی سوچ پڑھی۔ وہ پیار کے تصور سے جھینپ رہی تھی۔ اس بات کا بھی برا ماننا چاہتی تھی لیکن دل اس کی مرضی کے خلاف دھڑک رہا تھا اور اسے بھولی بسری ہوئی آرزوؤں کی طرف دھکیل رہا تھا۔ وہ بولی۔ "بیٹے! اسے چھوڑ دو۔ میرا دل کہتا ہے وہ ہمیں نقصان نہیں پہنچائے گا۔"

"ماما! یہ دشمن کا آدمی ہے۔"

"جو بھی ہے کیا اس گھنے درخت میں اس کا صحیح نشانہ لے سکو گے یا اسے ہلاک کرنے دوبارہ اوپر جاؤ گے؟ فوجی یہاں کسی وقت بھی آسکتے ہیں۔"

بات معقول تھی۔ وہ میرے پیچھے وقت ضائع نہیں کرسکتا تھا۔ اس نے کہا۔ "ماما کی سفارش پر تمھیں چھوڑ رہا ہوں۔ درخت کے نیچے کہیں بھی نظر آؤ گے تو گولی ماردوں گا۔"

"یہ کیا بات ہوئی؟ درخت کے نیچے جہاں بھی زمین ہے وہ تمہارے باپ کی ہے؟ کیا میں کہیں نظر نہیں آسکتا؟ ایک مقدر نے پابند کیا ہے، دوسرے تم کر رہے ہو۔ تمہاری ایسی کی تیسی۔ تم نے پہلے بھی اپنے باپ کی مدد کبھی نہیں کی مگر میں اپنی شریکِ حیات کے تو کام آسکتا ہوں۔"

میں نے رسونتی کے ذریعے دیکھا وہ دور جاچکا تھا۔ اولاد کی ناقدری کے متعلق کبھی سوچا بھی نہیں تھا!

ٹرین اپنی تیز رفتاری سے آخری اسٹیشن کی طرف جارہی تھی۔ فولادی اجنبی نے پارس سے کہا۔ "مسٹر اسٹون مارک! اس وقت تم ہی کچھ سنبھال سکتے ہو۔"

"بات کیا ہے؟" پارس نے پوچھا۔

"کچھ لوگ میری محبوبہ کو اغوا کرکے لے جارہے ہیں۔ پلیز میرے ساتھ کیبن تک چلو۔"

وہ اجنبی کے ساتھ تیزی سے چلتا ہوا مختلف بوگیوں کی راہداری سے گزرتا ہوا آخری بوگی میں آیا۔ پھر بولا۔ "یہ ٹرین کا آخری حصہ ہے۔ تمہاری محبوبہ کس کیبن میں ہے؟"

"ہم آخری ڈبے کے کیبن میں تھے مگر یہ وہ آخری ڈبا نہیں ہے۔"

ایک مسافر نے کہا۔ "مسٹر! پچھلے اسٹیشن پر آخری بوگی کو کاٹ کر الگ کردیا گیا ہے۔ اگر تمہاری گرل فرینڈ پیچھے رہ گئی ہے تو صبر کرو۔ اگلے اسٹیشن سے واپس جاکر اپنی محبوبہ سے مل سکو گے۔"

پارس نے تائید میں سر ہلاکر کہا۔ "ہاں! اب یہی ہوسکتا ہے۔ ٹرین جس اسٹیشن پر رکے گی تم اتر جانا۔ ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر پچھلے اسٹیشن جاؤ گے تو وہ مل جائے گی۔"

"تم بھی میرے ساتھ چلو گے۔"

"میں؟ لیکن میں تو دوسرے ملک جارہا ہوں۔ روم میں اپنے قبیلے والوں سے جاکر ملنے کے لیے بے چین ہوں۔"

"پلیز! ایسی حالت میں مجھے تنہا نہ چھوڑو۔ تم نے وعدہ کیا تھا اپنے قبیلے والوں سے مجھے ملاؤ گے۔ تم نے اپنے قبیلے کا نام کیا بتایا تھا؟"

"چھانگا مانگا قبیلہ مگر اس کے لیے آگے روم جانا ہوگا اور تم پیچھے جانے کو کہتے ہو۔"

وہ پریشان ہوکر ایک سیٹ پر بیٹھ گیا۔ پھر بولا۔ "لڑکی سے تو بعد میں بھی مل سکتا ہوں۔ مجھے تمہارے ساتھ روم جاکر اپنے لوگوں کو تلاش کرنا چاہیے لیکن میری کھوپڑی الٹی ہے۔ دل اور دماغ اسی محبوبہ کے پاس جانے کو مجبور کر رہے ہیں۔"

"تم نے محبوبہ کو جانے کیوں دیا تھا؟"

"وہ خود ضروری کاغذات لانے کیبن میں گئی تھی۔ بہت دیر ہوگئی

تو اس نے میرے دماغ میں آکر۔۔۔"

وہ بولتے بولتے رک گیا۔ پھر بولنے کی کوشش کی مگر بول نہ سکا۔ کوئی طاقت اسے روک رہی تھی۔ پھر میڈونا کی آواز دماغ میں سنائی دی۔ وہ کہہ رہی تھی۔ "تم بالکل احمق ہو۔ اسٹون مارک (پارس) کو یہ کیوں بتا رہے ہو کہ میں تمہارے دماغ میں آتی ہوں؟ دیکھو پہلے کی طرح زبان سے نہیں سوچ کے ذریعے جواب دو۔"

وہ سوچ کے ذریعے بولا۔ "تم اسٹون مارک پر خواہ مخواہ شبہ کر رہی تھیں۔ یہ جاسوس نہیں ہے۔ میں اس کے ذریعے تمہارے پاس آسانی سے پہنچ جاؤں گا۔ ورنہ اگلے اسٹیشن پہنچ کر ٹیکسی کہاں تلاش کروں؟ ٹیکسی والے کو کہاں جانے کے لیے کہوں؟ تمھیں پتا ہے میں اس دنیا کی بہت سی باتیں نہیں جانتا۔"

پارس سمجھ رہا تھا کہ اجنبی کسی ٹیلی پیتھی والے سے گفتگو کر رہا ہے کیونکہ میڈونا کو اعصابی کمزوری میں مبتلا کرکے خیال خوانی کے قابل نہیں چھوڑا گیا تھا۔ پارس کی پلاننگ کے مطابق وہ خفیہ پولیس کی حراست میں پیرس واپس جارہی تھی۔

یعنی اب اجنبی کے دماغ میں میڈونا نہیں کوئی اور بھی آیا تھا۔ یقین کے ساتھ سپر ماسٹر کا کوئی خیال خوانی کرنے والا تھا اور میڈونا کے لہجے میں بول رہا تھا۔ یہ بھید کھل چکا تھا کہ اجنبی کے پیچھے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا چھپا ہوا ہے۔ وہ بولتا نہیں تھا۔ اب تک چپ چاپ اس اجنبی کو کھلونے کی طرح چلاتا آرہا تھا۔ اب بھی شاید نہ بولتا لیکن میڈونا کو اغوا کرنے کا منصوبہ اچانک خاک میں ملتے دیکھ کر وہ اجنبی کو جلد سے جلد واپس میڈونا کے پاس پہنچانا چاہتا تھا۔

پارس نے انجان بن کر اجنبی سے پوچھا۔ "تم بہت زیادہ پریشان ہوکر باتیں کرتے کرتے کہیں کھو جاتے ہو۔ ابھی تم کہنے جارہے تھے۔ اس نے تمہارے دماغ میں آکر کچھ کہا تھا۔ کیا ٹیلی پیتھی کا چکر ہے؟"

وہ بولا۔ "پتا نہیں کیوں تم مجھے پہلی ملاقات سے بہت اچھے لگ رہے ہو۔"

"اگرچہ وہ منع کر رہی ہے مگر میں ضرور بتاؤں گا وہ ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔ اس نے میرے دماغ میں آکر بتایا تھا کہ کچھ لوگ اسے اغوا کرکے لے جارہے ہیں۔"

پارس نے حیرانی ظاہر کی۔ "اوہ گاڈ! اس سے فوراً معلوم کرو۔ اسے کون لے جارہا ہے؟"

اس کے دماغ میں آنے والے نے کہا۔ "یہ لوگ آخری بوگی کاٹ کر لے جارہے ہیں۔ اس کا مطلب ہے یہ سرکاری لوگ ہیں۔"

اجنبی نے دماغ میں بولنے والے کو میڈونا سمجھ کر کہا۔ "میری جان! تم دوسرے دماغوں میں جاکر غلط معلومات حاصل کرتی ہو۔ پہلے بے چارے اسٹون مارک (پارس) کو جاسوس کہہ دیا۔ جبکہ یہ اچھا دوست ثابت ہو رہا ہے۔ اب بھی تمھیں سرکاری لوگ اٹھا کر نہیں لے جارہے ہوں گے۔ ان کے دماغوں کو اچھی طرح پڑھو۔"

دماغ میں کہا گیا۔ "میں اچھی طرح پڑھ چکی ہوں۔ تم وعدہ کرو، سرحد پار نہیں جاؤ گے، میرے پاس آؤ گے۔"

"میں تمہارے پاس بعد میں بھی آسکتا ہوں، پہلے روم جاکر اپنے لوگوں سے ملنے دو۔ میں وعدہ کرتا ہوں وہاں جیسے ہی پچھلی زندگی یاد آئے گی میں تمہارے پاس آجاؤں گا۔"

ان کے درمیان خیال خوانی کے ذریعے گفتگو ہو رہی تھی۔ اسی وقت آرمر نے آکر کہا۔ "میں کچھ دیر تک میڈونا کے دماغ میں رہا۔ وہ خاصی کمزور ہوگئی ہے اب اپنے اجنبی فرینڈ سے باتیں نہیں کرسکے گی۔"

"انکل! اجنبی کے دماغ میں جاکر دیکھیں، میڈونا بول رہی ہے۔"

"یہ ناممکن ہے۔ میں ابھی جاکر معلوم کرتا ہوں۔"

وہ پارس کے دماغ سے نکل کر اجنبی کے اندر پہنچا پھر حیران رہ گیا۔ میڈونا کی آواز اور لہجہ سنائی دے رہا تھا۔ وہ بولا۔ "ہیلو میڈونا! تم کس حساب میں بول رہی ہو۔ جبکہ ہم نے تمھیں خیال خوانی کے قابل نہیں چھوڑا؟"

اجنبی کے دماغ میں بولنے والا چپ ہوگیا تھا اور اجنبی حیرانی سے بول رہا تھا۔ "مسٹر اسٹون مارک (پارس) میڈونا اچانک چپ ہوگئی۔ ابھی کوئی دوسرا بول رہا تھا۔ کہہ رہا تھا میڈونا خیال خوانی کے قابل نہیں رہی۔ یہ میڈونا کون ہے؟"

پارس نے کہا۔ "پتا نہیں تم کیا کہتے ہو، کس کے بارے میں کہتے ہو۔ تمہاری بہت سی باتیں سمجھ میں نہیں آتی ہیں۔"

آرمر نے سوچ کے ذریعے کہا۔ "میرے معصوم اجنبی! تم چالبازوں کی دنیا میں پتا نہیں کہاں سے آگئے ہو جسے تم اسٹون مارک کہہ رہے ہو، وہ بے چارہ انسانوں کے اندر کا حال نہیں جانتا۔ میڈونا وہی لڑکی ہے جو تم سے مارتھا اسمتھ بن کر ملتی رہی ہے۔ وہ تمھیں اپنا غلط نام بتا رہی تھی۔ اس طرح ابھی کوئی میڈونا یا مارتھا بن کر تمہارے اندر بول رہا تھا۔ تمھیں سب الو بنا رہے ہیں۔"

اجنبی نے پوچھا۔ "تم کون ہو؟"

آرمر نے کہا۔ "میں دوست ہوں۔ سیدھی اور صاف بات بتانے آیا ہوں کہ اب تمھیں پیرس واپس نہیں جانے دیا جائے گا۔ کیونکہ تمہارے دماغ میں چھپ کر رہنے والا، ابھی عورت کی آواز میں بولنے والا تمہارے ذریعے میڈونا کو اغوا کرانا چاہتا ہے اور ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے۔ ابھی تمھیں جبراً سرحد پار بھیجا جائے گا۔"

اجنبی نے خوش ہوکر کہا۔ "تم میرے دل کی بات کہہ رہے ہو مگر تم ایک بات نہیں جانتے۔ مارتھا اسمتھ جسے تم میڈونا کہتے ہو اسے کوئی میرے ذریعے اغوا نہیں کرا رہا ہے۔ وہ میری گرل فرینڈ ہے۔ اپنی

مرضی سے میرے ساتھ روم جانا چاہتی ہے۔"

"اجنبی! تم بہت بھولے ہو۔ جب اس دنیا میں آ ہی گئے ہو تو اچھے اور بُرے لوگوں کو سمجھنے کی کوشش کرتے رہو۔ میڈونا ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔ اس دنیا کی سپر طاقتوں کو ٹیلی پیتھی کے ہتھیاروں کی سخت ضرورت ہے۔ تم سمجھتے ہو، میڈونا اپنی مرضی سے تمھارے ساتھ آ رہی تھی۔ میڈونا بھی یہی سمجھتی رہی لیکن تمھارے دماغ میں چھپا ہوا شخص جو ابھی میڈونا کی آواز میں تمھیں اُلّو بنا رہا تھا، وہ تم دونوں کو عاشق اور معشوق کے چکر میں ڈالے ہوئے تھا اور عشق کا کھیل کھلاتے ہوئے میڈونا کو سرحد پار لے جانا چاہتا تھا مگر ناکام ہو گیا۔ فرانس کی پولیس میڈونا کو گرفتار کر کے لے گئی ہے۔"

"کہاں لے گئی ہے؟"

"مجھے افسوس ہے، میں نہیں بتا سکتا۔ تمھارے دماغ میں رہنے والا شخص بھی میڈونا کے دماغ میں جاتا رہے گا اور ناکام آتا ہو گا۔ کیونکہ اس کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہے۔ وہ کسی کو سوچ کے ذریعے نہیں بتا سکتی کہ اُسے کہاں لے جایا جا رہا ہے۔"

اجنبی نے پوچھا "میرے دماغ میں رہنے والے کا نام کیا ہے؟ کیا وہ مجھ سے دوستی کرے گا؟"

"جو اب تک چھپ کر تمھیں اپنی مرضی کے مطابق چلاتا رہا، وہ بھلا کیا دوستی کرے گا۔ صرف دھاندلی کرے گا۔ تمھیں اپنا آلۂ کار بنا کر رکھے گا۔ ذرا عقل سے سوچو، اس سے دوستی کیوں کرنا چاہتے ہو؟"

"میں سوچتا ہوں، پتا نہیں وہ کب سے میرے دماغ میں رہتا آیا ہے۔ شاید اس سے پہلے بھی رہتا ہو جب میں بے ہوشی کی حالت میں پولیس والوں کو ملا تھا۔ وہ ضرور میری پہلے کی زندگی کو جانتا ہو گا۔"

"یہ تم عقلمندی سے سوچ رہے ہو۔ بے شک وہ تمھارے ابتدائی حالات جانتا ہے۔ تمھارے دوست احباب، عزیز و اقارب کون ہیں، تم کس ملک سے تعلق رکھتے ہو؟ تمھارا یہ غیر معمولی جسم کس طرح جدید طبّی سائنس کی تجربہ گاہوں سے گزر کر آیا ہے؟ یہ تمام باتیں وہ جانتا ہے مگر اس نے تمھیں کچھ نہیں بتایا۔ وہ پچھلے تین دنوں سے تمھیں بھٹکاتا آ رہا ہے اور میڈونا کے ساتھ گناہوں کا کھیل کھلاتا آ رہا ہے تاکہ تم اسے فرانس کی سرحد سے باہر نکال لاؤ۔ اُسے صرف اپنی غرض سے کام ہے۔ تمھارے بھٹکنے کی پروا نہیں ہے۔ تم اپنوں سے ملنے کے لیے تڑپ رہے ہو مگر وہ تم سے ہمدردی نہیں کر رہا ہے۔"

وہ ایک گہری سانس لے کر بولا "تم اُن تمام پہلوؤں پر روشنی ڈال رہے ہو جن پر مجھے پہلے ہی غور کرنا چاہیے تھا۔ میں ایسے دشمن کو دوست نہیں سمجھوں گا۔ لیکن میں کیا کروں؟ وہ میرے اندر چھپ کر بیٹھا رہتا ہے۔ میں اسے باہر کیسے نکالوں؟"

"وہ چھپ کر رہتا ہے۔ مگر تم اسے محسوس نہیں کرتے۔ اس کے علاوہ کوئی بھی آئے تو تم دماغ پر بوجھ محسوس کرنے لگتے ہو۔ یہ تنویمی عمل کا نتیجہ ہے۔"

"تنویمی عمل کیا ہوتا ہے؟"

"انسان کے دماغ کو کنٹرول کرنے کا ایک مخصوص عملی طریقہ ہے۔ اس کے ذریعے اس نے تمھارے دماغ میں یہ بات نقش کر دی ہے کہ تم اس کی سوچ کی لہروں کو کسی حال میں محسوس نہیں کرو گے۔ باقی تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بوجھ سمجھا کرو گے۔ اُس عامل نے تمھیں مجبور بنا کر رکھا ہے۔"

"تم بہت دانشمندی کی باتیں کرتے ہو۔ مجھے اس سے بچنے کا کوئی طریقہ بتاؤ؟"

"اگر تم کبھی ایسی بات محسوس کرو جو تمھارے مزاج کے خلاف ہو اور تم اس پر عمل کرنے پر مجبور ہو رہے ہو تو فوراً سا..."

اس نے اچانک سانس روک لی۔ آرمر دماغ سے باہر آیا۔ یوں گیا کہ دماغ میں چھپنے والے دشمن نے اُسے سانس روکنے پر مجبور کیا تاکہ آرمر اسے بچاؤ کی تدبیر نہ بتا سکے۔ اس نے یہ بات پارس کو بتائی۔ اس نے کہا "انکل! یہ اجنبی ہماری محبت اور تعاون کا مستحق ہے۔ آپ پھر اس کے پاس جائیں۔"

آرمر نے اس کے دماغ میں آ کر پوچھا "تم نے اچانک سانس کیوں روک لی تھی؟"

"پتا نہیں۔ ایسا بے اختیار کیا تھا۔ تم کیوں چلے گئے تھے؟"

آرمر کے جواب دینے سے پہلے پھر اس نے سانس روک لی۔ وہ چند سیکنڈ بعد گیا۔ اجنبی گہری گہری سانس لیتے ہوئے سوچ رہا تھا "مجھے کسی کو دماغ میں آ کر بولنے کا موقع نہیں دینا چاہیے۔ ابھی جو شخص بول رہا تھا، وہ مجھے بہکا رہا تھا۔ اُلّو بنا رہا تھا۔ بھلا میرے اندر کون کیا کر رہا ہے گا۔ یہ بے تکی باتیں ہیں۔"

آرمر نے کہا "یہ تمھاری اپنی سوچ نہیں ہے۔ تمھارے دماغ میں وہی چھپا ہوا شخص بول رہا ہے۔ مجھے تمھارے پاس سے بھگانے کے لیے اس نے تمھیں دو بار بے اختیار سانس روکنے پر مجبور کیا۔ ہوشیار! وہ اب بھی یہی کرے گا۔ سانس روکنے سے کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا دماغ کے باہر چلا جاتا ہے۔ وہ چھپنے والا ابھی تھوڑی دیر کے لیے باہر جاتا ہو گا۔ میں تمھیں یہی سمجھانا چاہتا تھا کہ تمھارے مزاج کے خلاف کوئی بات ہو تو سانس روک لیا کرو۔ وہ چھپنے والا عامل تمھیں شدت سے کسی بات پر مجبور نہیں کر سکے گا۔"

اجنبی نے کہا "ابھی میں شدت سے محسوس کر رہا ہوں کہ مجھے سانس روکنا چاہیے لیکن میں پہلے کی طرح بے اختیار ایسا کروں گا تو تم باہر چلے جاؤ گے۔"

"یہ جو تم شدت سے سانس روکنے والی بات محسوس کر رہے ہو، یہ اسی شیطان عامل کی شرارت ہے۔ وہ نہیں چاہتا، میں تم سے بات

کرنا تمھاری سانس روک کر وہ مجھے بھگانا چاہتا ہے۔"

"میرے دوست! تم کون ہو؟ تم نے مجھے بہت سی عقل کی باتیں بتائی ہیں۔"

"میرا نام آرمر ہے۔ اس دنیا کے بُرے سے بُرے لوگ بھی میری تین خوبیوں کو تسلیم کرتے ہیں۔ ایک یہ کہ میں خدا سے ڈرتا ہوں، اس لیے جھوٹ نہیں کہتا اور کسی کو فریب نہیں دیتا۔ دوسری خوبی یہ کہ میں دشمنوں سے بھی محبت کرتا ہوں، ان سے بھی جھوٹ نہیں بولتا۔ تیسری خوبی یہ کہ میں نے آج تک ایک چیونٹی بھی نہیں ماری۔ انسان کو مارنا تو دور کی بات ہے، اس کا دل دُکھانا بھی گناہِ عظیم سمجھتا ہوں۔"

"کیا تم اسی دنیا کے آدمی ہو؟ تین دن سے میں جھوٹ اور مکاریاں دیکھ رہا ہوں۔"

"ہاں میرے معصوم دوست! مجھے اندیشہ ہے تمھاری معصومیت یہاں رفتہ رفتہ ختم ہو جائے گی اور تم بڑے بڑے نقصانات اٹھا کر غیظ و غضب میں انسان سے درندے بن جاؤ گے۔ میری نصیحت ہے کبھی غصے میں نہ آیا کرو۔ غصہ انسان کو شیطان بنا دیتا ہے۔ عقل چھین کر سر میں پتھر رکھ دیتا ہے پھر آدمی اس پتھر سے دوسروں کو مارتا رہتا ہے۔"

اسی وقت مسلح فوجی جوان کمپارٹمنٹ میں آ گئے۔ ان کے افسر نے مسافروں سے کہا "آخری اسٹیشن آ رہا ہے۔ گاڑی رکنے سے پہلے آپ لوگ دوسرے کمپارٹمنٹ میں چلے جائیں۔"

مسافر اپنی اپنی جگہ سے اُٹھ کر سامان اُٹھانے لگے۔ اجنبی بھی اُٹھنا چاہتا تھا، افسر نے قریب آ کر کہا "تم یہاں بیٹھو، میں کچھ ضروری باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"

اجنبی نے کہا "تمھارے سوال سے پہلے بتا دوں کہ میری کوئی شناخت نہیں ہے اور میرے پاس پاسپورٹ اور دوسرے ضروری کاغذات نہیں ہیں۔"

"یہ ہمیں معلوم ہے۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ تم جسمانی طور پر ایک عجیب و غریب انسان ہو۔ بندوق کی گولیاں تم پر اثر نہیں کرتی ہیں۔ تمھارے جیسے شخص کو وحشی اور درندہ ہونا چاہیے۔ اس کے برعکس تم نہایت رحم دل ہو اور عورتوں کا بے حد احترام کرتے ہو۔"

"یہ جانتے ہوئے بھی کہ میں اہم کاغذات کے بغیر سرحد پار کرنے والا تھا، آپ لوگ میری اتنی عزت کر رہے ہیں۔ تھوڑی دیر پہلے ایک ا... آدمی میرے دماغ میں آ کر سمجھا رہا تھا کہ مجھے کبھی غصے میں نہیں آنا چاہیے اور اپنی معصومیت کو برقرار رکھنا چاہیے۔ اسی معصومیت کی بدولت آپ لوگ میری عزت کر رہے ہیں۔"

افسر نے کہا "مسٹر آرمر! ہمارے ہی آدمی ہیں۔ ہم تمھیں آئندہ نقصانات اور فریب سے بچانے کے لیے یہ پاسپورٹ اور اہم کاغذات لائے ہیں۔ انھیں کھول کر دیکھو۔"

اس نے پاسپورٹ کھول کر دیکھا۔ اس میں اس کی اپنی تصویر تھی۔ وہ پاسپورٹ حکومت فرانس کی طرف سے جاری کیا گیا تھا۔ افسر نے ایک سرکاری کاغذ کھول کر دکھاتے ہوئے کہا "اس کاغذ کی رو سے تم فرانس کے باشندے اس وقت تک ہو جب تک تمھاری پچھلی صحیح شہریت معلوم نہیں ہو گی۔ اس پاسپورٹ کے مطابق تم سرحد پار اٹلی کے مختلف شہروں میں جا رہے ہو۔ اگر تمھیں اپنی اصلیت معلوم نہیں ہو گی، تمھارے اپنے لوگ نہیں ملیں گے تو تم جب چاہو گے ہمارے ملک میں واپس آ جاؤ گے۔ تمھیں سرکاری طور پر یہاں رہائشی سہولتیں فراہم کی جائیں گی۔ اور یہ پرچی تم اٹلی کے جس قومی بینک میں لے جاؤ گے تمھیں پچیس ہزار ڈالر مل جائیں گے۔"

افسر اُسے تمام باتیں سمجھا رہا تھا اور دماغ میں بار بار یہ بات پیدا ہو رہی تھی کہ اُسے سرحد پار نہیں جانا چاہیے۔ پیرس واپس جا کر میڈونا کو رہائی دلانا چاہیے۔

آرمر نے کہا "میرے اجنبی دوست! تمھیں عزت اور احترام سے ایک ملک کی شہریت دی جا رہی ہے اور تمھارے دماغ میں چھپا ہوا عامل تمھیں غلط انداز میں سوچنے پر مجبور کر رہا ہے۔"

اجنبی کے دماغ میں سوچ پیدا ہوئی "اگر میں غلط سوچ رہا ہوں اور یہ لوگ میرے ہی ہمدرد ہیں تو انھوں نے میری محبوبہ کو گرفتار کیوں کیا ہے۔ اُسے میرے ساتھ سرحد پار جانے کیوں نہیں دیتے؟"

آرمر نے کہا "ہم اسے جانے دیں گے لیکن اُس شیطان عامل کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ ہم نے میڈونا کے دماغ کو کمزور بنا دیا ہے۔ وہ خیال خوانی نہیں کر سکے گی۔ وہ اجنبی کے ساتھ رہے گی لیکن ہمارے جاسوس ہر ہفتے اس کے جسم میں بڑی رازداری سے اعصابی کمزوری کی دوا پہنچاتے رہیں گے۔ بولو ایسی صورت میں میڈونا کو قبول کرو گے؟"

اجنبی نے کہا "بھئی! مجھ سے کیا پوچھتے ہو، میں عورتوں کا دیوانہ نہیں ہوں۔"

آرمر نے کہا "میں تم سے نہیں چھپے ہوئے عامل سے کہہ رہا ہوں۔ دیکھو وہ خاموش ہے۔ اب دماغ میں تمھیں بھڑکانے والی کوئی بات پیدا نہیں کر رہا ہے۔"

اجنبی کے پیچھے جو بھی تھا اُسے چپ لگ گئی تھی۔ اس نے سوچا بھی نہیں ہو گا کہ میڈونا کو اغوا کرنے والا منصوبہ اس طرح ناکام ہو گا۔ سپر ماسٹر، ماسک مین اور یہودی تنظیم والوں کو معلوم تھا، میڈونا کتنے سخت پہرے میں رہتی ہے۔ وہ بظاہر آزاد گھومتی تھی لیکن خفیہ پولیس کی آنکھوں سے چھپا کر اُسے پیرس شہر سے باہر لے جانا ممکن نہیں تھا۔ کجا یہ کہ وہ پُراسرار عامل اُسے فرانس کی سرحد کے پار لے جانے کے منصوبے پر عمل کر رہا تھا۔

ابھی آرمر نے کہا تھا کہ میڈونا کو بھی اجنبی کے ساتھ سرحد پار

بھیجا جا سکتا ہے۔ آرمر جھوٹ نہیں کہتا تھا لیکن آرمر کی لاعلمی میں فرانس کی خفیہ پولیس والے سچ کو جھوٹ بنا سکتے تھے یا پارس یہ سیدھی سی چال چل سکتا تھا۔ ایک ڈمی میڈونا کو اجنبی کے ساتھ بھیج دیتا۔ یہ بتا دیا گیا تھا کہ میڈونا سے خیال خوانی کی صلاحیتیں چھین لی گئی ہیں۔ یعنی وہ واقعی ایک ڈمی ہوتی، خیال خوانی کے ذریعے دماغ میں نہ آتی۔ اس میں یہ صلاحیت ہی نہ ہوتی پھر وہ پُراسرار عامل اُسے کیوں قبول کرتا۔ اس طرح وہ بُری طرح پھنس گیا تھا۔ گلے میں ہڈی اٹک گئی تھی۔ ڈمی کو وہ نگل نہیں سکتا تھا۔ اصلی کو اُگل نہیں سکتا تھا۔ آخر وہ پریشان ہو کر سُپر ماسٹر کے پاس آ گیا۔

سُپر ماسٹر نے تمام رُوداد سُننے کے بعد پوچھا "کیا تم ٹیلی پیتھی جاننے والے کی حیثیت سے ظاہر ہو گئے ہو؟"

"جی ہاں۔ لیکن میری اپنی آواز اور لہجہ ظاہر نہیں ہوا ہے۔ وہ نہیں جانتے میں کون ہوں اور کس سے تعلق رکھتا ہوں مگر عجیب بات ہے! وہ آپ ہی سے میرا تعلق جوڑ رہے ہیں۔"

"کیا وہ سمجھ رہے ہیں کہ تم ڈیگر اینڈ ڈیگر میں سے نہیں ہو کوئی اور ہو؟"

"پتا نہیں انھوں نے اس سلسلے میں کیا رائے قائم کی ہے۔"

"یہ کسی کو معلوم نہیں ہونا چاہیے کہ ہمارے پاس ڈیگر اینڈ ڈیگر کے علاوہ دو اور خیال خوانی کرنے والے ہیں۔"

"اس کی ایک ہی صورت ہے۔ آپ کسی ایک ڈیگر کو جبریل گرانٹ (اجنبی) کے دماغ میں بھیج دیں۔ ڈیگر اس کے دماغ سے ظاہر ہو گا تو مجھ جیسے نئے ٹیلی پیتھی جاننے والے کے متعلق کوئی نہیں سوچے گا۔"

"ہم ڈیگر اینڈ ڈیگر کو بھی یہ بتانا نہیں چاہتے کہ ہمارے پاس ان کے علاوہ بھی خیال خوانی کرنے والے ہیں۔ تم خود ہی ڈیگر بن کر جبریل کے دماغ میں جاؤ۔ اس کے لہجے میں خود کو ظاہر کرو۔"

"اچھی بات ہے میں جا رہا ہوں لیکن اب میڈونا تک کیسے پہنچا جائے گا؟"

"تمھارے بیان کے مطابق اس کی آنکھوں پر پٹی باندھی گئی ہے اور اُسے ٹرین سے اُتار کر کسی ایسی گاڑی میں لے جا رہے ہیں جو ساؤنڈ پروف ہے۔ تم اس کی آنکھوں سے دیکھ نہیں سکتے کہ کہاں پہنچائی جائے گی۔ اس کے کانوں سے گاڑی کے باہر کی آوازیں نہیں سُن سکو گے اور اُسے گرفتار کر کے لے جانے والے سپاہیوں کے دماغوں تک بھی نہیں پہنچ سکو گے۔ لہٰذا صبر کرو۔ میڈونا کو کہیں ایک جگہ قیدی کی حیثیت سے پہنچنے دو۔ تب تک دوسری چال چلو۔"

وہ بتانے لگا۔ چال یہ تھی کہ روم میں اُس اجنبی کی جس کا اصل نام جبریل گرانٹ تھا تھوڑی یادداشت واپس لائی جائے اور یہ یادداشت اس کی جان سے زیادہ عزیز اس کے دل کی دھڑکنوں میں رہنے والی محبوبہ سُوسانہ واپس لائے گی۔

سُپر ماسٹر نے جبریل کا برین واش کرانے کے بعد اسے بے ہوشی کی حالت میں بڑی راز داری سے پیرس پہنچا دیا تھا لیکن اس سے پہلے سوسانہ کا تعلق پیرس سے ثابت کرنے کے تمام انتظامات کر دیے تھے۔ پیرس میں مارٹیلو ڈیسوزا نام کا ایک شخص اپنی فیملی کے ساتھ شریفانہ زندگی گزار رہا تھا۔ بیس برس پہلے اس نے نیویارک میں ایک حسینہ سے شادی کی تھی۔ یہ شادی زیادہ عرصہ قائم نہ رہ سکی۔ طلاق ہو گئی۔ اس حسینہ سے ایک بیٹی تھی جسے مارٹیلو ڈیسوزا حاصل کر کے اپنے سائے میں اس کی پرورش کرنا چاہتا تھا۔ لیکن کاروباری اُلجھن کے باعث وہ مقدمہ بازی نہ کر سکا۔ پیرس آ کر بہت مصروف ہو گیا۔ بعد میں پتا چلا وہ حسینہ اپنی بیٹی سُوسانہ کو لے کر کہیں چلی گئی ہے۔

سُپر ماسٹر کی پلاننگ کے مطابق دو ہفتے قبل اُس حسینہ کا ایک خط مارٹیلو ڈیسوزا کو ملا۔ جس میں لکھا تھا "میں اسپتال میں ہوں۔ میری زندگی کا کوئی بھروسا نہیں ہے۔ میں نے تمھاری بیٹی سُوسانہ کو تمھارے متعلق سب کچھ بتا دیا ہے۔ وہ تم سے ملنے کے لیے بے چین ہے۔ تم یہ نہ سمجھنا کہ وہ تمھاری دولت اور جائداد میں سے تمھارے دوسرے بچوں کا حق مارنے آئے گی۔ وہ خود کروڑوں کی جائداد کی مالک ہے۔ چونکہ تمھارا خون ہے لہٰذا تمھارے لیے تڑپ رہی ہے۔ یوں بھی ماں کے بعد باپ کے ہی سائے میں رہنا چاہتی ہے۔ مجھے اُمید ہے تم میری غلطی کی سزا بیٹی کو نہیں دو گے، اُسے محبت سے اپنے پاس رکھو گے۔"

مارٹیلو ڈیسوزا یہ خط پا کر خوشی سے کِھل گیا تھا۔ وہ پہلی فرصت میں نیویارک پہنچا۔ اپنی سابقہ بیوی سے ملنے اسپتال گیا۔ وہاں بیٹی کو دیکھا تو حیران رہ گیا۔ اس نے سوچا تھا ایک نازک اندام سی لڑکی ہو گی۔ ویسے تو لڑکی ہی تھی بے حد خوبصورت بھی تھی لیکن قد آور تھی بالکل بڑی لگ رہی تھی۔ بے چارہ باپ نہیں جانتا تھا کہ بیٹی برسوں پہلے مر چکی ہے اس کی سابقہ بیوی ایک ڈمی بیٹی کو پیش کر رہی ہے۔

وہ ایسا کیوں کر رہی تھی اور کون لوگ اسے ایسا کرنے پر مجبور کر رہے تھے، ان حقائق کو وہ خود نہ سمجھ سکی۔ اُسے سمجھنے کا موقع نہیں دیا گیا۔ مارٹیلو نے جس دن اپنی سابقہ بیوی سے اسپتال میں ملاقات کی اسی شام وہ مر گئی یا مار ڈالی گئی۔ مارٹیلو کے لیے یہ ثبوت کافی تھا کہ بیوی نے سُوسانہ کو بیٹی کہہ کر متعارف کرایا تھا۔ اس میں کوئی لالچ یا خود غرضی نہیں تھی کیونکہ سُوسانہ خود کروڑوں کی جائداد کی مالک تھی۔ ماں کی موت کے بعد اُس نے کہا "ڈیڈی! یہاں کچھ کاروباری معاملات ہیں جنھیں نمٹا کر آپ کے ساتھ چلوں گی۔"

مارٹیلو نے کہا "بیٹی! میں بھی کاروباری معاملات میں اُلجھا ہوا ہوں۔ میرا پیرس جانا ضروری ہے۔"

"کوئی بات نہیں آپ جائیں۔ میں آنے سے پہلے آپ کو اطلاع دوں گی۔"

وہ پیرس آ گیا۔ اپنے بچوں کو سُوسانہ کی تصویریں دکھائیں اور پروگرام بنایا کہ بیٹی کی آمد پر بہت بڑا جشن منائے گا۔ وہ اس دن کا انتظار کرنے لگا۔ سُپر ماسٹر کو بھی اُس دن کا انتظار تھا۔ پلاننگ کے مطابق اگر جبریل، میڈونا کو پھانس کر روم لے آتا تو پھر سُوسانہ کو پیرس روانہ کرنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ اب ناکامی کی صورت میں سُوسانہ کی آمد ضروری ہو گئی تھی۔

مارٹیلو ڈیسوزا کو سُوسانہ کا خط ملا کہ وہ پیرس آ رہی ہے لیکن روم کے تاریخی کھنڈرات کی سیر کرتی ہوئی آئے گی۔

پارس اُس اجنبی جبریل کے ساتھ روم پہنچ گیا۔ آرمر نے کہا "بیٹے! تم نے جو سوچا تھا وہ نہیں ہوا۔ اس کے پیچھے چھپے ہوئے لوگ اُسے واپس پیرس نہیں لے گئے۔"

"آپ کیا سمجھتے ہیں، سُپر ماسٹر میڈونا کا خیال چھوڑ دے گا؟"

"وہ خیال خوانی کی چڑیا ہے، اُسے ضرور شکار کرے گا لیکن اجنبی سے شاید کام نہیں لے گا!"

"میڈونا اس کی دیوانی ہے۔ اس کے لیے پھر زنجیریں توڑ کر فرانس سے باہر جائے گی۔ کوئی دوسرا اُسے نہیں لے جا سکے گا۔"

"تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ اجنبی اس کے پاس جائے گا اور اسے ہماری قید سے نکال کر لانے کی کوشش کرے گا؟"

"اجنبی ابھی نارمل ہے۔ میڈونا میں زیادہ دلچسپی بھی نہیں رکھتا۔ اس سے غیر قانونی اقدامات کی توقع نہیں ہے۔ اس کے باوجود میں کسی بہت بڑے اور غیر متوقع ڈرامے کا منتظر ہوں۔"

"آخر تمھارے اندر ایسی کون سی پھانس چُبھ رہی ہے؟"

"انکل! تین دن پہلے میڈونا محبت کی دیوی تھی۔ میری وفاداری کی قسمیں کھاتی تھی۔ کیا آپ سوچ سکتے تھے کہ وہ تیور بدل لے گی؟"

"مجھے افسوس ہے بیٹے!"

"مجھے افسوس نہیں ہے۔ میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وفادار کو بے وفا اور معصوم کو ظالم بنتے دیر نہیں لگتی۔ تقدیر ہمیں عجیب تماشے دکھاتی ہے۔ یہ معصوم اجنبی حالات کے کسی ڈرامائی موڑ پر خطرناک بن سکتا ہے یا ایسی ہی کوئی دوسری بات ہو سکتی ہے جس کے متعلق ہم ابھی کچھ سوچ بھی نہیں سکتے۔" وہ ایک ذرا چپ ہوا۔ پھر ایک گہری سانس لے کر بولا "ویسے یہ اجنبی بہت پیارا بندہ ہے۔ میں اس کی اصلیت معلوم کر کے رہوں گا۔"

آرمر نے کہا "میں جا رہا ہوں۔ جناب شیخ صاحب نے کہا ہے، اب مجھے علی تیمور اور اعلیٰ بی بی کے پاس رہنا چاہیے۔"

"آپ ضرور جائیں لیکن معلوم کرتے رہیں کہ دشمن خیال خوانی کرنے والے میڈونا کے دماغ میں کب کھچڑی پکاتے ہیں!"

آرمر چلا گیا۔ پارس ایک ٹیکسی میں اجنبی کے ساتھ سفر کر رہا تھا اور وہ اجنبی کھڑکی کے باہر روم شہر کے گزرتے ہوئے مناظر کو دیکھتا جا رہا تھا۔ اس نے ایک علاقے کو دیکھتے ہوئے کہا "یہ... یہ جگہ میں پہلے بھی دیکھ چکا ہوں۔"

اس نے پلٹ کر پارس سے کہا "اسٹون مارک! ہمیں یہاں رکنا چاہیے۔"

"میرے دوست! ذرا صبر کرو۔ ہم پہلے ہوٹل میں جائیں گے، اپنا سامان رکھیں گے۔ غسل کر کے لباس تبدیل کریں گے۔ پھر میں تمھیں اس شہر کے ہر چھوٹے بڑے علاقے میں لے جاؤں گا۔"

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم ہوٹل جاؤ، سامان رکھو، وہاں جو کرنا ہے کرتے رہو۔ میں جب تک اس علاقے کو اچھی طرح دیکھ کر اور وہاں کے لوگوں سے مل کر آ جاؤں گا؟"

"تم دنیا میں کہیں بھی چلے جاؤ، عورتیں ایک دوسرے سے زیادہ مختلف نہیں ملیں گی۔ یہاں بھی تمھارے پیچھے پڑنے والیاں ہزاروں میں نہ سہی سیکڑوں کی تعداد میں ضرور ہوں گی۔ تم کوئی علاقہ کیا دیکھو گے وہ تمھیں دیکھتے ہی دیکھتے گوشت پہلوان سے ہڈی پہلوان بنا دیں گی۔"

وہ بحث نہ کر سکا۔ ٹیکسی ہوٹل کے احاطے میں داخل ہو گئی تھی۔ وہاں اُن کے لیے دو الگ کمرے ریزرو ہو چکے تھے۔ اجنبی نے ہوٹل کے اندر پہنچ کر چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا "میں یہاں بھی آ چکا ہوں۔ یہ ریسپشن ہال، یہ کھڑکیوں کے رنگین شیشے اور یہ ہال کے وسط میں گھڑسوار کا مجسمہ، یہ سب کچھ میں دیکھ چکا ہوں۔"

پارس نے کہا "جذباتی نہ بنو۔ اگر یہاں آ چکے ہو تو خاموشی سے سوچنے اور یاد کرنے کی کوشش کرو۔"

وہ اُس ہال کے ایک ایک آرائشی سامان کے قریب جا کر دیکھنے اور غور کرنے لگا۔ پارس بڑی دیر تک انتظار کرتا رہا پھر پاس آ کر بولا۔ "کوئی ضروری نہیں ہے کہ ایک جگہ کو دیکھتے ہی بہت سی باتیں یاد آ جائیں۔ اتنا ہی کافی ہے کہ تمھیں یہ جگہ یاد ہے۔ اس ہوٹل سے باہر ایسے لوگ بھی ملیں گے جو تمھارے متعلق کافی معلومات فراہم کریں گے۔ آؤ، پہلے ہم غسل کر کے حلیہ تبدیل کر لیں۔"

وہ اُس کے ساتھ لفٹ کے ذریعے ساتویں فلور پر آیا۔ وہاں ایک کوریڈور میں دونوں کے کمرے آمنے سامنے تھے۔ وہ اپنے اپنے کمرے میں چلے گئے۔ پارس نے اٹیچی کیس کھول کر کپڑے نکالے پھر غسل کرنے چلا گیا۔ شیو کرنے، نہانے دھونے اور لباس تبدیل کرنے میں ایک گھنٹا صرف ہوا۔ بدن ہلکا پھلکا ہو گیا تھا۔ وہ بہترین جاذبِ نظر لباس پہن کر کمرے سے باہر آیا۔ پھر اجنبی کے دروازے پر دستک دی۔ کال بیل کے بٹن کو دبایا۔ اسے جواب نہیں ملا۔ اس نے وقفے وقفے سے دو بار کال بیل کو استعمال کیا۔ پھر اپنے کمرے میں آ کر ٹیلیفون کا ریسیور اُٹھا کر

کاؤنٹر سے پوچھا "کیا رُوم نمبر دس کے مسافر نے چابی جمع کی ہے؟"

دوسری طرف سے کہا گیا "جی نہیں۔ چابی کی بورڈ میں نہیں ہے۔"

اس نے آپریٹر سے روم نمبر دس طلب کیا۔ تھوڑی دیر بعد گھنٹی کی آواز سُنائی دی۔ فون کی گھنٹی اجنبی کے کمرے میں بج رہی تھی لیکن وہ ریسیور نہیں اُٹھا رہا تھا۔ اس کا مطلب یہی ہو سکتا تھا کہ وہ کمرے میں نہیں ہے کاؤنٹر پر کمرے کی چابی دیے بغیر کہیں چلا گیا ہے۔ یا پھر اسی کمرے میں بے ہوش پڑا ہے یا مر چکا ہے۔ ویسے وہ آسانی سے مرنے والا نہیں تھا۔ چونکہ ہوٹل کے طور طریقے نہیں جانتا تھا۔ اس لیے چابی کاؤنٹر پر دیے بغیر کہیں چلا گیا ہوگا۔

پارس نے منیجر سے کہا "آپ احتیاطاً ماسٹر کی سے کمرا نمبر دس کھول کر دیکھ لیں۔ میری تسلی ہو جائے گی۔"

منیجر نے آکر کمرا کھولا۔ اجنبی اندر نہیں تھا۔ وہ کاؤنٹر پر چابی جمع کرائے بغیر نکل گیا تھا۔ اسے اجنبی شہر میں یوں تنہا نہیں جانا چاہیے تھا مگر وہ اپنی پچھلی زندگی کو سمجھنے کے لیے جذبات کی رَو میں بہہ کر گیا تھا۔ پارس نے ہوٹل سے کرائے کی کار حاصل کی پھر اس کی تلاش میں نکل گیا۔

شام کا وقت تھا ایک آدھ گھنٹے میں رات کا اندھیرا چھانے والا تھا۔ وہ دھیمی رفتار میں کار ڈرائیو کرتا اور دُور تک نظریں دوڑاتا جا رہا تھا۔ توقع تھی کہ وہ کہیں نہ کہیں ضرور دکھائی دے گا۔ ایسے ہی وقت اس نے اپنے دماغ میں پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا لیکن انجان بنا رہا۔ دماغ میں آنے والے کو خوش فہمی تھی کہ وہ اسٹون مارک کے چور خیالات پڑھ رہا ہے اور پارس کے دماغ کا وہ حصہ مقفل تھا جہاں چور خیالات ہوتے ہیں۔ وہ اجنبی کی تلاش میں خود کو پریشان کر رہا تھا۔

پھر ایک ڈبگر کی آواز سُنائی دی "ہیلو اسٹون مارک! تم اجنبی کے لیے پریشان کیوں ہو؟"

پارس نے انجان بن کر سوچا "کیا میرے دماغ میں کوئی بول رہا ہے یا میں خود ایسی بات سوچ رہا ہوں۔"

اس نے کہا "میں تمھارے دماغ میں بول رہا ہوں اور وہی شخص ہوں جو اجنبی کے اندر چھُپ کر رہتا ہے۔"

"اگر تم وہی ہو تو میرے پاس آکر تم نے بڑی مہربانی کی ہے۔ میں سوچ رہا تھا کہ وہ دماغ کے اندر رہنے والا اس کی بھُولی باتوں کو اس کے بھیدوں کو ضرور جانتا ہوگا۔ کیا تم اس بے چارے کے بارے میں حقیقت جانتے ہو؟"

"میں بہت کچھ جانتا ہوں۔ تم میری باتوں کا جواب دو، اس اجنبی کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو؟"

"کیسی اُلٹی بات کرتے ہو۔ دماغ میں رہ کر بھی نہیں جانتے کہ اجنبی نے ایک بار نہیں بار بار مجھے اپنے ساتھ رہنے پر مجبور کیا ہے۔ میں کسی کی طاقت سے نہیں جھکتا۔ مگر محبت سے مجبور ہو جاتا ہوں۔ وہ بہت پیارا بندہ ہے۔ اس کا نام بتاؤ۔"

"جبریل گرا۔ آر آ۔۔۔" وہ اجنبی کا پورا نام جبریل گرانٹ بتانے لگا تھا۔ پھر ہوش آیا کہ اسٹون مارک نے اپنی بات کرتے کرتے اچانک نام پوچھا تھا اور جواب میں وہ بے اختیار بتانے لگا تھا۔ اس نے غصّے سے کہا "یونان سنس۔ میں نام نہیں بتاؤں گا۔"

"کوئی بات نہیں۔ پُورا نام نہ سہی، میں اسے جبریل کہہ کر مخاطب کروں گا۔"

"میں تمھارے دماغ کی دھجیاں اڑا دُوں گا۔"

"تمھیں پتا ہے، میں پیشے کے اعتبار سے بازی گر ہوں۔ کئی منٹ تک سانس روک لیتا ہوں۔ دیکھو ایسے۔"

اس نے سانس روکی۔ وہ دماغ سے باہر نکل گیا۔ آنے والا ڈیگر نہیں تھا۔ سپر ماسٹر کی ہدایت کے مطابق ڈبگر بن کر آیا تھا۔ اس کا خیال تھا اسٹون مارک جبریل کے ساتھ رہتا ہے۔ اس لیے آرمز جبریل کے علاوہ اسٹون مارک کے پاس بھی جاتا ہوگا اور آرمر دونوں میں سے کسی کے دماغ میں اسے بولتا سُنے گا تو سمجھ لے گا کہ ڈیگر بول رہا ہے۔

وہ تھوڑی دیر بعد پارس کے دماغ میں آیا۔ پارس نے پھر سانس روک کر اُسے بھگا دیا۔ پھر ایک جگہ گاڑی روک دی۔ ایک خوب صورت سے گارڈن میں لوگوں کی بھیڑ دکھائی دے رہی تھی۔ یوں لگ رہا تھا لوگ کسی عجیب و غریب چیز کو دیکھنے وہاں جمع ہو رہے ہیں۔ اور وہ عجیب و غریب چیز جبریل ہوگا جو اپنے آس پاس عورتوں اور مردوں کی بھیڑ لگا لیا کرتا تھا۔

وہ گاڑی سے اُتر کر تیزی سے چلتا ہوا گارڈن میں آیا۔ کچھ لوگ بھیڑ سے واپس آ رہے تھے۔ اس نے ایک سے پوچھا "یہاں کیا ہو رہا ہے؟"

اسے جواب ملا "قدرت کا تماشا ہے، جاؤ تم بھی دیکھ لو۔"

وہ تیزی سے چلتا ہوا بھیڑ کو چیرتا ہوا سب سے آگے آیا۔ پھر ایک حسینہ کو دیکھ کر رُک گیا۔ وہ ایک اوپن ریسٹوران کے کاؤنٹر کے پاس بیٹھی کھانا کھا رہی تھی۔ کاؤنٹر پر دُور تک بڑی بڑی ہڈیاں بکھری ہوئی تھیں۔ کتنی ہی پلیٹیں خالی پڑی تھیں، انھیں دیکھ کر پتا چلتا تھا کہ اس حسینہ نے ان ہڈیوں سے گوشت نوچ کر کھایا ہے۔ تمام پلیٹیں بھی اس نے خالی کی ہیں۔ وہ بیٹھنے کے باوجود قد آور لگ رہی تھی۔ جسم سے باڈی بلڈر دکھائی دیتی تھی۔ کتنے ہی لوگ اس کے کھانے کے انداز پر مسکرا رہے تھے۔ لیکن وہ گھُور کر دیکھتی تھی تو مسکرانے والے سہم کر مُنہ پھیر لیتے تھے یا وہاں سے چلے جاتے تھے۔

وہ ایک بوٹی چباتے ہوئے کہہ رہی تھی "میری سمجھ میں نہیں آتا تم لوگ کیا دیکھ رہے ہو؟ میرے حسُن کو؟ میری جسامت کو؟ یا میری خوراک کو؟ اگر یہ سب کچھ غیر معمولی یا حیرت انگیز ہے تو بہت دیکھ چکے۔ اب جاؤ۔ دوسروں کو بھی آکر دیکھنے کا موقع دو۔"

کچھ لوگ جا رہے تھے کچھ آ رہے تھے۔ وہ ایک بوٹی کو دانتوں سے نوچنے کے بعد بولی "بڑی مشکل ہے جہاں جاتی ہوں تماشا بن جاتی ہوں۔ اے لوگو! پلیز! مجھے تماشا نہ سمجھو۔ میں عجوبہ نہیں ہوں۔ پلیز جاؤ اور اپنا کام کرو۔"

اس بھیڑ سے چار پہلوان نکل کر آئے۔ ایک نے کہا "میری جان! تمھیں اپنے جوڑ کا مرد اسی شہر میں ملے گا۔ ہمارے ساتھ چلو، ہمیں میزبانی کا موقع دو۔"

وہ اُٹھ کر کھڑی ہوئی۔ تولیے سے مُنہ ہاتھ پونچھتے ہوئے بولی "میں پیچھا چھوڑنے کی بات کر رہی ہوں اور تم لوگ پیچھے پڑنے آ رہے ہو۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ بات بڑھائے بغیر یہاں سے چلے جاؤ؟"

"ہم نہیں جائیں گے۔ جانا ہے تو تم جاؤ۔"

"ایک ہی بات ہے۔ میں چلی جاتی ہوں۔"

اس نے پرس میں سے ایک ہزار ڈالر کا نوٹ نکال کر کاؤنٹر مین کو دیا۔ پھر رقم کا حساب کیے بغیر جانے لگی ایک پہلوان نے سامنے آکر راستہ روکتے ہوئے کہا "بائی گاڈ! میں نے بڑے نامور پہلوانوں کو پچھاڑا ہے لیکن تمھاری جیسی پہلوان عورت کو پچھاڑنے میں جو مزہ آئے گا۔ اس کا نشہ ساری زندگی۔"

بات ختم ہونے سے پہلے ہی حسینہ کا ایک اُلٹا ہاتھ مُنہ پر پڑا وہ دو قدم پیچھے چلا گیا۔ اچانک آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا تھا۔ ہاتھ اتنا زبردست ہوگا، وہ پہلوان سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ وہ ذرا چکرایا۔ پھر آنکھوں کے سامنے سے تاریکی چھٹ گئی، شیرنی غراتی ہوئی نظر آئی۔ پہلوان نے حملہ کرنے کے لیے پینترا بدلا۔ آج کل کی لڑائی میں پینترا بدلنے کی مہلت کہاں ملتی ہے۔ شیرنی نے گھوم کر مُنہ پر لات ماری تو پھر وہ پینترا بدلنے کے قابل نہیں رہا۔ چکرا کر گر پڑا۔ یہ پہلوانوں کی توہین تھی۔ دوسرے پہلوان گرجتے ہوئے برسنے کے لیے آئے۔ جو ذرا ہٹ گئے تھے اور حیرانی سے اس اکیلی عورت کی جی داری دیکھ رہے تھے پارس نے ان کے درمیان جاتے ہوئے کہا "میرے غیرت مند پہلوانو! کیوں تنہا عورت کو پریشان کر رہے ہو۔ رُک جاؤ، اپنے ایک ساتھی کو کاندھوں پر اٹھا کر لے جاؤ۔ ابھی ایک ہے۔ زیادہ ہو گئے تو کوئی کسی کو نہیں اُٹھا سکے گا۔"

ایک پہلوان نے اس کی طرف ہاتھ گھمایا۔ وہ فوراً بیٹھ کر اُٹھ گیا۔ وہ گھومتا ہوا حسینہ کے پاس پہنچا پھر مار کھا کر اپنے ایک ساتھی کے بازوؤں میں جھول گیا۔ تیسرا اُچھل کر اسے فلائنگ کِک مارنے آیا۔ اس نے اس کی ٹانگ پر ایک ہاتھ مارا وہ گھوم کر گرنے والا تھا، پارس نے اسے دونوں بازوؤں میں روک لیا۔ حسینہ کے سامنے پیش کرتے ہوئے کہا "لو۔ اس کے ساتھ انصاف کرو۔"

حسینہ نے خلافِ توقع پارس کو گھُور کر دیکھا پھر ایک کراٹے کا ہاتھ رسید کر دیا۔ پارس نے پہلوان کا مُنہ آگے کر دیا۔ پھر اسے چھوڑ کر پیچھے ہٹتے ہوئے بولا "کمال ہے، میں تمھاری مدد کر رہا ہوں اور تم مجھ پر ہی حملہ کر رہی ہو۔"

وہ غرّا کر بولی "میں تمھارے جیسے موقع پرستوں کو خوب سمجھتی ہوں۔ ذرا سی ہمدردی جتا کر عشق فرمانے لگتے ہو۔ میں تم پانچوں کے لیے اکیلی کافی ہوں۔"

اُسے پارس سے اُلجھتے دیکھ کر پہلوانوں کو بھاگنے کا موقع مل گیا۔ حسینہ نے اپنے مخصوص انداز میں گھوم کر کِک ماری۔ پھر پلٹ کر دیکھا۔ پارس دونوں ہاتھ باندھے سر جھُکائے کھڑا تھا۔ شاید پہلی بار اس شیرنی کا وار خالی گیا تھا۔ وہ غرّا کر بولی "مقدر سے بچ گئے۔ اب

نہیں بچو گے۔"

اس نے کراٹے کا ایک ہاتھ مارا۔ پارس نے ذرا سا سر اُٹھایا۔ کراٹے والا ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے سے گزر گیا۔ دوسرا ہاتھ کنپٹی کے قریب سے گیا۔ تیسرا ہاتھ ایک شانے پر سے خالی گیا۔ وہ بدستور ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔ والسو روکی نے اُسے پکا حساب سمجھایا تھا کہ حملہ آور کی آنکھوں پر سے نظریں نہ ہٹاؤ۔ مگر چور نظروں سے اس کے چھپے تُلے ہاتھوں کا حساب رکھو۔ حساب درست ہوگا تو چہرے کو صرف ایک انچ آگے پیچھے یا دائیں بائیں ہٹانے سے حملے ناکام ہوتے رہیں گے۔ پارس نے اُستاد سے مار کھا کھا کر حساب درست رکھنے میں بڑی پختگی حاصل کی تھی۔ یہ بچاؤ کا ایسا انداز تھا کہ حملہ کرنے والا دشمن غصے میں آپے سے باہر ہو جاتا تھا۔

وہ بھی غصے میں بھر گئی تھی۔ ایک آدھ حملہ تو کسی کا بھی ناکام ہو سکتا تھا لیکن آج تک اتنے حملے کبھی ناکام نہیں ہوئے تھے وہ شیرنی کی طرح اس پر تیزی سے جھپٹنے لگی، پلٹنے لگی کبھی کبھی فضا میں اُچھل اُچھل کر فلائنگ کِک مارنے لگی لیکن مارنے سے پہلے وہ جہاں ہوتا تھا مارتے وقت وہاں سے سرک جاتا تھا۔ ایک ذرا سا ہٹنے اور سرکنے سے جچے تُلے حملے ناکام ہو رہے تھے۔ ایسے ہی وقت ایک پہلوان کی گرج دار آواز سُنائی دی۔ وہ پارس سے کہہ رہا تھا "جوان ہٹ جاؤ۔ اب یہ زندہ نہیں رہے گی"۔

پارس نے سر گھما کر دیکھا ایک پہلوان ریوالور سے حسینہ کا نشانہ لے رہا تھا۔ وہ فوراً ہی فضا میں اُچھل کر قلابازی کھاتا ہوا پہلوان کے منہ پر لات ملتا ہوا دوسری طرف آ کر کھڑا ہو گیا۔ پہلوان کے ہاتھ سے ریوالور چھوٹ کر زمین پر گر پڑا تھا۔ لات کھانے والا دوسری طرف چلا گیا تھا لیکن دوسرے پہلوان نے پھرتی سے ریوالور اُٹھا کر حسینہ پر گولی چلا دی۔ گولی ٹھیک دل کے اُوپر شانے کے قریب جا کر پیوست ہو گئی۔

کتنی ہی عورتوں کے حلق سے چیخ نکلی۔ لوگ جہاں تھے وہیں کھڑے رہ گئے تھے انھیں یقین نہیں آ رہا تھا کہ ایسی قدآور خوب صورت جسم رکھنے والی حسینہ یوں گولی کھا کر پٹ سے مر جائے گی۔ گولی مارنے والے بھاگ رہے تھے اور وہ چیخ کر کہہ رہی تھی۔ "بزدلو! بھاگتے کہاں ہو؟ میں تمھیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر ماروں گی"۔

یہ کہہ کر اس نے سر کو جھکایا۔ شانے کے پاس اس حصے کو دیکھا جہاں گولی پیوست ہو گئی تھی اور خون بہہ رہا تھا پھر جو کچھ ہوا اُسے دیکھ کر لوگ دم بخود رہ گئے۔ پارس بھی اپنی کھوپڑی سہلانے لگا۔ اس حسینہ نے اپنی دو اُنگلیاں زخم کے اندر ڈالیں۔ پھر اندر گھسی ہوئی مضبوط دھات کی بنی ہوئی گولی کو ان انگلیوں سے نکال کر باہر پھینک دیا۔

سب پر سکتہ طاری ہو گیا تھا۔ یہ یقین کرنے والی بات نہیں تھی ایسا آپریشن نہ کبھی کسی نے دیکھا تھا نہ کسی سے سُنا تھا لیکن دیکھنے والے اپنی آنکھوں کو جھٹلا نہیں سکتے تھے اس کے بعد مزید یقین نہ کرنے کی بات یہ تھی کہ وہ زخم دیکھتے ہی دیکھتے بھر گیا تھا۔ خون بھی نہیں بہہ رہا تھا۔ وہ کاؤنٹر سے تولیا اٹھا کر لباس پر پھیلے ہوئے لہو کو پونچھ رہی تھی۔

کوئی ایک منٹ تک خاموشی رہی۔ پھر پارس نے دونوں بازو حسینہ کی طرف پھیلا کر بڑھتے ہوئے کہا "بھابی جان! ہائے بھابی جان! تمھیں کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا۔ آخر ریوالور کی ایک گولی نے تمھاری پہچان کرا دی"۔

وہ گھور کر بولی "اے خبردار! مجھ سے دُور رہو تمھیں دیکھ کر میری جان جل جاتی ہے۔ ایک ہی ہاتھ کھا لینے تو تمھارا کیا بگڑ جاتا؟"

"تم ایک ہاتھ کی بات کرتی ہو۔ ارے بھابی جان! یہ چھوٹا دیور تو اب دن رات مار کھانے کو تیار ہے"۔

"یہ بھابی جان کا کیا مطلب ہے؟"

"مطلب یہ ہے کہ میں نے اپنے بھائی جان سے تمھارا جوڑ پکا کر دیا ہے۔ تم دونوں کی جوڑی اتنی شاندار ہوگی کہ دُنیا کے ہر ملک کے ہر قبیلے کے لوگ دیکھنے آئیں گے"۔

"تم اتنی بکواس کیوں کرتے ہو؟"

"یہ بکواس نہیں ہے۔ میرے بھائی جان کا تعلق تمھارے قبیلے سے ہے۔ وہ بھی اپنے جسم میں دو اُنگلیاں گھسا کر بلٹ باہر نکال لیتے ہیں"۔

اس نے چونک کر پارس کو دیکھا پھر پوچھا "ابھی تم نے کیا کہا۔ کیا تمھارا بھائی میری طرح گولی کھا کر اس گولی کو اپنے جسم سے نکال لیتا ہے؟ کون ہے وہ؟ کہاں ہے؟ اگر کوئی ایسا ہے تو وہ تمھارا بھائی نہیں ہوگا۔ وہ میری جان ہے، میری زندگی اور میری محبت ہے"۔

"اور اس محبت کا نام جبریل ہے"۔

"ہاں" اس نے اس طرح منہ پھاڑ کر چیختے ہوئے کہا۔ "ہاں۔ آں۔ آں" کہا کہ لوگ سہم کر ذرا پیچھے چلے گئے۔ وہ دوڑتی ہوئی آ کر اس سے لپٹ گئی۔ وہ گھبرا کر بولا "ارے ارے! یہ کیا کر رہی ہو۔ مجھے چھوڑ دو۔ میں پچکنا نہیں چاہتا"۔

وہ اسے جھنجوڑ کر بولی "جبریل کہاں ہے؟"

"اسی شہر میں ہے۔ ہم نے ایک ہی ہوٹل میں قیام کیا ہے۔ تھوڑی دیر پہلے وہ تنہا کمرے سے نکل کر کہیں چلا گیا ہے۔ میں اسے تلاش کرتا ہوا اِدھر آیا تو تم مل گئیں"۔

"وہ ہوٹل سے کہاں جا سکتا ہے؟"

"اپنے آپ کو تلاش کرنے"۔

"کیا فلسفہ بول رہے ہو؟"

"وہ اپنے آپ کو بھول گیا ہے۔ اپنی پچھلی زندگی بھول گیا ہے حتیٰ کہ اسے اپنا نام بھی یاد نہیں ہے"۔

"میں نہیں مانتی، تم بہت اُلٹی سیدھی باتیں کرتے ہو"۔

پارس اس کے چہرے کو غور سے دیکھ رہا تھا معلوم کر رہا تھا کہ حسینہ واقعی جبریل کے موجودہ حالات سے بے خبر ہے یا سب کچھ جانتی ہے اور یہاں ڈرامائی انداز میں اپنے محبوب سے ملنے آئی ہے۔ اس نے پوچھا "تمھارا نام کیا ہے؟ تم کہاں سے آئی ہو؟"

"سُوسانہ۔ میرا نام سُوسانہ ہے۔ میں نیویارک سے آئی ہوں"۔

"تم جبریل کو کب سے جانتی ہو؟"

"تم پولیس والوں کی طرح سوالات کیوں کر رہے ہو؟"

"میں معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ اس کی یادداشت کیسے کھو گئی۔ اگر تمھارے تعلقات پُرانے ہیں تو تم ہی اس کی برین واشنگ کے متعلق کچھ بتا سکتی ہو"۔

"برین واشنگ؟ کیا تم سنجیدگی سے یہ بات کہہ رہے ہو؟"

"ہاں۔ ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے دماغ میں چھپا رہتا ہے۔ وہ تھوڑی دیر پہلے میرے دماغ میں بھی آیا تھا۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ بے چارے جبریل کے ساتھ دشمنی کی جا رہی ہے"۔

سوسانہ نے کہا "مجھے تو تم پاگل لگتے ہو۔ کبھی کہتے ہو کہ جبریل خود کو بھول گیا ہے اپنا نام بھی اسے یاد نہیں ہے اور کبھی کہتے ہو کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا دماغ میں آتا ہے۔ کیا میں ٹیلی پیتھی جیسی خیالی باتوں پر یقین کر لوں گی؟ کیا تم سنجیدگی سے عقل کی باتیں نہیں کرو گے؟"

وہ ہنستے ہوئے بولا "کمال ہے، مجھے عقل کی باتیں سمجھا رہی ہو کیا یہ بات عقل تسلیم کرتی ہے کہ تمھیں ریوالور کی گولی ہلاک نہیں کرتی۔ ایسی گولی جسم میں پیوست ہو جائے تو بڑی آسانی سے دو انگلیوں کے ذریعے اسے جسم سے نکال لیتی ہو۔ مزید حیرانی اور بے یقینی کی بات یہ ہے کہ وہ زخم فوراً بھر جاتا ہے"۔

"مسٹر! عقل اسے کہتے ہیں جو سب کے پاس نہیں ہوتی، کسی کسی کے پاس ہوتی ہے تمھارے پاس نہیں ہے۔ جب کوئی علم، طب اور سائنس 'ہونی' بنا دے تو اس 'ہونی' پر پہلے یقین نہیں آتا۔ حالانکہ آنکھیں اُسے دیکھتی ہیں، کان اسے سنتے ہیں جو بلٹ میرے اندر گئی اور باہر آئی وہ ٹھوس دھات کی بنی ہوئی تھی۔ اُدھر پڑی ہوئی ہے اسے اٹھا کر اچھی طرح دیکھ لو اس کے بعد بھی کہو گے کہ عقل تسلیم نہیں کرتی تو اس کا مطلب ہے عقل ہے ہی نہیں"۔

"جس کے پاس عقل کی کمی ہوتی ہے، اسے سمجھانے سے پوری ہو جاتی ہے۔ تم مجھے سمجھا دو، دنیا کے تمام انسان بُلٹ لگتے ہی مر جاتے ہیں، تم اور جبریل کیسے زندہ رہ جاتے ہو؟"

"تمھیں کائنات کا علم نہیں ہوتا، وہ کہتے ہیں سورج مشرق سے نکلتا ہے اور مغرب میں ڈوبتا ہے جبکہ وہ نکلتا ڈوبتا نہیں ہے۔ سورج اور سیاروں کی گردش کا علم کم لوگوں کو ہوتا ہے۔ اسی طرح طبی سائنس کی باتیں کم لوگوں کی سمجھ میں آتی ہیں۔ ایک کی آنکھ دوسرے کو کیسے لگائی گئی اور اندھے کو بینائی کیسے مل گئی، یہ تفصیل ہر ایک کو سمجھائی نہیں جا سکتی، اس کے باوجود ہر ایک کو یقین ہو جاتا ہے کہ اندھا دیکھنے لگا ہے۔ اسی طرح سمجھ لو کہ میں اور جبریل گولی کھا کر بھی زندہ رہتے ہیں، ایسی زندگی حاصل کرنے کے لیے ہم طبی سائنس کے کتنے دشوار مرحلوں سے گزر کر آئے ہیں۔ یہ میں تمھیں سمجھا نہیں سکتی اور نہ ہی تمھاری سمجھ میں آ سکتا ہے"۔

وہ پٹاخے کی طرح ٹھائیں ٹھائیں بولتی تھی اور زیادہ بولنے والیوں کی طرح اصل بات بھول جاتی تھی۔ پارس مسکرانے لگا۔ وہ ناگواری سے بولی "یہ تمھارے خوش ہونے کا نہیں افسوس کرنے کا مقام ہے کہ باتیں تمھاری سمجھ میں نہیں آتی ہیں۔ تم عقل سے پیدل ہو۔ ہاں تمھارے لڑنے کی صلاحیتوں کو مانتی ہوں۔ تم میری زندگی میں آنے والے پہلے فائٹر ہو جس پر میرا کوئی داؤ نہیں چلا۔ اس بات پر مجھے بہت غصہ آ رہا تھا۔ میں نے قسم کھائی تھی کہ جب تک تمھارا سر نہیں توڑوں گی یہاں سے نہیں جاؤں گی"۔

"تم نے ابھی تک قسم پوری نہیں کی"۔

"میں احسان فراموش نہیں ہوں۔ تم نے مجھے ریوالور والے سے بچانے کے لیے اپنی جان کی پروا نہیں کی۔ اچھل کر فلائنگ کِک ماری، وہ گولی تمھیں بھی لگ سکتی تھی"۔

"مگر فائدہ کیا ہوا، دوسرے نے ریوالور اٹھا کر تمھیں گولی مار دی، میری جد و جہد کام نہ آئی"۔

"دل چھوٹا نہ کرو، میں زندہ ہوں۔ میں تمھاری ناکامی کی نہیں تمھارے انسانی جذبے کی بات کر رہی ہوں۔ اسی لیے میں نے قسم توڑ دی پھر تم میرے جبریل کے دوست ہو۔ ارے..."

وہ ایک دم سے چونک گئی۔ پارس نے پوچھا "کیا ہوا؟"

وہ غصّے سے پاؤں پٹخ کر بولی "تم اتنی دیر سے باتوں میں وقت ضائع کر رہے ہو۔ جبکہ جبریل کو تلاش کرنا ضروری ہے۔"

"بہت خوب، زبان ٹائپ رائٹر کی طرح چلتی ہے، تو رُکنے کا نام نہیں لیتی اور مجھے الزام دے رہی ہو، چلو۔"

وہ اپنی گاڑی کی طرف جانے لگا۔ وہ ساتھ چلتی ہوئی بولی "ہم اسے کہاں تلاش کرنے جائیں گے؟"

"پتا نہیں وہ کہاں بھٹک رہا ہوگا۔ ہاں، خوب یاد آیا۔ وہ شہر روم کی تصویریں دیکھ کر کہتا تھا کہ پہلے بھی یہاں آچکا ہے۔ تم اس سلسلے میں کچھ بتاؤ۔"

"ہائے کیا بتاؤں، ہماری محبت اسی جگہ سے شروع ہوئی تھی، ہم دونوں ایک مشن پر یہاں آئے تھے۔ ہماری پہلی ملاقات ہوٹل بون ویلا میں ہوئی تھی۔ اتفاق سے ہم دونوں نے اسی ہوٹل میں قیام کیا تھا۔"

پارس نے کہا "میں یقین سے کہتا ہوں کہ اس بار بھی تم اسی ہوٹل میں ہو۔"

"ہاں، تم نے کیسے سمجھا؟"

"جو پُراسرار شخص جبریل کے دماغ میں چھپا ہوا ہے۔ وہ ایسے ہی بچگانہ کھیل کھیل رہا ہے۔ یہاں پہنچتے ہی جبریل نے مجھ سے کہا کہ ہم ہوٹل بون ویلا میں قیام کریں گے۔ ظاہر ہے یہ بات اس کے اندر کا آدمی بول رہا تھا۔ اس لیے میں راضی ہو گیا۔"

وہ خوش ہو کر بولی "کیا جبریل بون ویلا میں ہے؟"

"ہاں، اس ٹیلی پیتھی جاننے والے کی پلاننگ کے مطابق تم دونوں اسی ہوٹل میں ملو گے تاکہ یقین ہو کہ سچی محبت اسی ہوٹل میں دونوں کو کھینچ لائی ہے۔"

"یہ تم بار بار ٹیلی پیتھی کی بات کیوں کرتے ہو۔ یہ ایک خیالی بکواس ہے۔ کیا تم مجھے یہ سمجھانا چاہتے ہو کہ ایک ٹیلی پیتھی والا میرے جبریل کے دماغ میں رہتا ہے اور اس کی وجہ سے جبریل اپنی پچھلی زندگی بھول چکا ہے؟"

"اگر کوئی تمھارے دماغ میں چھپی ہوئی بات بتا دے تو تم تسلیم کرو گی کہ ٹیلی پیتھی واقعی ایک علم ہے؟"

"وہ علم نہیں، جادو ہوگا۔ اندر کی چھپی ہوئی باتیں جادو سے معلوم کی جاتی ہیں۔"

"چلو یہی تسلیم کر لو کہ ایک شخص جادو کے ذریعے تمھارے جبریل کو ایک عورت کے چکّر میں پھانس رہا ہے۔"

"کیا کہا تم نے؟ ایک عورت کے چکّر میں جبریل کو پھانسا جا رہا ہے؟ ہرگز نہیں، وہ صرف میرا دیوانہ ہے اور یہ تم اپنے گاڑی کے پاس آکر کیوں رُک گئے ہو؟ مجھے باتوں میں کیوں الجھا رہے ہو۔ جبریل کے پاس کیوں نہیں چلتے؟"

پارس کی گاڑی کے پیچھے تھوڑے فاصلے پر اس کی گاڑی تھی، وہ بولا "میرا ہوٹل جانے کا ارادہ نہیں ہے۔ میں یہاں سیر کروں گا۔"

"تم جہنّم میں جاؤ۔"

وہ اپنی گاڑی کی طرف جانے لگی۔ پارس نے اپنی گاڑی میں بیٹھ کر اسے اسٹارٹ کیا۔ اس نے پیچھے سے آواز دی "رُک جاؤ، میری بات سنو۔"

"یہ اتنی دیر سے بولتی جا رہی تھی۔ اب بھی کچھ سُنانے کو رہ گیا۔ مجھے جانا چاہیے۔"

اس نے گیئر بدل کر گاڑی آگے بڑھائی۔ گاڑی کچھ آگے بڑھی پھر رُک گئی۔ اسے حیرانی ہوئی، اس نے ایکسیلیریٹر پر دباؤ ڈالا، رفتار بڑھائی مگر وہ اپنی جگہ کھڑی رہی، پھر وہ بوکھلا گیا۔ گاڑی کا پچھلا حصّہ اوپر اٹھ رہا تھا۔ اس نے سر گھما کے دیکھا سوسانہ پچھلے حصّے کو ایک ہاتھ سے پکڑ کر اٹھائے ہوئے تھی۔ گاڑی کے پچھلے دونوں پہیے گھومتے جا رہے تھے۔ یہ تماشا قابلِ دید تھا۔ لوگ بھی جمع ہونے لگے۔ پارس نے گاڑی کا انجن بند کیا۔ اس کے بعد سوسانہ نے پچھلا حصّہ نیچے رکھ دیا۔ وہ گاڑی سے اتر کر بولا "یہ کیا حماقت ہے، اگر طاقت کا مظاہرہ کرنا ہے تو بتاؤ، میں ٹکٹ لگا دیتا ہوں، خاصی آمدنی ہوگی۔"

عورتیں، مرد، بچے اور بوڑھے سب حیرانی سے سوسانہ کو دیکھ رہے تھے، پولیس والے بھی آگئے تھے۔ ایک سپاہی نے پوچھا "یہاں کیا ہو رہا ہے؟"

سوسانہ اسے نظر انداز کرتے ہوئے پارس سے بولی "میں تمھیں رُکنے کو کہہ رہی تھی۔"

"کیا تم زبردستی روکو گی؟"

"ہاں، میں بھول گئی تھی، تم میرے اندر آگ لگا کے جا رہے ہو، بعد میں خیال آیا کہ میں اس عورت کے بارے میں پوچھنا بھول گئی ہوں۔"

"تم کس کی بات کر رہی ہو؟"

"وہ عورت کون ہے، جس کے چکّر میں جبریل پھنس رہا ہے۔"

"یہ تو جبریل بتائے گا۔"

"تم بتاؤ۔"

"میں تو اتنا جانتا ہوں کہ اس کے نام مارتھا سمجھ لیا تھا۔ وہ پیرس سے سرحد تک جبریل کے ساتھ بند کیبن میں سفر کرتی رہی۔ پھر آخری اسٹیشن سے پہلے پولیس والے مارتھا کو پکڑ لے گئے۔"

"اچھا ہوا پکڑ کر لے گئے۔ کیا وہ جبریل کے ساتھ بند کیبن میں رہتی تھی؟"

"ہاں، کیبن اندر سے بند رہتا تھا۔"

"میں جبریل کو زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

"چھوڑنا بھی نہیں چاہیے لیکن کیسے مارو گی، اس پر بھی گولی اثر نہیں کرتی۔"

"میں اسے کچا چبا جاؤں گی۔"

"آئیڈیا اچھا ہے۔ مگر پولیس والے سُن رہے ہیں۔"

وہ غصّے سے پاؤں پٹختی ہوئی اپنی گاڑی میں گئی پھر اسے اسٹارٹ کرکے ہوٹل کی طرف جانے لگی۔

وہ اپنی گاڑی میں آکر بیٹھ گیا اور اسے تیزی سے آگے بڑھا کر چلا گیا۔ ایک موٹر سائیکل اور ایک کار میں کچھ لوگ وہاں آئے۔ ان کے پاس کیمرے تھے۔ ایک نے کہا "شاید ہمیں دیر ہو گئی ہے۔"

دوسرے نے ایک سپاہی سے پوچھا "کیا یہاں ایسی کوئی طاقتور عورت دیکھی گئی ہے جس پر ریوالور کی گولی اثر نہیں کرتی اور وہ ایک ہاتھ سے موٹر گاڑی کے پچھلے حصّے کو پکڑ کر اٹھا لیتی ہے؟"

سپاہی نے کہا "ہم نے ایسی عجیب و غریب عورت کو دیکھا ہے، تم کون ہو؟"

"ہم پریس رپورٹرز اور فوٹو گرافرز ہیں۔ پلیز بتاؤ وہ عورت کہاں ہے؟"

"ہوٹل بون ویلا، کمرا نمبر دس۔"

کتنی ہی گاڑیاں وہاں سے اسٹارٹ ہو کر ہوٹل کی سمت جانے لگیں۔ پارس آرام سے ڈرائیو کرتا جا رہا تھا۔ نیشنل میوزیم کے سامنے لوگوں کی بھیڑ تھی۔ اب تو انسانوں کا ہجوم دیکھ کر سوسانہ اور جبریل ہی یاد آتے تھے، اتفاق سے وہاں جبریل تھا۔ وہ پہاڑ جیسے قد کے باعث مجمع میں دور سے دیکھا جا سکتا تھا اور وہ لوگوں کے درمیان ان کے سوالوں کے جواب دیتا ہوا آگے بڑھتا جا رہا تھا۔

پارس نے قریب پہنچ کر گاڑی روکی۔ اسے آواز دی، اس نے سر گھما کر دیکھا پھر رُک گیا۔ اس کے ساتھ بھیڑ بھی رک گئی۔ پارس نے گاڑی سے باہر آکر ایک ہاتھ ہلاتے ہوئے کہا "جبریل! تمھارا نام معلوم ہو گیا ہے۔"

وہ غور سے دیکھ رہا تھا۔ وہ اس کی طرف بڑھتا آ رہا تھا۔ لوگوں کو دھکے مارکر ادھر اُدھر ہٹاتا اور گراتا آ رہا تھا۔ یہ دشمنوں کا انداز تھا۔ پارس کھٹک گیا، اس کا انداز دوستانہ نہیں تھا۔

جبریل نے تیزی سے قریب آکر ایک ہاتھ یوں بڑھایا جیسے گلا دبوچنا چاہتا ہو۔ پارس اچھل کر پیچھے جاتے ہوئے بولا "دور سے بات کرو، تمھارے تیور اچھے نہیں ہیں۔"

وہ گرج کر بولا "تم کون سے اچھے آدمی ہو، میرے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو، میرا نام کیسے جانتے ہو؟"

"اس کا مطلب ہے تمھیں اپنا نام یاد آگیا ہے؟"

"مجھے سب کچھ یاد آگیا ہے۔"

"پلیز، مجھے بتاؤ اچانک کیسے یاد آگیا ہے؟"

"میں نہیں بتاؤں گا، تمھارا سر توڑ دوں گا۔ تم جاسوس ہو، وہ تمھارے دماغ میں آتا ہے تو سانس روک لیتے ہو۔"

"وہ دماغ میں آنے والا تمھارا دشمن ہے۔ ابھی مجھے دماغی جھٹکے پہنچانے کی دھمکیاں دے رہا تھا، اس لیے میں نے سانس روک لی۔"

"میں تمھیں مار مار کر ادھ موا کر دوں گا تو سانس نہیں روک سکو گے۔"

اس نے پارس پر چھلانگ لگائی لیکن وہ پھرتی سے چھلانگ لگا کر بھی اسے نہ پکڑ سکا۔ وہ دوسری طرف پہنچ کر بولا "مجھے ادھ موا کرنے سے پہلے اتنا بتا دو، تمھاری یادداشت کیسے واپس آگئی؟"

"میں نہیں بتاؤں گا۔"

"اچھی بات ہے، میں بھی تمھیں سوسانہ سے نہیں ملاؤں گا۔"

وہ ایک دم سے چونک کر بولا۔ "سُوسانہ؟ کہاں ہے میری سُوسانہ؟ تم اسے کیسے جانتے ہو؟ بتاؤ وہ کہاں ہے؟"

اس نے سوال کرتے رہنے کے دھوکے میں اچانک چھلانگ لگائی لیکن جو لوگ ہر لمحہ حاضر دماغ رہتے ہیں۔ ان پر کبھی ناگہانی حملہ کامیاب نہیں ہوتا۔ پارس پھر اس کی گرفت میں نہیں آیا۔ وہ خوب سمجھتا تھا کہ سُوسانہ اور جبریل غیر معمولی مشینی قوتوں کے حامل ہیں۔ ان سے دور ہی دور رہ کر ان کے حملوں کو ناکام بنانا چاہیے۔ وہ کبھی گرفت میں بھی آسکتا تھا۔ ان حالات میں والٹسور وکی نے بڑے زبردست ٹوٹکے سکھائے تھے۔ یہ ٹوٹکے پھر کبھی کام آسکتے تھے۔

جبریل نے غصے سے کہا۔ "ایک بار میرے ہاتھ آجاؤ، میں تمھیں نچوڑ کر رکھ دوں گا۔"

"پھر بھی سُوسانہ تمھیں نہ ملے گی۔"

"میں کہتا ہوں مجھے غصہ نہ دلاؤ۔ بتاؤ سُوسانہ کہاں ہے؟"

"پہلے بتاؤ، یادداشت کیسے واپس آگئی؟"

"میں کیا بتاؤں۔ ایک کھنڈر میں جا کر تھوڑی دیر کے لیے سو گیا تھا۔ آنکھ کھلی تو گم شدہ ماضی کا ایک ایک لمحہ یاد آنے لگا تھا۔"

"تمھیں ہوٹل سے گئے ساڑھے تین گھنٹے ہو گئے۔ کیا تم عقل سے سوچ نہیں سکتے کہ تنویمی عمل کے ذریعے پہلے تمھاری یادداشت ختم کی گئی۔ آج پھر اسی عمل کے ذریعے یادداشت واپس لائی گئی ہے۔ تم نادانستگی میں کسی کے آلۂ کار بن گئے ہو اور وہ دشمن سب سے پہلے مجھ جیسے دوست کو تمھارے ہاتھوں مروانا چاہتا ہے جبکہ میں قدم قدم پر تمھارے کام آتا ہوں۔ میں نے تمھاری سُوسانہ کو ہوٹل جانے کے لیے کہا ہے، وہ وہاں تمھارا انتظار کر رہی ہے۔"

یہ سنتے ہی وہ دوڑتا ہوا ایک گاڑی میں جا بیٹھا پھر اسے اسٹارٹ کر کے وہاں سے جانے لگا۔ پارس اس کے پیچھے چل پڑا۔ جبریل کی ڈرائیونگ بتا رہی تھی کہ اسے سب کچھ یاد آگیا ہے وہ کسی سے ہوٹل کا راستہ پوچھے بغیر صحیح سمت جا رہا تھا۔ سپر ماسٹر کی ہدایت پر اس پر تنویمی عمل کر کے یادداشت واپس لائی گئی تھی تاکہ وہ ہوش و حواس میں رہ کر سُوسانہ سے ملے اور اس کے ساتھ پھر ایک بار پیرس جائے۔

بیس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد وہ ہوٹل پہنچا۔ گاڑی سے اتر کر لانبے لانبے ڈگ بھرتا ہوا ریسیپشن ہال میں پہنچا۔ وہاں سُوسانہ پہلے ہی بھیڑ لگائے ہوئے بیٹھی تھی۔ اپنے محبوب کو دیکھتے ہی اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ جبریل خوشی سے دونوں بازو پھیلائے اس کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔ "سُوسانہ! مائی سویٹ ڈارلنگ! میری یادداشت واپس آگئی ہے۔ میں تمھارے لیے واپس آگیا ہوں۔"

وہ اسے آغوش میں لینے کے لیے جیسے ہی قریب آیا، محبوبہ نے منہ پر زبردست گھونسا جڑ دیا۔ وہ لڑکھڑایا پھر سنبھل گیا۔ وہ گھونسا رسید کرتے ہوئے بولی۔ "وہ حرافہ کہاں ہے؟"

"تم کسے پوچھ رہی ہو؟"

اس نے تیسری بار مارنے کے لیے ہاتھ اٹھایا، جبریل نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا پھر کہا۔ "تم جانتی ہو میں کسی کے بھی اٹھے ہوئے ہاتھ توڑ دیا کرتا ہوں۔"

"ہاں، اب تو ضرور میرا ہاتھ توڑ دو گے۔ دوسری جو مل گئی ہے۔"

"تمھیں کس نے بتایا؟"

"وہی جو تمھارے ساتھ ہوٹل میں رہتا ہے اور پیرس سے آیا ہے۔"

"وہ پکا بدمعاش ہے۔ میں اسے مار ڈالوں گا۔"

"ہاں، جس نے میری جان بچائی اسے مار دو گے، جو مجھ سے چھین رہی ہے اسے زندہ رکھو گے۔ مجھ سے چھپاتے رہو گے۔"

"میں نے کہیں نہیں چھپایا ہے۔ وہ تو سرحد پار رہ گئی ہے۔ فرانس کی پولیس اسے گرفتار کر کے لے گئی ہے۔"

پارس نے ہال میں داخل ہو کر کہا۔ "یہ جھوٹ بولتا ہے سُوسانہ! میں نے تمھیں بھابی جان کہا ہے۔ میں تمھارے حقوق کے لیے آخری سانس تک لڑتا رہوں گا۔"

جبریل نے غرا کر کہا۔ "اسٹون مارک! یہ تمھاری زندگی کی آخری رات ہے۔"

"دیکھو سُوسانہ! یہ مجھے دھمکی دے رہا ہے تاکہ میں تمھیں حقیقت نہ بتاؤں۔"

سُوسانہ نے جبریل کا بازو پکڑ کر جھنجوڑتے ہوئے کہا۔ "تم سچے ہو تو اسے دھمکی کیوں دے رہے ہو؟"

جبریل نے اس کے کان کے قریب جھک کر سرگوشی کی، کہا۔ "یہ دشمن ہے، سپر ماسٹر نے حکم دیا ہے پہلے اسے بُری طرح زخمی کیا جائے تاکہ یہ سانس نہ روک سکے۔ اگر قابو میں نہ آئے تو اسے ختم کر دیا جائے۔"

پارس نے دور سے کہا۔ "بے چاری محبت کرنے والی عورت کے کان میں جھوٹی سچی باتیں پھونک کر اسی طرح اُلّو بنایا جاتا ہے۔"

سُوسانہ نے پارس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "اسے تو ختم کر دوں گی پہلے تم اس عورت کے بارے میں بتاؤ، وہ کہاں ہے؟ میں اُسے زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

"میں سچ کہتا ہوں، وہ دوسرے ملک میں رہ گئی ہے۔"

پارس نے کہا۔ "وہ اسی ملک اور اسی شہر میں ہے۔"

جبریل گرجتا ہوا آیا۔ ایک تو پارس کو مار ڈالنے کا حکم ملا

تھا۔ دوسرے وہ ہاتھ نہیں آرہا تھا، تیسرے یہ کہ جھوٹ بول کر اسے غصہ دلا رہا تھا تاکہ غصے کی حالت میں کبھی کامیاب حملہ نہ کر سکے۔ وہ جیسے ہی اس پر حملہ کرنے آیا، پارس چھلانگ لگا کر چھت کے فانوس تک پہنچ گیا۔ اس فانوس سے لٹکتا ہوا ایک طرف جا کر پھر چھلانگ لگائی۔ وہاں سے کاؤنٹر پر آکر کھڑا ہو گیا۔ پریس کے فوٹو گرافر تصویریں اتار رہے تھے۔ بار بار فلیش لائٹ جلتی بجھتی جا رہی تھی۔ وہ کاؤنٹر پر دونوں پاؤں جما کر سیدھی طرح کھڑا ہو کر بولا۔ "سُوسانہ! تمھیں آج نہیں تو کل ٹیلی پیتھی کے علم کا یقین کرنا ہی ہوگا۔ تمھارا جبریل صرف تم سے عشق کرتا ہے مگر وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا اسے ایک حسین عورت کے جال میں پھنسا کر اپنا اُلّو سیدھا کر رہا ہے۔"

وہ خیال خوانی کرنے والا جبریل کے دماغ میں تھا۔ اس سے کہہ رہا تھا۔ "اسٹون مارک تمھیں غصہ دلا رہا ہے۔ ذرا عقل سے کام لو۔ وہ ثابت نہیں کر سکے گا کہ مارتھا اسمتھ (میڈونا) اس شہر میں ہے۔"

اُدھر سُوسانہ نے پوچھا۔ "جبریل! کیا واقعی کوئی تمھارے دماغ میں آکر بولتا ہے؟"

جبریل نے کہا۔ "یہ جھوٹ بولتا ہے۔ نہ کوئی دماغ میں بولتا ہے اور نہ ہی اس شہر میں وہ عورت ہے۔ اگر ہے تو اسے ثبوت دینے کے لیے کہو۔"

پارس نے کہا۔ "سُوسانہ جانتی ہے کہ میں تمھیں چار گھنٹے سے تلاش کر رہا ہوں۔ ہمیں کیا پتا تم اس عورت کے ساتھ کہاں چھپے ہوئے تھے۔ اتنا پتا چلا کہ وہ عورت تمھارے ساتھ اس گاڑی میں بیٹھی ہوئی تھی جس میں تم ابھی یہاں آئے ہو۔"

"ارے سُوسانہ! یہ جھوٹا مکار ہے، کسی ثبوت کے بغیر بول رہا ہے۔"

"میں ثبوت پیش کرتا ہوں سُوسانہ! باہر جا کر اس کی گاڑی میں دیکھو۔"

سُوسانہ نے جبریل کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوئے کہا۔ "مجھے اپنی گاڑی دکھاؤ۔"

وہ دونوں باہر آئے۔ ان کے پیچھے ایک بھیڑ چلی آئی۔ جبریل نے ایک جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "وہ ہے میری گاڑی...."

وہ تیزی سے آئی، اس کا اگلا دروازہ کھولا پھر ذرا ٹھٹک گئی۔ اس کے پیچھے آنے والا جبریل بھی کچھ بوکھلا سا گیا۔ اگلی سیٹ پر ایک حسینہ کی چند تصویریں پڑی ہوئی تھیں، ایک لیڈیز پرس بھی تھا۔ سُوسانہ نے اسے کھول کر دیکھا۔ اس میں لپ اسٹک اور میک اپ کا دوسرا سامان تھا۔ جو چیز سب سے زیادہ بھڑکانے والی تھی وہ جبریل کی پاسپورٹ سائز کی تصویر تھی جو اُس عورت کے پرس سے برآمد ہوئی تھی۔ صرف اتنا ہی نہیں جبریل کی تصویر پر سُرخ سُرخ سے نشانات بھی تھے۔ اس کے بعد کسی اور ثبوت کی ضرورت نہیں رہ جاتی تھی۔

سُوسانہ نے غصے سے چیختے ہوئے ایک لات ماری، اگلا دروازہ ٹوٹ کر گر پڑا۔ لوگ دُور بھاگنے لگے۔ جبریل نے کہا۔ "یہ جھوٹ ہے، دھوکا ہے۔ میں نے اس تصویر والی کو آج تک نہیں دیکھا۔ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا عقل کی بات سمجھا رہا ہے کہ اسٹون مارک اپنا بچاؤ کرنے کے لیے ہم محبت کرنے والوں کو آپس میں لڑا رہا ہے...."

وہ بولی۔ "اب تم نے تسلیم کیا ہے کہ ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا تمھیں عقل کی بات سمجھا رہا ہے۔ وہ ساری عقل کی باتیں میں تمھاری گاڑی میں دیکھ چکی ہوں۔"

اس نے حملہ کیا۔ جبریل بچ گیا۔ وہ بولی۔ "مجھے اس چڑیل کے پاس لے چلو۔ انکار کرنے کا مطلب یہی ہوگا کہ وہ مجھ سے اچھی ہے۔ میری ساری اہمیت اور محبت ختم ہو چکی ہے۔"

"وہ یہاں نہیں ہے۔"

پارس نے دور سے کہا۔ "یہ درست کہتا ہے۔ تمھارے ڈر سے اس عورت کو یہاں سے بھگایا جا رہا ہے۔ ابھی جبریل کا ٹیلی پیتھی جاننے والا مجھے چیلنج کر رہا تھا کہ میں نے اس کی تصویریں اور پرس پکڑوا دیا مگر اس عورت کو نہیں پکڑوا سکوں گا۔ وہ یہاں رہے گی تو سُوسانہ اسے مار ڈالے گی۔"

جبریل نے کہا۔ "ارے جھوٹے، بے ایمان! تجھے کس شیطان کی خالہ نے پیدا کیا ہے۔ ارے کیوں میری سُوسانہ کو دشمن بنا رہا ہے۔ یاد رکھ، ہم ایک دوسرے کے دیوانے ہیں۔ تمھارے جیسے دشمن ہمارے دلوں میں نفرتیں پیدا نہیں کر سکیں گے۔ میری کوئی دوسری محبوبہ نہیں ہے۔ تم جس کی بات کرتے ہو، میں اس پر تھوکتا ہوں۔"

وہ خوش ہو کر بولی۔ "کیا سچ مچ تھوکتے ہو؟"

پارس نے کہا۔ "میں ابھی ثابت کر دوں گا کہ یہ اس پر نہیں تھوکے گا۔"

وہ بولی۔ "تم کیسے ثابت کرو گے؟"

وہ بولا۔ "اگر یہ تمھارا سچا عاشق ہے تو فرانس کی زمین پر قدم نہیں رکھے گا کیونکہ اس حسینہ کو ابھی اسی ملک میں بھیجا جا رہا ہے۔"

خیال خوانی کرنے والے نے جبریل سے کہا۔ "یہ اسٹون مارک بہت گہرا آدمی ہے۔ پہلے تو مجھے اس کے دماغ سے کوئی خاص بات

معلوم نہیں ہو سکی۔ آج سے یہ سانس روکنے یا میرا راستہ روکنے لگا ہے۔ یہ ضرور ہمارے منصوبوں کو دور تک سمجھتا ہے۔ یہ جانتا ہے کہ تم میڈونا کے لیے پیرس جانے والے ہو۔"

اُدھر سُوسانہ نے جبریل سے کہا "تم اسٹون مارک کو طلب کرو۔ سب کے سامنے کہہ دو کہ فرانس کی زمین پر قدم نہیں رکھو گے۔"

جبریل مشکل میں پڑ گیا تھا۔ سُپر ماسٹر کی طرف سے اسے پروگرام سمجھا دیا گیا تھا کہ آیندہ کیا کرنا ہے اور آیندہ کے پروگرام سمجھانے کے لیے ہی اس کی یادداشت واپس لائی گئی تھی۔ اس نے سُوسانہ سے کہا "تم پیرس جاؤ گی تو میں بھی جاؤں گا۔ ایسا تو ہو ہی نہیں سکتا کہ تمھارے پیچھے تنہا رہ جاؤں۔"

"اب میں تمھیں تنہا نہیں چھوڑوں گی۔ میں پیرس نہیں جاؤں گی۔"

"یہ کیا کہہ رہی ہو؟ بیس برس کے بعد تمھارے والد تمھیں ملے ہیں اور تم اپنے باپ کے سائے میں نہیں جاؤ گی۔"

اس نے حیرانی سے پوچھا "تمھیں کیسے معلوم ہوا کہ میں بیس برس بعد اپنے باپ سے ملنے جا رہی ہوں؟ اب سے پہلے تو مجھے بھی اپنے باپ کے متعلق کچھ معلوم نہیں تھا! اور نہ ہی تم کچھ جانتے تھے۔"

"بھئی! میرے دماغ میں رہنے والے نے تمھارے باپ کے متعلق بتایا ہے۔"

پارس نے کہا "بہت خوب! وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا سُوسانہ کے دماغ میں بھی آ کر چُپ چاپ بے چاری کے ذاتی معاملات پڑھتا ہے اور پتا نہیں عورت کے کتنے بھید اندر رہ کر معلوم کرتا ہو گا۔ سُوسانہ! کیا تم چاہتی ہو کہ تمھاری اجازت کے بغیر کوئی تمھارے اندر آئے اور دن رات تمھارے راز کی باتیں معلوم کرتا رہے؟"

سُوسانہ نے جبریل کو جھنجوڑ کر کہا "کہاں ہے وہ سُور کا بچہ! اُسے میرے اور اپنے اندر سے نکالو۔ میں اُسے زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ کیا تم بے غیرت ہو گئے ہو؟ تمھیں یہ سوچ کر شرم نہیں آتی کہ تمھاری عورت کے اندر کوئی پرایا مرد آتا ہے۔ سوچو، ذرا سوچو۔ اب ذرا شرم کرو۔"

جبریل سر پکڑ کر ایک کار کے بونٹ پر بیٹھ گیا۔ سوچ کے ذریعے بولا "اے خیال خوانی کرنے والے! مجھے گوشت پوست کا روبوٹ بنایا جا رہا تھا تب میں نے سُپر ماسٹر سے کہا تھا، میری سُوسانہ کو بھی میری طرح بنایا جائے اور اس کے دماغ میں کوئی خیال خوانی کرنے والا کبھی نہ جائے۔ یہ میری عزت اور غیرت ہے۔ میری شرائط مان لی جائیں گی تو میں ہمیشہ سُپر ماسٹر کا وفادار رہوں گا۔ لیکن تم کیوں گئے؟ سُوسانہ کے دماغ میں کیوں گئے؟ کیا اس لیے کہ میں تمھیں جاتے ہوئے نہیں پکڑ سکتا تھا؟"

"یہ بات نہیں ہے جبریل! ذرا ٹھنڈے دماغ سے سوچو، ہم تمھاری سُوسانہ کی حفاظت کے لیے اور اسے فریب سے بچانے کے لیے ایسا کرنے پر مجبور ہو گئے۔ سُپر ماسٹر نے مجھے حکم دیا تھا کوئی سُوسانہ کا باپ بن کر پیرس سے آیا ہے۔ یہ ہمارے جبریل کی عزت اور غیرت ہے۔ سُوسانہ اور اس کے نئے باپ کے دماغوں میں جا کر حقیقت معلوم کرنی چاہیے۔ بس میں تھوڑی دیر کے لیے گیا تھا۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں، نہ اس سے پہلے تمھاری عورت کے پاس گیا اور نہ آیندہ کبھی تمھاری اجازت کے بغیر جاؤں گا۔ فار گاڈ سیک، یہ سمجھنے کی کوشش کرو کہ یہ اسٹون مارک ہم سب کو آپس میں لڑا کر ہمارے منصوبوں کو خاک میں ملا رہا ہے۔ یہ کوئی بہت بڑا چالباز ہے۔"

جبریل نے غصے سے کہا "اس چالباز کو میں زندہ نہیں چھوڑوں گا لیکن یہ بات وہ درست کہہ رہا ہے۔ تمھیں ایک لمحے کے لیے بھی سُوسانہ کے دماغ میں نہیں جانا چاہیے تھا۔ وہ میری عورت ہے، میں اسے سمجھا لوں گا مگر اپنی غیرت کو کیسے سمجھاؤں گا۔ نہیں نہیں، تم جاؤ، میرے دماغ سے جاؤ۔ پہلے میں سُپر ماسٹر سے بات کروں گا پھر اس کا کوئی کام کروں گا۔"

"ارے، یہ کیا کہتے ہو۔ ہماری پلاننگ اتنی زبردست ہے کہ ہم میڈونا کو قید سے نکال کر لے آئیں گے۔ ایسے میں تم انکار کرو گے تو سُپر ماسٹر ناراض ہو جائے گا۔"

"بکواس مت کرو۔ میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا، میری شرائط کے خلاف کوئی بات ہو گی تو میں وفادار نہیں رہوں گا۔"

"کیا غداری کرو گے، ہوش میں تو ہو؟"

"مجھے جو کرنا اور کہنا ہو گا، وہ سُپر ماسٹر کے سامنے کہوں گا اور کروں گا۔ تم فوراً میرے دماغ سے نکل جاؤ۔ میں کسی بے ایمان اور وعدہ خلافی کرنے والے کو برداشت نہیں کر سکتا۔ جاؤ یہاں سے۔۔۔"

اس نے پرائی سوچ کی لہروں کو دماغ سے نکلتے ہوئے محسوس کیا، پھر سر اٹھا کر سُوسانہ کو دیکھتے ہوئے کہا "میں نے اسے بھگا دیا ہے، وہ میرے دماغ میں نہیں ہے۔ میں اس دھوکے باز کو آیندہ بھی آنے نہیں دوں گا۔ آئے گا تو سانس روک لوں گا۔"

پارس ان سے کچھ دور کھڑا ہوا تھا۔ ہنستے ہوئے بولا "کیسے سانس روک لو گے؟ وہ ڈیگا اینڈ ڈیگہ کہلاتے ہیں۔ انھوں نے تنویمی عمل کے ذریعے تم دونوں کے دماغوں کو ایک ڈیگہ کے لیے بے حس بنا دیا ہے۔ یعنی ایک ڈیگہ کی سوچ کی لہروں کو تم محسوس نہیں کر سکتے، دوسرے کو محسوس کر لیتے ہو۔ جیسے محسوس کر سکتے ہو وہ ابھی چلا گیا ہے اور جیسے تنویمی عمل کے باعث محسوس نہیں کر سکتے وہ ابھی دماغ میں ہے یا آنے والا ہے۔"

جبریل نے غصے سے کہا "اسٹون مارک! تمھاری زندگی پوری ہو گئی ہے۔ تم آگ لگاتے ہو، آپس میں پھوٹ ڈالتے ہو۔ ہماری آپس میں دشمنی بڑھاتے ہو اور دور سے تماشا دیکھتے ہو۔ تم میرے ہاتھوں سے نہیں بچو گے۔"

سُوسانہ نے کہا "تمھارا دماغ چل گیا ہے۔ اس نے تمھارے اندر چھُپے ہوئے فریبی کو ظاہر کیا ہے۔ ابھی اس نے اور عقل کی بات بتائی ہے۔ ذرا سوچو اور جواب دو۔ کوئی چھُپ کر دماغ میں رہتا ہو گا تو کیا تم اسے سمجھ پاؤ گے؟"

وہ کچھ کہنا چاہتا تھا، پارس نے کہا "جواب دینے سے پہلے سُوسانہ کو یہ بتا دو کہ آج شام سے پہلے کتنے دنوں کے لیے تمھاری یادداشت گم کر دی گئی تھی اور شام کے بعد اچانک یادداشت کیسے واپس آ گئی۔ تب سُوسانہ کی سمجھ میں آئے گا کہ جو لوگ اپنی مرضی سے تمھاری یادداشت جب چاہتے ہیں چھین لیتے ہیں، جب چاہتے ہیں واپس کر دیتے ہیں، وہ اور کتنے طریقوں سے تم دونوں کے دماغوں سے کھیل رہے ہوں گے اور کس طرح ایک پہریدار کو تمھارے دماغوں میں ہمیشہ بٹھائے رکھتے ہوں گے۔"

سُوسانہ نے پوچھا "کیا یہ سچ ہے؟ انھوں نے تمھاری یادداشت چھین لی تھی؟"

جبریل نے سرگوشی میں کہا "تم جانتی ہو، میں سُپر ماسٹر کے لیے کام کرتا ہوں۔ یہ یادداشت والا چکر اس کی پلاننگ کا ایک حصہ تھا۔ مجھ سے وعدہ کیا گیا تھا کہ دو چار روز میں جیسے ہی منصوبہ کامیاب ہو گا، میری یادداشت واپس کر دی جائے گی۔ آج انھوں نے وعدہ پورا کر دیا۔"

"ان کا منصوبہ کیا تھا؟"

"سُوسانہ! یہ نہ پوچھو، ہم جیسے وفادار سُپر ماسٹر کے سامنے قسم کھاتے ہیں کہ اس کے منصوبے کا ذکر اپنے سائے سے بھی نہیں کریں گے۔"

"کیا تمھاری قسم مجھ سے بڑھ کر ہے؟"

"اری پگلی! اس دیوانے نے تیری ہی قسم کھائی ہے۔ سُپر ماسٹر اور دوسرے اعلیٰ حکام اچھی طرح جانتے ہیں کہ میں تیرے لیے پہاڑ کاٹ سکتا ہوں، سمندروں کا سینہ چیر سکتا ہوں۔ میں عاشق ہوں، سودائی ہوں۔ میرے سر میں صرف تیرا سودا سمایا رہتا ہے۔"

وہ اپنی بانہیں اس کی گردن میں ڈال کر بولی "آؤ، ہم کمرے میں چلیں۔"

وہ تھوڑی دیر کے لیے محبت میں کھو گئے۔ پریس فوٹو گرافرز ان کی تصویریں اتار رہے تھے۔ پھر وہ دونوں ہوٹل کے اندر جانے لگے۔ سُوسانہ نے دروازے پر رُک کر پارس کو دیکھا، پھر مسکرا کر بولی "آئی لو یو، تم بہت اچھے ہو۔ کیا پھر ملو گے، یعنی صبح؟"

وہ جواباً مسکراتے ہوئے بولا "صبح بہت دور ہے۔ وہ جو دماغ سے گیا ہے، وہ آدھی رات سے پہلے ہی ملنے پر مجبور کر دے گا۔ تب تک جبریل کے ساتھ اچھا وقت گزار لو۔ خدا حافظ۔"

وہ اپنے دیوانے کے ساتھ چلی گئی۔ اخباری رپورٹروں اور فوٹو گرافروں نے پارس کو گھیر لیا۔ ایک نے سوال کیا "کیا تمھیں ان سے ڈر نہیں لگتا۔ یہ عاشق اور معشوق باتوں میں انسان اور تیور بدلنے میں درندے ہیں۔ تم ہاتھ آ جاتے تو ابھی زندہ نہیں رہتے۔ آخر ان خطرات سے کیوں کھیل رہے ہو؟"

پارس نے جواب دیا "سپیروں سے کبھی سوال نہ کرو کہ وہ زہریلے سانپوں سے کیوں کھیلتا ہے۔ بھئی، میرے پاس بین بھی ہے، سانپوں کا منتر بھی ہے اور زہر مہرہ بھی۔"

پھر وہ ایک دم سے اچھل کر بولا "ارے غضب ہو گیا! میری بین اور زہر مہرہ کمرے میں رہ گیا۔ میں ابھی لے کر آتا ہوں۔"

یہ کہتے ہی وہ دوڑتا ہوا ہوٹل کے اندر چلا گیا۔ اسے گھیر کر سوالات کرنے کا۔۔۔ ارادہ رکھنے والے دیکھتے اور سوچتے رہ گئے۔

جبریل کے دماغ میں رہنے والا سُپر ماسٹر سے کہہ رہا تھا "میں آپ کی ہدایت کے مطابق ڈیگہ بن کر اس کے لہجے میں بول رہا تھا اور جبریل اس لہجے میں آنے والی سوچ کی لہروں کو محسوس کر رہا تھا۔ میں تنویمی عمل کے ذریعے اس کی یادداشت واپس لا چکا ہوں۔ اس کی ملاقات سُوسانہ سے ہو چکی ہے لیکن اسٹون مارک ہمارے لیے بہت بڑی مصیبت بن گیا ہے۔"

"کون اسٹون مارک؟"

"وہی جو ٹرین میں بازی گری کے تماشے دکھا رہا تھا۔ پھر اس نے جبریل سے دوستی کی۔ اس کا دماغ ایک کھُلی ہوئی کتاب تھی۔ وہ کسی پہلو سے دشمنوں کا آدمی نہیں لگتا تھا۔ میں نے اس کے متعلق آپ کو تفصیلی رپورٹ دی تھی۔"

"ہاں، یاد آیا۔ میں نے تمھیں سمجھایا تھا کہ جس کا دماغ کھُلی کتاب کی طرح ہو، اس سے کسی وقت بھی دھوکا ہو سکتا ہے۔ ہم نے بھی تنویمی عمل کے ذریعے جبریل کے دماغ کو یادداشت سے خالی کر کے کھُلی کتاب بنا دیا تھا۔ آر مر دعنیزہ کو اس کے دماغ سے کچھ حاصل نہیں ہوا ہو گا۔ اسی طرح اسٹون مارک بھی ہاتھی کے دانت ہو سکتا ہے۔ جو دکھانے کے اور، کھانے کے اور ہوتے ہیں۔ بہرحال، اب وہ اسٹون مارک مصیبت کیوں اور کیسے بن گیا ہے؟"

"جناب! وہ محض ایک بازی گر نہیں ہے۔ ایک بہت بڑا چالباز اور زبردست فائٹر بھی ہے۔ سُوسانہ اور جبریل جیسے انسانی روبوٹ کے چھکے چھڑا دیے ہیں۔"

"میں نہیں مانتا۔ اس دنیا کا کوئی بھی شہ زور ان دونوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ہم نے ان کی تیاری میں کئی ملین ڈالر خرچ کیے ہیں اور تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ ایک شخص ان سے مقابلے میں جیت گیا ہے؟"

"آپ کی بات درست ہے۔ ان سے کوئی جیت نہیں سکتا۔ مقابلہ کرنے والے کی موت لازمی ہوتی ہے لیکن اسٹون مارک بندر کی اولاد ہے۔ ان کا کوئی حملہ کامیاب ہونے نہیں دیتا، پھُرتی سے بچ نکلتا ہے۔ کبھی ان کے ہاتھ نہیں آتا۔ اس کی کامیابی کی اصل وجہ یہ ہے کہ وہ نفسیاتی مار مارتا ہے۔ جبریل کو غصہ دلاتا ہے اور میڈونا کو ایک سوکن کی حیثیت سے پیش کر کے سُوسانہ کو جبریل سے لڑاتا ہے۔"

"تمھیں ایسے وقت اسٹون مارک کے خیالات پڑھنے چاہئیں۔"

"اب وہ سانس روک لیتا ہے۔"

"پھر تو وہ اسٹون مارک نہیں ہے۔ اس کی اصلیت کچھ اور ہے۔ سُوسانہ اور جبریل ہمارے بہت اہم مہرے ہیں اور وہ ان سے کھیل رہا ہے۔"

"جناب! وہ یہ بھی جانتا ہے کہ ہم جبریل کو پھر فرانس بھیجیں گے۔ وہ سُوسانہ سے کہہ رہا تھا، اگر جبریل اس کا سچا عاشق ہے تو آیندہ فرانس کی زمین پر قدم نہ رکھے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ہماری پلاننگ کو بڑی حد تک سمجھتا ہے۔"

"اوہ گاڈ! پھر تو وہ بے حد خطرناک ہے، اسے پہلی فرصت میں ختم کر دو۔ جبریل کو میرا حکم سناؤ کہ میں اسٹون مارک کو صبح سے پہلے مردہ دیکھنا چاہتا ہوں۔"

"جبریل کہتا ہے پہلے آپ سے براہ راست بات کرے گا پھر کسی حکم کی تعمیل کرے گا۔ میں کیا بتاؤں جناب! اسٹون مارک کتنا چالباز ہے۔ اس نے جبریل کی زبان سے اگلوا دیا کہ سُوسانہ پھر اپنے باپ سے ملنے پیرس جا رہی ہے۔ جبکہ سُوسانہ نے یہ بات اسے نہیں بتائی تھی۔ اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ میں اس کے دماغ میں چھُپ کر جاتا ہوں۔ جبریل کو اسی بات پر غصہ آ رہا ہے۔ آپ ذرا غور فرمائیں، یہ اسٹون مارک کتنی مکاری یا حاضر دماغی سے ہمارے منصوبے کو کھٹائی میں ڈال رہا ہے۔"

سُپر ماسٹر نے میز پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا "بڑی دیر بعد سمجھ میں آ رہا ہے۔ تم نے اسٹون مارک کے متعلق جتنی تفصیلات بیان کی ہیں ان میں اہم باتیں یہ ہیں کہ وہ مقابلہ نہیں کرتا، سونیا کی طرح مقابل کے حملوں کو ناکام بناتا ہے۔ لڑنے میں وقت ضائع کرنے کے بجائے شیطانی چالوں سے خود محفوظ رہتا ہے۔ سُوسانہ اور جبریل جیسے خطرناک روبوٹ کو ٹھنڈا کر کے رکھ دیا ہے اور ہمارے منصوبے پر مٹی ڈال رہا ہے۔ یہ تمام سونیا کی چالیں چلنے والا مرد پارس ہی ہو سکتا ہے۔"

"کیا واقعی؟"

"ہاں، جاؤ، وقت ضائع نہ کرو۔ سُوسانہ اور جبریل کے دماغوں میں خاموشی سے آتے جاتے رہو۔ جبریل سے کہو، سُپر ماسٹر ہاٹ لائن پر ابھی گفتگو کرے گا۔ میں نائب سے کہتا ہوں۔ وہ سُپر ماسٹر بن کر اس کی تسلی کر دے گا۔ میں دوسرے ذرائع سے پارس کو ہمیشہ کے لیے خاموش کر دوں گا۔"

وہ جبریل کے پاس گیا پھر واپس آ کر بولا "جناب! وہ دیوانہ ابھی کسی کی نہیں سُنے گا۔ اس پر سُوسانہ کا جادو چل رہا ہے۔ کہتا ہے ایک گھنٹے بعد سُپر ماسٹر سے بات کرے گا۔"

سُپر ماسٹر نے ناگواری سے کہا "لعنت ہے اس پر۔ میں نے پہلے ہی اعتراض کیا تھا، انسانی روبوٹ کے ساتھ اس کی ایک مادہ تیار نہ کی جائے۔ لیکن خفیہ بورڈ کے ممبران کا متفقہ فیصلہ تھا کہ یہ روبوٹ عام انسانوں کی طرح جذباتی نہیں ہوں گے اگر ہوں گے تو خفیہ ٹیلی پیتھی جاننے والے انھیں کنٹرول کرتے رہیں گے۔ اب کریں کنٹرول۔ ارے مادہ انسان کی ہو، جانور کی ہو یا روبوٹ کی، جب وہ ادائیں دکھاتی ہے تو دنیا کا نقشہ بدل دیتی ہے، ہمارا ایک منصوبہ کیا چیز ہے۔"

وہ بڑبڑا کر چُپ ہو گیا۔ خلا میں گھورتے ہوئے سوچنے لگا، اب ایسے کون سے خطرناک ذرائع استعمال کیے جائیں کہ روم سے پیرس وہ چالباز واپس نہ جائے، اس کی لاش جائے۔ کم بخت نے ٹیلی پیتھی کے بغیر ہی سُوسانہ اور جبریل کا دماغ جکڑ رکھا ہے۔

اس نے ایک بہترین سوٹ پہن کر آدم قد آئینے میں خود کو دیکھا۔ آدمی خواہ کتنی ہی معمولی شکل و صورت کا ہو، آئینے میں خود کو دیکھ کر بہت خوش ہوتا ہے۔ وہ بھی معمولی صورت رکھتا تھا۔ اگرچہ بدصورت نہیں تھا تاہم کوئی حسین لڑکی اس کی طرف مائل نہیں ہوتی تھی۔ وہ بہترین لباس پہن کر مہنگی خوشبو لگا کر محفلوں میں جاتا تھا تو لڑکیاں اسے دیکھ لیتی تھیں لیکن دیکھنے سننے کے بعد بات آگے نہیں بڑھتی تھی۔

وہ کسی پر ظاہر نہیں کرتا تھا کہ ٹیلی پیتھی کا علم جانتا ہے۔ دنیا کی تمام دولت اپنے قدموں میں لا سکتا ہے۔ زمین کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک جتنی حسین ترین لڑکیاں ہیں، وہ اس کے بیڈ روم میں ہاتھ باندھے کھڑی رہ سکتی ہیں لیکن وہ کسی کو ٹیلی پیتھی سے نہیں اپنی شخصیت اور اعمال سے متاثر کرنا چاہتا تھا لیکن حُسن مغرور ہوتا ہے۔ شخصیت سے نہیں دولت اور ظاہری شان و شوکت سے متاثر ہوتا ہے۔ وہ بے چارہ مایوس ہو چکا تھا، ایسے ہی وقت سونیا اس پر عاشق ہو گئی تھی۔

یہ معلوم ہوتے ہی وہ دنگ رہ گیا تھا۔ بڑی دیر تک سوچنے سمجھنے کے قابل نہیں رہا تھا۔ پھر اس نے بار بار سونیا کی سوچیں پڑھیں۔ چھُپ چھُپ کر چور خیالات کو کھنگالتا رہا۔ ہر بار یہ یقین مستحکم ہوتا گیا کہ وہ جھوٹ نہیں بول رہی ہے۔ دھوکا نہیں دے رہی ہے اس کا دل اور دماغ ڈیگر کی آواز اور لہجے سے بے حد متاثر ہے۔ دنیا جہان کے تجربات رکھنے والی اس کی آواز اور لہجے سے اس کی شخصیت کا ایک مکمل خاکہ بنا چکی ہے اور اس خاکے کی پُوجا کر رہی ہے۔

چونکہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے چور خیالات چھُپے نہیں رہتے اور نہ ہی کوئی ہزار جتن کے باوجود چھُپا سکتا ہے اس لیے ڈیگر کو اپنی خوش قسمتی کا یقین ہو گیا تھا۔ وہ ہواؤں میں اُڑنے لگا تھا۔ سونیا کے نام کے ساتھ اپنے نام کو دُنیا کے ہر ملک، ہر شہر اور ہر قصبے میں گونجتے ہوئے سُن رہا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا، لوگ رفتہ رفتہ فرہاد کو بھول جائیں گے، آیندہ سونیا اور ڈیگر کی جوڑی یاد رکھیں گے۔

اچھی طرح یقین ہو جانے کے بعد اس نے آئینہ دیکھا اور ذرا مایوس ہوا تو دماغ میں بات آئی، ابھی تو دور سے محبت ہو رہی ہے۔ جب وہ روبرو آئے گی اور اسے دیکھے گی تو اس کا دل ٹوٹ جائے گا۔ وہ سب کچھ ہے مگر فرہاد کی طرح خوبصورت اور لیڈی کلر نہیں ہے۔

پھر اس نے دل کو سمجھایا۔ سونیا غیر معمولی ذہانت کی حامل ہے۔ وہ میرے چہرے کو نہیں، میری خوبیوں اور صلاحیتوں کو دیکھتی رہے گی۔

یہ بات معلوم کرنے کے لیے پھر چپکے سے سُونیا کے دماغ میں گیا، اس کے اندر اپنی طرف سے سوچ پیدا کی تو وہ سوچنے لگی۔ "میں کیا کر رہی ہوں۔ ڈیگر کو دیکھے بغیر اس کی دیوانی ہو رہی ہوں۔ اگر وہ خوبرو نہ ہوا تو؟"

سُونیا کی دوسری سوچ نے کہا "تو قیامت نہیں آئے گی، جو لوگ معمولی شکل و صورت کے حامل ہوتے ہیں کیا وہ اچھے انسان نہیں ہوتے؟ میں لوگوں کو ان کی آواز، لہجے اور اندازِ گفتگو سے پہچان لیتی ہوں اور میرے دل اور دماغ نے اسے پہچان بھی لیا ہے اور مان بھی لیا ہے۔"

وہ خوش ہو گیا۔ دماغی طور پر حاضر ہو کر پھر آئینے میں دیکھنے لگا۔ آنے والے دنوں میں صرف وہی نہیں بلکہ ساری دُنیا اسے سب سے زیادہ خوش نصیب شخص کہنے والی تھی۔ دوست ہوں یا دشمن، یہ مانتے ہیں کہ سونیا کو کوئی جیت نہیں سکتا اور اگر جیت لے تو ساری دنیا کو جیت لے گا۔

ڈیگر نے سنجیدگی سے سوچا۔ "ٹھیک ہے کہ سونیا خوبروئی کو نہیں دیکھتی لیکن اس کے ساتھ کھڑے ہو کر دُنیا والوں کے سامنے اس کے شایانِ شان نظر آنا چاہیے۔ کسی کو یہ کہنے کا موقع نہیں دینا چاہیے کہ میں محفلوں میں اپنی سونیا سے کم تر نظر آتا ہوں۔"

بے انتہا دولت ہو تو ہر ناممکن بات ممکن ہو جاتی ہے۔ ایک بدصورت دولت مند پلاسٹک سرجری کے ذریعے خوبصورت بن سکتا ہے۔ ڈیگر نے پہلے کئی بار سوچا تھا کہ چہرہ تبدیل کر کے کسی حسینۂ عالم کے جسم و جاں کا مالک بن جائے۔ پھر خیال آیا کہ کسی حسینہ کو فریب ہی دینا ہے تو ٹیلی پیتھی کے ذریعے بھی دیا جا سکتا ہے۔ اس نے ایسا ہی کیا جو پسند آئی اسے ٹریپ کیا۔ اسے پسند کرنے کا موقع نہیں دیا۔ بعد میں وہ لڑکیاں بڑی حیران ہو کر اسے چھوڑ گئیں کہ پتا نہیں وہ کیوں اور کیسے اس پر عاشق ہو گئی تھیں۔ اس نے کبھی کسی پر خیال خوانی کی صلاحیت ظاہر نہیں کی تھی۔ وہ اس معاملے میں بہت محتاط رہتا تھا۔

اب وہ سونیا کی خاطر اپنا چہرہ بدلنے کے متعلق سوچ رہا تھا جو اسے دیکھے بغیر محبت کر رہی تھی، اسے وہ مایوس نہیں کرنا چاہتا تھا۔ جس طرح وہ فرہاد کے شانہ بہ شانہ رہ کر فخر کرتی تھی اسی طرح وہ ڈیگر کے ساتھ رہ کر بھی فخر کرے گی۔ ایسا سوچتے وقت خیال پیدا ہوا، اگر وہ شکلاً فرہاد جیسا ہوتا تو سونیا اس پر اور ناز کرتی۔ ٹھیک ہے کہ وہ ویسا نہیں ہے لیکن پلاسٹک سرجری کے ذریعے بن سکتا ہے۔

کیا اسے بالکل فرہاد بن جانا چاہیے؟ نہیں بالکل فرہاد نہیں، ورنہ دنیا کہے گی کہ ڈیگر کی اپنی کوئی شخصیت نہیں ہے۔ سونیا نے اسے فرہاد کا ہم شکل پا کر اپنا محبوب بنایا ہے۔

پھر اس نے سوچا، فرہاد سے تھوڑی سی مشابہت ہو مگر چہرہ اس سے بھی زیادہ پُرکشش ہو۔ اُسے دیکھ کر لوگ سوچیں کہ فرہاد سے کچھ مشابہت تو ہے لیکن اس سے زیادہ خوبرو اور مردانگی سے بھرپور چہرہ ہے۔ اسے دیکھ کر سونیا فرہاد کو بھول گئی ہے اور خوبرو ڈیگر کو دل دے بیٹھی ہے۔

یہ بات دل کو لگ رہی تھی۔ اس نے بڑی رازداری سے ایک پلاسٹک سرجری کے ماہر سے رابطہ قائم کیا۔ ابھی وہ سُپر ماسٹر

سے بھی یہ بات چھپانا چاہتا تھا۔ اگرچہ یہ جانتا تھا کہ سپر ماسٹر کے بلیک اسپائی اس کی نگرانی کرتے ہیں اور اس کی دن رات کی مصروفیات کی رپورٹ اوپر تک پہنچاتے رہتے ہیں۔ تاہم اس نے بھی خاص حالات میں خود کو چھپانے اور بلیک اسپائی کے سراغرسانوں کو چکمہ دینے کے انتظامات کر رکھے تھے۔ بہت پہلے کی احتیاطی تدابیر اب کام آنے والی تھیں۔

اُدھر سونیا نے محبت سے سمجھایا تھا کہ ابھی اس کی محبت دوسروں پر ظاہر نہ کی جائے۔ پہلے وہ اس بات کا فیصلہ کرے کہ سپر ماسٹر یا کسی سپر طاقت کا غلام بن کر رہے گا یا فرہاد کی طرح آزاد رہ کر کمزوروں کی حمایت میں بڑی طاقتوں سے لڑتا رہے گا۔

سونیا نے اسے بڑے زبردست مسئلے میں الجھا دیا تھا۔ ڈیگر نے کبھی سپر ماسٹر کو چھوڑنے کا تصور بھی نہیں کیا تھا۔ وہ اس کا بہت احسان مند تھا۔ اس نے ڈیگر کو ٹرانسفارمر مشین سے گزارنے کے لیے منتخب کیا تھا۔ اس کی مہربانی سے اس نے ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کیا تھا۔ وہ کبھی سوچتا بھی نہیں تھا کہ وہ سپر ماسٹر کی غلامی کر رہا ہے۔

سونیا نے سمجھایا۔ ایک غلام کی پہچان یہ ہے کہ وہ آقا کے حکم پر مذہب کے خلاف، قانون کے خلاف اور انسانیت کے خلاف کام کرتا ہے جیسا کہ ڈیگر نے کیا تھا۔ اس نے رسونتی کو اغوا کرکے سپر ماسٹر کی قید میں پہنچایا تھا۔ اب جوجو کو بھی وہاں پہنچانا چاہتا تھا جبکہ کسی کی ماں، بہن، بیوی اور بیٹی کو اغوا کرنا قانون، مذہب اور انسانیت کے خلاف ہے۔ یہ کام آج تک فرہاد نے نہیں کیا کیونکہ وہ کسی کا غلام نہیں ہے، کسی کے حکم کا پابند نہیں ہے۔ اس نے ہمیشہ ماؤں، بہنوں اور کمزور افراد کی مدد بھی کی ہے اور حفاظت بھی۔ وہ ایک چھوٹی سی سچائی کے لیے بڑی طاقتوں سے بھی ٹکرا جاتا تھا۔

سونیا کے دلائل سن کر پہلی بار عقل آئی کہ سپر ماسٹر نے اس سے جائز اور ناجائز کام کرانے کے لیے اسے ٹیلی پیتھی کا علم دیا ہے۔ اسے یہ غیر معمولی علم حاصل کرنے کے بعد شیطان بن کر رہنا چاہیے یا انسانیت کی راہ پر چلنا چاہیے۔

وہ اتنی جلدی کوئی معقول فیصلہ نہیں کر سکتا تھا، اس لیے تذبذب میں تھا۔ دل اور دماغ میں یہ بات نقش ہو گئی تھی کہ اسے سونیا کے ساتھ رہ کر فرہاد کی طرح اپنا ایک الگ مقام بنانا چاہیے لیکن غلام زنجیر توڑنے سے پہلے ہچکچاتا بہت ہے۔ ابھی وہ جھجک رہا تھا۔ تخت یا تختہ کے اصولوں پر فوراً ہی کسی فیصلے پر نہیں پہنچ رہا تھا۔

وہ آئینے کے سامنے تیار ہو کر کہیں باہر جانا چاہتا تھا۔

فون کی گھنٹی نے اسے پکارا۔ اس نے ٹیلیفون کے پاس آکر ریسیور اٹھایا۔ فون کی خفیہ لائن پر نائب سپر ماسٹر کی آواز سنائی دی۔ ان دنوں ڈیگر ہمیشہ نائب سے باتیں کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ سپر ماسٹر سے گفتگو کر رہے ہیں۔ نائب یوگا کا ماہر تھا، اس کے چور خیالات پڑھ کر حقیقت معلوم نہیں کی جا سکتی تھی۔

فون پر نائب نے کہا۔ "ہیلو پرنس ڈیگر! کیا کر رہے ہو؟"

اس نے جواب دیا۔ "اپنی ڈیوٹی پر ہوں۔ جوجو کو ملکہ کی قید سے نکال لانے کے لیے سونیا سے باتیں ہو رہی ہیں۔ سونیا میری معمولہ ہے اور مکمل طور پر میری گرفت میں ہے۔"

"یہ تم پہلے بھی کہہ چکے ہو اور میں سمجھا چکا ہوں کہ سونیا آج تک کبھی اتنی آسانی سے تو کیا دشواری سے بھی گرفت میں نہیں آئی۔ یہ مت بھولو کہ جب تم طیارے میں تاتیانہ کو دماغی نقصان پہنچانا چاہتے تھے تو سونیا نے اسے تمہارے ٹیلی پیتھی کے ہتھیار سے بچایا تھا۔ کیسے بچایا تھا؟ یہ آج تک ہماری تمہاری سمجھ میں نہیں آیا اور جو بات سمجھ میں نہ آئے اسے ہم روحانی عمل کہہ دیتے ہیں۔ بہرحال جو تاتیانہ کو تم سے بچا سکتی ہے، وہ خود تمہاری گرفت میں کیسے آئے گی؟"

"آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ میں نے سونیا پر کامیاب تنویمی عمل نہیں کیا ہے؟"

"تم نے اپنے طور پر کامیاب عمل کیا ہوگا لیکن اس مکار عورت نے عمل کے دوران کوئی ایسا کھوٹ پیدا کیا ہوگا جو تمہاری سمجھ میں نہ آیا ہو۔ بعد میں سمجھو گے تو پچھتانے کا وقت گزر چکا ہوگا۔"

"تعجب ہے، میں چوری چھپے اس کے چور خیالات پڑھتا ہوں۔ اس کی لاعلمی میں اسے طرح طرح سے آزما چکا ہوں پھر بھی آپ کہتے ہیں تو میں اس پر بھروسا نہیں کروں گا۔ آپ بتائیں اب مجھے کیا کرنا چاہیے؟"

"یہی کہ بھروسا نہ کرو مگر یہی تاثر دو کہ بھروسا کر رہے ہو۔ تم ماسکو سے جوجو کو اپنے طیارے میں لاؤ گے تاکہ وہ کوئی چال نہ چل سکے۔"

"یہی ہوگا جناب!"

"جوجو کو لانے کے لیے جو تدابیر اختیار کرو، ان سے مجھے آگاہ رکھنا۔ پھر ان پر عمل کرتے وقت جان ڈیگر کو بھی ساتھ رکھنا۔"

"وہ تو رسونتی کے معاملے میں مصروف ہے۔"

"نہیں، وہ اچانک بیمار پڑ گیا ہے۔ اور یہ علی تیمور قسمت کا دھنی ہے۔ جان ڈیگر کی بیماری نے اس کے لیے کامیابی کی راہیں ہموار کر دی ہیں۔ میرا مشورہ ہے، سونیا کو ابھی آزماتے رہو۔ کبھی کبھی اس کے پاس جاؤ۔ اس کے خیالات پڑھ کر آجایا کرو۔

جان ڈیگر کی جگہ رسونتی کے پاس جایا کرو لیکن علی تیمور کو کسی طرح بھی روکو۔ اطلاع ملی ہے کہ وہ جنگل کے راستے سرحد پار کرنے والا ہے۔ ہم اپنی تمام فوج اور تمام ٹیلی پیتھی کی بارود بچھا دیں گے لیکن اسے مال کے ساتھ سرحد پار کرنے نہیں دیں گے۔"

"جناب! آپ جس محاذ پر جنگ لڑنے کو کہیں گے میں اُدھر چلا جاؤں گا لیکن میں اپنی وفاداری کا واسطہ دیتا ہوں، مجھ سے کوئی بات نہ چھپائی جائے۔"

"تم سے کون سی بات چھپائی جا رہی ہے؟"

"یہی کہ کسی مصلحت کی بنا پر مجھے سونیا کے پاس سے ہٹایا جا رہا ہے۔"

"یہ بات تمہارے دماغ میں کیوں آئی؟"

"یوں آئی کہ جان ڈیگر بیمار نہیں ہے۔ آپ نے اسے پارس اور میڈونا کے پیچھے لگایا ہے۔ مجھے پتا چلا ہے، ایک انسانی روبوٹ میڈونا کو سرحد پار لے جانا چاہتا تھا اور اس روبوٹ کو جان ڈیگر گائیڈ کرتا ہے۔"

"تمہاری معلومات غلط ہیں۔ چند سیکنڈ کے لیے جان ڈیگر کے پاس جاؤ اور اس کی عیادت کرکے واپس آجاؤ۔ میں فون پر رہوں گا۔"

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر ڈیگر کے پاس پہنچتے ہی بولا۔ "میرے دوست! سانس نہ روکنا، میں پرنس ڈیگر ہوں۔"

وہ کمزوری سے مسکراتے ہوئے بولا۔ "میں بیمار پڑا ہوں، سانس کیا روکوں گا۔ فی الحال خیال خوانی کے قابل نہیں ہوں۔"

"کب سے بیمار ہو؟"

"کل شام سے بستر پر ہوں۔ کوئی پندرہ گھنٹے گزر چکے ہیں۔"

"میں تمہارے لیے کیا کر سکتا ہوں؟"

"میرے لیے تو ڈاکٹر ہی کچھ کر رہے ہیں۔ ویسے میری بیماری کے باعث تمہاری مصروفیات بڑھ گئی ہوں گی۔"

"ہاں، اب میں رسونتی کے پاس جاؤں گا۔ کیا تم میڈونا کے پاس جاتے رہے ہو؟"

"تعجب ہے! تم مجھ سے پوچھ رہے ہو۔ میں نے ایک بار چپ چاپ میڈونا کے دماغ میں پہنچ کر دیکھا تھا، وہ ایک انسانی روبوٹ کے ساتھ وقت گزار رہی تھی۔ ان کی باتوں سے پتا چلا کہ روبوٹ کے دماغ میں کوئی خیال خوانی کرنے والا رہتا ہے۔ میرے خیال میں وہ تم ہی ہو سکتے تھے۔ اس لیے میں واپس چلا آیا۔"

"جان ڈیگر! میں آج تک کبھی اس روبوٹ کے دماغ میں نہیں گیا۔ ہم دونوں ایک دوسرے کے متعلق سوچتے ہیں۔ اور سپر ماسٹر کسی تیسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے سے یہ کام لے رہا ہے اور ہم سے یہ بات چھپا رہا ہے۔"

"جب تم روبوٹ کے پاس نہیں جاتے تو پھر یہی بات ہوگی۔ سپر ماسٹر کو ہماری وفاداری کے باوجود ہم پر اعتماد نہیں ہے۔"

"یہ دل دکھانے والی بات ہے۔ جب اعتماد نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ ہمارا وفادار رہنا نہ رہنا برابر ہے۔"

"ایسا نہ کہو۔ کسی تیسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے کو ہم سے چھپانے میں کوئی مصلحت ہوگی۔"

"یہی کہ ہمارے دماغوں سے دشمنوں کو مزید ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے متعلق معلوم نہ ہو۔ ایسے تو دشمن، ملک کے بہت سے اہم راز ہمارے دماغوں سے معلوم کر سکتے ہیں۔ چونکہ وہ راز ہم سے چھپائے نہیں جا سکتے تھے اس لیے چھپائے نہیں گئے۔ پھر یہ کہ ہمارا دماغ کمزور نہیں ہے۔ کوئی ہماری اجازت کے بغیر ہمارے خیالات نہیں پڑھ سکتا۔ کبھی دماغ کمزور ہوگا اور دشمن بہت سے راز معلوم کرے گا تو ایک یہ بھی معلوم کرلے گا جو ہم سے چھپایا جا رہا ہے۔"

"پرنس ڈیگر! تم بہت غصے میں ہو۔ ویسے مجھے بھی اپنی توہین کا احساس ہو رہا ہے۔ مگر ہمیں صبر کرنا چاہیے اور یہ اندازہ کرتے رہنا چاہیے کہ ہماری کتنی اہمیت ہے اور ہمیں کس حد تک اپنی انسلٹ برداشت کرنا چاہیے۔ جوش میں نہ آؤ۔ ٹھنڈے دماغ سے سوچو۔ میں بھی سوچتا ہوں۔"

"میں فرصت ملتے ہی آؤں گا، سو فار۔"

وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر دوبارہ ریسیور اٹھا کر بولا۔ "ہیلو، میں جان ڈیگر سے خیریت معلوم کرکے آیا ہوں۔ وہ جلد ہی صحت یاب ہو جائے گا۔"

"اور کیا باتیں ہوئیں؟"

"کوئی خاص باتیں نہیں ہوئیں۔ بیمار سے زیادہ نہیں بولنا چاہیے...."

"تم کسی انسانی روبوٹ کی بات کر رہے تھے۔ میں تمہاری غلط فہمی دور کر دوں کہ ہمارے اس روبوٹ کو کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کی رہنمائی کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ بات دماغ سے نکال دو کہ تم دونوں کے علاوہ بھی ہمارے پاس کوئی خیال خوانی کرنے والا ہے۔"

"یہ بات کیسے دماغ سے نکالی جا سکتی ہے، میڈونا ابھی ایک نامعلوم مکان کی چار دیواری میں قیدی بنا کر رکھی گئی ہے۔ اعصابی کمزوریوں میں مبتلا ہے۔ نہ خیال خوانی کر سکتی ہے نہ ہماری سوچ کی لہروں کو محسوس کر سکتی ہے۔ میں اس کے چور خیالات پڑھ چکا ہوں۔ وہ خیالات کہتے ہیں کہ روبوٹ کو ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا گائیڈ کرتا ہے۔ آپ دماغ میں چھپی ہوئی سچی بات کو جھٹلانا کیوں چاہتے ہیں؟"

نائب سپر ماسٹر نے کہا "اگر تم نے چور خیالات پڑھے ہیں تو یہ دشمنوں کی چال ہوگی۔ وہ ہمارے روبوٹ کے دماغ میں جاکر اسے گمراہ کرنے کی کوششیں کرتے ہوں گے۔ شاید اسی وجہ سے ہم میڈونا کو سرحد پار لانے میں ناکام رہے ہیں۔"

"جناب! میڈونا کوئی معمولی چیز نہیں ہے۔ جس سپر پاور کی جھولی میں جائے گی اسے نمبر ون سپر پاور بنا دے گی۔ ادھر آپ نے اسے حاصل کرنے، فرانس کی سرحد سے باہر لانے کے لیے محض ایک روبوٹ پر بھروسا کیا۔ جبکہ یہ خیال خوانی کرنے والوں کی جنگ ہے۔ یہ جنگ کوئی ناقابلِ شکست روبوٹ نہیں لڑ سکتا۔"

"پرنس ڈیگیا! میں تنہا کوئی منصوبہ نہیں بناتا۔ میرے پیچھے بڑے بڑے جنگ بازوں، سائنسی علوم رکھنے والوں اور حاضر دماغی سے کام لینے والوں کے دماغ ہیں۔ میں ان کے ساتھ مل کر منصوبہ بناتا ہوں۔ پھر اس پر عمل کرنے کا حکم متعلقہ افراد کو دیتا ہوں۔ تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ اس روبوٹ کے متعلق میں بھی کچھ زیادہ نہیں جانتا۔"

"مگر ہم جاننا چاہتے ہیں۔ ہمارا جسم، ہمارا دماغ، ہماری جان اور ہماری دن رات کی محنت اس ملک اور قوم کے لیے ہے۔ ہمارے جیسے وفاداروں سے کوئی بات چھپانے کا مطلب ہے کہ ہم پر اعتماد نہیں کیا جاتا۔ ہماری وفاداری کی بے ناقدری ہوتی ہے اور فرہاد کی فیملی خواہ ماسکو میں ہو، واشنگٹن میں ہو یا پیرس میں، اس فیملی کے ہر محاذ کا تعلق ہم سے ہے۔ جنگ لڑنے والوں کو ہر محاذ کی اونچ نیچ کا علم ہونا چاہیے۔ شطرنج کے ہر خانے کے مہرے کو دھیان میں رکھ کر چال آگے بڑھائی جاتی ہے۔"

"آج تم اپنے مزاج اور اپنی عادت کے خلاف بہت بول رہے ہو۔"

"آپ ذرا غور کریں، مجھے بولنے پر مجبور کیا گیا ہے ورنہ میں صرف ضرورت کے مطابق بولتا ہوں۔"

نائب جو باتیں کر رہا تھا، وہ کمپیوٹر کے ذریعے سپر ماسٹر تک پہنچ رہی تھیں۔ اس نے نائب سے کہا "پرنس ڈیگیا سے کہو، ملکی اور سیاسی معاملات میں ہم جیسے تمام افراد اپنے اپنے فرائض تک محدود رہتے ہیں اور یہ تنقید نہیں کرتے کہ دوسرے معاملات میں انھیں قابلِ اعتماد کیوں نہیں سمجھا گیا۔ اس سے کہو، اسے جتنا کام دیا جائے اتنا ہی کرے۔ اس کا کام عمل کرنا ہے، ہمارا کام سوچنا اور منصوبے بنانا۔ ہم سب اپنی اپنی جگہ اپنے فرائض کے پابند ہیں۔ وہ اپنا کام کرے اور سونیا سے نئے سمجھوتے کی رپورٹ ہر دس پندرہ منٹ میں پہنچاتا رہے۔ تاکہ کسی مرحلے پر وہ مکار عورت دھوکا نہ دے سکے۔"

نائب نے کہا "جناب! پرنس ڈیگیا کو اب رسوئی کے پاس بھی جانا ہوگا۔"

"نہیں، اسے صرف ایک ہی محاذ پر سونیا کے ساتھ مصروف رہنے دو۔ جوجو کو وہاں سے نکال لانے میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔"

"کیا رسوئی ہمارے ہاتھوں سے نکل چکی ہے؟"

"یہ اتنا آسان نہیں ہے جتنا علی تیمور نے سوچ رکھا ہے۔ سرحد پار کرنے سے پہلے ہی اس کے ہوش اُڑ جائیں گے۔ تم پرنس ڈیگیا سے باتیں ختم کرو۔"

نائب نے فون پر پرنس ڈیگیا سے کہا "تمھاری باتیں ہمارے دوسرے اعلیٰ دماغوں تک پہنچ رہی ہیں۔ انھوں نے کہا کہ ہم سب کو صرف اپنے فرائض کی ادائیگی تک محدود رہنا چاہیے اور یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ دوسرے معاملات میں ان پر بھروسا نہیں کیا جاتا۔ جب کبھی دوسرے معاملات سے تمھارا تعلق ہوگا تو ان معاملات پر بھی تم پر بھروسا کیا جائے گا۔ بہرحال تمھیں صرف سونیا کے ساتھ رہنا ہے۔ ہر دس پندرہ منٹ میں رپورٹ دینا ہے کہ جوجو کو وہاں سے لانے کے لیے کن تدابیر پر کس طرح عمل کیا جا رہا ہے۔ اب آیندہ دس پندرہ منٹ کے بعد مجھ سے رابطہ قائم کرو... تھینک یو، سو فار۔"

پرنس ڈیگیا نے ریسیور رکھ دیا۔ اسے ٹکا سا جواب ملا تھا کہ صرف اپنے کام سے غرض رکھنی چاہیے۔ اصولاً یہ بات درست تھی، ملک اور قوم کے معاملات سنگین بھی ہوتے ہیں اور نازک بھی۔ خواہ کوئی کتنا ہی اہم شخص ہو اسے ہر معاملے میں رازدار نہیں بنایا جاتا۔ لیکن بعض لوگ جو ہمیشہ اہم فرائض انجام دیتے ہیں، وہ کچھ مغرور ہو جاتے ہیں اور رازداری کو اپنی اَنا کا مسئلہ بنا لیتے ہیں یا پھر اپنی راہ بدلنے کا بہانہ بنا لیتے ہیں۔ پرنس ڈیگیا کے دماغ میں سونیا سمائی ہوئی تھی، اس کی بات دل کو لگ رہی تھی کہ اسے فرہاد کی طرح آزادی سے ٹیلی پیتھی کو مثبت مقاصد کے لیے استعمال کرنا چاہیے۔ لہٰذا وہ سپر ماسٹر سے منہ پھیر کر سونیا کی راہ پر چل پڑنے کے لیے کھوٹے کھرے اعتراضات شروع کر چکا تھا۔

اس نے سونیا کا تصور کیا۔ حالانکہ رُوبرُو کبھی اسے دیکھا نہیں تھا، تصویریں خوب دیکھی تھیں۔ اس کے ایک ایک ریکارڈ ایک ایک بات کو بڑی توجہ سے پڑھا اور سمجھا تھا لیکن عشق ہونے کے بعد تمام سمجھی بوجھی باتیں بیکار اور بے معنی ہو جاتی ہیں۔ وہ سونیا کے عشق میں اس کی مکاریوں کو بھول گیا تھا یا دیوانگی سمجھاتی تھی کہ وہ دنیا کے لیے مکار ہے اور میرے لیے محبوبہ۔

وہ چپکے سے اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ بڑی خوش فہمی تھی کہ اسے خبر نہیں ہوتی۔ جبکہ وہ دماغ کے اس تہ خانے میں محتاط ہوگئی تھی جہاں کوئی خیال خوانی کرنے والا نہیں پہنچ سکتا تھا۔ وہ جوجو اور ماریہ کے متعلق سوچ رہی تھی کہ انھیں حاصل کرنے اور روس کی سرحد سے نکال لانے کا ایک ہی راستہ ہے۔ ماسک مین اور اعلیٰ حکام کو بلیک میل کرنا ہوگا۔ انھیں زبردست نقصان پہنچانے کی دھمکیاں دینا ہوں گی تب کامیابی کی کچھ امید ہوگی۔

اس کی سوچ کے درمیان آرمر نے آکر گڈ ورڈز ادا کیے پھر کہا "میں ابھی جوجو کے پاس سے آ رہا ہوں۔ میں کیا بتاؤں کہ مجھے کتنی خوشی ہو رہی ہے۔ وہ بڑی سنجیدگی سے اپنے موجودہ حالات پر غور کر رہی ہے۔ اب پہلے جیسا بچگانہ پن اس میں نام کو بھی نہیں ہے۔"

"کیا اس نے ذہانت کا کوئی ثبوت دیا ہے؟"

"ہاں، جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں، ماسک مین کے ڈاکٹروں نے اسے سمجھایا ہے کہ وہ ایک روسی لاوارث لڑکی تھی۔ سرکار کی طرف سے اس کی پرورش ہوئی ہے اور اسے سرکاری اخراجات پر ٹیلی پیتھی کا غیر معمولی علم سکھایا گیا ہے اور اس کا نام مولینا آندروف ہے۔ دوسری طرف میں اس کے دماغ میں جاکر اسے جوجو کہہ کر مخاطب کرتا ہوں۔ پہلے وہ الجھ گئی تھی، اپنی اصلیت معلوم کرنے کے لیے بےچین تھی۔ اگرچہ وہ مجھے بھائی تسلیم نہیں کرتی۔ تاہم مجھ پر اعتماد کرتی ہے۔ کیونکہ میں نے اسے راسپوٹین کی شیطانی آنکھوں سے اور اس کے تنویمی عمل سے بچایا تھا۔ وہ بڑی ذہانت سے سوچ رہی ہے کہ وہ کسی پر بھروسا نہیں کرے گی نہ جوجو ہے گی نہ مولینا آندروف۔"

"یعنی وہ ماسک مین اور ڈاکٹروں کے سامنے مولینا آندروف ہونے سے انکار کرے گی؟"

آرمر نے کہا "ہاں، یہ تشویش کی بات ہے۔ ماسک مین سمجھ لے گا کہ میں اس کے دماغ میں جاکر اسے جوجو کہتا ہوں۔"

"اسے سمجھنے دو۔ اب میں جوجو کو یہاں سے لے جانے کی تدبیر پر عمل کروں گی۔"

"تم کیا کرنا چاہتی ہو؟"

"سب سے پہلے تو یہ سن لو کہ میں ڈیگیا اینڈ ڈیگیا میں سے ایک ڈیگیا پر اندھا اعتماد کرنے لگی ہوں۔ وہ ہمارے منصوبے میں شریک رہے گا۔"

"تمھاری ذہانت اور طریقۂ کار پر آج تک کسی نے اعتراض نہیں کیا لیکن میں اتنا ضرور پوچھوں گا کہ کیا وہ سپر ماسٹر کے خلاف ہمارا ساتھ دے رہا ہے؟"

"میں نے یہی سوال اس سے کیا ہے، اس سے پوچھا ہے کہ وہ کسی بھی سپر طاقت کا غلام رہے گا یا فرہاد کی طرح آزاد رہ کر اپنا ایک الگ مقام بنائے گا۔ وہ کسی وقت بھی آکر اپنا فیصلہ سنانے والا ہے۔"

"فرض کرو اسے غلامی پسند ہو تو؟"

سونیا ایک سرد آہ بھر کر بولی "میرا دل ٹوٹ جائے گا۔"

"تعجب ہے! اس معاملے کا دل سے کیا تعلق ہے؟"

"بہت گہرا تعلق ہے۔ ڈیگیا میں فرہاد جیسی خوبیاں ہیں۔ میں نے اس کی آواز اور لہجے سے یقین کیا ہے کہ وہ دل کا سچا اور دماغ کا اچھا ہے۔ میرے ساتھ رہے گا تو فرہاد سے بھی زیادہ سپر ڈاننتوں کو ناکوں چنے چبوا دے گا۔"

پرنس ڈیگیا دماغ میں چھپا ہوا سن رہا تھا اور خوش ہو رہا تھا۔ یہ دل خوش کرنے والی بات تھی کہ سونیا بہت دور تک اس کے مستقبل کو بنانا سنوارنا چاہتی تھی۔ بے چارہ بھول گیا تھا کہ عورت پھر عورت ہوتی ہے۔ مرد کا حال بگاڑ دیتی ہے مستقبل کیا سنوارے گی۔

آرمر نے کہا "اگر تم ایک ڈیگیا کے متعلق اتنے اچھے خیالات رکھتی ہو تو وہ یقیناً اچھا ہوگا اور مستقبل میں بہت نام پیدا کرے گا۔ یہ بتاؤ ابھی کیا کرنا ہے؟"

"تم نے جوجو پر تنویمی عمل کیا ہے اور میڈونا نے پاسکل بوبا کے دماغ کو لاک کیا تھا تاکہ سپر ماسٹر کے خیال خوانی کرنے والے اسے ٹریپ نہ کریں۔ لہٰذا ہمارے منصوبے میں میڈونا بھی شریک رہے گی۔"

"اب میڈونا ہمارے ساتھ نہیں ہے۔ دشمنوں کے فریب میں آگئی ہے، ایک انسانی روبوٹ سے عشق کرنے لگی ہے۔ اور اس روبوٹ کا تعلق سپر ماسٹر سے ہے۔ کیا میں میڈونا اور روبوٹ کی ہسٹری سناؤں؟"

"پھر کبھی سن لوں گی۔ تم میڈونا کی آواز اور لہجہ اختیار کرکے پاسکل بوبا کے دماغ میں جاؤ۔ اسے ٹیلی پیتھی کی لوری سنا کر سلاؤ۔ پھر اس پر تنویمی عمل کرکے میڈونا کے طلسم کو اس کے دماغ سے مٹا دو اور اسے اپنا معمول اور فرماں بردار بنا لو۔ یہ عمل کرتے وقت ڈیگیا تمھارے ساتھ ہوگا اگر وہ عمل کرکے پاسکل بوبا کو اپنا مطیع و فرماں بردار بنانا چاہے تو اعتراض نہ کرنا۔ میں ثابت کرنا چاہتی ہوں کہ مجھے ڈیگیا پر کتنا اعتماد ہے۔"

وہ بہت بڑی بات کہہ رہی تھی۔ پرنس ڈیگیا کو یہ بات متاثر کر رہی تھی کہ ایک طرف سپر ماسٹر اپنا ہو کر اعتماد نہیں کرتا ہے اور سونیا اپنی بننے کے لیے اس پر بھرپور اعتماد کر رہی ہے۔

وہ آرمر سے بولی "تم پندرہ منٹ کے بعد آؤ۔ ڈیگیر میرے پاس آنے ہی والا ہے۔ پھر وہ تمھارے ساتھ پاسکل لوبا کے دماغ میں جائے گا۔"

آرمر چلا گیا۔ وہ جان بوجھ کر عشقیہ انداز میں ڈیگیر کے متعلق سوچنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد ڈیگیر نے اسے مخاطب کیا۔ وہ چونک کر بولی "کیا ابھی آئے ہو یا پہلے سے موجود تھے؟"

وہ ہنستے ہوئے بولا "بھئی شبہ نہ کرو۔ ابھی آیا ہوں۔ کیا سوچ رہی ہو؟"

"سوچ رہی ہوں، عجیب دیوانی ہوں۔ تمھارے بارے میں جانے کیا کیا سوچتی رہتی ہوں مگر ابھی تک تمھارا نام نہیں پوچھا ہے، صرف ڈیگیر کہنے سے بات نہیں بنتی۔ اس دوسرے کا نام بھی ڈیگیر ہے۔"

وہ بڑے جذباتی انداز میں بولا "میری جان! محبت کا کوئی نام نہیں ہوتا۔ جس نام سے پکارو گی دیوانہ چلا آئے گا۔ بائی دی وے مجھے پرنس ڈیگیر کہتے ہیں۔"

وہ بولی "ہائے پرنس! میرے خوابوں کے پرنس! کتنا خوبصورت نام ہے۔ تمھاری شخصیت کی طرح تمھارے نام میں بھی کشش ہے۔ تم نے کیا فیصلہ کیا؟"

وہ تعریفیں سن کر خوش ہو رہا تھا۔ جب فیصلہ سنانے کی بات آئی تو خوشی ذرا کمزور پڑ گئی۔ وہ ہچکچاتے ہوئے بولا "میں تمھارا دل نہیں توڑوں گا۔ تمھارا ساتھ دوں گا لیکن سمجھ میں نہیں آتا، سپر ماسٹر کو دھوکا کس طرح دوں؟"

"سمجھ میں نہیں آتا تو مجھے دھوکا دے دو۔ تم نے تنویمی عمل کرکے میرے دماغ کو مٹھی میں لے رکھا ہے۔ جس طرح چاہو مجھے نچا سکتے ہو۔"

"پلیز سونیا! طعنے نہ دو۔ میں نے عامل کی حیثیت سے ابھی تک تمھارے مزاج کے خلاف کوئی کام تم سے نہیں لیا۔ تم خود اس بات کی گواہ ہو۔"

"اسی لیے تو تم پر مرمٹی ہوں۔ سوچتی ہوں کہیں یہ عشق مجھے مہنگا نہ پڑے۔ جب مرد کمزور ہوتا ہے، محبت کے حق میں فیصلہ کرنے سے ہچکچاتا ہے تو عورت گھر کی رہتی ہے نہ گھاٹ کی۔ بے چاری بدنامی کے گھاٹ اتر جاتی ہے۔"

"میں کمزور نہیں ہوں۔ تم سے پوچھنے آیا ہوں، سپر ماسٹر سے میری علیحدگی کن حالات میں ہوگی؟ ابھی فوراً ہو نہیں سکتی۔ وہ کہتا ہے سونیا پر بھروسا نہ کرو۔ جب ماریہ اور جوجو کو یہاں سے نکالا جائے گا تب سپر ماسٹر کا خاص طیارہ استعمال کیا جائے گا تاکہ تم دھوکا نہ دے سکو۔ ہم ایسی صورت میں کیا کریں گے؟"

"جو سپر ماسٹر چاہتا ہے، وہی کریں گے۔"

"کیا کہہ رہی ہو؟"

"تم پریشان کیوں ہوتے ہو؟ جوجو اور ماریہ، بابا صاحب کے ادارے میں پہنچ جائیں گی۔"

"وہ کیسے؟"

"میں حالات کو دیکھتے ہوئے چال بدل دیتی ہوں۔ ابھی سے کیسے بتاؤں کہ سپر ماسٹر اپنا طیارہ بھیجنے سے پہلے دھوکا کھائے گا یا ہماری پرواز کے بعد اس طیارے کی سمت بدل دی جائے گی۔"

"میں نیویارک میں ہوں۔ سپر ماسٹر اور اس کی بلیک اسپائی کے سراغرسانوں کو میری رہائش گاہ کا علم ہے۔ وہ چوبیس گھنٹے مجھے اپنی نظروں میں رکھتے ہیں۔ میں کہاں جاتا ہوں، کس سے ملتا ہوں، کیا کھاتا ہوں، کیا پہنتا ہوں۔ انھیں تمام باتیں معلوم ہوتی رہتی ہیں۔ فراڈ ظاہر ہوتے ہی مجھے گرفتار کر لیا جائے گا۔"

"پرنس! تم سپر ماسٹر سے مرعوب ہو۔ میرے سامنے اپنی یہ کمزوری چھپا رہے ہو۔ ورنہ ٹیلی پیتھی جاننے والے بڑی آسانی سے نگرانی کرنے والوں کو چکر میں ڈال دیتے ہیں۔"

"میں یہی بات کہنے جا رہا تھا۔ بلیک اسپائی کے کتنے ہی جاسوس میری خیال خوانی کی مٹھی میں ہیں۔ میں انھیں دھوکا دے کر سب سے پہلے اپنی رہائش گاہ تبدیل کرنا اور اپنے چہرے پر تھوڑی سی تبدیلی لانا چاہتا ہوں۔"

"شاباش! اب تم فرہاد کے انداز میں منصوبے بنا رہے ہو۔ تمھیں موجودہ رہائش گاہ کو ایسے وقت چھوڑ کر روپوش ہونا چاہیے جب ہم جوجو اور ماریہ کو سپر ماسٹر کے طیارے میں لے جا رہے ہوں۔"

"ٹھیک ہے، میں یہی کروں گا۔"

آرمر نے آکر کوڈ ورڈز ادا کیے۔ سونیا نے کہا "مسٹر پرنس ڈیگیر میرے دماغ میں موجود ہیں۔ کیا میں تعارف کرا دوں؟"

پرنس نے کہا "میں ایک آدھ بار مسٹر آرمر سے سوچ کے ذریعے باتیں کر چکا ہوں مگر تب ہم ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ اوہ سوری! میں نے غلط کہا۔ میں دشمن تھا، مسٹر آرمر کے متعلق سب کہتے ہیں کہ یہ کسی کے دشمن نہیں ہیں۔"

آرمر نے کہا "شکریہ پرنس! مجھے یہ معلوم کرکے بے حد خوشی ہو رہی ہے کہ تم بھی انسان دوستی کی راہ پر چل رہے ہو۔ جوجو میری بہن ہے، میری غیرت ہے۔ اگر تم میری یا کسی کی بھی بہن کو عزت سے اس کے گھر پہنچاتے ہو تو تم سے بڑا اور عظیم انسان کوئی نہ ہوگا۔"

"تم لوگوں سے دوستی کرکے مجھے انسانیت کی بہت سی روشن راہیں نظر آ رہی ہیں۔ میں منفی خیالات کو مار کر ان راہوں پر ضرور چلتا رہوں گا۔ مجھے بتاؤ، اب کیا کرنا ہے؟"

سونیا نے کہا "میں چاہتی ہوں، تم پاسکل لوبا کے دماغ کو اپنے قابو میں رکھو۔ مسٹر آرمر تمھیں اس کے دماغ تک پہنچائیں گے۔"

آرمر نے کہا "اگر پاسکل کے دماغ میں جانے کا کام رات کو کسی وقت کیا جائے تو بہتر ہوگا۔ یوں بھی ہم اتنی جلدی جوجو کو یہاں سے نہیں لے جا سکیں گے۔"

"کیا تشویش کی کوئی بات ہے؟"

"تشویش یہ ہے کہ دماغی آپریشن کے بعد اسے کم از کم ایک ہفتہ بستر پر آرام کرنا چاہیے۔ ڈاکٹر اس کا سر بڑی احتیاط سے کبھی کسی ضرورت کے سخت تکیے سے اٹھاتے ہیں پھر آرام سے لٹاتے ہیں۔ ان حالات میں اسے اسٹریچر پر ڈال کر کسی طیارے میں لے جانا مناسب نہیں ہوگا۔ سر کے ٹانکے ٹوٹ سکتے ہیں یا کسی طرح کا اور نقصان اسے پہنچ سکتا ہے۔"

سونیا نے کہا "تم نے بتایا تھا کہ وہ نارمل ہے، اپنے متعلق سنجیدگی اور ذہانت سے سوچ رہی ہے۔"

"بے شک، سوچنے کی حد تک اس کی دماغی قوت کا اندازہ ہو رہا ہے۔ ڈاکٹر اس آپریشن میں توقع سے زیادہ کامیاب رہے ہیں لیکن آپریشن کے نتیجے میں زخم اور ٹانکے ابھی کچے ہیں۔ وہ جہاں پڑی ہے اسے وہیں رہنا چاہیے۔ اس کی جگہ سے اسے فی الحال ہلانا بھی نہیں چاہیے۔"

"تم ڈاکٹروں کے خیالات بھی پڑھتے ہو؟"

"ہاں، ان کے خیالات پڑھنے کے بعد ہی میں یہ باتیں کہہ رہا ہوں..."

"ایسی بات ہے تو ہم اپنی جوجو کی زندگی خطرے میں نہیں ڈالیں گے۔"

پرنس ڈیگیر نے پوچھا "کیا میں سپر ماسٹر کو جوجو کے موجودہ حالات بتاؤں؟ یہ معاملہ کھٹائی میں پڑ رہا ہے۔"

سونیا نے کہا "مجبوری ہے۔ تم جوجو کے ڈاکٹروں کے پاس جاؤ۔ خود ان کے خیالات پڑھ کر سپر ماسٹر کو تفصیلی رپورٹ دو۔"

"وہ پوچھے گا، میں جوجو کے دماغ میں کیوں نہیں جاتا۔"

آرمر نے کہا "اسے بتاؤ کہ جوجو کا دماغ بے حد کمزور ہے۔ وہ پرائی سوچ کی لہروں کو قبول نہیں کرتی۔ اس کے دماغ میں جانے سے بے چاری کی سوچیں کمزوری کے باعث منتشر ہو جاتی ہیں۔ کوئی سوچ اپنی جگہ قائم نہیں رہتی۔"

سونیا نے کہا "پرنس! تم سپر ماسٹر سے کہہ سکتے ہو کہ اسے یقین نہ ہو تو وہ دوسرے ڈیگیر کو جوجو کے دماغ میں بھیج کر تمھاری رپورٹ کی تصدیق کر سکتا ہے۔"

آرمر نے پرنس ڈیگیر سے کہا "میرے دماغ میں آؤ۔ میں تمھیں جوجو کے ایک ڈاکٹر تک پہنچاؤں گا۔"

پرنس نے کہا "سونیا! میں جا رہا ہوں۔ ڈاکٹر کے خیالات پڑھنے کے بعد سپر ماسٹر کو رپورٹ دوں گا پھر آکر تمھیں اس کا جواب سناؤں گا۔"

سونیا نے کہا "آرمر! مسٹر پرنس ڈیگیر کو ڈاکٹر کے پاس پہنچا کر میرے پاس آؤ۔"

آرمر ایک منٹ کے اندر ہی واپس آگیا۔ سونیا نے کہا "میں یہ سوچ کر جوجو کو جلد سے جلد لے جانا چاہتی تھی کہ سپر ماسٹر میری اصلیت سمجھ گیا ہے۔ کسی وقت بھی میرے چہرے سے نقاب اٹھا سکتا ہے۔ اگر ہم جوجو کو یہاں سے لے جاتے میں ایک ہفتے تک انتظار کریں گے۔ تو وہ کم بخت اسے میری مکاری سمجھے گا۔ مجھے ایک ہفتے تک اپنی گرفت میں رکھنے کے لیے کوئی دوسری چال چلے گا۔ اس سے پہلے ہی مجھے یہاں سے غائب ہو جانا چاہیے۔ تا تیانہ کا نقاب اتارنا پڑے گا۔"

"دانش مندی یہی ہے، پہلے تم اپنی سلامتی دیکھو، جوجو کی فکر نہ کرو۔ اس کے خیالات پڑھ کر میرا حوصلہ بڑھتا ہے اور یہ یقین ہوتا ہے کہ کوئی اسے بہکا نہیں سکے گا۔ وہ نہ میری باتوں میں آتی ہے، نہ ماسک مین کی۔ اس بات کا یقین کرتی ہے کہ وہ مولینا آندرف ہے۔ اس سے اس کی قوت ارادی کا پتا چلتا ہے۔ وہ صرف اپنے طور پر فیصلہ کرتی ہے۔ رہ گئی دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی بات تو وہ اس کے دماغ میں نہیں آسکیں گے۔ میرے تنویمی عمل کے مطابق آنے والوں کی سوچیں اس کے دماغ میں منتشر ہو جایا کریں گی اور وہ اسے ٹریپ نہیں کر سکیں گے۔"

"اچھی بات ہے۔ اب آدھے گھنٹے بعد آنا اور آنے سے پہلے جناب شیخ صاحب سے پوچھ لینا کہ تم میرے دماغ کے چور خانے میں کیسے آؤ گے تاکہ پرنس ڈیگیر سے چھپ کر باتیں کر سکو۔ مجھے اپنی سمت آنے والے طوفان کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ اگلے ایک آدھ گھنٹے میں کچھ ہونے والا ہے۔ بہتر ہے تم آدھے گھنٹے میں پاسکل لوبا کو اپنا مطیع اور فرماں بردار بنا لو، پھر میرے پاس آؤ۔"

وہ چلا گیا۔ پرنس ڈیگیر نے ڈاکٹر کے خیالات پڑھنے کے بعد نائب سے فون پر رابطہ قائم کیا پھر جوجو کے متعلق تفصیلی رپورٹ سنائی۔ دوسری طرف سپر ماسٹر کمپیوٹر کے ذریعے رپورٹ پڑھ رہا تھا۔ اس نے کہا "ایک ہفتے تک سونیا پر بھروسا کرنے کا مطلب ہے اسے بچ نکلنے کی مہلت دینا۔ ہم اتنی بڑی حماقت ہرگز ہرگز نہیں کریں گے۔"

پرنس ڈگیگر نے کہا "سونیا پر بھروسا کریں یا نہ کریں، جوجو کی مکمل صحت یابی کا انتظار کرنا ہی ہوگا۔"

"انتظار کیا جاسکتا ہے لیکن اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ سونیا سے کہو، وہ روسی سرحد سے باہر آکر میرے خاص ایجنٹ سے ملاقات کرے اور آیندہ بھی تاتیانہ بن کر رہنے اور جوجو کو وہاں سے لانے کے سلسلے میں اہم معاملات طے کرے۔"

"وہ روس کے باہر آپ کے ایجنٹ سے کہاں ملاقات کرے گی؟ باہر جانے کے سلسلے میں اس پر پابندیاں عائد ہوسکتی ہیں۔"

"ماسک مین اور دوسرے اعلیٰ حکام ایسے ممالک میں تاتیانہ کے جانے پر اعتراض نہیں کریں گے جو روس کے سائے میں رہتے ہیں۔ مثلاً وہ بلغاریہ کے شہر صوفیہ تک آسکتی ہے اور اپنے ساتھ پاسکل لوبا کو لاسکتی ہے۔"

"جناب! وہ اور پاسکل لوبا وہاں کے دو اہم ستون سمجھے جاتے ہیں۔ دونوں کو ایک ساتھ ملک سے باہر جانے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔"

"اجازت نہیں ملے گی تو وہ چھپ کر، دھوکا دے کر آئے گی۔ پاسکل لوبا اپنے اختیار میں نہیں ہے۔ آرمر نے اس کے دماغ کو لاک کیا ہوا ہے۔ وہ سونیا کی سلامتی کے لیے پاسکل کو بلغاریہ ضرور پہنچائے گا۔ تم نے کہا تھا، سونیا تمھارے اشاروں پر چل رہی ہے۔ وہ آرمر کے ذریعے تمھیں پاسکل لوبا کے دماغ تک پہنچائے گی۔ یہ ابھی تک صرف باتیں ہی باتیں ہیں، عمل کیوں نہیں ہو رہا ہے؟ تمھیں فوراً پاسکل لوبا کو اپنی مٹھی میں لینا چاہیے تھا۔"

"ابھی میں وہی کرنے جا رہا تھا۔ سونیا کی ہدایت پر مجھے آرمر نے جوجو کے ڈاکٹر کے دماغ تک پہنچایا تھا۔ اب وہ مجھے پاسکل تک بھی پہنچائے گا۔ میں جا رہا ہوں۔"

وہ سونیا کے پاس آیا۔ اسے سپر ماسٹر کا حکم سنایا۔ سونیا نے کہا "تم آرمر کے دماغ میں جاؤ۔ وہ تمھیں پاسکل تک پہنچا دے گا۔"

وہ خیال خوانی کے ذریعے آرمر کے پاس گیا۔ اس نے سانس روک لی، دوسری بار گیا، اس نے پھر سانس روک لی۔ وہ واپس آکر سونیا سے بولا "آرمر کچھ کہنے کا موقع نہیں دیتا سانس روک لیتا ہے۔"

"کیا تم نے آرمر سے کوڈ ورڈز کا تبادلہ کیا تھا؟"

"ہمارے درمیان مخصوص کوڈ ورڈز کی کوئی بات ہرگز نہیں ہوئی تھی۔"

"کیوں نہیں ہوئی تھی؟ تم اس کے دماغ میں گئے پھر جوجو کے ڈاکٹر کے پاس پہنچے۔ آیندہ بھی آرمر کی ضرورت پیش آسکتی تھی۔ تم دونوں کو کوڈ ورڈز مخصوص کرلینے چاہئیں تھے۔"

"میں بھول گیا تھا لیکن آرمر اتنا محتاط کیوں ہے؟ دماغ میں آنے والے کی بات تو سننا چاہیے۔"

"وہ اس لیے محتاط ہے کہ اب ہماری ٹیم میں وہی ایک خیال خوانی کرنے والا ہے۔ باقی جو بھی دماغ میں آئے گا، وہ دشمن ہوگا۔ اس لیے وہ سانس روک لیتا ہے۔"

"اُسے یہ تو سوچنا چاہیے کہ میں دوست بن گیا ہوں لہٰذا آسکتا ہوں۔"

"تمھاری اس سے دوستی شروع ہوئی ہے۔ آپس میں اعتماد قائم رکھنے کے لیے تم دونوں کو پہلے سے ایک دوسرے کے دماغ میں آنے کے معاملات طے کرنے تھے۔ مگر تم نے نہیں کیا۔"

"تم اس سے کیسے رابطہ کرتی ہو؟"

"میں کبھی نہیں کرتی۔ وہی آکر کوڈ ورڈز ادا کرتا ہے۔ پتا نہیں اب کتنی دیر میں آئے گا۔"

"یہ تو بڑی مشکل ہوگئی، میں سپر ماسٹر کو کیا جواب دوں؟"

"تم ذرا سی بات پر پریشان کیوں ہو جاتے ہو؟"

"میں حیران ہوں کہ تم اسے ذرا سی بات سمجھ رہی ہو۔ سپر ماسٹر تمھیں اپنی گرفت میں رکھنے کے لیے بلغاریہ بلا رہا ہے اور تم نے کوئی تشویش نہیں ظاہر کی۔"

"دیکھو، تشویش ہوگی مجھے یا تمھارے ماسٹر کو، اس لیے میری بات رہنے دو۔ اپنی صفائی میں جاکر کہہ دو، جوجو کی حالت تشویشناک ہوگئی ہے۔ دو ڈاکٹر اسے پوری توجہ سے اٹینڈ کر رہے ہیں۔ آرمر ان ڈاکٹروں کے دماغوں میں ہے۔ اپنی بہن کو اس حالت میں چھوڑ کر پاسکل لوبا کے دماغ میں نہیں جانا چاہتا اور ہم اسے جانے پر مجبور نہیں کرسکتے اس لیے انتظار کرنا ہوگا۔"

"اور تمھارے بارے میں کیا کہوں؟"

"کہہ دو، جیسے ہی آرمر اپنی بہن کی طرف سے مطمئن ہوگا، سونیا کی ہدایت کے مطابق وہ پاسکل کو بلغاریہ جانے پر مجبور کرے گا۔ جب پاسکل دیوانہ وار بھاگے گا تو سونیا، تاتیانہ کی حیثیت سے اس کا تعاقب کرتی ہوئی بلغاریہ پہنچ جائے گی۔"

اس نے نائب سے رابطہ قائم کرکے یہ بات کہہ دی۔ سپر ماسٹر نے کہا "میں حیران ہوں کہ سونیا اتنی آسانی سے کس طرح باتیں مان رہی ہے!"

"جناب! آپ یہ کیوں بھول لیتے ہیں کہ وہ میری معمولہ ہے۔ میرے احکامات کی پابند ہے۔"

"معمولہ گئی جہنم میں۔ وہ تنویمی عمل کے باعث غیر شعوری طور پر تمھاری محکوم ہے مگر شعوری طور پر سونیا ہے۔ جان ہتھیلی پر رکھ کر ماسکو گئی ہے۔ پاسکل لوبا کو اسپتال میں اور تاتیانہ کو جہنم میں پہنچا دیا ہے۔ جوجو کو وہاں سے نکالنے کے لیے ہم لوگوں کو بلغاریہ کے بحرِ سیاہ میں پہنچا کر خود جوجو کے ساتھ پیرس پہنچ جائے گی اور تم خوش فہمی کے جنگل میں ناچتے رہ جاؤ گے۔"

"میری سمجھ میں نہیں آتا جناب! وہ عورت آپ کے حواس پر کس قدر چھائی ہوئی ہے۔ جب وہ جھکتی نہیں تھی تب بھی اس سے سہمے رہتے تھے اب وہ ہر بات پر جھک رہی ہے تب بھی آپ اندیشوں میں گھرے ہوئے ہیں۔"

سپر ماسٹر نے کہا "ہاں، وہ ایسی ہی بلا ہے کہ ہمیں کسی کروٹ چین لینے نہیں دیتی۔ جاگتی ہے جب بھی جگاتی ہے۔ سوتی ہے تب بھی نیندیں اڑاتی ہے۔ پتا نہیں کب پیدا ہوئی تھی اور کب مرے گی۔ ہمارے بس میں ہوتا تو ہم فرہاد سے پہلے اسے ہی قبر میں پہنچا دیتے۔ وہ عورت نہ کسی کے قابو میں آئی ہے نہ ہی کبھی آئے گی۔"

پرنس ڈگیگر مسکرا کر سوچنے لگا، 'وہ خطرناک اور حسین بلا مجھ پر مرمٹی ہے۔ میرے قابو میں ہے۔ جب یہ بات سپر ماسٹر اور ساری دُنیا کو معلوم ہوگی تو سب حیران رہ جائیں گے۔'

سپر ماسٹر نے کہا "میں نہیں مانتا کہ جوجو کی حالت تشویشناک ہے اور آرمر نے اپنی بہن کی خاطر دوسری مصروفیات چھوڑ دی ہیں۔ یہ سونیا کی چال ہے۔ وہ تمھیں پاسکل لوبا کے دماغ تک نہیں پہنچائے گی۔ جاؤ دیکھو، وہ کیا کر رہی ہے؟"

پرنس ڈگیگر زیادہ سے زیادہ سونیا کے پاس ہی رہنا چاہتا تھا۔ وہ پھر اس کے دماغ میں آیا مگر پریشان ہوگیا۔ وہ بے ہوش تھی۔ اس نے آوازیں دیں لیکن بے ہوشی کے باعث دماغ کمزور تھا۔ اس کی سوچ کی لہروں کو نہیں سن رہا تھا۔ اس نے نائب کے پاس آکر کہا "جناب! غضب ہوگیا۔ وہ بے ہوش ہوگئی ہے۔"

"کس کی بات کر رہے ہو؟"

"میں ابھی سونیا کے دماغ میں گیا تھا۔ وہ دماغی طور پر غافل ہے۔ کچھ پتا نہیں چل رہا ہے کہ کیسے بے ہوش ہوگئی ہے اور کہاں پڑی ہوئی ہے۔"

"یہ بھی اس کی چال ہوگی۔ وہ اچانک بے ہوش کیسے ہوسکتی ہے۔"

"کیا مصیبت ہے، آپ کو کسی بات کا یقین ہی نہیں آتا۔ کوئی دشمن اس پر غالب آیا ہوگا۔ جس طرح ہم نے اس کے کھانے میں دوا ملا کر اس کے اعصاب کمزور کیے تھے اور میں تنویمی عمل کرنے میں کامیاب ہوا تھا، اسی طرح کسی دشمن نے اسے دھوکے سے بے ہوش کردیا ہے۔"

"ماسکو میں اس کا اور کون دشمن ہوگا۔ وہ تاتیانہ بن کر ماسک مین کو اُلّو بنا رہی ہے۔ ہم نے اسے ابھی کوئی نقصان نہیں پہنچایا ہے۔ ہماری معلومات کے مطابق وہاں یہودی تنظیم کے ایجنٹ نہیں ہیں پھر وہ بے ہوش کیسے ہوگئی؟"

"آپ کی معلومات غلط ہوسکتی ہیں، وہاں یہودیوں کے ایجنٹ ضرور ہوں گے۔"

"تو پھر میرے پاس کیا کر رہے ہو۔ وہاں ہمارے ایجنٹوں کے ذریعے سونیا تک پہنچو۔ وہ تاتیانہ سمجھی جا رہی ہے اسے ماسک مین کے آدمی اسپتال لے گئے ہوں گے۔"

وہ ماسکو میں ایک ایجنٹ کے پاس خیال خوانی کے ذریعے پہنچا۔ اسے حکم دیا "تاتیانہ کی رہائش گاہ کی طرف چلو۔ مگر اس کے بنگلے سے دور رہنا اور وہاں سے کسی مسلح گارڈ کی آواز مجھے سنانے کی کوشش کرنا۔ میں اس گارڈ کے ذریعے تاتیانہ یعنی سونیا تک پہنچ جاؤں گا۔"

ایجنٹ وہاں سے روانہ ہوگیا۔ پرنس ڈگیگر تھوڑی دیر کے لیے جوجو کے ایک ڈاکٹر کے پاس گیا۔ اس ڈاکٹر کے پاس فوج کا ایک اعلیٰ افسر بیٹھا فون پر حیرانی اور پریشانی سے پوچھ رہا تھا "کیا کہہ رہے ہو؟ تاتیانہ کو اغوا کیا گیا ہے؟ کس نے کیا ہے؟ کیسے کیا ہے؟ وہ کوئی معمولی یا کمزور عورت نہیں ہے۔ اسے اغوا کرنا بچوں کا کھیل نہیں ہے۔ یہ کیسے ہوگیا؟"

پرنس ڈگیگر نے فوج کے افسر کے دماغ میں پہنچ کر سُنا۔ دوسری طرف رپورٹ دینے والا افسر کہہ رہا تھا "تاتیانہ کے کمرے میں سامان بکھرا پڑا ہے اور ایک سرنج پائی گئی ہے۔ لیبارٹری سے آنے والی رپورٹ کے مطابق اس سرنج میں بے ہوشی کی دوا تھی۔ یقیناً تاتیانہ کو بے ہوش کرنے کے بعد اسے کہیں چھپایا گیا ہے۔ دشمن اتنی جلدی اسے ماسکو سے باہر نہیں لے جا سکیں گے۔ شہر کے باہر جانے والے تمام راستوں کی ناکابندی ہوچکی ہے۔ مجرم جلد ہی گرفتار ہوں گے۔"

پرنس ڈگیگر نے ایجنٹ کے پاس آکر کہا "تاتیانہ کی رہائش گاہ کی طرف نہ جاؤ۔ یہاں یہودی ایجنٹوں کو تلاش کرو۔ میں تمھارے پاس آتا رہوں گا۔"

وہ دماغی طور پر حاضر ہوکر سوچنے لگا، کمرے میں ٹہلنے لگا۔ اب اسے فرہاد کی طرح کوئی زبردست قدم اٹھانا تھا۔ اپنی سونیا کو دشمنوں کے پنجے سے چھڑا کر دنیا والوں کے سامنے ثابت کرنا تھا کہ وہ فرہاد سے کم نہیں ہے اور سونیا کا مرد کہلانے کا... مستحق ہے۔

وہ بڑی دیر تک ٹہلتا رہا لیکن سونیا کو اغوا کرنے والوں تک پہنچنے کی کوئی تدبیر سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔ پتا نہیں ایسے وقت سونیا اور فرہاد کس طرح حاضر دماغی سے کام لیا کرتے تھے۔ اگر وہ

کسی طرح اپنی ذہانت سے بچ نکلے گی تو اس نئے عاشق کے لیے بڑی شرمندگی کی بات ہوگی۔ وہ بار بار فوجی افسروں، ڈاکٹروں اور سُپر ماسٹر کے ایجنٹوں کے دماغوں میں جا رہا تھا۔ سبھی کو بھاگ دوڑ کرتے اور تاتیانہ کو تلاش کرتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ لیکن سونیا کی گم شدگی اور طویل بیہوشی سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔

دراصل اس کا دماغ، اس کی آنکھیں اور اس کا وجود ناقابلِ فہم تھا۔ کیونکہ بابا فرید واسطی مرحوم کی خاص روحانی عنایات اس پر تھیں۔ استنبول کے ایک بزرگ کی دعائیں اس کے لیے تھیں اور جناب شیخ الفارس غلام البرقی اس کی رہنمائی کرتے تھے۔ اسی لیے کوئی اس کے دماغ کے چور خانے تک نہیں پہنچ پاتا تھا۔ وہ کسی تنویمی عمل سے سحر زدہ نہیں ہوتی تھی۔ پرنس ڈیگیہ یا کوئی بھی خیال خوانی کرنے والا اس کی اصلی دماغی حالت معلوم نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ بزرگانِ دین نے اس کے دماغ پر اپنا عمل مستحکم کر رکھا تھا۔ ابھی اس پر ایسے ہی عمل کا پردہ پڑا ہوا تھا۔ پردے کے اِدھر بظاہر بے ہوش تھی اور اُدھر پورے ہوش و حواس میں تھی۔

اس نے تاتیانہ کا میک اَپ ختم کر دیا تھا۔ اب ایک عام عورت کے رُوپ میں تھی۔ وہ عورت اپنے پاسپورٹ کے ذریعے یوگوسلاویہ کے شہر بلغراد جانے والی تھی۔ تاتیانہ کا میک اَپ ختم کرنے سے ماسک مین اور اس کے لوگ سمجھ رہے تھے کہ ان کی ناقابلِ شکست تاتیانہ کو دشمنوں نے اغوا کیا ہے۔ اس کی دوسری چال کے مطابق آرمر نے پاسکل لوبا کے اندر پہنچ کر اس کی دماغی توانائی میں اضافہ کیا تھا۔ اب وہ آرمر کی مرضی کے مطابق کہہ رہا تھا۔ "میں تندرست ہو گیا ہوں۔ وہ... وہ سُپر ماسٹر کا ڈیگیہ میرے پاس آکر کہہ رہا ہے، تاتیانہ ان کے قبضے میں ہے۔ میں نے ڈیگیہ کو دماغ سے بھگا دیا ہے۔"

ماسک مین خوش ہو گیا تھا کہ اس کے خیال خوانی کرنے والے کی دماغی توانائی بحال ہو گئی ہے۔ اس نے کہا۔ "پاسکل! فوراً تاتیانہ کے دماغ میں جاؤ اور معلوم کرو، دشمنوں نے اسے کہاں چھپا کر رکھا ہے؟"

یہ کہہ کر پاسکل لوبا نے آنکھیں بند کر لیں جیسے خیال خوانی کر رہا ہو حالانکہ اُس کا باپ بھی خیال کی پرواز نہیں کر سکتا تھا۔ آرمر نے اس کی آنکھیں بند کر دی تھیں۔ تھوڑی دیر تک اسے مراقبے میں رکھا تھا۔ پھر اس کی آنکھیں کھول کر اس کی زبان سے کہا۔ "وہ ایک طیارے میں جا رہی ہے۔ اس کے دماغ پر ایک ڈیگیہ نے قبضہ جما رکھا ہے جو مجھے اس کے ذریعے معلوم کرنے کا موقع نہیں دے رہا ہے کہ وہ کس طیارے میں ہے اور کہاں لے جائی جا رہی ہے۔"

یہ معلوم ہوتے ہی ماسک مین، وہاں کے حکام اور فوجی افسران پریشان ہو گئے۔ تاتیانہ ایک مایہ ناز سیکرٹ ایجنٹ تھی۔ اس نے اپنے ملک کے لیے بڑے اہم کارنامے انجام دیے تھے۔ اس کا آخری کارنامہ یہ تھا کہ اس نے سونیا جیسی ناقابلِ شکست عورت کو موت کے گھاٹ اتارا تھا۔ ماسک مین اور اس کے ملک کے لوگ اس پر جتنا بھی ناز کرتے، کم تھا۔ ملک کے کتنے ہی اہم راز اس کے سینے میں محفوظ تھے۔ یہ اندیشہ ہو گیا تھا کہ دشمن اس سے راز اگلوالیں گے۔

جب سُپر ماسٹر کو معلوم ہوا تو اس نے ہاٹ لائن پر ماسک مین سے کہا۔ "یہ سراسر جھوٹ ہے۔ سونیا تم سب کو اُلّو بنا رہی ہے۔ تاتیانہ کا کوئی وجود نہیں ہے۔ سونیا نے اسے بہت پہلے ہی قتل کر دیا تھا اور خود تاتیانہ بن کر جوجو کو وہاں سے لے جانے کے انتظار میں تھی۔"

ماسک مین نے کہا۔ "ہم تاتیانہ کو تم سے زیادہ جانتے اور پہچانتے ہیں۔ تم اسے اغوا کرا کے ہم سے جوجو کا مطالبہ کرنا چاہو گے تو یہ تمھاری نادانی ہو گی۔ تاتیانہ تمھارے لیے گلے کی ہڈی بن جائے گی جسے نہ اُگل سکو گے، نہ نگل سکو گے۔"

"میں کہتا ہوں تاتیانہ مر چکی ہے۔"

"اگر وہ مر چکی ہے تو کیا تم کسی طیارے میں اپنی ماں کو لے جا رہے ہو؟"

"تمیز سے بات کرو۔ ہم کسی کو اغوا نہیں کر رہے ہیں۔ یہ سونیا کی چال ہے۔"

"فرض کیا کہ سونیا زندہ ہے۔ تاتیانہ بن کر ہمیں بے وقوف بنا رہی ہے۔ پھر وہ جوجو کو چھوڑ کر ایک طیارے میں کیوں جا رہی ہے۔ سونیا ایسی تو نہیں تھی یا ہے کہ اتنے دنوں ماسکو میں رہے اور اپنا مقصد پورا کیے بغیر واپس چلی جائے۔ تم کیوں ہمیں بچوں کی طرح بہلا رہے ہو؟"

سُپر ماسٹر نے پرنس ڈیگیہ سے پوچھا۔ "یہ کیا ہو رہا ہے؟ ماسک مین کا خیال خوانی کرنے والا کہتا ہے کہ تاتیانہ طیارے میں سفر کر رہی ہے اور تم کہتے ہو کہ وہ ابھی تک بیہوش پڑی ہے۔"

وہ بولا۔ "میں ابھی ایک منٹ پہلے اس کے کمزور دماغ میں جا کر آیا ہوں۔ پاسکل لوبا جھوٹ کہتا ہے۔ پھر یہ اچانک پاسکل کے اندر خیال خوانی کی توانائی کیسے آگئی، یہ تو کوئی اور ہی چکر ہے۔"

"بے شک، سونیا کا شیطانی دماغ سب کو چکر میں ڈال رہا ہے۔ آرمر نے اس کی ہدایت کے مطابق پاسکل لوبا کو اپنا آلۂ کار بنایا ہے۔ ایک طرف وہ روپوش ہو گئی ہے تاکہ ہم اس کے چہرے سے تاتیانہ کا نقاب نہ اٹھا سکیں۔ دوسری طرف پاسکل کے ذریعے ماسک مین کو یقین دلا رہی ہے کہ تاتیانہ کو اغوا کیا جا رہا ہے۔ یعنی اب ہم لاکھ سر پٹخ کر کہتے رہیں کہ وہ سونیا ہے، ہماری بات کوئی تسلیم نہیں کرے گا۔ کیونکہ ان کا خیال خوانی کرنے والا تاتیانہ کے اغوا ہونے کی گواہی دے رہا ہے۔ اوہ گاڈ! یہ عورت اپنی کھوپڑی میں شیطان کا مغز رکھتی ہے۔"

پرنس ڈیگیہ نے کہا۔ "لیکن سونیا تو بے ہوش ہے۔"

"میں نے تمھیں پہلے بھی سمجھایا تھا کہ سونیا کے پچھلے غیر معمولی کارناموں کو ان کی پوری اہمیت کے ساتھ یاد رکھو۔ تم ایک بار تاتیانہ کے دماغ میں پہنچ کر زلزلہ پیدا کرنا چاہتے تھے۔ سونیا نے ایسے وقت تاتیانہ کو اپنی آنکھوں میں دیکھنے پر مجبور کر دیا تھا۔ پھر اس کی آنکھوں کے سحر نے تمھاری ٹیلی پیتھی کو ناکام بنا دیا تھا۔ تم تاتیانہ کو نقصان نہیں پہنچا سکے تھے۔ اس واقعے کی روشنی میں کچھ سمجھنے کی کوشش کرو۔ جو عورت دوسروں کو ٹیلی پیتھی کے ہتھیار سے بچاتی ہے، وہ خود اس ہتھیار سے کیسے زیر ہو سکتی ہے۔ وہ تمھیں چکّر دے رہی ہے۔ اپنے دماغ سے یہ بات ہمیشہ کے لیے نکال دو کہ اس چڑیل کے چور خیالات پڑھے جا سکتے ہیں اور اس پر تنویمی عمل کا اثر ہو سکتا ہے۔ یہ سب ہماری خوش فہمی تھی۔"

وہ باتیں سن رہا تھا اور اس کا دل ٹوٹ رہا تھا۔ اس کے لاشعور میں یہ بات تھی کہ سونیا ایسی فولاد نہ ہو جیسی بیان کی جا رہی ہے اور جیسی ثابت ہوتی آرہی ہے۔ بس وہ آغوش میں آکر پگھل جانے والی محبوبہ ہو۔ محبوبہ اپنی فطرت اور مزاج میں موم ہوتی ہے۔ اگر ایسی نہ ہو تو شاعری اور حسنِ بیان میں نہیں آتی، فولاد کے ذکر میں آتی ہے اور فولاد سے محبوبہ نہیں تلوار ڈھالی جاتی ہے۔ وہ بے چارہ سونیا سے نہیں، دو دھاری تلوار سے عشق کر رہا تھا۔

اُدھر پاسکل لوبا نے ماسک مین سے کہا۔ "میں تھکن محسوس کر رہا ہوں۔ صحت یاب ہونے کے بعد مجھے مسلسل خیال خوانی نہیں کرنی چاہیے۔ ویسے بھی تاتیانہ کا سفر پتا نہیں کب تک جاری رہے گا۔ جب وہ طیارے سے باہر آئے گی تو میں معلوم کروں گا کہ وہ کہاں پہنچائی جا رہی ہے۔"

ماسک مین نے کہا۔ "ٹھیک ہے، تم تھوڑی دیر آرام کرو۔ اگر آرام کرتے رہنے کے دوران کوئی خاص بات سامنے آئے تو مجھ سے فوراً رابطہ کرنا۔"

پاسکل لوبا دماغی طور پر حاضر ہوا، نڈھال ہو کر بستر پر گر پڑا۔ آرمر نے کہا۔ "اتنے عرصے کے بعد تم نے خیال خوانی کی پرواز کی ہے۔ اس لیے سر میں درد ہو رہا ہے۔"

"میں تمھارا شکر گزار ہوں۔ تم نے ہی پرواز کرائی ہے، تم نے ہی مجھے توانائی دی تھی۔ ورنہ میں ابھی صفر ہوں۔ ایک بات بتاؤ، مجھے زندہ رکھو گے؟"

"زندگی اور موت خدا کے اختیار میں ہے۔"

"مگر آدمی بھی آدمی کو مارتا ہے۔"

"میں کسی کو نقصان نہیں پہنچاتا۔"

"سونیا مجھے نہیں چھوڑے گی۔ میں اس سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ اسے اپنی وفاداری کا یقین دلانا چاہتا ہوں۔"

"تم اس کے کام آتے رہو گے، کسی مرحلے پر دھوکا نہیں دو گے تو اسے یقین ہو جائے گا۔ زبان سے نہ بولو، عمل سے بولو۔"

"وہ جو کہے گی، تم جو کہو گے، میں کرتا رہوں گا۔"

"تمھاری بھلائی اسی میں ہے۔ سونیا کے وفادار رہ کر تم انسان بن جاؤ گے۔ ٹیلی پیتھی کو دوسروں کی بھلائی کے لیے استعمال کرو گے تو خدا بھی خوش رہے گا۔ بندے بھی خوش رہیں گے۔ میں تھوڑی دیر کے لیے جا رہا ہوں، مجھے یقین ہے تم اپنی بھلائی کے لیے سوچتے رہو گے۔"

"اگر تمھاری غیر موجودگی میں ماسک مین کسی نہایت اہم خیال خوانی کے لیے کہے گا تو میں کیا جواب دوں گا؟"

"اوّل تو میں ایک منٹ سے زیادہ غیر حاضر نہیں رہوں گا، کسی وجہ سے دیر ہو جائے تو تم تھکن اور کمزوری کا بہانہ کر کے خیال خوانی کے مسئلے کو ٹال سکتے ہو۔"

آرمر اس عورت کے دماغ میں آیا جس کے رُوپ میں سونیا بلغراد کا سفر کر رہی تھی۔ وہ عورت اپنے اپارٹمنٹ میں بے ہوش پڑی تھی۔ اس کے ہوش میں آنے کے بعد بھید کھل سکتا تھا۔ اس نے سونیا کے پاس جا کر کہا۔ "وہ ابھی تک بے حس و حرکت پڑی ہوئی ہے۔"

سونیا نے رسٹ واچ کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "میرے اندازے کے مطابق وہ آدھے گھنٹے کے اندر ہوش میں آجائے گی۔ تم پندرہ منٹ کے بعد جاؤ۔ پھر جیسا کہا ہے ویسا ہی کرو۔"

وہ واپس آیا۔ پاسکل لوبا کو اس کی آمد کا پتا ہی نہیں چلتا تھا۔ تنویمی عمل کے مطابق دوسری تمام سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیتا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا۔ "بدنصیبی پوچھ کر نہیں آتی۔ بس اچانک ہی شہ زور کو کمزور بنا دیتی ہے۔ میں ٹیلی پیتھی جاننے کے غرور میں کبھی سوچتا بھی نہیں تھا کہ اس طرح کمزور اور دوسروں کا محتاج بن کر رہ جاؤں گا اور غرور بھی کیسے ٹوٹا؟ ایک عورت نے پنجہ لڑا کر میری انگلیاں توڑ ڈالیں اور مجھے خیال خوانی کے قابل نہیں چھوڑا۔"

آرمر نے اس کی سوچ میں کہا۔ "مجھے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ جلد ہی دماغی توانائی بحال ہو جائے گی۔ میں پھر خیال خوانی کرنے لگوں گا۔ سانس روک لیا کروں گا۔ پھر آرمر بھی میرے دماغ میں نہیں آ سکے گا۔"

وہ گھبرا کر خلا میں تکنے لگا۔ سوچنے لگا۔ "آرمر کسی وقت بھی میرے دماغ میں آ سکتا ہے۔ مجھے ایسا نہیں سوچنا چاہیے۔ میری بھلائی یہ سوچنے میں ہے کہ آرمر تمام عمر میرے دماغ میں آتا رہے اور مجھ سے اپنے احکامات کی تعمیل کراتا رہے۔ میں ہمیشہ اس کا وفادار رہوں گا۔ آرمر! اے مسٹر آرمر! کیا تم موجود ہو؟ دیکھو میں تمہارا وفادار بن کر سوچتا رہتا ہوں۔"

اس نے جواب نہیں دیا۔ وہ گھڑی دیکھ کر سوچنے لگا۔ "دو منٹ گزر گئے۔ اس نے ایک منٹ میں آنے کے لیے کہا تھا۔ شاید کسی معاملے میں الجھ گیا ہے۔ بہرحال کچھ بھی ہو، مجھے وفادار بن کر سوچتے رہنا چاہیے۔ میں وفادار ہوں، وفادار ہوں، وفادار ہوں، وفادار ہوں....."

اکثر لوگ عبادت کرتے وقت ایسا ہی سوچتے ہیں کہ میں خدا کا عبادت گزار اور نیک بندہ ہوں لیکن سجدے سے اٹھ کر وہی کرتے ہیں جس میں انا اور غرور کی تسکین ہوتی ہے۔ وہ وفاداری کی قسمیں کھا رہا تھا مگر دماغ کے تہ خانے میں چور خیالات کہہ رہے تھے: "میری ٹیلی پیتھی کی صلاحیت بحال ہو جائے۔ میں سانس روک کر آنے والوں کو بھگاؤں اور آزاد رہوں۔ میں ٹیلی پیتھی کی دنیا کا شیر ہوں، مجھے آزاد رہ کر پنجے مارنا چاہئیں۔"

آرمر نے کہا۔ "بس کرو، مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تم وفادار ہو۔ جب توانائی حاصل ہو گی تو زنجیریں توڑ ڈالنا۔ ہمیں اس وقت تمہاری ضرورت نہیں رہے گی، تم ابھی ضروری ہو۔"

وہ پاسکل لوبا کے پاس پندرہ منٹ گزار کر پھر اسی عورت کے پاس آیا۔ وہ اسی طرح بستر پر پڑی ہوئی تھی۔ دماغی حالت بتا رہی تھی کہ چند منٹ میں ہوش آ جائے گا۔ آرمر نے انتظار کیا، جب وہ پرائی سوچ کی لہروں کو سننے کے قابل ہوئی تو آرمر اسے ٹیلی پیتھی کی لوری سنانے لگا۔ دماغ میں یہ نقش کرنے لگا کہ وہ دس گھنٹے تک آرام سے گہری نیند سوتی رہے گی۔ دروازے پہ دستک ہو یا ٹیلی فون کی گھنٹی بجتی رہے، وہ مقررہ وقت سے پہلے بیدار نہیں ہو گی۔

اس نے سونیا کو آ کر بتایا کہ دس گھنٹے تک راز نہیں کھلے گا۔ وہ بولی۔ "دس گھنٹے بہت ہیں۔ انشاء اللہ میں چھ گھنٹے میں بلغراد پہنچ جاؤں گی۔ تم پاسکل کے پاس جاؤ۔"

وہ اسی طرح سونیا اور پاسکل کے پاس آتا جاتا رہا۔ چھ گھنٹے بعد اس نے پاسکل کے دماغ میں پھر توانائی پیدا کی۔ وہ ماسک مین کے نائب کے دماغ میں پہنچ کر بولا۔ "میں پاسکل ہوں، ضروری رپورٹ دے رہا ہوں۔"

کمپیوٹر کے ذریعے فوراً ماسک مین سے رابطہ قائم کیا گیا۔ پاسکل نے کہا۔ "تاتیانہ کو یوگوسلاویہ پہنچایا گیا ہے۔"

پوچھا گیا۔ "تمہیں کیسے معلوم ہوا؟ کیا تاتیانہ کا دماغ دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے کے قبضے میں نہیں ہے؟"

"وہ مسلسل تاتیانہ کو اپنے قبضے میں رکھتے ہیں۔ نہ اس کی آنکھوں سے نہ اس کے کانوں سے سمجھنے دیتے ہیں کہ طیارے میں کس قسم کے مسافر ہیں اور وہ ایک دوسرے سے کیا بول رہے ہیں۔ لیکن ایک خیال خوانی کرنے والا گھنٹوں دماغ پر قبضہ نہیں جما سکتا۔ اسے کبھی چھینک یا کھانسی آ سکتی ہے، اس پر کوئی ناگہانی افتاد پڑ سکتی ہے۔ ایسے میں معمول کا دماغ تھوڑی دیر کے لیے آزاد ہو جاتا ہے۔ پتا نہیں دشمن خیال خوانی کرنے والے کو کیا ہوا تھا۔ تاتیانہ کا دماغ تقریباً ایک منٹ کے لیے آزاد ہوا۔ وہ اعصابی کمزوریوں میں مبتلا تھی ورنہ قیدی بنا کر لے جانے والوں کی ایسی کی تیسی کر دیتی۔"

"تم یہ بتاؤ، اس کے ذریعے کیا معلومات حاصل ہوئیں؟"

"وہ یوگوسلاویہ کا طیارہ تھا۔ تاتیانہ کو طیارے سے اتار کر ایک کار میں بٹھایا گیا۔ اس کے آس پاس بیٹھنے والوں میں سے ایک نے ڈرائیور سے کہا۔ "ہوٹل اسٹیوریجا چلو۔" گاڑی آگے چل پڑی۔ دوسرے نے تاتیانہ کو دیکھ کر پوچھا "مسٹر ڈیگر! کیا تم موجود ہو؟" یہ سوال کرنے سے پہلے ہی ڈیگر واپس آ گیا تھا۔ اس نے کہا۔ "میں تھوڑی دیر کے لیے غیر حاضر ہو گیا تھا۔ کیا تم لوگوں نے کسی جگہ کا نام لیا ہے؟" ایک نے جواب دیا۔ "ہاں! ہم نے ہوٹل اسٹیوریجا کا نام لیا تھا۔" ڈیگر نے کہا۔ "گڑبڑ ہو گئی، پاسکل لوبا نے ضرور سنا ہو گا۔ اب تاتیانہ کو نہ اس ہوٹل میں لے جایا جائے گا نہ اس شہر میں رکھا جائے گا۔ فلائنگ کلب چلو۔" اس کے بعد گاڑی کا راستہ بدل گیا۔ فلائنگ کلب جانے کا یہی مقصد ہو سکتا ہے کہ وہ شہر چھوڑ کر جا رہے ہیں۔"

ماسک مین نے کہا۔ "پاسکل! تمہیں ڈیگر سے چھیڑ چھاڑ کر کے باتیں کرنا چاہئیں۔ اس طرح کچھ اور معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔"

"میں نے یہی کیا تھا۔ اس نے کہا، مجھے احمق نہ سمجھو۔ میں تمہاری کسی بات کا جواب نہیں دوں گا اور تاتیانہ کے ذریعے بھی کچھ دیکھنے سننے کا موقع نہیں ملے گا۔ البتہ تم لوگوں کا یہ تجسس ختم کر دوں کہ ہم تاتیانہ کو کیسے لے کر آئے؟ سنو اور رپتا نوٹ کرو۔ گورکی اسٹریٹ میں ایک عورت روبی سمولنوف اپنے اپارٹمنٹ

نمبر چھ سو بیاسی میں ایک طویل گہری نیند سو رہی ہے۔ اس کے کانوں کے پاس ڈھول بجائے جائیں تب بھی شام پانچ بجے سے پہلے بیدار نہیں ہو گی۔ ہم تاتیانہ کو اسی عورت کے میک اپ میں اور پاسپورٹ میں یہاں لائے ہیں۔ بس اب جاؤ۔"

آرمر پاسکل لوبا کے ذریعے سونیا کی گھڑی ہوئی کہانی ماسک مین کو سنا رہا تھا۔ کہانی کے آخری حصے میں حقیقت تھی۔ پولیس اور انٹیلی جنس کے افراد روبی سمولنوف کے اپارٹمنٹ پہنچے۔ دروازہ دستک پر نہ کھلا تو اس کے لاک کو توڑا گیا۔ روبی کو جھنجوڑ کر کئی بار جگانے کی کوششیں کی گئیں۔ پھر ایک افسر نے کہا۔ "زبردستی نہ کی جائے۔ یہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے سلائی گئی ہے۔ جبراً بیدار کرنے سے اس کے دماغ پر برا اثر پڑ سکتا ہے۔"

دوسری طرف یوگوسلاویہ کی پولیس اور انٹیلی جنس والوں سے رابطہ کر کے کہا گیا کہ دوپہر ایک اور تین بجے کے درمیان فلائنگ کلبوں سے جتنے طیارے اور ہیلی کاپٹر پرواز کر چکے ہیں ان کی پرواز کی منزل نوٹ کی جائے۔ وہاں جا کر ایسے لوگوں کا محاسبہ کیا جائے جن کے ساتھ ایک عورت سفر کر رہی ہو۔

غرض یہ کہ سونیا روس سے لے کر یوگوسلاویہ اور امریکا تک ماسک مین اور سپر ماسٹر کے آدمیوں کو دوڑا رہی تھی۔ خود اسی شہر بلغراد میں گھوم رہی تھی۔ روبی سمولنوف کا میک اپ اور پاسپورٹ ختم کر دیا تھا۔ پاسکل لوبا اس کی پلاننگ کے مطابق بار بار ماسک مین سے کہہ رہا تھا، مجھے یوگوسلاویہ جانے دو۔ میں تاتیانہ کے قریب سے قریب تر ہو کر اسے ڈھونڈ ہی نکالوں گا۔"

ماسک مین نے کہا۔ "تم پوری طرح صحت مند نہیں ہو پھر قریب تر ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ خیال خوانی کے ذریعے کہیں بھی پہنچ سکتے ہو۔"

اس نے جواب دیا۔ "میں زیادہ فاصلے تک خیال خوانی کی پرواز کرتا ہوں تو تھک جاتا ہوں۔ قریبی پرواز مجھے نہیں تھکائے گی۔ کہیں ایسا نہ ہو، لمبی پرواز کی تھکن مجھے پھر بیمار کر دے۔"

اس آخری بات نے ماسک مین کو مجبور کر دیا۔ اس نے حکم دیا کہ ایک طیارے میں پاسکل لوبا چند جاسوسوں اور فوجی جوانوں کے ساتھ جائے گا۔ اس کی دیکھ بھال کے لیے ڈاکٹر اور نرسیں بھی ہوں گی۔ بلغراد میں بھی سیکورٹی گارڈز اسے سخت پہرے میں رکھیں گے اور کسی کو اس سے ملنے کی اجازت نہیں دیں گے۔"

تمام احتیاطی تدابیر پر عمل کرتے ہوئے پاسکل لوبا کو اسی رات ایک طیارے میں روانہ کیا گیا۔ وہ صبح چار بجے بلغراد پہنچ گیا۔ وہاں زبردست پہرے میں اس کی رہائش کا انتظام کیا گیا تھا لیکن اس نے کہا۔ "ابھی مجھے اچانک تاتیانہ کا دماغ چند سیکنڈ کے لیے آزاد مل گیا تھا۔ اس سے پتا چل گیا کہ وہ اسی ملک کے شمال مغربی شہر رجیکا میں ہے۔ مجھے فوراً وہاں لے چلو۔"

اس کے حکم کے مطابق ایک ہیلی کاپٹر لایا گیا۔ اس نے سوار ہونے سے پہلے پائلٹ سے چند باتیں کیں۔ تھوڑی دیر خاموش رہا پھر بولا۔ "میں مطمئن ہوں۔ پائلٹ قابل اعتماد ہے، چلو۔"

ہیلی کاپٹر وہاں سے روانہ ہوا۔ اس کے ساتھ ایک افسر اور تین مسلح جوان تھے۔ اس میں زیادہ افراد کی گنجائش نہیں تھی۔ ٹرانسمیٹر کے ذریعے رجیکا کی فوجی چھاؤنی میں اطلاع دی گئی کہ پاسکل لوبا پہنچ رہا ہے اس کے لیے سخت حفاظتی انتظامات کیے جائیں لیکن وہ لوگ رجیکا شہر تک نہ پہنچ سکے۔ آرمر نے افسر کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ افسر نے پائلٹ سے کہا۔ "ہیلی کاپٹر کو شہر سے باہر جنگل میں اتارو۔ یہ ہماری خفیہ منصوبے کا ایک حصہ ہے۔"

پائلٹ نے کہا۔ "مسٹر پاسکل لوبا! آپ افسر کا دماغ پڑھ کر بتائیں۔ کیا منصوبہ واقعی یہی ہے؟"

پاسکل نے کہا۔ "میں باری باری تم سب کے دماغوں میں رہتا ہوں۔ افسر درست کہہ رہا ہے۔ ہیلی کاپٹر اتارو۔ ہم دشمنوں کو دھوکا دے رہے ہیں۔"

ہیلی کاپٹر زمین پر پہنچ گیا۔ افسر اپنی جگہ سے اٹھ کر تینوں مسلح جوانوں سے بولا۔ "فوراً میرے ساتھ چلو۔ ہم پندرہ منٹ میں پھر یہاں واپس آئیں گے۔"

وہ تینوں مسلح جوان اتر گئے۔ پھر اپنے افسر کے حکم کے مطابق اس کے ساتھ دوڑتے ہوئے جانے لگے۔ پائلٹ نے پوچھا۔ "یہ کہاں جا رہے ہیں؟"

آرمر نے افسر کے دماغ کو چھوڑ دیا۔ پائلٹ پر قبضہ جما لیا۔ دوسرے ہی لمحے میں ہیلی کاپٹر کے پنکھے نے پھر گردش کی اور فضا میں بلند ہونے لگا۔ افسر نے سر کو جھٹک کر سوچا۔ "یہ میں جنگل میں کیسے پہنچ گیا؟"

اس نے تینوں مسلح جوانوں کو دیکھا۔ پھر چونک کر آسمان کی طرف سر اٹھایا۔ ہیلی کاپٹر پرواز کرتا ہوا دور جا چکا تھا۔ جب وہ رجیکا شہر سے بھی سیکڑوں میل آگے نکل گیا تو آرمر نے پائلٹ کے دماغ کو آزاد چھوڑ کر کہا۔ "تم چند منٹ میں یوگوسلاویہ کی سرحد پار کر کے سوئٹزرلینڈ میں داخل ہونے والے ہو۔ اب بتاؤ، اپنی مرضی سے چلو گے یا پھر تمہارے دماغ کو مٹھی میں لینا ہو گا؟"

وہ بولا۔" پاسکل صاحب! یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ سرحد پار کیوں جانا چاہتے ہیں؟"

"تم سوالات نہ کرو، جو کہا جا رہا ہے، وہ کرو۔"

وہ خاموش رہا۔ آرمر نے اس کے چور خیالات پڑھے۔ وہ مجبور تھا۔ سرحد پار کرنے کو تیار تھا۔ یہ اچھی طرح سمجھ رہا تھا کہ دھوکا دینا چاہے گا تو اس کا ذہن پڑھ لیا جائے گا۔

ایک گھنٹے بعد سرحد پار ایک فرانسیسی ہیلی کاپٹر پہاڑی کی بلندی پر نظر آیا۔ پائلٹ نے اپنا ہیلی کاپٹر اس کے نزدیک اتارا۔ پاسکل بوُبا اتر گیا۔ دوڑتا ہوا دوسرے ہیلی کاپٹر میں آ کر سوار ہو گیا۔ یہ سب کچھ وہ اپنی مرضی سے نہیں کر رہا تھا۔ اپنے دماغ میں زلزلے پیدا کرانا نہیں چاہتا تھا۔ اس لیے بڑی فرماں برداری سے فرانس کی طرف سفر کر رہا تھا اور سمجھ رہا تھا، یوم حساب آ گیا ہے۔ وہ فرہاد کی فیملی سے جوجو کو چرا کر ماسکو لے گیا۔ آج اسے چرا کر فرہاد کی فیملی میں پیرس پہنچایا جا رہا تھا۔

آرمر سونیا کے پاس آیا۔ وہ یوگوسلاویہ کے شہر بلغراد سے نکل کر البانیہ پہنچ گئی تھی۔ آرمر نے کہا۔" پاسکل بوُبا پیرس پہنچنے والا ہے، تم یہاں کیوں رہ گئیں؟"

"میں تمھاری بات کا جواب دوں گی۔ پہلے ماسک مین کے پاس جاؤ اور اس کے دل پر بجلی گراؤ۔"

آرمر نے نائب کے پاس آ کر کہا۔" اپنے ماسک مین سے کہو، کمپیوٹر کے سامنے بیٹھ جائے۔ سونیا کا قاصد آیا ہے۔"

نائب نے طنزیہ انداز میں پوچھا۔" اچھا تو تم مردہ عورت کے قاصد ہو؟"

"ابھی تمھارے طنز کا بھی جواب مل جائے گا کیا یہ اطلاع ابھی تک نہیں پہنچی ہے کہ پاسکل بوُبا کو اغوا کیا گیا ہے؟"

نائب نے ماسک مین سے رابطہ قائم کرایا۔ آرمر نے کہا۔ "میں کسی کا دل نہیں دکھاتا لیکن صحیح خبر پہنچانا نیکی ہے۔ میں بڑے افسوس کے ساتھ بتا رہا ہوں کہ تاتیانہ کی رہائش گاہ میں جس لاش کا چہرہ اور دونوں ہاتھ تیزاب سے بگڑ گئے تھے۔ وہ لاش سونیا کی نہیں تاتیانہ کی تھی اور جسے تم لوگ تاتیانہ سمجھتے آ رہے ہو، وہ سونیا تھی۔"

"یہ کیا بکواس کر رہے ہو؟"

"اب سے نو گھنٹے پہلے سپر ماسٹر نے بھی تم سے یہی کہا تھا۔ بے چارہ سچ کہہ رہا تھا مگر تم نے اسے بھی بکواس سمجھا۔"

وہ ذرا چپ ہوا۔ نائب ہاٹ لائن پر ریسیور اٹھا کر سن رہا تھا۔ پھر اس نے حیرانی سے پوچھا۔" کیا واقعی؟ مگر... مگر یہ کیسے ہوا؟ پاسکل بوُبا کو کس نے اغوا کیا ہے؟ او گاڈ! ابھی مسٹر آرمر میرے دماغ میں آ کر اغوا کی بات کر رہے تھے، میں نے یقین نہیں کیا۔"

نائب کی باتیں دوسری طرف ماسک مین سن رہا تھا۔ اس نے بے یقینی سے پوچھا۔" پاسکل کو کون لے جا سکتا ہے؟ وہ سخت پہرے میں تھا۔"

آرمر نے کہا۔" اسے سونیا لے گئی ہے۔"

"یہ بکواس ہے۔"

"تعجب ہے! ہم نے جو کیا، وہ تمھاری نظروں میں جرم ہے، اس جرم کا ہم اعتراف کر رہے ہیں اور تم مانتے نہیں ہو۔ جتنی جلدی ہو سکے یقین کر لو تاکہ میں بات آگے بڑھا سکوں۔"

"مسٹر آرمر! میں ابھی سپر ماسٹر سے گفتگو کرنے کے بعد تم سے بات کروں گا۔"

"ٹھیک ہے، میں سپر ماسٹر کے نائب کے پاس بھی رہوں گا۔"

ماسک مین نے سپر ماسٹر سے رابطہ قائم کیا پھر پوچھا۔" تم نے پاسکل بوُبا کو اغوا کرایا ہے؟"

سپر ماسٹر نے خوش ہو کر پوچھا۔" کیا وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا تمھارے ہاتھ سے نکل گیا ہے؟ میں تمھارے اتنے بڑے نقصان پر افسوس کروں گا لیکن معلوم تو ہو، یہ کیسے ہوا؟ تم نے کیسے سمجھا کہ اسے اغوا کیا گیا ہے؟ ہو سکتا ہے، وہ تمھاری وفاداری سے تنگ آ کر خود چلا گیا ہو۔"

"وہ مجھ سے مخلص اور وفادار تھا۔ وہ اپنے ملک اور اپنی قوم کو چھوڑ کر خود کبھی نہیں جا سکتا۔ تم انجان بن رہے ہو۔ پہلے تم نے تاتیانہ کو اغوا کیا پھر اس کے پیچھے پاسکل کو لگایا...."

سپر ماسٹر نے کہا۔" کب تک تاتیانہ کو زندہ سمجھتے رہو گے، تمھیں اس کی موت کا یقین کیسے آئے گا؟"

اس کے نائب نے کہا۔" مسٹر آرمر میرے دماغ میں ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ سونیا نے پاسکل بوُبا کو قیدی بنا لیا ہے۔ یہ بات مسٹر آرمر نے ماسک مین کو بتائی ہے لیکن وہی مرغی کی ایک ٹانگ کہ تاتیانہ زندہ ہے اور پاسکل کو سپر ماسٹر نے اغوا کیا ہے۔"

ماسک مین نے کہا۔" اگر سونیا زندہ ہے اور وہی تاتیانہ بن کر یہاں تھی، تو وہ ناکامی برداشت نہیں کر سکتی تھی وہ جوجو کو ہمارے پاس چھوڑ کر خالی ہاتھ کبھی نہ جاتی۔"

سپر ماسٹر نے کہا۔" تمھارا دماغ اب سوچنے سمجھنے کے قابل نہیں رہا۔ وہ خالی ہاتھ کہاں گئی ہے۔ اپنی ٹیلی پیتھی جاننے والی جوجو کے بدلے تمھارے ٹیلی پیتھی جاننے والے پاسکل بوُبا کو لے گئی ہے۔"

"اگر ہمارے پاسکل کو کچھ ہوا تو میں جوجو کو مار ڈالوں گا۔"

"یعنی پاسکل تو گیا، جوجو کو بھی ختم کر دو گے، اپنے پاس ٹیلی پیتھی کا ہتھیار نہیں رکھو گے؟ کیوں بچوں جیسی باتیں کرتے ہو؟ ایسی پریشانی میں تمھیں کسی سے بات نہیں کرنا چاہیے۔ اپنے سرکار سے چھٹی لے کر آرام کرو۔"

"یو شٹ اپ، مسٹر آرمر! آپ میرے نائب کے پاس آئیں۔"

آرمر نے کہا۔" تم ایسے حکم دے رہے ہو جیسے اپنے ملازم کو طلب کر رہے ہو۔ تمھیں واقعی ماسک مین کے عہدے سے چھٹی کرنی چاہیے۔"

"سوری مسٹر آرمر! مجھ سے غلطی ہوئی۔ میں آپ سے التجا کرتا ہوں، میرے نائب کے پاس تشریف لائیں۔"

پھر اس نے سپر ماسٹر سے کہا۔" آرمر ہمارے پاسکل کو اغوا کرنے کا اعتراف کر رہا ہے۔ اس لیے میں تمھیں الزام نہیں دوں گا لیکن میرا دل نہیں مانتا کہ تاتیانہ مر چکی ہے۔ اس نے کل صبح چوبیس گھنٹے پہلے مجھ سے گفتگو کی تھی، ہمارے ایک افسر نے اس سے ملاقات کی تھی۔"

"وہ تاتیانہ نہیں، سونیا تھی۔ میں مانتا ہوں تمھیں اور تمھاری قوم کو اتنی جلدی تاتیانہ کی موت کا یقین نہیں آئے گا۔ ویسے ایک طرح سے یقین آ سکتا ہے۔"

"میں سن رہا ہوں۔"

"تم لوگوں نے تاتیانہ کی لیبارٹری میں ایسی لاش دیکھی تھی جس کا چہرہ ناقابلِ شناخت ہو گیا تھا۔ تاتیانہ نے بتایا، وہ سونیا کی لاش ہے اور تم لوگوں نے یقین کر لیا کیونکہ تاتیانہ ہمیشہ سے قابلِ اعتماد رہی ہے لیکن سونیا کی زندگی کا ثبوت مل جائے تو اس کا مطلب ہو گا تاتیانہ مر چکی ہے۔ سونیا نے اس کی لیبارٹری میں اس کا قتل کیا۔ تیزاب سے چہرہ بگاڑ دیا پھر خود تاتیانہ بن کر تم لوگوں کو دھوکا دیتی رہی۔"

"ہاں اگر سونیا کی زندگی کا ثبوت مل جائے تو ہمیں تاتیانہ کا ماتم کرنا ہو گا لیکن سونیا کہاں ہے؟"

"یہی سوال میں کرتا ہوں، "تاتیانہ کہاں ہے؟""

"اسے تم لوگوں نے اعصابی کمزوریوں میں مبتلا کر دیا ہے، تمھارا ایک ڈیگر اس کے دماغ پر قبضہ جمائے رکھتا ہے۔"

"ماسک مین! بہتر ہے تم چھٹی کر و۔ کیا اتنی سی بات سمجھ میں نہیں آتی کہ جب ہم تاتیانہ کو قیدی بنا لیتے تو ڈنکے کی چوٹ پر اعلان کرتے۔ اس میں شبہ نہیں کہ وہ زندہ رہتی تو دوسری سونیا بن جاتی۔ ہم اس سے کئی طرح کے فائدے اٹھا سکتے تھے۔"

"لیکن پاسکل بوُبا نے کل رپورٹ دی تھی کہ تاتیانہ زندہ ہے اور وہ اغوا کر کے بلغراد پہنچائی جا رہی ہے۔"

"آرمر نے پاسکل بن کر رپورٹ دی تھی۔ ذرا سوچو، پاسکل بیماری سے اٹھ کر اچانک خیال خوانی کیسے کرے گا۔ وہ آرمر کا معمول بن کر رپورٹ دے رہا تھا۔"

ماسک مین نے سپر ماسٹر سے رابطہ ختم کر دیا۔ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر سوچتا رہا۔ پھر اس نے ہاٹ لائن پر جناب شیخ الفارس سے رابطہ قائم کیا اور پوچھا۔" کیا سونیا زندہ ہے؟"

"جسے تم مردہ سمجھ رہے ہو، وہ زندہ ہے۔ جسے زندہ سمجھ رہے ہو، وہ مردہ ہے۔ اے عقل والو! اتنی سی بات سمجھ میں کیوں نہیں آتی کہ اپنی موت سے پہلے کوئی نہیں مرتا اور موت کی گھڑی میں کوئی دوسری سانس نہیں لے سکتا۔ موت سے ڈرو، خدا سے ڈرنا آ جائے گا۔ خدا کا خوف آدمی کو انسان بناتا ہے۔ خدا حافظ!"

رابطہ ختم ہو گیا۔ ماسک مین جانتا تھا، جناب شیخ صاحب یادِ الٰہی میں مصروف رہتے ہیں۔ کوئی ضروری بات ہو تو دو باتوں میں جواب مکمل کر کے نصیحت کر کے خدا حافظ کہہ دیتے ہیں۔

اس نے ریسیور رکھ دیا۔ آخر میں شیخ صاحب سے پوچھنے کا مقصد یہی تھا کہ ان سے جھوٹی یا غلط اطلاع ملنے کی توقع نہیں تھی۔ صرف ان ہی کی زبان پر اعتماد کیا جاتا تھا۔ اب اسے یقین ہو گیا تھا۔ تاتیانہ کی موت اور پاسکل کا اغوا دو ناقابلِ تلافی نقصانات تھے۔ اپنے ملک کو اتنا نقصان پہنچانے کے بعد وہ ماسک مین کے عہدے پر نہیں رہ سکتا تھا۔ اس نے نائب کو انٹرکام پر مخاطب کیا، پھر کہا۔" میرا استعفیٰ ٹائپ کراؤ، میں دستخط کر دوں گا۔"

آرمر نے سونیا کے پاس آ کر اسے تمام رپورٹ سنائی۔ وہ بولی۔" انتظار کرو، نیا ماسک مین آتے ہی پاسکل بوُبا کا مطالبہ کرے گا۔"

آرمر نے جواباً کہا۔" ہم جواباً جوجو اور ماریہ کا مطالبہ کریں گے۔"

"نہیں، صرف ماریہ کا مطالبہ کریں گے۔"

وہ حیرانی سے بولا۔" کیا کہہ رہی ہو! کیا میری بہن دشمنوں کے پاس رہے گی؟"

"ہاں، تم نے کہا تھا، وہ بہت ہی سنجیدہ اور بے حد ذہین ہے۔ خود کو نہ جوجو تسلیم کرتی ہے نہ مولینا آندروف۔ وہ اپنی پہچان اپنی ذہانت سے کرنا چاہتی ہے۔"

"میں نے یہ کہا تھا لیکن ...."

وہ بات کاٹ کر بولی۔" بہن کی محبت میں جذباتی نہ بنو۔ عقل سے سوچو، تم جوجو کا مطالبہ کرو گے تو وہ جوجو کی حیثیت سے ہمارے پاس آنے سے انکار کر دے گی۔"

"تو پھر مولینا آندروف کی حیثیت سے وہاں رہنے سے بھی انکار کر دے گی۔"

"یہی تو دیکھنا ہے کہ وہ کیا فیصلہ کرتی ہے۔ جاؤ پہلے اس کا فیصلہ معلوم کرو۔"

وہ بہن کو واپس لانے کے لیے بے تاب تھا۔ فوراً ہی اس کے پاس پہنچ گیا۔ وہ آنکھیں بند کیے بستر پر لیٹی ہوئی تھی۔ بڑے سکون سے سوچ رہی تھی۔ 'مجھے پریشان اور فکرمند نہیں ہونا چاہیے۔ جلد سے جلد صحت یاب ہونے کے لیے فکر اور پریشانی کو ذہن سے نکالنا چاہیے۔ ہمیشہ خوش رہنا چاہیے۔ ڈاکٹر اوپر سے دوا کرتے ہیں۔ مریض اندر سے مسکراہٹوں اور حوصلوں سے اپنا علاج خود کرتا ہے۔'

جو بہن یگانہ ذہن رکھتی تھی، اس کی ذہانت بھری سوچ سن کر آرمر کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ وہ سونیا کے پاس آکر بولا۔ "وہ خوش رہ کر بڑی قوتِ ارادی سے جلد از جلد صحت یاب ہونا چاہتی ہے۔ وہ کون ہے؟ کیا ہے؟ ایسی کوئی فکر کرنا نہیں چاہتی ذرا سوچو سونیا! میری بہن کتنی ذہین ہوگئی ہے۔"

"میں سوچ رہی ہوں۔ تم بھی سمجھنے کی کوشش کرو کیا اسے جوجو کہہ کر فکر اور پریشانی میں مبتلا کرو گے؟"

"میں ایسا کرنا نہیں چاہتا لیکن ہم اسے جوجو نہیں کہیں گے تو دشمن اسے مولینا آندروف ثابت کر دیں گے۔"

"یہ اتنا آسان نہیں ہے۔ جب تک آپریشن کا زخم نہیں سوکھے گا، وہ بستر سے اٹھنے کے قابل نہیں ہوگی۔ ڈاکٹر بھی اس کے سامنے کسی پریشانی اور فکرمندی کی باتیں کرنے نہیں دیں گے۔ تم ہفتے دو ہفتے بعد اسے جوجو کہہ کر مخاطب کرو گے تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ اسے اس کے حال پر چھوڑ دو۔"

"میں جانتا ہوں، تمہارا طریقۂ کار عجیب ہوتا ہے مگر نتیجہ خیز ہوتا ہے پھر بھی ایک بھائی کی زبان اپنی تسلی کے لیے پوچھتی ہے، کیا میری بہن واپس آجائے گی؟"

"انشاء اللہ آجائے گی۔ اسے میں نہیں لاؤں گی، تم نہیں لاؤ گے۔ خدا کی مرضی سے اس کا مجازی خدا اسے لائے گا۔"

"مجازی خدا؟ یعنی پارس؟"

میں درخت پر چھپا بیٹھا رہا۔ وہی میرے لیے محفوظ ترین جگہ تھی۔ ایسے بُرے وقت میں بیوی اور جوان بیٹا ساتھ چھوڑ گئے تھے۔ حالانکہ بُرا وقت ان کا بھی پیچھا نہیں چھوڑ رہا تھا۔ انھیں میری ضرورت تھی، اگر میں زندہ ہوتا۔ مجھے ان کی ضرورت ہے کیونکہ میں زندہ ہوں۔

گھنے درخت میں چھپے رہنے سے زمین نظر نہیں آرہی تھی اور زمین پر سے مجھے دیکھا نہیں جاسکتا تھا۔ بے شمار دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ کچھ لوگ درخت کے نیچے سے گزر گئے تھے۔ کچھ وہاں آکر ٹھہر گئے تھے۔ ایک افسر کہہ رہا تھا: "ادھر سے فائرنگ ہوئی تھی، وہ انھی اطراف میں کہیں ہوگا۔ اسے تلاش کرو۔"

میں اس افسر کے اندر پہنچ کر دیکھنے لگا۔ فوجی جوان ہلکے قدموں بڑھتے ہوئے مختلف سمت جا رہے تھے۔ یہ وہی ماتحت افسر تھا جو اپنے سینئر کے ساتھ میرے کاٹیج میں آیا تھا۔ وہ تمام لوگ مجھے راہب کہتے تھے۔ میں نے اس کی سوچ میں کہا "یہ کیا؟ یہ مجھے کوئی پکار رہا ہے۔"

پھر میں نے اپنی سوچ میں کہا "مسٹر بیکر! میں درخت میں چھپا ہوا ہوں۔"

اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔ تب میں نے زبان سے دھیمی آواز میں کہا "دیکھو گولی نہ چلانا۔ تم تو مجھے اچھی طرح جانتے ہو، تم نے مجھے کاٹیج میں دیکھا ہے۔"

چار جوانوں نے رائفلوں کا رُخ درخت کی بلندی کی طرف کیا۔ افسر نے پوچھا "کیا تم راہب ہو؟"

"میں وہی بدنصیب ہوں جہاں جاتا ہوں گولیاں چلنے لگتی ہیں۔ اس درخت پر چڑھ کر چھپا بیٹھا ہوں۔ کیا نیچے آجاؤں؟"

"آؤ اور بتاؤ یہاں تم نے کسی کو دیکھا ہے؟"

میں نے اترتے ہوئے کہا "اتنے انسان دیکھے ہیں کہ یہ جنگل نہیں شہر لگتا ہے۔ ویسے سب فوجی تھے مگر وہ دو سب سے الگ تھے، ایک نوجوان تھا، دوسری عورت تھی مگر تم نے میرے کاٹیج میں دو عورتوں اور ایک جوان کے متعلق پوچھا تھا جبکہ اس جوان کے ساتھ ایک ہی عورت نظر آئی۔"

افسر نے کہا "دوسری بھی ہے چھپ کر تیر چلا رہی ہے ویسے وہ تینوں بچ کر نہیں جائیں گے۔ یہ بتاؤ وہ جوان کدھر گیا؟"

علی تیمور ماں کو لے کر شمال کی سمت گیا تھا۔ میں نے مغرب کی سمت بتائی۔ افسر نے کہا "تم ہمارے ساتھ چلو۔"

میں نے کہا "ہرگز نہیں۔ میں کاٹیج سے تمہارے سینئر افسر کے ساتھ مسلح جوانوں کی بھیڑ میں ادھر آیا تھا۔ جانتے ہو میں نے کیا دیکھا؟"

"کیا دیکھا؟"

"میں کہوں گا تو یقین نہیں کرو گے۔"

"ونسٹ اپ! وقت ضائع نہ کرو، تم نے کیا دیکھا؟"

"تمہارے فوجی جوان ایک دوسرے پر گولیاں برسانے لگے تھے، اپنے ساتھیوں کو مار رہے تھے اور خود بھی مر رہے تھے۔ میں جلدی سے ایک درخت پر چڑھ گیا۔ ہمارے ساتھ آنے والوں میں صرف ایک جوان زندہ رہ گیا ہے۔ جانتے ہو اس نے کیا کیا؟"

"کیا کیا؟"

"میں کہوں گا تو یقین نہیں کرو گے۔"

وہ غصے میں پاؤں پٹخ کر بولا "ہمیں معلوم ہے، ان کے ساتھی آرمر نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے انھیں آپس میں لڑ کر مرنے پر مجبور کیا ہوگا اور اس آخری جوان نے خودکشی کی ہوگی۔"

میں نے حیرانی سے کہا "ارے تم بھی ٹیلی پیتھی جانتے ہو۔ تم نے ٹیلی پیتھی سے معلوم کر لیا کہ اس نے خودکشی کی۔ اچھا بتاؤ اس نے خودکشی سے پہلے کیا کہا تھا؟"

"تمہارا سر کہا تھا۔ میں ٹیلی پیتھی نہیں جانتا مگر طریقۂ کار کو سمجھتا ہوں۔ آرمر نے آخری جوان کو اپنی ہی گولی سے مرنے پر مجبور کیا ہوگا۔ بائی دی وے اس نے مرنے سے پہلے کیا کہا تھا؟"

"اس نے کہا تھا 'اے راہب! تو دین دار ہے، دنیا والوں سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ تو کسی کا دشمن نہیں ہے اس لیے میں ایک کام کی بات بتاتا ہوں۔ یہاں صبح تک گولیاں چلتی رہیں گی۔ تیرے بچاؤ کے دو راستے ہیں، ایک تو یہ کہ تو اپنے کاٹیج کی چار دیواری میں محفوظ رہے گا۔ دوسرا یہ کہ بیکر نامی ایک فوجی افسر کے گلے میں سُرخ نگوں والی ایک صلیب ہے۔ وہ صلیب جس کے گلے میں ہوگی، وہ زندہ رہے گا۔ گولیاں اس کے آس پاس سے گزر جایا کریں گی۔"

افسر نے فوراً اپنے سینے پر ہاتھ رکھا۔ وہ سرخ نگوں والی صلیب اس کی وردی کے اندر چھپی ہوئی تھی۔ صلیب ہو یا تعویذ، لوگ عقیدت کی بنا پر پہنتے ہیں۔ میری باتوں سے اس کے عقیدے میں پختگی آئی کہ وہ اب تک صلیب کے باعث محفوظ ہے۔ اُس نے پوچھا "مسٹر بیکر! کیا واقعی تمہارے پاس وہ صلیب موجود ہے؟"

"ہاں، اس نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے معلوم کیا ہوگا۔ میری تاریخ پیدائش کے مطابق مجھ پر سرخ رنگ کا مثبت اثر ہوتا ہے۔ اسی لیے میں نے صلیب میں سُرخ نگ لگوائے ہیں۔ میرا ایمان ہے کہ میں اسی وجہ سے محفوظ ہوں۔"

میں نے کہا "وہ کہہ رہا تھا کہ تمہاری صلیب میں پہن لوں تو محفوظ رہوں گا لیکن تم اپنی صلیب مجھے دے کر موت کو دعوت نہیں دو گے۔"

"بکواس نہ کرو، یہاں سے چلو۔"

"میں اپنے کاٹیج میں محفوظ رہ سکتا ہوں۔ اگر وہ صلیب نہیں دینا چاہتے تو مجھے کاٹیج تک پہنچا دو۔ اس صلیب کے ساتھ میری دعائیں بھی تمہارے کام آتی رہیں گی۔"

اس نے دو فوجی جوانوں سے کہا "اسے جیپ میں لے جا کر کاٹیج چھوڑ آؤ۔"

افسر اندر سے خود کو ہلکا پھلکا اور ہر طرح سے محفوظ سمجھ رہا تھا۔ بہت خوش تھا۔ میری دعائیں بھی لینا چاہتا تھا اس لیے مجھے حفاظت سے کاٹیج تک پہنچانے کا حکم دے چکا تھا۔

میں نے جیپ پر بیٹھتے ہوئے کہا "مسٹر بیکر! جانتے ہو، اس آخری جوان نے خودکشی کرتے وقت آخری تین الفاظ کیا کہے تھے؟"

"کیا کہے تھے؟"

"میں کہوں گا تو یقین نہیں کرو گے؟"

اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا "میرے باپ یقین کر لوں گا۔"

میں نے کہا "اس بے چارے نے خود کو گولی مارنے سے پہلے ایک آہ سرد بھری۔ پھر تین الفاظ ادا کیے، 'ہائے صوفیہ لورین'۔"

جیپ اسٹارٹ ہو کر ایک جھٹکے سے آگے بڑھی پھر تیز رفتاری سے کاٹیج کی سمت جانے لگی۔ افسر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر مجھے جیپ کے اندر دیکھ رہا تھا جبکہ دھند میں ہم نظروں سے اوجھل ہو گئے تھے۔ اس نے ناگواری سے کہا "یہ کم بخت ڈاب

ہے؟ پتا نہیں کس نے اسے راہب بنا دیا ہے۔ اُلّو کا پٹھا میدانِ جنگ میں صوفیہ لورین کی یاد دلا کر چلا گیا۔ آہ! ہائے!"

میں اس کے دماغ سے نکل کر رسونتی کے پاس آیا۔ وہ بخار کے باعث مجھے محسوس نہیں کر سکتی تھی۔ ویسے اب بخار نہیں تھا، صرف کمزوری تھی۔ میں نے سوچ لیا، جب وہ بیٹے کے ساتھ سرحد پار چلی جائے گی تو میں اس کے اندر رہ کر توانائی پیدا کر دوں گا۔ ابھی موقع نہیں تھا۔ میں انھیں سرحد پار کرانے اور ان کے ساتھ جانے کے لیے کسی محفوظ ترین راستے کی تلاش میں تھا۔

علی نے دشمنوں کی ایک ویگن حاصل کر لی تھی۔ اعلیٰ بی بی اور اپنی ماں کے ساتھ نقشے کے مطابق سرحد کی طرف جا رہا تھا۔ میں نے رسونتی کی زبان سے کہا: "بیٹے! یوں خطرات کی طرف نہ جاؤ۔ سرحدی محاذوں پر طیارہ شکن توپیں، میزائل اور نہ جانے کیا کچھ ہوگا۔ محاذوں پر فوج کا ایک ایک سپاہی تاک میں بیٹھا ہوگا۔"

وہ بولا: "ماما! اور بھی بہت کچھ ہوگا۔ میں سب سمجھتا ہوں۔ اتفاق سے یہ گاڑی ہاتھ آ گئی ہے۔ میں حملہ آوروں سے آپ کو دور لے جا رہا ہوں۔ ہم آگے جا کر رک جائیں گے۔ سرحدی لائن کی سمت پیدل جائیں گے اور دور سے وہاں کا جائزہ لے کر اس پار جانے کی تدبیر کریں گے۔"

اعلیٰ بی بی نے کہا: "اس وقت آرمر کو ہمارے پاس ہونا چاہیے۔ وہ ایک سپاہی کے دماغ میں جگہ بنا کر پورے محاذ کی خبر لے آئے گا۔"

علی نے کہا: "ٹیلی پیتھی جاننے والے پاپا نہ رہے۔ ایسے وقت ماما بیمار ہیں۔ آرمر بے چارہ اپنی بہن جوجو کے سلسلے میں مصروف ہوگا۔ اسی لیے ہم دونوں بھائی شروع سے ٹیلی پیتھی کے خلاف ہیں۔ ہمیں ہر حال میں اپنے بل پر مسائل کا سامنا کرنا چاہیے۔ خدا کا شکر ہے کہ ہم اکثر مشکل ترین مرحلوں میں ماں باپ کا سہارا لیے بغیر کامیاب ہوتے رہے ہیں۔ اللہ کی مرضی سے آج بھی کامیاب رہیں گے۔"

اعلیٰ بی بی نے آرمر کا ذکر کیا تو مجھے راستہ مل گیا۔ میں نے کاٹیج پہنچ کر فوجیوں کا شکریہ ادا کیا۔ پھر اپنے بستر پر آ کر پیتھی مار کر بیٹھ گیا۔ آرمر کی آواز اور لہجے کو یاد کیا تاکہ اس کا رول ادا کر سکوں۔ پھر یاد آیا کہ وہ ان کے پاس پہنچ کر کوڈ ورڈز ادا کرتا ہوگا۔ اس کے بغیر اسے دماغ میں آنے کی اجازت نہیں ملتی ہوگی۔

میں رسونتی کے پاس آیا۔ میرا خیال درست نکلا۔ اس کے چور خیالات نے کوڈ ورڈز بتا دیے۔ میں ان کے سہارے اعلیٰ بی بی کے دماغ میں پہنچا۔ وہ بولی: "بالکل صحیح وقت پر آئے ہو۔ میں ابھی یاد کر رہی تھی۔"

"میں چبایا ہوا لقمہ نگلنے کے لیے پانی پی رہا تھا اچانک ٹھسکا لگا۔ لقمہ دماغ کی طرف چڑھ گیا۔ آنکھوں سے آنسو اور ناک سے پانی بہنے لگا۔ تب خیال آیا کہ کوئی یاد کرتا ہے تو ہچکیاں آتی ہیں یا ٹھسکا لگتا ہے مگر بُری طرح لگتا ہے۔ کم از کم کھاتے وقت کسی کو یاد نہیں کرنا چاہیے۔"

وہ مسکراتے ہوئے بولی: "آرمر! تمھیں کیا ہو گیا ہے؟ اپنے مزاج کے خلاف اتنی زندہ دلی سے بولتے جا رہے ہو۔"

مجھے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ دراصل میرے مزاج میں جو زندہ دلی ہے، وہ کبھی کبھی حد سے بڑھ جاتی ہے۔ مجھ جیسے آدمی کو جنابِ شیخ صاحب دین دار اور فلسفی بنانا چاہتے تھے۔ بڑا نیک خیال تھا۔ ان کی ہدایات پر عمل کرتا رہتا تو فرشتہ بن جاتا، یا کرامات کا حامل ایک بزرگ کہلاتا لیکن میں اوّل میں ہوں، آخر میں ہوں، جب تک زمین پر ہوں، زمینی رہوں گا، آسمانی مخلوق نہیں بن سکوں گا۔

میں نے سنبھل کر کہا: "اعلیٰ بی بی! آج میں بہت خوش ہوں اس لیے کچھ زیادہ بول رہا ہوں۔"

وہ بولی: "میں جانتی ہوں، تمھاری بہن کا آپریشن کامیاب رہا ہے۔ اب وہ بچی نہیں بالغ ہو گئی ہے اور اپنے پارس کے ساتھ ازدواجی زندگی گزارے گی۔ ابھی اس کی دماغی حالت کیسی ہے؟"

"اطمینان بخش ہے اسی لیے تو میں خوش ہوں۔"

یہ بات میں نے اندازے سے کہہ دی۔ مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ جوجو کہاں ہے اور اس کا آپریشن دوستوں نے کرایا ہے یا دشمنوں نے۔ مجھے اتنا موقع نہیں مل رہا تھا کہ میں اپنے ایک ایک عزیز اور رشتے دار کی خیریت معلوم کرتا۔ اعلیٰ بی بی جوجو کے متعلق کوئی بات پوچھ سکتی تھی، اس سے پہلے میں نے پوچھا: "تم مجھے کیوں یاد کر رہی تھیں؟ کیا تم لوگ سرحدی لائن تک پہنچ گئے ہو؟"

اسی وقت علی نے گاڑی روک دی، پھر اعلیٰ بی بی سے کہا: "تم ماما کا خیال رکھو۔ میں کچھ دور پیدل جا کر قریبی مورچے کا جائزہ لوں گا۔"

اعلیٰ بی بی نے کہا: "آرمر میرے پاس ہے۔ میرا خیال ہے تم اپنی ماں کے پاس رہو۔"

"آنٹی! آپ بھی میری ماں ہیں۔ میں اپنی ایک ماں کو دشمنوں کی طرف نہ بھیج کر دوسری ماں کے پاس رہوں گا تو یہ بے غیرتی اور بے حسی مجھے مار ڈالے گی۔"

"تو پھر آرمر کو اپنے دماغ میں آنے دو۔"

"یہ مجھے منظور ہے۔"

میں نے بیٹے کے دماغ میں پہنچ کر کوڈ ورڈز ادا کیے، اس نے کہا: "انکل! میں ٹرانسمیٹر پر باتیں کرنے جا رہا ہوں، آپ دوسری طرف کی آواز اور لہجے کو نوٹ کریں۔"

اس نے اپنی کِٹ میں سے ایک ٹرانسمیٹر نکالا۔ اسے آپریٹ کیا پھر جاپانی زبان میں کسی کو مخاطب کرنے لگا۔ چند لمحوں کے بعد دوسری طرف سے بھی جاپانی زبان میں جواب ملا۔ علی نے کہا: "ہم نقشے کے مطابق اس سرحدی لائن کے قریب ہیں جو ہمارے تمھارے حساب سے نارتھ کی لائن کو لپیٹ جانے والی لائن کو کراس کرتی ہے۔ تم بتاؤ کہاں ہو؟"

دوسری طرف سے ایک فرانسیسی سیکرٹ ایجنٹ نے کہا: "میں اس کراس لائن سے بیس میل دور ہوں۔ ہمارے پاس تین ہیلی کاپٹرز، ایک طیارے کے علاوہ دو جیپیں اور ایک بُلٹ پروف ویگن کار ہے۔ تم جب کہو گے ہم چل پڑیں گے۔"

علی نے کہا: "ابھی میں قریبی مورچے کا جائزہ لینے جا رہا ہوں۔ ہو سکتا ہے ٹرانسمیٹر کسی وجہ سے استعمال میں نہ آ سکے یا اسے استعمال کرنے کا وقت نہ ملے۔ اس لیے مسٹر آرمر تمھارے دماغوں میں آتے جاتے رہیں گے لیکن یہ حضرت جاپانی زبان نہیں جانتے۔ تم انگریزی کا ایک عام سا فقرہ ادا کرو۔ آرمر کو تمھارے پاس پہنچنے کے لیے وہ ایک بات کافی ہو گی۔"

میں جاپانی زبان جانتا تھا لیکن آرمر کی حیثیت میں بول نہیں سکتا تھا۔ علی نے مجھے ایک فقرہ سنوا کر ٹرانسمیٹر کو آف کر دیا۔ میں سیکرٹ ایجنٹ کے پاس پہنچ گیا۔ اس کے ساتھ دو چار باتیں کیں پھر علی کے پاس آ گیا۔ وہاں کسی بھی ٹرانسمیٹر سے ہونے والی گفتگو دوسرے محاذوں میں سنی جا سکتی تھی اسی لیے انھوں نے جاپانی زبان میں گفتگو کی تھی۔ اب میری موجودگی میں ٹرانسمیٹر کی ضرورت نہیں رہی تھی۔

علی دبے قدموں ایک طرف بڑھتا جا رہا تھا۔ دن کے وقت سرحدی لائن کے قریب اس طرح جانا ممکن نہ ہوتا۔ روشنی میں دور سے دیکھ لیا جاتا۔ اگرچہ پورا چاند نکل آیا تھا مگر کُہر کی زیادتی نے آنکھوں کو اندھا کر دیا تھا۔ دس گز کے فاصلے سے بھی کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ اچانک کسی نے للکار کر کہا "ہالٹ! کون ہے؟"

میں نے کہا: "علی! آگے نہ بڑھنا۔ میں ابھی آتا ہوں۔"

میں للکارنے والے کی کھوپڑی میں پہنچ گیا۔ وہ ریت کے بوروں کے پیچھے کھڑا ہوا اپنے افسر سے کہہ رہا تھا: "میں نے آواز سنی تھی۔"

افسر نے سرگوشی میں کہا: "خاموش رہو۔"

میں افسر کے پاس پہنچ گیا۔ وہ بڑی توجہ سے کان لگا کر سننے کی کوشش کر رہا تھا۔ میں نے اس کی سوچ میں کہا: "کسی جانور کی آہٹ ہو سکتی ہے۔ ویسے سپاہی کو ایک ہی آہٹ پر ہالٹ نہیں کہنا چاہیے، جانور انگریزی نہیں سمجھتے۔"

اتنا کہہ کر میں اس کے چور خیالات پڑھنے لگا۔ اس محاذ کے متعلق معلومات حاصل کرنے لگا۔ پھر علی کے پاس آ کر کہا۔ "تم گاڑی میں واپس جاؤ۔ میں راستہ صاف کر کے ابھی آتا ہوں۔"

"انکل! آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟"

"تم آہٹ پیدا کیے بغیر واپس جاؤ۔ میں آ کر بتاتا ہوں۔"

وہ رینگتے ہوئے واپس جانے لگا۔ میں افسر کے ذریعے اس مورچے کے ان سپاہیوں کے پاس پہنچا جو توپوں اور مشین گنوں کے پاس الرٹ کھڑے ہوئے تھے۔ وہ ایک دوسرے سے کبھی کبھی باتیں کرتے تھے یا میں ان میں گفتگو کی تحریک پیدا کرتا تھا اور ایک سے دوسرے اور تیسرے تک پہنچ کر معلوم کرتا تھا کہ کون سے ہتھیار کہاں رکھے ہوئے ہیں؟ اس مورچے میں کتنے سپاہی ہیں اور گولہ بارود کا کتنا ذخیرہ ہے؟

پھر میں شروع ہو گیا۔ ایک مشین گن سے دور کھڑے ہوئے سپاہی نے ہینڈ گرینیڈ نکال کر اس کی چابی دانتوں سے باہر کی پھر اسے مشین گن کے پاس پھینک دیا۔ اندھیرے میں کوئی سمجھ نہ سکا کس نے کیا چیز پھینکی ہے۔ ایک سپاہی نے پوچھا: "ادھر کیا پھینکا گیا ہے؟ کس نے پھینکا....؟"

اس کا سوال پورا ہونے سے پہلے زبردست دھماکا ہوا۔ مشین گن کے ساتھ کتنے سپاہیوں کے جسم فضا میں اڑے یہ کسی نے گنتی نہیں کی۔ میں دستی بم پھینکنے والے کے دماغ میں
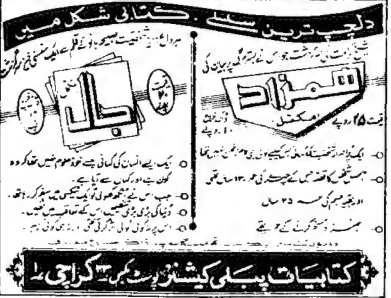
تھا۔ دھماکے سے پہلے ہی میں نے اس کے دانتوں سے دوسرے بم کی چابی نکلوالی تھی اور اسے دوسری مشین گن کی طرف پھینک دیا تھا۔ ایک کے بعد دوسرے دھماکے نے سپاہیوں کے ہوش اڑا دیے۔ انھوں نے کتنے ہی ساتھیوں کے چیتھڑے اڑتے دیکھے تھے۔

افسر چیخ رہا تھا۔ "چاروں طرف گولیاں برساؤ۔ دستی بم پھینکنے والے کہیں قریب ہیں انھیں دور جانے کا موقع نہ دو۔"

تیسری مشین گن سے گولیاں چلنے لگیں۔ میں نے ایک معمول کے ذریعے اسے بھی بم سے اڑا دیا۔ چوتھی اور آخری مشین گن پر کھڑا ہوا سپاہی میری مٹھی میں تھا۔ وہ گن کا رُخ اپنے ہی ساتھیوں کی طرف کرتا ہوا گولیاں چلانے لگا۔ اِدھر اُدھر بھاگنے والے چیخیں مار کر گرنے لگے۔ افسر نے مشین گن والے کو گولی مار دی۔ پھر چیخ کر بولا۔ "میں سمجھ گیا۔ ٹیلی پیتھی کے ذریعے حملہ کیا گیا ہے مگر وہ تینوں یہاں سے نہیں جا سکیں گے۔ دس منٹ کے اندر دوسرے مورچے کے سپاہی یہاں پہنچ جائیں گے۔"

میں نے علی سے کہا۔ "فوراً گاڑی اسٹارٹ کرو۔ تیز رفتاری سے سرحدی لائن کراس کرو۔ جتنی دور جا سکتے ہو جاؤ۔ میں سیکرٹ ایجنٹ کو اطلاع دے رہا ہوں۔"

وہ گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے بولا۔ "انکل! یقین نہیں آرہا ہے کہ آپ نے یہ دھماکے کرائے ہیں۔ آپ تو ایک چیونٹی کو بھی نہیں مارتے۔"

گاڑی تیز رفتاری سے آگے بڑھی۔ میں کوئی جواب دیے بغیر پھر مورچے میں آیا۔ افسر مشین گن کو چاروں طرف چلا کر چلا رہا تھا۔ جو سپاہی زندہ تھے وہ زمین پر لیٹ گئے تھے۔ میں نے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ وہ رائفل سنبھال کر نیچے لیٹے ہوئے سپاہیوں پر گولیاں برسانے لگا۔ کچھ مرے کچھ اٹھ کر بھاگنے لگے۔ ایک سپاہی نے جوابی فائر کیا۔ افسر کے ہاتھ سے رائفل گر پڑی۔ سپاہی نے کہا۔ "تم افسر ہو کر اپنے سپاہیوں پر گولیاں برسا رہے ہو؟"

میں نے سپاہی کے دماغ میں آکر افسر کو گولی مار دی۔ اسی وقت ایک گاڑی کی آواز سنائی دی۔ وہ تیز رفتاری سے جا رہی تھی، دھند میں نظر نہیں آرہی تھی۔ جو سپاہی بچ گئے تھے' وہ آواز کی سمت دوڑتے ہوئے فائرنگ کرنے لگے۔ میں نے رسونتی کے پاس پہنچ کر دیکھا۔ علی تیزی سے ڈرائیو کر رہا تھا۔ اعلیٰ بی بی ویگن کا پچھلا شیشہ توڑ کر جوابی فائر کرتی جا رہی تھی۔

میں نے سیکرٹ ایجنٹ سے کہا۔ "وہ سرحد پار کر چکے ہیں لیکن دشمن تعاقب میں ہیں۔ دشمنوں کی توپیں اور مشین گنیں تباہ ہو چکی ہیں۔"

میں اعلیٰ بی بی کے پاس آیا۔ فوجی جوان موٹر سائیکلوں پر تعاقب کرتے ہوئے فائرنگ کر رہے تھے۔ میں اعلیٰ بی بی کے دماغ میں بیٹھ کر ان کا نشانہ لگانے لگا۔ وہ گنتی میں تھوڑے تھے جتنی آوازیں سنی تھیں اور جتنے دماغوں پر قبضہ جمایا تھا وہ سب مر چکے تھے۔ تعاقب کرنے والوں میں سے کوئی میرے قابو میں نہیں تھا پھر بھی میں نے اور اعلیٰ بی بی نے تین موٹر سائیکل سواروں کو مار گرایا۔ اسی لمحے میں ایک گولی آکر اعلیٰ بی بی کو لگی۔ اس کے منہ سے چیخ نکلی۔ میں نے اس کے اندر توانائی پیدا کرتے ہوئے سنبھالا۔ ایک موٹر سائیکل بالکل قریب آرہی تھی۔ اس بار رسونتی نشانہ بن سکتی تھی۔ میں نے اعلیٰ بی بی کے کمزور ہاتھوں سے فائر کرایا۔ پہلا فائر خالی گیا۔ دوسری گولی اسے لگی۔ اُدھر وہ گرا، اِدھر اعلیٰ بی بی پچھلی سیٹ پر گر پڑی۔ اس کی قوتِ مدافعت جواب دے چکی تھی۔

علی نے ڈرائیو کرتے ہوئے پوچھا۔ "آنٹی! کیا ہوا؟ گاڑی روکوں؟"

میں نے رسونتی کی زبان سے کہا۔ "نہیں، گاڑی نہ روکنا۔ میں اعلیٰ بی بی کے پاس جا رہی ہوں۔"

وہ پچھلی سیٹ کے پاس آئی، میں پھر اعلیٰ بی بی کے ڈوبتے ہوئے دماغ میں پہنچا۔ وہ واقعی موت کے اندھیرے میں ڈوبتی جا رہی تھی۔ میں نے علی سے کہا۔ "اعلیٰ بی بی کو فوری طبی امداد کی ضرورت ہے۔ رفتار بڑھاتے جاؤ۔"

وہ آندھی کی رفتار سے گاڑی چلا رہا تھا۔ میں اعلیٰ بی بی کے پاس آیا۔ رسونتی اس کا سر اپنے سینے سے لگائے کہہ رہی تھی۔ "ہائے میں مر جاؤں۔ تم میرے لیے جان پر کھیل گئیں اور میں ابھی تک پہچان نہیں پا رہی ہوں کہ تم میری کون سی سگی ہو۔ ہائے کوئی سگی ہوتی تو وہ بھی ایسی قربانی نہ دیتی۔"

اعلیٰ بی بی نے رُک رُک کر سانس کھینچتے ہوئے کہا۔ "جب تمھیں یاد آئے گا تو میری قسمت پر رشک کرو گی۔ میں تم سے اور سونیا سے بازی لے گئی۔ میں... میں... تم دونوں سے پہلے... فرہاد سے جا کر ملوں گی۔ فر... فرہاد... سے... جا کر... جا کر ملوں گی...."

یہ کہتے ہی اس کی گردن ڈھلک گئی۔ آنکھیں بند ہو گئیں۔ فرہاد کے لیے دھڑکنے والا دل ہمیشہ کے لیے چُپ ہو گیا۔ آہ! میں کیا ہوں؟ میں زندہ ہوں یا مردہ؟ اگر زندہ ہوں تو اعلیٰ بی بی نے مجھے کیوں نہیں پہچانا۔ اگر مُردہ ہوں تو چالیس چوروں کی اعلیٰ بی بی کس مُردہ خانے میں مجھ سے ملنے گئی ہے؟

میری

زندہ دلی دیکھتے ہی دیکھتے مُردہ ہو گئی۔ میں نے دماغی طور پر حاضر ہو کر آنکھیں کھول دیں۔ میں اپنے کاٹیج کے بستر پر پلتھی مارے بیٹھا تھا۔ وہاں تنہا تھا لیکن اعلیٰ بی بی کی ابدی جُدائی کا صدمہ میرے ساتھ تھا۔ میں آخری لمحات میں اس کے اندر تھا۔ اسے میں نے دم توڑتے اور دُنیا چھوڑتے دیکھا تھا پھر بھی یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ باکمال عورت مجھے ہمیشہ کے لیے چھوڑ گئی ہے۔

باباصاحب کے ادارے میں جب یہ جاں گداز خبر پہنچے گی تو کسی کو یقین نہیں آئے گا۔ وہ بے مثال تھی، ہر دلعزیز تھی، اپنی صلاحیتوں سے اور حاضر دماغی سے ناممکن کو ممکن بنا دیتی تھی۔ لوگ مجھے بھی کچھ ایسا ہی سمجھتے تھے۔ میرے دوستوں اور دُشمنوں کو پہلے میری بھی موت کا یقین نہیں آیا ہوگا۔ اور اب ایسا یقین پختہ ہو گیا ہے کہ بیوی مجھے نہیں پہچانتی' بیٹا دماغ میں آنے نہیں دیتا۔ میں جس رشتے کے سامنے جاؤں گا' وہ میری حیاتِ نَو کا مذاق اُڑائے گا۔

یہ دُنیا عجیب ہے۔ رفتہ رفتہ اعلیٰ بی بی کی موت کا یقین کر لے گی لیکن میری زندگی کا یقین نہیں کرے گی۔ آج میں اجنبی ہوں' فرہاد نہیں ہوں۔ فرہاد علی تیمور کو اس کے ماں باپ نے پیدا کیا تھا۔ اس نے ماں باپ کی دی ہوئی زندگی گنوا دی۔ اس زندگی کی شناخت کھو دی۔ اس لیے میں اجنبی ہوں۔ مجھے موت نے جنم دیا ہے' میں قبر سے اٹھ کر اِس دُنیا میں آیا ہوں۔

آدمی چاہتا ہے' اس کی زندگی کبھی ختم نہ ہو اور میں کہتا ہوں' زندگی ختم ہو تو پھر ایسی نہ ملے جیسی مجھے مل رہی تھی میری بیوی اور بیٹا مجھے دشمنوں کے درمیان چھوڑ گئے تھے۔ خود سرحد پار کر گئے تھے۔ یہ سوچنے یا یاد کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی کہ مجھے گولیوں کی بوچھاڑ میں درخت کی ایک شاخ پر بٹھا کر چلے گئے ہیں۔ ارے واہ ری زندگی!

اب میرے سامنے بہت بڑا چیلنج تھا۔ مجھے اتنی بڑی دُنیا میں نئے سرے سے اپنا وہی مقام بنانا تھا جو بنا کر کھو چکا تھا۔ ٹیلی پیتھی کے ذریعے دوبارہ فرہاد بننا کچھ مشکل نہیں تھا۔ ہاں پھر سے رسونتی کا شوہر' دونوں بیٹوں کا باپ اور سونیا کا محبوب بننا ناممکن کی حد تک مشکل تھا۔ کوئی مجھے گھاس ڈالنے والا نہیں رہا تھا۔

آہ! سونیا کی یاد آئی تو میں بے چین ہو گیا۔ وہ کہاں ہو گی؟ کیا کر رہی ہو گی؟ جس کی آنکھ سے کبھی آنسو نہیں ٹپکا' وہ کیا چھپ کر میرے لیے روتی ہو گی؟ میں اس کے پاس پہنچنے کے لیے بے تاب ہو گیا۔ میں نے آنکھیں بند کیں۔ تصوّر میں اس کا چہرہ اس کی آنکھیں دیکھیں' اس کے لب و لہجے کو یاد کیا۔ میں جانتا تھا' وہ سانس روک لے گی' اس لیے دماغ میں پہنچتے ہی بہت پُرانے کوڈ ورڈز ادا کیے۔ "فرہاد ٹوکس یور مائنڈ۔ اِف یُو ڈونٹ مائنڈ۔" (اگر تم خیال نہ کرو تو فرہاد تمھارے خیال کو چُومنے آیا ہے)

وہ ایک گہری سانس لے کر بولی۔ "پرنس ڈیگر! میں مانتی ہوں' تم میرے عاشق ہو۔ تم ہو یا کوئی اور ہو' میں کسی کو عاشق بننے سے روک نہیں سکتی۔ لیکن یہ فرہاد بن کر کیوں آئے ہو؟"

میں نے مُسکرا کر کہا۔ "میں کوئی ڈمی نہیں' فرہاد ہوں' تمھارا اپنا فرہاد۔"

"دیکھو' تم خیال خوانی کر لیتے ہو۔ آج فرہاد کے لب و لہجے میں بول رہے ہو۔ تمھیں اس کے کوڈ ورڈز کا بھی علم ہو گیا۔ ہو سکتا ہے' تم پلاسٹک سرجری کے ذریعے اس کا چہرہ بھی اپنا لو اور سر سے پاؤں تک فرہاد بن جاؤ لیکن فرہاد کی روٹھی ہوئی زندگی کیسے واپس لاؤ گے؟"

"اوہ سونیا! میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں' میں تمھارا فرہاد ہوں۔"

"پرنس! میں نے تمھارے ساتھ محبت کا ناٹک کیا' میں مجبور تھی۔ ایسا نہ کرتی تو سپر ماسٹر مجھے ماسکو میں بے نقاب کر دیتا۔ میرا وہاں سے بچ نکلنا مشکل ہو جاتا۔ اس لیے میں فوراً تم پر عاشق ہو گئی اور تم میرے عشق میں گرفتار ہو کر اپنے سپر ماسٹر کو چکمّہ دیتے رہے۔ میں تمھاری شکرگزار ہوں۔ تم بہت اچھے ہو' میں تمھیں پسند کرتی ہوں۔ میں نے تمھیں سچے دل سے سمجھایا تھا کہ سپر ماسٹر یا کسی بھی سپر طاقت کی غلامی نہ کرو۔ فرہاد کی طرح آزاد رہ کر اپنا مقام بناؤ۔ مگر تم تو خود کو فرہاد کہنے لگے ہو۔ تم نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ پرنس سے فرہاد بنو گے تو میں محبت کرنے لگوں گی؟"

میں پوچھنا چاہتا تھا کہ یہ پرنس ڈیگر کون ہے کہ اسی وقت کسی نے خیال خوانی کے ذریعے اُسے مخاطب کیا۔ "سونیا! میں پرنس بول رہا ہوں۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی۔ "اب اپنی آواز میں بول رہے ہو اور خود کو پرنس تسلیم کر رہے ہو۔ کیا ابھی تمھارا دماغ چل گیا تھا' خود کو فرہاد کیوں کہہ رہے تھے؟"

پرنس نے ایک سرد آہ بھر کر کہا۔ "تم نے بے ہوشی کا بہانہ کر کے مجھے اپنے چور خیالات پڑھنے کا موقع نہیں دیا۔ مجھے دھوکا دے کر ماسکو سے چلی آئیں۔ مجھے اس کا دُکھ نہیں ہے۔ شاید میرے پیار میں کوئی کمی رہ گئی ہے۔ ابھی میں نے خود کو فرہاد نہیں کہا تھا لیکن تمھیں اچھا لگتا ہے تو اپنا پیدائشی نام چھوڑ دُوں گا' اپنی پیدائشی صورت بدل دُوں گا۔ پلاسٹک سرجری کے ذریعے فرہاد کا ہم شکل بن جاؤں گا۔"

"میں ابھی کہہ چکی ہوں، تم فرہاد کی ڈمی بن سکتے ہو مگر فرہاد نہیں بن سکو گے۔ وہ جو تھا، وہی تھا، اس کی جگہ کوئی نہیں لے سکے گا۔"

وہ بولتے بولتے رُک گئی۔ کسی تیسرے نے اُسے مخاطب کیا تھا۔ یعنی ہم دو سونیا کے دماغ میں تھے۔ تیسرا اس کے سامنے بہ نفسِ نفیس موجود تھا اور پوچھ رہا تھا "کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں؟"

وہ چونک کر بولی "مسٹر! میں ایک ضروری مسئلے پر غور کر رہی تھی۔ تم نے مجھے ڈسٹرب کیا ہے۔ پلیز، مجھے اس میز پر تنہا رہنے دو۔"

وہ سوری کہہ کر چلا گیا۔ سونیا کے دماغ میں وہی روحانی پختگی تھی جسے میں کئی بار آزما چکا تھا۔ اس کے چور خیالات پڑھنا ممکن نہیں تھا۔ میں بھی نہیں پڑھ سکتا تھا لیکن اس کی حرکتوں سے خیالات کا کچھ اندازہ ہو جاتا تھا۔ اس نے اپنے سامنے آکر بیٹھنے والے کو اس لیے بھگا دیا کہ ہم اس کی ایک آواز سُننے کے بعد دوسری نہ سُنیں۔ پتا نہیں، پرنس ڈیگر نے اس اجنبی کے لب و لہجے کو توجہ سے سُنا تھا یا نہیں۔ میں تو سُنتے ہی سونیا کو چھوڑ کر اس کے پاس پہنچ گیا۔ اس کے ذریعے معلوم ہو سکتا تھا کہ وہ کیا کر رہی ہے؟ کس مُلک اور کس شہر میں ہے اور کس معاملے میں اُلجھی ہوئی ہے؟

میں اس اجنبی کے دماغ میں جگہ بنانے کے بعد پھر سونیا کے پاس آگیا۔ پرنس ڈیگر کہہ رہا تھا "سونیا! تم نے میری نیند اُڑا دی ہے۔ میں دن رات صرف تمھیں خیالوں میں دیکھتا ہوں۔ تمھارے پاس فوراً پہنچ جانا چاہتا ہوں لیکن اپنی رہائش گاہ اور اپنا ملک چھوڑنے کے لیے عارضی یا مستقل طور پر چہرہ بدلنا ہوگا ورنہ سپر ماسٹر کی بلیک اسپائی کا کوئی بھی جاسوس مجھے غدار بنتے دیکھ کر گولی مار دے گا۔ میں بہت رازداری سے اپنے چہرے کی سرجری کرانے والا ہوں اور میرا وہ نیا چہرہ فرہاد کا چہرہ ہوگا۔"

"ایسی غلطی ہرگز نہ کرنا۔ کوئی یقین نہیں کرے گا کہ فرہاد قبر سے اُٹھ کر آیا ہے اور جب یقین نہیں ہوگا تو لوگ تمھیں فرہاد کی نقل کہیں گے۔ کیا تم اپنی شخصیت کے مقابلے میں نقل کہلانا پسند کرو گے؟"

"میں ہوبہو فرہاد کا ہم شکل نہیں بنوں گا، صرف اس سے مشابہت ہوگی۔ پلاسٹک سرجری کرنے والا مجھے فرہاد سے بھی زیادہ خوبرو بنا دے گا۔"

"خواہ کتنے ہی خوبرو بن کر آجاؤ، فرہاد کی خطرناک ذہانت کہاں سے لاؤ گے؟ اس کے لیے قدرتی طور پر دل دھڑکتا تھا۔ وہ قدرتی جذبہ مجھ میں کیسے پیدا کرو گے؟"

"پھول مُرجھا کر نہیں کھلتا۔ مُرجھائے ہوئے جذبوں میں کبھی غیر متوقع تازگی آجاتی ہے۔ قدرت کے کھیل عجیب ہوتے ہیں۔ تم مجھے پسند کرتی ہو، یہ بہت ہے۔ مجھے اپنے قریب رہنے اور کسی مہم میں شریک ہونے کا موقع دو۔ ہو سکتا ہے، رفتہ رفتہ تمھاری پسند محبت میں بدل جائے۔"

"تمھارا یہ جذبہ قابلِ قدر ہے کہ تم سپر ماسٹر کو چھوڑ کر میرے ساتھ جدوجہد میں شریک رہنا چاہتے ہو۔ میں جب تک زندہ رہوں گی، ہر نئے چیلنج کا سامنا کرتے وقت تمھیں اپنے ساتھ رکھوں گی لیکن میری پسند اگر محبت میں نہ بدلی تو تم مایوس ہو جاؤ گے۔"

"میرے لیے پہلا اعزاز یہ ہے کہ تم مجھے پسند کرتی ہو۔ دوسرا یہ کہ مجھے ہمیشہ اپنے ساتھ رکھو گی۔ اسی طرح تمھارے دل میں میرے لیے جگہ پیدا ہوتی جائے گی۔ ہاں، اگر ناکامی ہوئی تو میں اسے اپنا مقدر سمجھ لوں گا۔ ویسے میں مایوس نہیں ہوں۔"

"تمھاری یہی بات مجھے پسند ہے کہ تم مایوس نہیں ہوتے۔ جاؤ، پلاسٹک سرجری کے ذریعے چہرہ تبدیل کراؤ۔ پھر ہم کسی ایک شہر میں ملاقات کریں گے۔"

"ویری نائس آف یُو۔ تم نے خوش کر دیا ہے۔ میں جا رہا ہوں۔ پھر آؤں گا۔"

وہ چلا گیا۔ سونیا چند لمحوں تک خاموش رہی پھر بولی "تم ابھی تک نہیں گئے؟"

میں نے کہا "شاید پرنس ڈیگر چلا گیا ہے۔ یہ میں ہوں۔ میں پرنس سے پہلے تمھارے دماغ میں آیا تھا۔ اس کے آنے کے بعد خاموشی سے تمھاری گفتگو سُنتا رہا ہوں۔"

"اچھا تو یہ بات ہے۔ میں سمجھ رہی تھی پرنس پہلے فرہاد بن کر آیا۔ اس کے دماغ میں یہ بات نقش ہو گئی ہے کہ وہ سر سے پاؤں تک فرہاد بن جائے گا تو میں اس کی دیوانی ہو جاؤں گی۔ بہرحال تم کون ہو؟ ہماری یہ گفتگو سُننے کے بعد سپر ماسٹر سے ضرور یہ کہو گے کہ پرنس ڈیگر باغی ہو گیا ہے اور اسے چھوڑ کر میرے پاس آرہا ہے۔"

"مجھے خوشی ہو رہی ہے کہ تم ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کو اپنی طرف لے آئی ہو، میری جان! میں دشمن نہیں ہوں۔ تمھارا فرہاد ہوں۔"

"کیا پاگل خانے سے آئے ہو؟ نارمل رہ کر اپنی اصلیت نہیں بتاؤ گے؟"

"میں قسم کھا کر کہتا ہوں، جناب شیخ صاحب نے بڑی رازداری سے مجھے چھپا دیا تھا۔ مجھے دُنیا داری سے ہٹا کر دینداری کی طرف لے گئے تھے۔ لیکن میں اپنی فطرت سے مجبور ہوں، پھر دُنیا کی طرف لوٹ آیا ہوں۔"

"بڑی خوشی ہوئی، تم دُنیا کی طرف لوٹ آئے۔ وہ قبر تو خالی پڑی ہوگی جہاں تمھیں ڈالا گیا تھا؟"

"تم میرا مذاق نہ اُڑاؤ، سنجیدگی سے میری باتوں کو سمجھو۔"

"تم کہتے ہو تو سنجیدہ ہو کر جناب شیخ صاحب سے رابطہ کروں گی۔ وہ تمھیں جانتے ہوں گے تو مجھے بھی بتائیں گے کہ تم کیا چیز ہو؟"

"نہیں، تم جناب شیخ صاحب سے میرے متعلق کچھ نہ پوچھنا۔ انھوں نے مجھ سے کہا ہے کہ میں دُنیا والوں کے لیے مر چکا ہوں۔ تم بھی دُنیا والی ہو لہٰذا میں تمھارے لیے بھی مُردہ ہوں۔ اب اس زمین پر میرا کسی سے کوئی رشتہ نہیں ہوگا۔ اگر میں عزیزوں، دوستوں اور خون کے رشتوں سے اپنی پہچان کرانا چاہوں گا تو ناکام رہوں گا۔ میرے اپنے سگے مجھے پہچاننے سے انکار کریں گے۔ تم سے زیادہ میرے دل کے قریب کوئی نہیں ہے۔ دیکھ لو، تم بھی میری حیاتِ نو کو تسلیم نہیں کر رہی ہو۔"

"یہ حیاتِ نو کی کہانی بڑی دلچسپ ہے۔ اس کی دوسری قسط پھر کبھی سُنوں گی۔ اب صاف لفظوں میں اصل مقصد بیان کرو۔ اگر اب فرہاد بننے کی اداکاری کرو گے تو میں سانس روک لوں گی۔"

"سونیا! پہلے تو یہ خیال دل سے نکال دو کہ میں دشمن ہوں یا کسی چھوٹی بڑی تنظیم کا آلۂ کار ہوں۔ چونکہ تم سانس روک لو گی، مجھے دماغ سے بھگا دو گی اس لیے خود کو فرہاد کبھی نہیں کہوں گا۔ خدا کے لیے تم ہی یہ مسئلہ حل کرو کہ میں کون ہوں۔"

وہ افسوس کرنے کے انداز میں بولی "میں اکثر فرہاد کو سمجھایا کرتی تھی کہ عیاشی ختم کرو۔ یہ گناہ ہے۔ مرنے کے بعد تم جیسے گنہگاروں کی روحیں بھٹکتی رہتی ہیں۔ ایسے ہی تمھاری روح بھٹک رہی ہے۔ فرہاد! تم اپنوں سے مل رہے ہو، اپنی پہچان کرا رہے ہو۔ مگر روح کو نہ کوئی دیکھ سکتا ہے، نہ پہچان سکتا ہے۔ آہ میرے فرہاد کی رُوح! میں نے تمھیں پہچان لیا ہے۔ جاؤ، اب عالمِ ارواح میں واپس جاؤ۔ مجھے اپنا کام کرنے دو۔"

یہ کہہ کر اس نے سانس روک لی۔ میں دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ وہ سونیا جس سے دل اور دماغ کا گہرا تعلق تھا، جو اب تک قدم قدم پر میرے ساتھ دشمنوں سے لڑتی رہی تھی اور میرے ساتھ مصائب سے گزرتی رہی تھی، آج مجھے زندہ تسلیم کرنے سے انکار کر رہی تھی۔ میری آواز اور لہجے کو کسی نقّال کا کمال سمجھ رہی تھی۔

اگر جناب شیخ صاحب کو میری حیاتِ نو کا مژدہ سُنانا ہوتا تو وہ بہت پہلے ہی میرے اپنوں کا اعتماد بحال کر دیتے۔ سب کو یقین آجاتا کہ میں زندہ ہوں لیکن انھیں یہ منظور نہیں تھا اسی لیے انھوں نے میرے سلسلے میں مکمل خاموشی اختیار کی ہوئی تھی۔

میں دوبارہ اس کے دماغ میں جاتا تو وہ پھر سانس روک لیتی، مجھے کوئی دشمن خیال خوانی کرنے والا سمجھتی رہتی۔ میں اس شخص کے دماغ میں پہنچ گیا جس نے سونیا کے پاس آکر بیٹھنے کی اجازت چاہی تھی۔ وہ کسی ہوٹل کی میز پر تھی۔ اجازت طلب کرنے والے کو مایوسی ہوئی تو وہ کچھ فاصلے پر دوسری میز کے پاس آیا۔ وہاں دو افراد بیٹھے ہوئے تھے، ایک نے پوچھا "کیا ہوا پنٹو! اس لڑکی سے لفٹ نہیں ملی؟"

پنٹو ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا "اسے محض ایک لڑکی نہ سمجھو۔ میں پھر کہتا ہوں، یہ سونیا ہے۔"

"تیرا دماغ چل گیا ہے۔ سونیا کی عمر پینتالیس برس سے کم نہیں ہوگی۔ اور یہ لڑکی نوخیز ہے۔ ایسا لگتا ہے، اس نے ابھی ابھی جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا ہے۔"

پنٹو نے کہا "سونیا کو چہرہ بدلنے اور عمر کو گھٹانے بڑھانے میں کمال حاصل ہے۔ ہو سکتا ہے، پلاسٹک سرجری کے ذریعے اپنے چہرے کی جھرّیوں کو ختم کر دیا ہو۔ نازک اندام دکھائی دینے کے لیے دوائیں استعمال کرتی ہو۔"

دوسرے نے کہا "یہ ماننے والی بات ہے۔ تم جاؤ اور باس کو اطلاع دو۔ تمھاری واپسی تک ہم اس حسینہ پر نظر رکھیں گے۔"

جب میں پنٹو کے دماغ میں پہنچا تو وہ باس کے پاس جا رہا تھا۔ اس کے ذریعے پتا چلا، وہ شہر مقدونیہ کی ایک بستی ہے اور بڑی ہی خطرناک بستی ہے۔ وہاں قانون برائے نام ہے۔ درندے اور اکھڑ قسم کے مجرم کچھ بھی کر گزرتے ہیں کسی کی جیب سے ایک ڈالر نکالنے کے لیے اسے قتل بھی کر دیتے ہیں، وہاں تنہا عورت کبھی گھر سے نہیں نکلتی۔ کسی ضرورت سے مجبور ہو کر نکل پڑے تو صحیح سلامت واپس نہیں جاتی۔

پتا نہیں سونیا وہاں کیوں گئی تھی اور تنہا کیا کرتی پھر رہی تھی۔ اس کا مقصد اس کے دماغ میں چھپا ہوگا اور اس کے دماغ کو پڑھنا ممکن نہیں تھا۔ میں اس کی کھوپڑی سے باہر رہ کر ایک

آلۂ کار کے ذریعے اس کے ارادوں کو سمجھ سکتا تھا۔

پنٹو اپنے باس کے پاس پہنچ گیا۔ اُسے سونیا کے متعلق رپورٹ دینے لگا۔ اُس نے سننے کے بعد پوچھا۔ "اس بستی میں ایک عورت تنہا ہے جبکہ ایک مُرغی بھی تنہا نہیں گھومتی۔ ہم اُسے چیر پھاڑ کر کھا جاتے ہیں۔ میرا نام کیکڑا ہے۔ مَیں کسی کو پکڑ لیتا ہوں تو اُسے موت کے بعد ہی رہائی ملتی ہے۔ تم لوگ صرف اس اندیشے میں رہ گئے کہ وہ سونیا ہے۔ اگر ہے تو کیا ہوا۔ آخر ہے تو عورت۔"

پنٹو نے کہا۔ "کیکڑا صاحب! اُسے تو آپ ہی پکڑ سکتے ہیں، وہ ہمارے بس کی نہیں ہے۔"

"اس کا مطلب ہے تمھیں اس کے سونیا ہونے کا پختہ یقین ہے۔"

"جی ہاں، یقین ہے۔ صرف عمر کا فرق ہے۔"

"کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"ہم نے یہاں جس سونیا کو دیکھا ہے، وہ کم عمر ہے۔ نوخیز لڑکی دکھائی دیتی ہے۔"

"گدھے! تم ایک دوشیزہ کو سونیا کہہ رہے ہو۔ کیا تمھیں پتا نہیں ہے، اس کی پیدائش ہماری پیدائش سے پہلے ہوئی تھی۔ کیا وہ ابھی تک ایک چھوکری ہوگی؟"

"باس! پلاسٹک سرجری کے ذریعے نوجوان نظر آنا ممکن ہے۔"

وہ اپنی جگہ سے اُٹھ کر بولا۔ "مَیں اپنی آنکھوں سے دیکھوں گا، وہ کون ہے۔ تم یہاں ٹھہرو۔ مَیں ابھی آتا ہوں۔"

وہ وہاں سے چلتا ہوا دوسرے کمرے میں آیا۔ دروازے کو اندر سے بند کیا۔ پھر ایک ٹیبل سے ٹرانسمیٹر کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ اُسے آپریٹ کرنے کے بعد کوڈ ورڈز ادا کرتے ہوئے بولا۔ "مَیں روزنی وِلسن عرف کیکڑا بول رہا ہوں۔ مَیں سونیا کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ کیا وہ پلاسٹک سرجری کے ذریعے جوان بن گئی ہے؟"

دوسری طرف سے جواب ملا۔ "مَیں یقین سے نہیں کہہ سکتا۔ ہو سکتا ہے، وہ ہم سے چھپنے کے لیے چہرے اور عمر میں تبدیلی لے آئی ہو۔ وہ ماسکو میں سپر ماسٹر کے آدمیوں کو دھوکا دے کر یوگوسلاویہ پہنچی۔ پھر ہمارے جاسوس نے اطلاع دی کہ وہ البانیہ میں ہے۔ کیا تم نے اسے مقدونیہ میں دیکھا ہے؟"

"میرے آدمیوں نے دیکھا ہے لیکن وہ ایک نوجوان لڑکی دکھائی دیتی ہے۔"

"پھر تو وہ سونیا ہوگی۔ اُسے گھیر لو، پکڑ لو، کسی طرح بھی ہاتھ سے نکلنے نہ دو۔ سپر ماسٹر اس کے لیے لاکھوں ڈالر دے سکتا ہے، ہم مالا مال ہو جائیں گے۔ تم اُسے قید کرنے کے بعد مجھ سے رابطہ قائم کرو۔ ویسے میرے آدمی بھی تمھارے پاس پہنچیں گے۔ جاؤ، دیر نہ کرو۔"

کیکڑا نے ٹرانسمیٹر کو آف کیا۔ پھر دروازہ کھول کر باہر اپنے آدمیوں کو آواز دی کہ وہ مسلح ہو کر آئیں۔ وہ پنٹو کے ساتھ اس ہوٹل کی طرف جانے والا تھا جہاں سونیا نظر آئی تھی۔

مَیں اُس شخص کے پاس پہنچ گیا جو ٹرانسمیٹر پر کیکڑا سے باتیں کر رہا تھا۔ وہ سپر ماسٹر کا ایجنٹ تھا۔ مقدونیہ کے جرائم پیشہ افراد کی بستی میں اُسے سپر ماسٹر کی پشت پناہی حاصل تھی۔ اُسے جدید ترین ہتھیار اور بڑی بڑی رقمیں حاصل ہوتی تھیں۔ ایک طرح سے اس علاقے میں اُسے بے تاج بادشاہ کہلانا چاہیے تھا لیکن وہاں دوسری خطرناک تنظیموں کا بھی زور تھا۔ جن میں یہودی تنظیم سرِ فہرست تھی۔

اس ایجنٹ نے نائب سپر ماسٹر سے رابطہ قائم کیا۔ نائب کے ذریعے سپر ماسٹر نے حکم دیا۔ "سونیا ہو یا اس سے ملتی جُلتی کوئی لڑکی ہو، اُسے گھیرنے اور پکڑنے کی حماقت نہ کرو۔ جہاں نظر آئے، فوراً گولی مار دو۔ اگر اس کی لاش ثبوت کے ساتھ ہمارے خاص نمائندوں کو دکھاؤ گے تو وہ منہ مانگی رقم ادا کریں گے۔"

مَیں نے سوچا، نائب سپر ماسٹر کی کھوپڑی میں جا کر بتاؤں کہ مَیں زندہ ہوں۔ میری آواز اور دھمکیاں سنتے ہی سپر ماسٹر سونیا کو گولی مارنے کا حکم واپس لے گا، لیکن اینوں کے رویّے نے سمجھا دیا تھا کہ دوسروں کا رویّہ بھی وہی ہوگا۔ دشمن میرے وجود کا یقین نہیں کریں گے لیکن ایک نئے خیال خوانی کرنے والے کی موجودگی سب کو پریشان کر دے گی۔ پتا نہیں آئندہ دوست اور دشمن، اپنے اور پرائے میرے متعلق کیا رائے قائم کرنے والے تھے۔

مَیں اُن بدمعاشوں کے دماغوں میں پہنچا جو پنٹو کے ساتھی تھے اور ہوٹل میں بیٹھ کر سونیا کی نگرانی کر رہے تھے۔ وہ ہوٹل کچھ یونہی سا تھا۔ نچلے طبقے کے لوگ وہاں قہوہ پینے یا کچھ کھانے اور ذرا وقت گزارنے آتے تھے۔ سونیا نے سمجھ لیا ہوگا کہ وہاں آرام سے وقت نہیں گزار سکے گی۔ اس لیے قہوے کا بل ادا کر کے جانے لگی۔ دونوں بدمعاش بھی اُس کے پیچھے جانے لگے۔ ہوٹل کے مالک نے اپنے ملازم سے کہا۔ "پتا نہیں کس ملک سے یہاں مرنے آئی ہے۔ کافی مالدار دکھائی دیتی ہے۔ درندے مال کے ساتھ اس کے بدن کا

کپڑا تک نہیں چھوڑیں گے۔"

یہ بات درست تھی۔ درندے تنہا عورت کے پیچھے پڑ جاتے تھے۔ راستوں، گلیوں اور دکانوں میں جو عورتیں نظر آئیں وہ اپنے مردوں کے ساتھ تھیں۔ تمام دکانوں میں آہنی شٹر لگے ہوئے تھے۔ مختلف تنظیموں کے درمیان جیسے ہی گولیوں کا تبادلہ شروع ہوتا تھا، دکاندار اپنے اور مال کے بچاؤ کے لیے فوراً آہنی شٹر گرا کر دکانیں بند کر دیتے تھے۔

سونیا اطمینان سے چلتی ہوئی بستی کے باہر ایک کھنڈر میں پہنچی۔ پھر پلٹ کر دیکھا۔ کوئی بیس مسلح افراد اُس کے پیچھے چلے آئے تھے۔ اُس نے پوچھا۔ "مَیں ایک انار ہوں اور تم بیس بیمار ہو۔ تم مَیں سے کس کا بھلا ہوگا؟"

ایک نے اپنی بڑھی ہوئی داڑھی کھجاتے ہوئے کہا۔ "مجھے تیرے پرس کی ضرورت ہے، جو رقم ہوگی وہ صرف میری ہوگی۔"

ایک بدمعاش نے اُس کے منہ پر رائفل کا بٹ مارتے ہوئے کہا۔ "شیر کے منہ سے بچے گا تو جھوٹا کھائے گا۔"

پنٹو کے ساتھی نے رائفل والے کو نشانے پر رکھتے ہوئے کہا۔ "منڈالا! تو شیر ہے اور ہم شیر کے شکاری ہیں۔"

پنٹو کے دوسرے ساتھی نے کہا۔ "ویسے سمجھوتا ہو سکتا ہے۔ ہم اس کا بھرا ہوا پرس تیرے حوالے کر دیں گے لیکن اس دوشیزہ کو ہم لے جائیں گے۔"

دوسرے بدمعاشوں کی بھیڑ میں سے ایک نے کہا۔ "ہاں، تم آپس میں بانٹ لو۔ ہم یہاں تماشا دیکھنے آئے ہیں۔ ٹھیک ہے، یہ تماشا بھی دیکھیں گے کہ ہماری گولیوں کی بوچھاڑ میں کس طرح اسے لے جاؤ گے۔"

سونیا نے کہا۔ "تم سب مارنے مرنے پر آمادہ ہو لیکن تم میں سے کوئی یہ نہیں چاہے گا کہ مجھ جیسی سونے کی چڑیا مر جائے۔ میں گولیوں سے بچنے کے لیے اس دیوار کے پیچھے کھڑی رہوں گی۔ یہاں جو زندہ بچے گا، وہ مجھے لے جائے گا۔"

وہ دیوار کے پیچھے ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی فائرنگ ہونے لگی۔ وہاں کوئی کسی کا دوست نہیں تھا۔ ہر ایک کی یہی خواہش تھی کہ وہ تنہا اُنیس بندوں کو مار دے اور اس دوشیزہ کو نقد رقم کے ساتھ لے جائے۔ وہ ایک دوسرے پر جس وحشیانہ انداز میں حملے کر رہے تھے اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ آخر میں جو بھی بچے گا، مقدر سے بچے گا کیونکہ وہ لالچی اور بدمعاش تھے، جلد سے جلد سونیا اور بھرے ہوئے پرس تک پہنچنے کے لیے اندھا دھند حملے کر رہے تھے اور خود پر ہونے والے حملوں کی زد میں آ رہے تھے۔ اُن میں سے کوئی بھی باقاعدہ جنگی مہارت کا حامل نہیں تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے میں میدان صاف ہو گیا۔ ان میں سے چھ، سات حرام موت مرے، باقی بُری طرح زخمی ہوئے۔ کوئی اپنے پیروں پر کھڑے رہنے کے قابل نہیں تھا۔ کوئی بیٹھا ہوا اور کوئی آڑا ترچھا لیٹا ہوا کراہ رہا تھا۔ کوئی گہری گہری سانسیں کھینچتا ہوا پانی مانگ رہا تھا۔ وہ دیوار کے پیچھے سے نکل کر آئی اور ایک ایک زخمی کے پاس پہنچ کر اُس کے ہتھیار اُٹھا کر دور پھینکتی گئی۔ لاشوں کے پاس بھی ایک ہتھیار تک رہنے نہ دیا۔ پھر اُس نے اپنا پرس کھولا۔ اُس میں سے نوٹوں کی ایک گڈی نکالی۔ اس کے بعد ایک ایک زخمی کے پاس جا کر ایک ایک ڈالر اُن کے سامنے پھینکتے ہوئے بولی۔ "تم سب زن کے لیے یا زر کے لیے مر رہے تھے۔ مَیں تمھارے درمیان ہوں مگر تم ہاتھ بڑھا کر مجھے چھو بھی نہیں سکتے۔ مَیں یہ ایک ایک ڈالر دے کر جا رہی ہوں، جسے مرہم کی ضرورت ہے وہ مرہم خرید لے۔ جو لبِ دم پیاسا ہے وہ پانی خرید لے۔"

وہ اطمینان سے قدم اٹھاتی ہوئی وہاں سے جانے لگی۔ جو عورت بیس درندوں میں گھر جائے، وہ اپنے بچاؤ کے لیے تھوڑے بہت ہاتھ پاؤں ضرور مارتی ہے ـــــ سونیا نے بالکل بھی ہاتھ پاؤں کو زحمت نہیں دی تھی اور سب کو چت کر دیا تھا۔ تمام زخمی اُسے حسرت سے اُس وقت تک دیکھتے رہے، جب تک وہ نظر آتی رہی۔ ان میں سے کتنے ہی زخمی بھیڑیوں کی طرح غیظ و غضب میں تھے۔ اگر ایک چھوٹا سا ہتھیار بھی ان کے پاس ہوتا تو ہاتھ سے جانے والی کو یوں نہ جانے دیتے، گولی مار دیتے مگر وہ ایک چھٹی ہوئی عورت تھی، پہلے ہی اُن کے ہتھیاروں کو اُن سے دُور پھینک دیا تھا۔

میں پنٹو کے ایک زخمی ساتھی کے دماغ میں تھا۔ جب وہ نظروں سے اوجھل ہو گئی تو مَیں اُس کے دماغ سے نکل آیا۔

سونیا کو پتا نہیں تھا کہ میں نے کس طرح اس کی حفاظت کی ہے۔ اپنے آلۂ کار کے ذریعے اُن پر حملے کرتا رہا تھا جو دیوار کے پیچھے سونیا کی طرف جانا چاہتے تھے۔ ہر ایک کی خواہش تھی کہ دوسرے لڑتے مرتے رہیں۔ اور وہ چھُپ کر دیوار کے پیچھے پہنچ جائے لیکن کسی کی یہ خواہش پوری نہیں ہوئی، مَیں نے پوری ہونے نہیں دی۔

پتا نہیں، وہ کدھر گئی تھی۔ مَیں اُسے تلاش کرنے پنٹو کے پاس پہنچا۔ وہ، کیکڑا اور اُس کے مسلح غنڈوں کے ساتھ ہوٹل کی طرف جا رہا تھا۔ کھنڈر سے ہونے والی فائرنگ کی آوازوں

نے انھیں تھوڑی دیر رُکنے اور سوچنے پر مجبور کیا کہ وہاں جاکر فائرنگ کا سبب معلوم کرنا چاہیے۔ پھر کیکڑا نے سوچا اگر پولیس تنظیم کے لوگ ہوں گے تو اُن سے خواہ مخواہ ٹکراؤ ہوگا اہمیت اُس دوشیزہ کی تھی جو ہوٹل میں دیکھی گئی تھی۔ سپر ماسٹر کے حکم کے مطابق اگر وہ سونیا تھی اور سونیا سے مشابہت رکھتی تھی تب بھی اُسے گولی مارنا ضروری تھا۔"

وہ لوگ تیزی سے چلتے ہوئے ہوٹل کے قریب پہنچے۔ کیکڑا نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا" ہوٹل کو چاروں طرف سے سے گھیر لو۔ کوئی نوجوان لڑکی کسی بھی راستے سے باہر آئے تو اُسے پکڑلو اور باندھ کر میرا انتظار کرو۔ میں اس کی صورت دیکھنے کے بعد اُسے گولی ماروں گا۔"

مسلح غنڈے ہوٹل کو چاروں طرف سے گھیرنے لگے۔ پنٹو اپنے باس کیکڑا کے ساتھ ہوٹل میں آیا۔ وہ ہوٹل دن کے وقت چاروں طرف سے کھلا رہتا تھا۔ رات کو ترپال سے ڈھانپ دیا جاتا تھا۔ پنٹو نے چاروں طرف نظریں دوڑائیں۔ پھر ایک میز پر سونیا کو دیکھ کر چونک گیا۔ وہ پہلے والی میز پر نہیں تھی، دوسری میز پر بیٹھی قہوہ پی رہی تھی۔ لیکن اچھی خاصی عمر والی لگ رہی تھی۔ جبکہ وہ ایک گھنٹے پہلے اُسے نوخیز لڑکی کے روپ میں دیکھ کر گیا تھا۔

کیکڑا نے بھی ذرا فاصلے سے عمر رسیدہ سونیا کو دیکھا پھر پنٹو سے کہا" ابھی تم نے کہا تھا یہ نوخیز اور نوجوان ہے۔ خوب صورت دوشیزہ ہے جبکہ یہ تو عمر میں ہماری ماں کے برابر ہے۔"

پنٹو نے کہا" میں حیران ہوں۔ یہ ہوٹل میں بیٹھے ہی بیٹھے کیسے بوڑھی ہوگئی؟ شاید اس نے عارضی میک اپ کیا تھا۔ وہ میک اپ اُتر گیا اور اب یہ اصلی روپ میں آگئی ہے۔"

کیکڑا نے ریوالور نکال کر سونیا کا نشانہ لیا لیکن وہ میری مرضی کے بغیر گولی نہیں چلا سکتا تھا۔ اُس نے کہا" خبردار سونیا! کوئی چالاکی نہ دکھانا تمھارے چاروں طرف موت ہی موت ہے۔ اپنے دونوں ہاتھ میز پر رکھو اور چاروں طرف نظریں گھما کر دیکھ لو۔"

سونیا نے حکم تعمیل کی۔ دونوں ہاتھ میز پر رکھے پھر آس پاس نظریں دوڑائیں۔ ہوٹل کے باہر چاروں طرف مسلح غنڈے دکھائی دے رہے تھے۔ وہ بولی" تم کون ہو اور مجھ سے کیا دشمنی ہے؟"

"سپر ماسٹر کا حکم ہے کہ تمھیں دیکھتے ہی گولی ماردی جائے۔ . ."

"اتنی جلدی کیا ہے۔ میرے سامنے کرسی خالی ہے، آؤ بیٹھو ہم دونوں مل کر گولی گولی کھیلیں گے۔"

"میرا مذاق نہ اُڑاؤ۔ میں تمھیں گولی مارنا چاہتا ہوں مگر پتا نہیں کیوں میری اُنگلیاں سیفٹی کیچ نہیں ہٹا رہی ہیں۔ ٹرائیگر نہیں دبا رہی ہیں۔"

پنٹو نے پوچھا" باس! کیا واقعی آپ کی اُنگلیاں آپ کی مرضی کے مطابق حرکت نہیں کر رہی ہیں؟ اگر ایسا ہے تو ہماری شامت آگئی ہے۔ سونیا کا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا تمھارے دماغ میں ہے۔"

کیکڑا گھبرا کر اونچی آواز میں بولا" کیا میرے دماغ میں کوئی ہے؟"

میں نے کہا" میں ہوں۔"

اُس کے ہاتھ میں ریوالور کانپ گیا۔ میں نے کہا۔ "تم خاموش رہو گے لیکن میں تمھاری زبان سے بولتا رہوں گا۔ دیکھو اس طرح۔ . ."

میں نے اس کی زبان سے اونچی آواز میں غنڈوں سے کہا" میں تمھارا باس، حکم دیتا ہوں، واپس چلے جاؤ۔ میری اور سونیا کی دوستی ہو رہی ہے۔"

وہ مسلح غنڈے وہاں سے جانے لگے۔ سونیا نے تعجب سے پوچھا" تم مجھ پر مہربان کیوں ہوگئے ہو؟"

اُس نے کہا" تمھارا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا میرے اندر گھس کر مجھے مجبور کر رہا ہے۔ کیا مجھ سے دوستی کرو گی؟"

وہ حیرانی سے اُسے دیکھتی ہوئی بولی" کیا واقعی تمھارے دماغ میں کوئی ہے؟"

میں نے اُس کی زبان سے کہا" ہاں میں فرہاد بول رہا ہوں سونیا! تم نے تھوڑی دیر پہلے میرے وجود سے انکار کیا تھا، مجھے دشمن سمجھ کر سانس روک لی تھی۔ مجھے دماغ سے نکال دیا تھا۔ دیکھ لو میں کس طرح تمھاری جان بچا رہا ہوں۔ اس کیکڑے کے دماغ میں رہ کر میں نے تمام مسلح افراد کو یہاں سے بھگا دیا ہے۔ کیا اب بھی تم مجھے فرہاد تسلیم نہیں کرو گی؟"

پہلے وہ حیران سی تھی پھر ہنسنے لگی۔ میں نے پوچھا "کس بات پر ہنسی آرہی ہے؟"

"پلیز، مذاق نہ کرو۔" وہ بولی۔" میں مانتی ہوں تم نے بُرے وقت پر میری مدد کی ہے۔ تم بھی مان لو کہ میں کسی کی مدد کے بغیر مسلح دشمنوں کی ایسی کی تیسی کر دیتی ہوں۔ پھر بھی میں تمھاری شکر گزار ہوں، تمھیں دوست سمجھتی ہوں لیکن تم فرہاد بننے کا بچگانہ مذاق نہ کرو۔"

"جب تم اسے مذاق سمجھ رہی ہو تو پھر میں کسی کے سامنے خود کو فرہاد نہیں کہوں گا۔ کیا مجھے دماغ میں آنے دو گی؟"

"مجھے افسوس ہے۔ میں نے تمھیں دوست سمجھا ہے لیکن دوستی کے پہلے دن اتنا اعتماد قائم نہیں ہوتا کہ دوست کو گھر کے اندر بُلا لیا جائے۔ کہا یہ کہ تم دماغ کے اندر آنا چاہتے ہو۔ میں یقین دلاتی ہوں، ہم بہترین دوست ثابت ہوں گے۔ ذرا صبر سے کام لو اور انتظار کرو۔"

"میں اپنی باتوں میں ضروری بات کہنا بھول گیا۔ اس کیکڑے نے یہاں آنے سے پہلے سپر ماسٹر کے ایجنٹ سے رابطہ قائم کیا تھا۔ وہ ایجنٹ بھی اپنے مسلح آدمیوں کے ساتھ آرہا ہوگا۔ سپر ماسٹر کا حکم ہے کہ تمھیں دیکھتے ہی گولی ماردی جائے ویسے تو میں تمھیں اس کے مسلح آدمیوں سے بچا سکتا ہوں، جیسے کیکڑے کے آدمیوں سے بچایا ہے لیکن کوئی چھپ کر تمھیں نشانہ بنا سکتا ہے۔"

"جو لوگ میری تاک میں رہتے ہیں موت اُن کو تاک کر لے جاتی ہے۔ ویسے تم اچھے دوست ہو۔ دوسری بار دشمنوں کے ارادے سے آگاہ کر رہے ہو۔ کیا تم میرے ساتھ رہنا پسند کرو گے؟"

"ہم تو ہمیشہ سے ساتھ رہے ہیں۔ اوہ سوری! میں پھر فرہاد کی حیثیت سے بول رہا ہوں، کیا کروں؟ مجبور ہوں، جو ہوں وہی بے اختیار کہہ دیتا ہوں۔ بہرحال میں ساری زندگی تمھارے ساتھ رہنے کو تیار ہوں۔ لیکن کس طرح رہوں گا۔ تم سے ہزاروں میل دور ہوں۔ ابھی کیکڑے کی زبان سے بول رہا ہوں کیا مجھ سے باتیں کرنے کے لیے اسے اپنے ساتھ رکھو گی؟"

"یہ کیکڑا مجھے پسند نہیں ہے۔ جب تک تم جسمانی طور پر میرے پاس نہیں آؤ گے میں کسی معقول شخص کو اپنے ساتھ رکھوں گی۔ تم اُس کے دماغ میں رہا کرو گے۔ یہ بتاؤ کب آرہے ہو؟"

"مجھے نئی زندگی حاصل کرنے کے بعد تمھارے ساتھ رہنے کی پہلی خوشی نصیب ہو رہی ہے۔ میں ابھی یہاں سے روانہ ہو رہا ہوں۔ چوبیس گھنٹے کے اندر تم جہاں رہو گی میں وہاں پہنچ جاؤں گا۔"

اسی وقت سپر ماسٹر کے ایجنٹ کی آواز سنائی دی۔ وہ ہوٹل کی طرف آتے ہوئے پوچھ رہا تھا" مسٹر کیکڑا! تم نے ابھی تک سونیا کو گولی نہیں ماری جبکہ یہ تمھارے سامنے بیٹھی ہوئی ہے۔"

میں نے سونیا سے کہا" فکر نہ کرو میں ایجنٹ کو کنٹرول کر رہا ہوں۔"

میں ایجنٹ کے اندر پہنچ گیا۔ کیکڑا نے مجھ سے نجات پاتے ہی دونوں ہاتھ جوڑ دیے۔ سونیا کے سامنے گھٹنے ٹیک کر بولا۔ "میری ماں! مجھے معاف کردو۔ میں تمھارا وفادار بن کر رہوں گا۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی ایک ایسا واقعہ پیش آیا کہ ہم سب حیران رہ گئے۔ وہ نوجوان سونیا نظر آئی جسے پنٹو اور ہوٹل والے پہلے دیکھ چکے تھے۔ ہوٹل کا مالک مسلح غنڈوں کو دیکھ کر سہما ہوا ایک طرف بیٹھا تھا۔ نوجوان سونیا اپنے مخصوص انداز میں چلتی ہوئی اُس کے پاس آئی۔ پھر بولی" کیا اتنی بڑی بستی میں یہی ایک ہوٹل ہے؟ مجھے گھوم کر یہیں آنا پڑا۔ ویسے میں سمجھتی ہوں، تم دل والے ہو کہ اس خطرناک علاقے میں ہوٹل کھلا رکھتے ہو۔"

وہاں جتنے لوگ تھے، حیرانی سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کبھی بوڑھی سونیا کو کبھی جوان سونیا کو دیکھ رہے تھے۔ بوڑھی سونیا تھوڑی دیر تک سوالیہ نظروں سے آنے والی کو دیکھتی رہی پھر اپنی جگہ سے اُٹھ کر بولی" اے! تم کون ہو؟"

نوجوان سونیا نے ہوٹل کے مالک کی طرف سے پلٹ کر دیکھا پھر اپنی ہمشکل کو دیکھ کر ذرا حیران ہوئی۔ پھر یکبارگی دونوں بانہیں بوڑھی سونیا کی طرف پھیلا کر آگے بڑھتے ہوئے بولی۔ "ممی! میری پیاری ممی! تم یہاں ہو اور میں تمھیں کہاں کہاں ڈھونڈتی پھر رہی ہوں۔"

وہ گلے لگنے کے لیے قریب آئی۔ بوڑھی سونیا نے اُس کے ایک ہاتھ کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں ڈال کر کہا" بڑی تیز طرار ہو لیکن میری صورت بنا لینے سے وہ ذہانت نہیں ملے گی، جو مجھے دشمنوں سے بچائے رکھتی ہے۔ تم نے میری جیسی زندہ دلی دکھانے کے لیے اپنی یہ انگلیاں میرے حوالے کردی ہیں۔ اب تو یہ ٹوٹ کر ہی مجھ سے الگ ہوں گی۔"

"ممی! میری پیاری ممی! تمھیں کیا ہوگیا ہے؟ اپنی بیٹی سے پنجہ لڑا رہی ہو۔ دنیا والے کیا کہیں گے؟"

"اچھا تو تم میری بیٹی ہو۔ پھر تو ایک ماں کو صرف انگلیاں نہیں پورے ہاتھ اور پاؤں توڑنے کا بھی حق ہے لیکن اس سے پہلے میں تمھاری حقیقت معلوم کروں گی۔"

میں سپر ماسٹر کے ایجنٹ کے اندر تھا۔ وہ ایجنٹ کو دیکھ کر بولی" میرے اجنبی دوست! ذرا اس لڑکی کے دماغ میں جاؤ اور مجھے بتاؤ اس کے ارادے کیا ہیں؟"

میرے سامنے دو سونیا تھیں۔ دونوں کی آواز اور لب و لہجہ ایک جیسا تھا۔ یکسانیت کے باوجود سوچ کی لہریں اسی کے دماغ میں جائیں گی جو اصل ہوگی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نقل میں کوئی ذرہ برابر ایسی خامی ہوتی ہے جو ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔ سوچ

کی قدرتی پرواز کسی نقال کے دماغ میں نہیں ٹھہرتی، سیدھی اصل کے پاس پہنچتی ہے۔ میں نوجوان سونیا کے دماغ میں آیا۔ وہ بولی "کیا تم وہی فرہاد بننے والے مسخرے ہو؟"

"میری جان! میری سنجیدگی جتنی خطرناک ہوتی ہے میری زندہ دلی میں اتنا ہی مسخرہ پن ہوتا ہے۔ یہ تم اچھی طرح جانتی ہو۔"

"ہاں یاد آیا۔ تم تھوڑی دیر پہلے میرے دماغ میں آ کر دوستی کا دم بھر رہے تھے۔ چلو دوستی کا ثبوت دو اور اس بنا سپتی سونیا کو چکر دو اور اس کے ارادے معلوم کرو۔"

"یہ تھوڑی دیر پہلے میری نظروں میں آئی ہے مجھے اپنا اصل لہجہ نہیں سنائے گی۔ اس کے موجودہ لہجے کے ذریعے میں تمھارے ہی دماغ میں آ جاؤں گا۔ بہرحال ابھی اسے چکر دیتا ہوں بعد میں ہم اس کی اصلیت معلوم کریں گے۔"

میں ایجنٹ کے دماغ میں واپس آ کر اُس کی زبان سے بولا "سونیا! یہ جوان لڑکی ذرا سر پھری ہے۔ تم سے اتنی متاثر ہے کہ اکثر خواب میں تمھیں اپنی ماں کے روپ میں دیکھتی ہے۔ اس نے پلاسٹک سرجری نہیں کرائی ہے۔ یہ پیدائشی طور پر تمھاری ہمشکل ہے۔ آئینہ دیکھتی ہے تو خود کو جوان سونیا اور تمھیں اماں جان کہتی ہے۔ یہ مینٹل کیس ہے۔ کسی کی آلۂ کار نہیں ہے۔"

بوڑھی سونیا نے انگلیوں پر اپنی گرفت ڈھیلی کر دی۔ اُس کا ہاتھ چھوڑ کر بولی "مجھے یقین نہیں آتا کہ یہ پیدائشی طور پر میری ہم شکل ہے اور کسی کی آلۂ کار نہیں ہے۔ مجھے بتاؤ اس کے ماں باپ کون ہیں اور یہ کہاں کی رہنے والی ہے؟"

سونیا نے کہا "خیال خوانی کرنے والے نے میرے متعلق سب کچھ سچ کہا ہے مگر یہ جھوٹ ہے کہ میں سر پھری ہوں میری پیاری اماں! تم سے محبت کرنا کیا پاگل پن ہے؟ تم اس سے کچھ نہ پوچھو۔ میرے ساتھ تنہائی میں کہیں چلو۔ میں سب کے سامنے اپنی اصلیت نہیں بتاؤں گی۔"

بوڑھی سونیا نے کہا "میری نادان بچی! تم جہاں کہو گی وہاں چلوں گی لیکن یاد رکھو تمھاری کوئی بھی چالاکی ایک حماقت ثابت ہو گی۔"

میں نے کہا "فکر نہ کرو۔ میں اس دوشیزہ کے دماغ میں موجود رہوں گا، اسے چالاکی دکھانے کا موقع ہی نہیں دوں گا۔"

وہ بولی "میرے اجنبی دوست! اس خوش فہمی میں نہ رہو کہ میں تم پر بھروسا کر رہی ہوں۔ ہو سکتا ہے تمھارا اس سے پہلے ہی گٹھ جوڑ ہو چکا ہو۔ ہمارا خیال خوانی کرنے والا آرمر، بابا صاحب کے ادارے میں مصروف ہے۔ وہ آ جائے گا تو تمھارے دماغ میں پہنچ کر اصلیت معلوم کر لے گا۔ فی الحال تم ہمارے ایجنٹ کو یہاں سے جانے دو۔ میں جا رہی ہوں۔"

وہ سونیا کے ساتھ جانے لگی۔ کم بخت ایسے باتیں کر رہی تھی جیسے سچ مچ آرمر اور بابا صاحب کے ادارے سے اس کا تعلق ہو۔ میں نے ایجنٹ سے پوچھا "کیا تم جانتے ہو کہ ایک خیال خوانی کرنے والا پوری فوج کو کس طرح آپس میں مار نے مرنے پر مجبور کر دیتا ہے؟"

وہ گڑگڑا کر بولا "مجھے معاف کر دو۔ میں تم لوگوں کے سامنے کبھی دشمن بن کر نہیں آؤں گا۔"

"دانش مندی یہی ہے۔ جاؤ میں تمھیں چھوڑ تا ہوں۔ سہارا سے کہنا سونیا لوہے کا چنا ہے جب بھی چبائے گا، دانت ٹوٹ جائیں گے۔"

کیکڑا اور ایجنٹ اپنے مسلح آدمیوں کے ساتھ چلے گئے۔ میں سونیا کے پاس چلا آیا۔ اُس نے سانس روک لی۔ چند سیکنڈ کے بعد میں نے پھر اس کے پاس پہنچتے ہی کہا "دیکھو سانس نہ روکنا۔ میں تمھارا فرہاد، نن۔۔۔ نہیں، تم پھر مسخرہ سمجھو گی۔ میں تمھارا دوست ہوں۔"

"میں دوست نہیں پالتی، چلو چھٹی کرو۔"

اُس نے سانس روکی تو میں باہر نکل گیا۔ فوراً ہی پنٹو کے دماغ پر قبضہ جما کر اُسے اُدھر دوڑایا، جدھر وہ بوڑھی بناسپتی سونیا کو لے گئی تھی۔ پتا چلا اِن دونوں کے پیچھے کچھ مسلح افراد چھپ چھپ کر جا رہے ہیں۔ پنٹو نے میری مرضی کے مطابق راستہ بدلا۔ پھر اُن کے پاس پہنچ گیا۔ دونوں سونیا کا تعاقب کرنے والوں میں سے ایک نے گھور کر اُسے دیکھا، پھر کہا "پنٹو! تم جانتے ہو ہم کون ہیں اور کتنے خطرناک ہیں پھر مرنے کیوں آئے ہو؟"

وہ بولا "میں بتانے آیا ہوں کہ اُدھر میدان کی طرف سونیا جا رہی ہے۔"

"ہم جانتے ہیں۔"

"مگر یہ نہیں جانتے کہ وہ دونوں عورتیں سونیا ہیں۔"

دوسرے نے ڈانٹ کر کہا "ہم یہ بھی جانتے ہیں۔ اپنی خوش نصیبی سے فائدہ اٹھا کر بھاگ جاؤ کیونکہ ہم تمھیں گولی مار کر فائرنگ کی آواز اُس جوان سونیا کو نہیں سنانا چاہتے۔"

میں نے پنٹو کو وہاں سے بھگا دیا۔ تعاقب کرنے والوں میں سے دو کی آوازیں سن چکا تھا۔ تیسرے چوتھے بھی آہستہ آہستہ کچھ نہ کچھ بولتے جا رہے تھے۔ میدان کے پاس ایک ٹوٹا ہوا لکڑی کا مکان تھا۔ سونیا پتا نہیں کس طرح اس مقام سونیا کو وہاں

میں لگا کر وہاں لے گئی تھی۔ تعاقب کرنے والوں نے اس شکستہ مکان کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ ایک نے کہا "سونیا! تمھارے محافظ پہنچ گئے ہیں۔ تم خیریت سے ہو نا؟"

اُس مکان کے اندر کیا ہو رہا تھا یہ کوئی نہیں جانتا تھا۔ مجھے بعد میں معلوم ہوا۔ سونیا نے اُسے وہاں لے جا کر پوچھا تھا "بوڑھی مینا! اب بولنا شروع کر دے، تو کس تنظیم کے لیے سونیا بن کر پھر رہی ہے؟"

وہ ہنستے ہوئے بولی "مجھے بوڑھی نہ سمجھنا۔ میں نے بڑھاپے کا خول چڑھایا ہے۔ میرے مقابلے پر آنے والے مرد اپنے پیروں سے واپس نہیں جاتے پھر تو کیا چیز ہے۔ تو نے مجھے تنہائی میں گفتگو کرنے کے لیے کہا تب ہی میں سمجھ گئی تھی کہ تیری شامت آگئی ہے۔"

سونیا نے ایک ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا "تو میری انگلیاں توڑنا چاہتی تھی۔"

اُس نے مسکراتے ہوئے سونیا کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں پھنسائیں پھر اس کے ساتھ مسکراہٹ بجھ گئی۔ سونیا نے ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر ایک جھٹکے سے اُس کی انگلیاں موڑ دی تھیں۔ وہ تکلیف سے کراہتے ہوئے دوسرا داؤ استعمال کرنا چاہتی تھی لیکن مڑی ہوئی انگلیوں پر اور دباؤ بڑا تو اس کی چیخیں نکلنے لگیں۔ سونیا نے کہا "میں مانتی ہوں تم نے بڑھاپے کا خول چڑھایا ہے، تم جوان اور شہ زور ہو، لیکن بھری جوانی میں انگلیاں ٹوٹ جائیں گی تو کسی یار کا ہاتھ کیسے پکڑو گی؟ چیخنا بند کرو، میرے سوالوں کا جواب دو۔"

"میں۔۔۔ میں سونیا نہیں ہوں۔"

"سونیا میں ہوں تو تم کیسے ہو سکتی ہو۔ جلدی سے اپنی اصلیت بتاؤ۔"

"مم۔۔۔ مجھے میلوڈی کہتے ہیں۔"

"یہ کوئی نام نہیں ہے۔ تم رک رک کر جواب دو گی اور سوچو گی کہ تمھارا کوئی داؤ چل جائے گا تو یہ تمھاری بھول ہے۔"

اُسی وقت باہر سے گھیرنے والوں نے میلوڈی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "سونیا! تمھارے محافظ پہنچ گئے ہیں تم خیریت سے ہو نا؟"

وہ خیریت سے نہیں تھی۔ انگلیاں ٹوٹنے والی تھیں، شدید تکلیف کے باعث جواب بھی نہیں دے سکتی تھی۔ سونیا نے کہا "تم اسی لیے رک رک کر بول رہی تھیں۔ تمھیں معلوم تھا کہ تمھیں یہاں پہنچنے والے ہیں۔ بہرحال پہلے انھیں جواب دو کہ اگر کوئی آئے گا تو تم اسے زندہ نہیں ملو گی۔"

وہ جواب دینے کے بجائے چیخنے لگی۔ سونیا اس کی چالاکی سمجھ گئی۔ اس طرح وہ اپنے ساتھیوں کو یہ جتانا چاہتی تھی کہ وہ مصیبت میں ہے۔ سونیا نے فوراً بلند آواز سے کہا "تم یہ چیخیں سن رہے ہو۔ میں نے سونیا بننے والی اس جوان چھوکری کو عذاب میں مبتلا کر رکھا ہے۔ ابھی اور دردناک چیخیں سنائی دیں گی۔ تم لوگ باہر رہو، جب تک میں سگنل نہ دوں، کوئی اندر نہ آئے۔"

یہ کہتے ہی اُس نے ایک جھٹکا دیا۔ ہڈیوں کی ہلکی سی کڑکڑاہٹ سنائی دی، میلوڈی کے حلق سے دردناک چیخیں نکلنے لگیں۔ باہر کھڑے ہوئے مسلح افراد خوش ہو رہے تھے۔ میں نے پریشان ہو کر سونیا کے دماغ تک چھلانگ لگائی۔ اُس نے سانس روک لی۔ میں مطمئن ہو کر ایک مسلح شخص کے دماغ میں آیا پھر بولا "سونیا! تم نے سانس روک کر بتا دیا ہے کہ عذاب میں کون مبتلا ہے۔ اب میں تمھیں گھیرنے والوں کو ختم کر رہا ہوں، تمھیں گولیوں کی آوازیں سنائی دیں گی لیکن کوئی گولی تمھاری طرف نہیں آئے گی۔"

میں نے اپنے آلۂ کار کے ذریعے فائرنگ شروع کی۔ اُسے دوڑاتا ہوا شکستہ مکان کے چاروں طرف لے گیا۔ فائرنگ کے نتیجے میں دو ہلاک ہوئے۔ باقی دو میں سے ایک چھپ گیا۔ دوسرے نے میرے آلۂ کار کے پاؤں میں گولی مار کر پوچھا "کیا تمھارا دماغ چل گیا ہے؟ تم نے ہمارے دو آدمی مار دیے ہیں۔"

وہ گولی لگتے ہی لڑکھڑا کر زمین پر گرا اور بولا "اُلو کے پٹھے! جب ایک کو سونیا بنا کر لاتے ہو تو اس کے پیچھے خیال خوانی کرنے والے لازماً آئیں گے۔ تم لوگ اتنی سی بات بھول گئے تھے۔ میں یاد دلا رہا ہوں۔ مجھے گولی مار دو ورنہ میں تم میں سے کسی کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی ایک گولی آ کر اُسے لگی۔ وہ ہمیشہ کے لیے خاموش ہو گیا۔ میں گولی مارنے والے کے پاس پہنچ گیا۔ اُس کے چھپنے والے ساتھی کو آواز دیتے ہوئے بولا "اے اب چھپنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے اُسے مار ڈالا ہے، باہر آ جاؤ۔"

وہ ہنستے ہوئے باہر آ کر بولا "کم بخت پاگل ہو گیا تھا۔ ہمارے پیچھے پڑ گیا تھا۔"

اُس کے ساتھی نے رائفل سے نشانہ لیتے ہوئے کہا۔ "پاگل تو میں بھی ہو گیا ہوں۔ یہ دیکھو اور دیکھتے ہی چل بسو۔"

اُس نے باہر نکلنے والے کو بھی گولی مار دی۔ میں نے اُس کی زبان سے بلند آواز میں کہا "سونیا! یہ پانچ تھے، چار ختم ہو گئے۔ میں پانچویں کی زبان سے بول رہا ہوں۔ تم کبھی وقت

ضائع نہیں کرتی ہو۔ منٹوں میں فیصلہ کرتی ہو۔ جس عورت کو تم نے عذاب میں مبتلا کیا ہے اب اس کا دماغ کمزور ہو چکا ہو گا۔ میں اس کے اندر کی تمام باتیں تمہیں فوراً بتا دوں گا۔ مجھے اپنے پاس آکر اُس کی آواز سننے دو۔"

اُس نے مکان کے اندر سے کہا "تم آسکتے ہو۔"

میں نے پانچویں کو خودکشی کرائی پھر سونیا کے پاس پہنچا۔ اُس نے سانس نہیں روکی۔ میلوڈی سے بولی "اب تم نے زبان نہ کھولی، تو دوسرے ہاتھ کی بھی چاروں اُنگلیاں ٹوٹ جائیں گی۔"

اُس نے دوسرے ہاتھ کو پکڑ کر اُس کی انگلیوں میں انگلیاں پھنسائیں، میلوڈی تڑپ کر بولی "میں بولتی ہوں میرا ہاتھ چھوڑ دو۔ میں بول رہی ہوں تم۔۔ میرا نام جینیفر جانسن ہے۔ میں درد بھری آواز میں گاتی ہوں اس لیے سبھی مجھے میلوڈی کہتے ہیں۔"

میں نے اُس کے اندر پہنچ کر کہا "تم یہودی ہو؟"

"ہاں میں یہودی ہوں۔"

پھر وہ چونک کر بولی "نہیں! تم میرے اندر نہیں آسکتے۔ میں پانچ منٹ تک سانس روک لیتی ہوں۔ بھاگ جاؤ یہاں سے۔"

میں نے اُس کی زبان روک دی۔ پھر اُس کی زبان سے کہا "سونیا! باہر اس کے جو مددگار آئے تھے اُن کا تعلق یہودیوں کی تنظیم سے تھا۔ اگر یہ سیدھی طرح سونیا بننے کا مقصد بیان نہ کرے تو دوسرے ہاتھ کی انگلیاں بھی توڑ دو۔ جب تک میں اس کے چور خیالات پڑھتا رہوں گا۔"

وہ بولی "تم سن رہی ہو میلوڈی! کیا دونوں ہاتھوں سے اپاہج ہونا چاہو گی؟ میں صرف تین تک گن رہی ہوں۔ اس کے بعد تم ہو گی اور تمہاری چیخیں۔۔۔"

وہ تڑپ کر بولی "میں بتا رہی ہوں۔ میرا ہاتھ چھوڑ دو۔ اگر نہیں بتاؤں گی تو وہ میرے چور خیالات پڑھ رہا ہے۔ میں کوئی بات چھپا نہیں سکوں گی۔"

پھر وہ بتانے لگی۔ یہودی تنظیم کے سربراہوں نے سپر ماسٹر سے اپنے چند مطالبات منوانے کے لیے ایک پلان تیار کیا تھا۔ وہ پارس کو ٹریپ کر کے تل ابیب کے ایک قید خانے میں پہنچانا چاہتے تھے۔ اب یہ اندیشہ نہیں تھا کہ فرہاد بیٹے کی رہائی کے لیے ٹیلی پیتھی کے ذریعے اُن کے ملک کو نقصان پہنچائے گا۔ ماسکو میں رہنے والے ایک یہودی جاسوس نے بڑے یقین سے یہ اطلاع اسرائیلی حکام تک پہنچائی تھی کہ تمانہ نے سونیا کو ہلاک کر دیا ہے اور ماسک مین، سونیا کی ہلاکت کو ابھی دنیا والوں سے چھپا رہا ہے۔

اسرائیلی حکام کے لیے یہ بہت بڑی خوش خبری تھی۔ ایک تو فرہاد مر چکا تھا، دوسرا یہ کہ جب تک ماسک مین سونیا کی ہلاکت کو کسی حکمت عملی کے باعث چھپاتا تب تک وہ دلمی سونیا سے بہت بڑا کام لے سکتے تھے۔

سونیا نے میلوڈی سے پوچھا "وہ تم سے کیا کام لے رہے ہیں؟"

وہ بولی "تین دن کے بعد شیبا کی برسی ہے۔ پارس اپنی ماں کی قبر پر پھول چڑھانے آسکتا ہے بشرطیکہ سونیا بھی اُس کے ساتھ تل ابیب جانے کے لیے راضی ہو جائے۔ وہ سونیا کو اپنی ماں کہتا ہے، اُس کی ہر بات مانتا ہے۔ اس لیے میں اُس کے اندر مرحوم ماں شیبا کے لیے جذبات اُبھارنے جا رہی ہوں۔"

"تم پارس سے ملنے کہاں جا رہی ہو؟"

"مجھے بارہ گھنٹے پہلے بتایا گیا ہے کہ پارس روم میں ہے۔"

"تم اُس سے کیسے ملو گی؟"

"آج رات ایک ہیلی کاپٹر مجھے یہاں سے روم پہنچائے گا۔"

سونیا نے رسٹ واچ دیکھتے ہوئے کہا "پندرہ منٹ میں میرے لیے ایک ہیلی کاپٹر آنے والا ہے۔ میں بھی اپنے بیٹے سے ملنے روم جا رہی ہوں۔ تمہارے پاس ٹرانسمیٹر تو ہو گا؟"

اُس نے گریبان میں ہاتھ ڈال کر ایک ٹرانسمیٹر نکالا۔ سونیا نے کہا "اپنے خاص آدمی سے رابطہ قائم کرو۔ اُس سے کہو کہ سونیا بننے والی نوجوان لڑکی اسمگلروں کی ساتھی تھی۔ اس کے لیے ایک ہیلی کاپٹر آیا ہے۔ اس سے پہلے اس لڑکی کے آدمیوں سے سخت مقابلہ ہوا تھا۔ نتیجے میں تمہارے اور اُس کے آدمی مارے گئے ہیں۔ تم اس لڑکی کو زخمی کر کے اُس کے ہیلی کاپٹر میں لے جا رہی ہو۔ راستے میں اسے مار ڈالو گی، پھر روم پہنچ کر اپنے خاص آدمی سے رابطہ قائم کرو گی۔"

وہ ایک ہاتھ سے ٹرانسمیٹر آپریٹ نہیں کر سکتی تھی کیونکہ دوسرے ہاتھ کی اُنگلیاں ٹوٹی ہوئی تھیں۔ میں نے کہا "سونیا! میں کوڈ ورڈز بتا رہا ہوں، تم میلوڈی بن کر ٹرانسمیٹر پر گفتگو کرو۔ میں تمہاری گفتگو کے دوران اسے بولنے نہیں دوں گا۔"

اُس نے یہی کیا۔ مقدونیہ میں میلوڈی کا جو خاص آدمی تھا، اس سے گفتگو کی۔ اس دوران فرانسیسی حکومت کی طرف

سے سونیا کے لیے ہیلی کاپٹر پہنچ گیا تھا۔ سونیا نے ٹرانسمیٹر کو بند کیا پھر میلوڈی کی گردن کو گرفت میں لے کر کہا "تیزی سے چلو اور ہیلی کاپٹر میں جا کر بیٹھو۔ اس طرح تم زندہ رہو گی۔"

وہ سہمی ہوئی بولی "تم نے میرے خاص آدمی سے کہا ہے کہ جوان سونیا جو ایک عام سی لڑکی ہے اور اسمگلروں سے تعلق رکھتی ہے اُسے تم راستے میں کہیں مار ڈالو گی۔ اس کا مطلب ہے مجھ سے پیچھا چھڑا لو گی۔"

"کیا تمہیں ڈر لگ رہا ہے؟ کیا تم نے سر پر کفن باندھ کر سونیا کا میک اپ نہیں کیا تھا؟"

"ہاں میں جانتی تھی، بازی پلٹ جائے گی تو مجھے موت ملے گی لیکن اب موت کو سامنے دیکھ کر زندگی کی اہمیت معلوم ہو رہی ہے۔"

وہ باتوں میں وقت ضائع کر رہی تھی۔ میں اُسے جبراً چلاتا ہوا شکستہ مکان کے باہر لایا۔ وہ جانے سے انکار کر رہی تھی۔ میں نے اُسے ہیلی کاپٹر میں بٹھایا۔ سونیا نے اندر آکر سلائیڈنگ دروازے کو بند کیا۔ پائلٹ کو پرواز کرنے کے لیے کہا اور تاکید کی کہ وہ مُنہ سے آواز نہ نکالے۔ ایک خیال خوانی کرنے والا اجنبی میلوڈی کے اندر موجود ہے۔

میں نے میلوڈی کی زبان سے کہا "سونیا! میں دوست ہوں، تمہارے کام آرہا ہوں اور تم پائلٹ کو مجھ سے محتاط رہنے کے لیے کہہ رہی ہو۔"

"تمہاری دوستی مجھ سے ہے، پائلٹ سے نہیں۔ پھر ایک دن میں دوستی مستحکم نہیں ہوتی۔ اگر تم سمجھدار ہو تو بحث نہ کرو، دوستی کا ثبوت دیتے رہو۔"

ہیلی کاپٹر پرواز کرنے لگا تھا۔ میں نے پوچھا "آخر کب مجھ پر اعتماد کرو گی؟"

"جب تمہارے متعلق معلومات حاصل ہوں گی کہ تم کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟ اور اچانک ٹیلی پیتھی کے آسمان سے کس طرح ٹپک پڑے ہو؟ فارگاڈ سیک، ابھی اپنے متعلق کچھ نہ کہنا۔ پہلے میلوڈی کے بچپن سے لے کر اب تک کی تمام اہم باتیں معلوم کرو۔"

"یعنی تم یہودی تنظیم کی میلوڈی بن کر تل ابیب جاؤ گی اور پارس کو شیبا کی قبر پر پھول چڑھانے کے لیے اُس کی برسی پر لے جاؤ گی۔"

"تم خطرناک حد تک پلان میکر ہو۔ تمہاری ذات سے میری دلچسپی بڑھتی جا رہی ہے۔ میں تمہارا کچا چٹھا معلوم کر کے رہوں گی۔ فی الحال میلوڈی کی ہسٹری معلوم کرو۔"

میں معلوم کرنے لگا۔ ہیلی کاپٹر روم کی سمت پرواز کر رہا تھا۔ یوگوسلاویہ سے اٹلی قریب ہے پھر بھی چار گھنٹے کا سفر ہے۔ میں نے ایک گھنٹے بعد سونیا سے کہا "میں اس عورت کے سلسلے میں چھوٹی بڑی تمام اہم باتیں معلوم کر چکا ہوں لیکن دو باتیں معلوم نہیں ہو سکتیں۔ ایک تو یہ کہ میلوڈی کا چہرہ پلاسٹک سرجری سے پہلے کیسا تھا۔ اس کے پاس اپنی پہلے چہرے والی تصویر موجود نہیں ہے۔ اس کے دوسرے سامان میں ہے جسے یہ مقدونیہ میں چھوڑ آئی ہے۔ دوسری بات یہ کہ تل ابیب میں جن اعلیٰ فوجی افسران اور حکومت کے عہدیداران سے ملتی آئی ہے اور جن سماجی شخصیات سے اس کی شناسائی ہے اُن کے چہروں کو تم وہاں جا کر کیسے پہچانو گی؟"

سونیا نے کہا "یہ ایک مسئلہ ہے لیکن بہت بڑا مسئلہ نہیں ہے۔ میں ایسے معاملات سے نمٹ لوں گی۔ تم میلوڈی کی ہسٹری بیان کرو۔"

میں اُسے ایک ایک بات تفصیل سے بتانے لگا۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ آرمر ایسے وقت سونیا کے دماغ میں پہنچ گیا ہے۔ وہ آرمر سے کہہ رہی تھی "ایک خیال خوانی کرنے والا اجنبی بار بار میرے کام آرہا ہے۔ پہلے وہ خود کو فرہاد کہہ رہا تھا۔ جب میں نے اُس کا مذاق اُڑایا تو وہ محض دوستی کا دم بھرنے لگا اور اس میں شبہ نہیں کہ اس نے مشکل مراحل میں میری بڑی مدد کی ہے۔"

آرمر نے تعجب سے پوچھا "آخر یہ بہروپیا کون ہو سکتا ہے؟"

"اسے ہم بے نقاب کریں گے۔ فی الحال ایک کام کرو۔ ابھی میں اس اجنبی خیال خوانی کرنے والے کو اپنے دماغ میں بُلا رہی ہوں۔ وہ میرے پاس آئے گا تو تم میلوڈی کے دماغ میں چلے جانا۔ اُسے کم از کم آٹھ گھنٹے کے لیے گہری نیند سُلا دینا اور اس کے دماغ میں یہ نقش کر دینا کہ کوئی بھی سوچ کی لہر اُسے بیدار کرنا چاہے تو وہ اپنے مقررہ وقت سے پہلے بیدار نہ ہو۔"

"تم میلوڈی کے ساتھ کیا سلوک کرو گی؟"

"ہمارا پائلٹ اسے پیرس لے جائے گا۔ اسے وہاں چھپا کر رکھا جائے گا۔ تم وقتاً فوقتاً میری ضرورت کے مطابق اس کے دماغ سے معلومات حاصل کرتے رہو گے اور وہاں کے تمام فوجی افسران وغیرہ کے دماغوں میں جا کر معلوم کر دو گے کہ میلوڈی سے کس کی جان پہچان ہے اور کس سے گہری شناسائی ہے۔ میلوڈی کے رشتے داروں کے پاس بھی جاؤ گے۔ کوشش کرو گے کہ میرے تل ابیب پہنچنے سے پہلے ان تمام متعلقہ افراد کی تصویریں کسی کے ذریعے مجھ تک پہنچ جائیں۔ وہاں پہنچنے پر پہلے میں تصاویر کو ذہن نشین کروں گی پھر اُن کا سامنا کروں گی۔"

"میں کوشش کروں گا کہ متعلقہ افراد کی تصاویر پہلے ہی تمھارے پاس پہنچ جائیں۔ اُس اجنبی کو اپنے پاس بُلاؤ۔"

سونیا نے میلوڈی کو دیکھتے ہوئے مجھے مخاطب کیا۔ "اجنبی دوست! تم نے بڑی اہم معلومات فراہم کی ہیں۔ میلوڈی کو آرام کرنے دو، تم میرے دماغ میں آؤ۔"

میں نے خوش ہو کر اس کے دماغ میں پہنچتے ہوئے کہا۔ "میری خوش نصیبی ہے کہ تم نے اپنے پاس بُلایا ہے۔"

"کیوں ناشکری کرتے ہو۔ آج کئی بار آ چکے ہو۔"

"ایسا بھی کیا آنا کہ جب چاہتی ہو، سانس روک کر باہر پھینک دیتی ہو۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی۔ "ہمیشہ عزت سے آنا اور عزت سے جانا چاہتے ہو تو اپنی اصلیت نہ چھپاؤ۔"

"یوں کہو کہ میں محبت سے آیا کروں اور محبت سے جایا کروں کیونکہ میری محبت امر ہے۔ انسان دنیا سے چلا جاتا ہے، اُس کی محبت کسی نہ کسی صورت میں رہ جاتی ہے۔ یہ تمھاری میری سچی محبت کا کرشمہ ہے کہ میں موت کے بعد بھی زندہ ہوں۔ دنیا کہتی ہے فرہاد مر چکا ہے، اب کبھی اس دنیا میں واپس نہیں آئے گا لیکن میں تمھارے پیار کی کشش میں چلا آیا ہوں۔"

"اوہ خدایا! تم پھر بکواس کرنے لگے ہو۔ میں تمھیں کیا سمجھوں؟ تم نے پہلی بار میرے دماغ میں آ کر پرنس ڈیگر کی باتیں سُنی تھیں، اُسے بھی فرہاد بننے کا خبط ہے۔ تم بھی اس مرض میں مُبتلا ہو۔"

"تم پہلے بھی کہا کرتی تھیں کہ محبت ایک بیماری ہے۔ سمجھنے کی کوشش کرو۔ میں آج بھی اس مرض میں مُبتلا ہوں۔"

"تم میرے ایک ایک سوال کا جواب دو۔ پہلا سوال ہے، کیا تم کسی مینٹل اسپتال یا پاگل خانے میں رہ چکے ہو؟"

"تم مجھے پاگل کیوں سمجھتی ہو؟"

"صرف میرے سوال کا جواب دو۔"

"میں کسی پاگل خانے یا مینٹل اسپتال میں نہیں تھا۔"

"دوسرا سوال ہے، کیا پاگل کبھی خود کو پاگل کہتا ہے؟"

"دیکھو، تم اپنے سوالات سے گھیر کر مجھے پاگل ثابت . . ."

وہ میری بات کاٹ کر بولی۔ "صرف سوال کا جواب دو۔"

"تمھارے سوال کی ایسی کی تیسی۔ میں جواب دوں گا کہ پاگل کبھی خود کو پاگل نہیں کہتا تو اس کا مطلب ہو گا کہ میں پاگل ہوں اور خود کو پاگل نہیں سمجھ رہا ہوں۔"

"اچھا ایک اہم سوال ہے۔ سپر ماسٹر کے پاس کتنے خیال خوانی کرنے والے ہیں؟"

"جب میں زندہ تھا، مم . . . میرا مطلب ہے کہ عارضی موت سے قبل میڈونا نامی ایک عورت سپر ماسٹر کی خیال خوانی کرنے والی تھی اور ایک شخص تھا جو پُراسرار بن کر رہتا تھا۔ اس کا نام مجھے معلوم نہیں ہے۔ آج تمھارے پاس آ کر پرنس ڈیگر کا نام معلوم ہوا۔"

وہ مسکراتے ہوئے بولی۔ "جب تم زندہ تھے اُس وقت بھی خیال خوانی کرنے والے دو ڈیگر تھے۔ وہ ہم پر ظاہر نہیں تھے۔ تمھاری عارضی موت کے بعد، ارے ہاں، یہ عارضی موت کیا ہوتی ہے؟"

میں جواب سوچنے لگا۔ اُسی وقت پرنس ڈیگر کی آواز سنائی دی، وہ کہہ رہا تھا۔ "سونیا! یہ پاگل کون ہے؟"

سونیا نے پوچھا۔ "تم کب آئے؟"

"میں تو آتے ہی تمھیں مخاطب کرتا ہوں لیکن تمھارے دماغ میں دوسری آواز سن کر حیران رہ گیا۔ حیرانی کی بات ہے۔ یہ کہہ رہا تھا کہ پہلے کبھی زندہ تھا۔ پھر عارضی موت مر گیا، آخر یہ مُردہ کون ہے؟ اور مُردہ ہے تو کیسے بول رہا ہے؟"

وہ بولی۔ "یہ عجیب و غریب چیز ہے یا تو بہت معصوم اور مظلوم ہے، کسی نے اس خیال خوانی کرنے والے پر تنویمی عمل کیا ہے، اس کے دماغ میں اُلٹی سیدھی باتیں نقش کر دی ہیں یا پھر یہ بہت بڑا مکار ہے۔"

پرنس ڈیگر نے کہا۔ "تمھاری آخری بات درست ہے۔ مجھے کل پتا چلا کہ سپر ماسٹر کے پاس صرف ہم دو ڈیگر نہیں ہیں، کوئی اور بھی خیال خوانی کرنے والا ہے۔ ہو سکتا ہے، ایک ہو، دو ہوں یا دس ہوں۔"

سونیا نے کہا۔ "یہ خبر تشویشناک ہے، اس کے پاس ٹرانسفارمر مشین تھی، پتا نہیں اُس نے کتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کیے ہوں گے۔ ویسے تمھیں کیسے علم ہوا؟"

"دو دن سے میں تمھارے ساتھ مصروف تھا اور دوسرا ڈیگر بیمار پڑا ہوا تھا۔ پھر وہ کون تھا، جو انسان نما روبوٹ کے دماغ میں رہ کر میڈونا کو پیرس سے روم پہنچانا چاہتا تھا۔"

وہ بولی۔ "یہ انسان نما روبوٹ والی بات مجھے معلوم نہیں ہے، میں بعد میں معلوم کر لوں گی۔ اہمیت اس بات کی ہے کہ ایک نیا خیال خوانی کرنے والا بھی ہے جو سپر ماسٹر کے لیے میڈونا کو اغوا کرنا چاہتا تھا۔"

پرنس ڈیگر نے کہا۔ "اور وہ نیا خیال خوانی کرنے والا ابھی تمھارے دماغ میں موجود ہے۔"

میں نے غصے سے کہا۔ "تم بکواس کر رہے ہو۔ میں سپر ماسٹر کا خیال خوانی کرنے والا نہیں ہوں۔ میں سپر ماسٹر، ماسک مین، یہودیوں کی تنظیم اور دوسری تمام خطرناک تنظیموں کا دشمن تھا، دشمن ہوں اور دشمن رہوں گا۔ سونیا! تم اس کی باتوں میں نہ آؤ۔"

"میں کوئی نادان بچی نہیں ہوں، کسی کی باتوں میں نہیں آؤں گی۔ تم یہ بتاؤ جب ہم نے تمام ٹرانسفارمر مشینوں کو تباہ کیا تو اس سے پہلے سپر ماسٹر کو درجن بھر ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کرنے کا کتنا موقع ملا ہو گا؟"

میں نے کہا۔ "بے شک، اُسے کافی موقع ملا ہو گا۔"

"اب بتاؤ، کیا اُس نے اپنے کسی خیال خوانی کرنے والے پر تنویمی عمل نہیں کرایا ہو گا؟ اس عمل کے ذریعے اس کی پچھلی زندگی بھلا دی ہو گی جسے برین واشنگ کہتے ہیں۔"

میں نے پوچھا۔ "وہ اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے کی برین واشنگ کیوں کرائے گا؟"

"اس لیے کرائے گا کہ اس کے دماغ میں فرہاد کی ہسٹری بھر دے گا۔ وہ بے چارہ عمل کے بعد خود کو دوبارہ زندگی حاصل کرنے والا فرہاد سمجھے گا۔"

"دیکھو دیکھو، یہ تم مجھے کہہ رہی ہو۔"

"تو پھر سیدھی طرح بتا دو تم کون ہو؟ مگر تم کیا بتاؤ گے؟ میں پہلے ہی کہہ چکی ہوں کہ تم تنویمی عمل کے پابند ہو یا پھر بہت بڑے مکار ہو۔ دونوں ہی صورتوں میں ہمارے لیے خطرناک ہو۔"

"ابھی چھ گھنٹے سے تمھارے کام آ رہا ہوں، تمھارے دشمنوں کو جہنم میں پہنچا رہا ہوں۔ کیا تم میری محبت اور دوستی کو نہیں سمجھو گی؟"

"محبت اور دوستی مکاری سے بھی ہوتی ہے۔ پرنس ڈیگر! میں اس اجنبی کو بھگا رہی ہوں۔ مجھے افسوس ہے سانس روکنے سے تم بھی نکل جاؤ گے۔ ہماری ملاقات پھر کسی وقت ہو گی۔"

"سونیا! ٹھہرو، ابھی سانس نہ . . ."

میرے منع کرنے کے باوجود اُس نے سانس روک لی۔ میں باہر نکلا پھر میلوڈی کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس کے اندر رہ کر سونیا سے کچھ کہہ سکتا تھا لیکن وہ بے ہوشی کی حد تک نیند میں ڈوبی ہوئی تھی۔ میں نے اُسے آواز دی۔ "میلوڈی! اتنی جلدی کیسے سو گئیں؟ اٹھو میلوڈی اٹھو۔"

پھر میری سمجھ میں آیا، وہ سوئی نہیں، سُلائی گئی ہے۔ اس کی چار انگلیوں کی ہڈیاں ٹوٹ گئی تھیں، وہ تکلیف سے پریشان تھی۔ بھرپور طبی امداد ملنے اور انگلیوں پر پلاسٹر چڑھانے کے بعد اُسے نیند کی دوا دے کر سُلایا جا سکتا تھا۔ میڈیکل ایڈ سے پہلے یوں گہری نیند نہیں آ سکتی تھی۔ ہاں مگر ٹیلی پیتھی کے ذریعے ایسا ممکن تھا اور ایسا ہی ہوا تھا۔

میں سمجھ گیا، یہ سونیا کی چال تھی۔ اُس نے مجھے میلوڈی سے دور کر دیا تھا۔ دوسرے لفظوں میں خود کو مجھ سے دور لے گئی تھی۔

اب میں اُس کی مصروفیات کو دیکھ سکتا تھا نہ سمجھ سکتا تھا اور نہ کسی ذریعے سے سمجھا سکتا تھا کہ تم مجھے فرہاد تسلیم نہیں کرتیں نہ سہی، کم از کم دوست مان لو۔ میں دشمن نہیں ہوں۔ آہ! مگر پرنس ڈیگر کی باتوں میں وزن تھا۔ پتا نہیں سپر ماسٹر نے کتنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو چھپا کر رکھا ہو گا۔ اُن میں سے میں ایک ہوں۔

میں اپنوں سے دور، بہت دور گھنے جنگل کے اُس کاٹیج میں تنہا تھا۔ بہت دیر سے اپنے بستر پر پیٹھی مارے بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے اپنے پیروں کو سیدھا کیا پھر افسوس کرتے ہوئے سوچنے لگا کہ پچھلی رات سے اب تک اعلیٰ بی بی، رسونتی، علی تیمور اور سونیا کے پاس جاتا رہا۔ ہر ممکن طریقے سے اپنی حیاتِ نو کا یقین دلاتا رہا مگر کسی نے یقین نہیں کیا۔ میں اُن کے بُرے وقتوں میں کام آتا رہا۔ ایک اعلیٰ بی بی کو موت کے پنجے سے نہ بچا سکا ورنہ رسونتی اور علی تیمور کو سرحد پار کرایا۔ سونیا کے دشمنوں کو آپس میں لڑ مرنے پر مجبور کیا۔ لیکن طرح طرح سے دوست بننے کا ثبوت دینے کے باوجود دشمن سمجھا جا رہا ہوں۔

اتنی مایوسیوں کے بعد بھی اُمید کی ایک کرن تھی۔ رسونتی اور علی تیمور سمجھ رہے تھے کہ سرحد پار کرتے وقت آرمر نے اُن کی مدد کی ہے اگر میں اُن سے کہتا کہ میں نے آرمر بن کر انھیں دشمنوں سے نجات دلائی ہے تو وہ یہ بات آرمر سے پوچھتے، وہ جواب دیتا کہ سرحد پار کرتے وقت وہ اُن کے پاس نہیں تھا تب انھیں میرے خلوص اور تعاون کا یقین ہوتا۔ میں پھر ایک بار قسمت آزمانے کے لیے رسونتی کے پاس گیا۔

اب اُسے بخار نہیں تھا، وہ علی کے ساتھ ایک چارٹرڈ طیارے میں پیرس کی طرف جا رہی تھی۔ اگرچہ بخار نہیں تھا تاہم کمزوری تھی۔ میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر سکتی تھی۔ اس وقت علی تیمور اُس سے کہہ رہا تھا۔ "ماما! میرے پاس انکل آرمر موجود ہیں۔ جب آپ کو پچھلی زندگی یاد آئے گی تو انکل آرمر بھی یاد آئیں گے۔ یہ نہایت ہی شریف اور سچے انسان ہیں۔ کسی خاتون کی اجازت کے بغیر اس کے دماغ میں نہیں جاتے۔

یہ آپ سے ضروری باتیں کرنا چاہتے ہیں۔ کیا آپ انھیں آنے کی اجازت دیں گی؟"

رسونتی نے کہا "ٹھیک ہے، انھیں آنے دو۔"

دوسرے ہی لمحے میں آرمر نے آکر سلام کیا پھر کہا "مادام! ایک خیال خوانی کرنے والا کچھ عجیب قسم کا آدمی ہے۔ یہ فیصلہ کرنا ابھی مشکل ہے کہ وہ ہمارا دوست ہے یا دشمن۔ ابھی علی نے بتایا ہے کہ وہ آپ لوگوں کے پاس بھی آچکا ہے۔"

وہ بولی "ہاں، وہ میرے دماغ میں آکر خود کو فرہاد کہہ رہا تھا۔"

آرمر نے کہا "بالکل ٹھیک، وہ تھوڑی دیر پہلے سونیا کے پاس جاکر بھی یہی کہہ رہا تھا۔ طرح طرح سے وہ خود کو فرہاد ثابت کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ویسے آپ نے اسے بالکل قریب سے دیکھا ہے کیا اُس نے آپ سے کوئی زیادتی کی تھی؟"

آرمر کے اس سوال سے رسونتی کا دل دھڑکنے لگا۔ وہ مجھے شوہر کی حیثیت سے نہیں پہچانتی تھی۔ بیٹے کو اور تمام رشتوں کو بھول گئی تھی لیکن میں نے محبت سے جو زیادتی کی تھی، وہ اُسے یاد آرہی تھی۔ جب بھی میرے پیار کا انداز یاد آتا تھا یُوں لگتا تھا جیسے یہ سب کچھ پہلے بھی ہوچکا ہو۔ میں اجنبی ہوں مگر پیار میں بالکل اپنا ہوں۔

وہ ایک گہری سانس لے کر آرمر سے بولی "اُس نے کوئی زیادتی نہیں کی۔ میرا دل کہتا ہے، وہ دشمن نہیں ہے، اگر ہوتا تو مجھے بڑی آسانی سے اغوا کر کے سپر ماسٹر یا کسی بھی دشمن کے پاس پہنچا دیتا۔ علی نے اُسے وارننگ دی کہ ہمارے پیچھے ہرگز نہ آئے۔ وہ بے چارہ درخت پر بیٹھا رہ گیا۔ میرے دماغ میں بھی نہیں آیا۔ پتا نہیں وہ کون تھا، فوجیوں سے چھپ رہا تھا۔ یہ سوچ کر ندامت ہوتی ہے کہ ہم اُسے دشمنوں کے درمیان چھوڑ آئے ہیں۔"

"مادام! آپ اُس سے متاثر ہیں؟"

"جو شخص نقصان نہ پہنچائے، تنہا دشمنوں میں گھر جائے، کیا اُس کے لیے ہمدردی سے سوچنا نہیں چاہیے؟ جب ہم پچھلی رات سرحد کے قریب پہنچے تو وہ بہت یاد آیا۔ مجھ میں خیال خوانی کی توانائی نہیں تھی ـــ اگر وہ ہوتا تو اس کی ٹیلی پیتھی کے سہارے ہم سرحدی مورچوں کی پوزیشن سمجھ سکتے تھے۔"

آرمر نے کہا "اس کی غیر موجودگی سے کوئی فرق نہیں پڑا۔ آپ ماں بیٹے نے ٹیلی پیتھی کے بغیر سرحد کو پار کیا اور دشمنوں کو بُری طرح شکست دے کر آگئے۔"

"یہ کیا کہہ رہے ہو؟ ہم ٹیلی پیتھی کا سہارا لے کر آئے ہیں، تم نے ہماری مدد کی تھی؟"

"میں نے مدد کی تھی؟ نہیں، میں تو پچھلی رات اپنی بہن جوجو اور سونیا کے معاملات میں پھنسا ہوا تھا۔ میں آپ میں سے کسی کے پاس نہیں آیا تھا۔"

"تم نہیں آئے تھے تو پھر وہ کون تھا؟ وہ خود کو آرمر کہہ رہا تھا۔"

"ٹھہریئے، میں علی سے بات کر کے آتا ہوں۔"

آرمر نے علی تیمور کے پاس آکر پوچھا "کیا سرحد پار کرتے وقت تمھیں ٹیلی پیتھی کے ذریعے مدد مل رہی تھی؟"

وہ بولا "انکل! آپ کیسا سوال کر رہے ہیں؟ کل رات آپ نے سرحدی چوکی میں گولے بارود کے دھماکوں سے تباہی مچادی۔ میں حیران تھا کہ آپ کبھی ایک چیونٹی کو نہیں مارتے ہیں، پھر بے شمار دشمنوں کو کس دل سے ہلاک کر رہے ہیں۔"

"بائی گاڈ، میں نے کسی کو ہلاک نہیں کیا، کوئی دھماکا نہیں کیا۔ میں پچھلی رات سرحد کے قریب ایک منٹ کے لیے بھی نہیں آیا تھا۔ یہ کوئی چکر ہے۔"

"انکل! آپ ہم سے کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔ اس کا مطلب ہے کوئی آپ کا نام لے کر ہماری مدد کرتا رہا تھا۔"

آرمر نے کہا "شاید وہی اجنبی ہوگا جو تمھاری ماما کے دماغ میں آکر خود کو فرہاد کہہ رہا تھا؟"

"سمجھ میں نہیں آتا۔ ہمارے درمیان صرف آپ ہی ایک خیال خوانی کرنے والے ہیں، میڈونا قابلِ اعتماد نہیں رہی، جوجو کے آپریشن کا زخم ابھی کچا ہے۔ وہ بے چاری بستر سے اٹھ نہیں سکتی، خیال خوانی کی پرواز نہیں کر سکتی۔ ماما بھی پچھلی رات بخار میں مبتلا تھیں۔ باقی تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمارے دشمن ہیں، وہ کبھی ہمیں سرحد پار نہ کرنے دیتے جبکہ کسی نے آپ کا نام لے کر ہم پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔"

بیٹے نے یہ باتیں ماں کو بتائیں۔ ماں نے کہا "خود کو فرہاد کہنے والے نے ہماری مدد کی ہے۔ یہ بات اس طرح سمجھ میں آتی ہے کہ تم نے اُسے گولی مارنے کی دھمکی دی تھی اور ہمارے پیچھے آنے سے منع کیا تھا۔ پھر وہ دماغ میں کیسے آتا۔ ہماری مدد کرنے کا ایک ہی طریقہ تھا۔ اس طریقے پر عمل کرتے ہوئے وہ آرمر بن گیا۔ پھر ہمیں سرحد پار کرانے کے بعد چُپ چاپ چلا گیا۔ بیٹے! میرا دل کہتا ہے وہ بہت اچھا ہے۔"

میں رسونتی کی باتیں سن کر خوش ہو رہا تھا۔ وہ میرے لیے سوچتی تھی، میری حمایت میں بولتی تھی۔ یہ ایک قدرتی جذبہ تھا۔ غیر شعوری طور پر وہ میری طرف مائل تھی۔ میں بیوی اور بیٹے کے پاس پھر ایک بار خود کو فرہاد کہنے آیا تھا لیکن اب کچھ کہنے کی ضرورت نہیں تھی۔ حالات انھیں میری حمایت میں سوچنے پر مجبور کر رہے تھے۔ جب وہ دل سے میرے حامی ہو جاتے، مجھ پر اعتماد کرنے لگتے تو خود کو فرہاد تسلیم کرانا کچھ دشوار نہ ہوتا۔ اس لیے میں چُپ چاپ اُن کی باتیں سنتا رہا۔

علی نے کہا "انکل! یہ بہت بڑی اور بہت اہم بات ہے۔ کوئی بڑے سے بڑا اور چھوٹے سے چھوٹا دشمن بھی ہمیں سرحد پار کرنے نہ دیتا۔ اس کا مطلب ہے، وہ اجنبی دشمن نہیں ہے۔"

آرمر نے کہا "دوست بھی نہیں ہے۔ تم سونیا کے تجربات سے انکار نہیں کر سکتے وہ کہتی ہے اس اجنبی پر بھروسا نہیں کرنا چاہیے۔ میں نے اُس کی ہدایت پر میلوڈی نامی ایک عورت کو ٹیلی پیتھی کے ذریعے گہری نیند سلایا تھا۔ پھر سونیا کو یہ بتانے اُس کے دماغ میں آیا کہ میلوڈی آٹھ گھنٹے سے پہلے بیدار نہیں ہوگی۔ اس وقت سپر ماسٹر کا ٹیلی پیتھی جاننے والا پرنس ڈیگر سونیا سے باتیں کر رہا تھا۔ وہ باتیں سنو گے تو اجنبی پر کبھی بھروسا نہیں کرو گے۔"

"وہ کیا کہہ رہا تھا؟"

آرمر نے کہا "پچھلے دو دن سے پرنس ڈیگر، سونیا کے ساتھ تھا، دوسرا ڈیگر بیمار پڑا ہے۔ اس دوران سپر ماسٹر بیرس سے میڈونا کو اغوا کرا کے روم پہنچانا چاہتا تھا۔ اس مقصد کے لیے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا مصروف تھا۔ پرنس ڈیگر نے سپر ماسٹر سے پوچھا تھا کہ یہ نیا خیال خوانی کرنے والا کون ہے؟ لیکن اُسے معقول جواب نہیں دیا گیا، اس طرح یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ سپر ماسٹر نے ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے کئی اور ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو پیدا کیا ہے۔ انھیں احتیاطاً دنیا والوں سے اور خصوصاً ہم سے چھپا کر رکھا ہے۔ یہ خیال خوانی کرنے والا جو خود کو فرہاد کہتا ہے، کبھی تمھاری کبھی سونیا کی مدد کرتا آرہا ہے۔ یہ سپر ماسٹر کے خفیہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں سے ایک ہے۔"

مجھے آرمر پر غصہ آرہا تھا۔ وہ میری بنتی ہوئی بات کو بگاڑ رہا تھا لیکن وہ اتنا سچا، شریف اور پیارا انسان تھا کہ میں اُسے دشمن نہیں کہہ سکتا تھا۔ وہ اپنے طور پر میرے وجود کا تجزیہ کر رہا تھا۔ پھر سپر ماسٹر کے نئے خیال خوانی کرنے والے نے مجھے مشکوک بنا دیا تھا۔ شیبا کی موت کو بھی ایک عرصہ گزر گیا ہے۔ اگر کوئی ہمارے دماغوں میں آکر یقین دلانا چاہے کہ وہ شیبا ہے اور موت کے بعد پھر زندہ ہوگئی ہے تو کوئی یقین نہیں کرے گا۔ سب یہی کہیں گے کہ سپر ماسٹر کا نیا خیال خوانی کرنے والا کوئی چال چل رہا ہے۔ یہی بات میرے ساتھ ہو رہی تھی۔

میں نے علی سے کہا "بیٹے! مجھے اپنی صفائی میں کچھ کہنے دو۔ آرمر ایک نیک انسان ہے۔ یہ کبھی جھوٹ نہیں بولتا لیکن لاعلمی کے باعث کوئی غلط بات کہہ سکتا ہے۔"

آرمر نے کہا "تم میری غلطی درست کرو گے تو مجھے خوشی ہوگی۔"

علی نے کہا "تم نے آرمر بن کر ہمیں دھوکا دیا لیکن ہمیں سرحد پار کرا کے بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔ ہم تمھارا یہ احسان کبھی نہیں بھولیں گے۔"

"احسان کی بات نہیں ہے بیٹا! میں تو محبت سے کام آیا تھا، آیندہ بھی کام آتا رہوں گا۔ تم میری دوستی کو اس طرح سمجھ سکتے ہو کہ اگر میں سپر ماسٹر کا آدمی ہوتا تو آرمر کی غیر موجودگی سے فائدہ اٹھا کر تمھیں سرحدی چوکی پر گرفتار کرا دیتا۔ رسونتی کو سپر ماسٹر کے پاس پہنچا دیتا۔ مجھے ایسا کرنے سے کوئی روک نہیں سکتا تھا۔ بتاؤ کوئی روک سکتا تھا؟"

"بے شک، تمھارا یہ عمل ثابت کرتا ہے کہ تم سپر ماسٹر کے آدمی نہیں ہو لیکن ماسک مین یا یہودی تنظیم کے آلۂ کار ہو سکتے ہو۔ یہ سپر طاقت اور خطرناک تنظیم والے میری ماما کو کبھی سپر ماسٹر کے پاس نہیں دیکھ سکتے۔ اسی لیے انھوں نے تمھارے ذریعے ہمیں سرحد پار کرا دیا۔"

"بیٹے! یہ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا ٹیلی پیتھی بچوں کا کھیل ہے کہ اس کے جاننے والے تمام خطرناک تنظیموں میں پیدا ہو رہے ہیں؟"

علی نے جواب دیا "اب یہ بچوں کا کھیل ہوتا جا رہا ہے۔ ہم کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ اسرائیل میں یہودیوں کے گھر کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا پیدا ہوگا اور وہاں ہماری شیبا ممی پیدا ہو گئی تھیں۔ ماسک مین کو ہماری توقع کے خلاف باسکل بوبا مل گیا۔ باسکل بوبا نے دراصل سپر ماسٹر کی ٹرانسفارمر مشین سے ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کیا تھا۔ پھر اپنے ماسٹر کو دھوکا دے کر ماسک مین کے پاس چلا گیا تھا۔ ڈینی دانیال بھی سپر ماسٹر کو چھوڑ کر پہلے ہماری دوستی کا دم بھرتا رہا پھر جہنم میں پہنچ گیا۔ ہو سکتا ہے تم نے بھی سپر ماسٹر کی ٹرانسفارمر مشین سے استفادہ کرنے کے بعد اُسے چھوڑ دیا ہو اور کسی دوسری سپر طاقت کے لیے ہمارے کام آرہے ہو، ہمیں سپر ماسٹر کے جال سے نکالنے کے بعد آیندہ کسی نئے جال میں اُلجھا سکتے ہو۔"

"میرے خلاف تمھارے دلائل ٹھوس ہیں لیکن یہ حقیقت نہیں ہے۔"

"تم معقول ثبوت کے ساتھ اپنی حقیقت پیش کرو۔ ہم سرحد پار کرنے کا بہت بڑا احسان اٹھا کر تمھارے بچھائے ہوئے اَن دیکھے جال میں نہیں پھنسیں گے۔"

بیٹا مجھ سے معقول ثبوت مانگ رہا تھا اور میرے پاس خود کو فرہاد ثابت کرنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ صرف جناب شیخ صاحب اپنی ایک ہاں سے میری مشکل آسان کر سکتے تھے لیکن وہ ناراض تھے۔ پہلے ہی کہہ چکے تھے کہ میری یہ نئی زندگی دین کے لیے زیادہ ہے اور دنیا کے لیے کم ہے۔ اگر میں دنیا کی طرف زیادہ جھکنا چاہوں گا تو اپنی صحیح شناخت پیش نہیں کر سکوں گا اور یہی ہو رہا تھا۔

علی نے کہا۔ "انکل! آپ تھوڑی دیر بعد رابطہ کریں۔ میں سانس روک رہا ہوں تاکہ وہ اجنبی مہربان چلا جائے۔"

سانس رکنے سے پہلے ہی میں اُس کے دماغ سے نکل کر رسونتی کے پاس آیا پھر بولا۔ "رسونتی! پلیز، بیٹے سے نہ کہنا میں تمھارے پاس ہوں۔ میں تم سے کچھ ضروری باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"

اُس نے پوچھا۔ "کیا علی اب بھی تمھیں دشمن سمجھتا ہے؟"

"ہاں یہ میری بدنصیبی ہے۔"

"کیا میں علی سے بات کروں؟"

"کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ وہ مجھ پر اعتماد نہیں کرے گا۔"

"تعجب ہے۔ تم نے بڑی محنت سے ہمیں سرحد پار کرا کے بے لوث دوستی کا ثبوت دیا ہے۔ اس کے بعد تو تم پر اعتماد کرنا چاہیے۔"

"دراصل سپر ماسٹر کا ایک اور نیا خیال خوانی کرنے والا ظاہر ہوا ہے۔ وہ کون ہے؟ اُس کا کیا نام ہے؟ یہ کوئی نہیں جانتا۔ علی اور سونیا وغیرہ مجھ پر شبہ کر رہے ہیں۔ علی کہتا ہے میرا تعلق ماسک مین یا یہودی تنظیم سے ہے۔ میں تم دونوں کو سپر ماسٹر کے جال سے نکال کر دوسری تنظیم کے سربراہ کے پاس پھنسا دوں گا۔ علی سمجھتا ہے، میں آیندہ تم ماں بیٹے کے خلاف کوئی چال چلنے والا ہوں۔"

"اگر تم سچے ہو تو میرے بیٹے کی غلط فہمی دور کرو۔ اُسے بتاؤ، تم کون ہو؟ تمھارا نام کیا ہے؟ کس ملک اور کس شہر میں رہتے ہو؟"

"میں بتاتا ہوں مگر کوئی یقین نہیں کرتا۔ میں فرہاد ہوں۔"

"فرہاد کے تمام دوستوں، دشمنوں اور رشتہ داروں نے اس کی میت دیکھی ہے۔ اُسے اپنی آنکھوں کے سامنے دفن کیا ہے۔ پھر وہ تمھیں فرہاد کیسے تسلیم کریں گے؟"

"میرا دل کہتا ہے، تمھاری یادداشت واپس آئے گی تو تم مجھے اپنا جیون ساتھی تسلیم کر لو گی۔ بیوی اپنے شوہر کے پیار کی چھوٹی سے چھوٹی بات یاد رکھتی ہے۔ کبھی سکون سے تنہائی میں سوچو، کیا میری آواز اور لہجے سے تمھارا دل دھڑکتا ہے؟ کیا میرے پیار کا کوئی انداز کبھی اچانک تمھارے دل کو چھو جاتا ہے؟"

وہ شرمانے لگی۔ اُسے فرہاد یاد نہیں تھا، فرہاد کی محبت یاد نہیں تھی لیکن گھنے درخت کی شاخ پر بیٹھ کر پیار کے جو مختصر سے لمحات گزرے، وہ یاد آرہے تھے۔ تھوڑی دیر کے لیے وہ بھول گئی کہ میں اُس کے چور خیالات پڑھ رہا ہوں۔ اُس کی سوچ کہہ رہی تھی: کیا پیار ایسا ہی ہوتا ہے، بدن میں انگڑائی بھر دیتا ہے۔ اوہ خدایا! میں نے علی تیمور کی سعادت مندی اور خدمت گزاری دیکھ کر اُسے اپنا بیٹا مان لیا ہے۔ کچھ ایسا ہو کہ اس اجنبی کی محبت کے انداز میں میرا گم شدہ شوہر مل جائے۔ اگر فرہاد ہی میرے جسم و جاں کا مالک تھا تو یہی اجنبی فرہاد ہو۔ اس فرہاد کو موت نہ آئی ہو۔ اسے میری عمر لگ جائے میرے مالک!

میں نے کہا۔ "اور میری دعا ہے کہ میری عمر تمھیں لگ جائے تاکہ میرے دونوں بیٹوں کو ماں کی بھرپور ممتا ملتی رہے۔ میرا جینا کیا اور مرنا کیا۔ میں تو جیتے جی اپنوں کے لیے مر چکا ہوں۔ کوئی میرے وجود پر یقین نہیں کر رہا۔"

"پتا نہیں کیا بات ہے۔ میرا دل کہتا ہے تم فرہاد ہو۔ اگر میں نے کبھی کسی کے ساتھ نیکی کی ہو تو اس کے صلے میں خدا میرے دل کا اعتبار درست رکھے۔"

"تم بہت اچھی ہو۔ اتنی بڑی اجنبی دنیا میں ایک تمھارا اعتماد حاصل کر کے مجھے جو خوشی ہو رہی ہے، اُسے لفظوں میں بیان نہیں کر سکوں گا۔ آج مجھے ساری دنیا کی دولت مل گئی ہے۔"

وہ چونک کر بولی۔ "اوہ میں کتنی خود غرض ہوں۔ تم سے یہ بھی نہیں پوچھا کہ تنہا جنگل میں کہاں بھٹک رہے ہو؟ کیا کھا پی رہے ہو؟ پچھلی رات سے کہیں سونے کی جگہ ملی ہے یا نہیں؟"

"میں خیریت سے ہوں۔ میری فکر نہ کرو۔"

"یہ سوچ کر دل دکھتا ہے کہ تم اکیلے ہو، بالکل اکیلے..."

"اب اکیلا کہاں رہا۔ تم جو میرے ساتھ ہو۔ میں جلد ہی پیرس آؤں گا۔"

"میرا بیٹا مجھے بابا صاحب کے ادارے میں لے جا رہا ہے۔ یہ ادارہ پیرس کے قریب ہے نا؟"

"ہاں میرا جی بہت چاہتا ہے تم سے ملاقات کروں لیکن یہ خود غرضی ہوگی۔"

"خود غرضی کیوں ہوگی؟"

"اس لیے کہ وہاں تمھارا علاج ہوگا۔ خدا نے چاہا تو جلد ہی تمھاری یادداشت واپس آجائے گی۔"

"یادداشت جب واپس آئے گی، تب آئے گی۔ میں پیرس میں تم سے ضرور ملاقات کروں گی۔"

"پھر تو میں پیرس نہیں آؤں گا۔ تم مجھے جان سے زیادہ عزیز ہو۔ میں پہلے تمھاری دماغی صحت مندی چاہتا ہوں۔ اس طرح تم ماضی کی تمام یادوں اور محبتوں کے ساتھ مجھے پہچان سکو گی۔"

وہ ناراض ہو کر بولی۔ "اگر نہ پہچان سکوں تو تم ملنے سے انکار کرتے رہو گے۔ جاؤ میں تم سے نہیں بولوں گی۔"

"تم میری محبت اور جذبے کو سمجھو۔ بابا صاحب کے ادارے میں رہ کر تمھیں علاج کے دوران ماضی کی بہت سی باتیں یاد آتی رہیں گی۔"

وہ کچھ نہ بولی، روٹھی رہی۔ اُس کے روٹھنے کا انداز اچھا لگتا رہا۔ اور میں اُسے مناتا رہا۔ یہ میری نئی زندگی کا نیا رومانس تھا۔ سچ مچ ایسا لگ رہا تھا جیسے جوانی کی ابتدا ہے اور پہلی بار کسی سے محبت کر رہا ہوں۔ وہ بیوی کم اور محبوبہ زیادہ لگ رہی تھی۔ شاید اس لیے کہ اُس نے اپنے اندر والی فرہاد کی بیوی کو بھلا دیا تھا۔ سر سے پاؤں تک اور دل سے دماغ تک محبوبہ ہی محبوبہ رہ گئی تھی۔

میں نے کہا۔ "میں ہار گیا تم جیت گئیں۔ غصہ تھوک دو۔ بابا صاحب کے ادارے میں علاج بھی کراتی رہو اور کبھی کبھی پیرس آکر مجھ سے ملتی بھی رہا کرو۔"

وہ مسکرانے لگی۔ علی کی نظر اُس پر گئی۔ اُس نے کہا۔ "ماما! آپ بہت خوش ہیں۔ کس بات پر مسکرا رہی ہیں؟"

"وہ... وہ..." رسونتی کو یوں لگا جیسے محبت کی چوری پکڑی گئی ہے۔ وہ گڑبڑانے والی تھی کہ میں نے سنبھال لیا۔ اُس کی زبان سے کہا۔ "بیٹے! میں سوچ رہی تھی، آج تمھیں زبان سے بیٹا کہہ کر خوش ہو رہی ہوں۔ کل پرسوں جب پچھلی زندگی یاد آئے گی اور سچ مچ تم میرے بیٹے ثابت ہو گے تو وہ کیسے مسرت بھرے لمحات ہوں گے۔"

"انشاء اللہ جلد ہی برین واشنگ کا توڑ ہو جائے گا۔ آپ پچھلی تمام باتیں یاد آجائیں گی پھر آپ مجھے بھی بیٹا کہہ کر گلے لگائیں گی۔"

وہ بڑی حسرت اور محبت سے بولی۔ "بیٹے! کیا میں تمھارے باپ کو بھی پہچان لوں گی؟"

"بے شک! آپ اُن کی تصویریں دیکھیں گی لیکن بہت روئیں گی۔ پاپا کی یادیں آپ کو بہت تڑپائیں گی۔"

"اگر وہ زندہ ہوں تو؟"

"ماما! پارس، سونیا ممّا، پومی آنٹی، استاد واٹسورو کی اور بابا صاحب کے ادارے کے تمام معزز اور محترم افراد کے ساتھ میں بھی پاپا کی تجہیز و تکفین کے وقت موجود تھا۔ ہم سب کی آنکھوں کے سامنے انھیں سپردِ خاک کیا گیا۔ اب آپ ہی بتائیں، کوئی قبر میں جا کر دوبارہ واپس آتا ہے؟"

رسونتی نے میری مرضی کے مطابق کہا۔ "بیٹے! آنکھیں دھوکا کھا سکتی ہیں۔"

"کیا ہزاروں افراد کی آنکھیں بیک وقت دھوکا کھائیں گی؟"

"جو لوگ شعبدے باز ہوتے ہیں، وہ سیکڑوں ہزاروں تماشائیوں کی آنکھوں کے سامنے خالی ہیٹ میں رومال ڈالتے ہیں پھر رومال کی جگہ زندہ، پھڑپھڑاتا ہوا کبوتر نکالتے ہیں۔ یہ نظروں کو فریب دینے کا کمال ہے۔ ہزاروں تماشائی دھوکا کھا جاتے ہیں۔"

علی نے ٹٹولتی ہوئی نظروں سے رسونتی کو دیکھا۔ وہ بولی۔ "تم اس طرح کیوں دیکھ رہے ہو؟"

اس نے پوچھا۔ "ماما! کیا وہ آپ کے دماغ میں ہے؟"

"آں؟ ہاں۔ وہ آیا تھا، پھر چلا گیا۔"

"آپ سمجھ رہی ہیں چلا گیا کیونکہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرتی ہیں۔ وہ چھپا ہوا ہے۔ خود کو فرہاد ثابت کرنے کے لیے آپ کی زبان سے شعبدے بازوں کی مثال دے رہا ہے۔"

"تم سمجھتے ہو تمھاری ماں نادان ہے، وہ ایسی معقول دلیل پیش نہیں کر سکتی!"

"یہ بات نہیں ہے۔ پہلے سپر ماسٹر نے آپ کے دماغ کو نقصان پہنچایا۔ اب کسی دوسری تنظیم کا وہ آلۂ کار آپ کو گمراہ کر کے مجھ سے چھین لینا چاہتا ہے۔ کیا آپ دشمن کی چکنی چپڑی باتوں میں آکر مجھ سے پھر بچھڑ جانا چاہتی ہیں؟"

"ایسی باتیں نہ کرو۔ میرا علاج کراؤ۔ میری یادداشت واپس لاؤ، پھر مجھے کوئی بہکا نہیں سکے گا۔ میں تمھیں چھوڑ کر کسی دشمن کے ساتھ نہیں جاؤں گی۔"

"ماما! آپ بہت اچھی ہیں۔"

میں نے کہا۔ "رسونتی! تم اپنے ذہن کو دوستوں اور دشمنوں کے معاملے میں نہ اُلجھاؤ، آرام کرو۔ میں پھر آؤں گا۔"

اُس نے بڑے پیار سے پوچھا "جلدی آؤ گے؟"

مَیں نے جلدی آنے کا وعدہ کیا پھر دماغی طور پر اپنے کاٹیج میں حاضر ہو گیا۔ پچھلی رات سونے کا موقع نہیں ملا تھا۔ مَیں چند گھنٹے کی نیند پوری کرنے کے بعد یہاں سے پیرس جانے کی کوئی تدبیر کرنا چاہتا تھا۔ اُسی وقت دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی۔ فوج کا ایک افسر دوڑتا ہوا میرے پاس آیا۔ یہ وہی افسر تھا جس سے مَیں نے کہا تھا کہ جس کے گلے کے لاکٹ میں سُرخ نگوں والی صلیب ہو گی، وہ جنگل میں ہونے والی اندھا دھند فائرنگ میں سلامت رہے گا۔ اُسے گولی نہیں لگے گی۔ وہی افسر میرے سامنے آ کر ہانپتے ہوئے بولا۔ "تم نے درست کہا تھا۔"

وہ اپنی قمیص کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر صلیب نکال کر دکھاتے ہوئے بولا "یہ میرے پاس سُرخ نگوں والی صلیب ہے، کل رات سے اب تک سیکڑوں فوجی جوان اور افسران مارے گئے مَیں مگر میں زندہ سلامت ہوں۔ کتنی ہی گولیاں میرے آس پاس سے گزرتی رہیں۔ ایک گولی تو میرے سینے پر آ کر لگی۔ یہ دیکھو صلیب پر گولی لگنے کا نشان ہے۔ تمھارے بیان کے مطابق مجھے گولی نہیں لگی۔"

مَیں نے اُس کے دماغ میں پہنچ کر اُس کی سوچ میں کہا۔ "اِس راہب نے سچا بیان دیا تھا۔ مجھے اس کے کسی کام آنا چاہیے۔"

اس خیال کے ساتھ ہی اُس نے مجھ سے کہا۔ "مَیں بہت خوش ہوں۔ مجھے بتاؤ مَیں تمھاری کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

"مَیں کسی شہر تک جانا چاہتا ہوں اور آج ہی جانا چاہتا ہوں۔"

"یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ ہمارا ایک ہیلی کاپٹر ضروری سامان لانے جا رہا ہے۔ تم ابھی اس میں جا سکتے ہو۔"

مجھے اس لمحے میں رسونتی پر اور زیادہ پیار آیا۔ جذبۂ عشق سلامت ہو تو عاشق کچے دھاگے سے بندھا چلا آتا ہے۔ یہ اُسی کی بھولی ہوئی زندگی کی اور بھولی ہوئی محبت کی صدائیں تھیں جو اتنی جلدی میرے سفر کا سامان کر رہی تھیں۔

*

نیا ماسک مَین آیا تھا۔ شطرنج کی نئی بساط بچھا کر نئی چالیں چلنے کے لیے بالکل تیار تھا۔ ایسے وقت اُس کے نائب نے اطلاع دی کہ آرمر آیا ہے۔ ماسک مَین کمپیوٹر کے سامنے آ کر بیٹھ گیا۔ آرمر جو باتیں نائب سے کر رہا تھا، نائب وہ باتیں کمپیوٹر اسکرین تک پہنچا رہا تھا۔ اور ماسک مین اپنا جواب نائب کے سامنے رکھے ہوئے کمپیوٹر اسکرین تک ارسال کر رہا تھا۔

آرمر نے کہا۔ "مسٹر نامعلوم! مَیں تمھیں ماسک مَین کا عہدہ حاصل کرنے پر مبارکباد دیتا ہوں۔ مَیں اُمید کرتا ہوں کہ سابقہ ماسک مَین کی طرح تم غلطیاں نہیں کرو گے۔ مَیں بابا صاحب کے ادارے کی جانب سے محبت اور انسان دوستی کا پیغام لے کر آیا ہوں اور توقع کرتا ہوں کہ ہمارے درمیان جو متنازعہ معاملات ہیں انھیں خوش اسلوبی سے نمٹاؤ گے۔"

ماسک مَین نے کہا۔ "مبارکباد کا شکریہ۔ مَیں تمھاری نیک توقعات پر پورا اُترنا چاہتا ہوں۔ ہمارا جھگڑا چشم زدن میں ختم ہو جائے گا۔ تم ہماری تاتیانہ اور پاسکل بُوبا کو واپس کر دو۔ مَیں جوجو اور ماریہ کو تمھارے حوالے کر دوں گا۔ یہ بہت ہی آسان شرط ہے۔"

"تاتیانہ زندہ نہیں ہے۔ جب فریقین میں صلح کا دروازہ کھلتا ہے تو جنگی قیدیوں کے تبادلے کی بات ہوتی ہے۔ جنگ میں مرنے والے سپاہیوں کی واپسی کا مطالبہ نہیں کیا جاتا۔ ہمارے پاس پاسکل بُوبا ایک قیدی ہے۔ اسے ہم نہایت آسان شرط پر تمھارے حوالے کر دیں گے۔"

"مَیں جانتا ہوں تم پاسکل کے عوض جوجو کا مطالبہ کرو گے۔"

"مسٹر نامعلوم! تم ماسک مَین کا عہدہ سنبھالتے ہی ذہنی دوالیہ پن کا ثبوت دے رہے ہو۔ پہلے تم نے مُردہ تاتیانہ کی زندہ واپسی چاہی اور اب میری شرط سننے سے پہلے ہی اپنی کھوکھلی عقل سے جوجو کی بات کر رہے ہو۔"

"مجھ پر چوٹ نہ کرو، کیا تم لوگ جوجو کی واپسی نہیں چاہتے ہو؟"

"ہرگز نہیں۔"

"مجھے حیران اور پریشان کرنے سے پہلے اچھی طرح سوچ کر بولو۔"

"مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جوجو میری بہن ہے جسے مَیں باپ کا پیار دیتا رہا ہوں۔ آپریشن کے بعد اُس کا بچگانہ پن ختم ہو چکا ہے۔ آیندہ وہ ایک ذہین خیال خوانی کرنے والی کی حیثیت سے منظرِ عام پر آئے گی۔ ٹیلی پیتھی سب سے خطرناک اور نایاب ہتھیار ہے۔ اگر ہم پاسکل کو تمھارے حوالے کر کے جوجو کا مطالبہ نہیں کریں گے تو تمھارے پاس دو خیال خوانی کرنے والے ہو جائیں گے۔ ہمارا نقصان ہے، تمھارا فائدہ ہے اس کے باوجود جوجو کو اپنے پاس رکھو۔"

"تم ایسی بات کہہ رہے ہو جسے ہم کبھی سوچ بھی نہیں سکتے ہیں بہرحال پاسکل کو واپس کرنے کی شرط کیا ہے؟"

"ماریہ کو ہمارے حوالے کر دو۔"

"تعجب ہے! ٹیلی پیتھی جاننے والی جوجو کے مقابلے میں ماریہ جیسی زہریلی لڑکی کو اہمیت کیوں دے رہے ہو؟"

"یہ سونیا کی حکمتِ عملی ہے، میں کچھ نہیں جانتا۔"

"وہ جو کہتی ہے تم سوچے سمجھے بغیر اس پر عمل کرتے ہو؟"

"ہاں یہی کرتا آ رہا ہوں۔"

"مَیں نے سنا ہے تم نہایت ہی سیدھے اور سچے آدمی ہو۔ لہٰذا سچ بتاؤ، جوجو ہمارے ہی پاس رہے گی؟"

"ہاں تمھارے پاس رہے گی۔"

"تم بھی یہاں آ جاؤ۔ اپنی بہن کے ساتھ رہو۔ اُسے تمھارے جیسے بھائی اور سرپرست کی ضرورت ہے۔"

"مَیں آ جاؤں گا تو تمھارے پاس ٹیلی پیتھی جاننے والے تین ہو جائیں گے۔"

"ہاں، یہ سب سے سہانا خواب ہے۔ تم ہی تعبیر بن سکتے ہو۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ تمھیں دولت، شہرت اور عیش و آرام کی تمنا نہیں ہے تم ایک راہب جیسی زندگی گزار رہے ہو لیکن تمھاری بہن کو سب سے زیادہ عزت، سب سے زیادہ شہرت اور سب سے زیادہ دولت کی ضرورت ہو گی تو وہ ہم اسے دیں گے افسوس کہ بھائی کا پیار نہیں دے سکیں گے، اسی لیے کہتا ہوں آ جاؤ، اپنی بہن کی خاطر آ جاؤ۔"

"تم اتنی محبت سے کہہ رہے ہو تو یقین کر لو، مَیں آ گیا ہوں تمھارے پاس ہوں، بہن کے پاس بھی جاتا ہوں۔ ایک بھائی کے تمام فرائض ادا کرتا رہتا ہوں۔"

"یہ تو کوئی آنا نہ ہوا۔ خیال خوانی کے ذریعے آؤ گے پھر چلے جایا کرو گے۔ اپنی بہن کے پاس نہیں بیٹھو گے۔ اُس کے سر پر ہاتھ نہیں پھیرو گے۔ تم بھائی بہن خیال خوانی کے ذریعے ملاقات کرتے رہو گے مگر ہمیشہ ایک دوسرے کے لیے بے چین رہو گے۔"

"مسٹر نامعلوم! اتنی دیر سے جوجو کا ذکر ہو رہا ہے اور مَیں انتظار کر رہا ہوں کہ اُسے میری بہن اور مجھے اس کا بھائی کہتے ہوئے تمھیں تھوڑی سی شرم آئے گی۔ یا خدا! یہ کیسی بے حس اور بے شرم دنیا ہے، بہن سے اُس کی یادداشت چھین لی۔ اسے جوجو سے لینا آندروف بنا دیا۔ اب کس بہن کی سرپرستی کے لیے مجھے اپنے پاس بلا رہے ہو؟"

"اُس کا نام اور اُس کا ذہن تبدیل ہوا ہے۔ وجود تو وہی تمھاری بہن کا ہے۔ وہ تمھیں نہ پہچانے، تم تو اُسے پہچانتے ہو۔ اُس کے قریب رہو گے تو وہ بھی رفتہ رفتہ بہن کا پیار دینے لگے گی۔ فرق صرف یہ ہو گا کہ تم اُسے جوجو نہیں کہہ سکو گے۔"

"مَیں کہوں گا، ہمیشہ جوجو کہتا رہوں گا، کیونکہ مجھے بہن کے نام سے بھی پیار ہے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ مَیں آ جاؤں تو پہلے اُسے میری جوجو بنا دو۔"

"تاکہ وہ بابا صاحب کے ادارے کو، فرہاد کی فیملی کو اور پارس کو اپنا سمجھے۔ ہم نے یہ اپنائیت ختم کرنے کے لیے اُسے آندروف فیملی سے منسوب کیا ہے تاکہ اس کی محبت اور جذبات صرف ہمارے ملک اور ہماری قوم کے لیے ہوں۔"

"یعنی پہلے ایک لڑکی کو اغوا کیا۔ اُسے اُس کے شوہر سے چھین لیا۔ مجھ جیسے بھائی کو اس سے محروم کر دیا۔ نیک نیتی سے تمھارا دور کا بھی تعلق نہیں ہے، پھر کیسے توقع کرتے ہو کہ مَیں جناب شیخ الفارس جیسے نیک اور فرشتہ صفت انسان کو چھوڑ کر تمھارے پاس آ جاؤں گا؟"

ماسک مَین نے کہا۔ "میرا خیال ہے، ہم فضول بحث میں وقت ضائع کر رہے ہیں۔"

"اتنی دیر بعد عقل آئی ہے۔ اب بتاؤ، ماریہ سے پاسکل کا تبادلہ کر رہے ہو؟"

"اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ تم لوگوں نے پاسکل بُوبا کا برین واش نہیں کیا ہو گا؟"

"ہم پاسکل کو جس حالت میں لے گئے تھے اُسی حالت میں واپس کریں گے۔ جوجو کی طرح اس کا ذہن اور نام تبدیل نہیں کیا ہے۔ میری سچائی پر دوست اور دشمن سب ہی یقین کرتے ہیں۔ مَیں سچ کہتا ہوں کہ وہ چند دنوں میں خیال خوانی کے بھی قابل ہو جائے گا۔ ہم میں، تم میں یہی فرق ہے کہ ہم کم ظرف نہیں ہیں۔"

"تم بولتے بولتے کچھ زیادہ ہی بول جاتے ہو۔ صرف کام کی بات کرو۔"

"بات تم کرو گے، تبادلہ منظور ہے یا نہیں؟"

"جوجو جیسی اہم لڑکی کو چھوڑ کر ماریہ کا مطالبہ کر رہے ہو۔ اس میں کوئی راز ہے۔ مَیں آدھے گھنٹے بعد جواب دوں گا۔"

رابطہ ختم ہو گیا۔ آرمر نے ماریہ کے پاس آ کر اُسے مخاطب کیا۔ وہ زہریلی لڑکی ابتدا میں پرائی سوچ کی لہروں کو نہیں سمجھتی تھی لیکن دماغ پر بوجھ محسوس کرتی تھی۔ رفتہ رفتہ اُسے خیال خوانی کے متعلق بہت کچھ سمجھایا گیا۔ جس پر عمل کرتے ہوئے وہ سانس روکنے لگی تھی۔ آرمر کی سوچ مخصوص کوڈ ورڈز ادا کرتی تھی جس کے بعد وہ باتیں کرتی تھی، ورنہ کوئی بھی آتا تو بار بار سانس روک کر اُسے بھگا دیتی تھی۔

وہ پارس کی دیوانی تھی۔ اُس کی خاطر بچپن سے بچھڑے ہوئے ماں باپ کو چھوڑ دیا تھا۔ اتنی بڑی دنیا میں ناگن کو صرف اپنے ناگ سے لگاؤ تھا۔ وہ اور کسی رشتے اور دوستی کو نہیں سمجھتی تھی ماسکو میں اُسے بہلانے کے لیے ایک ڈمی پارس کو اُس کے ساتھ رکھا گیا تھا اور اُسے اچھی طرح سمجھا دیا گیا تھا کہ ماریہ سے خوب محبت کرنا مگر ایک بالشت دُور رہنا ورنہ وہ زہریلی حسینہ جہنم کی

طرف روانہ کر دے گی۔

وہ بے چارہ ڈمی اُس سے محبت کرتا تھا، ہنستا مسکراتا رہتا مگر اندر سے سہما رہتا تھا۔ جب وہ گلے میں بانہیں ڈالتی تو ڈمی فوراً الگ ہو کر سمجھاتا تھا "دیکھو تم نے وعدہ کیا تھا جب تک تمہارے اندر سے سارا زہر نہیں نکلے گا اور ہماری باقاعدہ شادی نہیں ہو گی، تب تک ہم اپنے درمیان کم از کم ایک بالشت کا فاصلہ رکھیں گے۔"

وہ جھنجلا کر پوچھتی تھی "ہماری شادی کب ہو گی؟"

"جب زہر نکلے گا۔"

"زہر کب نکلے گا؟"

"اس مقصد کے لیے تمہارا علاج ہو رہا ہے تمہیں دوائیں کھلائی جا رہی ہیں انجیکشن لگائے جا رہے ہیں۔ زہر رفتہ رفتہ ختم ہو گا۔"

یہ درست تھا۔ وہاں کا ایک ڈاکٹر جو مختلف زہر اور خطرناک زہریلے سانپوں کے متعلق معلومات رکھتا تھا اور زہر کو مختلف ذرائع سے استعمال کرنے کا بھی تجربہ رکھتا تھا، وہ روزانہ ماریہ کے پاس آتا تھا اور اس کا علاج کرتا تھا۔ ڈمی پارس یہی جانتا تھا کہ علاج ہو رہا ہے لیکن اس کے برعکس کچھ اور ہو رہا تھا۔

ڈاکٹر اُس کے اندر زہر میں اضافہ کر رہا تھا۔ پیرس کے ڈاکٹروں نے مسلسل علاج کے ذریعے زہر کو بڑی حد تک کم کیا تھا۔ اُسے نارمل زندگی گزارنے کے قابل بنا رہے تھے۔ اِدھر ماسک مین کی پلاننگ یہ تھی کہ اس زہریلی کو بے حد خطرناک بنا کر اس سے بڑے بڑے کام لیے جا سکتے ہیں کیونکہ زہر ایسا ہتھیار ہے جو نظر نہیں آتا۔ اسے استعمال کرو تو کوئی دھماکا نہیں ہوتا۔ دشمن بڑی خاموشی سے مر جاتا ہے۔

جب زہریلے سانپ کو بین کے اشاروں پر نچایا جا سکتا ہے تو ایک لڑکی کو ٹریننگ دے کر اپنے احکامات کا پابند بنانا کچھ زیادہ مشکل نہیں تھا۔ ماسک مین کی جانب سے مقرر کی ہوئی ایک ٹیم اُسے ایک عجوبہ بنانے میں مصروف تھی اس ٹیم کا ڈاکٹر اُسے مزید زہریلی بنا رہا تھا۔ ایک تنویمی عمل کرنے والا اُسے اپنی معمولہ بنانے میں ناکام رہا تھا کیونکہ ماریہ کی آنکھیں اتنی زہریلی کشش کی حامل تھیں کہ عامل خود اُن سے سہم جاتا تھا۔ لہٰذا اُس کے ذہن کو، مزاج کو اور وفاداری کو تبدیل کرنے کے لیے دو ماہرِ نفسیات اُسے دماغی طور پر پہلے اُلجھاتے تھے پھر محبت سے اپنے مقاصد کے مطابق سکھاتے تھے۔ ایک ماہر اُسے میک اپ کرنے اور طرح طرح کے روپ بدلنے کا ہنر سکھاتا تھا۔ ماسکو پہنچنے کے بعد وہ بڑے مصروف دن رات گزار رہی تھی۔ اگر کبھی مصروف رہنے سے انکار کرتی تو اسے دھمکی دی جاتی کہ پارس سے ملنے نہیں دیا جائے گا۔

پارس سے ملنے کی دیوانگی اسے مجبور کرتی تھی۔ پارس کے قریب رہنے کی خاطر اُسے جو کہا جاتا تھا، وہ کرتی تھی۔ انھوں نے سوچا تھا، کہ اگر یہ لڑکی کبھی ان کے قابو سے نکلے گی یا سونیا کی چالاکی سے فرار ہو کر پارس کے پاس پہنچے گی تو وہ پارس کا آخری دن ہو گا۔ کیونکہ وہ پہلے کی طرح زہریلی ہوتی جا رہی تھی۔ اس کے برعکس پارس میں صرف زہریلی کشش رہ گئی تھی۔ اندر کا زہر ختم ہو گیا تھا۔ سانپوں کے ڈسنے کا اس پر اثر نہیں ہوتا تھا لیکن ناگن کا زہر برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ ایسی حالت میں وہ کسی دن اپنی ہی دیوانی کے پیار سے مرنے والا تھا۔

اب پتا نہیں وہ کس حد تک زہریلی ہو گئی تھی اور ماہرین سے کیسے کیسے ہنر سیکھ رہی تھی۔ ویسے ایک بات اُس کے دماغ میں اچھی طرح نقش ہو گئی تھی کہ جب تک ماسک مین کی وفادار رہے گی، پارس اسے ملتا رہے گا۔ اس کی وفاداری کو آزمانے کے لیے اُس سے کہا گیا کہ آرمر دشمن ہے، اُسے دماغ میں نہ آنے دو۔ ماریہ نے کہا "وہ دشمن نہیں ہے، مجھے بیٹی کہتا ہے، بہت اچھا آدمی ہے۔"

"دشمن اچھا دوست بن کر ملتا ہے۔ بیٹی کہہ کر چکنی چپڑی باتیں کرتا ہے پھر اچانک نقصان پہنچاتا ہے۔"

"بھلا وہ مجھے کیا نقصان پہنچائے گا؟"

"وہ کبھی تم سے کہے گا کہ یہ شہر، یہ ملک چھوڑ کر پیرس چلو۔"

"میں پارس کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گی۔"

"اُس نے پیرس میں ایک نوجوان کو نقلی پارس بنا کر رکھا ہے۔ اُس نقلی کی جھلک دکھا کر تم سے کہے گا وہ اصلی ہے اور یہاں جس پارس سے روز ملتی ہو، وہ نقلی ہے، تب تم کیا کرو گی؟"

وہ ہنستے ہوئے بولی "میں روز اُسے آنکھوں سے دیکھتی ہوں اُس کی باتیں سنتی ہوں، اُسے خوب اچھی طرح پہچانتی ہوں، وہ نقلی نہیں ہو سکتا۔"

"آرمر جس کی بات کرے گا وہ بھی دیکھنے سننے میں اصلی پارس لگے گا پھر تم فیصلہ کیسے کرو گی؟"

اُس نے پھر ہنستے ہوئے کہا "ایک بار پارس نے کہا تھا، محبت کرنے والے اپنی صداؤں سے، اپنی اداؤں سے اور اپنی وفاؤں سے پہچانے جاتے ہیں۔"

وہ ہنستے ہنستے سنجیدہ ہو گئی۔ چند لمحے سوچتی رہی پھر بولی "میں پارس سے روز ملتی ہوں، اس کی وفاؤں سے اُس کی محبت کا یقین کرتی ہوں لیکن جب وہ مجھے صدا دیتا ہے اور پیار کے

لمحات میں دور ہونے کی جو ادائیں دکھاتا ہے تو مجھے کھٹکنے لگتا ہے۔ اس میں وفائیں ہیں لیکن ادائیں اور صدائیں ویسی نہیں ہیں جیسی پیرس میں ہوا کرتی تھیں۔"

"تمھیں کھٹکنا نہیں چاہیے۔ اکثر حالات کے تحت آدمی کا موڈ بدلتا ہے۔ موڈ بدلنے سے آواز میں سختی پھر نرمی اور کبھی گرمی پیدا ہوتی ہے۔ اس کی حرکتیں بھی ذرا مختلف ہو جاتی ہیں۔ تم اس انداز میں سوچو گی تو آرمر تمھیں بہکانے میں آسانی سے کامیاب ہو جائے گا۔"

"مجھے پارس کے سلسلے میں کوئی بہکا نہیں سکے گا۔ میں ہزاروں پارسوں کی بھیڑ میں اپنے ناگ کو پہچان لوں گی۔"

"بھئی، کیسے پہچانو گی؟"

"میں اُسے پیار کروں گی، اگر میرا زہر برداشت کرے گا تو وہی میرا پارس ہو گا۔ اُسے آنے دو، آج میں ضرور اُسے پیار کروں گی۔"

اُسے مشورے دینے والا پریشان ہو کر بولا "ایسا غضب نہ کرنا۔ یہ کوئی آزمانے کا طریقہ نہیں ہے۔"

ماریہ نے پوچھا "یہ جو روز ملنے آتا ہے کیا یہ اصلی پارس نہیں ہے؟"

"بھئی، اصلی ہے لیکن علاج کے ذریعے اس کا زہر ختم کر دیا گیا ہے۔ یہ اب تمہارا زہر برداشت نہیں کر سکے گا۔"

"میں ایسی نادان بھی نہیں ہوں، اتنا سمجھتی ہوں جو زہریلا ہو جائے اُس کا زہر کم تو ہو سکتا ہے، ختم نہیں ہو سکتا۔ میں نے لندن کے نامور ڈاکٹروں سے یہ بات سنی ہے۔"

"لندن کے ڈاکٹر بکواس کرتے ہیں۔ تم پارس کو پیار نہیں کرو گی۔"

"میں کروں گی۔ تم مجھے روکنے والے کون ہوتے ہو؟"

وہ خاموشی سے اُٹھ گیا۔ ماریہ کی آنکھیں غصے میں غضب ناک ہو جاتی تھیں، وہ اُس سے دور دروازے پر گیا پھر بولا "جب تک تم پیار کا ارادہ نہیں بدلو گی ہم پارس کو تمہارے پاس آنے نہیں دیں گے۔"

وہ اچانک کمزور پڑ گئی، غصہ بھول گئی، عاجزی سے بولی "میں اُس سے دور رہوں گی، وعدہ کرتی ہوں، روز کی طرح اُس سے ملوں گی۔"

"ہماری دوسری شرط یہ ہے کہ آرمر کو دماغ میں آنے نہیں دو گی۔"

"وہ میرا کون سا سگا ہے، اُسے آنے نہیں دوں گی۔"

"شاباش! تمہارا پارس اپنے وقت پر آ جائے گا۔"

وہ مشورے دینے والا چلا گیا۔ اس کے جانے کے تھوڑی دیر بعد آرمر نے اُسے مخاطب کیا۔ مخصوص کوڈ ورڈز ادا کیے۔ وہ بولی "آرمر بھائی! تم چلے جاؤ۔ اگر نہیں جاؤ گے تو میں اپنی سانس روک لوں گی۔"

آرمر نے پوچھا "بیٹی! مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہے؟"

"کیا تم بیٹی کہہ کر مجھے بہکانا چاہتے ہو، یہ کہنا چاہتے ہو کہ اصلی پارس یہاں نہیں پیرس میں ہے۔"

"یہ تم سے کس نے کہہ دیا۔ آج تک میں نے تم سے اصلی نقلی کی بات نہیں کی۔ میرا ایمان ہے جھوٹ کی کمزوری جلد ہی ظاہر ہو جاتی ہے اور تم تو دل کی گہرائیوں سے پارس کو چاہتی ہو۔ جب بھی دماغ پر ذرا سا زور دو گی کسی بھی فریبی کو پہچان لو گی۔"

"یعنی تم یہ نہیں کہو گے کہ مجھے اس پارس کو چھوڑ کر پیرس جانا چاہیے؟"

"بیٹی! تم خود گواہ ہو، میں نے پہلے کبھی پارس کے سلسلے میں تم سے گفتگو نہیں کی پھر آئندہ کیوں کروں گا؟"

"اس کا مطلب ہے یہاں جس سے روز ملتی ہوں یہی میرا پارس ہے؟"

"محبت تم کرتی ہو۔ تم اُسے پہچان سکتی ہو۔ میں دور رہ کر اُسے کیسے پہچان سکتا ہوں۔"

"اُس کے دماغ میں جا کر معلوم کر سکتے ہو؟"

"تم جتنی زہریلی ہو اتنی ہی معصوم ہو، یہ نہیں جانتی ہو کہ تنویمی عمل کے ذریعے دماغ کو محدود کر دیا جاتا ہے۔ خیال خوانی کرنے والے ایک حد تک دماغ کو پڑھ سکتے ہیں مگر اس کی گہرائی کو نہیں سمجھ سکتے۔ بیٹی! میرا ایک مشورہ یاد رکھو، کسی کی نہ سنو، اپنی عقل سے اچھے بُرے، جھوٹے اور سچے کو سمجھنے کی کوشش کرتی رہو۔ ایسی کوششوں سے ذہانت بڑھتی ہے۔"

"آرمر بھائی! تم بہت اچھے ہو۔ میں تمھیں دماغ میں آنے دوں گی اور اُن لوگوں سے کہوں گی کہ سانس روک کر تمھیں بھگا دیتی ہوں۔ ایسا نہیں کہوں گی تو پارس کو مجھ سے ملنے نہیں دیں گے۔"

"تم جیسا بہتر سمجھتی ہو ویسا کرو۔"

"مجھے ایک مشورہ دو، کیا پارس کو آزمانا چاہیے؟"

"محبت آزمائشوں سے گزرتے رہنے کا نام ہے۔ صرف پارس ہی نہیں دوسروں کو بھی کبھی زہر سے کبھی ذہانت سے آزماتی رہا کرو۔"

"ٹھیک ہے، میں ایسا ہی کروں گی۔"

"میں جا رہا ہوں۔ تھوڑی دیر بعد آؤں گا۔"

آرمر نے ٹھیک آدھے گھنٹے بعد ماسک مین سے رابطہ کیا۔ پھر پوچھا "میں ابھی ماریہ کے پاس جانا چاہتا تھا، وہ سانس روک لیتی ہے۔ تم لوگوں نے اُسے میرے خلاف بھڑکایا ہے۔"

"ہم نے احتیاطاً ایسا کیا ہے تاکہ تم اُسے ہمارے خلاف نہ بہکا سکو، بہرحال ہمیں تمھاری شرط منظور ہے۔ تم پاسکل کو ہمارے پاس بھیج دو، ہم ماریہ کو یہاں سے روانہ کر دیں گے۔"

"افسوس! وہ شرط ختم ہو چکی ہے۔ ماریہ کو بھی اب اپنے پاس رکھو۔"

وہ حیرانی سے بولا "یہ کیا کہہ رہے ہو؟ آدھا گھنٹہ پہلے تم ماریہ کا مطالبہ کر رہے تھے۔"

"اُس وقت معلوم نہیں تھا کہ تم لوگوں نے ماریہ کو ہمارا دشمن بنا دیا ہے۔"

"یہ جھوٹ ہے، ماریہ کے مطالبے سے انکار نہ کرو۔ ہمارا پاسکل بوبا ہمارے حوالے کرو۔ تم سیدھے سادے آدمی ہو، ہیرا پھیری اور سیاسی چالوں کو نہیں سمجھتے ہو، بہتر ہے، سونیا کے پاس جاؤ اور اس سے مشورہ کرو۔"

"تمھارا یہ مشورہ معقول ہے، میں سونیا کے پاس جا رہا ہوں، ایک گھنٹے بعد تم سے گفتگو ہو گی گڈ بائی۔"

آرمر نے پہلی بار جناب شیخ صاحب یا سونیا سے مشورہ کیے بغیر ماریہ کے مطالبے سے انحراف کیا تھا۔ اپنی مرضی سے ایک اہم فیصلہ کیا تھا۔ دراصل وہ ماریہ کے چور خیالات کو پڑھ چکا تھا، وہ روز ملاقات کرنے والے پارس کو آج آزمانے والی تھی۔ اس آزمائش کے نتیجے میں ماسک مین کی مشکلات بڑھنے والی تھیں۔ اس کے پاس ماریہ کو مطمئن کرنے والی پارس کی دوسری ڈمی نہیں ہو گی اگر ہو گی تو ماریہ اُسے بھی آزمائے گی۔ ان حالات میں وہ گلے میں ہڈی کی طرح اٹک جائے گی۔ ماسک مین اسے نہ نگل سکے گا نہ اُگل سکے گا۔ پھر کیا کرے گا؟ وہ یہی دیکھنا چاہتا تھا۔

سونیا نے یہ تمام باتیں سن کر کہا "شاباش آرمر! تم نے ماریہ کے مطالبے سے انکار کر کے دانشمندی کا ثبوت دیا ہے۔ اب تم فوراً ماسک مین کے پاس جا کر اس بات پر زور دو گے کہ ماریہ کو جسمانی یا دماغی نقصان نہ پہنچے اور نہ ہی اُسے حبس بے جا میں رکھا جائے ورنہ ماریہ کا ایک ناخن ٹوٹے گا تو ادھر پاسکل بوبا کا پورا ہاتھ ٹوٹ جائے گا۔ ماریہ کو صدمہ پہنچے گا تو پاسکل کو دماغی مریض بنا دیا جائے گا۔"

وہ تھوڑی دیر تک سونیا سے داؤ پیچ سیکھتا رہا پھر ماریہ کے پاس آیا۔ ڈمی پارس اُس سے ملنے آیا تھا۔ اس سے پیار بھری باتیں کر رہا تھا۔ ماریہ نے کہا "تم خواہ کتنی ہی محبت جتاؤ اب وہ پیرس والی بات نہیں رہی ہے۔"

اُس نے پوچھا "پیرس میں کیا بات تھی؟"

"وہاں رکاوٹ نہیں تھی۔ تم مجھ سے ڈرتے نہیں تھے۔ گلے لگتے ہی بھاگتے نہیں تھے۔ اب تمھیں کیا ہو گیا ہے؟"

وہ بولا "میرے اندر کا زہر نکال کر مجھے نارمل زندگی گزارنے کے قابل بنا دیا گیا ہے۔ ایسی حالت میں تمھارا زہر ناقابلِ برداشت ہو گا۔"

"یہ کیسا علاج ہے کہ تمھارا زہر ختم ہو گیا ہے اور میرا زہر ختم نہیں ہو رہا ہے؟"

"تم بچپن سے زہریلی ہو۔ تمھیں نارمل ہونے میں وقت لگے گا۔"

"میں ایک بات اچھی طرح سمجھتی ہوں وہ یہ کہ میں ہمیشہ زہریلی رہوں گی اور پہلے کی طرح پھر تمھیں زہریلا بناؤں گی۔ ہماری پہلی ملاقات یاد ہے، میں نے ہلکا سا زہر تمھارے جسم میں پہنچایا تھا اور تم زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہو گئے تھے۔ میں نے تمھیں مرنے نہیں دیا تھا۔ آج بھی ہلکا سا زہر دوں گی، اتنا ہلکا سا کہ تم برداشت کر لو گے۔"

"نہیں، ایسا نہ کرنا، میں برداشت نہیں کر پاؤں گا۔"

"میں تمھاری برداشت کی حد کو پہلی ملاقات سے سمجھتی آ رہی ہوں۔ رفتہ رفتہ علاج سے میرا بھلا نہ ہوا۔ میں رفتہ رفتہ تمھیں اپنے برابر زہریلا بنا دوں گی پھر تم میرے ساتھ ازدواجی زندگی گزارنے کے قابل ہو جاؤ گے۔"

وہ بانہیں پھیلا کر اُس کے قریب آئی۔ وہ پیچھے ہٹ کر بولا "پلیز، مجھ سے دور رہو۔ آج تمھیں کیا ہو گیا ہے؟"

"یہی میں پوچھتی ہوں تمھیں کیا ہو گیا ہے۔ جب میں روز تمھیں پیار کرتی تھی تو میرے دیوانے بن جاتے تھے۔ اسپتال کے ڈاکٹروں نے ہمیں ایک دوسرے سے دور الگ الگ کمروں میں رکھا تھا پھر بھی تم چھپ کر میرے پیار کا زہر حاصل کرنے پہنچ جاتے تھے آج وہی تم ہو کہ مجھ سے دور بھاگ رہے ہو۔"

"میں بھاگتا نہیں ہوں۔ اس وقت کا انتظار کرنا چاہتا ہوں جب میری طرح تم بھی زہر سے خالی ہو جاؤ گی۔"

"پارس! میرے صبر کا امتحان نہ لو۔ جب سے میں ماسکو سے آئی ہوں، تم مجھ سے بھاگے بھاگے پھرتے ہو۔ دن رات حسرت سے سوچتی ہوں کب مجھے سینے سے لگاؤ گے، آج ایک لمحے کے لیے صرف ایک لمحے کے لیے گلے لگا لو۔"

وہ آگے بڑھی۔ ڈمی سہم کر دروازے کی طرف جاتے ہوئے بولا "آج تم خطرناک ہو گئی ہو۔ یہاں آنے سے پہلے ایک افسر نے مجھے بتایا تھا کہ تم اصلی اور نقلی کو پہچاننا چاہتی ہو۔ اس لیے مجھے محتاط رہنا چاہیے۔ اگر تم فاصلہ نہیں رکھو گی تو میں چلا جاؤں گا پھر بلاتی رہو گی تب بھی نہیں آؤں گا۔"

اس کی آنکھیں غضب ناک ہو گئیں۔ آرمر نے کہا "وہ تمھاری آنکھوں سے سہم کر بھاگ جائے گا۔ غصہ کرو گی تو عقل سے کام نہیں لے سکو گی۔ اس سے سچ اگلوانے کی کوشش کرو۔"

ماریہ نے نظریں جھکا لیں پھر آہستہ سے کہا "ٹھیک ہے ہمارے درمیان فاصلہ رہے گا۔ میں گلے لگانے کی ضد نہیں کروں گی لیکن ہم ایک دوسرے کا ہاتھ تو تھام سکتے ہیں۔"

وہ ہچکچانے لگا۔ وہ بولی "کیا ہاتھ پکڑنا بھی گناہ ہے؟"

وہ حوصلہ کرتے ہوئے اپنا ہاتھ اُس کی طرف بڑھاتے ہوئے بولا "تمھارے اندر واقعی زہریلی کشش ہے۔ میں تمھاری طرف کھنچا جاتا ہوں۔ تمھاری آنکھیں مجھے لوٹ لیتی ہیں۔ مگر یاد رکھو، ہاتھ پکڑ کر زبردستی کرو گی تو میں تمھارا ہاتھ توڑ دوں گا۔ تم نازک سی لڑکی ہو، مجھ سے زور آزمائی کی حماقت نہ کرنا۔"

وہ اُس کا ہاتھ تھام کر بولی "مجھے آج پتا چلا کہ تم میری محبت کے صلے میں ہاتھ بھی توڑ سکتے ہو۔ اتنی زحمت اٹھانے کے بجائے سچ نہیں بول سکتے؟"

"کیسا سچ؟"

"یہی کہ پہلے والے پارس کیوں نہیں ہو؟ مجھ سے سہمے ہوئے کیوں رہتے ہو؟"

"ایسی باتیں کرو گی تو ہاتھ چھڑا لوں گا۔"

"بہت دنوں بعد ہاتھ آئے ہو۔ اب تمھاری واپسی ناممکن ہے۔"

اس نے ایک جھٹکے سے ہاتھ چھڑا لیا۔ ماریہ اس حرکت کے لیے پہلے سے تیار تھی۔ اُس نے خود ہی ہاتھ چھوڑتے ہوئے اس کی کلائی میں اپنے ناخنوں سے خراشیں ڈال دیں۔ ڈمی کو ہلکی سی جلن کا احساس ہوا۔ اُس نے کلائی کو دیکھا۔ جلن بڑھتی ہی جا رہی تھی۔ وہ سرد لہجے میں بولی "میرے پارس ہو تو ان خراشوں کو برداشت کر لو گے کیونکہ یہ بہت ہلکی سی خوراک ہے اور اگر بہروپیے ہو تو تیزی سے بھاگو۔ جتنی جلدی ڈاکٹروں کی امداد حاصل کر سکتے ہو، کرو۔ تمھارا خدا ہی حافظ ہے۔"

وہ دونوں ہاتھ اٹھا کر چیخ مارتے ہوئے بولا "اگر مجھے کچھ ہوا تو میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا، میں تجھے... تجھے..."

اُس کی آواز حلق میں اٹکنے لگی۔ زہر کی تاثیر بڑھتی جا رہی تھی۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا رہا تھا۔ تکلیف برداشت نہیں ہو رہی تھی۔ وہ لڑکھڑاتا ہوا دروازے تک آیا پھر اُسے کھول کر سیکیورٹی گارڈز کو آوازیں دینے لگا۔ الفاظ صاف طور سے نکل

نہیں رہے تھے۔ اُس کی پکار چیخ بن گئی تھی۔ ماریہ کی رہائش گاہ کے اطراف میں سخت پہرا رہتا تھا۔ پہرا دینے والے دوڑتے ہوئے آگئے۔ اس وقت تک ڈمی کے منہ سے جھاگ نکلنے لگے تھے۔ انھیں سمجھنے میں دیر نہ لگی۔ دو سپاہی اُسے اٹھا کر دوڑتے ہوئے گاڑی کی طرف گئے۔ سیکیورٹی افسر ٹرانسمیٹر کے ذریعے متعلقہ افسر سے رابطہ قائم کر رہا تھا۔

آرمر نے کہا ”بیٹی! یہ تم نے کیا کیا؟ میں نے کہا تھا سچ اگلوانے کی کوشش کرو۔“

”آرمر بھائی! میں جھوٹ اور فریب برداشت نہیں کر سکتی۔ پھر میں نے ناخنوں کی ہلکی سی خراشیں لگائی تھیں۔ اگر میرے دانت لگ جاتے تو یہیں پھڑ پھڑا کر مر جاتا۔ یہ سچ ہے کہ جھوٹ کمزور ہوتا ہے، سچ کی ایک چٹکی میں مر جاتا ہے۔“

”میری بچی! اب یہاں کے لوگ تم پر سختیاں کریں گے۔ تم حوصلہ نہ ہارنا۔ میں تمھاری حفاظت کا انتظام کرنے جا رہا ہوں۔“

وہ نائب کے پاس آیا۔ نائب نے ماسک مین کو اطلاع دی۔ تینوں کے درمیانی رابطے سے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے ماسک مین نے کہا ”مسٹر آرمر! جب تم سونیا سے مشورہ کرنے گئے تھے تب ہی میرے مشیروں کو خطرے کا احساس ہوا تھا۔ ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ ماریہ نے ڈمی پارس کو ڈس لیا ہے۔ سپاہی اُسے فوری طبی امداد کے لیے اسپتال لے جا رہے تھے۔ اُس نے راستے ہی میں دم توڑ دیا۔“

آرمر نے پوچھا ”وہ تو نارمل تھی، ایبنارمل کیسے ہو گئی؟“

”معصوم نہ بنو۔ تم نے اُسے بہکایا ہے۔“

”بہت خوب! ایک تو اُسے منع کر دیا کہ مجھے دماغ میں نہ آنے دے، وہ سانس روک لیتی ہے۔ پھر میں اُسے کیسے بہکا سکتا ہوں۔“

”تم لوگ بہت مکار ہو، پتا نہیں کیسے کیسے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہو۔“

”مسٹر نامعلوم!...“

”میں نامعلوم نہیں، ماسک مین ہوں۔“

”ایسی ہی غلطیاں کرتے رہے تو آج ہی ماسک مین کے عہدے سے چھٹی ہو جائے گی۔ ذرا سوچو اور سمجھو۔ وہ روز صبح و شام ڈمی سے ملتی تھی۔ اُس سے محبت سے پیش آتی تھی۔ آج اُس کے مزاج کے خلاف تم لوگوں نے کیسی باتیں کی ہیں۔ اُسے کس نے غصہ دلایا ہے۔ یہ ناگن کی فطرت ہے، وہ اپنے راستے جاتی ہے کوئی اُسے چھیڑے تو غصے میں ڈس لیتی ہے۔“

”ہمیں نہ سمجھاؤ“ ہم اُس زہریلی کو روانہ کر رہے ہیں۔ بتاؤ کس ملک اور کس شہر میں پاسکل سے اُس کا تبادلہ ہوگا؟“

”تم عجیب احمق ہو۔ میں تبادلے سے انکار کر رہا ہوں اور تم اسی بات کو دُہرا رہے ہو۔“

”تم انکار کیوں کر رہے ہو؟“

”سونیا کہتی ہے، پتا نہیں اس عرصے میں اُسے کس قدر زہریلی بنا دیا گیا ہے۔ وہ ہمارے پاس آ کر ہمارے پارس کو نقصان پہنچائے گی۔“

”ہم بھی اس ناگن کو یہاں نہیں رکھیں گے۔ اُسے گولی مار دیں گے۔“

”ٹھیک ہے یہ بتا دو ہم پاسکل یوبا کی لاش کہاں پہنچائیں گے؟“

”تم کیا کہنا چاہتے ہو؟“

”یہی کہ آنکھ کے بدلے آنکھ، جان کے بدلے جان۔ تم ماریہ کو گولی مارو گے ہم پاسکل کو ٹھائیں سے اُڑا دیں گے۔“

”تم بلیک میل کر رہے ہو۔ دھمکی دے رہے ہو۔“

”پہلے تم نے ماریہ کو گولی مارنے کی دھمکی دی ہے۔“

”جب تم اُسے واپس لینا نہیں چاہتے تو ہم اُس کے ساتھ کوئی بھی سلوک کر سکتے ہیں۔“

”سلوک انسانی بھی ہوتا ہے اور غیر انسانی بھی۔ اگر جانور بنو گے تو تمھارے اکلوتے خیال خوانی کرنے والے کو بھی جانور بنا دیا جائے گا۔ یاد رکھو، ماریہ کو سرکاری یا غیر سرکاری طور پر معمولی سی بھی سزا نہ دی جائے۔ اس لڑکی کو حبس بے جا میں نہ رکھا جائے۔ بڑی احتیاط سے اُس کی حفاظت کی جائے۔ اگر اُسے کوئی اتفاقی حادثہ بھی پیش آئے گا تو ناقابلِ تلافی نقصان اٹھاؤ گے۔“

”یہ کیسی زبردستی ہے۔ اُسے واپس کیوں نہیں لے جاتے؟“

”ہم کیوں لے جائیں۔ اغوا تم نے کیا تھا، تمھیں اس کی سزا ملتی رہے گی۔ ہم ایسا کیوں کر رہے ہیں؟ ذرا دماغ پر زور دو تو ہمارا طریقۂ کار سمجھ میں آ جائے گا۔“

”ذرا ٹھہرو، میں ابھی بات کرتا ہوں۔“

ماسک مین کے پیچھے کئی مشیر بیٹھے ہوئے تھے۔ اُن میں ایک اعلیٰ حاکم، فوج کی تین اعلیٰ افسران اور انٹیلی جنس کے دو بڑے عہدے دار بھی تھے۔ ماسک مین نے اُن سے پوچھا ”کیا اُن کا طریقۂ کار سمجھ میں آ رہا ہے؟“

ایک فوجی افسر نے کہا ”یہ لوگ اُلجھی ہوئی باتیں بھی کرتے ہیں اور اُلجھی ہوئی چالیں بھی چلتے ہیں۔“

دوسرے نے کہا ”یہ لوگ نہ کہو، صرف سونیا کی بات کرو۔ فرہاد کی جگہ وہ مر جاتی تو بہتر ہوتا۔“

تیسرے نے کہا ”اُسے کوسنے سے اُس کی چالیں سمجھ میں نہیں آئیں گی، سمجھنے کے لیے عقل کی ضرورت ہے۔“

”تو تم ہی اپنی عقل کا کرشمہ دکھاؤ۔“

”بے شک، میری عقل کام کر رہی ہے۔ سونیا ابھی ماریہ کے ذریعے ہمیں سبق سکھا رہی ہے کہ آیندہ جوجو کے سلسلے میں بھی یہی کیا جائے گا۔ آرمر نے اسی لیے اپنی چہیتی بہن کی واپسی سے انکار کیا ہے۔ جب جوجو پوری طرح صحت مند...“

ایک افسر نے ٹوکتے ہوئے کہا ”قطع کلامی کی معافی چاہتا ہوں۔ تم ہمارے منصوبوں کے خلاف اُسے جوجو کہہ رہے ہو جبکہ وہ مولینا آندروف ہے۔“

وہ بولا ”سوری! مجھ سے غلطی ہوئی، آیندہ یاد رکھوں گا، ہاں تو میں کہہ رہا تھا جب مولینا آندروف پوری طرح صحت یاب ہو کر ہمارے لیے خیال خوانی کرے گی تو وہ بات بات پر اعتراض کریں گے کہ مولینا کی ٹیلی پیتھی فلاں معاملے میں نقصان پہنچا رہی ہے۔ اُسے یوں نہیں کرنا چاہیے، یوں کرنا چاہیے۔ اگر ہم اُن کی بات نہیں مانیں گے تو وہ پھر پاسکل یوبا کو نقصان پہنچانے کی دھمکی دیں گے۔“

ایک نے کہا ”تمھاری بات درست لگتی ہے، وہ ماریہ کے معاملے میں ایسی دھمکیاں دے رہے ہیں، مولینا کے سلسلے میں اس سے زیادہ شدت اختیار کریں گے۔“

دوسرے نے پوچھا ”جب مولینا ہر پہلو سے ہماری وفادار ہوگی، ہر طرح سے ہمارے کام آئے گی تو کیا ہم پاسکل یوبا کا نقصان برداشت نہیں کر سکیں گے؟“

”ہرگز نہیں۔ پاسکل یوبا ہمارا آزمودہ وفادار ہے۔ ہمیں ہر حال میں اُسے واپس حاصل کرنے کی پالیسی اختیار کرنی چاہیے۔ اس طرح ہمارے پاس دو خیال خوانی کرنے والے وفادار ہو جائیں گے۔“

سب نے اس مشورے کی تائید کی۔ یہ متفقہ فیصلہ ہوا کہ پاسکل کو ہر حال میں واپس لانے کی پالیسی پر عمل کیا جائے۔ یہ اندیشہ نہ کیا جائے کہ سونیا اور آرمر، پاسکل کو تنویمی عمل کے ذریعے اپنا معمول بنا چکے ہوں گے جس طرح انھوں نے جوجو کا آپریشن کرانے کے بعد بھی اُس کی ٹیلی پیتھی کے علم کو برقرار رکھا ہے اسی طرح پاسکل کا برین واش کر کے اس کے علم کو برقرار رکھا جائے گا۔

ماسک مین نے کمپیوٹر کے ذریعے آرمر سے کہا ”سونیا کی اُلجھی ہوئی چالیں ہماری سمجھ میں نہیں آتیں اور ہم زیادہ پیچیدگیوں میں جانا بھی نہیں چاہتے۔ ہم کسی شرط کے بغیر ماریہ کو چوبیس گھنٹوں کے اندر پیرس پہنچا دیں گے۔ ہمارے لوگ اُسے لائے تھے لہٰذا اُسے واپس پہنچانے کی ذمے داری ہماری ہے۔“

آرمر نے کہا ”تم اتنی شرافت کا ثبوت دینے جا رہے ہو؟ مجھے یقین نہیں آ رہا ہے۔“

”تمھیں چند گھنٹوں میں یقین آ جائے گا۔ تم پاسکل یوبا کی واپسی کی بات کرو۔“

”میں ابھی سونیا سے پوچھ کر جواب دیتا ہوں۔“

اُس نے سونیا سے بات کی۔ وہ بولی ”کسی شرط کے بغیر ماریہ کی واپسی کا مطلب ہے، وہ زہریلی مصیبت اپنے سر سے ٹال رہے ہیں اور اُن کی سمجھ میں آ گیا ہے کہ ہم جوجو کے معاملے میں بھی اُنھیں اسی طرح پریشان کریں گے، اسی لیے اب وہ پاسکل کی واپسی پر زور دیتے رہیں گے۔“

”اُنھیں کیا جواب دوں؟“

”اڑتالیس گھنٹے بعد پاسکل اُن کے پاس پہنچ جائے گا۔“

”کیا کہہ رہی ہو؟ توازن بگڑ جائے گا۔ ہم اپنی جوجو کے لیے اُنھیں اپنے دباؤ میں نہیں رکھ سکیں گے۔“

”آرمر! اڑتالیس گھنٹے بعد ماسک مین کو دن میں تارے نظر آئیں گے جو کہہ رہی ہوں، وہ جا کر کہہ دو۔ اُس کے بعد میرے پاس آؤ۔“

آرمر نے وہی بات ماسک مین کے پاس جا کر کہہ دی۔ اُس نے پوچھا ”اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ اڑتالیس گھنٹے بعد پاسکل ہمیں مل جائے گا؟“

”ہم نے ماریہ کے سلسلے میں تم سے ضمانت طلب کی؟ تم کسی شرط کے بغیر اُسے واپس کر رہے ہو۔ ہم بھی کسی شرط کے بغیر پاسکل کو تمھارے حوالے کر رہے ہیں۔ یقین کر سکتے ہو تو کرو۔ یقین نہ کرنے کی صورت میں بھی پاسکل تمھارے پاس پہنچے گا۔ میرا خیال ہے، اس کے بعد کسی بحث کی گنجائش نہیں رہی۔ خدا حافظ!“

اُس نے ماریہ کے پاس آ کر دیکھا۔ فوجی جوان اُسے اپنی رائفلوں کی زد پر رکھے ہوئے تھے۔ اس کے منہ پر ٹیپ چپکا دیا گیا تھا اور دونوں ہاتھ پیچھے باندھے گئے تھے۔ ایک افسر فون پر باتیں کر رہا تھا۔ میں نے ماریہ کے ذریعے اس کی آواز اور لہجے کو سنا پھر کہا ”بیٹی! صبر کرو۔ میں ابھی تمھیں رہائی دلاتا ہوں۔“

وہ افسر کے دماغ میں آ گیا۔ فون پر دوسری طرف سے کہا جا رہا تھا ”ماریہ کو فوراً آزاد کر دو۔ اُسے معمولی سی تکلیف بھی نہیں پہنچنی چاہیے۔ اُسے کسی قسم کی شکایت نہیں ہونی چاہیے۔“

”آل رائٹ سر! ہم حکم کی تعمیل کر رہے ہیں۔“

اُس نے ریسیور رکھ کر سپاہیوں کو حکم دیا ”اِسے آزاد کر دو۔ دیکھو مس ماریہ! ہم تمھیں کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ تمھیں کوئی شکایت ہوگی تو ہم اُسے دُور کریں گے۔ وعدہ کرو تم ہمیں نقصان نہیں پہنچاؤ گی۔“

اُس کا مُنہ کھُل چکا تھا۔ اُس نے کہا: "مجھے دھوکا دینے والوں پر غصہ آتا ہے۔ اُس نے پارس بن کر دھوکا دیا، مَیں نے اُسے ڈس لیا۔ تم مجھے رہا کر رہے ہو۔ مَیں تمھیں نقصان نہیں پہنچاؤں گی۔"

آرمر نے کہا: "ماسک مَین تمھیں میرے خلاف بھڑکا رہا تھا۔ ایسے میں اگر مَیں کہتا کہ تمھارا اپنا پارس یہاں نہیں، پیرس میں ہے تو تم کبھی یقین نہ کرتیں، اب کرو گی۔"

"ضرور یقین کروں گی۔ کیا وہ پیرس میں ہے؟"

"ابھی تو نہیں ہے، جب تم وہاں پہنچو گی تو وہ ہزاروں میل کا فاصلہ طے کر کے تمھارے پاس پہنچے گا لیکن ایک بات کہنا چاہتا ہوں، تم یقین کرو گی؟"

"آرمر بھائی! تم بہت اچھے ہو، بہت سچے ہو، ضرور یقین کروں گی۔"

"ماسک مَین کا ڈاکٹر تمھیں نارمل نہیں بنا رہا تھا، تمھیں پہلے کی طرح زہریلا بنا رہا تھا۔ پتا نہیں، تم کس حد تک زہریلی بن چکی ہو۔ پیرس پہنچو گی تو تمھارا معائنہ کیا جائے گا۔ باقاعدہ علاج ہوگا۔ جب تک ڈاکٹری رپورٹ تمھیں نارمل نہ بتائے تم اپنے پارس کو نہیں آزماؤ گی۔"

"مَیں وعدہ کرتی ہوں، پہلے علاج کراؤں گی۔ لیکن میں پیرس کیسے جاؤں گی؟"

"ماسک مَین تمھیں چوبیس گھنٹوں کے اندر وہاں پہنچائے گا۔"

"مگر وہ تو دشمن ہے۔"

"تمھاری سونیا ممّا نے اُسے مجبور کیا ہے۔ ماسک مَین کا جو خیال خوانی کرنے والا ہاسکل یوُبا تمھارے اغوا کا ذمّے دار ہے اُسے سونیا نے اغوا کر کے قیدی بنالیا ہے۔ ماسک مَین اپنے قیدی کو رہائی دلانے کے لیے تمھیں ہمارے پاس پہنچانے والا ہے۔ تم آرام سے رہو، مَیں پھر آؤں گا۔"

آرمر نے سونیا کے پاس آ کر تمام باتیں بتائیں پھر پوچھا: "تم نے مجھے ابھی آنے کے لیے کیوں کہا تھا؟"

وہ بولی: "تم نے بتایا ہے کہ وہ اجنبی خیال خوانی کرنے والا علی تیمور اور رسونتی کے پاس بھی جاتا ہے۔"

"ہاں، مادام کا دماغ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرتا، اس لیے اُسے مادام کے پاس ہی جگہ ملتی ہے۔"

"رسونتی سے جا کر کہو، جب بھی وہ آئے تو میرے پاس بھیج دے۔"

"آپ اُس سے کوئی کام لینا چاہتی ہیں؟"

"اُس نے میرا بڑا کام کیا ہے۔ علی اور رسونتی کو بھی سرحد پار کرایا ہے۔ ہم سے دوستی کی قسم کھاتا ہے۔ مَیں اس کی دوستی کی حد دیکھنا چاہتی ہوں۔"

"کیا جوجو کے معاملے میں اس پر کسی طرح کا اعتماد کرو گی؟"

"اُسے آزمانے کی حد تک اعتماد کروں گی۔ تم جانتے ہو، مَیں آخری داؤ سنبھال کر رکھتی ہوں۔"

وہ علی کے پاس آیا۔ ماں بیٹے بابا صاحب کے ادارے میں پہنچ گئے تھے۔ خیال خوانی کی ضرورت نہیں تھی۔ ماں بیٹے چند قدم کے فاصلے پر اپنی رہائش گاہ میں تھے۔ اس نے کہا: "ابھی سونیا سے میری بات ہوئی ہے۔ اُس نے کہا ہے، وہ اجنبی خیال خوانی کرنے والا تمھارے یا مادام کے پاس آئے تو اُسے سونیا کے پاس بھیج دیں۔"

مَیں رسونتی کے دماغ میں تھا۔ اُس سے پیار کی کھٹّی میٹھی باتیں کر رہا تھا۔ اس ادارے میں دو دن سے اس کا علاج ہو رہا تھا جس کے نتیجے میں دماغی توانائی حاصل ہوئی تھی۔ وہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرنے لگی تھی۔ ہم نے کوڈ ورڈز مقرر کر لیے تھے۔ مَیں نے آرمر کو دیکھتے ہی کہا: "مَیں تھوڑی دیر کے لیے جا رہا ہوں ورنہ وہ تمھارے دماغ میں آئے گا تو میری موجودگی کے باعث تم اُسے محسوس نہیں کر سکو گی اور وہ ہماری باتیں سُن لے گا۔"

"وہ بہت نیک آدمی ہے۔ پہلے میرے بیٹے کے ذریعے دماغ میں آنے کی اجازت حاصل کرتا ہے پھر آتا ہے اور اس وقت تو یہ سامنے موجود ہے، دماغ میں نہیں آئے گا۔ تم نہ جاؤ۔"

"اچھا یہ تو کہہ دو کہ تم پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرنے لگی ہو۔"

اُس نے آرمر سے کہا: "شاید وہ تھوڑی دیر پہلے آیا تھا۔ مَیں نے محسوس کرتے ہی سانس روک لی۔ اب آئے گا تو تمھارا پیغام سُنا دوں گی۔"

مَیں نے پندرہ بیس منٹ کے بعد علی تیمور کو مخاطب کیا۔ اُس نے پوچھا: "کون ہے؟"

"مَیں ہوں جس کے لیے تم لوگوں کے دلوں میں ذرا سی بھی جگہ نہیں ہے۔ اب تمھاری ماما بھی سانس روکنے لگی ہیں۔"

اُس نے جواب میں کہا: "یہ اندازہ مشکل ہے کہ تم کتنے بے شرم ہو۔ ہم بھگاتے ہیں اور تم بار بار چلے آتے ہو۔"

"نالائق! اپنے باپ کو بے شرم کہتے ہوئے شرم نہیں آتی؟"

وہ ناگواری سے بولا: "ذرا سامنے آ کر خود کو باپ کہو، میں ایک ہی ہاتھ میں تمھارے باپ دادا تک تمھیں پہنچا

دوں گا۔ جب دیکھ رہے ہو کہ ہم تمھارے فریب میں نہیں آ رہے ہیں تو کوئی دوسری چال چلو یا ہمارا پیچھا چھوڑ دو۔"

"اچھی بات ہے، مَیں جا رہا ہوں۔ اب کبھی نہیں آؤں گا۔"

وہ جلدی سے بولا: "ارے ٹھہرو، ابھی نہ جانا، تم سے ایک کام ہے۔"

"بہت خوب، ذلیل کر کے بھگاتے بھی ہو اور مجھ سے کام بھی لینا چاہتے ہو۔"

"زیادہ اکڑ نہ دکھاؤ۔ کام ہمیں نہیں ہے۔ سونیا ممّا تم سے بات کرنا چاہتی ہیں۔"

"کیا بات کرنا چاہتی ہیں؟"

"مَیں نہیں جانتا۔ اگر ممّا کے پاس ہوتا تو انھیں مشورہ دیتا کہ تمھارے جیسے پاگل سے کوئی کام نہ لیں۔"

"اچھی بات ہے، مَیں جا کر تمھارا مشورہ سُنا دیتا ہوں۔"

مَیں نے سونیا کے پاس آ کر کہا: "مَیں وہی ہوں جسے تم لوگ ضرورت کے وقت جوتے کی طرح پہنتے ہو۔ پھر اُتار کر کمرے کے باہر چھوڑ دیتے ہو تاکہ قالین گندہ نہ ہو۔"

وہ مُسکرا کر بولی: "اس سے بہتر تمھاری تعریف نہیں ہو سکتی۔"

"اگر تم لوگوں سے دل اور خون کا رشتہ نہ ہوتا تو مَیں تھوک کر چلا جاتا۔"

"ارے تم تو ناراض ہو گئے۔ پہلے تو اپنی سونیا کے مذاق کا جواب مذاق سے دیا کرتے تھے، آج غصہ کیوں آ رہا ہے۔ کیا تم فرہاد نہیں ہو؟"

مَیں نے حیرانی سے پوچھا: "تم مجھے فرہاد سمجھ رہی ہو۔ کیا سچ مچ فرہاد سمجھ رہی ہو یا مذاق اُڑا رہی ہو؟"

"نہیں فرہاد! تمھارے جانے کے بعد مجھے غلطی کا احساس ہوا لیکن غلطی کا دُکھ کم ہوا، خوشی بے حد ہوئی کہ تم میرے لیے زندہ ہو۔ میں دشمنوں کی بھیڑ میں تنہا نہیں ہوں۔ میری خوش نصیبی پھر تمھیں میرے پاس لے آئی ہے۔"

"میرے لیے اس سے بڑی خوشی اور کیا ہوگی کہ تم نے میرے وجود کو تسلیم کر لیا ہے۔ سب تمھیں مانتے ہیں اس طرح سب مجھے مان لیں گے لیکن تمھیں میری حیاتِ نو کا یقین کیسے آیا؟"

"تم نے مقدونیہ میں یہودی تنظیم کے مسلح افراد کو ٹھکانے لگایا۔ مَیں نے سوچا، تم سپر ماسٹر کے آلۂ کار ہو، مجھے متاثر کرنے کے لیے تم نے یہودی کو ہلاک کیا ہے۔ پھر آرمر نے بتایا کہ تم نے سپر ماسٹر کے خلاف علی اور رسونتی کی مدد کی۔ انھیں سرحد پار کرائی۔ یہ بہت بڑا کارنامہ ہے۔ تب یہ خیال پیدا ہو سکتا تھا کہ تم ماسک مَین کے آلۂ کار ہو اور ہمارے دلوں میں جگہ بنانے کے لیے یہودی تنظیم کے افراد کو قتل کر رہے ہو اور سپر ماسٹر کے خلاف ہمارے کام آ رہے ہو لیکن مَیں خود ماسکو سے آئی ہوں۔ یہ اچھی طرح جانتی ہوں، فی الحال ماسک مَین کے پاس ایک بھی خیال خوانی کرنے والا نہیں ہے۔ اس طرح یہ ثابت ہو گیا کہ ہمارے دشمنوں سے تمھارا کوئی تعلق نہیں ہے۔"

مَیں نے خوش ہو کر کہا: "واہ سونیا! تم صحیح معنوں میں ذہین ہو۔ یہ تو ہو گیا کہ مَیں دشمن نہیں ہوں لیکن تم نے مجھے فرہاد کیسے مان لیا؟"

وہ شرمانے لگی۔ اُس کی سوچ کہہ رہی تھی: "جب تم پہلی بار میرے دماغ میں آئے تب سے تمھاری آواز اور لہجہ چُپکے چُپکے میرے دل میں دھڑکتا آ رہا ہے۔ میرا دل سرگوشی کرتا تھا کہ تم فرہاد ہو، فرہاد ہو اور مَیں خواہ مخواہ جھٹلاتی رہی لیکن دل نے ہار نہیں مانی، مَیں ہی ہار گئی۔"

وہ ایسے رومانی انداز میں کہہ رہی تھی کہ میرا دل لوٹ پوٹ ہو رہا تھا۔ مَیں بھول گیا کہ وہ زمانے بھر کی مکّار ہے۔ مجھے فرہاد تسلیم نہیں کیا جا رہا تھا۔ وہ میری اسی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر فرہاد تسلیم کر کے مجھے اُلّو بنا رہی تھی۔ اس وقت خود کو منوانے

کی خوشی میں یاد نہیں رہا کہ سونیا سے پالا پڑا ہے۔

میں نے کہا "سونیا! تم نے مجھے جیت لیا ہے۔ مجھے اپنے پاس بُلا کر تم نے میری حیات نو کو تسلیم کیا ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا اگر تم علی سے بھی کہہ دیتیں کہ میں اُس کا باپ ہوں۔"

وہ بولی "اتنی جلدی کیا ہے۔ ابھی میں نے تسلیم کیا ہے۔ میرے بعد تم پارس کے کام آؤ۔ اپنی بہو جوجو کو ماسک مین کی قید سے نکال لاؤ۔ ہماری فیملی میں ایک پارس رہ گیا ہے جس کے تم ابھی تک کام نہیں آئے ہو۔ جوجو کو یہاں لے آؤ گے تو پورا خاندان تمھیں اپنا ماننے پر مجبور ہو جائے گا۔"

میرے نقطۂ نظر سے وہ معقول بات کہہ رہی تھی اور اپنے نقطۂ نظر سے مجھے قربانی کا بکرا بنا رہی تھی۔ پہلے اُس نے مجھے جوجو اور ماریہ کے حالات بتائے۔ پاسکل لوبا کے بارے میں تفصیلات بیان کیں۔ پھر کہا "ماسک مین سے وعدہ کیا گیا ہے کہ پاسکل لوبا کو اڑتالیس گھنٹوں کے اندر ماسکو پہنچا دیا جائے گا۔ تین گھنٹے گزر چکے ہیں، پینتالیس گھنٹے رہ گئے ہیں۔ یہ تمھارے لیے بہت ہیں۔ تم پاسکل کے دماغ میں جا کر اس کی تمام ڈھکی چھپی باتوں کو معلوم کر سکتے ہو۔ اُس کی چال ڈھال اور بولنے کے انداز کی نقل کر سکتے ہو۔"

"سونیا! تم ہمیشہ سے زبردست چالیں چلتی آئی ہو۔ میں پاسکل کا رول ادا کر سکتا ہوں۔ اصل پاسکل کو ہماری قید میں رہنا چاہیے۔ جوجو کی سلامتی کے لیے اُسے یرغمال بنا کر رکھنا چاہیے۔ ویسے ہمیں اس منصوبے پر نظرِ ثانی کرنا چاہیے۔ اس کے ہر پہلو پر اچھی طرح غور کرنے کے بعد عمل کرنا چاہیے۔"

"ٹھیک ہے، تم اچھی طرح غور کرو۔ اس سے بہتر تدبیر سوچ سکو تو مجھے خوشی ہوگی۔ بتاؤ پھر کب تک آ رہے ہو؟"

"میں دو گھنٹے بعد آؤں گا۔"

میں پھر آنے کا وعدہ کر کے اس کے دماغ سے نکل گیا۔ مجھے بعد میں پتا چلا کہ آرمر بھی اُس کے دماغ میں تھا۔ میرے جانے کے بعد سونیا نے آواز دی "فرہاد! کیا تم چلے گئے؟"

آرمر اُس کے دماغ سے نکل گیا۔ پھر چند سیکنڈ کے بعد دوبارہ دماغ میں جا کر بولا "میں آرمر ہوں۔ میرا خیال ہے وہ بہروپیا فرہاد جا چکا ہے۔"

"ہاں، وہ چلا گیا ہے۔"

"سونیا! میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا تم اُس بہروپیے کو فرہاد تسلیم کر لوگی اور اُسے پاسکل لوبا کا رول ادا کرنے کو کہو گی۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی "کیا میرا دماغ خراب ہے کہ میں فرہاد کو زندہ تسلیم کروں گی۔ اگر وہ نیم پاگل خیال خوانی کرنے والا ہے اور فرہاد بن کر خوش ہوتا ہے تو میں اُسے خوش کر کے اپنے اشاروں پر نچاؤں گی اور اگر وہ چالاک ہے اور ہمارے کسی دشمن کا آلۂ کار ہے تو میں اُسے ماسک مین کے پاس پہنچا کر وہاں سے واپس نہیں آنے دوں گی۔ اُسے پھانسوں گی تو اُس کے پیچھے چھپے ہوئے دشمن ظاہر ہوں گے۔ یہ قربانی کا بکرا ہمارے بہت کام آئے گا۔"

یہی میری حیثیت رہ گئی تھی۔ میرے اپنے مجھے قربان گاہ تک دھوکے سے پہنچا رہے تھے۔ جبکہ میں محبت سے راضی خوشی جانے کو تیار تھا۔ بات ایک ہی تھی۔ مجھے اپنی بہو جوجو کی خاطر وہاں ضرور جانا تھا۔ ہاں افسوس اُس وقت ہوتا جب میں وہاں جا کر خطرات میں گھر جاتا اور سونیا اور علی تیمور وغیرہ کوئی میری مدد نہ کرتا۔ سب یہی سوچتے کہ میں دشمن کا آلۂ کار ہوں، پھنستا ہوں تو پھنس جاؤں، مرتا ہوں تو مر جاؤں۔

دنیا اسی کا نام ہے۔ یہ مرنے کے بعد کبھی اپنی نہیں ہوتی۔

*

پارس نے سوسانہ اور جبریل گرانٹ کو اور جبریل کے دماغ میں آنے والے کو ایسے چکر میں ڈالا تھا کہ اب میڈونا کو اغوا کرانے کا منصوبہ خاک میں ملتا نظر آ رہا تھا۔

میڈونا ایک عام سی عورت ہوتی تو سب ہی اُس پر خاک ڈال دیتے لیکن وہ دورِ حاضر کے سب سے خطرناک ہتھیار کی طرح اہم اور دہشت انگیز تھی۔ وہ جس سپر پاور کی جھولی میں جاتی اُس کی طاقت کو کئی گناہ بڑھا دیتی۔ اس لیے سپر ماسٹر اُسے ہر قیمت پر حاصل کرنا چاہتا تھا۔ نمبرون سپر پاور بننے کے لیے وہ طرح طرح کے ہتھکنڈے آزماتا رہتا تھا۔

ایسے ہی ہتھکنڈوں میں سے ایک انسانی روبوٹ تھا جو اچانک پیرس میں ظاہر ہوا تھا۔ اُس کا نام جبریل گرانٹ تھا۔ اس کے چہرے اور جسامت سے ایسی زبردست مردانگی نمایاں تھی کہ عورتیں اُسے دیکھتے ہی دیوانہ وار اس کی آرزو کرنے لگتی تھیں۔ اُس نے اپنی مردانگی سے میڈونا کو اپنے پیچھے لگایا تھا۔ لیکن پارس نے اُس خیال خوانی کرنے والی کو اغوا ہونے نہیں دیا تھا۔

یورپ کے تمام اخبارات میں انسانی روبوٹ جبریل گرانٹ کی تصاویر اور اس کے گم شدہ ماضی کی روداد شائع ہو چکی تھی — ابھی لوگ اس ایک روبوٹ کے وجود پر حیران تھے کہ روم میں اس کی روبوٹ محبوبہ سوسانہ نمودار ہو گئی۔ وہ بھی اپنے محبوب جبریل کی طرح حیرت انگیز جسمانی قوت رکھتی تھی۔ رائفل وغیرہ کی گولیاں اُن کے لیے کیپسول کے مانند تھیں۔ وہ فولادی گولیاں کو دو انگلیوں کے ذریعے اپنے جسم کے اندر سے نکال لیتے تھے، اُن کے دلوں میں محبت اور دوستی کے جذبات تھے لیکن دشمنی کے وقت درندے بن جاتے تھے۔ جبریل گرانٹ اگر غصے کی حالت میں کسی طرح پارس کو پکڑ لیتا تو جنگلی درندے کی طرح اُسے چیر پھاڑ کر رکھ دیتا۔

جبریل پہلے پارس کا دوست تھا۔ پھر نامعلوم خیال خوانی کرنے والے نے جبریل کو اُس کا دشمن بنا دیا۔ ایسے وقت پارس کب چُپ رہنے والا تھا۔ اُس نے بڑی چالاکی سے سوسانہ کو دوست بنا لیا۔ اُسے بتایا کہ جبریل بے وفا ہے، میڈونا کے ساتھ ٹرین کے بند کیبن میں سفر کرتا ہوا پیرس سے آیا ہے۔ کسی عورت کو اُس کے شوہر کی گمراہی کی رپورٹ دی جائے تو وہ عورت رپورٹ دینے والے کی احسان مند رہتی ہے۔ سوسانہ بھی پارس کا احسان مانتی تھی۔

پارس نے یہ بھی انکشاف کیا تھا کہ جبریل نے جس خیال خوانی کرنے والے سے دوستی کی ہے، وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا سوسانہ کے بھی چور خیالات پڑھتا ہے۔ جبریل نے پہلے ہی سپر ماسٹر سے کہہ دیا تھا کہ اس کی محبوبہ کے دماغ میں کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو نہیں جانا چاہیے۔ یہ ایک طرح کی وارننگ تھی۔ پارس نے ثابت کر دیا کہ سوسانہ کے ایسے خیالات جنھیں وہ اپنے جبریل کے سوا کسی پر ظاہر نہ کرتی، انھیں وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا پڑھتا ہے۔

اس نامعلوم ٹیلی پیتھی جاننے والے کی ان حرکتوں نے جبریل کی غیرت کو للکارا تھا۔ اُس نے غصے میں کہا "اب وہ کسی خیال خوانی کرنے والے کی کسی بات پر عمل نہیں کرے گا۔ میڈونا کو اغوا کرنے اُس وقت تک پیرس نہیں جائے گا، جب تک کہ سپر ماسٹر سے براہِ راست گفتگو نہیں ہو گی۔"

لیکن پارس نے اس معاملے کو یہ کہہ کر اور اُلجھا دیا تھا کہ جبریل اپنی دوسری محبوبہ میڈونا کے لیے پیرس جانا چاہتا ہے۔ یہ معلوم ہوتے ہی سوسانہ نے طے کر لیا کہ نہ خود پیرس جائے گی۔ اور نہ جبریل کو جانے دے گی۔ مختصر یہ کہ سپر ماسٹر کا بہت بڑا منصوبہ کھٹائی میں پڑ گیا تھا۔ وہ اپنے نئے خیال خوانی کرنے والے سے تمام رپورٹ سننے کے بعد بولا "وہ نوجوان مارک اسٹون نہیں پارس ہے، بالکل سونیا کے انداز میں چالیں چلتا ہے۔ اس نے سوسانہ اور جبریل جیسے فولادی درندوں کو ٹیلی پیتھی کے بغیر اپنے کنٹرول میں کر رکھا ہے اور تم خیال خوانی جانتے ہوئے بھی اُن کے دماغوں کو اپنے قابو میں نہ رکھ سکے۔"

نئے خیال خوانی کرنے والے نے کہا "جناب! میرا نام مارٹن رسل ہے۔ میں ہاری ہوئی بازی جیت سکتا ہوں، لیکن آپ جانتے ہیں سوسانہ اور جبریل کے صرف جسم نہیں دماغ بھی فولادی ہیں۔ میں دماغی جھٹکے دوں گا مگر اُن پر خاطر خواہ اثر نہیں ہو گا۔ اُن کے دماغوں پر پوری طرح قبضہ نہیں جمایا جا سکتا۔ ان سے اپنی مرضی کے مطابق عمل نہیں کرایا جا سکتا۔ زیادہ سے زیادہ اُن کے لہجے اور اُن کی ہی سوچ میں بولتا ہوں تو وہ اسے اپنا ہی خیال سمجھ کر عمل کرتے ہیں۔"

"مارٹن رسل! صرف خیال خوانی سے کچھ نہیں ہوتا۔ فرہاد، سونیا اور پارس جیسی چالبازی لازمی ہے۔"

"میں نے کہا نا کہ میں ہاری ہوئی بازی جیت لیتا ہوں، آپ مجھ سے تعاون کریں تو بازی پلٹ سکتی ہے۔"

"وہ کیسے؟"

"جناب! پارس کا سارا زور سوسانہ پر ہے، وہ اس کے ذریعے جبریل کو ہمارے خلاف بھڑکا رہا ہے۔ اگر ہم سوسانہ کو غائب کر دیں اور جبریل تنہا رہ جائے تو اُس تنہا روبوٹ سے کام لینے میں آسانی رہے گی۔ سوسانہ کے اغوا کا الزام پارس پر لگایا جائے گا۔ اِس طرح جبریل اس کا جانی دشمن بنا رہے گا۔"

سپر ماسٹر نے کہا "سوسانہ بڑی زبردست عورت ہے، اُسے اغوا کرنے میں دشواریاں پیش آئیں گی۔"

"میں دشواریوں سے نمٹ لوں گا۔ دوسری تدبیر یہ ہے کہ جبریل پر پھر تنویمی عمل کیا جائے۔ اُس کے دماغ سے سوسانہ کی محبت کو بھلا دیا جائے۔ محبت کی جگہ نفرت پیدا کی جائے۔ سوسانہ، میڈونا سے حسد اور جلاپے کے باعث رکاوٹ بنے گی تو جبریل اُسے اپنے ہاتھوں سے ہلاک کر دے گا۔"

"یہ بہت عمدہ تدبیر ہے لیکن وہ فولادی دماغ والا ہے، اُس کی مرضی کے بغیر تنویمی عمل کامیاب نہیں ہوتا۔ شاید وہ ایسے عمل کے لیے راضی نہ ہو پھر بھی میں اُسے منانے کی کوشش کروں گا۔ تم اُس سے کہو سپر ماسٹر ہاٹ لائن پر گفتگو کرنے والا ہے۔"

مارٹن رسل دو گھنٹے پہلے بھی سپر ماسٹر کا یہ پیغام لے کر گیا تھا پھر فوراً واپس آ گیا تھا کیونکہ سوسانہ اور جبریل ساری دنیا سے بے خبر محبت میں ڈوبے ہوئے تھے۔ دوسری بار جب وہ پہنچا تو جبریل نے دماغ پر بوجھ محسوس کیا اور سانس روک لی۔ مارٹن کچھ کہنے سے پہلے ہی دماغ سے باہر ہو گیا پھر سپر ماسٹر کے پاس آ کر بولا "میں نے جبریل پر عمل کیا تھا کہ وہ تمام پرائی سوچ کو محسوس کرے گا اور سانس روک لیا کرے گا۔ صرف مجھے محسوس نہیں کرے گا لیکن ابھی میرے پہنچتے ہی اُس نے سانس روک لی۔"

سپر ماسٹر نے کہا "اس کا مطلب ہے پچھلے تنویمی عمل کا اثر

ختم ہوگیا ہے۔ وہ تمھیں بھی محسوس کرنے لگا ہے۔"

"جی ہاں، اب مَیں اُس کی لاعلمی میں اُس کے اندر چھپ کر نہیں رہ سکوں گا۔ اُس کی سوچ میں بول کر اپنی مرضی سے کوئی کام نہیں کرا سکوں گا۔"

"کیا مصیبت ہے؟ یہ ایک نیا مسئلہ پیدا ہوگیا ہے۔"

"بہرحال مجھے اُس پر تنویمی عمل کرنا ہوگا ورنہ پارس اُسے پھانس کر ہم سے بدظن کر دے گا۔"

"پھر اُس کے پاس جاؤ۔ سانس روکنے سے پہلے ہی کہو کہ اپنے کمرے سے باہر نہ جائے۔ مَیں ہاٹ لائن پر بات کرنے والا ہوں۔ مَیں اُسے تنویمی عمل کرانے پر آمادہ کروں گا۔"

مارٹن خیال خوانی کی پرواز کرتا ہوا آیا۔ جبریل سانس روکنا چاہتا تھا، اُس نے کہا "مَیں سپر ماسٹر کا پیغام لایا ہوں، سانس نہ روکنا۔"

"مَیں دماغ پر بوجھ محسوس کرتا ہوں، جلدی بولو، کیا بات ہے؟"

"ماسٹر نے کہا ہے، ابھی وہ فون پر بات کرنے والا ہے۔ تم کمرے سے باہر نہ جانا۔"

"نہیں جاؤں گا، تم جاؤ۔"

اُس نے سانس روک لی، مارٹن باہر چلا گیا۔ سوسانہ نے پوچھا "تم مجھ سے باتیں کرتے کرتے رُک گئے تھے، کیا بات ہے؟ کیا وہ دماغ میں آیا تھا؟"

"ہاں، کہہ رہا تھا کہ ابھی سپر ماسٹر فون پر بات کرنے والا ہے۔"

"کیا تم سپر ماسٹر کی غلامی چھوڑ نہیں سکتے؟"

"ایسا نہ کہو۔ اُس نے ہم دونوں کو ناقابلِ شکست بنانے کے لیے کئی ملین ڈالر خرچ کیے ہیں، وہ ہمیں نہیں چھوڑے گا۔ اگر ہم غداری کریں گے تو وہ ہمیں سکون سے رہنے نہیں دے گا۔"

"تم خواہ مخواہ ڈرتے ہو۔ وہ ہمارا کیا بگاڑ لے گا؟ میری بات مانو، اسٹون مارک (پارس) بہت چالاک ہے، اس سے دوستی کرو گے تو وہ ہمیں۔ ۔ ۔"

وہ بات کاٹ کر بولا "بکواس مت کرو۔ وہ دشمن ہے، اُس نے ہمارے منصوبے کو خاک میں ملا دیا ہے۔"

"ہمارا کوئی منصوبہ نہیں تھا۔ اُس نے سپر ماسٹر کی پلاننگ پر عمل نہیں ہونے دیا۔ اگر وہ مجھے مارتھا اسمتھ (میڈونا) کے بارے میں نہ بتاتا تو تم بھی مجھے اندھیرے میں رکھتے۔ میرے ساتھ پیرس جاتے اور وہاں مارتھا کے لیے خطرات سے کھیلتے۔ اپنا مرد دوسری عورت کے لیے خطرات کو دعوت دے تو اسے کوئی عورت برداشت نہیں کرتی۔"

"مارک اسٹون نے تمھیں بہکایا ہے۔ میڈونا سے میرا کوئی جائز و ناجائز رشتہ نہیں ہے۔"

"تم بہت جھوٹ بولنے لگے ہو۔ مَیں نے اپنی آنکھوں سے اُس عورت کی تصویر دیکھی ہے اور تمھاری تصویر پر اُس کی لپ اسٹک کے نشان دیکھے ہیں۔ اوہ گاڈ! ابھی تم نے اُس عورت کا کیا نام لیا تھا؟"

"مارتھا اسمتھ۔"

"نہیں، ابھی کوئی دوسرا نام لیا تھا، سچ سچ بتاؤ۔"

"بھئی، مَیں نے میڈونا کہا تھا۔ یہ مارتھا اسمتھ کا اصل نام ہے۔"

"پہلے ایک نام تھا اب دو نام ہو گئے۔ مَیں اتنی احمق نہیں ہوں جتنی تم بنانا چاہتے ہو۔ مَیں نے تمھاری کار میں جس کی تصویریں دیکھیں اُس کا نام میڈونا ہے اور مارتھا اسمتھ پیرس میں ہے۔"

"کیا مصیبت ہے، تم خواہ مخواہ بات بڑھا رہی ہو۔"

ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ جبریل نے بستر پر کروٹ بدل کر ریسیور کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا "شاید سپر ماسٹر کا فون ہے، تم بالکل خاموش رہو گی۔"

اُس نے ریسیور اُٹھا کر کہا "ہیلو، مَیں جبریل گرانٹ بول رہا ہوں۔"

دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی "ہیلو، مَیں سوسانہ سے بات کروں گی۔"

وہ سوسانہ کو ریسیور دیتے ہوئے بولا "کوئی عورت تم سے بات کرنا چاہتی ہے۔"

سوسانہ نے ریسیور کان سے لگایا۔ پھر پوچھا "تم کون ہو؟"

پارس کی آواز آئی "مَیں مارک اسٹون ہوں، اگر جبریل کو یہ بتاتا تو وہ فون پر دہاڑنے لگتا۔ اِس لیے عورت کی آواز بنائی تھی۔"

"ذرا مجھے بھی وہ آواز سناؤ۔"

پارس نے عورتوں جیسی آواز بنا کر کہا "ہیلو، مَیں مس سوسانہ سے بات کروں گی۔"

وہ کھلکھلا کر ہنسنے لگی۔ جبریل نے پوچھا "کیا بات ہے؟"

وہ ہنستے ہوئے بولی "مارک اسٹون نے عورت کی آواز میں تمھیں اُلّو بنایا تھا۔"

"اور تم اِس بات پر ہنس رہی ہو، ریسیور رکھ دو۔ اُس سے بات نہ کرو۔"

پارس نے کہا "مَیں تمھارے بیارے کی آواز سن رہا ہوں۔ ریسیور نہ رکھنا۔ تم سے ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔"

"ہاں بولو، جبریل کو تو بات بات پر غصہ آتا ہے، اس کی پروا نہ کرو۔"

پارس نے پوچھا "تم تین گھنٹوں سے اپنے محبوب کے ساتھ تنہا ہو۔ کیا اس دوران تم نے اپنے دماغ پر بوجھ محسوس کیا ہے؟ جیسا کہ پرائی سوچ کی لہروں کے باعث ہوتا ہے۔"

وہ بولی "مَیں نے آج تک ایسا بوجھ محسوس نہیں کیا۔"

"اِس کا مطلب یہ ہے کہ ایک مخصوص خیال خوانی کرنے والے نے تمھارے دماغ کو تنویمی عمل کے ذریعے تسخیر کر رکھا ہے۔"

"نہیں اسٹون مارک! میرا دماغ بالکل آزاد ہے۔"

"ذرا عقل سے سوچو۔ سپر ماسٹر نے تم پر اور جبریل پر کئی ملین ڈالر خرچ کیے ہیں، وہ جبریل سے بڑے بڑے کام لیتا ہے اور لیتا رہے گا۔ سوال یہ ہے کہ اُس نے تمھیں بھی جبریل کی طرح ناقابلِ شکست روبوٹ کیوں بنایا ہے؟ کیوں تم پر بھی کئی ملین ڈالر خرچ کیے ہیں۔"

"اِس لیے کہ جبریل میرا دیوانہ ہے۔ اس نے سپر ماسٹر سے کہا کہ میری سوسانہ کو بھی روبوٹ بنایا جائے تاکہ ہم خوش گوار ازدواجی زندگی گزار سکیں۔"

"وہ کسی کی ازدواجی زندگی کو خوش گوار بنانے کے لیے اتنی کثیر رقم خرچ نہیں کرے گا، جتنی رقم سے ایک ایٹم بم تیار ہو جاتا ہے۔ میری بات کو سمجھو، اُس نے تمھیں بھی اپنا آلۂ کار اس طرح بنا کر رکھا ہے کہ تمھیں بھی اس کی خبر نہیں ہوتی۔"

"مجھے کیسے خبر نہ ہوگی؟"

"جب تم روبوٹ بننے کے دشوار مراحل سے گزر رہی تھیں، اُس وقت تم پر بے ہوشی یا غفلت طاری رہتی ہوگی؟"

"ہاں اُن مراحل میں ایسا ہوتا تھا۔ مجھ پر غفلت طاری رہتی تھی۔"

"بس ایسے ہی وقت تمھاری لاعلمی میں تم پر تنویمی عمل کیا گیا ہے۔ اس عمل کے نتیجے میں تمھارا دماغ ایک خاص ٹیلی پیتھی جاننے والے کو اپنے اندر محسوس نہیں کرتا۔ چند ہفتے پہلے تم لاوارث تھیں، پھر پیرس میں تمھارا باپ پیدا ہوگیا اور تم نے اُسے باپ تسلیم کر لیا۔ پھر تمھیں امریکا سے پیرس اپنے باپ کے پاس جانا تھا لیکن وہاں جانے سے پہلے روم آئی ہو۔ وہ تمھارے دماغ میں رہ کر تمھاری سوچ میں بولتا ہے، تمھاری سوچ میں مشورے دیتا ہے۔ تمھاری سوچ میں منصوبے بناتا ہے اور تم بے اختیار اُن پر عمل کرتی جاتی ہو۔"

"تم غلط سمجھ رہے ہو۔ مَیں جبریل کی محبت سے مجبور ہو کر کبھی کبھی سپر ماسٹر کا کام کرتی ہوں۔ ایک لاوارث کو جب معلوم ہو کہ اُس کے ماں باپ زندہ ہیں تو اُس کے لیے اس سے بڑی خوشی اور کوئی نہیں ہوتی۔ سپر ماسٹر نے مجھے یہ خوشی دی ہے، جبریل کی طرح مَیں بھی اُس کی احسان مند ہوں۔ کل سے سپر ماسٹر پر اس لیے غصہ آ رہا ہے کہ وہ میرے جبریل کو دوسری عورتوں کے پیچھے لگا رہا ہے۔ مَیں یہ برداشت نہیں کروں گی۔ اُس کے احسانات کی ایسی کی تیسی کر دوں گی۔ اپنے باپ سے ملنے پیرس نہیں جاؤں گی اور نہ ہی جبریل کو وہاں مارتھا اسمتھ کے پاس جانے دوں گی۔"

جبریل نے کہا "وہ پھر تمھیں بہکا رہا ہے۔ ریسیور رکھ دو۔ اس سے بات نہ کرو۔"

سوسانہ نے کہا "پلیز جبریل! تم خاموش رہو۔ جب بھی مارتھا اسمتھ کے پاس جانے سے تمھیں روکنا چاہتی ہوں تم بے چین ہو جاتے ہو۔ کیا اُس کُتیا سے بہت محبت ہوگئی ہے؟ وہ مجھ سے زیادہ تمھیں خوش کرتی ہے؟"

وہ سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ سوسانہ نے پارس سے کہا "تم مجھے اچھی باتیں سمجھاتے ہو لیکن تمھاری یہ بات غلط ہے کہ میرے دماغ میں کوئی چھپا رہتا ہے۔"

پارس نے کہا "ذرا دماغ پر زور دو۔ آج شام تک جبریل کو معلوم نہیں تھا کہ تمھارا بچپن سے بچھڑا ہوا باپ تمھیں مل گیا ہے۔ نہ ہی تم نے جبریل کو بتایا تھا، اس کے باوجود کسے معلوم ہوگیا۔ اُس کے خیال خوانی کرنے والے نے تسلیم کیا تھا کہ وہ تھوڑی سی دیر کے لیے تمھارے دماغ میں گیا تھا۔"

"ہاں، وہ تھوڑی دیر کے لیے میری لاعلمی میں آیا تھا۔"

"یعنی اس کے آنے سے تم نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا تھا جبکہ تمھارا دماغ فولادی ہے، غیر معمولی طور پر حساس ہے۔"

"ہاں تمھاری یہ بات درست ہے، مَیں نے اُسے اپنے اندر محسوس نہیں کیا تھا اور مجھے اسی بات پر غصہ آ رہا تھا کہ وہ میری اجازت کے بغیر دماغ میں کیوں آیا تھا۔"

"وہ تمھاری اجازت کے بغیر اب بھی تمھارے اندر رہ کر ہماری باتیں سن رہا ہوگا۔ یہ اس کی مجبوری ہے کہ ابھی کچھ بول نہیں سکے گا۔ بولے گا تو چھپ کر رہنے کا بھید کھل جائے گا۔"

"اوہ اسٹون مارک! تمھاری باتوں سے میرے اندر بے چینی پیدا ہو رہی ہے۔ وہ اگر واقعی میرے اندر موجود ہے تو میں اُسے کیسے نکالوں؟"

"میں بھوتوں کو بھگانا جانتا ہوں۔ تم مجھ پر بھروسا کرو گی اور میرے

مشوروں پر عمل کروگی تو میں تمہارے اندر کے شیطان کو بھگا دوں گا۔"

"میں تمہارے مشوروں پر عمل کروں گی۔ تم کیا چاہتے ہو؟"

"تم میرے ایک خیال خوانی کرنے والے کو اپنے دماغ میں آنے دو۔ وہ تم پر تنویمی عمل کرے گا۔ پھر تمہارے دماغ کی گہرائیوں میں جاکر معلوم کرے گا کہ دشمن خیال خوانی کرنے والے نے تمہیں کس طرح اپنے عمل سے تسخیر کیا ہے۔ پھر وہ اُس کا توڑ کرے گا۔ اس کے بعد وہ شیطان کبھی تمہاری اجازت کے بغیر دماغ میں نہیں آسکے گا۔"

"ایسا ہو سکتا ہے تو ضرور اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے کو میرے پاس بھیج دو۔"

جبرئیل نے غصے سے پوچھا "کس ٹیلی پیتھی جاننے والے کو اپنے پاس بُلا رہی ہو؟ کیا سُپر ماسٹر کے خلاف کسی دشمن ٹیلی پیتھی والے سے دوستی کرنا چاہتی ہو؟ میں تمہارا سر توڑ دوں گا۔ میں جتنی محبت سے پیش آتا ہوں، تم اتنا ہی سر پر چڑھتی جاتی ہو۔"

اس نے سوسانہ کے ہاتھ سے ریسیور چھین لیا۔ وہ جبرئیل کے ہاتھ سے چھیننے لگی۔ کہنے لگی "تم بے غیرت ہو۔ تمہیں شرم نہیں آتی کہ تمہاری عورت کے اندر کوئی چھپا رہتا ہے۔ مگر میں تو شرم والی ہوں۔ میں اُسے بھگانے کی تدبیر ضرور کروں گی۔"

اس نے جبرئیل کا مُنہ نوچ لیا۔ جبرئیل نے اُسے ایک کراٹے کا ہاتھ رسید کیا۔ وہ مار کھا کر بستر پر گری۔ پھر کروٹ بدل کر جبرئیل کے مُنہ پر لگ ماری۔ دونوں میں باقاعدہ جنگ چھڑ گئی جس کے نتیجے میں پہلے ٹیلیفون کا سیٹ ٹوٹا۔ پھر پلنگ ٹوٹ کر فرش پر آگیا کیونکہ وہاں انسانوں کی نہیں شیر اور شیرنی کی جنگ ہو رہی تھی۔ وہ دونوں لڑنے کے دوران جس چیز سے ٹکراتے تھے، اُس کی شامت آجاتی تھی۔ ایسے ہی ٹکراؤ میں ہوٹل کا دروازہ بھی ٹوٹ گیا۔

اس ہنگامے نے اچھی خاصی بھیڑ لگادی۔ منیجر نے قریبی پولیس اسٹیشن سے رابطہ کرکے انہیں فوراً وہاں پہنچنے کے لیے کہا۔ وہ محبت کرنے اور جنگ کرنے کے دوران دنیا سے غافل ہو جاتے تھے۔ کسی بات کی پروا نہیں کرتے تھے کہ ہزاروں لاکھوں کا نقصان کر رہے ہیں، دوسروں کی جان کے لیے بھی خطرہ بن رہے ہیں۔ سُپر ماسٹر کے نائب نے کئی بار اس سے رابطہ قائم کرنا چاہا لیکن ٹیلیفون ٹوٹ گیا تھا۔ تار اُکھڑ گیا تھا۔ یوں بھی جب تک جنگ کسی نتیجے پر نہ پہنچتی تب تک وہ کسی کی سننے والے نہیں تھے۔

اُن سے بر. ت دور میں نے سوچا کہ میں نے اپنے تمام چاہنے والوں سے رابطہ کیا ہے۔ ایک اپنے پارس سے بات نہیں کی۔ نتیجہ معلوم تھا کہ وہ بھی مجھے تسلیم نہیں کرے گا لیکن خون کی کشش اور محبت کے جذبات نے مجبور کیا کہ بیٹے کے گلے نہیں لگ سکتا، اُس کے دماغ سے تو لگ سکتا ہوں۔ یہ سوچ کر میں اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔

وہاں بڑی آسانی سے جگہ مل گئی کیونکہ آرمر موجود تھا۔ پارس کو میری آمد کی خبر نہ ہوئی۔ وہ کہہ رہا تھا "انکل! سوسانہ کے دماغ سے اس ٹیلی پیتھی جاننے والے کو آپ بھگا سکتے ہیں۔ میں سوسانہ کو راضی کر لوں گا۔ وہ تنویمی عمل کے ذریعے آپ کی معمولہ بن جائے گی۔ میں دماغ سے باہر جنگ لڑ رہا ہوں۔ آپ دماغ کے اندر رہ کر لڑیں گے تو دشمنوں کی ایک نہیں چلے گی۔"

آرمر نے کہا "ٹھیک ہے۔ میں تمہارے پاس ہوں۔ تم سوسانہ سے بات کرو۔"

پارس نے اس سے رابطہ کیا۔ جبرئیل کی آواز سُن کر اس نے عورت کی آواز نکالی اور کہا کہ سوسانہ سے بات کرے گا۔ پھر سوسانہ نے اس سے گفتگو کی۔ پارس نے تھوڑی دیر تک اسے سمجھاتے رہنے کے بعد اپنے خیال خوانی کرنے والے کی معمولہ بننے پر راضی کر لیا۔ ایسے ہی وقت سوسانہ اور جبرئیل کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔ ٹیلیفون کے ساتھ اس کا تار بھی ٹوٹ گیا۔ پارس سے رابطہ ختم ہو گیا۔ آرمر نے کہا۔ "بیٹے! وہ دونوں درندے ہیں۔ ابھی کافی دیر تک جنگ ہو گی۔ جنگ کے بعد اگر وہ تنویمی عمل کے لیے راضی رہے گی تو میں اس کے دماغ میں جاؤں گا۔ مَیں تھوڑی دیر کے لیے جا رہا ہوں۔"

آرمر کے نکلتے ہی میں بھی پارس کے دماغ سے نکل گیا۔ حالانکہ وہاں رہ کر اس سے باتیں کر سکتا تھا لیکن پچھلے تجربات نے سمجھایا تھا کہ پہلے میں اپنوں کے کام آؤں۔ سونیا نے بھی یہی کہا تھا۔ جب میری پوری فیملی اس بات پر متفق ہو گی کہ میں فرداً فرداً سب کے کام آ رہا ہوں تو جلد یا بہ دیر مجھے تسلیم کر لیں گے۔ لہٰذا میں پارس کا کام کرنے کے لیے سوسانہ کے دماغ میں آگیا۔

اس نے لڑنے کے دوران دماغ پر بوجھ محسوس کیا۔ میں نے کہا "مجھے پارس نے بھیجا ہے۔ اگر بوجھ سمجھتی ہو تو ابھی چلا جاؤں گا لیکن ایک اہم بات سُن لو۔ جبرئیل تم سے سچی محبت کرتا ہے۔ یہ تم پر ہاتھ اُٹھانا نہیں چاہتا تھا لیکن سُپر ماسٹر کے خیال خوانی کرنے والے نے اسے بھڑکا دیا۔ وہ چاہتا ہے کہ پارس سے فون پر تمہاری بات نہ ہو۔ اسی لیے جھگڑا کرنے کے بہانے جبرئیل کے ہاتھوں سے فون تڑوا دیا ہے۔"

سوسانہ میری باتیں سُننے کے دوران جبرئیل سے دو چار گھونسے کھا گئی تھی۔ اس کے بعد جواباً حملے کر سکتی تھی لیکن وہ دونوں ہاتھ اُٹھا کر بولی "رُک جاؤ۔ میں تم سے لڑنا نہیں چاہتی۔ یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ مجھے دل و جاں سے چاہتے ہو اور دشمن کے لڑانے سے لڑنے لگتے ہو۔ کیا محبت ایسی ہوتی ہے؟ وہ دماغ میں آکر کہتا ہے سوسانہ کو مارو اور تم مارنا شروع کر دیتے ہو۔"

"میں نے دشمن کے کہنے سے ہاتھ نہیں اُٹھایا ہے۔ تم بہت

بے لگام ہو گئی ہو۔ تمہیں مارک اسٹون سے آئندہ بات نہیں کرنے دوں گا۔"

میں نے کہا "سوسانہ! اپنے محبوب کی بات مان لو۔ آئندہ پارس تمام اہم باتیں میرے ذریعے تمہیں بتایا کرے گا۔ اپنے محبوب کو خوش رکھنے کے لیے کہہ دو، تم پارس سے باتیں نہیں کرو گی۔"

سوسانہ نے یہی کہا۔ جبرئیل حیران ہو کر بولا "تعجب ہے! پہلے تو تم آسانی سے جھگڑا ختم نہیں کرتی تھیں؟"

"میں تم سے ساری زندگی لڑتی رہوں گی کیونکہ تم سے محبت کرتی ہوں۔ لیکن اس بزدل دشمن سے لڑنا اپنی توہین سمجھتی ہوں جو تمہارے اندر چھپ کر جنگ چھیڑتا ہے۔"

وہ گرج کر بولا "میرے اندر کوئی نہیں ہے۔"

وہ بولی "تمہارے گرجنے سے حقیقت نہیں بدلے گی۔ یہ کئی بار ثابت ہو چکا ہے کہ وہ تمہارے اندر آتا جاتا رہتا ہے۔"

وہ جھنجلا کر بولا "ہاں آتا جاتا ہے، تم کیا بگاڑ لو گی؟"

"اپنے مرد کو جسم و جاں کا مالک بنانے کے بعد عورت اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتی کیونکہ اپنا سب کچھ ہار چکی ہوتی ہے۔ اب میں وہ سوسانہ نہیں رہی جس کی ہر بات تم محبت سے مان لیا کرتے تھے۔ جاؤ جاؤ، سُپر ماسٹر کے اشارے پر ناچتے رہو۔ میں اپنے کمرے میں جا رہی ہوں۔"

وہ اس کمرے کے ٹوٹے ہوئے دروازے سے باہر آئی۔ ایک پولیس افسر کئی سپاہیوں کے ساتھ آ رہا تھا۔ ہوٹل کا منیجر بھی تھا۔ بھیڑ بدستور نظر آ رہی تھی۔ افسر نے سوسانہ اور جبرئیل سے کہا "آپ لوگ مہذب دنیا میں رہتے ہیں اور لڑتے ایسے ہیں جیسے پوری عمارت کو تباہ کر دیں گے۔ آپ لوگوں نے یہاں کے معزز مسافروں کو پریشان کیا ہے۔ ابھی ابھی امریکی سفیر نے تمہاری ضمانت دی ہے۔ ورنہ ہم تمہیں آہنی سلاخوں کے پیچھے پہنچا دیتے۔"

وہ اونہہ کہتی ہوئی اپنے کمرے میں آئی۔ دروازے کو بند کیا۔ پھر ایک صوفے پر آکر بیٹھ گئی۔ میں نے کہا "تمہیں سکون کی ضرورت ہے۔ آرام سے لیٹ جاؤ۔ میں تمہیں ٹیلی پیتھی کے ذریعے سُلا دوں گا۔"

"میں سونا نہیں چاہتی۔ اُسے تنہا چھوڑ آئی ہوں۔ نہ جانے وہ خیال خوانی کرنے والا شیطان آئے اور کس طرح بہکائے گا۔ میرا جبرئیل بہت بھولا ہے۔"

"تم فکر نہ کرو۔ اُس شیطان کو تمہارے دماغ سے بھگانے کے بعد جبرئیل کے اندر سے بھی اسے بھگا دوں گا۔"

"وہ میرے اندر نہیں ہے۔ تم جبرئیل کو اُس سے نجات دلا دو۔"

"تم بھول رہی ہو، وہ تمہارے اندر ہے۔ پارس سے فون پر باتیں کرتے وقت بھی وہ چپ چاپ موجود تھا۔ اسی کے بھڑکانے سے جبرئیل نے ٹیلیفون کا تار توڑ دیا تھا۔"

"ہاں یاد آیا۔ وہ کمبخت چھپ کر رہتا ہے۔ پلیز اُسے میرے اندر سے نکالو۔"

"تم آرام سے بستر پر لیٹ جاؤ۔ ہاتھ پاؤں ڈھیلے چھوڑ دو اور یہ سوچتی رہو کہ تم میری آواز اور لہجے سے متاثر ہو کر میری معمولہ بن رہی ہو اور میرے ہر حکم کی تعمیل کرتی جا رہی ہو۔"

وہ میری ہدایات پر عمل کرنے لگی۔ میں بڑی محبت سے بہلا پھسلا کر اُسے ٹرانس میں لاتا رہا۔ واقعی فولادی دماغ رکھتی تھی۔ بڑی دیر سے متاثر ہوتی تھی چونکہ راضی خوشی معمولہ بننا چاہتی تھی، اس لیے میں رفتہ رفتہ کامیاب ہو گیا۔ اس کے دماغ کی گہرائیوں میں اُتر کر اس کی پوری ہسٹری معلوم کرنے لگا۔

وہ لاوارث تھی۔ اس کے ماں باپ کا پتا نہ تھا۔ ایک بوڑھے فوجی نے اس کی پرورش کی تھی، اُسے اعلیٰ تعلیم دلا کر ملٹری انٹیلی جنس میں ملازمت دلائی تھی۔ وہ بہت زیادہ ذہین نہیں تھی۔ اپنے غیر معمولی قد اور جسامت کے باعث سُپر ماسٹر کی نظروں میں تھی۔ ایک معاملے میں روم آئی تو جبرئیل گرانٹ سے ملاقات ہوئی۔ وہ بھی سُپر ماسٹر کے کسی کام سے آیا ہوا تھا۔ دونوں میں محبت ہو گئی۔

نیو یارک واپس پہنچنے پر بتایا گیا کہ انسانی روبوٹ کی تیاریوں کے سلسلے میں ان دونوں کا انتخاب ہو چکا ہے۔ پہلے جبرئیل کو روبوٹ بنانے کے مختلف مراحل سے گزارا جائے گا۔ اس کے بعد سوسانہ کی باری آئے گی۔ اُسے یاد نہیں ہے کہ وہ دونوں جان لیوا مراحل سے کس طرح گزرتے رہے۔ اکثر اُن پر بے ہوشی طاری ہو جاتی تھی۔ جب وہ آخری مرحلے سے بھی گزر گئے تو حیرت انگیز قوتوں کے مالک بن گئے۔ ان پر چھری تلوار، گولی اور گولے بارود کا اثر نہیں ہوتا تھا۔ بم کے دھماکوں سے اگر ٹوٹ پھوٹ جاتے تو اپنے جسم سے الگ ہونے والے ہاتھ پاؤں کو خود جوڑ سکتے تھے۔ جسم میں پیوست ہونے والی گولیوں کو خود ہی باہر نکال سکتے تھے۔ ان کے زخم چند سیکنڈ میں آپ ہی آپ بھر جاتے تھے۔ جسمانی نظام میں ایسے ترمیم اور اضافے کیے گئے تھے جن کے باعث باہر کی گرد اور نقصان دہ آلودگیاں اندر نہیں پہنچتی تھیں۔ نقصان دہ جراثیم خون میں نہیں پہنچتے تھے۔ اُن میں قوتِ مدافعت اتنی تھی کہ چاند یا کسی سیارے میں پہنچ کر آکسیجن کی کمی کے باوجود چوبیس گھنٹوں تک زندہ رہ سکتے تھے۔

انھوں نے روبوٹ بننے کے بعد موت کو شکست دی تھی۔ پتا نہیں کتنی طویل زندگی گزارنے والے تھے لیکن ایک نقصان ہوا تھا کہ ان کے دماغ اپنے نہیں تھے۔ اُن کی لاعلمی میں برین واشنگ کی گئی تھی۔ جبرئیل کے دماغ کو مارٹن رسل اور سوسانہ کے دماغ کو کینی پال نامی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا تابع بنایا گیا تھا۔ اگرچہ جبرئیل نے کہا تھا کہ اُس کی محبوبہ سوسانہ کے دماغ میں کوئی شخص نہ جائے وہ

خود اپنی محبوبہ کو اپنے کنٹرول میں رکھے گا۔ سپر ماسٹر نے وعدہ کیا تھا کہ سوسانہ کے دماغ کو چھیڑا نہیں جائے گا لیکن درپردہ کینی پال نے اُسے تنویمی عمل کے ذریعے اپنی کنیز بنا رکھا تھا۔

کینی پال کے عمل کے مطابق وہ اس کی معمولہ تھی۔ عمل کے دوران کینی پال نے اُسے اپنا نام بتایا تھا۔ اپنی آواز اور لہجے کو اس کے دماغ میں نقش کیا تھا اور حکم دیا تھا کہ وہ اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرے گی۔

کینی پال سوسانہ کی سوچ میں مشورے دیا کرے گا اور حالات کے مطابق منصوبے بنائے گا۔ سوسانہ ان مشوروں اور منصوبوں کو اپنے ہی دماغ کی سوچ سمجھ کر تسلیم کرتی رہے گی اور ان پر عمل بھی کرتی رہے گی۔

اور یہ بھی حکم تھا کہ وہ کسی خیال خوانی کرنے والے کو دماغ میں آنے نہیں دے گی اور کسی کو اپنے چور خیالات پڑھنے نہیں دے گی۔ اس طرح کی برین واشنگ کو چھ ماہ کا عرصہ گزر چکا تھا۔ تنویمی عمل کا اثر زائل ہو رہا تھا۔ یہ بات کینی پال سمجھ نہیں پایا تھا کیونکہ سوسانہ اب بھی اس کی لہروں کو محسوس نہیں کرتی تھی۔ اس کے مشوروں پر عمل کرتی تھی لیکن جبریل کی محبت اور میڈونا کے جلاپے میں سپر ماسٹر سے بغاوت کر رہی تھی۔
کینی پال کے لیے یہ بات تشویشناک نہیں تھی۔ اس نے سوسانہ کی سوچ میں آج رات تین بجے دوبارہ تنویمی عمل کا وقت مقرر کیا تھا۔ یہ اس کی بدقسمتی تھی کہ اس سے پہلے میں سوسانہ پر تنویمی عمل کر چکا تھا۔

میں نے اُسے حکم دیا کہ لاشعور میں جو کینی پال کی آواز اور لہجہ ہے اُسے یاد کرے۔ جب اس نے یاد کیا تو میں نے حکم دیا۔ اُسے ہمیشہ یاد رکھے‘ جیسے ہی وہ سوچ کی لہر دماغ میں آئے‘ سانس روک کر اسے بھگا دے۔ مجھے اپنے عامل کے طور پر یاد رکھے‘ میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہ کرے۔ باقی تمام پرائی سوچوں کو دماغ سے نکال دیا کرے۔
پارس کو ہمیشہ اپنی جان سے زیادہ عزیز سمجھ کر اس سے دوستی قائم رکھے۔ جبریل کو سپر ماسٹر کی غلامی سے نجات دلانے کے لیے اسے پارس کی طرف مائل کرتی رہے اور اُسے بھی آمادہ کرتی رہے کہ میں اس کے دماغ میں جا کر تنویمی عمل کر سکوں اور کسی خیال خوانی کرنے والے سے اسے بھی نجات دلا سکوں۔

مارٹن رسل اور کینی پال ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی حیثیت سے ابھی منظرِ عام پر نہیں آئے تھے۔ سپر ماسٹر نے انھیں محدود فرائض کا پابند بنا رکھا تھا۔ ایک جبریل کو اور دوسرا سوسانہ کو کنٹرول کرتا آ رہا تھا۔ ابھی مجھے مارٹن رسل کا نام معلوم نہیں ہوا تھا۔ کسی وقت بھی جبریل کے اندر پہنچنے سے یا حالات کے مطابق دوسرے ذرائع سے وہ میری معلومات کی فہرست میں آ سکتا تھا۔

میں نے تقریباً آدھی رات کو سوسانہ پر عمل کیا تھا۔ پھر اُسے تنویمی نیند سلا دیا تھا۔ اسے حکم دیا تھا کہ صبح تک کوئی دماغ میں آئے یا کمرے میں آئے تو وہ فوراً بیدار ہو جائے اور حالات کے مطابق اس سے نمٹ لے ورنہ صبح تک آرام سے سوتی رہے۔ ایک اور بات جو میں نے اُسے سمجھائی وہ یہ تھی کہ میرا نام آرمر ہے۔ میں اس کے دماغ میں آ کر یہ کوڈ ورڈز ادا کروں گا۔ "آرمر ود لو اینڈ فرینڈ شپ فرام پارس۔"

میری پلاننگ کے مطابق آرمر بھی ان کوڈ ورڈز کے ساتھ اس کے دماغ میں جا کر باتیں کر سکتا تھا‘ اُسے پارس کا پیغام پہنچا سکتا تھا میں بھی آرمر کے لہجے میں اس سے گفتگو کر سکتا تھا۔ اگر ایسے حالات پیدا ہوتے کہ وہ پارس سے کسی بات پر ناراض ہو کر یا جبریل کے مجبور کرنے سے آرمر کو دماغ میں جگہ نہ دیتی تو میں اپنی ذاتی سوچ کے لہجے سے چپ چاپ اس کے دماغ میں رہ سکتا تھا۔ چونکہ میں کبھی کسی عورت کی اجازت کے بغیر اس کے دماغ میں نہیں جاتا۔ اس لیے فرہاد کی حیثیت سے اس کے اندر چھپ کر رہنے کا ارادہ نہیں تھا۔ ہاں اگر دشمن اُسے نقصان پہنچانا چاہتے یا اس کے ذریعے ہمارے لیے مصیبت بنانا چاہتے تو میں خاموشی سے اس کے اندر رہ کر دشمنوں سے لڑنے پر مجبور ہو جاتا۔

بہرحال ایک اہم مسئلے سے نمٹنے کے بعد میں پارس کے دماغ میں آیا تو وہاں آرمر کہہ رہا تھا: "بیٹے! مجھے پہنچنے میں دیر ہو گئی۔ سوسانہ گہری تنویمی نیند میں ڈوبی ہوئی ہے۔ میں اُسے مخاطب کرتا تو وہ بیدار ہو جاتی پھر سانس روک کر مجھے باہر نکال دیتی۔ اس کی نیند بتا رہی ہے کہ دشمن ہمیں اس سے دور کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔"

پارس نے کہا: "یہ بہت برا ہوا۔ سوسانہ میرے ہاتھ میں ایک اہم مہرہ تھی۔"

میں نے دونوں کو مخاطب کیا: "ہیلو آرمر! ہیلو بیٹے! میں وہی ہوں جو خود کو فرہاد کہتا ہے۔ آرمر نے میرے متعلق تمھیں بتایا ہو گا۔"

پارس نے ایک دم سے چہک کر کہا: "ارے پاپا! آپ ہیں۔ جب سے معلوم ہوا ہے کہ سونیا ممّا نے آپ کو پہچان لیا ہے اور فرہاد علی تیمور تسلیم کر لیا ہے تب سے میں آپ کا بے چینی سے انتظار کر رہا ہوں۔"

میں نے خوش ہو کر کہا: "مجھے اپنے بیٹے کی ذہانت سے یہی امید تھی۔ میں تمھارے پاس پہلے ہی آ جاتا لیکن سوچا تمھارا کوئی اہم کام کر کے تمھارا اعتماد حاصل کر لوں پھر تم سے بات کروں گا۔ سوسانہ واقعی ایک اہم مہرہ ہے‘ وہ تمھارے ہی ہاتھ میں رہے گی۔ میں نے اس پر تنویمی عمل کیا ہے۔"

"واہ پاپا! آپ نے تو کمال کر دیا ہے۔ کیا اُس کے دماغ میں کوئی چھپا رہتا تھا؟"

"ہاں۔ وہ سپر ماسٹر کا ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا ہے‘ اُس کا نام

کینی پال ہے۔ اس کا تنویمی عمل زائل ہو رہا تھا۔ میں نے اُسے بالکل ختم کر دیا ہے۔ آئندہ سوسانہ اسے اپنے دماغ میں محسوس کیا کرے گی تو بھگا دیا کرے گی۔ صرف آرمر مخصوص کوڈ ورڈز کے ذریعے اس کے دماغ میں جا سکتا ہے اور وہ کوڈ ورڈز ہیں۔ آرمر ود لو اینڈ فرینڈ شپ فرام پارس۔"

"آپ واقعی ہماری حمایت میں کام کر رہے ہیں لیکن آپ نے کوڈ ورڈز کا تکلف کیوں کیا؟ آرمر انکل کا لہجہ اس کے دماغ میں نقش کر دیتے‘ وہ ایک معمولہ کی حیثیت سے انکل کو دماغ میں محسوس نہ کرتی۔ یوں اُس کے دماغ میں چھپ کر آئندہ کسی دشمن کا سراغ لگایا جا سکتا تھا۔"

"اوّل تو میری یا آرمر کی عادت نہیں ہے کہ کسی خاتون کے دماغ میں چھپ کر جائیں۔ یہ خلافِ تہذیب ہے۔ پھر یہ کہ سوسانہ کا حساس دماغ اب کسی کو دماغ میں آنے نہیں دے گا۔ وہاں دشمن ایک ساعت کے لیے بھی نہیں جا سکیں گے۔"

آرمر نے کہا: "مسٹر! تم میری عادت سمجھتے ہو کہ میں کسی خاتون کی اجازت کے بغیر دماغ میں نہیں جاتا۔ تمھارا شکریہ‘ تم واقعی مہذب انسان ہو۔ تمھاری دانشمندی سے علی اور رادام رسوتی نے سپر ماسٹر سے نجات حاصل کر لی۔ تم نے سونیا کے دشمنوں کو ٹھکانے لگایا۔ تم نے سوسانہ کو بروقت ہماری مٹھی سے پھسلنے نہیں دیا۔ اتنے مہذب اور دانشمند ہونے کے باوجود خود کو فرہاد کیوں کہتے ہو؟"

پارس نے کہا: "مسٹر! میں تھوڑی دیر پہلے تمھیں پاپا کہہ کر دھوکا دے رہا تھا۔ تمھیں خوش کر کے تم سے کام لینا چاہتا تھا۔ اس سے پہلے ہی تم نے ہمارا بہت بڑا کام کیا ہے۔ میں تمھاری قدر کرتا ہوں‘ تم سے پائیدار دوستی کر سکتا ہوں۔ پلیز اپنے اوپر سے فرہاد کا خول اُتار دو۔"

میں نے ایک سرد آہ بھر کر کہا: "میں بحث نہیں کروں گا۔ ہاں‘ نیک مشورہ دوں گا۔ اگر کبھی میری آواز سے‘ لہجے سے اور میرے اعمال سے تمھارا دل یہ کہے کہ میں تمھارا باپ ہوں تو کسی جھوٹ اور فریب سے کام نہ لینا‘ مجھے پاپا کہہ کر گلے لگانے کا موقع دینا۔ میں اس دن کا صبر سے انتظار کروں گا۔"

"وہ دن کبھی نہیں آئے گا۔ کیونکہ انسان مرنے کے بعد‘ پھر ایک عرصے تک قبر میں رہنے کے بعد دنیا میں واپس نہیں آتا۔ ویسے تم حقیقتاً کون ہو؟ کیا ہو؟ یہ جاننے کے لیے تم سے ملنا چاہتا ہوں۔ بولو‘ کہاں ملاقات کرو گے؟"

"میں پیرس پہنچ گیا ہوں۔ ساؤتھ بینک کے سات نمبر کے کاٹیج میں کسی وقت بھی مل سکتا ہوں۔"

"یہ بہتر ہوا کہ تم پیرس آ گئے۔ پہلے میں جناب شیخ الفارس صاحب سے ملاقات کروں گا۔ پھر تم سے ملنے آؤں گا۔"

میں کہنا چاہتا تھا کہ وہ جناب شیخ صاحب سے میرے متعلق کوئی سوال نہ کرے‘ وہ مجھے دنیا کے لیے مُردہ اور دین کے لیے زندہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس لیے وہ میری دنیاوی زندگی کی تصدیق نہیں کریں گے۔

لیکن میں پارس کو منع کرتا تو وہ مجھے فراڈ سمجھتا۔ یوں بھی میں فراڈ سمجھا جا رہا تھا۔ ان کے دلوں میں مزید شبہات پیدا کرنا مناسب نہیں تھا۔

بزرگانِ دین کی باتیں سمجھ میں تو آتی ہیں لیکن ہماری ایمانی ناپختگی یہ نہیں مانتی کہ اُن کی باتیں اثر رکھتی ہیں۔ جناب شیخ صاحب نے مجھ سے کہا تھا تم دنیا والوں کی طرف جا کر پچھتاؤ گے اور میری عقل کہتی تھی‘ دو اور دو چار ہوتے ہیں۔ اسی طرح میں اوّل فرہاد ہوں‘ آخر فرہاد ہوں۔ ساری دنیا مجھے تسلیم کرے گی۔ میں کسی پہلو سے نہیں پچھتاؤں گا۔

اور اب اُن کی پیشین گوئی کے مطابق پچھتا رہا تھا۔ میرے خون کا‘ محبت کا اور دوستی کا کوئی رشتہ مجھے ماننے کو تیار نہیں تھا۔ ایک اُمید تھی کہ جب سونیا اور پارس بابا صاحب کے ادارے میں جائیں گے اور جناب شیخ صاحب سے میرا ذکر کریں گے تو ہمارے وہ بزرگ کبھی جھوٹ نہیں بولیں گے اور اُن کے سامنے میری حیاتِ نو کی تصدیق کر دیں گے۔

مگر افسوس پچھتاوا میرا مقدر بن گیا تھا۔ دوسری صبح اطلاع ملی کہ جناب شیخ صاحب اس جہانِ فانی سے کوچ کر گئے ہیں۔ انھوں نے فجر کی نماز ادا کر کے اپنے ایک مُرید کو حجرے میں بلایا تھا پھر مُرید سے کلامِ پاک کی تلاوت کی فرمائش کی تھی۔ مرید نے تلاوت شروع کی تو انھوں نے سنتے سنتے آنکھیں بند کر لیں پھر وہ آنکھیں ہمیشہ کے لیے بند ہو گئیں۔ اللہ باقی مِن کُل فانی۔

دو روز پہلے بابا صاحب کے ادارے میں اعلیٰ بی بی کی آخری رسومات ادا کی گئی تھیں اور آج پھر ادارے سے تعلق رکھنے والے تمام افراد کو صدمہ پہنچ رہا تھا۔ شام تک بے شمار ممالک سے تعزیتی پیغامات آتے رہے۔ سپر ماسٹر‘ ماسک مین اور یہودی تنظیم کی طرف سے شیخ الفارس کی وفات پر افسوس کا اظہار کیا گیا تھا۔ ساتھ ہی یہ چرکا دیا گیا تھا کہ بابا صاحب کے ادارے کے اہم ستون گرتے جا رہے ہیں۔ پہلے فرہاد‘ پھر اعلیٰ بی بی‘ اس کے بعد شیخ الفارس صاحب اور جلد ہی سونیا کی باری آنے والی ہے۔

سپر ماسٹر نے پیغام کے علاوہ کہا تھا: "ادارے کی گرتی ہوئی ساکھ کے باوجود ہم اپنے ملک میں سونیا کو سپر ماسٹر کے متوازی عہدہ دیں گے۔ وہ جب چاہے پارس کے ساتھ آ سکتی ہے۔"

ماسک مین نے کہا تھا: "سونیا کو اپنے بھیانک مستقبل کا اندازہ کر لینا چاہیے۔ فرہاد کی فیملی کو زوال آ چکا ہے۔ اُسے اپنے بیٹے علی تیمور کے

ساتھ ہمارے پاس آجانا چاہیے۔ اب اُن کے لیے بابا صاحب کا ادارہ محفوظ نہیں رہا۔"

اسرائیلی حکام کی طرف سے پیغام آیا۔" دوسرے دن شیبا کی برسی ہے اس موقع پر فرہاد مرحوم کی فیملی کے تمام افراد پر سے پاسپورٹ اور ویزا کی پابندیاں اُٹھائی جارہی ہیں۔ سونیا، رسونتی، علی تیمور، پارس، آرمر، والٹسوروکی اور پومی وغیرہ کو خوش آمدید کہا جائے گا اور اُن کے قیام کے دوران انھیں وی آئی پی ٹریٹمنٹ دیا جائے گا۔ ہمیں اُمید ہے شیبا کی برسی میں اس کی قبر پر ویرانی نہیں رہے گی۔ اس پر پھولوں کی چادریں چڑھائی جائیں گی۔"

سونیا نے سپر ماسٹر کو جواب ارسال کیا۔" فرہاد بہت بڑی چیز تھا۔ اس کا جوان بیٹا اپنی ماں کو تمھاری قید سے نکال لایا۔ تم اس کی گرد کو بھی نہ پہنچ سکے۔ تم اپنے متوازی کیا عہدہ دے سکو گے۔ سیکڑوں فوجیوں اور درجنوں ہیلی کاپٹروں کی تباہی کے پیشِ نظر تمھیں استعفا دے دینا چاہیے۔"

علی تیمور نے ماسک مین کو جواب دیا۔" فرہاد کی فیملی کو زوال آتا تو تمھاری ناقابلِ شکست تماشیانہ ماری نہ جاتی۔ پاسکل بُو باکا اغوا نہ ہوتا۔ تم نے کسی فطرے کے بغیر ماریہ کو واپس کر دیا ہے۔ یہ سب تمھارے زوال کی کہانی ہے۔ بابا صاحب کا ادارہ کیسا زبردست آہنی قلعہ ہے کبھی اِس میں جھانکنے کی حماقت کر کے دیکھو۔"

پارس نے اسرائیلی حکام کو جواب دیا۔" میری ماں کے لیے ہمیشہ آگ اور خون کی بارش ہوتی رہی۔ میری ماں پھولوں کی سیج پر دَم توڑتی تو میں اس کی قبر پر ضرور پھول چڑھانے آتا لیکن وہاں تو آگ اور خون کی بارش ہونی چاہیے۔ برسی کے دن پورے تل ابیب میں بارود کے دھماکے ہونے چاہئیں۔ اسی طرح میری عظیم ماں شیبا کو خراجِ تحسین پیش کیا جاسکتا ہے مگر بڑے خوش نصیب ہو شیخ الفارس مرحوم کا سوگ تین دن تک منایا جائے گا۔ اگر چاہتے ہو کہ تین دن بعد تمھارے شہر تل ابیب میں قیامت نہ آئے تو معافی نامہ لکھ بھیجو۔"

رسونتی اور علی تیمور بابا صاحب کے ادارے میں تھے۔ سونیا اور پارس بھی اپنی مصروفیات چھوڑ کر تین دنوں کے لیے آگئے تھے صرف ماریہ پیرس کے ایک ملٹری اسپتال میں تھی۔ میں بھی شیخ الفارس مرحوم کی آخری رسومات میں شریک ہونے کے لیے ادارے کے احاطے میں داخل ہونا چاہتا تھا لیکن میری گاڑی کو بیرونی گیٹ کے باہر روک دیا گیا۔ سیکیورٹی افسر نے میرے شناختی کاغذات طلب کیے۔ میرے پاس کاغذات تھے لیکن وہ دوسرے نام سے تھے۔ کیوں؟ یہ اِس کی بھی ایک کہانی ہے۔ میرے ساتھ جتنی بھی کہانیاں بن رہی تھیں اِن کے پیچھے شیخ الفارس مرحوم کی پیشین گوئی کارفرما تھی کہ میں اپنی صحیح شناخت پیش نہیں کرسکوں گا۔

قصہ یوں ہے کہ علی اور رسونتی کو سرحد پار کرانے کے بعد میں فوجی ہیلی کاپٹر میں ایک شہر تک پہنچا تھا۔ یعنی جنگل سے نکل کر انسانی آبادی میں آیا تھا۔ وہاں سے آگے سفر کرنے کے لیے اپنا نام، ولدیت، شہریت اور پتا ٹھکانا بتانا لازمی تھا۔ شناختی کارڈ اور پاسپورٹ ضروری تھا۔ یہ میرے لیے نہایت معمولی باتیں تھیں۔ میں نے متعلقہ شعبوں کے افسران کے دماغوں میں پہنچ کر تمام ضروری کاغذات کے علاوہ ہزاروں ڈالر بھی حاصل کر لیے تھے۔ لیکن خود کو فرہاد علی تیمور ظاہر نہیں کرسکتا تھا کیونکہ میں سپر ماسٹر کے ملک میں تھا۔ میرا یہ نام جنگل کی آگ کی طرح پھیل جاتا۔ سپر ماسٹر اور دوسرے دشمن مجھے نیویارک کے ائیرپورٹ تک بھی نہ پہنچنے دیتے۔ تمام پریس رپورٹرز میرے پیچھے پڑ جاتے۔ اخبارات میں بڑی بڑی سرخیوں کے ساتھ شائع ہوتا کہ پیرس میں مرنے اور دفن ہونے والا فرہاد نیویارک میں زندہ ہوگیا۔"

اگر یہ یقین نہ آتا کہ مجھے دوبارہ زندگی ملی ہے تو انٹیلی جینس والے حراست میں رکھ کر سوالات کرتے کہ میں کون ہوں؟ کہاں سے آیا ہوں؟ اور میں نے فرہاد کے نام سے پاسپورٹ اور دیگر ضروری کاغذات کس طرح حاصل کیے ہیں اور اگر میں ٹیلی پیتھی کا مظاہرہ کرتا تو سپر ماسٹر مجھے آہنی سلاخوں کے پیچھے سے نکلنے نہ دیتا۔ یا میں قیدی بننے سے پہلے ہی ایک طویل جنگ شروع کر دیتا۔ جنگ کے دوران خود کو فرہاد کہتا رہتا۔ میرے شکنجے میں آنے والے ٹیلی پیتھی سے سمجھ کر مجھے تسلیم کرتے اور جبراً تسلیم کروانے کا مطلب یہی ہوتا کہ میں فرہاد نہیں ہوں۔

پھر میں نے سوچا پہلے میرے اپنے مجھے قبول کریں گے تو پھر دنیا والوں کی پروا نہیں ہوگی۔ اس لیے جلد از جلد اپنوں تک پہنچنے کے لیے میں نے برائن دولف کے فرضی نام سے کاغذات حاصل کیے تھے۔ اب اس فرضی نام سے اور کاغذات سے میں بابا صاحب کے ادارے میں داخل نہیں ہوسکتا تھا۔ میں نے سیکیورٹی افسر سے کہا۔

"میں تھوڑی دیر بعد اپنی شناخت پیش کروں گا۔"

یہ کہہ کر میں اپنی کار ڈرائیو کرتا ہوا ایک سائیڈ میں لے گیا۔ پھر اسے روک کر رسونتی کے دماغ پر دستک دی۔ کوڈ ورڈ زادا کیے وہ خوش ہو کر بولی۔" تم کہاں ہو؟ پیرس کب آرہے ہو؟"

"میں پیرس پہنچ گیا ہوں اور اب تمھارے دروازے پر آیا ہوں۔"

"میرے دروازے پر؟"

"ہاں۔ میں نے سوچا شیخ الفارس مرحوم کی آخری رسومات میں شریک ہو جاؤں گا اور تم سے ملاقات بھی ہوسکے گی۔ اس لیے اِس ادارے کے بیرونی گیٹ کے قریب تمھارا انتظار کر رہا ہوں۔"

وہ فوراً ہی اُٹھ کر کھڑی ہوگئی۔ اُس کا چہرہ خوشی سے کھل گیا تھا۔ وہ تیزی سے چلتی ہوئی رہائش گاہ سے باہر آرہی تھی۔ میں نے کہا۔" رک جاؤ۔ ادارے میں شیخ الفارس مرحوم کے لیے لوگ سوگوار ہیں۔ ایسے میں تم خوشی سے مسکراتی رہو گی تو یہ غلط بات ہوگی۔ بہتر ہے تم میرے پاس نہ آؤ بلکہ مجھے اپنے پاس بلواؤ۔"

"کیا میرے بلانے سے یہ لوگ تمھیں اندر آنے دیں گے؟"

"تمھیں یاد نہیں ہے کہ یہاں تمھارا کتنا مان کیا جاتا ہے یہاں ہمیشہ سے تمھاری ہر خواہش پوری ہوتی رہی ہے۔ بہتر ہے میں سونیا اور پارس کو اپنی آمد کی اطلاع دیتا ہوں تم علی اور آرمر کو بتاؤ۔"

اس نے یہی کیا۔ میں نے خیال خوانی کے ذریعے سونیا اور پارس سے کہا۔" میں اِس ادارے کے بیرونی گیٹ کے قریب ہوں کیا اندر آسکوں گا؟"

دس منٹ کے اندر ہی سونیا، رسونتی، پارس، علی تیمور، آرمر، والٹسوروکی اور پومی وغیرہ آگئے۔ کئی مسلح گارڈز بھی تھے۔ انھیں بیرونی گیٹ کے اندر دیکھتے ہی میں کار سے باہر نکلا پھر اُن کے قریب جاتے ہوئے بولا۔" شاید مجھے یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ میں فرہاد ہوں۔ اب تک تم لوگ اپنے دماغوں میں میری آواز اور لہجہ سنتے رہے۔ آج آنکھوں سے دیکھ لو۔ یہ وہی برسوں کا جانا پہچانا چہرہ ہے۔"

رسونتی نے ایک قدم آگے بڑھ کر کہا۔" یہاں میں نے اپنے بیڈروم میں تمھاری تصویر کو سیکڑوں بار دیکھا ہے۔ تم وہی ہو۔ تم فرہاد ہو۔ زندہ ہو۔"

علی نے ماں کا بازو پکڑ کر کہا۔" ماما! آپ کو بہت سے حقائق کا علم نہیں ہے۔ آپ کو ماضی کی ایک ایک بات یاد آئے گی تو اسے فوراً ہی فرہاد تسلیم نہیں کریں گی۔ ہم نے بہت پہلے سمجھ لیا تھا کہ پاپا کی وفات کے بعد ایسے بہروپیے درجنوں کے حساب سے ہمارے سامنے آئیں گے۔ کبھی دوست بن کر کبھی دشمن بن کر۔"

پارس نے کہا۔" ماما! کسی بھی رشتے کو قبول کرنے کے سلسلے میں آپ کی اہمیت سب سے زیادہ ہے۔ اگر آپ غلطی کریں گی اور کسی کو ہمارا باپ بنانا چاہیں گی تو ہم شرم سے مر جائیں گے یا اس باپ بننے والے کو مار ڈالیں گے۔"

سونیا نے کہا۔" میں تمھیں عارضی طور پر فرہاد تسلیم کر کے تم سے ایک کام لینا چاہتی تھی مگر تم یہاں تک آپہنچے ہو۔ بڑی ڈھٹائی سے ہمارا سامنا کر رہے ہو۔ جب آہی گئے ہو تو اندر آؤ لیکن یہاں تمھیں ایک کاٹیج کی چار دیواری تک محدود رہنا ہوگا۔ باہر سخت پہرا ہے گا۔ شیخ مرحوم کی تجہیز و تکفین کے بعد ہم تم سے باتیں کریں گے۔"

پھر اس نے مسلح گارڈز کو حکم دیا۔" اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر سیدھے سامنے کاٹیج میں پہنچا دو۔ یہ کاٹیج سے نکلنا چاہے تو اسے دو بار وارننگ دو تیسری بار گولی مار دو۔"

علی نے کہا۔" یہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے کسی کو اس کاٹیج میں بُلا سکتا ہے لہٰذا سونیا ماما کی اجازت کے بغیر کسی کو اس کے قریب نہ جانے دیا جائے۔"

ایک شخص میری آنکھوں پر پٹی باندھنے لگا۔ میں نے کہا۔" یہ تکلف نہ کرو۔ میں اِس ادارے کے ایک ایک حصّے سے واقف ہوں۔ لائبریری، طبی اور سائنسی لیبارٹری، میڈیکل کالج اور اسپتال، کار اور ہیلی کاپٹرز کی مرمت کے کارخانے وغیرہ کہاں کہاں ہیں، مجھے سب معلوم ہے۔ جس میدان میں گوریلا جنگ کی ٹریننگ دی جاتی ہے اس میدان کے نیچے خفیہ اسلحہ خانہ ہے۔ سونیا کے کاٹیج کے پیچھے..."

میری بات ادھوری رہ گئی۔ کسی نے مجھے دھکا دے کر کہا۔" بکواس بند کرو اور گاڑی میں بیٹھو۔"

میری آنکھیں بند کر دی گئی تھیں۔ دو افراد مجھے پکڑ کر ادارے کے اندر چلنے والی ایک ٹرالی پر بٹھانا چاہتے تھے۔ میں نے خود کو چھڑا کر کہا۔" آنکھیں بند ہونے کے باوجود میں تمھارے دماغوں میں رہ کر دیکھ رہا ہوں، وہ ٹرالی کتنے فاصلے پر ہے۔"

میں انھیں حیرت زدہ کرتا ہوا ایک ٹرالی میں جا کر بیٹھ گیا۔ سونیا اور رسونتی وغیرہ دوسری ٹرالیوں میں بیٹھی یہ تماشا دیکھ رہی تھیں۔ رسونتی نے سونیا سے کہا۔" اگر یہ فرہاد نہیں ہے، پہلی بار یہاں آیا ہے تو تمام شعبوں کے بارے میں کیسے جانتا ہے۔ حتیٰ کہ خفیہ اسلحہ خانے کے متعلق بھی جانتا ہے۔"

سونیا نے جواب دیا۔" یہ بہت چالاک ہے۔ یہاں آتے ہی جب سیکیورٹی افسر نے اسے روکا تو اس نے افسر کے دماغ میں رہ کر یہاں کی تمام معلومات حاصل کر لیں۔"

"ابھی علی نے کہا ہے کہ تمھاری اجازت کے بغیر کوئی اس سے ملاقات نہیں کرے گا۔"

"کیا تم ملنا چاہتی ہو؟"

"ہاں۔ میں روبرو باتیں کر کے اسے سمجھنا چاہتی ہوں۔"

"ابھی تم خود کو نہیں سمجھ پا رہی ہو۔ دوسرے کو کیسے سمجھو گی؟"

"وہ دوسرا نہیں ہے۔ میرا دل اس کی طرف کھنچا جاتا ہے۔ ہوسکتا ہے اس کے قریب جانے سے مجھے پچھلی کوئی بات یاد آجائے۔"

"تمھاری یہ بات معقول ہے۔ تم جب چاہو اس سے ملنے جاسکتی ہو۔"

"اوہ تھینک یو سونیا! تم بہت اچھی ہو۔"

سونیا نے کہا۔" مگر ایک بات ہے۔ ملاقات کے دوران اسے ایک کمرے میں بند رکھا جائے گا۔ ہم میں سے کوئی بھی وہاں جا کر کھڑکی کے پاس کھڑے رہ کر گفتگو کر سکے گا۔"

رسونتی کچھ مایوس ہوئی لیکن یہ خیال خوش آیند تھا کہ وہ کھڑکی سے فرہاد کو اپنے سامنے دیکھتی رہے گی۔ علی نے کہا۔" ماما! آپ کو فی الحال اُس شخص سے دور رہنا چاہیے۔ میں آپ کو سمجھا نہیں سکتا کہ دشمن کیسی عجیب و غریب چالیں چلتے ہیں۔"

وہ بولی "میری یادداشت گم ہوئی ہے، ذہانت گم نہیں ہوئی ہے۔ کیا تم سمجھتے ہو تمھاری ماں آنکھیں بند کر کے بے شرمی سے ایک بیگانے کو اپنا مان لے گی۔ بیٹے! مجھے ماں کہتے ہو تو مجھ پر بھروسا کرو۔"

وہ چھوٹی بڑی رکاوٹوں سے گزر کر میرے پاس آگئی۔ آخر وہ کون سا جذبہ تھا جو اُسے میری طرف کھینچ لاتا تھا؟ کوئی مجھے مانتا نہیں تھا، وہ ماننے لگی تھی جبکہ سونیا، پارس، علی تیمور سب ہی مجھے دل و جاں سے چاہتے تھے۔ فی الوقت مجھے چاہنے اور ماننے میں بڑا فرق تھا۔ ماننے والی صرف ایک ہی تھی۔ اس طرح یہ بات سمجھ میں آتی تھی کہ میرے تمام اپنے لوگ ہوش و حواس میں رہ کر میری موجودگی سے انکار کرتے تھے اور رسونتی کی کمزور یادداشت نے اس کی ہوش مندی اور فیصلے کی قوت کو کمزور بنا دیا تھا۔ وہ محض جذبات میں بہتی ہوئی مجھ سے کسی بھی بہانے سے منسوب رہنا چاہتی تھی۔

ہماری پہلی ملاقات گھنے درخت کی ایک شاخ پر ہوئی تھی۔ تقدیر نے اُسے اوپر والی شاخ سے گرا کر میری آغوش میں پہنچا دیا تھا جس کے بعد میں نے کچھ رومانی شرارتیں بھی کی تھیں۔ ایک نوجوان لڑکی کی زندگی میں پہلی بار ایسی شرارتیں ہوں تو اس کے دل میں ہلچل اور راتوں میں کھلبلی سی پیدا ہو جاتی ہے۔ رسونتی کی پچھلی زندگی نے گم ہو کر اُسے کنواری نوجوان لڑکی بنا دیا تھا۔ وہ علی تیمور سے متاثر ہو کر اسے بیٹا کہتی تھی مگر یقین نہیں تھا کہ اس نے کسی بچے کو کبھی جنم دیا تھا یا کبھی اس کی شادی ہوئی تھی۔ اگر ہوئی تھی اور اس کی زندگی میں کوئی مرد آیا تھا تو وہ گھنے درخت کی شاخ پر چھیڑ چھاڑ کرنے والا مرد تھا۔ صرف اُسی مرد کے حوالے سے وہ فرہاد کو تسلیم کر رہی تھی۔ اس کا دل مچل مچل کر کہتا تھا کہ میں پھر اس کی زندگی کی گھنی شاخ پر چلا آؤں۔

کاٹیج کے اندر مجھے ایک کمرے میں بند کر دیا گیا تھا۔ کمرے کے دروازے پر مسلح گارڈز کھڑے ہوئے تھے۔ دروازے سے چار فٹ کے فاصلے پر ایک کھڑکی تھی جس میں آہنی جالیاں لگی ہوئی تھیں۔ میں جالی کے اس پار اور وہ اُس پار تھی اور کہہ رہی تھی "یہ عجیب بات ہے کہ میں پچھلی زندگی بھول گئی ہوں مگر تم مجھے یاد ہو اور تمام رشتے داروں کو پچھلی زندگی یاد ہے مگر وہ تمھیں بھول گئے ہیں۔"

میں نے کہا "ہماری دنیا میں عجیب و غریب تماشے ہوتے ہیں۔ ایک شیخ الفارس مرحوم تھے جو میری حیاتِ نو کی گواہی دے سکتے تھے، وہ بھی چل بسے۔ شاید اب میں کبھی خود کو فرہاد علی تیمور ثابت نہیں کر سکوں گا۔"

"مایوس کیوں ہوتے ہو۔ میں تمھارے لیے ساری دنیا سے لڑوں گی۔"

"فضول ہے۔ سب یہی سمجھیں گے کہ میں اُن کے خلاف تمھیں بہکا کر اپنے ساتھ کہیں لے جانا چاہتا ہوں۔"

"تم مجھے کہاں لے جا سکتے ہو؟"

"کہیں نہیں۔ ہمارا گھر ہماری یہ مختصر سی دنیا، دونوں بیٹوں کے دم قدم سے ہے۔ تمھیں یاد نہیں ہے، تم دونوں میں سے علی تیمور کو شدت سے چاہتی تھیں۔ مجھ سے بھی زیادہ اس پر مان کرتی تھیں۔ ابھی میں تم سے کہوں کہ ان تمام رشتوں کو چھوڑ کر میرے ساتھ بھاگ چلو تو تم راضی ہو جاؤ گی۔ اگر ابھی تمھاری یادداشت واپس آجائے تو تم علی تیمور کو گلے لگا کر مجھ سے دور ہو جاؤ گی۔"

"ایسا نہ کہو، میں تم سے دور رہنے کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔"

"پیش آنے والے حقائق سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ابھی میری باتیں سمجھ میں نہیں آئیں گی۔ بہرحال میں تمھیں بھگا لے جانے والا دشمن نہیں ہوں، تمھارے ساتھ اس گھر کو آباد رکھنا چاہتا ہوں اور اپنے خاندان کو بڑھتے اور پھیلتے دیکھنا چاہتا ہوں۔ بس ایک بات سمجھ میں نہیں آتی کہ باقی رشتے داروں اور چاہنے والوں کو کیسے سمجھاؤں؟ آخر وہ کب مجھے تسلیم کریں گے؟"

وہ بولی "رشتے داروں کا انکار ہمارے درمیان دیوار بن گیا ہے۔ ہم یہ کھڑکی پار نہیں کر سکتے۔ کیا ہم ایسی ہی پابندیوں میں رہیں گے؟"

"نہیں۔ میں سونیا، علی تیمور اور پارس وغیرہ سے باتیں کر کے چلا جاؤں گا۔ تم پیرس کی سیر کرنے اور شاپنگ کے بہانے آؤ گی تو وہاں ہم آزادی سے ملیں گے۔ میں خیال خوانی کے ذریعے اپنے کاٹیج تک تمھاری راہنمائی کروں گا۔"

ہماری باتوں میں کافی وقت گزر گیا۔ شیخ مرحوم کو سپردِ خاک کر دیا گیا۔ سونیا، پارس، علی تیمور، وانسوروکی، آرمر اور روبی مجھ سے ملنے آئے۔ مجھے ڈرائنگ روم میں آکر ان سے باتیں کرنے کی اجازت دی گئی۔ ہم مختلف صوفوں پر ایک دوسرے کے سامنے بیٹھ گئے۔ سونیا نے کہا "آج کا دن ہمارے لیے بڑا المناک ہے۔ ہم نے فیصلہ کیا تھا کہ تین دن تک کسی معاملے میں مصروف نہیں رہیں گے۔ لیکن تم نے یہاں آکر ہمیں گفتگو پر مجبور کر دیا ہے۔"

"میں مجبور نہیں کرنا چاہتا۔ مجھ سے بعد میں بھی گفتگو ہو سکتی ہے۔ میں تو شیخ الفارس مرحوم کی عقیدت میں آیا تھا۔ تم نے مجھے یہاں بند کرا دیا۔"

"زیادہ چالاک بننے کی کوشش نہ کرو۔ تم رسونتی پر نفسیاتی حملے کر رہے ہو۔ اُسے تاثر دے رہے ہو کہ اُس کی خاطر امریکا سے فرانس آئے اور اب ہم جیسے مخالفوں کے درمیان اس سے ملنے آگئے ہو۔ تم نے اس کی سُپر ماسٹر کی قید سے نکلنے میں بہت مدد کی، یہ تمھاری احسان مند ہو گئی۔ بلکہ تمھیں دل و جاں سے فرہاد سمجھنے لگی ہے۔"

رسونتی نے کہا "سونیا! میں کوئی نادان بچی نہیں ہوں، اپنا بھلا بُرا خوب سمجھتی ہوں۔ مجھ پر تبصرہ فرمانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم اپنی بات کرو۔"

"جب تک تمھاری یادداشت واپس نہ آئے تم ایک نادان بچی ہو، اگر نہیں ہو تو ذرا عقل سے سمجھو۔ علی دنیا جہاں کے خطرات سے کھیل کر تمھیں یہاں لایا ہے۔ وہ اس لیے خطرات سے کھیلتا رہا کہ تم سلامت رہو اور تم پر دشمنوں کا سایہ نہ پڑے۔ آج تم پر سایہ پڑ رہا ہے تو یہ پریشان ہو گیا ہے۔"

علی نے کہا "ممّا! آپ ماما کو مجھ پر چھوڑ دیں۔ میں ان کی نگرانی اور حفاظت کرتا رہوں گا۔ اس شخص کے ہتھکنڈوں کو کامیاب نہیں ہونے دوں گا! اگر یہ دشمن نہیں ہے، ہم سے دوستی کا دعویٰ کرتا ہے تو پھر اسے سچ بولنا چاہیے۔"

سونیا نے مجھ سے پوچھا "کیا اپنے بارے میں سچ بیان دو گے؟"

میں نے بے بسی سے کہا "میری سمجھ میں نہیں آتا، سچ آنکھوں کے سامنے بیٹھا ہو پھر بھی سچ نظر نہ آرہا ہو تو آدمی اور سچ کیا بولے؟"

پارس نے پوچھا "تم پیرس کب آئے ہو؟"

"مجھے یہاں پہنچے چوبیس گھنٹے ہو چکے ہیں۔"

"اگر تم سچے ہوتے تو پیرس پہنچتے ہی ادارے میں آکر شیخ الفارس مرحوم سے ملاقات کرتے۔ ہماری طرح بابا بھی یہ جانتے تھے کہ وہ کسی بات کی تصدیق کر دیتے ہیں تو پھر ہم سب کسی حجت اور دلیل کے بغیر اسے تسلیم کر لیتے ہیں۔ بتاؤ تم نے شیخ الفارس مرحوم سے ملاقات کیوں نہیں کی؟ اور ان کے وفات پانے کے بعد کیوں آئے ہو؟"

پارس نے بہت ہی ٹیڑھا سوال کیا تھا۔ میں نے کہا "شیخ مرحوم مجھے دینی احکامات کا پابند بنا کر رکھنا چاہتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ گولی لگنے کے بعد جب مجھے ادارے میں لایا گیا تو اُسی رات شیخ مرحوم نے کہا تھا کہ فرہاد! تمھاری زندگی پوری ہو چکی ہے، میں دعا کر رہا ہوں تمھیں کسی دوسری جگہ پہنچا کر علاج بھی کروں گا۔ میرے اندر کا علم کہتا ہے کہ تمھیں نئی زندگی ملے گی تو اُسے صرف عبادت کے لیے اور خدمتِ خلق کے لیے وقف کرو گے۔"

میں نے ذرا توقف سے کہا "میں پوری طرح ہوش و حواس میں نہیں تھا۔ بڑے درد و کرب سے گزر رہا تھا۔ میں نے بڑی مشکل سے جواب دیا کہ مجھے بچا لیں، میں آپ کی ہدایت پر عمل کروں گا۔"

میں نے ایک نظر سب پر ڈالی پھر کہا "اس کے بعد ہوش نہ رہا۔ کبھی کبھی آنکھ کھلتی تھی۔ پتا نہیں کتنے گھنٹے یا کتنے دن گزر جاتے تھے۔ آنکھوں پر اور دماغ پر دھند چھائی رہتی تھی۔ دماغ کے اندر شیخ الفارس مرحوم کی سرگوشیاں سنائی دیتی تھیں۔ وہ کہتے تھے...!"

میں نے ایک ذرا رسونتی کو دیکھتے ہوئے کہا "وہ کہتے تھے فرہاد علی تیمور فانی تھا۔ فنا ہو چکا ہے۔ اُسے سپردِ خاک کر دیا گیا ہے۔ تمھاری یہ حیاتِ نو عبادت، ریاضت اور خدمتِ خلق کے لیے ہے۔ دنیا والوں سے تمھارا رشتہ ٹوٹ چکا ہے۔ تم ذات برادری، اپنوں اور بیگانوں کی تمیز کے بغیر سب کے کام آؤ گے مگر کسی سے کوئی رشتہ یا خاص شناسائی نہ ہو گی۔ تمھارے خون کے اور محبت کے رشتوں نے تم پر مٹی ڈال دی ہے، اب وہ تمھیں نہیں پہچانیں گے۔

"میں اعتراف کرتا ہوں کہ شیخ مرحوم سے جو وعدہ کیا اُسے پورا نہیں کیا۔ مجھے رشتوں کی محبت اور خون کی کشش کھینچنے لگی۔ میں نے شیخ مرحوم سے کہا تھا کہ میں انسان ہوں، انسان رہوں گا، فرشتہ نہیں بن سکوں گا۔ میں اپنی فیملی میں اور اپنے چاہنے والوں میں جانا چاہتا ہوں۔ انھوں نے کہا تم ایسا کرو گے تو پچھتاؤ گے، کوئی فرہاد کے وجود کو تسلیم نہیں کرے گا۔ تم خون کے اور پیار کے ایک ایک رشتے کے پاس جاؤ گے، کوئی تمھیں قبول نہیں کرے گا اور یہ اچھی طرح سمجھ لو مجھ سے ہمیشہ کے لیے رابطہ ختم ہو جائے گا۔ اس سے پہلے کہ تمھارے چاہنے والے میرے پاس تصدیق کے لیے آئیں، اُن سے بھی ہمیشہ کے لیے رابطہ ٹوٹ جائے گا۔

"آہ! واقعی انھوں نے تم چاہنے والوں سے بھی ہمیشہ کے لیے رابطہ ختم کر دیا ہے۔ یہ محض ان کی ہی سچی ذات تھی جو میری حیاتِ نو کی تصدیق کر سکتی تھی۔ ورنہ میری صورت، میری آواز، میرا لہجہ، میری محبت، میرا عمل اور میری کوششیں سب بے معنی ہو کر رہ گئی ہیں۔ میں نے اپنے مختصر حالات سنا دیے۔ میں جانتا ہوں، کوئی یقین نہیں کرے گا مگر یقین نہ کرنے سے بھی حقیقت یہی رہے گی جو ہے۔ میں ہوں اور جب تک میں ہوں، ہزار انکار کے باوجود میں ہی رہوں گا۔"

میں خاموش ہو گیا۔ علی تیمور نے کہا "میرا مشورہ ہے، اس شخص کا طبی معائنہ کرایا جائے۔ یہ شخص دماغی مریض ہے۔"

پارس نے کہا "مریض نہیں، مکّار ہے۔ یہ جانتا ہے، اس ادارے کے مسلمان پانچوں وقت کے نمازی اور بزرگانِ دین کے عقیدت مند ہیں۔ بابا فرید واسطی مرحوم اور شیخ الفارس مرحوم کی زندگی میں عبادت اور ریاضت کے باعث یہاں روحانی فضا قائم ہوتی رہی ہے۔ ایسی ہی روحانیت کے پیشِ نظر یہ حیاتِ نو کی روح پرور داستان سنا رہا ہے۔ اے بھائی! کیوں ہمارا وقت ضائع کر رہے ہو؟ اپنا اصلی چہرہ کیوں نہیں دکھاتے؟"

سونیا نے کہا "اِسے جو کہنا تھا یہ کہہ چکا ہے۔ یہ بہت ضدّی ہے، اپنا بیان نہیں بدلے گا۔ اچھا مسٹر! یہ بتاؤ کیا ہمیں یقین دلانے کے لیے کچھ بھی کر سکتے ہو؟"

میں نے پوچھا "تم کیا چاہتی ہو؟"

"آرمر تم پر تنویمی عمل کرے گا۔ جب تمھارا دماغ پوری طرح اس کے قابو میں آجائے گا تو یہ تمھارے تمام ڈھکے چھپے خیالات پڑھے گا۔ تمھاری پچھلی زندگی کے حالات معلوم کرے گا۔ اس طرح تمھارا کردار آئینے کی طرح صاف ہو جائے گا۔ پھر تمھیں کسی طرح کی صفائی پیش کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔"

سب نے سونیا کی تائید کی۔ میری اصلیت معلوم کرنے کا یہی ایک طریقہ رہ گیا تھا۔ میں نے کہا "مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ آرمر ایک شریف

انسان ہے۔ یہ میرے دماغ کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔ نہ ہی مجھے اپنا غلام بنائے گا۔ تم سب میرے اپنے ہو اور اپنوں سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔"

آرمر نے کہا "تم اپنا دماغ میرے حوالے کرنا چاہتے ہو۔ اس سے تمہاری دوستی کے جذبات کی صداقت معلوم ہوتی ہے۔"

سونیا نے کہا "ہم نے تین دن تک کسی مسئلے میں نہ اُلجھنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اگر ہم تین دن کے بعد تم پر تنویمی عمل کریں گے تو بات بگڑ جائے گی۔"

میں نے پوچھا "بات کیسے بگڑے گی؟"

وہ بولی "مجھے شبہ ہے کہ کسی نے پہلے ہی تمہارے دماغ پر تنویمی عمل کیا ہے اور یہ باتیں نقش کر دی ہیں کہ تم فرہاد علی تیمور ہو اور ایک نئی زندگی گزارنے کے لیے اپنے رشتے داروں میں رہنا چاہتے ہو۔ اگر ہم تمہیں قبول کر لیں گے اور تم ہمارے ساتھ رہنے لگو گے تو وہ تنویمی عمل کرنے والا تمہارے ذریعے ہمارے منصوبوں کی خبر رکھتا رہے گا۔ تم اپنی جگہ معصوم رہو گے لیکن تمہارے ذریعے ہمیں نقصان پہنچتا رہے گا۔"

میں نے کہا "یہ بات ہے تو تمہیں اپنا شبہ دور کرنا چاہیے مگر آرمر مجھ پر عمل کرنے میں دیر کرے گا تو اس سے پہلے وہ ٹیلی پیتھی والا میرے دماغ کو لاک کر دے گا جس پر سونیا کو شبہ ہے۔"

وہ بولی "تم آج رات اسی کاٹیج میں رہو گے۔ آج ہی تم پر عمل کیا جائے گا۔"

رسونتی خوش ہو گئی کہ آج رات میں اس کے کاٹیج کے قریب رہوں گا۔ وہ بے اختیار مسکرانے لگی۔ میں نے چور نظروں سے سونیا کو دیکھا۔ سونیا چور نظروں سے رسونتی کی مسکراہٹ دیکھ رہی تھی۔ میں نے فوراً اس کے دماغ میں پہنچ کر کوڈ ورڈز کے حوالے سے کہا "اپنی خوشیوں کو چھپانے کی کوشش کرو۔ سونیا تمہاری مسکراہٹ کو بھانپ رہی ہے۔"

وہ سونیا کی طرف دیکھنا چاہتی تھی۔ میں نے روک دیا۔ پھر کہا۔ "اُسے دیکھو گی تو وہ سمجھے گی کہ میں خیال خوانی کے ذریعے تمہیں اس کی نظروں کے بارے میں بتا رہا ہوں۔ تم بھول گئی ہو کہ وہ کتنی چالاک ہے۔"

رسونتی نے کہا "مجھے یقین ہے کہ آرمر تمہارے چور خیالات پڑھ کر تمہیں فرہاد تسلیم کرے گا۔ مگر ایک بات ہے۔ اُسے یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ ہم چپکے چپکے ایک دوسرے سے محبت کر رہے ہیں۔"

"معلوم ہونے دو۔ ہم ڈنکے کی چوٹ پر محبت کریں گے۔ جب میں فرہاد ثابت ہو جاؤں گا تو ہمیں کسی کا ڈر نہیں رہے گا۔"

"تمہارے چور خیالات میں مجھے پڑھا جائے گا تو شرم آئے گی۔"

"مجبوری ہے۔ وہ تو ضرور پڑھے گا۔ کیا میں تنویمی عمل سے انکار کر دوں؟"

"نہیں۔ ایسا نہ کرنا۔ ان کا شبہ یقین میں بدل جائے گا۔"

آرمر نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے پوچھا "مسٹر اجنبی! تم رات کو کس وقت بستر پر جاتے ہو؟"

"جب سے نئی زندگی کا آغاز ہوا ہے، دس بجے ضرور سو جاتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔ میں دس بجے تمہارے دماغ میں آؤں گا۔"

وہ سونیا، پارس، رسونتی اور علی تیمور کے ساتھ چلا گیا۔ پامی اور واتسورو کی رہ گئے۔ واتسورو کی نے مجھ سے کہا "مسٹر! تم سر سے پاؤں تک فرہاد نظر آتے ہو۔ سنا ہے تم ٹیلی پیتھی بھی جانتے ہو۔ ذرا میرے دماغ میں آ کر مجھے پڑھو تو معلوم ہو گا۔ فرہاد کے جسم سے گولی نکالی گئی تو میں اس کے بستر کے قریب تھا۔ اس کی آخری سانس کے بعد بھی اس کے قریب رہا۔ میری آنکھوں کے سامنے اسے جنازے میں پھر قبر میں رکھا گیا۔ قبر بند ہونے کے بعد کبھی نہیں کھلی۔ تم کون ہو؟ یہ خدا بہتر جانتا ہے۔ مجھے تنویمی عمل کے نتیجے کا بے چینی سے انتظار رہے گا۔"

یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔ پومی مجھے گھور کر دیکھ رہی تھی۔ میں نے کہا۔ "ہم نے بہت سا اچھا وقت ساتھ گزارا ہے۔ کیا تم بھی کچھ کہنا چاہتی ہو؟"

وہ بولی "تم نے غلط کہا۔ میں نے فرہاد کے ساتھ بہت سا وقت نہیں گزارا۔ مجھے اُس ہرجائی سے یہی شکایت ہے۔ میں اس کی زندگی میں آئی تو بہت کم عمر تھی۔ پارس پیدا ہو چکا تھا۔ میں فرہاد کی محبوباؤں میں آج بھی سب سے کم عمر ہوں لیکن اُس کی موت کے بعد کیا ہوں؟ نہ سہاگن تھی، نہ بیوہ ہوں۔ نہ بیوی تھی، نہ محبوبہ تھی۔ ایک کھلونا تھی۔"

"نہیں پومی! میں تمہیں بہت چاہتا تھا لیکن دشمنوں کے پیدا کردہ حالات نے مجھے زیادہ سے زیادہ تمہارے قریب رہنے کا موقع نہیں دیا۔"

"اگر موقع ملتا بھی تو محبوبائیں اتنی زیادہ تھیں کہ میں یاد بھی نہ آتی۔ میری دعا ہے کہ تمہارا بیان درست ہو۔ تم سچ مچ فرہاد ہو اور اس دعا کے ساتھ یہ بد دعا ہے کہ تمہیں کوئی نہ پہچانے، کوئی تمہیں قبول نہ کرے۔ جب تمہیں رشتوں کی محبت سے محرومی کا احساس ہو گا تو شاید تمہیں میری محرومیوں کا بھی خیال آئے گا۔ اللہ کرے تمہیں لمبی زندگی ملے اور اس لمبی زندگی میں قدم قدم پر ناکامی اور نامرادی ملتی رہے۔"

وہ اپنی جگہ سے اُٹھ کر تیزی سے چلتی ہوئی دروازے تک گئی۔ پھر وہاں رک گئی۔ پلٹ کر بولی "تمہارے بیان کے مطابق شیخ مرحوم نے کہا تھا کہ تمہیں کوئی قبول نہیں کرے گا تو تمہارے ہرجائی پن کے جواب میں سب سے پہلے میں تمہیں ٹھکراتی ہوں۔"

وہ چلی گئی۔ میں نے سر جھکا کر دل ہی دل میں اعتراف کیا کہ اس کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ اُس نے میرے بعد کسی کو نہیں اپنایا تھا۔ وہ بمشکل بتیس یا چونتیس برس کی ہو گی۔ اس عمر میں عورت اپنے جیون ساتھی کے ساتھ بھرپور جوانی کے دن گزارتی ہے۔ پھر پومی تو جمناسٹک کی ماہر تھی۔ بلاناغہ جمناسٹک کی مشقیں کرتی تھی۔ جس کے باعث چہرے پر بہار کی تازگی تھی اور بدن میں تراشیدہ مجسمے کا حسن نمایاں تھا۔ اسے کسی خوبرو

جوان سے شادی کر کے خوشگوار ازدواجی زندگی گزارنا چاہیے لیکن یہ مشورہ میں نہیں دے سکتا تھا کیونکہ میں ہرجائی تھا۔

رات کے دس بجے میں بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ آرمر نے دماغ میں آ کر مخاطب کیا۔ میں نے کہا "میں حاضر ہوں۔ تمہارے عمل کے لیے جسم کو ڈھیلا چھوڑ دیا ہے۔ دماغ کو بھی کسی دباؤ کے بغیر تمہارے حوالے کر رہا ہوں۔ یہ لو۔"

میں نے آنکھیں بند کر لیں۔ وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے مجھے سُلانے لگا۔ جلد ہی میں نیند میں ڈوب گیا۔ وہ میرے خوابیدہ دماغ کو اپنی طرف مائل کر کے مجھے اپنا معمول بنانے لگا چونکہ میں اس عمل کے لیے راضی تھا اس لیے جلد ہی اس کا معمول بن گیا۔ اُس نے کہا "میرے معمول! تم میرے پابند ہو۔ تم مجھے اپنی زندگی کا ہر اگلا پچھلا راز بتاؤ گے۔"

میں نہیں جانتا تھا کہ میں کہاں ہوں؟ کس حالت میں ہوں اور آرمر کے سوالوں کا کس طرح جواب دے رہا ہوں۔ معمول اپنے ہوش و حواس میں نہیں رہتا۔ اپنے دماغ کی کتاب کو عامل کے سامنے کھلا چھوڑ کر خود گم ہو جاتا ہے۔ میں نے کہا "میں اپنی زندگی کا ہر اگلا پچھلا راز بتاؤں گا۔"

آرمر نے کہا "تم معمولی سے معمولی اور بڑی سے بڑی بات نہیں چھپاؤ گے۔"

میں نے اُس کی بات دُہرائی۔ اس نے پوچھا "تمہارا نام کیا ہے؟"

"فرہاد علی تیمور۔"

"تمہارا یہ نام کس نے رکھا ہے؟"

"میں نہیں جانتا۔"

میں واقعی نہیں جانتا تھا۔ میری طرح بے شمار بچے یہ نہیں جانتے کہ ان کے نام کا انتخاب باپ نے کیا ہے، ماں نے کیا ہے، دادا نے کیا ہے یا کسی نجومی نے مشورہ دیا ہے۔ چونکہ معمول صرف سچ بولتا ہے اور بے کی تفصیل بیان نہیں کرتا اس لیے میں نے اتنا ہی کہا کہ میں نہیں جانتا۔

اس نے پوچھا "آپریشن کے ذریعے تمہارے جسم سے گولی نکالی گئی، اس کے بعد بھی تمہاری حالت نازک تھی۔ ہم جانتے ہیں کہ تم موت کی آغوش میں چلے گئے تھے۔ تم بتاؤ کس عالم میں تھے؟"

"میں نہیں جانتا کس عالم میں تھا۔"

"ہوش میں آنے کے بعد کیا ہوا؟"

"میں نے ایک اجنبی جگہ خود کو تنہا پایا۔ کوئی میرے آس پاس نہیں تھا۔ مگر ہاں کوئی میرے اندر بول رہا تھا۔"

"کون بول رہا تھا؟"

"وہ جناب شیخ الفارس صاحب کی آواز تھی۔"

"صرف آواز تھی؟ آواز کی نقل بھی کی جاتی ہے۔"

"میں نہیں جانتا وہ آواز نقلی تھی یا اصلی۔"

"وہ آواز کیا کہہ رہی تھی؟"

"کہہ رہی تھی، میں آج سے نئی زندگی شروع کرنے والا ہوں۔"

"اس کا مطلب ہے وہ آواز کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کی تھی؟"

"میں یقین سے ہاں نہیں کہہ سکتا اور نہ بھی نہیں کہہ سکتا۔"

"تم کہتے ہو صرف آواز شیخ مرحوم کی تھی۔ آواز والے نے خود کو شیخ الفارس نہیں کہا تھا۔"

"آواز والے نے خود کو شیخ الفارس نہیں کہا۔"

"اور اُسی آواز نے تمہیں بتایا کہ تم فرہاد علی تیمور ہو؟"

میں جواب دینا چاہتا تھا کہ اس آواز نے نہیں بتایا۔ میں تو بچپن سے خود کو فرہاد کی حیثیت سے جانتا آیا ہوں لیکن جواب دینے سے پہلے ہی مجھے کھانسی آ گئی۔ پتا چلا وہ کھانسی میری نہیں رسونتی کی تھی۔

وہ میرے دماغ میں چھپی ہوئی تھی۔ اُسے یہ معلوم کرنے کی بے چینی تھی کہ میں آرمر کا معمول بن کر اپنی کیا حقیقت بیان کرنے والا ہوں لیکن حقیقت سننے سے پہلے اسے کھانسی آ گئی۔ اُدھر آرمر نے چونک کر کہا۔ "ارے تمہیں کھانسی آ رہی ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے! معمول عارضی طور پر بالکل نارمل رہتا ہے۔ اسے کبھی کھانسی یا چھینک نہیں آتی۔ اس کا مطلب ہے تمہارے دماغ میں کوئی چھپا ہوا ہے۔ کون ہو؟ کون ہو تم؟"

کھانسی کے سبب تنویمی عمل ٹوٹ گیا تھا۔ میں گہری غفلت سے اچانک ہوش مندی کی طرف آیا تو دماغ کو جھٹکا پہنچا۔ میں نے دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام لیا۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ کھانسی کے پہلے ہی جھٹکے کے ساتھ رسونتی میرے دماغ سے بھاگ گئی تھی۔ آرمر کو جواب نہیں ملا کہ میرے دماغ میں کون چھپا ہوا تھا۔ اس طرح یہ شبہ پختہ ہو گیا کہ میں پہلے ہی کسی کے تنویمی عمل کا غلام ہوں۔ ایک کھانسی کے سبب بھید کھلتے ہی وہ عمل کرنے والا بھاگ گیا ہے۔ یا ابھی تک خاموشی سے میرے اندر چھپا ہوا ہے۔

آرمر اگرچہ مجھ سے دور اپنے کاٹیج میں تھا، تاہم میری دماغی تکلیف کو سمجھ رہا تھا۔ سونیا اس کے کاٹیج میں ایک کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ میرے دماغ سے نکل کر اپنی جگہ حاضر ہوا۔ پھر سونیا سے بولا۔ "کوئی اس کے دماغ میں چھپا ہوا تھا۔ چھپنے والے کو اچانک کھانسی آ گئی تھی۔ جس کے نتیجے میں تنویمی عمل ٹوٹ گیا۔ اس بے چارے اجنبی کو شدید دماغی جھٹکا پہنچا ہے۔ ایسی حالت میں معمول بننے والا دماغی مریض بن جاتا ہے۔"

وہ بولی "میرا شبہ درست نکلا۔ اس اجنبی کے دماغ پر کسی نے قبضہ جما رکھا ہے۔ کیا اُس کا اصل نام معلوم ہوا؟"

"کیسے معلوم ہوتا۔ وہ نامعلوم خیال خوانی کرنے والا پہلے سے اس کے دماغ میں موجود تھا، اس لیے وہ خود کو بدستور فرہاد کہہ رہا تھا۔"

"جب تک اس نامعلوم خیال خوانی کرنے والے کو اُس کے دماغ سے بھگایا نہیں جائے گا، اُس اجنبی کی حقیقت معلوم نہیں ہو گی۔"

"میں سوسانہ کے دماغ میں جا کر ایک نامعلوم خیال خوانی کرنے

والے کا راستہ روکنے میں کامیاب ہو گیا تھا کیونکہ سوسانہ پر تنویمی عمل کرنے کے دوران وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا اتفاق سے اس وقت موجود نہیں تھا۔

"آرمر! تمھیں ایسے ہی کسی موقع کی تلاش میں رہنا ہوگا۔ وہ کمبخت خیال خوانی کرنے والا چوبیس گھنٹے اجنبی کے دماغ میں نہیں رہے گا۔"

"یہ تو ٹھیک ہے مگر پتا نہیں اجنبی کی دماغی توانائی کب تک بحال ہوگی۔ ابھی اسے شدید جھٹکا پہنچا ہے۔ میں پھر جا کر معلوم کرتا ہوں۔"

بے شک میری دماغی تکلیف ناقابلِ برداشت تھی لیکن میں تو بچپن سے تکالیف پر قابو پانے کے تجربات حاصل کرتا آیا ہوں — ایسے وقت ڈاکٹر اپنے مریض کو تکلیف سے نجات دلانے کے لیے نیند کا انجکشن یا دوائیں دیتے ہیں۔ میں نے برسوں کی عادت کے مطابق اپنے دماغ کو گہری نیند میں ڈوبنے کی ہدایت کی پھر صبح تک کے لیے سو گیا۔

آرمر نے دوسری بار آ کر مجھے نیند کی حالت میں پایا پھر واپس آ کر سونیا سے کہا "وہ اتنی جلدی گہری نیند میں ڈوب گیا ہے۔ صاف ظاہر ہے اسی نامعلوم خیال خوانی کرنے والے نے اسے دماغی تکلیف سے نجات دلانے کے لیے سُلا دیا ہے۔"

بڑی مشکل تھی۔ میرے ساتھ جو حالات پیش آرہے تھے، وہ میرے خلاف گواہی دے رہے تھے۔ آرمر کے تنویمی عمل کے بعد میں فرہاد ثابت ہو جاتا لیکن رسونتی کی مداخلت نے کام بگاڑ دیا۔ ان کے شبہے کو تقویت مل گئی کہ میرے دماغ پر کسی خیال خوانی کرنے والے نے قبضہ جما رکھا ہے۔ مجھے اس وقت معلوم نہیں تھا کہ رسونتی چھپی ہوئی تھی۔ ورنہ میں آرمر سے فوراً کہہ دیتا اور وہ رسونتی سے تصدیق کر لیتا۔ ویسے اُسے چاہیے تھا کہ وہ اپنی موجودگی ظاہر کر دیتی لیکن مجھے دماغی تکلیف پہنچا کر شرمندہ تھی۔ پھر وہ کس مُنہ سے ظاہر کرتی کہ مجھ جیسے اجنبی میں انتہائی دلچسپی لینے لگی ہے۔

اس کے بعد میری گہری نیند نے بھی میرے خلاف الٹا ثبوت پیش کیا کہ ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا مجھے آرام سے سُلا گیا ہے۔ اگر ہم اپنے آس پاس کے لوگوں کے حالات کے ساتھ اپنے اگلے پچھلے حالات کا بھی جائزہ لیتے رہیں تو پتا چلتا ہے کہ ہم سب تقدیر کے ہاتھوں کس طرح تماشا بنتے رہتے ہیں۔ دوسری صبح سونیا مجھ سے ملنے آئی، پھر بولی "تم سمجھ گئے ہو گے کہ پچھلی رات تنویمی عمل کا نتیجہ کیا ہوا؟"

"ہاں میں سوچ سوچ کر پریشان ہوں کہ کس نے تنویمی عمل کے دوران مداخلت کی تھی؟"

"اسی نے جو تمھارے دماغ پر قبضہ جمائے رکھتا ہے۔ تمھارے اندر تمھاری سوچ میں بولتا ہے اور تم اُسے اپنی سوچ سمجھ کر اس کی مرضی کے مطابق عمل کرتے رہتے ہو۔"

"تم غلط سمجھ رہی ہو۔ میرے دماغ میں کوئی نہیں رہتا۔"

"یعنی ثبوت مہیا کرنے کے بعد بھی وہ دماغ میں چھپا ہوا تمھاری زبان سے بول رہا ہے اور اپنی موجودگی سے انکار کر رہا ہے۔"

"سونیا! خدا کے واسطے مجھے پہچانو! حالات میرے خلاف جا رہے ہیں۔ آرمر سے کہو پھر ایک بار مجھ پر عمل کرے اور میری اصلیت۔۔"

"تمھاری اصلیت معلوم ہو چکی ہے۔ تم ایک مظلوم اور مجبور انسان ہو۔ کسی نے تمھاری پچھلی زندگی کی یادیں مٹا کر تمھارے دماغ میں فرہاد علی تیمور کی شخصیت کو نقش کر دیا ہے۔ مجھے تم سے ہمدردی ہے لیکن ہمدردی کے باوجود ہم میں سے کوئی تمھیں اپنے قریب برداشت نہیں کرے گا۔ تم اسی وقت یہاں سے چلے جاؤ۔"

"ایسا نہ کہو۔ میں قدم قدم پر تم لوگوں کے کام آنا چاہتا ہوں۔"

وہ بولی "ہاں میں نے تم سے کہا تھا کہ پاسکل بُوبا کی جگہ تم ماسکو جاؤ گے اور اس کا رول ادا کرو گے۔ اس وقت معلوم نہیں تھا کہ میں یہ بات تمھارے دماغ میں چھپے ہوئے شخص سے کہہ رہی ہوں۔ بہر حال اُسے معلوم ہونا چاہیے کہ اب واقعی پاسکل بُوبا ماسکو جائے گا اور میں ماسکو والوں سے کہوں گی کہ وہ پاسکل کی انگلیوں کے نشانات چیک کریں تاکہ اسے دھوکا نہ ہو۔"

"سونیا! تم اصلی پاسکل کو وہاں بھیج کر غلطی کرو گی۔"

"نہیں۔ میں غلطی درست کروں گی۔ تمھارا سارا منصوبہ خاک میں مل چکا ہے۔ جاؤ اس ادارے سے جتنی دور جا سکتے ہو چلے جاؤ اور ہمارے خلاف کوئی دوسری چال سوچو۔"

اُس نے مسلح گارڈز کو بلایا۔ انھوں نے مجھے آ کر گھیر لیا۔ ان میں سے ایک میری آنکھوں پر پٹی باندھنے لگا۔ میں نے رسونتی کے دماغ میں پہنچ کر کہا "مجھے ادارے سے باہر نکالا جا رہا ہے۔"

وہ تڑپ کر بولی "ٹھہرو! میں آرہی ہوں تمھیں جانے نہیں دوں گی۔"

"رک جاؤ رسونتی! میرے لیے اپنوں سے جھگڑا نہ کرنا۔ میں تمھیں سمجھانے آیا ہوں، ابھی صبر کر لو۔ مجھے جانے دو۔ ہماری ملاقات پیرس میں ہوگی۔"

"یہ تم پر ظلم ہو رہا ہے فرہاد! مجھ سے برداشت نہیں ہوتا۔"

"برداشت کرو۔ کیونکہ یہ ہمارے اپنے جان بوجھ کر ایسا نہیں کر رہے ہیں، تقدیر میری دشمن بن گئی ہے اور میں ہزار کوشش کے باوجود بدنصیبی کے اندھیرے سے نکلنے میں ناکام ہو رہا ہوں۔"

مسلح گارڈز مجھے ایک ٹرالی میں بٹھا کر ادارے کے باہر لائے پھر آنکھوں سے پٹی ہٹا کر کہا "وہ رہی تمھاری گاڑی۔ پیچھے مڑ کر دیکھے بغیر یہاں سے چلے جاؤ۔"

میں خاموشی سے اپنی گاڑی میں آ کر بیٹھ گیا۔ اُسے اسٹارٹ کر کے پیرس کے راستے پر چل پڑا۔ مجھے یہ منظور نہیں تھا کہ سونیا غلط فہمی کا شکار ہو کر پاسکل بُوبا کو ماسک مین کے حوالے کر دے۔ میرے

سمجھانے سے وہ سمجھنے والی نہیں تھی۔ لہٰذا اسے اس ارادے سے باز رکھنے کے لیے میں نے سوچا مجھے کسی طرح پاسکل تک پہنچنا چاہیے۔

مجھے فرانسیسی پولیس، انٹیلی جینس اور فوجی افسران یاد تھے، میں ان کے لہجوں کو دُہرا کر باری باری ان کے دماغوں میں جانے لگا۔ پتا چلا ایک فوجی چھاؤنی میں دشمن ملک کے سیکرٹ ایجنٹوں کو قید کرنے کے لیے زیرِ زمین کال کوٹھریاں بنائی گئی تھیں۔ وہاں کی ایک کوٹھری میں میڈونا اور دوسری میں پاسکل بُوبا کو قید کیا گیا تھا۔ ان دونوں کے سلسلے میں سخت پابندیاں تھیں۔ انھیں کھانا پہنچانے اور ان کی دیگر ضروریات پوری کرنے کے لیے وہی فوجی جوان ان کے سامنے جاتے تھے جو یوگا کے ماہر ہوتے تھے تاکہ کوئی دشمن خیال خوانی کرنے والا اُن کے ذریعے ان دونوں تک نہ پہنچے۔

میں نے میڈونا اور پاسکل بُوبا کی آوازیں نہیں سُنی تھیں۔ ایک وقت تھا جب تمام افسران میرے احکامات کی تعمیل کرتے تھے۔ آج میں خود کو فرہاد کہہ کر ان سے کوئی بات نہیں منوا سکتا تھا۔ فی الحال ان دونوں تک پہنچنے کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی تھی۔ جب میرے سامنے رکاوٹیں پیدا ہوتی ہیں، کوئی راستہ سُجھائی نہیں دیتا تو مجھے ضد ہو جاتی ہے۔ زمین کے اندر سرنگ ہی کیوں نہ بنانا پڑے، میں ضرور بناتا ہوں۔

اچانک ایک تدبیر سوجھی۔ میں نے پرنس ڈیگر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "میں آرمر بول رہا ہوں، تمھیں معلوم ہو چکا ہوگا کہ بابا صاحب کے ادارے میں تین دن تک سوگ منایا جا رہا ہے۔ سونیا تین دن بعد تم سے باتیں کرے گی۔"

اس نے کہا "ہاں میں تعزیت کے لیے سونیا کے پاس گیا تھا۔ کیا تمھارے آنے کی کوئی خاص وجہ ہے؟"

"ہاں۔ سونیا نے کہا ہے، میں بھی تین دن تک خیال خوانی نہ کروں اس لیے تم سے کہنے آیا ہوں ہمارے سوگ منانے تک تم پاسکل اور میڈونا کا خیال رکھو اور ابھی جا کر معلوم کرو کہیں وہ کسی دشمن خیال خوانی کرنے والے کے فریب میں نہ آرہے ہوں۔"

پرنس ڈیگر نے کہا "میں ابھی جا کر معلوم کرتا ہوں۔"

اس نے خیال خوانی کی پرواز کرنے سے پہلے پاسکل بُوبا کی آواز اور لہجے کو یاد کیا۔ میں نے بھی اس کے ساتھ یاد کیا پھر آرام سے پاسکل کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ ایک تنگ اور نیم تاریک کمرے میں ایک بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ سونیا اور آرمر نے اُسے ٹیلی پیتھی سے محروم رکھنے کے لیے وہی پرانا طریقہ اختیار کیا تھا۔ اسے دواؤں کے ذریعے اعصابی کمزوریوں میں مبتلا کر رکھا تھا۔ وہ آنکھیں بند کیے سوچ رہا تھا "آہ! کیا ہی اچھا ہوتا اگر میں یہ علم نہ جانتا۔ اپنے گھر میں آرام سے دن گزارتا۔ ٹیلی پیتھی نے مجھے عذاب میں مبتلا کر دیا ہے۔ اب آرمر آئے گا تو اُس سے کہوں گا میرا برین واش کر کے میرے دماغ کو ہمیشہ کے لیے ٹیلی پیتھی سے محروم کر دے، مجھے ایک عام سا معمولی سا آدمی بنا کر آزاد کر دے۔ میں توبہ کرتا ہوں۔ کہیں دور کسی چھوٹی سی بستی میں جا کر باقی زندگی گزار دوں گا۔"

پرنس ڈیگر اس کی خیریت بتانے سونیا کے پاس گیا۔ سونیا نے سانس روک لی۔ وہ کسی خیال خوانی کرنے والے سے گفتگو نہیں کرنا چاہتی تھی۔ آرمر اس کے قریب موجود تھا، اس سے روبرو زبانی گفتگو ہو سکتی تھی۔ میں پانچ منٹ کے بعد پھر پرنس ڈیگر کے پاس گیا وہ بولا "مسٹر آرمر! میں نے سونیا کے پاس دو بار جانے کی کوششیں کیں لیکن اس نے آنے نہیں دیا۔"

میں نے کہا "ابھی سونیا مجھ سے کہہ رہی تھی کہ اس کے دماغ میں کوئی آنا چاہتا تھا۔ میں نے تمھیں پہلے ہی کہا تھا وہ تین دن تک کسی معاملے پر بات نہیں کرے گی۔"

"کیا تم سوگ نہیں منا رہے ہو؟"

"میں پہلی بار صرف یہ کہنے آیا تھا کہ ہماری غیر موجودگی میں سونیا تم پر بھروسا کرتی ہے۔ اس لیے تمھیں میڈونا اور پاسکل کا خیال رکھنا چاہیے۔"

وہ خوش ہو گیا۔ میں نے کہا "دوسری بار یہ کہنے آیا ہوں کہ آیندہ دو دن تک ہم سے رابطہ قائم نہ کرنا۔ پلیز اب میڈونا کے پاس جاؤ۔"

اس نے میڈونا کی آواز اور لہجے کو دُہرایا۔ میں اس کے ساتھ اپنی قاتلہ کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس نے اپنے آلۂ کار کے دماغ میں رہ کر مجھ پر گولی چلائی تھی اور مجھے اس حال کو پہنچایا تھا کہ آج میں مُردہ تھا نہ زندہ۔ اس کے خیالات پڑھنے سے پتا چلا کہ پہلے وہ میرے قتل پر پچھتاتی رہی تھی۔ پارس کے ساتھ رہ کر ہمارے کام آتے رہنے کا عزم کیا تھا۔ بعد میں ایک انسانی روبوٹ (جبریل گرانٹ) کی دیوانی ہو گئی تھی، اس کے ساتھ سرحد پار کرتے وقت گرفتار ہو گئی تھی۔ تب سے اس تنگ اور نیم تاریک کمرے میں زندگی گزار رہی تھی۔ اسے یقین تھا کہ جبریل گرانٹ قید خانے کی دیواریں توڑ کر اُسے اپنے ساتھ لے جائے گا۔

یہ خیال اس کے دماغ میں پیدا کیا جاتا تھا۔ سونیا نے فوجی جوانوں کو اچھی طرح سمجھا دیا تھا کہ دشمن اسے اغوا کرنے میں ناکام ہونے کے بعد اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے کو اس کے دماغ میں رہنے کا حکم دے گا۔ لہٰذا سائنسی طریقۂ کار کے ذریعے اس کا برین واش کیا جائے۔ اس کے دماغ کی سلیٹ سے پچھلی ساری باتیں مٹا کر اس کا لب و لہجہ بدل دیا جائے تاکہ پھر کوئی اس کے دماغ میں نہ آسکے۔

اس کا برین واش ہونے والا تھا۔ یہ بات مُدّت سے معلوم تھی اور وہ سہمی ہوئی تھی۔ اس نے سُنا تھا بجلی کے جھٹکوں سے جو برین واشنگ

ہوتی ہے، وہ بڑی اذیت ناک ہوتی ہے۔ وہ زندہ رہے گی لیکن مرتی جائے گی اور مرتے مرتے بھی نہیں مرے گی۔ اس نے گڑگڑا کر کہا تھا کہ ایسی سزا نہ دی جائے۔ سونیا نے کہا تھا "تم نے فرہاد کو قتل کیا، تمھیں موت کی سزا ملنی چاہیے لیکن اس سے بھی زیادہ تمھاری زندگی اذیت ناک ہوگی۔ ٹیلی پیتھی کی صلاحیتیں ختم ہونے کے بعد تم ایک عام سی عورت رہوگی۔ تمھیں سپر ماسٹر کے پاس بھیج دیا جائے گا۔ تم نے اسی کی ٹرانسفارمر مشین سے ٹیلی پیتھی سیکھ کر اسے دھوکا دیا تھا۔ اس غداری کی سزا سے بچنے کے لیے تم بھاگتی رہوگی اور اس کے شکاری کتے تمھارا پیچھا کرتے رہیں گے۔"

جب میں اس کے دماغ میں پہنچا تو کوئی اس کے اندر بول رہا تھا۔ اُسے تسلیاں دے رہا تھا کہ اس کی قسمت اچھی ہے۔ شیخ مرحوم کے لیے تین دن تک سوگ منایا جارہا ہے۔ آرمر فی الحال اس کے دماغ میں نہیں آئے گا۔ لہٰذا وہ چند گھنٹوں میں اُسے قید خانے سے نکال کرلے جائے گا۔

میری طرح پرنس ڈیگر بھی یہ باتیں سن رہا تھا۔ اس نے آرمر کے لہجے میں کہا "بے شک سب لوگ سوگ منا رہے ہیں لیکن میں ڈیوٹی پر ہوں، تم لوگوں کی کوئی چال کامیاب نہیں ہونے دوں گا۔"

وہ دونوں ہاتھ جوڑ کر التجا کرنے لگی "آرمر! تمھاری رحمدلی بے مثال ہے۔ تم کسی چیونٹی کو بھی نہیں مارتے۔ کیا مجھے برین واشنگ کے اذیت ناک مراحل سے گزرتے ہوئے دیکھو گے؟ میں ایک عام عورت بن جاؤں گی تو دشمن مجھے چٹکیوں میں مسل ڈالیں گے۔ مجھے ایک موقع دو۔ میں یہاں سے نکلتے ہی سب سے پہلے تمھاری جوجو کو ماسکو سے لاؤں گی۔"

"تم نے درست کہا، میں کسی چیونٹی کو بھی نہیں مارتا۔ تمھیں بھی نہیں ماروں گا۔ یہ سب کچھ سونیا کر رہی ہے۔"

"لیکن تم میری جان بچا سکتے ہو۔"

"میں نے کسی مجرم اور قاتل کی کبھی مدد نہیں کی۔"

پرنس ڈیگر، سپر ماسٹر کا آدمی تھا۔ اور جو میڈونا کو قید خانے سے نکال لے جانا چاہتا تھا، وہ بھی سپر ماسٹر کا خیال خوانی کرنے والا تھا۔ اگر اسے پتا چلتا کہ پرنس ڈیگر آرمر بن کر بول رہا ہے تو پھر پرنس کی شامت آجاتی۔ سپر ماسٹر اُسے زندہ نہ چھوڑتا۔ بہرحال وہ دھمکی دے کر چلا گیا کہ فوجیوں کو چوکس رہنے کے لیے کہے گا لیکن وہ کسی فوجی جوان کے دماغ میں نہ جا سکا۔ اس نے جس کی بھی آواز سُنی وہ یوگا کا ماہر ثابت ہوا۔ آخر وہ مجبور ہو کر سونیا کے پاس آیا۔ وہ ناگواری سے بولی۔ "تم کون ہو؟ کیوں بار بار آرہے ہو؟"

"میں تمھارا دیوانہ پرنس ڈیگر ہوں۔ ابھی تم نے آرمر کو میرے پاس بھیجا تھا اور یہ تم نے اچھا کیا تھا۔ میڈونا کو چند گھنٹوں میں قید خانے سے نکالنے کی پلاننگ ہو رہی ہے۔"

سونیا نے کہا "میں نے آرمر کو تمھارے پاس جانے کو نہیں کہا تھا۔ کیوں آرمر؟ کیا تم پرنس ڈیگر کے پاس گئے تھے؟"

آرمر نے جواب دیا "بالکل نہیں۔ میں نے کئی گھنٹوں سے خیال خوانی نہیں کی۔"

پرنس ڈیگر نے حیرانی سے پوچھا "پھر وہ آرمر بن کر میرے پاس کون آیا تھا؟"

سونیا نے کہا "کیا مصیبت ہے، ہم چند گھنٹے بھی کسی مسئلے یا اُلجھے بغیر نہیں گزار سکتے۔ ویل پرنس ڈیگر! دشمنوں کی پلاننگ کیا ہے؟"

"یہ معلوم کرنے کے لیے دشمن خیال خوانی کرنے والے کے دماغ میں مجھے جگہ نہیں مل سکتی تھی۔ تم متعلقہ فوجی افسران کو محتاط رہنے کے لیے کہہ دو۔"

سونیا نے آرمر سے کہا۔ آرمر نے اُن افسران کو خطرے سے آگاہ کیا۔ ایک نے کہا "مسٹر آرمر! آپ مطمئن رہیں۔ یہاں جتنے افسران اور سپاہی ہیں سب یوگا کے ماہر ہیں۔ دشمن خیال خوانی کرنے والے میڈونا اور پاسکل کے دماغوں تک پہنچ سکتے ہیں لیکن ہمارے ذریعے زیرِ زمین قید خانے میں کبھی نہیں پہنچ سکیں گے۔"

آرمر مطمئن ہو کر واپس آیا۔ سونیا نے رپورٹ سُننے کے بعد کہا "ہم دشمنوں کے خلاف جو چالیں چلتے ہیں، وہی دشمن ہمارے خلاف چل سکتے ہیں۔ یوگا کے ماہر کسی فوجی افسر کو کھانے پینے کی کسی چیز میں اعصابی کمزوری کی دوا استعمال کرا سکتے ہیں۔ پھر اُسے آلۂ کار بنا کر میڈونا کو وہاں سے نکال سکتے ہیں۔ تم ملٹری انٹیلی جینس کے اعلیٰ افسر سے کہو کہ تمام فوجی جوانوں اور افسروں کی خفیہ نگرانی کے لیے ابھی خاصی تعداد میں سراغرسانوں کی ڈیوٹی لگائی جائے۔ جو متعلقہ افسر میڈونا اور پاسکل کو وہاں سے لے جانا چاہے اُسے فوراً حراست میں لیا جائے۔"

میں اپنی کار ڈرائیو کرتا ہوا پیرس کی طرف جارہا تھا۔ اس طویل سفر میں میڈونا اور پاسکل لوبلاک کے دماغوں تک پہنچ چکا تھا لیکن سونیا اور آرمر کے درمیان جو باتیں ہو رہی تھیں اُنھیں میں سن نہیں سکتا تھا۔ اب پرنس ڈیگر کے پاس بھی جاتا تو وہ سانس روک لیتا اور مجھ سے طرح طرح کے سوالات کرتا۔ ویسے اب اس کی ضرورت نہیں رہی تھی۔ میں اس سے اپنا کام نکال چکا تھا۔

مجھے مسلسل میڈونا کے دماغ میں آتے جاتے رہنا تھا۔ ڈرائیونگ کی طرف بھی توجہ دینی تھی۔ راستے میں ایک پیٹرول پمپ سے ٹنکی فل کرنے کے لیے رُکنا پڑا۔ مجھ سے پہلے دو کاریں پیٹرول لینے کے لیے قطار میں کھڑی ہوئی تھیں۔ ایک کار سے ایک عورت باہر نکلی۔ وہ خاصی نشے میں تھی۔ کھلی فضا میں دونوں بانہیں پھیلا کر کہہ رہی تھی۔

"دیکھو دیکھو، میں پرواز کر رہی ہوں۔ ہائے کتنا مزہ آرہا ہے!"

وہ لڑکھڑاتی ہوئی اپنی کار سے ذرا دور گئی۔ اس کے کسی ساتھی نے آواز دی "کہاں جارہی ہو؟ واپس آؤ۔"

وہ پلٹ کر میری کار کی طرف آئی۔ پھر کھڑکی پر جھک کر مجھے دیکھتے ہوئے بولی "ارے جان! تمھاری صورت کیسے بدل گئی؟"

میں نے کہا "میں جان نہیں ہوں۔ تمھاری گاڑی آگے ہے۔"

وہ دروازہ کھول کر ساتھ والی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے بولی "تم بڑے پُراسرار ہو۔ ایسے ایسے بھیس بدلتے ہو کہ تمھاری صورت پہچانی نہیں جاتی۔"

اس کے ساتھی نے آکر دروازہ کھولا پھر اسے کھینچتے ہوئے کہا "کیٹی! تم سے کتنی بار کہا ہے، اتنی پیا نہ کرو۔ کم آن۔"

اس عورت سے پیچھا چھڑانے اور اپنی گاڑی کی ٹنکی فل کرانے میں پندرہ منٹ لگ گئے۔ جب میں ڈرائیو کرتا ہوا میڈونا کے پاس پہنچا تو دشمن اپنی چال چل چکے تھے۔ میڈونا زیرِ زمین قید خانے سے نکل کر ایک افسر کے ساتھ ہیلی کاپٹر میں سوار ہو چکی تھی۔ میں نے میڈونا کی زبان سے افسر کو مخاطب کرنا چاہا تو پتا چلا، سپر ماسٹر کے خیال خوانی کرنے والے نے اس کے دماغ پر پوری طرح قبضہ جمایا ہوا ہے۔ میں اس کے دماغ میں جا سکتا ہوں مگر اسے اپنی مرضی کے مطابق استعمال نہیں کر سکتا۔

میں نے دوسرے افسران کے پاس جا کر آرمر کے لہجے میں اطلاع دی "ہمارا ایک افسر میڈونا کو ہیلی کاپٹر میں لے جارہا ہے۔ اُسے روکو۔"

یہ اطلاع دے کر میں پھر میڈونا کے پاس آیا۔ ہیلی کاپٹر پرواز کرتا ہوا پتا نہیں کہاں جارہا تھا۔ دس منٹ کے بعد ہی وہ ایک کشادہ سڑک پر اُترا۔ اس سڑک پر ایک طیارہ کھڑا ہوا تھا۔ میڈونا کو ہیلی کاپٹر سے اُتار کر طیارے میں پہنچایا گیا۔ اس کے ساتھ آنے والے افسر کو کسی نے گولی مار دی۔ افسر گولی کھا کر گرا۔ اس افسر کے دماغ پر قبضہ جمانے والا شاید دماغ میں سے نکل گیا تھا۔ اسی لیے افسر کو ہوش آیا۔ زخمی ہو کر گرتے ہی بات سمجھ میں آئی کہ وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے ٹریپ کیا گیا تھا۔ اس نے فوراً ہی اپنا ریوالور نکالا پھر تڑاتڑ گولیاں چلانے لگا۔ جواب میں فائرنگ ہوئی۔ افسر مر گیا لیکن دوسرا ابھی زخمی ہو کر طیارے کے اندر پہنچا۔ دروازہ بند ہوتے ہی وہ طیارہ پختہ سڑک پر دوڑتا ہوا فضا میں بلند ہونے لگا۔ میں میڈونا کے ذریعے زخمی کی کراہیں سن رہا تھا۔ اُسے ایک سیٹ پر بٹھا کر حفاظتی بیلٹ سے باندھ دیا گیا تھا۔ اس نے تکلیف سے کراہتے ہوئے کہا "میرے بازو سے گولی نکالو نہیں تو مر جاؤں گا۔"

بڑی دیر بعد ایک دشمن کی آواز سُنائی دی تھی۔ میں بھلا اُسے کیسے مرنے دیتا۔ اس کے دماغ میں پہنچ کر اس کی توانائی میں اضافہ کرنے لگا۔ اُسے طبی امداد پہنچائی جارہی تھی۔ امداد پہنچانے والے کچھ نہ کچھ بولنے پر مجبور تھے۔ میں بھی اُنھیں بولنے پر مجبور کرتا ہوا پائلٹ تک پہنچ گیا۔ اس نے میری مرضی کے مطابق قہقہہ لگاتے ہوئے کہا "میڈونا کو لے جانے والو! یہ پائلٹ میرے قبضے میں ہے

یقین نہ ہو تو اس کے دماغ میں آکر دیکھ لو۔"

میں جانتا تھا یہ بات سنتے ہی میڈونا کے دماغ پر قبضہ جمانے والا تصدیق کے لیے پائلٹ کے پاس ضرور آئے گا۔ میں فوراً میڈونا کے پاس آگیا۔ اس کی زبان سے کہا "اب میں یہاں ہوں۔"

میڈونا نے میری مرضی کے مطابق یہ الفاظ ادا کیے تو میرے اندازے کی تصدیق ہوگئی۔ دشمن طیارے کو بچانے کے لیے پائلٹ کے پاس گیا ہوا تھا۔ میں نے میڈونا پر پوری طرح قبضہ جما کر کہا۔ "اس عورت کو واپس قید خانے میں پہنچاؤ گے یا خود اسے مار ڈالو گے یا ایک ایک کر کے اپنے ساتھیوں کی موت کا تماشا دیکھو گے؟"

ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے نے میڈونا کو پھر اپنے قبضے میں لینا چاہا مگر ناکام ہو کر دوسرے ساتھی کے ذریعے بولا "آرمر! بابا صاحب کے ادارے میں ایک تم ہی خیال خوانی کرنے والے رہ گئے ہو اور ہم یہ اچھی طرح جانتے ہیں' تم دھمکی دو گے مگر ہم میں سے کسی کی جان نہیں لو گے' اس طیارے کو تباہ نہیں کرو گے۔"

میں چند ساعتوں کے لیے میڈونا کو چھوڑ کر ایک مسلح شخص کے دماغ میں گیا' اس کے ہاتھ سے رائفل کو اُچھالا۔ پھر میڈونا کے دماغ میں آکر اس کے ذریعے رائفل کو کیچ کر لیا۔ اس کے بعد ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر اس مسلح شخص کو گولی ماردی۔ اس کے بعد کہا۔ "اب یقین ہو جائے گا کہ میں آرمر نہیں ہوں۔"

ایک نے حیرانی سے پوچھا "کون ہو تم؟"

"تم لوگ حساب میں بہت کمزور ہو۔ بابا صاحب کے ادارے میں صرف ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کو گنتے ہو۔ کیا رسونتی کو بھول گئے؟"

سبھی کو چپ لگ گئی۔ انھیں رسونتی سے رحمدلی کی توقع نہیں تھی۔ پھر بھی ایک نے کہا "ہم مانتے ہیں کہ سپر ماسٹر نے تمھارے ساتھ دھوکا کیا تھا۔ کیا تم اس کا بدلہ ہم سے لو گی؟"

میں نے کہا "نہیں لوں گی۔ میڈونا کو واپس لے جاؤ۔"

اچانک ایک طرف سے گولی چلی۔ میڈونا کے ہاتھ میں لگی۔ رائفل چھوٹ گئی۔ دو افراد نے اس کے دونوں بازوؤں کو گرفت میں لے لیا تاکہ میں اس کے ذریعے کوئی ہتھیار استعمال نہ کر سکوں۔ میں نے کہا "میڈونا! تم یہ تماشے دیکھ رہی ہو۔ کیا تمھیں پتا ہے کہ تمھارا آخری وقت آچکا ہے؟"

وہ گڑگڑا کر بولی "رسونتی! مجھے بچا لو۔ مجھے اپنے پاس بلا لو۔ میں باقی زندگی تمھارے قدموں میں گزار دوں گی۔"

"میں رسونتی نہیں ہوں۔"

"پھر کون ہو؟"

"فرہاد علی تیمور۔"

"آں؟" وہ دہشت زدہ ہو کر بولی "نہیں۔ وہ مر چکا ہے۔ رسونتی! میں نے تمھارا سہاگ اجاڑا ہے۔ میں تمھاری مجرم ہوں۔ مگر ایک بار مجھے آزما کر۔۔۔"

میں نے بات کاٹ کر کہا "میں رسونتی نہیں ہوں۔ یقین کر دیا نہ کرو۔ فرہاد اپنے خون کا حساب لینے آیا ہے۔"

"نہیں یہ جھوٹ ہے۔ مُردے زندہ نہیں ہوتے۔"

"زندہ مُردے ہو جاتے ہیں۔ تم اب تک میرے ہی انتقام کا نشانہ بننے کے لیے زندہ تھیں۔"

"تم کون ہو؟ مجھے بتاؤ تم کون ہو؟"

"کیا بتاؤں؟ کوئی یقین نہیں کرتا۔ میں اچھی طرح سمجھ گیا ہوں' آیندہ بھی کوئی میرے وجود کو تسلیم نہیں کرے گا۔ اس لیے سمجھ لو میں فرہاد کی روح ہوں۔ جب تم مر جاؤ گی تو تمھاری روح بتائے گی کہ ٹیلی پیتھی جاننے والے کی روح بھی دماغوں میں آکر انتقام لیتی ہے۔"

میں نے ایک مسلح شخص کے دماغ میں آکر کہا "تم تعداد میں دس ہو۔ میڈونا کی طرح ایک کو قابو میں کرو گے تو میں دوسرے کے پاس پہنچتا رہوں گا۔"

یہ کہتے ہی میں نے طیارے کے آن بریک اسپل اسکرین پر گولی چلائی' ونڈ اسکرین تڑخ گئی سوراخ ہوا' پھر مسلسل فائرنگ سے طیارہ ڈگمگانے لگا۔ کیونکہ ونڈ اسکرین سے تیز ہوائیں اندر آرہی تھیں۔ ان میں سے کوئی خود کو سنبھال نہیں پا رہا تھا۔ سب اِدھر سے اُدھر لڑھکتے جارہے تھے۔

میں نے میڈونا کے پاس آکر کہا "دیکھو' مرتے مرتے دیکھو' موت کیسے آتی ہے۔ تم نے مجھے زندگی اور موت کے درمیان اٹکا دیا تھا۔ آج تم بھی زندگی اور موت کے درمیان ہو۔ تھوڑی دیر بعد مر جاؤ گی۔ میں چاہتا ہوں' تم نہ مرو۔ میری طرح زندہ رہ کر مُردہ کہلاؤ۔ دنیا میری طرح تمھیں بھی قبول نہ کرے۔ لیکن ایسا سب کے ساتھ نہیں ہوتا۔ مقدر نے صرف مجھے تماشا بنا رکھا ہے۔"

اچانک ایک زور کا دھماکا ہوا۔ پھر سناٹا چھا گیا۔ طیارہ قابو سے باہر ہو کر کہیں ٹکرا گیا تھا۔ وہاں کسی کے دماغ میں میرے لیے جگہ نہیں رہی تھی۔ میڈونا کا نام رہ گیا تھا' وجود مٹ چکا تھا۔

میں تھوڑی دیر تک اپنی کار میں خاموش بیٹھا رہا۔ پھر اُسے اسٹارٹ کر کے آگے بڑھاتے ہوئے پاسکل کی خبر لی۔ پتا چلا سپر ماسٹر کے ایک اور ٹیلی پیتھی جاننے والے نے ایک اور افسر کو ٹریپ کر کے پاسکل کو بھی اغوا کرنا چاہا تھا لیکن ملٹری انٹیلی جنس والوں نے فرار ہونے سے پہلے ہی پاسکل اور افسر کو گرفتار کر لیا تھا۔ جو ہیلی کاپٹر انھیں لینے آیا تھا اسے تباہ کر دیا گیا تھا۔

یہ معلومات بابا صاحب کے ادارے تک پہنچ گئی تھیں۔ شام تک یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ میڈونا جس طیارے میں جارہی تھی' وہ

اٹلی کی سرحد پار کرنے کے بعد تباہ ہو گیا تھا۔ سونیا یہ سب کچھ سن رہی تھی۔ میڈونا کی موت کا کسی کو افسوس نہیں تھا۔ یہ بات اطمینان بخش تھی کہ پاسکل بدستور قیدی تھا اور سونیا اپنے وعدے کے مطابق اسے ماسک مین کے حوالے کر سکتی تھی۔

اور یہی میں نہیں چاہتا تھا۔ تین دن کے بعد میں نے اس سے رابطہ قائم کیا۔ پھر کہا "مجھے دماغ سے بھگانے سے پہلے جواب دو' میڈونا کو اغوا کرنے والوں کا طیارہ کیسے تباہ ہوا؟"

"یہ تمھارا کارنامہ ہے' تم داد وصول کرنے میرے پاس آئے ہو۔"

"میں صفائی پیش کرنے آیا ہوں۔ پہلے میں نے انھیں مجبور کیا تھا کہ وہ میڈونا کو پیرس واپس لے جائیں لیکن طیارے میں بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا تھا' اُسے یقین تھا کہ میڈونا کو سپر ماسٹر تک پہنچا دے گا۔ میں دشمن کے محاذ پر ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی کا اضافہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ لہٰذا طیارے کو تباہ کر دیا۔"

"شاباش' خوش رہو اور جاؤ۔"

اس نے سانس روک لی۔ میں دماغ سے نکل آیا۔ اس وقت مجھے بہت غصہ آرہا تھا۔ اگر وہ سامنے ہوتی تو پٹائی شروع کر دیتا۔ میری محبت بھری کوششوں کی حد ہو گئی تھی۔ میرے صبر کی انتہا ہو چلی تھی۔ میں نے سپر ماسٹر کی ٹیلی پیتھی کی طاقت کو بڑھتے بڑھتے روک دیا تھا۔ مجھے غیر سمجھ کر ہی وہ احسان مان سکتی تھی۔ مجھے دماغ سے بھگانے کا مطلب یہ تھا کہ وہ کسی حال میں مجھ پر بھروسا کرنا نہیں چاہتی تھی۔

اور میں اپنوں کی محبت سے مجبور تھا۔ غصے میں یہ فیصلہ نہیں کر سکتا تھا کہ سونیا' علی تیمور' اور پارس وغیرہ کو سزا دوں گا۔ انھیں آیندہ خطرات سے آگاہ نہیں کروں گا اور کبھی اُن کی مدد نہیں کروں گا۔ میں ان کے خلاف کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ بس یہی ایک راستہ رہ گیا تھا کہ ان سے دور رہا ہوں اور شیخ مرحوم کی پیشین گوئی درست ہوتی رہے۔

میں شام کو کاٹیج سے نکل کر کہیں باہر وقت گزارنا چاہتا تھا۔ اسی وقت رسونتی نے دماغ پر دستک دی۔ کوڈ ورڈز ادا کیے پھر بولی۔ "میں آگئی ہوں' دروازہ کھولو۔"

"میرے دماغ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔"

"دماغ کا نہیں کاٹیج کا دروازہ۔"

میں خوشی سے اُچھل کر کھڑا ہو گیا۔ تیزی سے چلتا ہوا بیرونی دروازے تک آیا۔ پھر اُسے کھول دیا۔ وہ بہار کی پہلی کھلتی ہوئی کلی کی طرح مسکرا رہی تھی۔ ان لمحات میں اس کی عمر کا حساب نہیں کیا جاسکتا تھا۔ کیونکہ اس کی پچھلی زندگی کی طرح اس کی پچھلی عمر بھی گم ہو گئی تھی۔ وہ کسی کی ماں نہیں تھی۔ کسی کی بیوی نہیں تھی۔ ابھی اسے ایک مرد کا پہلا پہلا پیار ملنے والا تھا۔ میں نے دروازے پر ہی اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے بازوؤں میں کھینچ لیا۔ وہ جذبوں کی کھینچا تانی میں گھبرا کر بولی "کوئی دیکھ

لے گا۔"

[illegible] کرنے والے کسی کی پروا نہیں کرتے' پیار کا عمل جاری رکھتے ہیں لیکن وہ مشرقی عورت تھی۔ فطرتاً شرمیلی تھی۔ میں نے اس کے ساتھ اندر آکر دروازے کو بند کر دیا۔ [illegible] سے چٹخنی کو لگانا چاہیے تھا لیکن اس کی فرصت نہیں ملی۔ وہ کہہ رہی تھی "میں تین دن سے تمھاری صورت دیکھنے کو ترس رہی ہوں۔ آج شہر میں تفریح کے بہانے آئی تو علی بھی ساتھ تھا۔ اُسے اندیشہ ہے کہ دشمن پھر مجھے اغوا کر سکتے ہیں۔"

میں نے پوچھا "علی کہاں ہے؟"

"ایک ڈیپارٹمنٹل اسٹور میں اسے چھوڑ آئی ہوں۔ اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ وہ مجھے تنہا چھوڑنا نہیں چاہتا تھا۔ میں ایک ریڈی میڈ لباس پہننے کے بہانے لیڈیز پورشن میں گئی۔ پھر پچھلے دروازے سے نکل کر ایک ٹیکسی میں یہاں چلی آئی۔"

"میری جان! تم مجھے کتنا چاہتی ہو۔ کاش' میرے خون کے دوسرے رشتے۔۔۔"

میری بات پوری نہ ہو سکی۔ دروازہ ایک زوردار آواز کے ساتھ کھلا۔ رسونتی چیخ مار کر میری آغوش سے نکل گئی' دروازے پر علی تیمور تھا۔ اس [illegible]

کر صوفے پر آیا پھر اس صوفے کے ساتھ دوسری طرف اُلٹ گیا۔

رسونتی دوڑتی ہوئی بیٹے کے راستے میں دیوار بن گئی۔ ابھی وہ کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ قریبی کھڑکی کا شیشہ زوردار چھناکے سے ٹوٹا۔ پارس فضا میں اُڑتا ہوا شیشے کو توڑتا ہوا اندر آیا۔ میں فرش پر سے اُٹھ رہا تھا۔ اُس کی لات میرے منہ پر پڑی۔ میں لڑکھڑا کر پیچھے گیا۔ اُس نے گرج کر کہا "اپنی ماں کو تمھاری آغوش میں دیکھ کر ہم جوان بیٹے شرم سے مر جائیں گے یا تمھیں مار ڈالیں گے۔"

میں نے پریشان ہو کر کہا "میرے بچو! تمھاری شرم اور غیرت پر مجھے ناز ہے۔ مگر میں گناہگار نہیں ہوں۔ تمھارا باپ ہوں۔"

پیچھے سے علی تیمور کا ایک زبردست ہاتھ میری گردن پر پڑا۔ میں تلملا گیا۔ میں نے وائسو ردکی سے کہا تھا "میرے بیٹوں کو فولاد بنا دو۔" آج وہ دونوں فولاد میری ہڈیوں کا سُرمہ بنانے آگئے تھے۔ رسونتی نے کہا "رک جاؤ۔ مجھے ماں کہتے ہو تو ماں کو بے شرم نہ سمجھو۔ یہ تمھارا باپ ہے۔"

وہ بے چاری خود کو بھولی ہوئی تھی۔ اس کی زبان پر کوئی بھروسا نہیں کر سکتا تھا۔ دونوں بیٹے دو اطراف سے مجھ پر حملے کر رہے تھے اور میں ان کے حملوں کو روکتا جا رہا تھا۔ ایک بار میں ان کی گرفت میں آگیا۔ دونوں نے مجھے اُٹھا کر کھڑکی کے ٹوٹے ہوئے شیشے سے باہر پھینک دیا۔ میں باہر لان میں آکر گرا۔ سر اُٹھا کر دیکھا تو وہاں سونیا کھڑی ہوئی تھی۔

وہ غرا کر بولی "ذلیل انسان! میں تجھے ہاتھ نہیں لگاؤں گی۔ تو نے فرہاد کی عزت پر ہاتھ ڈالنے کی حماقت کی ہے۔ یہ دونوں بیٹے آج تجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ اگر مسلمان ہے تو کلمہ پڑھ لے۔"

اَب انتہا ہوگئی تھی۔ میں نے اپنی شناخت کرانے کے لیے اپنے عزیزوں اور خون کے رشتوں سے محبت کی انتہا کر دی۔ بُرے وقتوں میں ان کے کام آتا رہا۔ انھیں دشمنوں کی ناقابلِ عبور سرحد پار کرائی۔ خطرناک تنظیموں کی سازشوں سے انھیں آگاہ کرتا رہا۔ اُن کے راستوں سے کانٹے صاف کرتا رہا۔ اس کے باوجود انھوں نے مجھ سے نفرت کی۔ مجھے دھتکار دیا۔ اور انتہا یہ ہوگئی کہ دونوں بیٹے مجھ پر ہاتھ اٹھا رہے تھے اور سونیا میری موت کو یقینی بنا کر مجھے کلمہ پڑھنے کا مشورہ دے رہی تھی۔

رسونتی دوڑتی ہوئی کاٹیج سے باہر آکر میرے پاس پہنچ گئی تھی۔ میں فرش پر گرا ہوا تھا۔ سامنے سونیا کھڑی ہوئی تھی اور دونوں بیٹے ٹوٹی ہوئی کھڑکی سے نکل کر مجھے مار ڈالنے کے لیے آ رہے تھے۔ رسونتی مجھ سے لپٹ کر رونے لگی۔ روتے روتے کہنے لگی "تم سب عقل کے اندھے ہو، اپنے خون کو نہیں پہچانتے ہو۔ اب اگر کسی نے ہاتھ لگایا تو میں اُسے مار ڈالوں گی۔ جب تم دونوں باپ کو مار سکتے ہو تو میں بھی بیٹوں کو ہلاک کر سکتی ہوں۔"

پارس نے کہا "ماما! یہ بے حیائی ہے۔ ہمارے سامنے ایک اجنبی کو گلے نہ لگائیں۔ ورنہ ہم اپنی جان دے دیں گے۔"

علی تیمور نے کہا "جان دیں گے نہیں، اس کی جان لیں گے۔"

میں نے فرش پر سے اُٹھ کر رسونتی کو ایک طرف ہٹایا پھر اس سے کہا "آنسو پونچھ لو۔ تمھارا مرد ان چھوکروں کے اور مادام سونیا کے مقابلے میں کمزور نہیں ہے۔"

میں نے ایک طرف سے دوسری طرف جاتے ہوئے کہا "جتنی دیر بیٹا کہتا رہا اتنی دیر محبت سے سمجھانے کے پھیر میں مار کھاتا رہا۔ اب تم سے کسی کا ایک داؤ بھی نہیں چلے گا۔ تم لوگوں نے والٹسوروکی سے سب کچھ سیکھ لیا ہے۔ میرے بدترین دشمنوں کو بدترین شکست دیتے رہے ہو۔ لیکن میرے بچو! ابھی تمھارے سیکھنے کے لیے بہت کچھ باقی ہے اور وہ تم ابھی سیکھو گے۔"

پارس نے یکبارگی چھلانگ لگائی۔ فضا میں اُڑتا ہوا آیا۔ اس کی فلائنگ کِک ٹھیک میرے سینے پر لگنے والی تھی۔ میں پھرتی سے بیٹھ کر اٹھ گیا۔ میرے بیٹھنے سے اس کی کِک خالی گئی۔ اٹھنے سے وہ میرے دونوں بازوؤں میں آ گیا۔

میں نے اسے سونیا کی طرف اچھالا پھر خود اُچھل پڑا کیونکہ علی تیمور نے فرش پر پھسلتی ہوئی گھومتی ہوئی لات چلائی تھی۔ میرے اُچھلنے پر وہ خالی گھوم کر رہ گیا تھا۔

حملے ناکام ہوتے رہیں تو حملہ کرنے والوں کو غصہ آ جاتا ہے۔ وہ جوش میں اور غیظ و غضب میں بڑھ بڑھ کر اندھا دھند حملے کرتے ہیں۔ لیکن دونوں بیٹے فوراً پُرسکون ہو گئے تھے۔ مجھ کو جانچ رہے تھے۔ انھوں نے دو چار حملے بڑے اطمینان سے کیے۔ اس دوران مجھے کئی بار جوابی حملوں کا موقع ملا لیکن میں چھوٹ دیتا رہا۔ اور ان سے کہتا رہا "دیکھو، میں صرف دفاعی جنگ لڑ رہا ہوں کیوں کہ میں جنگ نہیں چاہتا۔ محبت اور رشتے داری چاہتا ہوں۔"

سونیا ایک طرف کھڑی گہری ٹٹولتی ہوئی نظروں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ رسونتی نے آنسو پونچھ لیے تھے۔ اس کے چہرے سے اطمینان جھلک رہا تھا۔ کیوں کہ اب میں زخم نہیں کھا رہا تھا۔ جوانوں کے داؤ پیچ میں نہیں آ رہا تھا۔ میرے دونوں بیٹوں نے اچھی طرح سمجھ لیا کہ میں کسی داؤ میں نہیں آؤں گا۔ انھوں نے ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھا۔ پھر نئے انداز سے حملے شروع کیے۔ یعنی دونوں بیک وقت مختلف سمتوں سے آنے لگے۔ اگر میں ایک سے بچتا تو دوسرے سے لازمی طور پر مار کھاتا۔ ان کی یہ تدبیر اچھی تھی۔ مگر بچے یہ تدبیر باپ پر آزما رہے تھے۔ میں ایک جگہ رہتا تو یقیناً ایک سے بچتا اور دوسرے سے مار کھاتا۔ لیکن میں چشم زدن میں اِدھر سے اُدھر چلا جاتا تھا۔ وہ مجھے ایک ہی مقام پر نہ پا کر پھر بیک وقت حملہ کرتے تھے، اس کے ساتھ ہی میں پھر جگہ بدل دیتا تھا۔

پھر میں نے دوسری چال چلی۔ جگہ بدلتے ہی کبھی پارس کے قریب اور .... علی تیمور سے دور جانے لگا اور کبھی پارس سے دور اور علی تیمور کے قریب آنے لگا۔ اس طرح میں جس کے قریب ہوتا وہی حملہ کر پاتا تھا۔ دوسرے کو میرے قریب آنے میں وقت لگتا تھا۔ یوں وہ دونوں اپنی پلاننگ کے مطابق مجھ پر بیک وقت حملہ نہ کر سکے۔ آخر پارس نے کہا "ہم مان گئے تم پکے شیطان ہو۔ بڑی مکاری سے بچتے جا رہے ہو۔"

میں نے کہا "یاد کرو، والٹسوروکی نے ایسے وقت کیا سکھایا ہے؟"

علی تیمور نے ریوالور سے میرا نشانہ لیتے ہوئے کہا "ماسٹر نے سکھایا ہے کہ مقابل ہماری طرح فولادی ہو اور شاطر ہو، اس پر حملے ناکام ہوتے ہوں تو وقت ضائع نہ کرو۔ اگر وہ دوستی کے قابل ہے تو دوست بنا لو۔ اگر وہ بدترین دشمن ہے تو اسے گولی مار دو۔"

میں جانتا تھا میرے غیرت مند بیٹے اپنی ماں کے قریب آنے والے اجنبی کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ یہ سمجھتے ہوئے میں نے یکبارگی چھلانگ لگائی۔ فضا میں قلابازی کھاتا ہوا رسونتی کے پاس آیا پھر اسے پکڑ کر اپنے آگے ڈھال بناتے ہوئے کاٹیج کے اندر جانے لگا۔ خیال خوانی کے ذریعے رسونتی کو سمجھا دیا کہ میں دکھاوے کے لیے اس کا دشمن بن جاؤں تو وہ بُرا نہ منائے۔

وہ بولی "میں کبھی بُرا نہیں مناؤں گی۔ تم کسی طرح پیچھا چھڑا کر یہاں سے چلے جاؤ۔ ہم بعد میں کہیں ملیں گے۔"

علی تیمور نے کہا "ماما! اس کی بزدلی دیکھیں، یہ آپ کو ڈھال بنا رہا ہے تاکہ گولی آپ کو لگ جائے۔"

وہ بولی "اچھا ہے مجھے گولی لگ جائے۔ ایسی زندگی سے نجات حاصل ہو جائے۔ نہ بچے میرے ہیں نہ شوہر میرا ہے۔ میں خود بھول گئی ہوں کہ میرا کون ہے؟"

میں ان باتوں کے دوران کاٹیج کے اندر جانا چاہتا تھا۔ سونیا نے کہا "ٹھہرو، اندر کہیں تم نے ریوالور وغیرہ رکھا ہوگا۔ رسونتی کی آڑ لے کر وہاں تک جاؤ گے پھر ریوالور کے جواب میں ریوالور پکڑ لو گے۔ مگر فائدہ کیا ہوگا؟ تم اس ریوالور سے کسے گولی مارو گے؟"

میں رسونتی کے ساتھ ایک جگہ رُک گیا۔ دونوں بیٹے کچھ فاصلے پر تھے۔ پارس کھڑکی کے پاس تھا۔ اس کا ارادہ سمجھ میں آ گیا تھا۔ جیسے ہی میں کاٹیج کے اندر جاتا وہ مجھ سے پہلے کھڑکی کے راستے وہاں پہنچ جاتا۔ میں نے کہا "سونیا! تم نے بہت اہم سوال کیا ہے۔ ریوالور میرے ہاتھ میں ہو تو میں کسے گولی ماروں گا؟ تم مجھے جان سے زیادہ عزیز ہو۔ رسونتی میری شریکِ حیات ہے۔ پارس اور علی تیمور میرا خون ہیں، میرے دل کی دھڑکنیں ہیں۔ میں کسے گولی ماروں گا؟ کسی کو نہیں، کسی کو نہیں۔ جن کے لیے جان کی بازی لگاتا ہوں ان کی جان کیسے لے سکتا ہوں۔ مگر ہاں، تم سب میری جان لو گے۔ شاید قدرت کو یہی منظور ہے۔ تقدیر مجھے نہ مار سکی، میرے اپنے مجھے مار ڈالیں گے۔"

علی تیمور نے کہا "تم اپنی غلط حرکتوں سے ہمیں طیش دلا رہے ہو۔ کیا اپنی غلطی سمجھ میں نہیں آتی؟"

"ہاں، یہی سمجھنے اور نہ سمجھنے کا پھیر ہے۔ میں تم سب کو اپنا سمجھ رہا ہوں، تم نہیں سمجھ رہے ہو۔ تمھاری یہ بات درست ہے کہ مردہ اپنی قبر سے کبھی واپس نہیں آتا۔ یقین کرو، میں کبھی قبر میں نہیں گیا۔ البتہ عارضی موت سے دوچار ہوا تھا۔ پھر موت سے لڑتا ہوا زندگی کی طرف لوٹ آیا۔"

علی تیمور نے سونیا سے کہا "اوہ ممّا! یہ پھر وہی بکواس شروع کر رہا ہے۔"

سونیا نے مجھ سے کہا "تمھارے کاغذات کے مطابق، تمہارا نام برائن وولف ہے۔ لیکن تم فرہاد کہلانے پر بضد ہو۔ ویسے ابھی تمھارے لڑنے کے انداز نے مجھے چونکا دیا ہے۔ دو چار دشمنوں کے درمیان لڑنے کا یہ ہنر اور اسٹائل صرف فرہاد کا ہے۔ وہ کسی سے ایک چوٹ کھائے بغیر دشمنوں کو تھکا مارتا ہے۔ میں حیران ہوں کہ وہ تنویمی عمل کرنے والا کون ہے جس نے تمھارے دماغ میں فرہاد کے لڑنے کا ہنر اور اسٹائل بھی نقش کر دیا ہے۔"

میں نے کہا "اسی پہلو سے سوچو۔ یہ تنویمی عمل کے ذریعے ممکن نہیں ہے۔ فرہاد کی زندگی کا باریک سے باریک پہلو مجھ میں نقش نہیں کیا جا سکتا۔ یہ بالکل ہی ناممکن ہے۔ تم فرہاد کی زندگی کی کوئی ڈھکی چھپی بات مجھ سے پوچھو، مجھے اپنی یادداشت پر ناز ہے، میں کبھی کوئی بات نہیں بھولتا۔ مجھے آزماؤ، بار بار آزماؤ۔"

وہ مجھے چند لمحوں تک سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھتی رہی پھر بولی "اچھی بات ہے، میرے ساتھ آؤ۔"

وہ کاٹیج کے گارڈن کی طرف جانے کے لیے مُڑ گئی۔ میں نے کہا "سونیا! میں تمھاری چالوں کو خوب سمجھتا ہوں۔ میں رسونتی کو چھوڑ کر یہاں سے ہٹوں گا تو اُدھر سے علی تیمور مجھے گولی مار دے گا۔"

وہ طنزیہ انداز میں بولی "تم کیا سمجھتے ہو، میں اتنی دیر تک اپنے بیٹوں سے لڑنے کا موقع کیوں دے رہی تھی؟"

"ہاں، تم میرے ہنر اور اسٹائل کو سمجھ رہی تھیں۔"

"کیا تم سمجھتے ہو، میں اگر ایک حملہ کر دوں تو تمھارا بچ نکلنا ممکن ہوگا؟"

"ہاں، تم قیامت ہو، تمھارے آنے کے بعد پھر کوئی قیامت نہیں آئی لیکن تم نے بھی سمجھ لیا تھا کہ تمھارا ابھی کوئی

داؤ نہیں چلے گا مجھ پر۔"

وہ قہقہہ لگانے لگی۔ اپنے قہقہوں سے میرا مذاق اُڑانے لگی۔ میں نے کہا "اس کا مطلب ہے تم اس دوران میرے خلاف کوئی چال چل گئی ہو۔"

"میں نے کوئی چال نہیں چلی، کوئی حملہ نہیں کیا ہے اور میرا اصول ہے کہ میں مقابلہ کرنے میں وقت ضائع نہیں کرتی۔ اتنا وقت اس لیے ضائع ہوا کہ تم فرہاد کا اسٹائل اپنا کر مجھے حیران کر رہے تھے۔ اب کہو تو میں پلک جھپکتے ہی تمھیں گرفتار کر لوں۔"

میں نے اسے سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھا پھر کہا۔ "میں تین دن سے اس کاٹیج میں ہوں۔ تمھیں میرے خلاف چال چلنے کے کافی مواقع حاصل ہوئے ہیں۔"

"اب عقل آئی ہے۔ اوّل تو میرے دونوں بیٹے تمھیں یہاں سے جانے نہیں دیں گے۔ اگر کسی طرح بچ نکلو گے تو میرے ہاتھوں زخمی ہو جاؤ گے یا پھر اس شہر کی پولیس تمھیں اس علاقے سے باہر جانے نہیں دے گی۔"

"تم وقت ضائع نہیں کرتی ہو۔ پھر اپنے ہتھکنڈوں سے مجھے زخمی کیوں نہیں کیا؟"

"ہم تمھیں زندہ رکھنا چاہتے ہیں مگر یہاں نہیں، پاگل خانے میں۔"

میں نے ہنستے ہوئے علی تیمور کے ریوالور کی طرف اشارہ کیا پھر پوچھا "کیا مجھے گولی مار کر پاگل خانے بھیجا جائے گا؟"

علی تیمور نے کہا "ممّا کا حکم تھا کہ ریوالور خالی رکھا جائے۔" یہ کہہ کر اس نے ٹریگر دبا دیا۔ کھٹ کی آواز آئی۔ گولی نہیں چلی۔ اس نے ریوالور کو جیب میں رکھ لیا۔ سونیا نے کہا "جب تم نے یہ کاٹیج کرائے پر حاصل کیا تو اسے اندر اور باہر سے اچھی طرح دیکھ کر مطمئن ہو گئے۔ یہاں ایسی کوئی چیز نہیں تھی جس سے تمھیں نقصان پہنچتا۔ پھر تم ہم سے ملنے باباصاحب کے ادارے میں آئے۔ میں نے جان بوجھ کر تمھیں ایک رات کے لیے وہاں روک لیا۔ اور فرانسیسی جاسوس یہاں خفیہ مائیک اور کیمرے نصب کرتے رہے۔ تمھاری دو دن کی آڈیو اور ویڈیو رپورٹ حاصل ہو چکی ہے جسے میں انٹیلی جنس کے دفتر میں جا کر دیکھوں گی۔ ابھی یہاں جو کچھ ہو رہا ہے یہ سب کچھ دوسری طرف دیکھا جا رہا ہے۔"

"میں سمجھ گیا کہ یہاں سے بچ کر نہیں جا سکوں گا۔ چونکہ تم لوگوں سے بہت سی ایسی باتیں کرنا چاہتا ہوں جس کا تعلق صرف مجھ سے اور تم سے ہے اور یہ باتیں کوئی تیسرا شخص نہیں جانتا ہے۔"

میری بات ختم ہوتے ہی پولیس کی گاڑیاں آگئیں کتنے ہی سپاہیوں نے مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ ان کے ساتھ آنے والے دو افسروں نے سونیا کے سامنے آکر ادب سے پوچھا "کیا اسے ہتھکڑی لگائی جائے۔"

دوسرے افسر نے کہا "یہ آسانی سے ہمارے ساتھ نہیں جائے گا۔"

میں نے کہا "سونیا! انھیں سمجھا دو۔ کوئی مجھے فرہاد تسلیم کرے یا نہ کرے۔ فرہاد کے ہاتھوں میں آج تک کوئی ہتھکڑی نہیں ڈال سکا۔ یہ بھی ناکام رہیں گے۔ میں اپنی مرضی سے ان کے ساتھ اس شرط پر جاؤں گا کہ پہلے تم مجھ سے تنہائی میں گفتگو کرو گی۔"

وہ افسران سے بولی "آپ لوگ کاٹیج کے ڈرائنگ روم میں آرام سے بیٹھیں۔ میں اس کی شرط پوری کر رہی ہوں۔ اسے ہتھکڑی پہنانے کی کوشش میں بات بڑھانا مناسب نہیں ہے۔"

وہ میرے قریب آئی پھر بولی "اندر چلو۔"

میں نے خیال خوانی کے ذریعے رسونتی سے کہا "بیٹوں کو سنبھالنے کی کوشش کرو۔ میں ابھی آؤں گا۔"

میں سونیا کے ساتھ چلتا ہوا کاٹیج کے ڈرائنگ روم سے گزر کر اپنے بیڈ روم میں آیا۔ پھر بولا "تمھیں اعتراض نہ ہو تو دروازہ بند کر دوں؟"

اس نے خود دروازے کو اندر سے بند کرتے ہوئے کہا "اگر کوئی حد سے گزرے تو میں اس کی خواب گاہ میں ہمیشہ کے لیے اسے سُلا دیتی ہوں۔"

وہ ایک صوفے پر آکر بیٹھ گئی۔ میں نے اس کے سامنے والے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا "یہ ہمارے تمھارے ریکارڈ میں ہے کہ ہماری پہلی ملاقات پاکستان میں ہوئی تھی مگر یہ دنیا کے کسی ملک کے کسی خطرناک تنظیم کے ریکارڈ روم میں نہیں ہے کہ ہم نے تنہائی میں کس طرح رنگین اور سنگین لمحات گزارے ہیں۔"

"بے شک میں نے فرہاد کے ساتھ انتہائی رازداری سے جو لمحات گزارے ہیں، وہ کوئی نہیں جانتا۔ تم بھی نہیں جان سکتے۔"

"اور میں تو کیا دنیا کا کوئی بھی خیال خوانی کرنے والا تمھارے دماغ میں چھپے ہوئے چور خیالات نہیں پڑھ سکتا۔ ہاں کوئی نہیں پڑھ سکتا بلکہ اجازت کے بغیر میرے دماغ میں بھی نہیں آسکتا۔ اب میری اور فرہاد کی وہ باتیں بتاؤ جو آف دی ریکارڈ ہیں۔"

میں نے بتانا شروع کیا جب میں نے پہلی بار اس کا دل جیت لیا تھا اور ہم نے محبت میں صبح سے شام اور شام سے صبح کر دی تھی۔ پیار کی رنگینیوں اور جذبات کی سنگینیوں میں اس کا ایک خاص انداز ہوتا تھا۔ بڑی ہوشربا ادائیں ہوتی تھیں جو دوسری عورتوں سے بالکل مختلف ہوا کرتی تھیں۔

اس نے چونک کر مجھے دیکھا۔ پھر صوفے پر سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ کچھ حیران تھی اور کچھ حیا کا تقاضا تھا کہ چہرے کا رنگ بدل گیا تھا۔ رخسار سُرخ ہو چلے تھے اور وہ ایک بار چونک کر مجھے دیکھنے کے بعد نظریں چُرا رہی تھی۔ اگر اب مجھے فرہاد تسلیم کر لیتی تو یوں نظریں نہ چُراتی۔ بھلا اپنے مرد سے کاہے کی شرم؟ لیکن اب بھی فیصلہ نہیں ہوا تھا کہ میں اپنا ہی مرد ہوں۔

میں نے مزید ملاقاتوں کا ذکر کیا۔ ایسی ملاقاتوں کا ذکر جنھیں شاعری میں ملاقات نہیں، وصالِ یار کہتے ہیں۔ پیار کے نشے میں وہ چند مخصوص جذباتی فقرے ادا کرتی تھی جنھیں صرف میں سنتا تھا۔ دنیا کا کوئی خیال خوانی کرنے والا اس کے دماغ میں گھس کر ایسی باتیں معلوم نہیں کر سکتا تھا۔ جب میں نے ایک ایک کر کے وہ فقرے سنائے تو وہ ایک دم سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔ شرم اور غصے سے وہ سرخ ہو رہی تھی۔ وہ شیرنی کی طرح غراتے ہوئے بولی۔ "میرے رازوں تک پہنچنے والا اس کمرے سے زندہ نہیں جائے گا۔ تم کون ہو؟ کیا کالا جادو جانتے ہو؟"

"سونیا! یہ سوال کرنے سے پہلے مت بھولو کہ بابا فرید واسطی مرحوم اور دیگر بزرگانِ دین کی دعائیں تمھارے ساتھ ہیں۔ کوئی خطرناک سے خطرناک کالا عمل کرنے والا بھی تم پر اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ پھر مجھے جادوگر کیوں سمجھتی ہو۔ میں فرہاد ہوں۔"

"میں کیسے مان لوں۔ میری آنکھوں کے سامنے فرہاد کو سپردِ خاک کیا گیا۔ وہاں شیخ الفارس مرحوم بھی موجود تھے۔ اگر میں فرض کر لوں کہ فرہاد کی ڈمی کو دفن کیا گیا تھا اور تمھیں پھر راستے سے کسی دوسری جگہ پہنچا دیا گیا تھا تو ایسا، شیخ الفارس مرحوم کی اجازت کے بغیر ناممکن ہوتا۔ اگر یہ کہو گے کہ شیخ الفارس مرحوم تمھارے رازدار تھے تو میں یہ تسلیم نہیں کروں گی کیوں کہ مرحوم نے آج تک کوئی راز مجھ سے پوشیدہ نہیں رکھا۔ اور تمھاری کوئی بات وہ مجھ سے چھپا نہیں سکتے تھے۔ ان حقائق کے پیشِ نظر تم فرہاد کیسے ہو سکتے ہو؟"

میں نے کہا "میرے ہونے نہ ہونے کے درمیان شیخ الفارس مرحوم کی خاموشی ہے۔ ان کی خاموشی نے مجھے گھر کا رکھا ہے نہ گھاٹ کا۔ تم یہ تسلیم کر لو کہ انھوں نے کسی مصلحت سے خاموشی اختیار کی تھی۔"

"میں کیوں تسلیم کروں جب کہ انھوں نے کبھی ایسا نہیں کیا؟"

"تو پھر تمھیں ماننا پڑے گا کہ میں تمھاری تنہائیوں کا رازدار فرہاد علی تیمور ہوں۔"

وہ بُری طرح الجھ گئی تھی۔ غصہ بھول گئی تھی۔ میری جو باتیں آف دی ریکارڈ تھیں انھوں نے اُسے شش و پنج میں ڈال دیا تھا۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتی تھی کہ یہ باتیں صرف اس کا فرہاد ہی بتا سکتا ہے۔

وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اور سوچتی ہوئی دروازے تک گئی پھر اس کا لاک ہٹا دیا۔ میں نے اُٹھ کر پوچھا "کیا ہوا؟ کیوں جا رہی ہو؟"

وہ ایک گہری سانس لے کر بولی "میں زندگی میں پہلی بار میدان چھوڑ رہی ہوں۔ تمھارے بارے میں جو الجھن ہے، اُسے دُور کرنے کے بعد ہی تمھارا سامنا کروں گی۔"

اس نے دروازہ کھولا۔ میں اُس کے پیچھے کمرے سے باہر آیا۔

رسونتی، پارس اور علی تیمور یہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ میں نے سونیا کو اپنی باتوں سے مطمئن کیا ہے یا نہیں؟ وہاں پولیس افسران بھی تھے۔ وہ میری طرف اشارہ کرتے ہوئے ایک افسر سے بولی "اس کاٹیج میں اس کی جو خفیہ فلم رپورٹ تیار کی گئی ہے وہ میں ابھی دیکھوں گی۔"

پارس اور علی تیمور نے سونیا کو دو طرف سے پکڑا پھر اُسے ایک طرف لے جا کر بولے "ممّا! آپ کا مزاج کچھ بدلا ہوا سا ہے۔ آپ اس کے ساتھ کمرے میں گئیں تو اس کی دشمن تھیں۔ اب دشمن نہیں لگ رہی ہیں۔"

"ہاں، میرے دل میں پہلی جیسی دشمنی نہیں ہے۔ مگر دوستی بھی نہیں ہے۔ اس شخص نے حیران کر دیا ہے۔ گزرے دنوں کی ایسی ایسی باتیں بتاتا ہے جن کا علم کسی ٹیلی پیتھی

جاننے والے کو بھی نہیں ہو سکتا۔"

علی تیمور نے کہا "یہ کوئی بھی ہو۔ اسے پولیس کی حراست میں رہنا چاہیے۔ اگر آزاد رہے گا اور میری ماں کے قریب آئے گا تو اس بار مقابلہ کرنے میں وقت ضائع نہیں کروں گا۔ اسے فوراً گولی مار دوں گا۔

پارس نے کہا "علی! اسے سلاخوں کے پیچھے قید کرو گے تو مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ ماما ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس سے رابطہ قائم کریں گی۔ یہ دونوں ٹیلی پیتھی کے ذریعے قید کو رہائی میں بدل دیں گے۔"

سونیا نے کہا "تم دونوں کو سمجھا رہی ہوں، اپنے دلوں سے جوش اور جذبات نکال کر حالات کو سمجھو۔ یہ شخص ننانوے فیصد خود کو فرہاد ثابت کر چکا ہے۔ یہ صرف ایک فیصد کھٹک رہا ہے۔"

علی تیمور نے کہا "کھٹکنے کی بات ہے۔ میں نے پاپا کو اپنے ہاتھوں سے قبر میں لٹایا تھا۔"

"میں بھی وہاں موجود تھی۔ اس کے باوجود یہ سوچنے اور سمجھنے کی گنجائش ہے کہ جس لاش کو ہم نے سپردِ خاک کیا وہ تمہارے پاپا کی ڈمی ہو سکتی ہے۔ شیخ الفارس مرحوم نے یہ اچھی طرح سمجھ لیا ہوگا کہ سپر ماسٹر اور ماسک مین بڑے زبردست حملے کرنے والے ہیں۔ وہ تمہارے بیمار پاپا کو بابا صاحب کے ادارے سے بھی نکال کر لے جا سکتے ہیں۔ جیسا کہ بعد میں وہ رسونتی اور جوجو کو لے گئے تھے۔ اگر شیخ مرحوم ساری دنیا کے اور تمہارے جیسے خون کے رشتوں کے سامنے بھی فرہاد کی موت کا ڈراما پلے نہ کرتے تو دشمن ان پر کاری ضرب لگاتے۔"

پارس نے پوچھا "ممّا! آپ اس پہلو سے اب گفتگو کر رہی ہیں۔ پہلے آپ نے ایسا کیوں نہیں سوچا تھا؟"

"اس لیے کہ شیخ مرحوم مجھ سے کوئی راز نہیں چھپاتے تھے۔ وہ تمہارے پاپا کو چور راستے سے کسی دوسری جگہ پہنچاتے تو مجھے اپنے منصوبے میں ضرور شریک کرتے۔"

"ہمیں بھی یہ پختہ یقین ہے کہ آپ سے کوئی بات چھپائی نہیں جاتی ہے۔ شیخ مرحوم نے ایسا کوئی ڈراما پلے نہیں کیا ہے۔"

"یہ بھی تو سوچو، انھوں نے کسی مصلحت کی بنا پر ایسا کیا ہو، اس شخص کا بیان ہے کہ شیخ مرحوم نے اسے دنیا سے ہٹا کر بلکہ دنیا سے مٹا کر صرف دین کے راستے پر لگانے کی کوشش کی تھی۔ یہ بات کچھ اہمیت رکھتی ہے۔"

"اوہ ماما! آپ اس کی باتوں سے قائل ہو رہی ہیں۔"

"نہیں بیٹے! میں آسانی سے قائل نہیں ہوں گی۔ ابھی اس کی مزید اسٹڈی کروں گی۔ اس سلسلے میں اس کی فلم رپورٹ اہم ہے۔"

وہ پارس اور علی تیمور سے ڈرائنگ روم کے ایک گوشے میں باتیں کر رہی تھی۔ دوسری طرف رسونتی نے میرے پاس آ کر پوچھا "کیا تم نے سونیا کو قائل کر لیا ہے؟"

"میرا خیال ہے، اُسے اپنی حمایت میں سوچنے اور غور کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ شیخ مرحوم نے میری موت کا یقین اس قدر پختہ کر دیا تھا کہ میرے اپنے بھی مجھے زندہ تسلیم نہیں کریں گے پھر بھی میں حوصلہ نہیں ہاروں گا... انھیں جلد ہی میری اصلیت کو تسلیم کرنا ہوگا۔"

"کوئی کرے یا نہ کرے، میں تمھیں دل و جان سے مانتی ہوں۔"

پھر اس نے بیٹے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "علی! اگر مجھے ماں کہتے ہو اور میری انسلٹ نہیں کرنا چاہتے ہو تو فرہاد کو گرفتار نہ ہونے دو۔ ورنہ میں بابا صاحب کے ادارے میں رہنے سے انکار کر دوں گی۔"

علی نے پریشان ہو کر کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا "ماما...!"

اس سے پہلے ہی میں نے سخت لہجے میں کہا۔ "رسونتی! ایسی دھمکی نہ دو۔ تم ہر حال میں وہاں رہو گی۔ وہاں تمھارا علاج جتنی توجہ سے ہو رہا ہے، اُس کے نتیجے میں جلد ہی تمھاری یادداشت واپس آ جائے گی۔"

"مجھے یادداشت کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تمھاری گرفتاری برداشت نہیں کروں گی۔"

سونیا نے کہا "رسونتی! اسے گرفتار نہیں کیا جائے گا۔ تم پارس اور علی کے ساتھ ادارے میں واپس جاؤ۔"

رسونتی نے مجھے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ میں نے کہا "جب سونیا کہہ رہی ہے تو مجھے گرفتار نہیں کیا جائے گا۔ تم دُور جا کر بھی اپنے اطمینان کے لیے ٹیلی پیتھی کے ذریعے میری خیریت معلوم کر سکتی ہو۔"

"اچھی بات ہے، تم کہتے ہو تو میں اپنے بیٹوں کے ساتھ چلی جاؤں گی۔ مگر جانے سے پہلے تنہائی میں کچھ باتیں کروں گی۔"

"نہیں رسونتی! ہمارے بیٹے غیرت مند ہیں۔ جب تک یہ مجھے باپ تسلیم نہیں کریں گے تب تک ہمارا تنہائی میں باتیں کرنا بھی مناسب نہیں ہے۔ اگر یہ طیش میں آئیں گے تو پھر بات بگڑ جائے گی۔ ہمیں بگاڑنا نہیں بنانا چاہیے۔"

پارس نے علی تیمور سے کہا "تم ماما کو ساتھ لے جاؤ۔ میں ماریہ سے ملنے اسپتال جا رہا ہوں۔"

وہ چلا گیا۔ رسونتی سر جھکا کر علی تیمور کے ساتھ باہر جاتے ہوئے سوچ کے ذریعے بولی "میں ہمیشہ تمھارے دماغ میں آتی جاتی رہوں گی۔ تم بھی آتے رہو گے نا؟"

میں نے سوچ کے ذریعے جواب دیا "محبت کا تقاضا تو یہی ہے کہ ہم خیال خوانی کے ذریعے ہمیشہ ملتے رہیں لیکن اس کا ایک نقصان وہ پہلو یہ ہے کہ تم میرے دماغ میں دیر تک رہو گی تو کوئی خیال خوانی جاننے والا دشمن چھپ کر ہماری باتیں سُنے گا۔ مجھے اپنے دماغ میں اس کی موجودگی کا علم نہیں ہوگا۔ اسی طرح میں تمھارے دماغ میں دیر تک رہوں گا تو تمھیں بھی پرائی سوچ کی لہروں کا احساس نہیں ہوگا۔"

"ہاں، یہ درست ہے۔ میں تھوڑی دیر کے لیے آیا کروں گی۔"

"اب تم آدھے گھنٹے بعد میری خیریت معلوم کرنا پھر چار یا چھ گھنٹے بعد آنا۔"

"اتنی دیر میں آنے کے لیے کہہ رہے ہو۔ کیا مجھ سے محبت نہیں ہے؟"

"میرے دماغ کی گہرائیوں میں اُتر کر میری محبت کا یقین کر سکتی ہو۔ میں دیر سے آنے کے لیے اس وجہ سے کہہ رہا ہوں کہ میری دوسری مصروفیات بھی ہیں۔ میں تمھارے اور اپنے بیٹوں کے دشمنوں پر نظر رکھنا چاہتا ہوں۔"

وہ قائل ہو گئی۔ اس سے رابطہ ختم ہو گیا۔ سونیا مجھے توجہ سے دیکھ رہی تھی۔ میں نے اُسے دیکھا تو وہ بولی۔ "رسونتی سے باتیں ہو رہی تھیں؟"

"ہاں میں اُسے سمجھا رہا تھا کہ دیوانگی نقصان پہنچاتی ہے۔ محبت میں نارمل رہنا چاہیے۔ اگر وہ خیال خوانی کے ذریعے مسلسل میرے دماغ میں رہے گی تو دشمن خیال خوانی کرنے والوں کو چھپ کر ہماری باتیں سننے کا موقع ملتا رہے گا۔"

"تم باتیں اچھی کرتے ہو اور ہمیشہ ہمارے حق میں بولتے ہو اور ہماری بھلائی کے لیے کچھ نہ کچھ کرتے رہتے ہو۔ کیا میں اُمید کروں کہ تم کم از کم دس بارہ گھنٹے اسی کاٹیج میں گزارو گے اور یہاں سے باہر نہیں نکلو گے؟"

"بارہ گھنٹے کیا؟ تم کہو گی تو بارہ برس یہاں سے نہیں ہلوں گا۔ لیکن کوئی ناگہانی مصیبت آئے گی اور وہ مصیبت مجھے باہر نکلنے پر مجبور کرے گی تو میں اپنے وعدے پر قائم نہیں رہ سکوں گا۔"

"مجبوری میں تم باہر جا سکتے ہو۔"

"تمھیں کیسے یقین دلاؤں گا کہ میں واقعی مجبور ہو گیا تھا؟ بہتر ہے مجھ پر پابندی عائد نہ کرو۔ اور یہ بتا دو کہ ہماری ملاقات اب کہاں ہوگی اور کب ہوگی؟ میں ٹھیک اُسی وقت وہاں پہنچ جاؤں گا۔"

"میں ایک گھنٹے بعد فون کروں گی۔"

وہ پولیس افسران کے ساتھ چلی گئی۔ میں کاٹیج میں تنہا رہ گیا۔ مجھے یقین تھا کہ وہ مجھے دل سے فرہاد تسلیم کر چکی ہے۔ صرف دماغ کو کسی ٹھوس ثبوت کے ذریعے قائل کرنا چاہتی ہے۔ اب وہ کیسے قائل کرے گی؟ یہ ایک گھنٹے بعد ہی معلوم ہو سکتا تھا۔

تنہائی میں وقت گزارنے کے لیے اور بہت سی، مصروفیات تھیں۔ مثلاً پاسکل بوبا کے دماغ میں جا کر اس کے متعلق بہت سی معلومات حاصل کر سکتا تھا۔ سونیا نے ایک بار کہا تھا۔ مجھے پاسکل بوبا کا رول ادا کرنے کے لیے ماسکو جانا چاہیے۔ اس مقصد کے لیے پاسکل کے بہت سے رازوں کا علم مجھے ہونا چاہیے تھا۔

میں سوسانہ پر تنویمی عمل کرنے کے بعد صرف ایک بار اس کے دماغ میں گیا تھا۔ آرمر اس کے پاس کئی بار جا چکا تھا۔ میں سوسانہ اور جبریل گرانٹ کے مزید واقعات بعد میں بیان کروں گا۔ اس سے پہلے پاسکل بوبا کی خبر لینا چاہیے۔ آیئے وہاں چلتے ہیں۔

وہ زیرِ زمین قید خانے میں تھا۔ اوپر فوجیوں کا سخت پہرا تھا لیکن ٹیلی پیتھی پہرے اور پابندیوں کی فولادی دیواریں توڑ کر نکل جاتی ہے جیسا کہ ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمن اُسی زیرِ زمین قید خانے سے فوجیوں کا پہرا توڑ کر میڈونا کو لے گئے تھے۔ وہ میڈونا جس نے مجھے جان سے مار ڈالنے کا اعزاز حاصل کیا تھا۔ وہ میرے ہاتھوں ماری گئی تھی۔ اسے اغوا کرنے والے ناکام ہو گئے تھے اور وہ ناکامی سپر ماسٹر کے حصّے میں آئی تھی۔

بہرحال میں پاسکل کے دماغ میں پہنچا۔ اتفاق سے صحیح وقت پر پہنچا۔ اس کے دماغ میں کوئی کہہ رہا تھا "پاسکل! یقین کرو، تمھارے ماسک مین اور ہمارے سپر ماسٹر کے درمیان ایک سمجھوتا ہو گیا ہے۔ ہم تمھیں اس قید سے نکال کر لے

جائیں گے۔ تم ہمارے ساتھ تعاون کرو۔"

پاسکل بوبانے پوچھا۔ "میں کیسے تعاون کرسکتا ہوں؟"

"تم راضی خوشی تنویمی عمل کے لیے تیار ہو جاؤ۔"

"اس سے کیا ہوگا؟"

"یہ ہوگا کہ میں تمھارے دماغ میں چھپ کر رہوں گا اگر سونیا تمھارے ماسک مین سے فراڈ کرے گی۔ تمھاری جگہ کسی ڈمی پاسکل کو ماسکو روانہ کرے گی تو میں اس کا فراڈ ظاہر کردوں گا۔"

"تم تنویمی عمل کے لیے مجھ سے اجازت کیوں حاصل کررہے ہو؟ میں ابھی بیمار ہوں۔ جس طرح میرے دماغ میں آگئے ہو اسی طرح تنویمی عمل بھی کرسکتے ہو۔"

"میں نے کوشش کی تھی۔ پچھلی رات تم سو رہے تھے۔ میں نے تمھارے خوابیدہ دماغ کی گہرائی میں اتر کر معلوم کیا ہے تمھارا دماغ پہلے ہی کسی کے عمل سے جکڑا ہوا ہے۔ ظاہر ہے ہمارے دشمنوں کے پاس ایک ہی خیال خوانی کرنے والا آرمر رہ گیا ہے اسی نے تمھارے دماغ میں گرہ لگائی ہے اسی لیے میں تمھیں خوابیدہ حالت میں اپنا معمول نہیں بنا سکا اگر تم ہوش و حواس میں رہ کر خود کو میرے حوالے کرنے پر راضی ہوجاؤ تو میں تنویمی عمل کرکے آرمر کے عمل کے اثرات کو ختم کردوں گا۔"

"میں اس عمل کے لیے خود کو تمھارے حوالے کرسکتا ہوں لیکن اس بات کا ثبوت کیا ہے کہ میرے ماسک مین نے تم لوگوں سے سمجھوتا کیا ہے؟"

"اس بات کا ثبوت تمھیں ماسکو پہنچ کر ملے گا۔"

"تم مجھے ٹریپ کرکے نیویارک پہنچا دوگے تو میں تمھارا کیا بگاڑ لوں گا؟"

"میں پہلے ہی سمجھتا تھا تم مجھ پر بھروسا نہیں کروگے۔ تم اپنی جگہ درست ہو لیکن میں تمھاری جگہ ہوتا تو دوسرے پہلو سے سوچتا کہ اس کال کوٹھری میں بے بسی کی زندگی گزارتے گزارتے مرجانے سے بہتر ہے کہ باہر نکلنے کا کوئی بھی سہارا قبول کیا جائے۔"

"بہت اچھا مشورہ دے رہے ہو۔ اگر دشمن میرے ہاتھ پاؤں باندھ کر یہاں سے رہائی دلائے تو میں رہا ہونے کے بعد اپنے ہاتھ پاؤں کھولنے اور اس مدد کرنے والے دشمن سے بھی نجات حاصل کرنے کا راستہ نکال لوں گا۔ لیکن ہاتھ پاؤں کے بجائے دماغ کو دشمن کی مٹھی میں دے دوں گا تو آسمان سے گر کر کھجور میں اٹک جاؤں گا۔"

"کیا تم اتنا نہیں سمجھ سکتے کہ میں دشمن ہوتا تو تمھارے دماغ میں زلزلے پیدا کرنا شروع کردیتا۔"

"جب میرا انکار اٹل ہوگا اور تمھاری ناکامی یقینی ہو جائے گی تو تم ضرور دماغی جھٹکے پہنچاؤ گے۔"

میں نے پاسکل کے دماغ میں بولنے والے کی آواز اور لہجے کو گرفت میں لے لیا۔ مجھے معلوم تھا کہ وہ خیال خوانی کرنے والا سانس روک لیتا ہوگا لیکن اتفاقیہ کامیابی ہوسکتی تھی۔ یہ سوچ کر میں نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر اس کے دماغ میں پہنچتے ہی ایک زبردست جھٹکا دیا۔ وہ چیخ مار کر اپنی جگہ سے الٹ گیا۔

میں نے اتفاقیہ کامیابی کے لیے کوشش کی تھی۔ پھر کامیابی اس لیے ہوئی کہ وہ خیال خوانی کرنے والا اپنے بیڈروم میں بیٹھا شراب پی رہا تھا۔ ظاہر ہے ایسی حالت میں سانس نہیں روک سکتا تھا اور نہ ہی یہ یقین کرسکتا تھا کہ آرمر جیسا شریف آدمی اسے کبھی دماغی اذیتوں میں مبتلا کرے گا۔

اس کا یہ اندازہ غلط نکلا۔ دماغ میں زلزلہ پیدا ہوتے ہی وہ تکلیف کی شدت سے چیختے ہوئے بولا۔ "نہیں نہیں میرے دماغ میں کوئی نہیں آسکتا۔ میں ابھی سانس روک کر بھگا دوں گا۔"

وہ اپنی تکلیف پر قابو پانے کے بعد ہی سانس روک سکتا تھا۔ میں نے دوسرا جھٹکا پہنچایا تو وہ فرش پر مچھلی کی طرح پھڑپھڑانے لگا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا تھا۔ اس کا سر اپنے ہی شانوں پر بھاری لگ رہا تھا۔ یہ زلزلے اس کے لیے ناقابلِ برداشت ہوگئے تھے۔ میں نے تیسری بار ہلکا سا جھٹکا پہنچایا تو وہ بے ہوش ہوگیا۔

میں نے پاسکل کے پاس آکر آرمر کے لہجے میں کہا۔ "میں تم دونوں کی باتیں سن رہا تھا۔ مجھے خوشی ہے کہ تم اس کے فریب میں نہیں آئے۔"

پاسکل نے کہا۔ "میں نے آخری بار اس کی چیخ سنی تھی۔"

"میں نے اسے دماغی جھٹکے پہنچا کر بے ہوش کردیا ہے۔ ابھی اس کے پاس جاکر اس کی اصلیت معلوم کروں گا۔"

"ظاہر ہے وہ سپر ماسٹر کا آدمی تھا۔"

"تم ابھی کسی کے نہیں ہو۔ میں ایک بات کا یقین دلاتا ہوں کہ تمھیں ایسے ہی دشمنوں سے محفوظ رکھنے کے لیے قید کیا ہے۔"

"کیا میں ہمیشہ قیدی رہوں گا؟"

"نہیں جلد ہی تمھیں ماسکو پہنچا دیا جائے گا۔"

مجھے رسونتی نے مخاطب کیا۔ میں فوراً ہی پاسکل کے دماغ سے نکل کر بولا۔ "تمھیں مخصوص کوڈ ورڈز ادا کرنے سے پہلے یہ معلوم کرنا چاہیے تھا کہ میں کہاں ہوں اور کیا کر رہا ہوں؟"

"ہاں۔ میں نے ابھی دیکھا ہے تم کسی کے دماغ میں تھے۔"

"وہ پاسکل بوبا تھا۔ اس نے ہمارے کوڈ ورڈز سن لیے ہیں۔ جب وہ خیال خوانی کے قابل ہوگا تو ان کوڈ ورڈز کے ذریعے ہمیں دھوکا دے گا۔ لہٰذا کوڈ تبدیل کیا جائے گا۔"

"مجھے افسوس ہے فرہاد! میری نادانی سے ایسا ہوا۔"

"یہ اچھا ہوا کہ تم نے آتے ہی فرہاد کہہ کر مخاطب نہیں کیا۔ میں اس سے آرمر بن کر باتیں کر رہا تھا۔ بہرحال تم میری خیریت معلوم کرنے آئی ہو۔ دیکھ لو میں خیریت سے ہوں۔ سونیا نے مجھے کاٹیج میں آزاد چھوڑ دیا ہے۔ ابھی میرے متعلق مزید معلومات حاصل کر رہی ہے۔"

"میری سمجھ میں نہیں آتا۔ بابا صاحب کے ادارے میں اور ہمارے دونوں بیٹوں کی نظروں میں سونیا کی اہمیت زیادہ کیوں ہے؟ آخر وہ کیا چیز ہے؟"

"میں اس کی ہسٹری بتاؤں گا تو صبح سے شام اور شام سے صبح ہوجائے گی۔ تم کچھ روز صبر کرلو۔ تمھاری یادداشت واپس آتے ہی اس کی اہمیت کے اسباب معلوم ہوجائیں گے۔"

"پچھلی زندگی یاد آنے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ میں نے تمھیں اپنا مان لیا ہے یہی کافی ہے۔"

"کیا بیٹوں کو پہچان کر نہیں اپناؤ گی؟"

"بیٹوں نے کون سا تمھیں اپنا لیا ہے؟ انھیں شرم آنی چاہیے آج انھوں نے تم پر ہاتھ اٹھایا ہے۔"

"صرف ہاتھ نہیں، لات بھی اٹھائی اور مجھے اٹھا کر کھڑکی سے باہر پھینک دیا۔ میں خوش نصیب ہوں کہ میرے بیٹے غیرت مند ہیں۔ اوہ! مجھے دیر ہو رہی ہے۔ اپنے ایک دشمن کے حالات معلوم کرنے جارہا ہوں۔ تم سے چھ گھنٹے بعد ملوں گا۔"

وہ خوش ہوکر بولی۔ "کہاں ملو گے؟"

"تمھارے دماغ میں۔"

وہ مایوس ہوگئی۔ میں سپر ماسٹر کے خیال خوانی کرنے والے کے دماغ میں پہنچا۔ وہ ہوش میں آگیا تھا۔ مگر اسی طرح فرش پر پڑا ہوا تھا۔ وہاں سے اٹھ کر بستر پر جانے کی سکت نہیں تھی۔ میں نے کہا۔ "ہیلو میں پھر آگیا ہوں۔"

وہ چونک گیا۔ خوف سے تھر تھر کانپتے ہوئے بولا۔ "نن۔ نہیں تم نہ آؤ۔ چلے جاؤ۔ تم نے مجھے آدھا مار ڈالا ہے۔ آرمر! تم تو کسی کو تکلیف نہیں پہنچاتے تھے، پھر مجھ سے کیسا دشمنی ہے؟"

"میں آرمر نہیں ہوں۔"

"آں؟ نہیں۔ جھوٹ نہ بولو۔ تم کبھی جھوٹ نہیں بولتے ہو۔"

"میں آرمر ہوتا تو سچ بولتا۔ چونکہ آرمر نہیں ہوں اس لیے سچ بول رہا ہوں۔ تمھارے یقین کرنے یا نہ کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔"

وہ بولا۔ "آج ہماری دنیا میں صرف سپر ماسٹر کے پاس خیال خوانی کرنے والے موجود ہیں۔ بابا صاحب کے ادارے میں صرف تم اور رسونتی ہو۔ رسونتی کے پاس ٹیلی پیتھی کا علم ہے مگر عقل نہیں ہے۔ جوجو بھی پتا نہیں کب دوبارہ خیال خوانی کے قابل ہوسکے گی۔ اس حساب سے صرف ایک آرمر رہ گیا ہے اور وہ تم ہو۔"

"اور ایک بار پھر تمھارے دماغ میں زلزلہ پیدا کروں گا تو یقین ہوجائے گا کہ آرمر اتنا ظالم نہیں ہے۔"

"نن۔ نہیں۔ ٹھہرو۔ اب میں دماغی جھٹکا برداشت نہیں کرسکوں گا۔ میں مر جاؤں گا۔ میں مانتا ہوں تم آرمر نہیں ہو مگر یہ تو بتاؤ کون ہو تم؟"

"میں ہوں تمھارا عامل۔ اپنا دماغ میرے حوالے کر دو، میں تمھیں اپنا معمول بناؤں گا۔"

"نہیں، فار گاڈ سیک، مجھ پر عمل نہ کرو۔ مجھے آزاد رہنے دو۔"

"ابھی تم پاسکل پر عمل کرنا چاہتے تھے۔ تمھیں اس کی آزادی کا خیال کیوں نہیں آیا تھا۔ تم ٹیلی پیتھی جاننے کے غرور میں یہ کیوں بھول گئے تھے کہ تمھیں بھی کوئی اپنا غلام بنا سکتا ہے۔"

میں نے اس کے اندر توانائی پیدا کرکے بستر تک اسے پہنچایا۔ وہ گڑگڑا رہا تھا کہ اس پر عمل نہ کیا جائے۔ میں نے اسے مزید دماغی کمزوری میں مبتلا کیا۔ پھر اس پر تنویمی عمل کرنے لگا۔ وہ جلد ہی ٹرانس میں آگیا۔ میرا معمول بن کر جواب دینے لگا۔ میں نے پوچھا۔ "تمھارا نام کیا ہے؟"

"جان ڈیگر۔"

"سپر ماسٹر کے پاس کتنے خیال خوانی کرنے والے ہیں؟"

"میں صرف اپنے ساتھی پرنس ڈیگر کو جانتا ہوں۔ وہ پرنس بھی پچھلے بیس گھنٹوں سے غائب ہے۔ سپر ماسٹر کے آدمی

اُسے تلاش کر رہے ہیں۔"

"تم سُپر ماسٹر کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی تعداد بتا نہیں سکتے، مگر یہ تو معلوم ہوگا کہ تم دونوں کے علاوہ بھی کچھ خیال خوانی کرنے والے ہیں۔"

"ہاں، مجھے اور پرنس ڈیگر کو شبہ ہے کہ سُپر ماسٹر ہم دونوں کو سونیا، پارس اور علی تیمور وغیرہ کا مقابلہ کرنے بھیجتا ہے اور باقی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو چھُپا کر رکھتا ہے یا اُن سے بھی اس طرح کام لیتا ہے کہ کام کے دوران انھیں دوسروں پر ظاہر نہیں ہونے دیتا۔"

میں آئندہ اس سے بہت کچھ معلوم کر سکتا تھا فی الحال اسے حکم دیا کہ وہ میری سوچ کی لہروں کو اپنے دماغ میں محسوس نہیں کرے گا۔ اور میرے معمول کی حیثیت سے ہر حکم کی تعمیل کرتا رہے گا۔ یہ باتیں نقش کرانے کے بعد میں نے اُسے تنویمی نیند پوری کرنے کے لیے چھوڑ دیا اور دماغی طور پر کاٹیج میں حاضر ہوگیا۔

تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ میں نے ریسیور اُٹھا کر پوچھا۔ "کون ہے؟"

سونیا کی آواز آئی۔ "میں ہوں، کاٹیج سے نہ جانا میں آرہی ہوں۔"

اس نے ریسیور رکھ دیا۔ میں بھی ریسیور رکھتے ہوئے اس پولیس افسر کے دماغ میں پہنچ گیا جو سونیا کے ساتھ یہاں سے گیا تھا۔ اس کی سوچ نے بتایا کہ سونیا کوئی دو گھنٹے تک میری فلم رپورٹ توجہ سے دیکھتی رہی۔ اب پتا نہیں اس نے دیکھنے کے بعد میرے متعلق مزید کیا رائے قائم کی تھی۔ اور مجھے یاد نہیں تھا کہ میں نے پچھلے دو دنوں میں کاٹیج کے اندر کیسی کیسی حرکتیں کی تھیں۔ ویسے یقین تھا جیسی بھی حرکتیں کی ہوں گی، وہ میری فطرت کے عین مطابق ہوں گی۔

آدمی جب گھر میں تنہا ہو اور اسے کوئی دیکھنے والا نہ ہو تو وہ دنیاوی پابندیوں سے آزاد ہوتا ہے۔ تنہائی میں اپنی دائمی فطرت اور مخصوص عادات کے مطابق کچھ نہ کچھ کرتا رہتا ہے۔ سونیا نے مجھے تنہائی میں مکمل فرہاد پایا ہوگا، اسی لیے وہ پھر مجھ سے ملنے آرہی تھی۔

میں کاٹیج کی کھڑکی کے پاس آکر کھڑا ہوگیا۔ کچھ فاصلے پر ایک خوب صورت سی جھیل تھی۔ اس کے کنارے دُور تک نت نئے ڈیزائن کے کاٹیج بنے ہوئے تھے۔ دولت مند افراد اپنے بیوی بچوں یا محبوباؤں کے ساتھ وہاں تفریح کرتے ہوئے نظر آرہے تھے۔ میں نے اپنے کاٹیج کے آگے پیچھے دوسری کھڑکیوں سے جھانک کر دیکھا۔ میری نگرانی کے لیے کوئی پولیس والا نظر نہیں آرہا تھا۔ سادہ لباس میں جاسوس ہو سکتے تھے۔

کاٹیج کے سامنے سونیا کی کار آکر رُکی۔ اگلا دروازہ کھُلا۔ وہ کار سے باہر آئی۔ میں کھڑکی کے پاس سے ہٹ گیا۔ چھُپ کر دیکھنے لگا۔ وہ سوچتی ہوئی نظروں سے کاٹیج کو دیکھتی ہوئی آہستہ آہستہ آرہی تھی جیسے ایک ایسے مُردے کا سامنا کرنے آرہی ہو جو مُردہ ہونے کے بعد اپنی زندگی کا ثبوت دے رہا ہو۔

وہ اندر آئی۔ مجھے دیکھ کر دروازے پر رُک گئی۔ اس کی نگاہوں میں اپنائیت بھی تھی اور اجنبیت بھی۔ وہ گہری سنجیدگی سے بولی۔ "آج تک کسی نے مجھے ایسے نہیں اُلجھایا تھا جیسے آج تم اُلجھا رہے ہو۔"

"سونیا! تم صرف تم ہی ایک ایسی ہو جو اس سیدھی سی اُلجھن کو سُلجھا سکتی ہو۔ اگرچہ اُلجھن سیدھی نہیں ہوتی۔ مگر میرا یقین کہتا ہے کہ تم مجھے فرہاد تسلیم کر چکی ہو۔"

"نہیں...." اس کی 'نہیں' دُور تک گونجتی چلی گئی۔ وہ ایک 'نہیں'، میرے دماغ میں پتھر کی طرح آکر لگی۔

میں نے گرج کر کہا۔ "یونان سنس! صبر کی ایک انتہا ہوتی ہے۔ تمہارے پاس عقل نام کی کوئی چیز نہیں ہے اور ساری دنیا میں تمہاری ذہانت اور مکاریوں کا ڈنکا بجتا ہے۔ مگر تم کچھ نہیں ہو، زیرو ہو۔ دُور ہو جاؤ میری نظروں سے...."

"میں تمھاری اجازت سے نہیں آئی ہوں اور نہ تمھارے حکم سے جاؤں گی۔ تمھارے کہنے کے مطابق دنیا میں میرے نام کا ڈنکا بجتا ہے تو پھر اپنا کام دکھا کر جاؤں گی۔"

"یعنی اب بھی آزمائش باقی رہ گئی ہے؟"

"ہاں! ایک آخری آزمائش۔"

"میں تیار ہوں، امتحان لو۔"

"یہاں نہیں۔ بیڈ روم میں چلو۔"

میں اس کے آگے چلتا ہوا خواب گاہ میں آیا۔ اس نے میرے پیچھے کمرے میں قدم رکھا پھر دروازے کو بند کرتے ہوئے بولی۔ "کپڑے اُتار دو۔"

میں نے اسے چونک کر دیکھا پھر پوچھا۔ "کیا اُتار دوں؟"

"جو کہہ رہی ہوں، وہ کرو۔"

میں نے پہلے قمیص اُتار دی پھر بنیان۔ اس کے بعد پتلون کے بیلٹ کو کھولتے ہوئے کہا۔ "سوچ لو، مجھ پر اخلاقی ذمّے داری عائد نہیں ہوگی۔"

"بکواس مت کرو، تمھارے بدن پر صرف نیکر رہے گی۔"

میں نے پتلون اُتارتے ہوئے کہا۔ "سمجھ گیا، تم زخموں کے وہ نشانات دیکھنا چاہتی ہو جو وقتاً فوقتاً میرے بدن پر تمغوں کی طرح سجتے رہے ہیں۔ مگر تم بھول رہی ہو۔ ہم اکثر پلاسٹک سرجری کے ذریعے ایسے نشانات چھپایا کرتے تھے تاکہ دشمن اپنے دیے ہوئے زخموں سے ہمیں پہچان نہ سکیں۔"

"زیادہ نہ بولو۔ مجھے پتا ہے۔ چلو! اسکیپنگ کرو۔"

"کیا؟" میں نے حیرانی سے پوچھا۔

"کیا اسکیپنگ نہیں سمجھتے۔ پنجوں کے بل اُچھلنا شروع کرو۔"

"کیا مجھے اُچھال اُچھال کر فرہاد ثابت کرو گی؟"

وہ خاموش رہی۔ میں پنجوں کے بل اُچھلنے لگا۔ دو منٹ کے بعد پوچھا۔ "یہ ورزش کب تک جاری رہے گی؟"

"جب تک پسینہ نہیں نکلے گا۔"

میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "اچھا" پھر ایک دم سے چونک گیا۔ وہ ایسی حرکت کیوں کر رہی ہے یہ بات سمجھ میں آگئی۔ بہت عرصہ پہلے اس میں کُتوں کی طرح سونگھنے کی عادت تھی۔ وہ ایک بار کسی کی بُو پالینے کے بعد دنیا کے آخری سرے تک اس کا پیچھا کرتی تھی۔ چھُپنے والا لاکھ چھُپنے کی کوشش کرے، وہ اس کی بُو سونگھتی ہوئی اس کی شہ رگ تک پہنچ جاتی تھی۔

اُن دنوں ٹیلی پیتھی جاننے والا ماسٹر لُوشے مجھے قتل کرنے امریکا سے پاکستان آیا تھا۔ مجھے تلاش کرنے کے لیے سونیا کو ساتھ لایا تھا۔ سونیا، پہلے مادام کُتیا کہلاتی تھی۔ ماسٹر لُوشے کو میرے بدن سے اتارے ہوئے کپڑے مل گئے تھے۔ اس نے وہ کپڑے سونیا کو سُنگھائے تھے، اس کے بعد وہ میری جان کے پیچھے پڑ گئی تھی۔ میں چھُپنے کے لیے شہر کے جس گوشے میں جاتا تھا، وہ وہاں پہنچ جاتی تھی اور مجھ پر قاتلانہ حملے کرتی تھی۔

میں نے رفتہ رفتہ اُسے کُتیا سے انسان اور اپنا دوست بنایا تھا۔ وہ انسان تو بن گئی تھی مگر سُونگھنے والی عادت برقرار تھی۔ بابا فرید واسطی مرحوم نے اپنے روحانی عمل سے اس کی یہ حیوانی خاصیت ختم کر دی تھی۔ اگر اب بھی اس میں یہ خاصیت ہوتی تو مجھے اپنی شناخت کرانے کے لیے اتنی ٹھوکریں نہ کھانی پڑتیں۔ اُدھر میری ڈمی قبر میں جاتی اِدھر سونیا سمجھ لیتی کہ وہ ڈمی ہے۔ اصل فرہاد زندہ ہے کیوں کہ زندہ انسان کی ہی بُو پائی جاتی ہے۔

اس کی یہ سونگھنے والی خاصیت بالکل ختم نہیں ہوئی تھی۔ ہر انسان قریب سے کسی کے بھی پسینے کی بُو سونگھ سکتا ہے اور یہ حقیقت تسلیم شدہ ہے کہ ہر شخص کے جسم کی بُو دوسرے سے مختلف ہوتی ہے۔ میرے بدن کا پسینہ بھی دوسروں سے مختلف تھا جسے میری تنہائی کی ساتھی لاکھوں میں پہچان سکتی تھی۔

میں پسینے پسینے ہوگیا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی میرے قریب آئی۔ ناک اُٹھا کر سونگھنے کی ضرورت نہیں تھی۔ بند کمرے میں دھاروں بہتا ہوا پسینہ پرانی یادوں کی مہک لا رہا تھا۔ اُس نے میرے شانوں پر ہاتھ رکھے۔ اچانک ہی اُس کی آنکھیں بھیگنے لگیں۔ وہ رو رہی تھی۔ سونیا رو رہی تھی۔ وہ سونیا جسے زندگی کے بدترین حالات اور موت کے ظالم حملے نہ رُلا سکے، وہ روتے روتے مجھ سے لپٹ گئی۔

میرے دماغ سے لاکھوں من کا بوجھ اُتر گیا۔ میں پہچان لیا گیا تھا۔ سونیا نے مجھے تسلیم کر لیا تھا اب ساری دنیا تسلیم کرنے والی تھی۔ میں اُسے دونوں بازوؤں میں چھپا کر ڈھیر ساری محبتیں دینے لگا۔ وہ کہہ رہی تھی۔ "آہ تمھاری موت کے یقین نے میرے اندر آنسو بھر دیے تھے۔ میں اوپر سے نہیں روئی۔ پتھر بن کر تمھاری جدائی کا صدمہ سہتی رہی مگر آج رسونتی اور دونوں بیٹوں کو یہاں سے ٹال دیا۔ میں جانتی تھی، مجھے تمھاری بُو ملے گی تو میں آنسو ضبط نہیں کر سکوں گی اور تنہائی میں پھوٹ پھوٹ کر روتی رہوں گی۔"

وہ رو رہی تھی، میں آنسو پونچھ رہا تھا۔ وہ پچھلے صدمات کے آنسو تھے جنھیں وہ کسی کو دکھا نہیں سکتی تھی اور آج مجھے دکھا رہی تھی۔ موت ایک بار نگل لے تو پھر زندگی کو واپس نہیں اُگلتی۔ میں موت کے ظالم جبڑوں سے نکل کر اُسے آغوش میں سمیٹ لینے کے لیے آیا تھا۔ اس لیے آنکھوں سے بہنے والے وہ آنسو اس کی مسرّتوں کا بھی اظہار تھے۔

وہ تھوڑی دیر تک میرے پیار میں گم رہی پھر تڑپ کر بازوؤں کے حصار سے نکل گئی۔ میں نے سمجھا، وہ دم بھر کے لیے گئی ہے پھر آجائے گی لیکن وہ چند لمحوں تک سانسوں پر قابو پاتی رہی۔ اپنے حواس درست کرتی رہی۔ میں نے ہاتھ بڑھایا تو وہ پیچھے ہٹ گئی۔ میں نے پوچھا۔ "میرے پاس نہیں آؤ گی؟"

وہ مُنہ پھیر کر کھڑکی کے پاس گئی۔ پھر دھڑکتے ہوئے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔ "تم جانتے ہو، جس دن بابا فرید واسطی

مرحوم نے مجھے بیٹی بنایا تھا' اسی دن میں نے اپنی تمام نفسانی خواہشات کو مار ڈالا تھا. تقریباً بیس برس گزر گئے' میرے اور تمہارے درمیان کبھی کوئی جسمانی تعلق نہیں رہا. میں ایک اللہ والے بزرگ کی پاکیزہ بیٹی بن کر زندگی گزار رہی ہوں۔ مجھے کتنے ہی بندگانِ دین نے دعائیں دی ہیں. پلیز لباس پہن لو۔"

میں نے سوچا اُسے اپنی طرف مائل کروں. اس میں کوئی شبہ نہیں تھا کہ پاکیزہ زندگی گزارنے کے باعث اس کے چہرے پر عجیب سا نور آ گیا تھا اور شخصیت ایسی پرکشش ہو گئی تھی کہ اسے دیکھو تو دیکھتے ہی رہنے کو جی چاہتا تھا. اور آج اُسے پکڑ لینے کے بعد چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا تھا. میں نے پوچھا "اس کا مطلب ہے اب تم میری نہیں رہیں؟"

"تمہاری ہوں' صرف تمہاری ہوں. میری محبت تمہارے لیے ہے' میری مامتا تمہارے بچوں کے لیے ہے. میرا جینا مرنا صرف تمہارے نام سے ہے۔"

وہ تیزی سے چلتی ہوئی دروازے تک آئی پھر اُسے کھول کر ڈرائنگ روم میں چلی گئی. میں لباس پہننے لگا. ڈرائنگ روم سے اُس کی آواز آ رہی تھی. وہ کہہ رہی تھی "ہیلو ہیلو پارس! میں تمہاری مما ہوں. ہاں. ہاں بیٹے! بولو۔"

وہ تھوڑی دیر خاموش رہی پھر بولی "ہاں میں وہ فلم رپورٹ دیکھ کر اسی کاٹیج میں آئی ہوں. تمہارے پاپا کے پاس ہوں. مجھے ٹھوس ثبوت مل گیا ہے یہ تمہارے پاپا ہیں۔"

وہ انسانی جسم کی مہک کے متعلق اُسے بتانے لگی۔ چوں کہ ایک شخص کی جسمانی بُو دوسرے سے مختلف ہوتی ہے اور میری مخصوص بُو کو وہ خوب پہچانتی ہے اس لیے یہی سب سے ٹھوس ثبوت ہے. اس نے پارس کے بعد علی تیمور کو بھی فون پر یہی بتایا. میں اس کے سامنے صوفے پر آ کر بیٹھ گیا. اس نے کہا "ٹھیک ہے علی! تم ضرور پاپا سے ملنے آؤ لیکن تمہارے اور پارس کے علاوہ کسی کو فرہاد کی حیات نو کا علم نہیں ہونا چاہیے. او کے. گڈ بائی۔"

اس نے ریسیور رکھ دیا. میں نے پوچھا "تم چاہتی ہو میں منظرِ عام پر نہ آؤں؟ مُردہ ہی سمجھا جاؤں؟"

"کیا تمہیں اعتراض ہے؟"

"میرے اپنے مجھے تسلیم کر رہے ہیں. اس کے بعد دنیا مجھے جنتی یا جہنمی سمجھے' مجھے پروا نہیں ہے۔"

"ماسک مین نے ماریہ کو واپس بھیج دیا ہے اور پاسکل بُوبا کا مطالبہ کر رہا ہے. کیا تم پاسکل کی جگہ جاؤ گے؟"

"میں تھوڑی دیر پہلے پاسکل کے دماغ میں موجود تھا. جان ڈیگر اسے سمجھا نا کر اس پر تنویمی عمل کرنا چاہتا تھا تاکہ اس کے دماغ میں چھپ کر معلوم کرتا رہے کہ واقعی پاسکل کو ماسک مین کے پاس بھیجا جا رہا ہے یا نہیں؟"

"ہاں سپر ماسٹر یہ کہہ کر ماسک مین کو بھڑکائے گا کہ اس کے پاس اصل خیال خوانی کرنے والا پاسکل بُوبا نہیں پہنچایا گیا ہے۔"

"میں نے جان ڈیگر کو بڑی آسانی سے ٹریپ کیا ہے' اسے اپنا مطیع اور فرمانبردار بنا لیا ہے۔"

میں نے اُسے بتایا کہ جان ڈیگر شراب نوشی کے باعث میری مُٹھی میں آ گیا ہے. وہ خوش ہو کر بولی "تم نے رسونتی اور علی تیمور کو سپر ماسٹر کے فوجیوں سے نجات دلا کر سرحد پار کرایا' مجھے یہودی تنظیم کے حملہ آوروں سے بچایا' سوسانہ کو کینی پال کی خیال خوانی سے نجات دلائی اور جان ڈیگر جیسے خیال خوانی کرنے والے کو اپنا معمول بنا لیا ہے. اتنے کارنامے انجام دینے کے بعد بھی کوئی تمہیں فرہاد تسلیم نہ کرتا۔"

یہ کہہ کر وہ ہنسنے لگی. میں نے پوچھا "تمہیں میری مخصوص بُو پا لینے کا پہلے خیال کیوں نہیں آیا؟"

"خیال سے. آیا آیا نہیں آیا تو پھر نہیں آیا' بیس برس سے کبھی کسی کی بُو سونگھ کر اس کا تعاقب کرنے کا خیال نہیں آیا. پھر تمہارے لیے کیسے سوچ لیتی؟ تمہاری فلم رپورٹ دیکھتے ہوئے میں نے سوچا تمہاری ایک ایک حرکت فرہاد جیسی ہے. تمہارے اندر جو فرہاد چھپا ہوا ہے اُسے کاش میں سونگھ کر معلوم کر لیتی. تب یاد آیا کہ میں قریب سے تمہارے پسینے کی مہک کو لاکھوں میں پہچان سکتی ہوں۔"

"سونیا! کیا ہم تمام زندگی ندی کے دو کنارے بن کر رہیں گے؟"

"ہم موضوع سے بہک رہے ہیں پاسکل کا کیا کریں؟"

"اُسے ماسکو بھیج دو. اس کا دماغ آرمر کی مُٹھی میں رہتا ہے۔"

"آرمر اُسے برابر کنٹرول میں نہیں رکھ سکے گا. بہتر ہے' آج کسی وقت تم آرمر کے ساتھ اس کے دماغ میں جاؤ اور جان ڈیگر کی طرح اسے بھی اپنا مطیع اور فرمانبردار بنا لو۔"

ہم پلاننگ کرنے لگے کہ کس طرح ماسکو میں پاسکل بُوبا کو کمزور بنا کر رکھیں گے اور میں اس کے دماغ میں رہ کر توجہ کی نگرانی کرتا رہوں گا. سونیا نے ٹیلیفون کے ذریعے بابا صاحب کے ادارے میں ایک بزرگ سے رابطہ قائم کیا جو شیخ الفارس کی

وفات کے بعد اُن کے قائم مقام تھے اور اُن کے ذوالنقش رہے تھے. اُن کا اسم گرامی علی اسد اللہ تبریزی تھا. سونیا نے کہا "جناب میں سونیا بول رہی ہوں. پاسکل بُوبا کو بارہ گھنٹے کے اندر ماسک مین کے حوالے کرنا چاہتی ہوں۔"

جناب علی تبریزی نے فرمایا "اچھی بات ہے. میں ماسک مین اور فرانس کے اعلیٰ حکام سے رابطہ قائم کر رہا ہوں۔"

سونیا نے ریسیور رکھ دیا. ایک گھنٹے بعد پارس اور علی تیمور آ گئے. مجھ پر نظر پڑتے ہی وہ دروازے پر رک گئے تھے. علی تیمور نے ندامت سے سر جھکا لیا تھا. پارس ڈھٹائی سے مسکرا کر میری طرف بڑھتے ہوئے بولا "یہ علی آپ کا سامنا کرتے ہوئے ندامت محسوس کر رہا ہے. میں نے اسے سمجھایا ہے بھئی' ندامت کیسی؟ آخر ہمارے پاپا ہیں. ہم نے نادانستگی میں گستاخی کی تھی' پاپا ہمیں معاف کر دیں گے. کیوں پاپا!"

میں نے اس کے کان کو پکڑ کر زور سے مروڑا جواب فولاد ہو چکے تھے. بھلا کان مروڑنے کا اثر اس پر کیا ہوتا. میں اُسے کان سے کھینچتا ہوا علی کے پاس آیا. پھر اس کا ایک کان مروڑتے ہوئے بولا "محبت سے بھی سزا دی جاتی ہے' وہ میں نے دے دی. آؤ اب گلے لگ جاؤ۔"

وہ دونوں مجھ سے لپٹ گئے. مجھے ادھر اُدھر سے جی بھر کے چومنے لگے. میں نہال ہو رہا تھا. خوشی سے بے حال ہو رہا تھا. صحیح معنوں میں آج مجھے نئی زندگی مل رہی تھی۔

کینی پال نے پریشان ہو کر سپر ماسٹر سے رابطہ قائم کیا پھر کہا "جناب! گڑبڑ ہو گئی ہے. میں نے سوسانہ پر جو تنویمی عمل کیا تھا' وہ زائل ہو چکا ہے۔"

وہ ذرا چپ ہوا سپر ماسٹر نے پوچھا "خاموش کیوں ہو گئے. بات کو مکمل کیا کرو۔"

"میں ابھی اُس کے دماغ میں گیا تھا. اس نے محسوس کر لیا. غصے میں بولی کون ہے؟ جواب دو؟ میں بھلا کیا کہتا. اس نے سانس روک لی. میں اس کے دماغ سے نکل گیا۔"

"تمہیں معلوم ہونا چاہیے تھا کہ تنویمی عمل کا اثر کب تک رہتا ہے۔"

"میرے پاس حساب تھا. میرے عمل کا اثر ختم نہیں ہوا تھا البتہ کم ہو رہا تھا. بس اسی دوران آرمر اسے اپنی معمولہ بنانے میں کامیاب ہو گیا۔"

... نے موقع سے فائدہ اٹھایا. تم نے کیوں نہیں اٹھایا؟"

"میں اپنے حساب کے مطابق بارہ گھنٹے بعد سوسانہ پر دوبارہ عمل کرنے والا تھا. مجھے کیا پتا تھا کہ وہ مجھ سے پہلے ایسا کر جائے گا۔"

"آرمر ایسا چالباز نہیں ہے. اس کے پیچھے سونیا اور پارس ہیں. سونیا نے آرمر کی ٹیلی پیتھی سے فائدہ اٹھا کر پاسکل بُوبا کو ماسکو سے اغوا کیا اور ماریہ کو واپس حاصل کر لیا. اب سوسانہ کے دماغ سے تمہیں نکال دیا ہے. اگر ہم نے ڈھیل دی تو وہ میرے دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے کو جبرئیل گرانٹ کے دماغ سے نکال دے گی۔"

"جناب! آرمر نہ ہو تو سونیا ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔"

"میں یہی تم سے کہنے والا تھا. آرمر کو ہمیشہ کے لیے راستے سے ہٹانا ہو گا۔"

"او ہو جناب! ہم رسونتی کو نظر انداز کر رہے ہیں. وہ خیال خوانی کرنے کے لیے پھر اپنوں میں پہنچ گئی ہے۔"

"اب رسونتی کو اغوا نہیں کیا جائے گا. ہم نے بہت نقصان اٹھایا ہے. میں ایک ایسی چال چلوں گا کہ وہ زندہ رہے گی مگر ٹیلی پیتھی کے ذریعے اپنوں کے کام نہیں آ سکے گی۔"

"میرے لیے کیا حکم ہے؟"

"آرام کرو. ضرورت ہوگی تو بُلا لوں گا۔"

اس نے رابطہ ختم کر دیا. سپر ماسٹر نے نائب سے کہا "مارٹن رسل سے کہو فوراً رابطہ کرے۔"

نائب نے حکم کی تعمیل کی. مارٹن رسل نے رابطہ قائم کیا. سپر ماسٹر نے پوچھا "کیا تم جبرئیل گرانٹ کے دماغ میں چھپ کر رہتے ہو؟"

"جی ہاں اور وہ مجھے محسوس نہیں کرتا ہے۔"

"تمہارے تنویمی عمل کا اثر کب تک رہے گا؟"

"میرے حساب سے دو دن کے بعد اس پر دوبارہ عمل کرنا ہو گا۔"

"ہمارا ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا سوسانہ کے دماغ میں رہتا تھا. اس کا حساب غلط ہو گیا جس کے نتیجے میں آرمر نے اس روبوٹ لڑکی کے دماغ پر قبضہ جما لیا ہے۔"

"مجھ سے ایسی غلطی نہیں ہو گی۔"

"تم لوگ اثر زائل ہونے سے پہلے تنویمی عمل کیوں نہیں کرتے ہو' ایسا کرنے میں کیا قباحت ہے؟"

"ہر کام اپنے مخصوص اصولوں کے مطابق ہوتا ہے' پہلے عمل کی میعاد پوری ہونے سے قبل دوبارہ عمل کرکے اپنے معمول کے دماغ پر بوجھ نہیں ڈالنا چاہیے۔"

"دشمنوں نے بوجھ ڈالا اور اپنا کام کر گئے۔ مارٹن رسل! آیندہ یہ کبھی نہ سوچو کہ اصول کیا ہیں۔ محبت اور جنگ میں بے اصولی اور بے قاعدگی ہی کام آتی ہے۔ جاؤ اور جبریل گرانٹ کے دماغ میں محتاط رہو۔ اُسے سوسانہ کے مشوروں پر عمل نہ کرنے دو۔ کیوں کہ وہ روبوٹ لڑکی اب آرمر کی مدد سے سونیا اور پارس کی پلاننگ پر عمل کرتی رہے گی۔"

"جناب! جبریل گرانٹ کو میڈونا کے لیے پیرس بھیجا گیا تھا۔ اب وہ نہیں رہی۔ کیا پاسکل توبا کو اغوا کرنے کا ارادہ ہے؟"

"اگر پاسکل ہاتھ آجائے تو ہم ہاری ہوئی بازی جیت لیں گے۔ رسونتی ہاتھ سے نکل گئی۔ یہ دوسرا ٹیلی پیتھی جاننے والا ہاتھ آجائے گا۔"

"لیکن اب جبریل گرانٹ کا پیرس جانا مناسب نہیں ہے۔ یہ سب ہی جان گئے ہیں کہ وہ ہمارا آلۂ کار ہے۔"

"یہ اچھا ہے کہ سب جان گئے ہیں۔ وہ پیرس پہنچے گا تو سونیا اور پارس وغیرہ اس پر توجہ نہیں دیں گے۔ کیوں کہ میڈونا تو مر چکی ہے اور مجھے پتا چل گیا ہے کہ وہ آج کسی وقت پاسکل کو ماسکو بھیجنے والے ہیں۔ ہمارے دشمن یہ سمجھیں گے کہ جبریل گرانٹ پیرس آیا ہے اور ناکام ہو کر چلا جائے گا۔ بے شک وہ سوسانہ کے ساتھ وہاں ناکام پھرتا رہے گا اور ہمارا دوسرا آلۂ کار ماریہ کو وہاں سے لے آئے گا۔"

"ہاں۔ یہ ہوگی شطرنج کی چال۔ دشمنوں کو ایک طرف الجھا کر دوسری طرف سے ایک مہرے کو اُٹھا لیا جائے گا۔"

"تم جبریل کے پاس جاؤ اور اسے پیرس جانے پر آمادہ کرو۔"

مارٹن رسل نے سپر ماسٹر سے رابطہ ختم کیا پھر جبریل کے پاس پہنچ گیا۔ تنویمی عمل کے مطابق جبریل اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرتا تھا۔ اور مارٹن رسل اسے یہ یقین دلاتا تھا کہ وہ اس کے دماغ میں چھپ کر نہیں رہتا ہے۔ اس کے لیے وہ دوسرے لہجے میں اس کے اندر آکر مخاطب کرتا تھا اور جبریل خوش فہمی میں مبتلا رہ کر سوسانہ سے کہا کرتا تھا۔ "ہمارے دماغوں میں کوئی چھپ کر نہیں رہتا ہے۔ ہم سپر ماسٹر کے وفادار ہیں، وہ ہمیں کبھی دھوکا نہیں دے گا۔"

جب مارٹن رسل چپکے سے اس کے دماغ میں پہنچا تو سوسانہ اس سے جھگڑا کر رہی تھی۔ "تم تو کہتے تھے ہمارے دماغ میں کوئی نہیں آتا۔ پھر ابھی کون آیا تھا؟ میں نے اسے محسوس کر لیا تھا۔ جب میں نے پوچھا کہ کون ہے تو وہ، بھاگ گیا۔"

جبریل گرانٹ نے کہا۔ "میری جان! تم خواہ مخواہ سپر ماسٹر کو ہمارا دشمن سمجھنے لگی ہو۔ یہ سب پارس کی بدمعاشی ہے۔ وہ اِدھر تمھیں بہکاتا ہے اور اُدھر اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے آرمر کو تمھارے دماغ میں بھیجتا ہے۔"

"آرمر ایک شریف آدمی ہے، یہ ساری دنیا جانتی ہے۔ وہ کسی عورت کے دماغ میں اس کی اجازت کے بغیر نہیں جاتا۔"

"تو پھر وہ رسونتی ہوگی۔"

"یہ کون ہے؟"

"پارس کی ماں ہے۔"

"جبریل! تم سپر ماسٹر کو الزام سے بچانے کے لیے پارس کی ماں کو ٹیلی پیتھی جاننے والی کہہ رہے ہو۔"

"یہ سچ ہے، تم پارس سے پوچھو۔ وہ جھوٹ بولے گا تو آرمر ضرور تمھیں سچ بتلائے گا۔"

"پارس میرا سچا اور مخلص دوست ہے۔ اگر اس کی ماں ٹیلی پیتھی جانتی ہے تو وہ میری دشمن نہیں ہوگی۔ وہ میرے دماغ میں آکر کبھی نہ بھاگتی۔ بڑے فخر سے کہتی کہ وہ پارس کی ماں ہے۔"

"پارس تمھیں اُلو بنا رہا ہے۔"

"سپر ماسٹر تمھیں گدھا بنا رہا ہے۔"

مارٹن رسل نے جبریل کی سوچ میں کہا۔ "مجھے بات نہیں بڑھانی چاہیے۔ اسے پیرس چلنے کے لیے کہنا چاہیے۔"

جبریل نے اس سوچ کے مطابق کہا۔ "جھگڑا ختم کرو اور اپنا سامان پیک کرو، ہم پیرس جائیں گے۔"

"تمھیں پھر وہ میڈونا یاد آرہی ہے۔"

"بالکل نہیں۔ میں تمھاری قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ مر چکی ہے۔"

"تمھیں ہوٹل میں بیٹھے بیٹھے اس کی موت کی خبر کیسے مل گئی؟"

"یہ کیوں بھولتی ہو کہ سپر ماسٹر کے ذرائع بہت وسیع ہیں۔ مجھے ایک ایک پل کی خبر ملتی ہے۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تمھارے پارس کا کوئی سگا پیرس میں مر گیا ہے۔ وہ اس ہوٹل میں نہیں ہے۔ یہاں سے جا چکا ہے۔"

وہ جلدی سے اٹھ کر بولی۔ "کیا پارس چلا گیا ہے؟ نہیں وہ مجھ سے ملاقات کیے بغیر جا نہیں سکتا۔"

"کاؤنٹر پر فون کرکے پوچھ لو۔ تمھاری خوش فہمی کو ٹھیس پہنچے گی۔"

اس نے ریسیور اُٹھا کر کاؤنٹر مین سے رابطہ قائم کیا۔ اس سے پوچھا۔ "کیا مسٹر پارس ہوٹل چھوڑ گئے ہیں؟" دوسری طرف سے۔ پوچھا گیا۔ "کیا آپ مس سوسانہ ہیں؟"

"ہاں میری بات کا جواب دو۔"

"جی ہاں وہ اچانک گئے ہیں۔ آپ سے ملنا چاہتے تھے لیکن آپ سو رہی تھیں۔ آپ کے نام ایک خط ہے۔ مجھے یہ خط کس کمرے میں بھیجنا چاہیے؟"

سوسانہ نے کمرا نمبر بتایا پھر ریسیور رکھ کر کہا۔ "وہ بڑی عجلت میں گیا ہے۔ لیکن میرے نام خط چھوڑ گیا ہے۔"

"لیکن جانے سے پہلے تم سے ملنا ضروری نہیں سمجھا۔"

"مجھے طیش نہ دلاؤ۔ تم نے ہی کہا ہے کہ اس کا کوئی سگا مر گیا ہے۔ ایسی پریشانی میں بھی مجھ سے ملنے آیا تھا۔ مگر میں سو رہی تھی۔"

کال بیل کی آواز سنائی دی۔ جبریل نے اُٹھ کر دروازہ کھولا۔ ہوٹل کا ملازم ایک خوب صورت سی ٹرے پر ایک لفافہ رکھ کر لایا تھا۔ جبریل نے لفافہ لے کر اُسے ٹِپ دی۔ پھر دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔ "معلوم ہوتا ہے' یہ نوجوان تم پر بُری طرح عاشق ہو گیا ہے۔ لو پڑھو۔"

اس نے لفافہ لے کر اسے کھولا۔ اس میں سے تہ کیا ہوا کاغذ نکالا پھر اُسے کھول کر پڑھنا شروع کیا۔ "سوسانہ! میں بہت مجبور ہو کر تم سے ملاقات کیے بغیر جا رہا ہوں۔ تم اس وقت سو رہی ہو۔ میں تمھاری نیند خراب کرنا نہیں چاہتا۔ میں نے تمھیں نہیں بتایا کہ میری کوئی بہن نہیں ہے۔ تم مجھے اتنی پیاری لگتی ہو جیسے تم نے میری ہی ماں کی کوکھ سے جنم لیا ہو۔ ہو سکے تو پیرس آجاؤ۔ وہاں تم سے ملاقات ہوگی۔ خدا حافظ تمھارا بھائی پارس۔"

وہ خط پڑھ کر جبریل کو گھورتے ہوئے بولی۔ "شرم کرو۔ اپنی گندی ذہنیت سے اسے میرا عاشق کہہ رہے تھے اور وہ مجھے دل سے بہن مانتا ہے۔"

"خدا کی قسم سوسانہ! میں نے اپنی زندگی میں اتنا خطرناک چکر باز نہیں دیکھا۔ کم بخت تمھیں بہن بنا کر سپر ماسٹر کے منصوبے کو خاک میں ملا رہا ہے۔"

"تم پھر اُلٹی باتیں کر رہے ہو۔ اس نے تمھاری حمایت میں مجھے پیرس آنے کا مشورہ دیا ہے۔ تم یہی چاہتے ہو یا نہیں؟"

"ہاں چاہتا تو یہی ہوں۔ اُس نوجوان نے میری کھوپڑی گھما دی ہے۔ وہ سمجھ میں نہیں آتا۔ میرے حق میں بولتا ہے مگر بات میری مخالفت میں جاتی ہے۔"

"تعجب ہے تھوڑی دیر پہلے تم پیرس چلنے کو کہہ رہے تھے۔ میرے بھائی نے یہ مشورہ دیا تو یہ مخالفت والا مشورہ کیسے ہو گیا؟"

"اس نے وہاں میرے خلاف کوئی چال بچھا رکھا ہوگا اسی لیے تمھیں بُلا رہا ہے۔ یہ اچھی طرح جانتا ہے کہ میں تمھارے ساتھ وہاں جاؤں گا۔"

مارٹن رسل پھر سپر ماسٹر سے رابطہ قائم کرکے بولا۔ "جناب! پارس نے پہلے جو چکر چلایا تھا، اس سے ہمارا منصوبہ خاک میں مل گیا تھا۔ اب وہ پھر کوئی چال چل رہا ہے۔ وہ پیرس جانے سے پہلے سوسانہ کو خط لکھ کر گیا ہے۔ اس خط میں اُس نے پیرس آنے کا مشورہ دیا ہے۔ جب کہ وہ جبریل کے پیرس جانے میں رکاوٹیں پیدا کر رہا تھا۔ کہاں وہ رکاوٹیں اور کہاں یہ پیرس کا بلاوا۔ اسی نے چال بالکل اُلٹ دی ہے۔"

"میرا خیال ہے اس نے سوسانہ کے بعد جبریل سے دوستی گانٹھنے کے لیے وہاں بلایا ہے۔ وہ چالباز ہمارے دونوں زبردست مہرے ہم سے چھین لینا چاہتا ہے۔ تم جبریل کو اس کی چال سمجھاؤ۔"

مارٹن رسل اسے سمجھانے گیا۔ سپر ماسٹر نے نائب سے کہا۔ "ہمارے روم کے ایجنٹ کو حکم دو کہ بڑی ہوشیاری سے سوسانہ کو مار ڈالے، وہ دونوں روبوٹ صرف ایک ہی چیز سے مر سکتے ہیں۔ ایجنٹ کو اُس چیز کے استعمال کا طریقہ سمجھا دو۔ سوسانہ کی لاش کے پاس پارس کی ایسی کوئی چیز ملے جسے دیکھ کر جبریل اسے اپنی محبوبہ کا قاتل سمجھ لے پھر وہ پارس کا کبھی دوست نہیں بنے گا۔ ہمیشہ جانی دشمن بن کر اُسے موت کے گھاٹ اُتارنے کی کوشش کرتا رہے گا۔"

نائب روم کے ایجنٹ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش

کرنے لگا۔ اُدھر مارٹن رسل نے جبریل کے دماغ میں چھپ کر اس کی سوچ میں کہا "میں سوسانہ کو پیرس جانے کی بات کہہ کر پھنس گیا ہوں۔ پارس وہاں میری سوسانہ کو اپنی انگلیوں پر نچائے گا۔ اور میں پریشان ہوتا رہوں گا۔ سپر ماسٹر کے کسی کام پر خاطر خواہ توجہ نہیں دے سکوں گا۔"

جبریل کی اپنی سوچ نے کہا "میری سمجھ میں نہیں آتا، ان حالات میں کیا کرنا چاہیے؟"

"کرنا کیا ہے؟ مجھے مرد بننا چاہیے۔ سوسانہ پر حاوی رہنا چاہیے۔ مرد کسی وقت بھی فیصلہ بدل سکتا ہے، عورت اعتراض کرے تو اس کی اچھی طرح پٹائی کرنا چاہیے۔"

"یہ میرے دماغ میں فضول سا خیال آرہا ہے۔ سوسانہ بھی میری طرح فولاد ہے۔ جس پر تلوار اور بندوق کی گولیاں اثر نہیں کرتیں، اس کی پٹائی سے کیا حاصل ہوگا؟"

"تو پھر میں نے پچھلی رات اس کی پٹائی کیوں کی تھی؟"

اس نے ایک گہری سانس لے کر سوچا "وہ تو محبت سے جھگڑا کیا تھا۔ مجھے اس کی پٹائی کرنے میں مزہ آتا ہے اور وہ مار کھا کر مجھ سے اور زیادہ محبت کرنے لگی ہے۔ یہ محبت بھی عجیب چیز ہے۔"

مارٹن رسل نے اس کی سوچ میں کہا "کچھ بھی ہو مجھے سوسانہ کو پیرس جانے سے روکنا چاہیے۔"

"میں کیسے روک سکتا ہوں؟"

"جیسے بھی ہو اُسے پارس کی چالبازی سے بچانا ہوگا۔ اپنی محبوبہ کو تحفظ فراہم کرنے کا نام ہی محبت ہے۔"

وہ اُٹھ کر ٹہلنے اور سوچنے لگا۔ سوسانہ نے باتھ روم سے باہر آکر اُسے دیکھا پھر پوچھا "کیا بات ہے؟ کچھ پریشان ہو؟"

"ہاں پریشان ہوں، تمھیں کیا؟"

"کیا تم سمجھتے ہو، مجھے تمھاری پریشانیوں سے واسطہ نہیں ہے؟ کیا تمھیں تکلیف ہوگی تو مجھے نہیں ہوگی؟"

"یہ سب کہنے کی باتیں ہیں۔"

"کیا ہو گیا ہے تمھیں؟ کیوں اُکھڑی اُکھڑی باتیں کر رہے ہو؟"

"اس لیے کہ جو میں سمجھ رہا ہوں، وہ تم سمجھنا نہیں چاہتیں۔ پارس نے اپنی چالبازی سے تمھارے سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں چھین لی ہیں۔"

"تم تو اُس کے پیچھے پڑ گئے ہو۔"

"تم اس کے پیچھے پڑ گئی ہو۔ میں مانتا ہوں وہ تمھیں بہن کہتا ہے اور تم اپنے محبوب سے زیادہ وہ بھائی کو اہمیت دیتی ہو۔"

"اس لیے کہ بھائی حقیقتاً کبھی دھوکا نہیں دیتے۔ اُن کی ذات سے بہنوں کو کبھی نقصان نہیں پہنچتا۔"

"کیا میں تمھیں نقصان پہنچا رہا ہوں؟"

"تم سپر ماسٹر کے غلام رہو گے تو انجانے میں دھوکا پہنچا دو گے۔ وہ بہت بُرا آدمی ہے۔ تمھارے کاندھے پر بندوق رکھ کر مجھے شکار کرے گا۔ بعد میں تم کہو گے، معاف کرنا میری جان بس مجھے پتا نہیں تھا کہ بندوق میرے کاندھے پر رکھی گئی تھی۔"

"اور یہی بات ایک دن تم کہو گی کہ پارس نے تمھیں اُلّو بنا کر مجھے شکار کیا ہے۔ لیکن میں تمھیں یہ کہنے کا موقع نہیں دوں گا۔ اس سے پہلے ہی میں نیویارک جا رہا ہوں۔"

"کیا مجھے چھوڑ کر جاؤ گے؟"

"اور کیا کر سکتا ہوں، تم اپنے بھائی کے حکم پر پیرس جاؤ گی۔ میں ساتھ چلنے کو کہوں گا تو جھگڑا کرو گی۔"

"تم میری بات کا جواب دو۔ کیا اپنی سوسانہ کو چھوڑ کر جا سکتے ہو؟"

"تم میرے سوال کا جواب دو۔ کیا میری سوسانہ میرے ساتھ نیویارک نہیں جائے گی؟ مجھے تنہا جانے دے گی؟"

"میں آخری سانس تک تمھیں نہیں چھوڑوں گی۔ اوہ گاڈ!"

وہ پیشانی پر ہاتھ مار کر صوفے پر بیٹھ گئی پھر بولی "اب سمجھ میں آیا۔ میرا پیرس کا سفر ملتوی کرانے کے لیے سُپر ماسٹر نے تمھیں یہ چال سکھائی ہے۔"

"میں صبح سے تمھارے ساتھ ہوں۔ سُپر ماسٹر کیا مجھے سکھانے کے لیے دماغ میں آتا ہے۔"

"اس کا ٹیلی پیتھی جاننے والا تمھارے اندر موجود ہے اور تم انکار نہ کرنا۔ پہلے میں بھی اس کی موجودگی کو سمجھ نہیں پاتی تھی۔ آرمر نے مجھ پر عمل کر کے اُس شیطان کو میرے اندر سے بھگایا ہے۔ اُسے پتا نہیں تھا کہ میں اس چور کی سوچ کو محسوس کر لوں گی جیسے ہی میں نے پوچھا کون ہے؟ تو وہ بھاگ گیا۔"

"یہ بات کتنی بار سناؤ گی؟"

"جب تک تمھاری سمجھ میں نہیں آئے گی۔"

"اگر سپر ماسٹر کا کوئی آدمی تمھارے دماغ میں آتا

تو وہ یوں نہ بھاگتا۔ چالاکی سے آرمر کی آواز اور لہجے میں بات کرتا۔"

"پھر بھی میں اپنی سانس روک کر اسے بھگا دیتی۔"

"کیا آرمر تمھارے پاس نہیں آتا ہے؟"

"ضرور آتا ہے، مگر مخصوص کوڈ ورڈز ادا کرتا ہے۔ اس طرح میں آرمر کو پہچان لیتی ہوں۔"

"وہ کوڈ ورڈز کیا ہیں؟"

"کیا مجھے احمق سمجھتے ہو؟ یا تم بالکل ہی عقل سے پیدل ہو۔ میں کوڈ ورڈز بتاؤں گی تو تمھارے اندر چھپا ہوا شیطان سُن لے گا۔ اور پلیز، یہ بحث نہ کرنا کہ تمھارے اندر کوئی نہیں ہے۔"

"تمھیں کیسے یقین آئے گا کہ میرا دماغ کسی کی مٹھی میں نہیں ہے؟"

"آرمر کو اپنے دماغ میں آنے دو اور اُسے تنویمی عمل کی اجازت دو۔ راضی خوشی اس کے معمول بن جاؤ۔ وہ چھپے ہوئے چور کو دماغ سے نکال دے گا۔"

"واہ کیا عورت کی عقل ہوتی ہے۔ فرض کیا کہ میرے اندر کوئی ہے تو کیا ایک شیطان کو نکالنے کے لیے دوسرے شیطان کو دماغ میں گھسا لوں۔"

"کیا تمھیں مجھ پر بھروسا نہیں ہے؟"

"بھروسا تمھیں بھی مجھ پر نہیں ہے۔ سیدھا سا جواب دو میرے ساتھ نیویارک چلو گی؟"

"میں جواب دے چکی ہوں کہ آخری سانس تک ساتھ نہیں چھوڑوں گی۔ اس کا مطلب ہے تمھارے ساتھ چلوں گی۔ مگر پہلے میں نے اپنے ساتھ چلنے کو کہا تھا۔ تم نے انکار کی یہ صورت نکالی ہے۔ اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھو، تم خود غرضی کا ثبوت دے رہے ہو اور میں محبت کا۔"

"میں بحث نہیں کروں گا۔"

وہ اُٹھ کر جانے لگی۔ اُس نے پوچھا "کہاں جا رہی ہو؟"

"شاپنگ کروں گی۔ اور تھوڑی دیر تنہا رہوں گی۔ تم نے مجھے بڑا اپ سیٹ کیا ہے۔"

وہ اُسے روکنا چاہتا تھا۔ اس کے ساتھ جانا چاہتا تھا۔ مارٹن رسل نے خیال پیدا کیا، اُسے تنہا چھوڑ دینا چاہیے وہ نیویارک جانے کے لیے راضی ہو گئی ہے۔ یہ اطمینان ہو گیا ہے کہ اب پیرس نہیں جائے گی اور پارس سے اُس کی ملاقات نہیں ہوگی۔ اس خیال کے تحت جبریل نے اُسے نہیں روکا۔ وہ کمرے سے چلی گئی۔

وہ بے شک تنہائی چاہتی تھی۔ جبریل سے دُور رہ کر سوچنا سمجھنا چاہتی تھی کہ نیویارک تو ضرور جائے گی جبریل کو نہیں چھوڑے گی لیکن پارس سے کیسے رابطہ قائم کرے گی۔ تنہائی چاہنے کے باوجود کمرے سے نکل کر دُکھ ہوا کہ جبریل نے جھوٹے منہ سے بھی نہیں کہا "رُک جاؤ میری جان! میں بھی تمھارے ساتھ چلوں گا۔ اپنی جان کو تنہا نہیں چھوڑوں گا۔"

عورت کا مزاج سمجھ میں نہیں آتا۔ اگر وہ آنا چاہتا تو وہ ساتھ نہ لے جاتی اور وہ نہیں آیا تھا تو دل کو صدمہ پہنچ رہا تھا۔ وہ ہوٹل سے باہر آئی۔ کار کا دروازہ کھول کر اسٹیرنگ سیٹ پر بیٹھی۔ سمجھ میں نہیں آرہا تھا، کہاں جائے؟ شاپنگ کا تو محض بہانہ تھا۔ کوئی شوق کی چیز خریدنے کو جی نہیں چاہتا تھا لیکن جب کار کو اسٹارٹ کر کے آگے بڑھایا تو اچانک تدبیر سوجھی، وہ فرانسیسی سفارت خانے جا کر پارس کو پیغام بھیج سکتی تھی۔

وہ سیدھی سفارت خانے پہنچی۔ پارس نے روم سے جانے سے پہلے سوسانہ کی نگرانی کے لیے چند جاسوس مقرر کیے تھے، اس کا علم فرانسیسی سفیر کو تھا۔ جب اسے پتا چلا کہ سوسانہ آئی ہے تو وہ خود اس کے استقبال کے لیے دروازے پر آیا۔ اس سے مصافحہ کرتے ہوئے بولا "آؤ سوسانہ! پارس صاحب تمھاری حفاظت کے لیے انتظامات کر گئے ہیں۔ میرے لائق کوئی خدمت ہو تو بتاؤ۔"

وہ دونوں ڈرائنگ روم میں آئے۔ سوسانہ نے کہا "میں نے یہاں آتے ہوئے محسوس کیا ہے کہ ایک کار میرے تعاقب میں تھی۔ سپر ماسٹر کے آدمی میری نگرانی کر رہے ہیں۔"

"فکر نہ کرو۔ میں ابھی فون کرتا ہوں۔ تعاقب کرنے والوں سے نجات مل جائے گی۔"

"شکریہ، آپ فون کہیں نہ کریں۔ میں بدمعاشوں سے تنہا نمٹ لوں گی۔ دراصل میں چاہتی تھی یہاں میرے آنے کی خبر کسی کو نہ ہو مگر دشمنوں کو معلوم ہو چکا ہے۔ اب وہ جبریل کو بتائیں گے کہ میں پارس سے رابطہ کرنے تمھارے پاس آئی تھی۔"

"میں ابھی ہاٹ لائن پر پارس سے تمھاری بات کراتا ہوں۔"

اس نے فون کے ذریعے کسی سے فرانسیسی زبان میں

کچھ کہا جسے سوسانہ سمجھ نہ سکی۔ دس منٹ کے اندر ہی پارس کی آواز سُنائی دی۔ سوسانہ نے ریسیور لے کر کان سے لگایا پھر جلدی جلدی اُسے اپنے حالات بتانے لگی۔ پارس نے کہا۔ "کوئی بات نہیں۔ میں نیویارک پہنچ جاؤں گا۔ اگر ابھی فون پر بات نہ ہوتی تو مجھے تھوڑی دیر بعد معلوم ہو جاتا کیوں کہ آرمر انکل تمھاری خیریت معلوم کرنے دن میں دو بار ضرور آیا کریں گے۔"

"پارس! میں بہت مجبور ہو کر جا رہی ہوں۔ جبریل کو ناراض کرنا نہیں چاہتی۔"

"تم بُرا نہ ماننا۔ سُپر ماسٹر کی وفاداری میں وہ اتنا بھی احساس نہیں کرتا کہ تم پہلی بار اپنے باپ کے گھر جانا چاہتی تھیں۔ پیرس جانے سے روک کر اس نے بیٹی کو باپ سے ملنے سے روک دیا ہے اور یہ جیتے جی رشتوں کو قتل کرنے والی بات ہے۔"

سوسانہ کے سینے سے ایک آہ نکلی پھر وہ بولی۔ "میں جبریل کی محبت میں پاگل ہو گئی ہوں۔ باپ کو اور ساری دنیا کو چھوڑ دیتی ہوں۔"

"پیرس آنے اور باپ سے ملنے کی ایک ہی صورت ہے۔"

"وہ کیا؟"

"تم جبریل سے جا کر کہو کہ مجھ سے فون پر باتیں ہوئی تھیں۔ پارس نے کہا ہے۔ بہن مجبوری کے باعث پیرس نہیں آسکتی تو بھائی تو نیویارک آکر مل سکتا ہے لہٰذا پارس وہاں پہنچنے والا ہے۔"

"اس سے کیا ہوگا؟"

"وہ ہم دونوں کو جُدا کرنا چاہتے ہیں۔ جب یہ معلوم ہوگا کہ جُدا کرنے کا منصوبہ ناکام ہو رہا ہے تو شاید وہ نیویارک کا پروگرام منسوخ کر دیں۔"

"نہیں پارس! میں جبریل کو تمھارے بارے میں نہیں بتاؤں گی۔ نیویارک اُن کا شہر ہے، امریکا ان کا ملک ہے، وہ تمھیں جان سے مار ڈالیں گے۔"

"میں فرہاد علی تیمور کا بیٹا ہوں، جس شہر میں جاتا ہوں اسے اپنا شہر اور جس ملک میں جاتا ہوں اُسے اپنا ملک بنا لیتا ہوں۔ میں وہاں اعلانیہ آکر تم سے ملاقات کروں گا اور تمھارے جبریل کو دشمنوں کے طلسم سے نکالوں گا۔"

"تم کتنے اچھے ہو پارس!"

"تم بھی تو بہت پیاری بہن ہو۔ میں آرمر انکل سے کہتا ہوں وہ تمھارے پاس آتے رہیں گے اور تمھاری خیریت معلوم کرتے رہیں گے۔"

"انکل چاہیں تو برابر میرے دماغ میں رہ سکتے ہیں۔"

"نہیں سوسانہ! انکل مسلسل دماغ میں رہیں گے تو ان کی موجودگی میں تم دشمن خیال خوانی کرنے والے کو محسوس نہیں کر سکو گی۔ وہ آتے جاتے رہیں گے اور ہر بار آتے ہی مخصوص کوڈ ورڈز ادا کرتے رہیں گے۔"

تھوڑی دیر تک بہن بھائی میں پیار بھری باتیں ہوتی رہیں پھر رابطہ ختم ہو گیا۔ وہ سفارت خانے سے باہر آئی۔ اس نے کار میں بیٹھنے سے پہلے دُور تک نظریں دوڑائیں، جو گاڑی اس کا تعاقب کر رہی تھی، وہ اب نظر نہیں آ رہی تھی۔ وہ مطمئن ہو کر اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ کار کو اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دیا۔

جب وہ ڈرائیو کرتی ہوئی کچھ دُور نکل آئی تو اُسے اپنے پیچھے بہت ہی ہلکی سی آواز سُنائی دی۔ اس نے عقب نما آئینے میں دیکھتے ہی بڑی پھرتی سے ایک طرف ہٹ کر اچانک بریک لگایا۔ پیچھے چھپا ہوا شخص حملہ کرنے کے لیے اُٹھ چکا تھا لیکن بریک لگتے ہی پیچھے سے اُلٹ کر اگلی سیٹ پر سے ہوتا ہوا گیئر اور سیٹ کے درمیان پھنس گیا۔ اس کے ایک ہاتھ میں بڑی سی سرنج تھی اُس سرنج میں رقیق مادّہ تھا جسے وہ انجیکٹ کر کے سوسانہ کے جسم کے اندر پہنچانا چاہتا تھا۔

وہ سرنج والے ہاتھ کو ایک پاؤں سے دباتے ہوئے بولی۔ "یہ کیسا انجیکشن ہے؟"

وہ تکلیف سے کراہ رہا تھا۔ اسے اپنے ہاتھ پر رکھا ہوا سوسانہ کا پاؤں یوں لگ رہا تھا جیسے پہاڑ رکھا ہوا ہو۔ وہ دوسرے ہاتھ سے اُسے ہٹانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔ وہ بولی۔ "اب تم نے جواب نہ دیا تو میں ہلکا سا دباؤ ڈالوں گی اور ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ جائے گی۔ اس سرنج میں کیا ہے؟"

"مم۔ میں نہیں جانتا۔"

کڑک کی آواز کے ساتھ ہڈی ٹوٹ گئی۔ وہ مچھلی کی طرح پھڑپھڑانے لگا۔ ہاتھ سے سرنج چھوٹ گئی تھی۔ سوسانہ نے سرنج کو اٹھا کر کہا۔ "نہ بتاؤ۔ میں یہ دوا تمھارے جسم میں انجیکٹ کر کے نتیجہ معلوم کر لوں گی۔"

وہ پوری قوت سے چیختے ہوئے بولا۔ "نہیں، میں مر جاؤں گا۔ اس میں تیزاب ہے۔"

"اچھا تو میرے جسم میں تیزاب انجیکٹ کرنے آئے تھے آپ؟"

"ہاں اُس نے کہا تھا تم تلوار اور بندوق کی گولیوں سے نہیں صرف تیزاب سے مرو گی۔ یہ تیزاب اندر پہنچ کر تمھارے گوشت کو گلاتا جائے گا۔"

"یہ تم سے کس نے کہا تھا؟"

"میں اُسے نہیں جانتا۔ میں نے اُسے پہلی بار دیکھا تھا۔ اُس نے اس کام کا معاوضہ پانچ ہزار ڈالر کی صورت میں دیا تھا۔ میں سمجھا تھا ایک عورت کو چھپ کر انجیکشن لگانا کون سی بڑی بات ہے۔ مگر یہاں تو جان کے لالے پڑ گئے ہیں۔"

اس نے ایک لات مار کر اُسے گیئر کے پاس سے ہٹایا پھر کہا۔ "یہیں بیٹھے رہو۔ میں تمھیں جبریل کے پاس لے جا رہی ہوں۔ تم اُس کے سامنے یہی بیان دو گے۔"

اس نے کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھاتے ہوئے پوچھا۔ "پانچ ہزار ڈالر دینے والے شخص سے کہاں ملاقات ہوئی تھی؟"

"اُسی ہوٹل میں، جہاں سے تم آئی ہو۔ معاوضہ دینے والا مجھے اپنی کار میں بٹھا کر تمھارے پیچھے فرانسیسی سفارت خانے تک آیا تھا۔ پھر میں اس کی کار سے نکل کر تمھاری کار کی اگلی سیٹ کے پیچھے چھپ گیا تھا..."

ابھی اس کی بات شاید ختم نہیں ہوئی تھی۔ اچانک ہی ایک زبردست دھماکا ہوا۔ اُس کار میں کہیں ٹائم بم چھپا کر رکھا گیا تھا۔ جس کے بلاسٹ ہوتے ہی کار کے کچھ ٹکڑے اِدھر اُدھر بکھر گئے اور آگ بھڑک گئی۔ پتا نہیں اس حملہ کرنے والے کے کتنے چیتھڑے اُڑے ہوں گے۔ اُس گاڑی کے ٹکڑے سوسانہ کے مُنہ پر اور جسم کے کئی حصّوں میں آکر لگے۔ جب وہ باہر آکر گری تو اُس کا ایک ہاتھ ٹوٹ کر الگ ہو گیا تھا۔ پیٹ میں بڑا سا شگاف پڑ گیا تھا۔ مُنہ پر اور جسم پر اتنے زخم آئے تھے کہ وہ لہو میں ڈوب گئی تھی۔ کہیں سے نظر نہیں آ رہی تھی۔ لوگ دھماکے سے خوفزدہ ہو کر دُور بھاگ رہے تھے۔ اُس کے متعلق یقین ہو گیا تھا کہ وہ مر چکی ہے۔

بہت دُور سے فائر بریگیڈ کی گاڑی اپنے مخصوص سائرن کی آواز سناتی ہوئی آ رہی تھی۔ ایک ایمبولنس بھی کہیں سے آگئی تھی۔ لوگ اب سوسانہ کی لاش کے قریب آ رہے تھے۔ ایمبولنس سے دو وارڈ بوائے ایک اسٹریچر لے کر دوڑتے ہوئے آئے۔ ان کے ساتھ ایک ڈاکٹر بھی تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں سرنج تھی اور اُس سرنج میں بھی تیزاب تھا۔

سُپر ماسٹر کے دو آدمی جانتے تھے کہ وہ دھماکے سے ٹکڑے ہو کر بھی نہیں مرے گی۔ جب تک اس کا دل اور پھیپھڑے تیزاب سے نہیں گلائے جائیں گے، اس کا کام تمام نہیں ہوگا۔ دشمن ڈاکٹر اور وارڈ بوائز کے بھیس میں آئے تھے۔ ڈاکٹر نے پاس آکر زمین پر گھٹنے ٹیک کر اُس کے دل کی جگہ ہاتھ رکھا۔ اس سے پہلے کہ دل کی دھڑکن معلوم ہوتی وہ زخمی ہاتھ ڈاکٹر کے مُنہ پر پڑا۔ وہ ایک طرف اُلٹ گیا، سرنج دوسری طرف گئی۔ قریب آنے والے سہم کر پیچھے ہٹ گئے۔ جیسے مُردے کو زندہ ہوتے دیکھ رہے ہوں۔

اور وہ مُردہ عورت کراہتے ہوئے کروٹ بدل کر ٹوٹے ہوئے ہاتھ کو دوسرے ہاتھ سے اُٹھا کر اپنے آدھے بازو سے جوڑ رہی تھی۔ ڈاکٹر بن کر آنے والے کے جبڑے ایک ہی ہاتھ میں ہل گئے تھے۔ وارڈ بوائے بن کر آنے والے نے زمین پر سے سرنج اُٹھا کر اس پر حملہ کیا لیکن سرنج کی نوک جسم میں چبھنے سے پہلے ہی سوسانہ نے لیٹے ہی لیٹے ایک لات چلائی۔ اس بار سرنج زمین پر آتے ہی ٹوٹ گئی۔ اندر کا تیزاب چھینٹوں کی صورت میں ڈاکٹر کے مُنہ پر آیا تو وہ جلن کی شدت سے چیخنے لگا۔

ابھی خاصی بھیڑ لگ گئی تھی۔ سب لوگ زخمی سوسانہ کو دیکھ رہے تھے۔ اس کے پیٹ میں جو شگاف پڑ گیا تھا، وہاں کی خالی جگہ بھر بھر گئی تھی۔ دوسرے زخم بھی بھر رہے تھے۔ ٹوٹا ہوا ہاتھ جڑ گیا تھا۔ جب وہ اُٹھ کر بیٹھی تو لوگ اور پیچھے چلے گئے۔ لیکن اب کئی دشمن اپنے اپنے ہاتھ میں سرنج لیے اس کی طرف بڑھ رہے تھے۔

وہ اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ پھر جدھر بھی راستہ ملا اُدھر بھاگتی چلی گئی۔ اگر وہ دُنیا کے تمام ہتھیار لے کر آتے تو وہ نہ بھاگتی، جم کر مقابلہ کرتی، ایک ایک ہتھیار والے کو موت کے گھاٹ اُتار دیتی۔ لیکن تیزاب اس کے لیے موت تھا اور اس کا پیچھا کرنے والوں میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں بھری ہوئی سرنج تھی۔

وہ دوڑتی ہوئی ایک گلی میں گھس گئی۔ وہاں سے دوسری تیسری گلیاں پار کرنے لگی۔ اُسے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دے رہی تھی۔ یہ اچھی طرح پتا نہیں چلتا تھا کہ تعاقب کرنے والے کس گلی سے آ رہے ہیں۔ کیوں کہ وہاں دو چار گلیاں ایک دوسری گلی کو کراس کرتی ہوئی جانے کہاں تک جاتی تھیں۔

وہ بھاگتے بھاگتے ایک جگہ رُک گئی۔ جدھر جا رہی تھی اُدھر سے تین آدمی ہاتھوں میں سرنج لیے آ رہے تھے۔ وہ دائیں جانب گھوم کر دوسری گلی میں جانا چاہتی تھی مگر وہاں سے بھی دو آدمی سرنج میں اس کی موت لیے آ رہے تھے۔ اس نے پلٹ کر تیسری گلی میں دوڑ لگانا چاہی، موت اُدھر سے بھی آ رہی تھی۔ ایک آدمی سرنج کو پچکاری کی طرح دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر دوڑتا ہوا آ رہا تھا۔ اس نے چند قدم کے فاصلے سے ہی سرنج سے تیزاب کی دھار چھوڑی تاکہ وہ سوسانہ تک پہنچے اور اوپر سے اس کی کھال اور گوشت کو گلا ڈالے۔ اس سے پہلے ہی وہ فضا میں اُچھل کر اسے فلائنگ کِک مارتی ہوئی دوسری طرف گئی۔ تیزاب کی دھار پھینکنے والا لات کھا کر گر پڑا تھا۔ اس گلی میں آگے کوئی دشمن نہیں تھا۔ وہ تیزی سے بھاگتی ہوئی چلی گئی۔

سُپر ماسٹر کے آدمیوں نے جیسے اس کے نام موت لکھ دی تھی۔ گلیوں کے بچھے ہوئے جال سے نکلتے ہی سامنے تاریخی کھنڈرات نظر آئے۔ وہ اُدھر جانے لگی۔ اُن کھنڈرات میں دشمنوں سے نمٹا جا سکتا تھا۔ وہ اِدھر اُدھر چھپ کر ایک ایک شخص کے ہاتھ سے سرنج گرانا چاہتی تھی۔

وہ شکستہ دیواروں اور ستونوں کے پاس پہنچ گئی۔ اس کے لیے پریشانی کی بات یہ تھی کہ وہ لوگ دُور سے ہی سرنج کے ذریعے اس پر تیزاب پھینکنے لگے تھے اور وہ تیزاب جہاں بھی پڑتا، وہاں کا گوشت گلنے کے بعد دوبارہ نہ بھرتا جیسا کہ اس کے بڑے سے بڑے جان لیوا زخم بھر جایا کرتے تھے۔

اس نے دو سرنج والوں سے بچتے ہوئے مقابلہ کیا۔ ایک کی گردن توڑ دی، دوسرے سے سرنج چھین کر اسی کے جسم میں تیزاب کو انجیکٹ کر کے ان کے ساتھیوں پر دہشت طاری کر دی۔ یہ ثابت کرتی رہی کہ وہ ناقابلِ گرفت اور ناقابلِ شکست ہے۔ اس کے باوجود وہ اُن سے پیچھا چھڑانے میں ناکام ہو رہی تھی۔ دشمن منتشر ہونے کے بعد پھر پہلی پوزیشن میں آ کر اُسے چاروں طرف سے گھیرنے لگتے تھے۔

وہ لڑتے لڑتے ایک اندھے کنوئیں کی آہنی جالیوں پر پہنچ گئی۔ اُن جالیوں کے نیچے تاریک کنوئیں کی گہرائی، پتا نہیں کیا ہو گی۔ نیچے کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ البتہ ان کے لڑنے اور زخم کھا کر چیخنے کی آوازیں اس کنوئیں کے اندر جاتی تھیں اور گونجتی ہوئی واپس آ جاتی تھیں۔

آہنی جالیوں کا ایک حصہ کھلا ہوا تھا۔ وہ اُن سے بچتے بچاتے وہاں پہنچ گئی تھی اور اب بچاؤ کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی۔ وہ لوگ اپنا حصار نہیں توڑ رہے تھے۔ کنوئیں کی منڈیر کی طرح چاروں طرف سے دیوار بن گئے تھے۔ وہ جدھر جاتی اُدھر سے تیزاب کی دھار اس پر پھینکی جاتی۔ اچانک ہی اس کے حلق سے چیخ نکلی۔ ایک طرف سے آنے والے تیزاب سے بچتے بچتے وہ گر پڑی۔ کھلے ہوئے حصے کے اندر گرنے سے پہلے جالی کے ایک کنارے کو پکڑ کر لٹک گئی۔

چاروں طرف سے قہقہے گونجنے لگے۔ اب بچاؤ کی کوئی صورت نہیں رہی تھی۔ وہ کنوئیں کی اندھی تاریکی میں لٹکی ہوئی تھی اور پر اُٹھ کر آنے کی مہلت نہیں مل سکتی تھی۔ گھیرنے والے قریب آ گئے تھے اور سرنج کی سوئیوں سے تیزاب کی باریک دھار چھوڑتے جا رہے تھے۔

ٹھیک ہے کہ موت سے بچاؤ کا راستہ نہیں تھا مگر تیزاب سے بچاؤ کی ایک ہی صورت تھی اُس نے آہنی جالی کے کنارے کو چھوڑ دیا۔ کنوئیں کی اندھی گہرائی میں دُور تک اس کی چیخیں گونجتی ہوئی گئیں پھر موت کا سناٹا چھا گیا۔ کتنے ہی دشمنوں نے کھلے ہوئے حصے سے اندر جھانک کر دیکھنے کی کوششیں کیں۔ گہری تاریکی میں نہ وہ نظر آئی نہ ہی اس کی آواز سنائی دی۔

موت نہ دکھائی دیتی ہے، نہ سُنائی دیتی ہے پھر بھی سمجھ میں آ جاتی ہے۔ سوسانہ نے کینی پال کو صبح دماغ میں آنے نہیں دیا تھا۔ اب وہ اُسے آنے سے روک نہیں سکتی تھی۔ لیکن وہ دماغ کی تاریکیوں میں بھٹک کر واپس آ گیا تھا۔ اُسے سوسانہ کی زندگی کا سراغ نہیں مل رہا تھا۔

وہ اُلجھ گیا۔ اچھی طرح سمجھ نہ سکا۔ وہ مر چکی تھی، یہ موت کی تصدیق کیسے کرے، یہ بات سمجھ میں نہیں آئی۔

پاسکل بوبا ماسکو پہنچ گیا۔ اُسے ایک بند گاڑی میں ائرپورٹ سے ملٹری اسپتال پہنچایا گیا۔ اُس نے ایک فوجی افسر سے پوچھا "یہ گاڑی چاروں طرف سے بند کیوں ہے؟"

افسر نے کہا "بند رہنے دو۔ کیا فرق پڑتا ہے؟"

"مجھے گھٹن ہو رہی ہے۔ میں پانچ دن تک زیرِ زمین کوٹھڑی میں قید رہا۔ مجھے اپنے ملک میں کھلی فضا اور تازہ ہوا ملنی چاہیے۔"

"ضرور ملے گی۔ پہلے یہ ثابت ہو جائے کہ تم اصلی پاسکل بوبا ہو۔"

"میں اصلی ہوں۔ کھڑکی کھولو۔ تازہ ہوا آنے دو۔"

"تم تازہ ہوا کے لیے نہیں ہمارے ملک اور شہروں کو جاسوس کی نظروں سے دیکھنے آئے ہو۔"

"یہ جھوٹ ہے۔"

"اسپتال پہنچو گے تو تمہاری انگلیوں کے نشانات لیے جائیں گے۔"

"ضرور لینے چاہئیں۔ میں فوج کے اعلیٰ افسران اور اعلیٰ حکام کی ہر طرح تسلی کروں گا۔ لیکن اس سے پہلے بالکل ہی قیدیوں جیسا سلوک مجھ سے نہیں کرنا چاہیے۔"

"مسٹر! اگر تم انگلیوں کے نشانات سے پاسکل بوبا ثابت ہو جاؤ گے تب بھی تمہیں سخت نگرانی میں اسی طرح قید رکھا جائے گا۔"

"مجھ جیسے وفادار کے ساتھ ایسا سلوک کیوں کیا جائے گا؟"

"اس لیے کہ تمہارے دماغ میں رسونتی یا آرمر چھپ کر ہمارے متعلق معلومات حاصل کر رہے ہوں گے۔ ہم تمہیں اُن کی معلومات کا ذریعہ بننے نہیں دیں گے۔"

"میں غیروں میں بھی ناقابلِ اعتماد تھا اپنوں میں بھی بھروسے کے قابل نہیں ہوں۔ دھوبی کا کتا بن گیا ہوں، گھر کا رہا ہوں نہ گھاٹ کا۔"

"تمہیں مشتعل نہیں ہونا چاہیے۔ صبر و تحمل سے دیکھتے رہو، آئندہ کیا ہوتا ہے۔ اگر تم پاسکل ثابت ہو جاؤ گے تو ہم تمہاری خیال خوانی کی توانائی واپس لانے کے لیے توجہ سے علاج کرائیں گے اور تمہارے تنویمی عمل کرنے والوں کو بھگائیں گے۔"

اُسے اسپتال پہنچایا گیا۔ وہاں فوج کا ایک اعلیٰ افسر موجود تھا مگر اس نے پاسکل کے سامنے آ کر ملاقات نہیں کی، نہ ہی اپنی آواز سُنائی۔ اندیشہ یہی تھا کہ پاسکل کے دماغ میں چھپے ہوئے رسونتی اور آرمر اس کے دماغ میں پہنچ جائیں گے۔

اس کی انگلیوں کے نشانات لیے گئے۔ مختلف زاویوں سے تصویریں اُتاری گئیں۔ مشینوں کے ذریعے معلوم کیا گیا کہ وہ بہروپیا ہے یا نہیں۔ اس کی گفتگو کو ریکارڈ کیا گیا تاکہ آواز اور لہجے کا فرق معلوم کیا جا سکے۔ اس سے کتنے ہی کاغذات پر بہت کچھ لکھوایا گیا۔ اس کے دستخط لیے گئے۔ وہ بے چارہ تمام دن مختلف آزمائشوں سے گزرتا رہا۔ اس دوران ڈاکٹرز اُس کا معائنہ اور علاج کرتے رہے۔ رات کو وہ دواؤں کے اثر سے گہری نیند سو گیا۔

دوسرے دن موصول ہونے والے نتائج سو فیصد اس کے حق میں تھے۔ وہ پاسکل بوبا تسلیم کر لیا گیا۔ لیکن وہ پیرس سے خطرے کی گھنٹی بن کر آیا تھا۔ آئندہ اُسے ملکی راز نہیں بتائے جا سکتے تھے اور نہ ہی اُس سے کوئی اہم کام لیا جا سکتا تھا۔ وہ سوچ سمجھ کر گفتگو کرے یا روانی میں بولتا رہے اس کی ہر بات پر غور کیا جاتا تھا اور شبہ کیا جاتا تھا کہ وہ رسونتی یا آرمر کی مرضی کے مطابق بول رہا ہے اور جو بول رہا ہے اُس بات کے پیچھے کیا مقصد ہو سکتا ہے؟

وہ اپنے ملک میں آ کر بھی مصیبت میں پڑ گیا تھا۔ دن گزرتے جا رہے تھے علاج ہوتا جا رہا تھا۔ دماغی توانائی حاصل ہو رہی تھی۔ ایک ماہ کے بعد وہ خیال خوانی کے قابل ہو گیا۔ اپنی عادت کے مطابق پانچ چھ منٹ تک سانس روکنے لگا۔ کوئی پرائی سوچ کی لہر دماغ میں آتی تو وہ سانس روک کر چھپی رہنے والے کو بھگا سکتا تھا۔ اس کے باوجود یقین نہیں تھا کہ تنویمی عمل کرنے والا آرمر اس کے دماغ سے جا چکا ہے۔

اس سے ملاقات کرنے وہی ایک فوجی افسر آتا تھا جو اسے ائرپورٹ سے اسپتال لایا تھا۔ اس نے افسر سے کہا "تم لوگ میری میڈیکل رپورٹ پڑھ رہے ہو۔ میں بالکل نارمل ہوں۔ خیال خوانی کرنے لگا ہوں۔ میری دماغی توانائی اس قدر ہے کہ رسونتی یا آرمر میرے اندر اب چھپ کر نہیں رہ سکتے۔"

"تم یقین سے کیسے کہہ سکتے ہو؟"

"تنویمی عمل کا اثر دس پندرہ دن سے زیادہ نہیں رہتا۔ صرف کمزور دماغ کے لوگ مہینوں تک زیرِ اثر رہتے ہیں۔"

"تم بھی کمزور تھے۔"

"اب نہیں ہوں۔ اس کا ثبوت میڈیکل رپورٹ ہے۔ جو تنویمی عمل مجھ پر کیا گیا تھا اُس کا اثر ختم ہو چکا ہے۔ اس کے بعد کوئی دوسری بار عمل کرنے نہیں آیا۔ اگر آتا تو میں اسے محسوس کر لیتا۔"

"ٹھیک ہے، ہم تمہارا ایک فائنل چیک اپ کرائیں گے۔"

دوسرے دن اسے ملٹری اسپتال کے آپریشن تھیٹر میں پہنچایا گیا۔ اس نے پوچھا "مجھے یہاں کیوں لایا گیا ہے؟" جواب میں ایک انجکشن لگایا گیا جس کے نتیجے میں

وہ کوئی سوال کرنے کے قابل نہیں رہا۔ آرمر جو اُس کے دماغ میں چھپا ہوا تھا، دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ وہ پیرس کے ایک سرکاری بنگلے میں تھا۔ وہاں سونیا سے ملاقات کرنے آیا تھا۔ اس نے کہا: "انھوں نے پاسکل کو آپریشن تھیٹر میں لے جا کر بے ہوش کر دیا ہے۔ مَیں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ ایسا کریں گے۔"

وہ بولی: "اب سوچو انھوں نے ایسا کیوں کیا ہے؟"

"مجھے اُس کے دماغ سے نکالنے کے لیے۔"

"تمھیں اس سے دُور رکھنے کے لیے آخر کب تک اُسے بے ہوش رکھیں گے؟"

"یہ اُن کی نادانی ہے۔"

"نادانی نہیں چالاکی ہے۔ جب وہ ہوش میں آئے گا تو تم اس کے دماغ میں کبھی نہیں پہنچ سکو گے۔"

"تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ آپریشن تھیٹر میں اُس کا.... برین واش کیا جا رہا ہے؟"

"سیر ماسٹر نے رسونتی کا برین واش کرایا تھا اور یہ تجربہ کیا تھا کہ برین واشنگ کے بعد بھی خیال خوانی کی صلاحیتوں کو برقرار رکھا جا سکتا ہے۔ ماسک مین ایسا تجربہ کرنے میں اس سے کئی قدم آگے نکل گیا ہے۔ اُس نے جوجو کے دماغ کو آپریشن کے ذریعے بالکل تبدیل کر دیا۔ اس تبدیلی کے باوجود اس کی ٹیلی پیتھی کا علم برقرار ہے۔ صرف ایک ناکامی ہوئی کہ وہ جوجو کا لہجہ نہ بدل سکے۔ جس کی وجہ سے تم اس کے دماغ میں پہنچ گئے۔ مجھے یقین ہے، پاسکل کے بھی دماغ کا آپریشن کیا جائے گا اور ساتھ ہی اس کے لہجے کو بدلنے کا تجربہ بھی کیا جائے گا تاکہ تم پھر اس کے اندر نہ پہنچ سکو۔"

"تمھاری بات سمجھ میں آتی ہے، وہ یہی کر رہے ہوں گے۔"

"جوجو کا کیا حال ہے؟"

"اچھی صحت مند ہے۔ اسپتال کے باہر لان میں آ کر بیٹھتی ہے، مجھے مسٹر آرمر کہتی ہے۔"

"دل چھوٹا نہ کرو۔ جب پہچان لے گی تو بھائی کہا کرے گی۔"

"مَیں نے کہا تھا، مجھے بھائی کہا کرو۔ اس نے جواب دیا۔ رشتہ خواہ کتنا ہی معزز اور مقدس ہو اُسے سوچ سمجھ کر قبول کرنا چاہیے۔ جو لوگ اچھی طرح نہیں سوچتے وہ محض جذباتی رشتہ قائم کرتے ہیں اور جذباتی رشتے جلد ہی جھاگ کی طرح بیٹھ جاتے ہیں۔"

سونیا نے مسکرا کر کہا: "ہماری جوجو ایسی نادان بچی تھی اب دانشوروں کے انداز میں بولتی ہے اور بولنے سے پہلے خوب سمجھتی ہے۔"

"مَیں نے شام کو اس سے ملنے کا وعدہ کیا تھا۔ اجازت دو، جا رہا ہوں۔"

وہ چلا گیا لیکن چند سیکنڈ کے بعد ہی واپس آ کر پریشانی سے بولا: "وہ بے ہوش ہے۔"

سونیا نے مشورہ دیا: "اس کے خاص ڈاکٹروں کے پاس جاؤ۔"

وہ پھر گیا۔ تھوڑی دیر بعد آ کر بولا: "جوجو کے دونوں ڈاکٹر ایک کمرے میں قیدی کی حیثیت سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کی سوچ نے بتایا ہے کہ جوجو کو اٹینڈ کرنے والی نرسوں کو بھی کسی کمرے میں بند کیا گیا ہے۔ دو گھنٹے بعد انھیں رہائی مل جائے گی۔ آخر یہ ماسک مین کیا کرتا پھر رہا ہے؟"

وہ تھوڑی دیر تک سوچتی رہی پھر بولی: "انھوں نے جوجو اور پاسکل لوبا کو ایک ہی وقت میں بے ہوش کیا ہے۔ وہ ایک ہی وقت میں دونوں کو تم سے نجات دلا کر اُن پر کوئی نیا تجربہ کر رہے ہیں۔"

"کیا وہی لہجہ تبدیل کرنے والا تجربہ؟"

"شاید وہی تجربہ۔ اُن کے ہوش میں آنے کے بعد ہی معلوم ہوگا۔"

وہ بے چین ہو گیا۔ اُٹھ کر ٹہلنے لگا۔ سونیا نے مسکرا کر کہا: "تم بہن کے لیے ایک دم سے پریشان ہو جاتے ہو جبکہ دشمن اس کی ذات کو کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔"

"مَیں جانتا ہوں، دشمن اُسے سوئی بھی نہیں چبھوئیں گے لیکن اُسے بار بار آپریشن کے مراحل سے گزارا جا رہا ہے، وہ کتنی تکالیف برداشت کرتی ہو گی، ہم محض اس کا اندازہ کر سکتے ہیں، برداشت تو وہ کر رہی ہے۔"

"برداشت کرنے دو، وہ کندن بن رہی ہے۔ جاؤ، آرام کرو۔ چار چھ گھنٹے بعد جوجو سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرنا۔"

وہ جانے لگا۔ پھر دروازے کے پاس رُک کر بولا۔ "اُس اجنبی کا کیا بنا، جو خود کو فرہاد کہتا آ رہا ہے؟"

"ہم نے فی الحال اُسے دوست بنا لیا ہے۔ ہم اُس کی... ٹیلی پیتھی سے بھی کچھ کام لیتے رہیں گے، اور اُسے آزماتے رہیں گے۔"

یہ بات آرمر کو بھی نہیں بتائی گئی کہ سونیا، پارس اور علی تیمور نے مجھے فرہاد تسلیم کر لیا ہے۔ رسونتی کو بھی یہی سمجھایا گیا کہ وہ مجھے پسند کرتی ہے اس لیے بیٹوں نے اور سونیا نے اُسے دوست بنا لیا ہے۔ اس طرح ہماری ٹیم میں ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کا اضافہ بھی ہو گا اور اُسے آزماتے بھی رہیں گے۔

آرمر اُس کے جواب سے مطمئن ہو کر باہر آیا۔ اپنی کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اُس کے آگے پیچھے دو گاڑیاں تھیں جن میں مسلح افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ بابا صاحب کے ادارے سے باہر سخت حفاظتی انتظامات کے ساتھ آتا تھا۔ اُس نے سیکیورٹی افسر سے کہا: "مجھے اسپتال لے چلو۔ مَیں ماریہ اور پارس سے ملاقات کروں گا۔"

وہ تینوں گاڑیاں اُدھر چل پڑیں۔ آرمر اپنی بہن جوجو کے لیے پریشان تھا۔ اس سلسلے میں پارس سے کچھ باتیں کرنا چاہتا تھا۔ اس سے پوچھنا چاہتا تھا کہ وہ ایک شوہر کی حیثیت سے اپنے فرائض ادا کیوں نہیں کر رہا ہے۔ پہلے وہ میڈونا کے فریب میں رہا۔ اب ماریہ کے ساتھ وقت گزار رہا ہے۔ جوجو کو دشمنوں کے درمیان بے یار و مددگار چھوڑ رکھا ہے۔ آخر یہ بے حسی کیوں ہے؟

وہ گاڑیاں اسپتال کے احاطے میں رُک گئیں۔ اس اسپتال میں صرف فوج کے جوان اور افسران اپنے شناختی کاغذات دکھا کر داخل ہو سکتے تھے۔ آرمر نے ماریہ اور پارس سے ملاقات کے لیے خصوصی اجازت نامہ حاصل کیا تھا۔ وہ گاڑی سے اُتر کر اسپتال کی عمارت میں داخل ہوا۔ پھر ایک کوریڈور سے گزر کر ماریہ کے کمرے کی طرف جانے لگا۔ اُدھر سے پارس آ رہا تھا۔ اُس نے بڑی گرم جوشی سے مصافحہ کیا۔ پھر پوچھا: "انکل! آپ یہاں کیسے آ گئے؟"

"کیوں بیٹے! مَیں یہاں آ نہیں سکتا؟"

"آپ تو کہیں آتے جاتے نہیں ہیں۔ بابا صاحب کے ادارے میں گوشہ نشین ہو چکے ہیں۔ اسی لیے آپ کو یہاں دیکھ کر حیرانی ہو رہی ہے۔"

"مَیں اطمینان سے کہیں بیٹھ کر باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ ویسے ماریہ کیسی ہے؟"

"ٹھیک ہے۔ علاج میں کامیابی ہو رہی ہے۔ اس کا زہر بالکل ختم نہیں ہو سکتا لیکن کم ہو سکتا ہے۔ اُسے کسی حد تک نارمل بنایا جا رہا ہے۔"

وہ باتیں کرتے ہوئے اسپتال کے باہر آئے۔ اس نے کہا: "مَیں اپنے کاٹیج میں جا رہا ہوں۔ آپ بھی وہیں چل کر باتیں کر سکتے ہیں۔"

وہ پارس کی گاڑی میں آ کر بیٹھ گیا۔ پارس نے اس کے سیکیورٹی افسر سے کہا: "تم لوگ آرام کرو۔ انکل ادارے میں واپس جانا چاہیں گے تو تمھیں خیال خوانی کے ذریعے بلا لیں گے۔"

اُس نے گاڑی اسٹارٹ کی پھر اسپتال کے احاطے سے نکل کر کاٹیج کی طرف جانے لگا۔ اُس نے مین روڈ پر آ کر پوچھا: "آپ کوئی خاص بات کہنا چاہتے ہیں؟"

"میری خاص بات کا تعلق صرف میری بہن سے ہوتا ہے۔ وہ ہم سب سے اجنبی بن کر دُور ہوتی جا رہی ہے۔ ماسک مین اُسے جوجو سے مولیتا آند، دف بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑ رہا ہے۔ ان حالات میں تم اُسے بالکل بھول چکے ہو۔"

"ایسی بات نہیں انکل! آپ ماضی میں دیکھ چکے ہیں، مَیں جوجو کو سب سے زیادہ چاہتا ہوں۔ یہ چاہت کم نہیں ہو رہی ہے، بڑھتی جا رہی ہے۔"

"یہ کیسی محبت ہے کہ تم نے اُسے دشمنوں کے رحم و کرم پر چھوڑ رکھا ہے؟"

"مَیں چند گھنٹوں میں ثابت کر دوں گا کہ میری جوجو وہاں تنہا نہیں ہے۔ مَیں بھی اس کے ساتھ ہوں۔"

"یہ کیا کہہ رہے ہو؟"

"ایک ایسی بات ہے جسے مَیں آپ کو بھی بتانا نہیں چاہتا تھا لیکن آپ میری محبت پر شبہ کر رہے ہیں۔ اِدھر مَیں جوجو کے پاس پہنچنے..." وہ بات ادھوری چھوڑ کر بولا: "رہنے دیں۔ بات زبان سے نکلتے ہی پرائی ہو جاتی ہے۔"

"کیسی باتیں کر رہے ہو۔ کیا میری بہن کی بات میری زبان سے پرائی ہو جائے گی؟ ہرگز نہیں۔ تم جو بات چھپا رہے ہو اُسے مَیں بھی چھپا کر رکھوں گا۔"

"آپ جانتے ہیں، ہم سب ممّا کی اجازت کے بغیر کسی اہم معاملے میں اپنی مرضی سے کوئی قدم نہیں اُٹھاتے۔ مَیں نے کئی بار ذکر کیا۔ جوجو کے لیے پریشانیاں ظاہر کیں۔ وہاں جانے کا ارادہ کیا۔ لیکن ممّا نے یہ کہہ کر روک دیا کہ صبر کرو۔ وہاں جانا ضروری نہیں ہے۔ جوجو خود یہاں آئے گی۔"

آرمر نے کہا: "مجھے سونیا سے اختلاف ہے۔ مگر مَیں کیا کر سکتا ہوں، صرف خیال خوانی کے ذریعے بہن کو وہاں سے لا نہیں سکتا۔"

"اگر آپ میرا ساتھ دیں تو وہ آسکتی ہے۔"

"کیسے؟"

وہ کاٹیج میں پہنچ گئے۔ پارس نے کہا "آپ جانتے ہیں، ایک بار میں ممّا کو بتائے بغیر تل ابیب پہنچ گیا تھا۔ ان دنوں میں شیبا ممّی کے قاتلوں سے انتقام لینے کے لیے اندھا ہوگیا تھا۔ آج جوجو کی محبت میں اندھا ہو کر ممّا کو بتلائے بغیر ماسکو جارہا ہوں۔"

آرمر نے خوش ہوکر پوچھا "کب جا رہے ہو؟ کیا تم نے اچھی طرح سمجھ لیا ہے، کوئی مصیبت تو نہیں آئے گی؟"

"مصیبتیں آتی جاتی رہتی ہیں۔ اگر آپ ساتھ دیں گے تو..."

"میں دل سے، دماغ سے اور جی جان سے تمہارے ساتھ ہوں۔ بولو مجھ سے کیا کام لینا چاہتے ہو؟"

"میں آپ کو بھی ساتھ لے جانا چاہتا ہوں۔"

"مجھے؟ مگر میں جاؤں گا تو جلد ہی تمہارے وہاں جانے کا بھید کھل جائے گا۔"

"ہمارے جانے کے بعد ممّا کو اور ساری دنیا کو معلوم ہو جائے تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ جب ہم یہاں سے نکل جائیں گے تو ممّا واپس نہیں بلائیں گی۔"

"مجھے کیوں ساتھ رکھنا چاہتے ہو؟"

"میں چاہتا ہوں آپ دوسرے تمام فرائض چھوڑ کر صرف جوجو کے پاس رہیں۔ یہ اسی وقت ممکن ہے جب آپ میری طرح ادارے سے دور رہیں۔"

"ہم ماسکو کیسے جائیں گے؟"

"وہاں صرف میں جاؤں گا۔ آپ میرے ساتھ مغربی جرمنی تک چلیں گے۔ وہاں سب سے چھپ کر رہیں گے۔ ممّا اور علی تیمور وغیرہ سے رابطہ قائم نہیں کریں گے۔ جب ضرورت ہوگی تو انھیں بتایا جائے گا کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔"

پارس نے ایک جعلی پاسپورٹ اور ضروری کاغذات نکال کر دکھاتے ہوئے کہا "پاسپورٹ کی تصویر دیکھیں۔ میں اس کے بھیس میں ان کے کاغذات کے مطابق آسانی سے ماسکو پہنچ جاؤں گا۔ آپ راضی ہیں تو بتائیں یہاں کا ایک سرکاری افسر میرا رازدار ہے۔ وہ ایک گھنٹے کے اندر آپ کے لیے بھی جعلی پاسپورٹ اور دیگر کاغذات فراہم کر دے گا۔"

"بیٹے! تم میری جوجو کے لیے بہت بڑا قدم اٹھا رہے ہو۔ میں ہر قدم پر تمہارے ساتھ رہوں گا۔"

پارس نے ریسیور اٹھا کر کسی سے رابطہ قائم کیا۔ پھر اسے ایک جعلی پاسپورٹ، دیگر ضروری کاغذات اور تین گھنٹے بعد جانے والی فلائٹ کے ٹکٹ کے لیے کہا۔ پھر ریسیور رکھ دیا۔ بولا "یہاں آپ کے جن فرائض کی ادائیگی خیال خوانی کے ذریعے رہ گئی ہے۔ اُن سب کو نمٹا لیں۔ ممّا کو بتا دیں کہ آپ میرے پاس آرام کر رہے ہیں۔ یہاں سے چار پانچ گھنٹے بعد جائیں گے۔"

وہ بولا "ٹھیک ہے۔ اس طرح کسی کو یہاں سے ہماری روانگی کا شبہ نہیں ہوگا۔"

وہ خیال خوانی کے ذریعے سونیا سے رابطہ قائم کرنا چاہتا تھا۔ پارس نے کہا "ٹھہریے، آپ کس سے باتیں کرنے جا رہے ہیں؟"

"تمہاری ممّا سے۔"

"آپ کسی ضرورت کے وقت ہی اُن سے رابطہ قائم کرتے ہیں۔ کیا ابھی کوئی اہم بات ہے؟"

"ابھی تو نہیں ہے۔ چار یا چھ گھنٹے بعد جوجو کے پاس جاؤں گا پھر سونیا کو اس کے موجودہ حالات بتاؤں گا۔"

"بہتر ہے ابھی ممّا کے پاس نہ جائیں۔ انھیں اس بات پر شبہ ہو جائے گا کہ آپ اُن سے میرے پاس وقت گزارنے کی بات کیوں کہہ رہے ہیں۔ آپ مجھے جوجو کے موجودہ... حالات بتائیں۔"

وہ بتلانے لگا۔ ایک گھنٹے بعد اس کے لیے پاسپورٹ اور دیگر ضروری کاغذات آگئے۔ پاسپورٹ کی تصویر کے مطابق پارس نے آرمر کا میک اپ کیا۔ اس کے بعد اپنا بھی حلیہ تبدیل کیا۔ پھر ٹھیک وقت پر وہ ائیرپورٹ کے اس حصے میں پہنچ گئے جہاں سے چارٹرڈ طیارے پرواز کرتے تھے۔ وہ ایک طیارے میں سوار ہوئے۔ اُس طیارے کے مزید دو مسافر تھے۔ ایک پائلٹ اور دوسرا پارس کا خاص ملازم تھا۔ جب وہ طیارہ پرواز کرنے لگا تو ملازم نے دو گلاسوں میں ٹھنڈا مشروب پیش کیا پھر کہا "رات کا کھانا تیار ہے۔ جب آپ حکم دیں گے، حاضر کر دوں گا۔"

آرمر نے کہا "میں ذرا دیر سے کھاؤں گا۔ پارس بیٹے، تم میرا انتظار نہ کرو۔"

"میں جانتا ہوں انکل! آپ جوجو کے لیے پریشان ہیں۔ جب تک اس کی موجودہ بے ہوشی کا سبب معلوم نہیں ہوگا آپ کی بھوک اور نیند اُڑی رہے گی۔"

وہ دونوں پیتے رہے اور باتیں کرتے رہے۔ گلاس خالی ہوگئے۔ پارس نے کہا "پیارے انکل! آپ کی بھوک اُڑ چکی ہے، مگر نیند نہیں اُڑے گی۔ یہ مشروب ابھی آپ کو گہری نیند سُلا دے گا۔"

وہ خمار آلود آواز میں بولا "میں ابھی سونا نہیں چاہتا۔"

"بے وقوف! تمہارے نہ چاہنے کے باوجود نیند آئے گی۔"

آرمر کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔ اُس نے بڑی مشکل سے آنکھیں کھولتے ہوئے کہا "تم... تم مجھے بے وقوف کہہ رہے ہو۔ اپنے انکل کو بے وقوف کہہ..."

وہ آگے کچھ نہ کہہ سکا۔ آنکھیں بند ہوگئیں۔ بڑے آرام سے نیند اُسے لے ڈوبی۔

جبریل گرانٹ بڑا بے چین تھا۔ کبھی کمرے میں ٹہلتا تھا، کبھی ہوٹل کے باہر آکر دُور تک دیکھتا تھا کہ سوسانہ واپس آرہی ہے یا نہیں؟ اُسے کوئی جانی نقصان پہنچائے گا، یہ اندیشہ نہیں تھا۔ وہ ناراض ہو کر گئی تھی اور وہ بڑی شدت سے اس کی کمی محسوس کر رہا تھا۔

فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ اُس نے ریسیور اُٹھا کر ہیلو کہا۔ دوسری طرف سے آواز آئی "کیا تم مسٹر جبریل گرانٹ ہو؟"

"ہاں میں بول رہا ہوں۔"

"میں تاریخی کھنڈرات کا انچارج افسر بول رہا ہوں۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ تمہاری گرل فرینڈ سوسانہ یہاں اندھے کنوئیں میں گر پڑی ہے بلکہ چند... بدمعاشوں نے اُسے گرایا ہے۔ اُس کنوئیں کی گہرائی نامعلوم ہے۔ اندر زہریلی گیس کا امکان ہے۔ آج تک کسی نے اس کے اندر جانے کی جرأت نہیں کی۔"

وہ دہاڑتے ہوئے بولا "میں اندر جاؤں گا۔ میں ابھی آرہا ہوں۔"

وہ ریسیور کو پھینکتا ہوا، وہاں سے دوڑ لگاتا ہوا، راستے میں آنے والوں کو گراتا اور روندتا ہوا ہوٹل کے باہر آیا۔ پھر کار کی اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھ کر اسے اسٹارٹ کر کے تیزی سے ڈرائیو کرتا ہوا تاریخی کھنڈرات کی طرف جانے لگا۔

اس کے دماغ میں چھپے ہوئے مارٹن رسل نے اس کی سوچ میں کہا "مجھے کنوئیں کے اندر نہیں جانا چاہیے۔ اندر موت ہے اسی لیے وہاں کوئی نہیں جاتا۔"

"میری محبت وہاں گئی ہے۔ میں بھی جاؤں گا۔ وہ زندہ ہوگی تو اُسے واپس لاؤں گا ورنہ اس کے ساتھ مر جاؤں گا۔"

"زندگی کو جان بوجھ کر موت کے حوالے کرنا دانشمندی نہیں ہے۔"

وہ جھنجلا کر بولا "میں ایسا کیوں سوچ رہا ہوں۔ کیا میں اپنی سوسانہ کے بغیر زندہ رہنے کا تصور بھی کر سکتا ہوں؟"

مارٹن رسل چند لمحوں تک خاموش رہا پھر اس کی سوچ میں بولا "ہاں اُس کے بغیر مجھے زندہ رہنا چاہیے۔ انتقام لینے کے لیے زندہ رہنا چاہیے۔ بدمعاشوں نے میری سوسانہ کو اس کنوئیں میں گرایا ہے۔ میں ایک ایک کو کتے کی موت ماروں گا۔"

اس بار وہ غصے کو ذرا بھول کر غور کرنے لگا۔ "وہ بدمعاش کون ہو سکتے ہیں؟ انھیں میری سوسانہ سے کیا دشمنی ہو سکتی ہے؟"

دماغ میں چھپا ہوا شاطر جان بوجھ کر خاموش رہا۔ وہ جبریل کو اب اپنے طور پر سوچنے کا موقع دے رہا تھا۔ وہ کھنڈرات کے احاطے میں پہنچ گیا۔ اندھے کنوئیں کے پاس پولیس افسران اور سپاہی موجود تھے۔ وہ کار سے اُتر کر دوڑتا ہوا ان کے پاس آیا پھر بولا "میں جبریل گرانٹ ہوں۔ کیا سوسانہ کو اسی کنوئیں میں گرایا گیا ہے؟"

"ہاں اسی کنوئیں میں۔"

وہ تیزی سے چلتے ہوئے کنوئیں کے قریب جانے لگا۔ چند سپاہیوں نے اُسے روکنا چاہا۔ مگر اس کے ایک ہاتھ کے جھٹکے سے وہ سب دُور جا کر گر پڑے۔ ایک افسر نے ریوالور نکال کر کہا "رُک جاؤ ورنہ گولی مار دوں گا۔"

ایک جونیئر افسر نے کہا "سر! اس پر گولیاں اثر نہیں کرتی ہیں، یہ دھمکیوں سے نہیں رُکے گا۔"

وہ کنوئیں کی آہنی جالیوں پر چڑھ گیا تھا۔ وہاں کے انچارج نے کہا "ہم تمھیں اندر جانے سے نہیں روک سکیں گے۔ مگر پورے انتظامات کے ساتھ جاؤ تاکہ سوسانہ کو سنبھال کر اوپر لا سکو۔"

دوسرے افسر نے کہا "جلد بازی سے تم اُسے بچا نہیں سکو گے گیس ماسک پہن لو۔ ایک گیس ماسک اور سلنڈر فاضل رکھ لو۔ ٹارچ وغیرہ بھی ضروری ہے اس کے بعد کمر سے رسّہ باندھ کر اُتر جاؤ۔"

جبریل اپنے لیے کبھی احتیاطی تدابیر پر عمل نہ کرتا' فوراً کنوئیں میں چھلانگ لگا دیتا لیکن سوسانہ کو حفاظت سے لانے کے لیے وہ ذرا رُک گیا۔ قریبی دفتر کے اسٹور روم سے گیس ماسک، سلنڈر، ٹارچ اور رسّے وغیرہ لائے جا رہے تھے۔ ایک پولیس افسر نے ایک پاسپورٹ دکھاتے ہوئے کہا "یہ مسٹر پارس علی تیمور کا پاسپورٹ ہے۔ یہاں کنوئیں کے پاس پایا گیا ہے۔ کیا مسٹر پارس کو تم لوگوں سے کوئی دشمنی ہے؟"

جبریل نے افسر سے پاسپورٹ جھپٹ لیا۔ اُسے کھول کر دیکھا۔ اس میں پارس کی تصویر تھی۔ وہ گرج کر بولا۔ "کُتے! کمینے! میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ تیری بوٹی بوٹی جانوروں کو کھلاؤں گا۔"

مارٹن رسل نے اس کی سوچ میں کہا "پہلے مجھے پارس کو کُتے کی موت مارنا چاہیے۔ میں کنوئیں میں جاؤں گا اور زندہ واپس نہیں آؤں گا تو میری سوسانہ کا قاتل ہنستی کھیلتی زندگی گزارتا رہے گا۔ اُس کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ میں بھی جان سے جاؤں گا۔ شاید اس کا یہی منصوبہ ہے کہ میں سوسانہ کی لاش کنوئیں سے لانے کی حماقت میں خود مر جاؤں۔ نہیں۔ مجھے مرنا نہیں چاہیے۔"

کنوئیں میں اُترنے کا تمام سامان مہیا کر دیا گیا۔ اُس نے انچارج سے پوچھا "کیا اس کنوئیں میں پہلے کبھی کوئی نہیں گیا ہے؟"

"برسوں پہلے دو شخص پوری تیاری کے ساتھ گئے تھے۔ پھر لوٹ کر نہیں آئے۔ جو رسّہ کمر سے باندھ کر گئے تھے وہ کٹ گیا تھا۔ اس سے پہلے کی بھی تاریخی رپورٹ بتاتی ہے کہ یہ موت کا کنواں ہے۔ رومن شہنشاہ مجرموں کو آدھا مارتے تھے اور آدھا زندہ چھوڑ کر اس کنوئیں کے اندر پھینکوا دیتے تھے۔"

دوسرے افسر نے کہا "اب اس کنوئیں کے اندر جانا قانوناً منع ہے۔ لیکن تم ہمارے قابو میں نہیں آؤ گے۔ ہم تمھیں زخموں سے چور کر کے بھی اندر جانے سے روک نہیں سکیں گے۔ پھر کیوں نہ یہ تجربہ کیا جائے کہ جس پر تلوار اور بندوق کی گولیاں اثر نہیں کرتی ہیں، ایسا غیر معمولی شخص گہرائی میں جا کر واپس آ سکتا ہے یا نہیں؟"

جبریل نے پاسپورٹ کھول کر پارس کی تصویر دکھاتے ہوئے کہا "مجھ سے وعدہ کرو، میرے مرنے کے بعد اسے سزائے موت تک پہنچاؤ گے۔"

ایک افسر نے کہا "پارس فرانس کا باشندہ ہے۔ اگر وہ ہمارے ملک سے جا چکا ہے تو ہم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔"

جبریل نے غصّے سے کہا "میں کسی ملک کی سرحد کو تسلیم نہیں کرتا۔ وہ دنیا کے جس حصّے میں ہو گا' میں اسے تڑپا تڑپا کر ماروں گا۔"

وہ کنوئیں کی آہنی جالیوں سے اندر جھانک کر پکارنے لگا "سوسانہ! سوسانہ! کیا تم اپنے جبریل کی آواز سُن رہی ہو؟ مجھے جواب دو۔ مجھے کسی طرح بتاؤ کہ تم زندہ ہو۔"

ایسا کہتے وقت وہ چونک گیا۔ اُسے یاد آیا کہ.... سُپر ماسٹر کا خیال خوانی کرنے والا سوسانہ کے دماغ میں جا کر اُس کی زندگی اور موت کے بارے میں معلوم کر سکتا ہے۔ ذہن میں اس خیال کے ساتھ ہی وہ آہنی جالیوں پر سے اچھل کر سپاہیوں کے پاس آیا۔ سب لوگ پیچھے ہٹ گئے۔ اس نے پوچھا "یہاں ٹیلی فون ہے؟"

ایک افسر نے دفتر کی طرف اشارہ کیا۔ وہ دوڑتا ہوا دفتر کی عمارت میں آیا۔ وہاں پہلے کمرے میں جو پہلا ٹیلیفون نظر آیا اُسے جلدی سے استعمال کرتے ہوئے رابطہ قائم کرتے ہوئے بولا "میں جبریل گرانٹ بول رہا ہوں۔"

"یس سر! حکم دیجیے۔"

"ہاٹ لائن پر سُپر ماسٹر سے کہو میری سوسانہ ایک اندھے کنوئیں میں گر پڑی ہے اس کی زندگی کا سُراغ نہیں مل رہا ہے لہٰذا اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے کو فوراً میرے

دماغ میں بھیج دے۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے اندھے کنوئیں میں سوسانہ تک پہنچ سکے گا۔ جلدی کرو' مجھے دس منٹ کے اندر ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا چاہیے۔"

مارٹن رسل موجود تھا مگر خاموش تھا۔ جبریل نے سُپر ماسٹر کے جس ایجنٹ سے فون پر بات کی تھی اس کے دماغ میں جا کر بولا "سُپر ماسٹر کو تمام باتوں کا علم ہے۔ میں جبریل کے پاس جا رہا ہوں۔"

وہ دس منٹ کے بعد آواز اور لہجہ بدل کر آیا پھر انجان بن کر بولا "کیا سوسانہ اندھے کنوئیں میں ہے؟"

"ہاں۔ فوراً اس کے دماغ میں جاؤ۔"

"کیسے جاؤں۔ میں نے کبھی سوسانہ کی آواز نہیں سُنی۔"

"اوہ، یُو فُول! سُپر ماسٹر کے پاس ہم سب کی آواز اور لہجے کے کیسٹ موجود ہیں۔ جاؤ سوسانہ کی آواز سُن کر آؤ۔"

وہ دماغ سے نکل گیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد آ کر بولا "میں نے سوسانہ کی آواز کا کیسٹ سُنا تھا پھر اُس کے دماغ میں پہنچنے کی کوشش کی تھی لیکن افسوس اُس کا دماغ مُردہ ہو چکا ہے، وہ مر گئی ہے۔"

"نہیں۔" وہ پوری قوت سے گرجنے لگا "وہ نہیں مر سکتی۔ میں ساری دنیا کو مار ڈالوں گا۔"

اس نے بڑی سی میز کو اُلٹ دیا۔ بھاری بھرکم الماری کو اُٹھا کر پھینک دیا "میں کسی کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ پارس کے ایک ایک رشتے دار کو موت کے گھاٹ اُتاروں گا۔"

وہ گرجتا ہوا پولیس افسران کی طرف آیا۔ وہ لوگ دُور بھاگنے لگے۔ ایک نے کہا "مسٹر جبریل! رُک جاؤ۔ ہمیں نقصان پہنچانے سے تمھیں کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ تمھاری دشمنی پارس سے ہے، ہم سے نہیں ہے۔"

اس نے عمارت کے باہر کھڑی ہوئی کار کو ایک طرف سے اُٹھایا پھر اُسے دوسری طرف اُلٹ کر کہا "تم پولیس والے یہاں کیا کر رہے ہو؟ جاؤ اُسے تلاش کرو۔ مجھے معلوم ہونا چاہیے کہ وہ اس شہر میں ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہے تو بتاؤ وہ کہاں گیا ہے جو پولیس میں اس کا سراغ لگانے میں ناکام رہے گا میں اُسے جان سے مار ڈالوں گا۔"

ایک افسر دفتر میں جا کر امریکی سفیر سے فون پر کہہ رہا تھا "اگر آپ نے جلد سے جلد جبریل گرانٹ کو ہمارا ملک چھوڑنے پر مجبور نہ کیا تو ہم اُسے بم کے دھماکوں سے اُڑا کر اس پر تیزاب پھینکیں گے۔ ہمیں معلوم ہو چکا ہے کہ سوسانہ تیزاب کے ڈر سے ہی اندھے کنوئیں میں گئی تھی۔"

دوسری طرف سے یقین دلایا گیا کہ وہ گھنٹے بھر کے اندر ملک چھوڑ دے گا "اُس سے کہو، ائرپورٹ سے خبر ملی ہے، پارس فلاں فلائٹ سے پیرس چلا گیا ہے۔"

اُس افسر نے پولیس اسٹیشن میں اپنے ایک ماتحت افسر کو فون کر کے یہی بات سمجھائی پھر ہدایت کی کہ وہ پانچ منٹ کے بعد یہاں فون کرے۔ اس کے بعد اس نے جبریل کو بُلا کر کہا "مسٹر! ہم نے سارے شہر کی ناکا بندی کر دی ہے۔ وہ جس راستے سے بھی بھاگنا چاہے گا ہمیں خبر ہو جائے گی۔"

"کب خبر ہو گی؟" اُس نے میز پر گھونسا مارا۔ میز کا وہ حصّہ ٹوٹ گیا۔ ٹیلیفون اُچھل کر اِدھر سے اُدھر ہو گیا۔ افسر اپنی جان بچانے کے لیے کرسی سمیت پیچھے کی طرف اُلٹ گیا۔ مارٹن رسل نے اس کی سوچ میں سمجھایا "یہ میں کیا کر رہا ہوں۔ کیا غصّہ کرنے سے دشمن کی گردن ہاتھ میں آ جائے گی۔ ہرگز نہیں، قانون کے محافظوں کو نقصان پہنچاؤں گا تو یہ بے چارے سہم جائیں گے۔ جیسے میری مدد کرنی چاہیے ویسے نہیں کر سکیں گے۔"

فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ افسر نے رسیور اٹھا کر دوسری

طرف کی بات سُنی پھر کہا: "پلیز یہی بات مسٹر جبریل گرانٹ کو بتاؤ۔"

جبریل نے اس سے ریسیور لے کر کان سے لگایا۔ پھر غرّا کر پوچھا: "کون ہے، کیا بات ہے؟"

دوسری طرف سے آواز آئی "میں ایک پولیس افسر ہوں۔ ائیرپورٹ سے بول رہا ہوں۔ پارس علی تیمور آدھا گھنٹہ پہلے جا چکا ہے۔"

"کہاں گیا ہے؟"

"پیرس۔ وہ اپنے چارٹرڈ طیارے میں گیا ہے۔"

اُس نے ریسیور کو ٹیلی فون پر پٹخ دیا پھر اُسے اُٹھا کر سُپر ماسٹر کے ایجنٹ سے بات کرنا چاہتا تھا لیکن وہ فون اس کے پٹخنے کے باعث ٹوٹ گیا تھا۔ تار بھی الگ ہو گیا تھا وہ اُسے اُٹھا کر پھینکنا چاہتا تھا" مارٹن رسل نے کہا: "میں تمہارے دماغ میں بڑی دیر سے ہوں اور تم غصّے میں میری موجودگی کو محسوس نہیں کر رہے ہو۔ بائی دی وے میں نے تمہارے خیالات پڑھ لیے ہیں۔ تم بھی ایک طیارہ چارٹرڈ کر کے پیرس پہنچنا چاہتے ہو۔"

"میں ائیرپورٹ جا رہا ہوں۔ ابھی طیارہ چارٹرڈ کراؤ۔ میں یہاں ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کروں گا۔ جب تک پارس کو قتل نہیں کروں گا ایک دانہ مُنہ میں نہیں ڈالوں گا۔ ایک گھونٹ پانی بھی نہیں پیوں گا۔"

"سُنو جبریل! تمہارے روبرو آنے والے تم سے خوف زدہ رہتے ہیں۔ مجھے تم سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اس لیے سمجھاتا ہوں غصّہ تھوک دو۔ پارس بہت چالاک ہے۔ وہ تمہارے غصّے کو ہتھیار بنا کر تمھیں شکست دے گا۔"

"بکواس مت کرو۔ میری روانگی کا انتظام کرو۔"

"جب تک غصّہ کرو گے، میں تمہارے لیے کچھ نہیں کروں گا۔"

"تم مجھے اور غصّہ دلا رہے ہو۔"

"میں تمہاری بھلائی کے لیے سمجھا رہا ہوں۔ دنیا کا کوئی بھی شہ زور غصّے کی حالت میں کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔"

وہ غصّے سے چلتا ہوا اپنی گاڑی میں آ کر بیٹھتے ہوئے بولا: "اب میں سُپر ماسٹر کے ایجنٹ کے ذریعے طیارہ چارٹرڈ کراؤں گا۔"

"اگر تم پُرسکون نہیں رہو گے اور جوش و جنون میں جاؤ گے تو میں پارس کو تمہاری آمد کی اطلاع دوں گا۔ وہ پیرس چھوڑ کر کسی دوسری جگہ چلا جائے گا تم اُسے کبھی تلاش نہیں کر سکو گے۔"

"میں تمہاری گردن توڑ دوں گا۔ میرے سامنے آؤ۔"

"بچکانہ باتیں نہ کرو، غصّہ تھوک دو۔"

وہ تیزی سے کار ڈرائیو کر رہا تھا۔ دماغ میں گرمی بھری ہوئی تھی۔ سر چکرا رہا تھا۔ مارٹن رسل نے اس کے دماغ کو ذرا بہکا دیا۔ گاڑی کا اسٹیئرنگ بہک گیا۔ وہ ایک دکان کے شیشوں کو توڑتی ہوئی اندر گھس گئی۔ ایسے حادثے اُسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے لیکن دکان کو لاکھوں کا نقصان پہنچا۔ سیلز گرل اور دکان دار زخمی ہوئے۔ مارٹن نے کہا: "اب تم پر کیس ہو گا۔ مقدمہ چلے گا۔ یہاں سے فرار ہونا چاہو گے تو اپنی طاقت سے چند لوگوں کو نقصان پہنچاؤ گے لیکن اس ملک کی سرحد کو پار نہیں کر سکو گے۔"

"مجھے سپر ماسٹر یہاں سے نکالے گا۔"

"سپر ماسٹر نے تمہاری مدد کے لیے مجھے یہاں بھیجا ہے اور تاکید کی ہے جب تک تم غصّہ کم نہیں کرو گے خود کو نارمل نہیں رکھو گے میں تمھیں پارس سے مقابلے کی اجازت نہیں دوں گا۔ تمہارے راستے میں ایسی رکاوٹیں پیدا کرتا رہوں گا۔"

کتنے ہی سپاہی رائفلیں تان کر اُسے چاروں طرف سے گھیر رہے تھے۔ جبریل ٹھنڈا پڑ گیا۔ اب عقل آئی کہ کتنے سپاہیوں کو مارے گا۔ اگرچہ گولیوں سے نہیں مرے گا لیکن زخمی ہوتا رہے گا۔ پیرس پہنچنے میں دیر ہوتی رہے گی۔

مارٹن نے کہا: "اب تم نارمل ہو کر درست بات سوچ رہے ہو۔ میں نے کار کے حادثے کا ایک نمونہ پیش کیا ہے۔ جس طیارے میں تم جاؤ گے اس کے پائلٹ کو اپنے قابو میں رکھوں گا اور جب چاہوں گا تمھیں آسمان کی بلندی سے نیچے گرا دوں گا۔ میں تمہارے راستے کا پتھر بھی ہوں اور پھول بھی، نارمل رہ کر مجھے پھول بنائے رکھو۔"

"میں وعدہ کرتا ہوں، غصّہ نہیں کروں گا۔ اس مصیبت سے نجات دلاؤ۔"

مارٹن نے ایجنٹ کو بلا کر دکاندار اور پولیس والوں کو یقین دلایا کہ تمام نقصانات کا بھرپور معاوضہ ادا کیا جائے گا۔ مسٹر جبریل کو حراست میں نہ لیا جائے۔ بہرحال اُسے قانون کی گرفت سے بچا کر روم سے پیرس کی طرف روانہ کر دیا۔ اسے سوسانہ سے الگ کرنے کے لیے سپر ماسٹر کے آدمیوں کو بڑی دشواریوں سے گزرنا پڑا تھا اور اتنی دشواریوں اور قاتلانہ منصوبوں کے باوجود وہ زندہ تھی۔

جب اُس پر تیزابی سرنج کے ذریعے حملے کیے جا رہے تھے تب سپر ماسٹر کا ٹیلی پیتھی جاننے والا کینی پال ان حملہ آوروں میں سے ایک کے دماغ میں تھا اور اس موقع کے انتظار میں تھا کہ سوسانہ بُری طرح زخمی ہو پھر اس کے دماغ میں جگہ ملے۔ تیزاب کا ایک چھینٹا بھی اس کے بدن پر پڑتا تو وہ اذیت میں مبتلا ہو جاتی لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ وہ آخر وقت تک تیزاب سے بچتی رہی اور یوں بچنے کے لیے ہی اس نے موت کے کنوئیں میں چھلانگ لگا دی تھی۔

کینی پال نے اس کی چیخیں سنتے ہی خیال خوانی کی چھلانگ لگائی اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اُس کے آس پاس گہری تاریکی تھی اور پتا نہیں کتنی گہری پستی تھی کہ وہ چیخیں مارتی ہوئی نیچے چلی جا رہی تھی اور پستی کی طرف موت کا بلاوا ختم نہیں ہو رہا تھا۔ آخر وہ ایک دلدل میں جا کر گری۔ کینی پال یقین سے نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ دلدل ہے۔ کیوں کہ دلدل میں دھنسنے والے اپنے زور پر اُٹھ نہیں سکتے بلکہ جتنا زور لگاتے ہیں، دھنستے چلے جاتے ہیں۔ حیرانی کی بات تھی کہ وہ اُٹھ کر بیٹھ گئی تھی پھر گردن تک دھنسنے لگی تو اُٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اس کے بعد اس نے کینی پال کو محسوس کیا تو سانس روک لی۔ وہ دماغ سے باہر نکل آیا۔

اُس نے دوسری بار خیال خوانی کی پرواز کی لیکن وہ پرواز نہ کر سکا۔ اُسے یہ معلوم کرنے کی بے چینی تھی کہ سوسانہ اتنی بلندی سے نامعلوم پستی میں گر کر کیسے بچ گئی اور اب وہاں کیا کر رہی ہے؟ اس نے پھر ایک بار پھر خیال خوانی کی پرواز کی، پرواز کرتے ہی جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔

تب میں نے کہا: "کینی پال! آرام سے بیٹھے رہو۔ سوسانہ کے پاس جانا چاہو گے تو کھوپڑی کے اندر زلزلے پیدا کر دوں گا۔"

وہ سہم کر خلا میں تکنے لگا۔ اُسے تنویمی عمل یاد آ گیا تھا اور وہ اپنے عامل کو دماغ سے نکال دینے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے عاجزی سے کہا: "مجھے سوسانہ کے پاس جانے دو۔ اگر میں اُس کے متعلق سپر ماسٹر کو صحیح رپورٹ نہیں دوں گا تو اُسے شبہ ہو گا کہ میں کسی کے زیر اثر آ گیا ہوں اور اپنے سُپر ماسٹر کے منصوبوں کو اپنے عامل پر ظاہر کر رہا ہوں۔"

میں نے کہا: "تم اپنے ماسٹر کو رپورٹ دے سکتے ہو کہ سوسانہ کا دماغ تاریکیوں میں ڈوب گیا ہے۔ اس کے باوجود دماغ میں جگہ مل رہی ہے۔ وہ زندگی اور موت کے درمیان ہے۔ میں ابھی آ کر تم سے باقی باتیں کروں گا۔"

میں اُسے چھوڑ کر سوسانہ کے پاس پہنچ گیا۔

جب سوسانہ نے فرانسیسی سفیر کے پاس پہنچ کر پارس سے فون پر گفتگو کی تھی، تب پارس میرے ہی پاس کاٹیج میں تھا۔ اس نے مجھے سوسانہ کے حالات بتائے۔ میں نے کہا: "فکر نہ کرو۔ میں اُس کے دماغ میں رہوں گا لیکن اس سے پہلے تمھیں بھی احتیاطاً روپوش رہنا چاہیے۔"

پارس نے کہا: "میں سمجھ رہا ہوں۔ سُپر ماسٹر کو یقین ہو گیا ہے کہ میں سوسانہ کی طرح جبریل کو بھی دوست بنا لوں گا۔ لہٰذا وہ مجھ پر قاتلانہ حملے کرا سکتا ہے۔"

"تم حلیہ بدل کر روم جا سکتے ہو۔ سوسانہ کو تمہاری .... ضرورت ہے۔"

"میں روانگی کی تیاری کرتا ہوں، آپ مجھے اس کے حالات بتاتے رہیں۔"

میں نے اُس وقت سوسانہ کے پاس آ کر دیکھا تو کتنے ہی دشمن ہاتھوں میں سرنج لیے اُسے گھیرنے کے لیے مختلف گلیوں سے آ رہے تھے۔ وہ اُن سے بچتی ہوئی کھنڈرات میں پہنچ گئی تھی۔ اندھے کنوئیں کے پاس لڑائی کے دوران میں نے کتنے ہی سرنج والوں سے اُسے بچایا۔ لیکن اس وقت مجبور ہو گیا جب وہ آہنی جالی کو پکڑ کر کنوئیں کے اندر لٹک گئی تھی۔ دشمن تیزاب کی پچکاری چھوڑ رہے تھے۔ وہ تیزاب سے گلنے اور مرنے والی تھی۔ ایسے وقت میرے دماغ میں ایک ہی بات آئی کہ جو ٹائم بم کے دھماکے سے نہیں مری۔ ٹکڑے ہو کر بھیر نہیں گئی، ہو سکتا ہے اندھے کنوئیں میں جا کر اپنی جان بچا لے۔ اس خیال کے ساتھ ہی میں نے آہنی جالی سے اس کی گرفت ڈھیلی کر دی اُسے کنوئیں کی گہری پستی میں پہنچا دیا۔

مجھے یقین تھا کہ کینی پال ایسے وقت پھر اس کے دماغ میں جگہ بنانے آئے گا۔ جب مجھے اطمینان ہو گیا کہ سوسانہ گہرائی میں پہنچ کر بھی سلامت ہے تو میں کینی پال کو واز نہ دینے گیا۔ میرا تنویمی عمل اس کے گلے میں ہڈی کی طرح اٹک گیا تھا۔ نہ مجھے اُگل سکتا تھا، نہ نگل سکتا تھا اور نہ ہی سپر ماسٹر کو بتا سکتا تھا کہ وہ میرا غلام بن چکا ہے۔

میں کینی پال کا راستہ روک کر پھر سوسانہ کے پاس آیا۔ وہ دلدل میں چل رہی تھی اور کنوئیں کی دیواروں کو ٹٹول رہی تھی۔ گہری تاریکی میں کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ دلدل میں چلنا ممکن نہیں ہوتا چوں کہ قدموں تلے سخت زمین تھی اس لیے وہ غیر معمولی قوت کے بل پر دلدل کو چیرتی ہوئی گھوم گھوم کر دیوار کو ٹٹولتی

جا رہی تھی۔
ایک جگہ دیوار کی ایک اینٹ ڈھیلی تھی۔ وہ اُس پر سے ہاتھ پھیرتی ہوئی آگے بڑھنا چاہتی تھی، مَیں نے اُسے روک دیا۔ اس کی سوچ میں کہا "یہ ایک اینٹ ڈھیلی کیوں ہے؟ اسے باہر نکال کر آزمانا چاہیئے کوئی خاطر خواہ نتیجہ حاصل ہوسکتا ہے۔"
اس خیال کے تحت اس نے اینٹ کو ذرا ہلایا پھر زور لگا کر اپنی طرف کھینچ لیا۔ اینٹ دیوار سے نکل کر ہاتھ میں آگئی۔ مَیں نے اس کی سوچ میں کہا "اس اینٹ کی جگہ ہاتھ ڈال کر دیکھنا چاہیے۔"
اس نے خلاء میں ہاتھ ڈالا۔ ایک آہنی کَل پر ہاتھ پڑا۔ وہ اُسے دائیں بائیں گھمانے لگی۔ کوئی نتیجہ نہ نکلا لیکن اُس آہنی کَل کا کوئی مقصد تو ہوگا۔ اُس تاریخی اندھے کنوئیں کی گہرائی میں کون وہاں پہنچا تھا؟ کس نے وہ آہنی کَل وہاں لگائی تھی۔ آج کے ترقی یافتہ سائنسی دَور میں تاریخی عمارتیں، اُن عمارتوں کے تہ خانے اور اندھے کنوئیں پُراسرار نہیں رہے۔ آثارِ قدیمہ کے ماہرین کو حکومت کے وسیع ذرائع وہاں تک پہنچا دیتے ہیں۔ جن ممالک میں ذرائع محدود ہوتے ہیں وہاں کے اسمگلر اور دوسرے جرائم پیشہ افراد اُن زیرِ زمیں حصّوں میں پہنچ جاتے ہیں۔ سوسانہ نے اُس آہنی کَل کو پوری قوت سے اپنی طرف کھینچا تو ہلکی سی سرسراہٹ کی آواز آئی۔ کوئی چیز ایک جگہ سے دوسری جگہ سرک رہی تھی۔
وہ دونوں ہاتھ پھیلا کر دیوار کو ٹٹولنے لگی۔ ایک جگہ خلاء محسوس ہوا۔ گہری تاریکی میں آنکھیں کام نہیں کر رہی تھیں۔ ہاتھ راہنمائی کر رہے تھے۔ وہ خلاء اتنا بڑا تھا جس میں سے وہ گزر سکتی تھی۔ اس نے سنبھل کر وہاں قدم رکھا۔ ایک اندھی کی طرح دونوں ہاتھ بڑھا کر آگے جانے لگی۔ آگے کوئی رکاوٹ نہیں تھی مگر کوئی مصیبت پیش آسکتی تھی۔ وہ چلتے چلتے رُک گئی۔ پھر وہی سرسراہٹ کی آواز سُنائی دی۔
اُس نے پیچھے گھوم کر اندازہ لگایا کہ اندھے کنوئیں کی جو دیوار سرک گئی تھی، وہ پھر سرسراہٹ کی آواز کے ساتھ برابر ہوگئی ہے۔ وہ کنوئیں کے دائرے سے نکل کر کسی زیرِ زمیں حصّے میں آگئی تھی۔ اس کا اندازہ غلط نہیں تھا۔ آنکھوں کو اندھا کر دینے والے اندھیرے میں کسی نے گہری سرگوشی میں پوچھا۔ "کون ہو تم؟"
وہ خاموش رہی۔ آواز کی سمت کا اندازہ کرنے لگی۔ چوں کہ سرگوشی دُور تک گونجتی گئی تھی اس لیے اندازہ نہ ہوسکا کہ بولنے والا کہاں ہے؟
پھر وہی دھیمی سی آواز آئی۔ "جواب دو، کون ہو؟"
سوسانہ نے پوچھا "تم کون ہو؟ مَیں کہاں پہنچ گئی ہوں؟"
"جہاں بھی ہو، تمھیں باہر جانے کا کوئی راستہ نہیں ملے گا۔"
"جب مَیں آنے کا راستہ... لیتی ہوں تو جانے کا راستہ بھی نکال لیتی ہوں۔"
"ہم حیران ہیں کہ تم کنوئیں کی بلندی سے گر کر بھی سلامت ہو اور بڑی دلیری سے چہک رہی ہو۔"
"میرا خیال ہے تم لوگ مجھے دیکھنا پسند کرو گے؟"
"بے شک تمھیں دیکھیں گے۔ آج تک ہم نے یہاں آنے والوں کی لاشیں دیکھی ہیں۔ تمھاری بھی لاش دیکھیں گے کیوں کہ ہم کسی کو اپنی صورت نہیں دکھاتے ہیں۔"
"میری لاش دیکھنے کے لیے مجھے مارنا ہوگا۔ مارنے کے لیے روشنی کی ضرورت ہوگی۔ کیا میری آواز کی سمت گولی چلاؤ گے؟"
اسی لمحے کھٹاک کی آواز کے ساتھ ایک گولی آکر اُس کے جسم میں پیوست ہوگئی۔ سائیلنسر لگا ہوا ریوالور استعمال کیا گیا تھا۔ کسی نے ہنستے ہوئے کہا "مَیں اندھیرے میں آواز کی سمت صحیح نشانہ لگاتا ہوں۔ آج تک میرا نشانہ خطا نہیں ہوا۔ افسوس تم اندھے کنوئیں سے تو بچ گئیں، اندھی موت سے نہ بچ سکیں۔"
تھوڑی دیر تک خاموشی رہی۔ پھر اُسی آواز نے کسی کو حکم دیا۔ "لائٹ آن کرو۔"
وہ اچانک روشنی میں نہا گئی۔

اس دلچسپ داستان کے باقی واقعات
تئیسویں حصّے میں ملاحظہ فرمائیے۔